تصانیفِ احمدیہ

حصہ اول　　جلد اول

مشتمل بر

کتب و رسائل مذہبی

سنہ ۱۳۱۳ نبوی

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام لالہ گلاب راے چھپی

سنہ ۱۳۰۰ ہجری　　سنہ ۱۸۸۳ ع

فہرست

کتب و رسائل جو اس جلد میں شامل ہیں

نام کتاب — صفحہ

(۱) — جلاء القلوب بذکر المحبوب ... ۳

(۲) — تحفہ حسن — یعني ترجمہ باب دہم تحفہ اثنا عشریہ متعلق مطاعن حضرت ابوبکر و ترجمہ باب دوازدہم — تولا و تبرا ... ۲۴

(۳) — کلمۃ الحق — در بیان حقیقت پیري و مریدي ... ۷۸

(۴) — راہ سنت در رد بدعت ... ۹۴

(۵) — تمیمہ — در بیان مسئلہ تصور شیخ یزدان فارسي ... ۱۳۸

(۶) — ترجمہ دیباچہ و دو سہ فصل از کیمیاے سعادت ... ۱۴۴

(۷) — تبیین الکلام حصہ اول — یعني مقدمات عشرہ تفسیر توریت و انجیل ۱۵۶

(۸) — تبیین الکلام حصہ دوم — یعني تفسیر یازدہ باب توریت ... ۳۰۲

تصانیفِ احمدیّہ

حصہ اول

مشتمل بر کتب و رسائل مختلفہ

تمہید

بہت لوگ ہیں جو دنیا کے انقلابوں کو دیکھتے ہیں ' اور کم ہیں جو اُس پر غور
کرتے ہیں مگر بہت کم ہیں جو خود اپنے خیالات کے انقلابوں کو دیکھیں اور اُن کے سببوں
کو سمجھیں سوچیں — اگر کوئی شخص اپنی تمام زندگی کی باتوں کو یاد کرے اور سمجھے
تو جانیگا کہ اُس کے خیالات میں ایسے عجیب ، عجیب انقلاب ہوئے ہیں کہ ویسے دنیا کی
کسی اور چیز میں نہیں ہوئے — اگر پہلا خیال بغیر سوچے سمجھے تقلید و اعتقاد و تمدن و
معاشرت کی وجہہ سے قائم ہوا تھا ' پھر اُسی طرح اور اُنہی اسباب سے اُس میں انقلاب
ہوا ہے' تو خیال ہوسکتا ہے کہ دونوں بیہودہ اور بے بنیاد تھے ' اور اگر اُن دونوں کے لیئے
یا دونوں میں سے ایک کے لیئے کوئی معقول بنا تھی ' تو اُس کے سببوں پر غور کرنا اور
اِسباب کو سمجھنا کہ پہلے خیالات کس بات پر مبنی تھے' اور حال کے خیالات کس پر مبنی
ہیں' اور ان دونوں بناؤں میں سے کون سی بنا زیادہ تر سچ اور زیادہ تر مستحکم ہے' انسان
کے لیئے نہایت مفید ہے *

دنیا کے تمام خیالوں میں مذہبی خیال ایسا ہے جو انسان کے دل پر سب سے
زیادہ اثر کرتا ہے — بہت کم برائیاں (جو دنیا میں عموما برائیاں مان لی گئی ہیں)
ایسی ہونگی جن کا کرنے والا کبھی نہ کبھی اُن کی برائی کو خیال نکرے' مگر یہہ مذہبی
خیال ایسا ہے ' کہ اُسکے سبب سے انسان ہزاروں برائیاں کرتا ہے' اور پھر کبھی اُسکو برا
نہیں سمجھتا ' ایسے خیال میں کسی قسم کا انقلاب پیدا ہونا سب سے زیادہ توجہہ کے
قابل ہے *

گو مجھکو علمی لیاقت کچھہ نہیں ہے' اور میرا درجہ ایک جاہل آدمی سے شاید
ہی کچھہ زیادہ ہو ' لیکن اللہ پن ہی سے سوچنے والی طبیعت تھی — جب حیوانی
زندگی سے طبیعت نے دوسری طرف پلٹا کھایا' تو اُسکی کروٹ بجز مذہبی کروٹ کے اور کیا
ہوسکتی تھی — اور وہ پہلو بجز اُس پہلو کے جو عام تھا اور جس پر سب کا یقین تھا
اور کیا ہوسکتا تھا ' مگر سوچنے والی طبیعت ہردم ساتھہ تھی' اور وہی تمام انقلابوں کا باعث
ہوئی ' اور اُسی نے اُس سچائی تک پہنچایا جس کو میں ٹھیٹ اسلام یقین کرتا ہوں' گو
کہ رسمی مسلمان اُس کو ٹھیٹ کفر سمجھتے ہوں — اِس عرصہ میں متعدد مذہبی
کتابوں کے لکھنے کا اتفاق ہوا جو ہر ایک وقت کے خیالات کے مطابق ہیں ' اُن سب کا
بہ ترتیب جمع کرنا گویا اُن تمام زمانوں کے خیالات کو بہ ترتیب سامنے رکھنا ہے' جس سے
شاید خود مجھکو اور آیندہ آنے والی نسلوں کو فائدہ ہو — پس میں اپنی تصنیفات کے
اِس حصہ میں مذہبی کتابوں اور رسالوں کو ایک جگہہ جمع کرتا ہوں *

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلاء القلوب بذکر المحبوب

مؤلفہ سنہ ۱۲۵۸ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۲ع

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم المرسلین و آلہ الطیبین الطاہرین و اصحابہ نجوم الدین - افضل الاذکار ذکر النبي صلی اللہ علیہ وسلم - دنیا میں سب سے اچھي یہہ بات ھی کہ اپنے پیارے نبي کا ذکر کیجیئے اور ھردم اُس کے نام پر دم دیجیئے

بیت

دل و جانم فدایت یا محمد * سر من خاک پایت یا محمد

اللھم صلی علی محمد و آل محمد ، سبحان اللہ کیا ذات پاک رسول رب العالمین ھی کہ اُسکے جمال با کمال سے عالم منور ھوا ، اور اُسکے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے زمین نے آسماں پر ناز کیا ـــ

نظم

محمد کافرینش ھست خاکش * ھزاراں آفریں برجان پاکش

چراغ افروز چشم اھل بینش * طراز کارگاہ آفرینش

سرو سر خیل میداں وفا را * سپہ سالار و سرخیل انبیارا

مرقع برکش نر مادہ چند * شفاعت خواہ کار افتادہ چند

ریاحین بخش باد صبحگاھی * کلید مخزن گنج الٰھي

صل علی ، کیوں نہ ھم ناز کریں اپنے مقبول نبي پر ، جسکي اُمت میں ھونے کی نبیوں نے آرزو کي ، اور اُس کی دربانی فرشتوں نے چاھي ـــ

نماند بعصیاں کسی درگرو * کہ دارد چنیں سید پیشرو

اللہ تعالی نے اُس کا نام نبي الرحمۃ رکھا ، اور اُس کے تئیں اُمت کی شفاعت کا اختیار دیا ، اُسکے اشارہ سے شق القمر ھوا ، اُس کي ذات پاک سے چراغ ھدایت روشن ھوا ، مژدہ ھو کہ ھمارے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف محمد ھی یعني اللہ اور جمیع مخلوقات کا ممدوح - اللھم صل وسلم علی محمد و آل محمد - اور آپ کے والد ماجد کا نام

عبداللہ اور آپ کے دادا کا نام عبدالمطلب اور آپ کے پردادا کا نام هاشم هی اور آپ کی جناب والدہ ماجدہ کا اسم مبارک آمنہ بنت وهب هی کہ وہ بهی قریشی هیں *

بیان ولادت

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاول کے مهینے میں پیر کے دن پیدا هوئے هیں' اللهم صل وسلم علی محمد و آل محمد - جس رات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظهور فرمایا انوار الهی ظاهر هوئے اور کسری کہ کافروں میں بهت بڑا عظیم الشان بادشاہ تها اور هزاروں برس سے اُس کے گهرانے میں بادشاهی چلی آتی تهی اُسکا محل لرز گیا اور چودہ کنگورے اُسکے گر پڑے (بیت)

چو صیتش در افواہ دنیا فتاد * تزلزل در ایوان کسری فتاد

اور فارس کا آتشکدہ کہ هزار برس سے اُس میں آگ جلتی رهتی تهی اور فارس کے آتش پرست اُسی کو پوجا کرتے تهے دفعۃ بجهہ گئی' اور ساوہ کے چشمہ میں ایک بوند پانی نرها' حلیمہ † بنت ابی ذویب اور ‡ ثویبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دودہ پلایا اور ام ایمن § نے آپ کو پالا - اللهم صل وسلم علی محمد و آل محمد - جب کہ آپ کا سن مبارک چار برس کا هوا آپ کی والدہ ماجدہ نے انتقال فرمایا اور آپ کے والد ماجد آپ کے پیدا هونے سے پهلے رحلت فرما چکے تهے اور عبدالمطلب آپ کے دادا آپ کی پرورش کرنے لگے' جب کہ آپ آٹهہ برس اور دو مهینے کے هوئے آپ کے دادا نے بهی رحلت فرمائی' پهر ابوطالب آپ کے چچا نے آپکی پرورش کی - اللهم صل وسلم علی محمد و آل محمد - اور جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سن مبارک بارہ برس دو مهینہ دس روز کا هوا اپنے چچا ابوطالب کے ساتهہ آپ نے شام کی طرف سفر کیا' جب بصری ‖ میں پهونچے ایک نصرانی فقیر نے کہ اُسکا نام ¶ بحیرا تها آپکو دیکها اور جو پتے کہ کتابوں سے اُسکو

---

† حلیمہ سعدیہ بسبب دودہ پلانے کے آپ کی ما هیں آپ انکی بهت تعظیم کیا کرتے تهے چنانچہ ایک دفعہ حنین میں آپ کے پاس آئیں آپ اوٹهے اور اپنی چادر اُنکے لیئے بچهائی اور وہ اُسپر بیٹهیں -

‡ ثویبہ ابی لهب کی لونڈی هیں اور آپ کو اور حضرت حمزہ کو دودہ پلایا هی اور آپ انکی بهی تعظیم کرتے تهے —

§ اُم ایمن ان کا نام برکۃ هی پهلے عبید حبشی کے نکاح میں تهیں اُس سے ایمن لڑکا پیدا هوا اس واسطے امِ ایمن کهنے لگے بعد اُسکے زید بن حارث سے نکاح کیا اور اُن سے اُسامہ پیدا هوئے اس واسطے امِ اُسامہ بهی کهتے هیں اور آپ اُنکو ما کهتے تهے اور همیشہ اُن کے گهر جاتے تهے اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر بهی ان کے گهر زیارت کو جایا کرتے تهے -

‖ بصری - کهبلی - شام کے پاس ایک شهر هی —

¶ بحیرا علماء نصاری میں سے تها کہ سب چیز چهوڑ کر گوشہ اختیار کیا تها —

معلوم تھے اُن سے پہچانا ، اور آنحضرت صلی‌اللہ علیہ وسلم کے آگے حاضر ہوکر آپ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ " یہہ اللہ تعالی کا رسول ہی اور خدا تعالی آپکو بھیجیگا تاکہ سب جہان پر رحمت عام ہو ، اور بحیرا نے کہا کہ جب آپ یہاں تشریف لائے ہیں اُس وقت سب درختوں نے اور پتھروں نے آپ کو سجدہ کیا اور نبی کے سوا اور کسی کو پتھر اور درخت سجدہ نہیں کرتے ، اور اپنی کتابوں میں آپ کی بہت سی نشانیاں پاتا ہوں ، بعد اس کے ابوطالب سے کہا کہ شام میں یہودی بہت سے ہیں اپ کا وہاں لیجانا مناسب نہیں مبادا آپکو ایذا دیویں ، ابوطالب نے آپ کو اولٹا مکہ میں بھیجدیا ۔ اللہم صل وسلم علی محمد و آل محمد ۔ بعد اُس کے دوسری دفعہ † میسرہ کے ساتھہ آنحضرت صلی‌اللہ علیہ وسلم نے شام کی طرف کوچ فرمایا ، جب کہ شام میں پہونچے ایک نصرانی فقیر کے تکیہ کے پاس ایک درخت کی سایہ میں اُترے ، اُس نصرانی فقیر نے کہا کہ اس درخت کے نیچے پیغمبر کے سوا اور کوئی نہیں اُترا ، اور میسرہ کہتا تھا کہ دو پہر کے وقت جب گرمی کی شدت ہوتی تھی تو دو فرشتہ آنکو آپ پر سایہ کرتے تھے ۔ اللہم صل وسلم علی محمد و آل محمد ۔ جناب پیغمبر خدا صلی‌اللہ علیہ وسلم نے اس سفر سے پھر کر حضرت خدیجہ بنت خویلد سے نکاح کیا ، اور اس زمانہ میں آپکا سن شریف پچیس برس کا تھا ، جب کہ آپ پینتیس برس کے ہوئے کعبہ کی عمارات کو درست کیا اور اپنے ہاتھہ سے حجر اسود کو رکھا ، اور جب کہ آپکی عمر چالیس برس کی ہوئی اللہ تعالی نے آپ کے پاس جبرئیل کو بھیجا اور وحی نازل کی ، اور ساری خلقت پر نبی کیا ، ظہور نبوت کا زمانہ جب کہ قریب آیا تھا تو آپکو تنہائی اور خلوت پسند آتی تھی اور اکثر غار حرا میں کہ اُسکو جبل نور بھی کہتے ہیں تشریف رکھا کرتے تھے ، کہ یکایک غار حرا میں پیر کے دن آٹھویں ‡ ربیع‌الاول کو ایک فرشتہ وحی لیکر آیا اور کہا کہ " اے محمد صلی‌اللہ علیہ وسلم آپ کو خوشخبری ہو کہ میں جبرئیل ہوں اور اللہ تعالی نے میرے تئیں آپ پاس بھیجا ہی اور تم خداے تعالی کی ساری خلقت پر رسول ہو ، اور حضرت جبرئیل نے کہا کہ اقراء یعنی پڑھو آنحضرت صلی‌اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ میں پڑھا نہیں ہوں حضرت جبرئیل نے آپکو بغل میں بھینچا اور پھر کہا کہ اقراء یعنی پڑھو آپ نے پھر کہا کہ میں پڑھا نہیں ہوں پھر حضرت جبرئیل نے آپکو بغل میں بھینچا اسی طرح تین دفعہ حال گذرا آخر تیسری دفعہ حضرت جبرئیل نے کہا کہ " اقراء باسم ربک‌الذی خلق خلق الانسان من علق اقراء و

---

† میسرہ حضرت خدیجہ کے غلام ہیں ۔

‡ صحیح یہہ ہی کہ رمضان میں وحی نازل ہوئی ۔ محررہ سنہ ۱۸۷۸ع

ربک الاکرم الذي علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم ' یعني پڑہ اپنے رب کے نام سے جس نے بنایا و بنایا آدمي کو لہو کي پھٹکي سے ' پڑہ اور تیرا رب بڑا کریم هی جسنے علم سکھایا قلم سے ' سکھایا آدمي کو جو نه جانتا تہا — آپ نے پڑھا اور سب حقیقت اور ماهیت کائنات اور ماوراے کائنات کہل گئي ' اور باواز بلند الله تعالی کا حکم پہونچانا اور سب آدمیوں کو سیدھا راسته بتانا شروع کیا ' مکه کے جاهلوں نے آپ کي ایذا دینے کا ارادہ کیا ' اور شعب میں آپکو گھیر لیا ' کچھه کم تین برس تک آپ اهل بیت سمیت اُس میں گھرے رهے ' بعد اُس کے جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم اُس میں سے نکلے اور اُس زمانه میں آپکا سن شریف اُنچاس برس کا تہا ' اس کے بعد ابو طالب نے انتقال کیا اور اس حادثه کے تین دن بعد حضرت خدیجه نے رحلت فرمائي ' پھر آپ کي خدمت میں جن حاضر هوئے اور اسلام لائے ' جبکه آپکا سن مبارک اکیاون برس اور نو مهینے کا هوا آپکو معراج هوئي ' اور پہلے حضرت کو زمزم اور مقام ابراهیم سے اوتھاکر بیت المقدس کو لیگئے اور براق کو حاضر کیا اور جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم اُسپر سوار هوئے اور آسمانوں کي طرف تشریف لے گئے اور عرش بریں کو اپني ذات پاک سے منور کیا (بیت)

رسولے کا سماں را پایه داد * رکابش عرش را پیرایۂ داد

اور وهاں جناب باري اور حبیب رب العالمین میں وہ باتیں هوئیں که دوسرے کو خبر نهیں اور پانچوں وقت کي نماز فرض هوئي ' اور جبکه آپ کا سن مبارک ترپن برس کا هوا پیر کے دن آٹھویں ربیع الاول کو آپ نے مکه سے مدینه منورہ کي طرف هجرت فرمائی اور پیر کے دن مدینه منورہ میں داخل هوئے ' اور وهاں دس برس تشریف رکھي پھر اس جہان سے رحلت فرمائي ' اور اس عرصه میں لوگوں کي هدایت اور الله تعالی کے احکام کے رواج دینے کے لیئے ستائیس لڑائیاں لڑے اور کفار ناهنجار کو مغلوب و مرهوب کیا منجمله اُن کے دس بڑي لڑائیاں ١ بدر ٢ اُحد ٣ خندق ٤ بني قریظه ٥ بني المصطلق

---

١ بدر ایک کنوئے کا نام هی که اُسکو بدر بن قریش نے کھودا تھا —

٢ احد مدینه منورہ میں ایک پہاڑ هی —

٣ خندق آپ نے مدینه منورہ کے گرد کھودي تھي —

٤ قریظه یہودیوں کي ایک قوم هی —

٥ مصطلق جذیمه بن سعد بن عمر کا لقب هی اور بہه گانے میں بہت خوش آواز تھا اسواسطے اس کا یہه لقب هوا —

۶ خیبر ۷ طایف ۸ وادی القری ۹ غابہ ۱۰ بنی نضیر کی ہیں ' اور سوائے اس کے قریب پچاس جگہہ کے فوج بھیجی مگر آپ بذات مبارک وہاں تشریف نہیں لیگئے ' اور ہجرت سے دسویں برس حج کو تشریف لیگئے اور لوگوں کو احکام حج کے سکھلانے اس حج کو حجۃالوداع کہتے ہیں کہ اس سے پیچھے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پھر اتفاق حج کا نہیں ہوا ' مگر پہلے دو بار حج کیا تھا اور چار عمرے کیئے تھے اور یہہ سب حج اور عمرے ذیقعدہ کے مہینہ میں ہوئے تھے *

اسماء مبارک

اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میرا نام محمد ہی۔ اللہم صل علی محمد و آل محمد ۔ اور احمد بھی ہی۔ اللہم صل علی محمد و آل محمد و بارک وسلم ۔ اور ماحی بھی ہی کہ میرے سبب سے اللہ تعالی کفر کو عالم سے نیست و نابود کرتا ہی ' اور حاشر بھی ہی کہ قیامت میں سب سے پہلے اونہونگا ' اور عاقب بھی ہی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آنیکا ' اور بعضی روایتوں میں آپکا اسم شریف نبی الرحمۃ و نبی التوبہ و نبی الملحمہ بھی آیا ہی۔ اللہم صل وسلم علی محمد خاتم النبیین و سیدالمرسلین ۔ اور اللہ تعالی نے آپکو قران مجید میں بشیر اور نذیر اور رؤف اور رحیم اور رحمۃللعالمین و محمد و احمد و طہ و یس و مزمل و مدثر اور عبد جیسے کہ سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً اور عبداللہ جیسے کہ انہ لما قام عبداللہ یدعوہ اور منذر جیسے کہ انما انت منذر بھی فرمایا ہی اللہم صل علی محمدن الذی سمیتہ بشیرا و نذیرا و خطبتہ رحمۃللعالمین و سراجاً منیرا و محمد و احمد و طہ و یس و مزمل و مدثر والعبد و عبداللہ والمنذر الف الف صلوٰۃ وسلام *

حلیہٴ شریف

اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوبصورت اور حسین تھے ' اپ کا میانہ قد تھا سرخ و سفید رنگت تھی ' اور آپکا سینہ مبارک چوڑا تھا ' اور آپ کے دونوں شانوں میں تھوڑا سا فاصلہ تھا ' اور آپ کے موی مبارک کان کی لو تک پہونچتے تھے ' اور آپ کے سر اور

۶ خیبر مدینہ منورہ کے پاس مشہور ایک قلعہ ہی ۔
۷ طایف شہروں کا نام ہی ۔
۸ وادی القری ایک جنگل کا نام ہی ۔
۹ غابہ حجاز میں ایک جگہہ ۔
۱۰ نضیر یہودیوں کی ایک قوم ہی ۔

ڈاڑھي میں نل بیس بال سفید تھے اور آپکا چہرہ مبارک چودھویں تاریخ کے چاند سے بھي سوا روشن تھا اور آپکا بدن متوسط تھا نہ بہت موٹا نہ بہت دبلا ' اگر جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم 'چپ رہتے تو بہت ہیبت اور شان و شوکت معلوم ہوتي تھي اور اگر آپ بات کہتے تو لطافت اور نازکي ظاہر ہوتي تھي ' اگر کوئي آپ کو دور سے دیکھتا تو کمال حسن و جمال نظر آتا اور اگر پاس سے دیکھتا تھا تو ملاحت اور شیریني معلوم ہوتي تھي آپ کي باتیں بہت میٹھي میٹھي تھیں ' اور آپ کشادہ پیشاني تھے ' اور باریک اور لمبي بھویں تھیں اور دونوں بھووں میں کچھہ فاصلہ بھي تھا ' اونچي بہت خوبصورت ناک تھي ' دھانہ کشادہ تھا پر بہت خوبصورت ' دانت بہت روشن اور صاف موتي سے بہتر ' اور آپ کے شانوں کے بیچ میں مہر نبوت تھي ' اور اُس میں سے یہہ الفاظ پڑھے جاتے تھے "لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ " اور جن لوگوں نے کہ آپ کو دیکھا تھا وہ کہا کرتے تھے کہ ہمنے کبھي پہلے اور نہ پیچھے ایسا کوئي شخص حسن و جمال میں نہیں دیکھا ' اور آپ بہت وسیع الاخلاق تھے کسي پر خفا نہوتے تھے ' اور اپني ذات کے لیئے کسي سے بدلا نہ لیتے تھے ' مگر جو شخص کہ اللہ تعالی کي نافرماني کرتا تھا اُس سے بدلا صرف خالصاً للہ لیتے تھے ' اور جب کہ آپ خفا ہوتے تھے تو کسي شخص کو آپ کي خفگي اوٹھانیکي طاقت نہ تھي ' اور آپ حد سے زاید اور سب سے زیادہ شجاع اور سخي تھے ' جس شخص نے جو چیز مانگي اُسیوقت آپ نے دے دي اور کبھي نہیں کہا کہ میں نہیں دیتا ' اور رات دن آپ کے گھر میں ایک کوڑي بھي نرہتي تھي ' اور اگر اتفاق سے رہ جاتي تھي تو جب تک وہ خرچ نہوتي آپ دولتخانہ میں تشریف نہ لاتے تھے ' اور بیت المال سے آپ جو چیز کہ سستي سے سستي ہوتي تھي جیسے کھجور اُس میں سے ایک برس کي خوراک کے موافق اپنے اہل بیت کے واسطے لیتے تھے ' اور باقي سب لوگوں کو بانٹ دیتے تھے ' اور اپنے حصہ میں سے بھي مسافروں اور فقیروں کو بہت عنایت کیا کرتے تھے یہاں تک کہ اکثر پورا برس نہونے پاتا تھا کہ آپ کے پاس کھانا ہوچکتا تھا اور قرض کي حاجت ہوتي تھي ' اور آپ بہت سچي بات فرمایا کرتے تھے ' اور جس سے جو اقرار کرتے تھے اُسکو بیشک پورا کرتے تھے اور آپ بہت باحیا تھے آپ کي نگاہ ہمیشہ نیچي رہتي تھي اور دیکھتے تو کن انکھیوں سے دیکھتے اور حضرت کا حلم اور تواضع بھي حد سے زیادہ تھا جو شخص غریب امیر آزاد آپ کي دعوت کرتا تھا اُسکو قبول کرلیتے تھے اور سب خلق خدا پر حد سے زاید شفیق تھے ' بلي کے پاني پینے کے لیئے برتن کو جھکا دیتے تھے اور جب تک کہ وہ خوب نہ پي لیتي تھي اُس برتن کو نہ ہلاتے تھے ' اور حضرت بہت پاکیزہ طبیعت کے تھے کچھہ

ہوا اور حرص آپ کے دل میں نہ تھی ' اور جو شخص کہ آپ کو پہلے پہل دیکھتا تھا اُس کے دل میں رعب بیٹھہ جاتا تھا ' اور جو شخص کہ ہمیشہ آپ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا اُسکو آپ سے نہایت محبت اور عشق ہوجاتا تھا *

بیان سیر جمیلہ

آپ اپنے یاروں کو بہت دوست اور معزز رکھتے تھے' اُن کے سامنے کبھی پاؤں تک نہ پھیلاتے تھے ' اگر آدمیوں کی کثرت سے جگھہ تنگ ہوجاتی تھی تو آپ اُن کے لیئے جگھہ کشادہ کردیتے تھے' اور آپ کے یار بھی آپ پر دل و جان سے تصدق و فدا اور پروانہ کی طرح اپنی جان دینے کو حاضر تھے ' اگر آپ کوئی بات ارشاد کرتے تھے تو خاموش اُسکو سنتے تھے ' اور اگر کچھہ فرماتے تھے تو اُسکو جلد بجا لاتے تھے' اور جس سے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ملاقات کرتے تھے پہلے آپ ہی سلام علیک کرتے تھے' اور زیبایش و تجمل سے اپنے یاروں کی ملاقات فرمایا کرتے تھے' یعنی کپڑے پہنتے اور ریش مبارک میں کنگھی کرتے' اور اپنے یاروں کی خبر و عافیت پوچھتے رہتے تھے ' اگر کوئی بیمار ہوتا تھا اُس کی خبر لینے کو تشریف لیجایا کرتے تھے' اور جو سفر کو جاتا تھا اُسکو دعا دیتے تھے' اور جو مرجاتا تھا اُسکے لیے انا للہ و انا الیہ راجعون فرماتے تھے ' اور قوم کے شریفوں کی بہت دلجوئی فرماتے تھے' اور اہل فضل و کمال کو بہت عزیز رکھتے تھے ' اور سب سے خندہ پیشانی ملا کرتے تھے' اور ہر عذر خواہ کا عذر قبول کرلیتے تھے --- اللہم صل علی صاحب السیر الجمیلۃ صلواۃ کماھو اھلہ -- حضرت † انس رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میںنے دس برس جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ' خدا کی قسم جتنی خدمت کہ میںنے سفر و حضر میں آپ کی کی ہی اُس سے زاید آپ نے میری خدمت کی ہی ' اور کبھی میرے تئیں اُف تک نہیں کہا ' اور جو کام کہ میں کرتا تھا کبھی نہ فرماتے تھے کہ یہہ کیوں کیا اور جو نکرتا تھا اُسکو بھی کبھی نفرماتے تھے کہ کیوں نہ کیا' ایک دفعہ سفر میں آپنے گوسفند پکانے کے لیئے ارشاد کیا' ایک شخص نے کہا کہ اسکو ذبح میں کروں گا' دوسرے نے کہا کہ اسکو پاک

---

† انس بن مالک -- آپکی کنیت ابو حمزہ اور آپکی ما کا نام سلمہ تھا دس برس کی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں حاضر ہوئے اور ننانوے برس کے ہوکر بصرہ میں مرے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو دعا دی تھی کہ تمھارے پاس بہت سا پیسا اور بہت سی اولاد ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے انصاریوں میں سب سے مالدار رہے اور اٹھتر بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں اور آپکے جیتے جی پوتوں سمیت سو آدمی ہوگئے تھے *

میں کرونگا ' دوسرے نے کہا کہ اسکو میں پکاؤنگا ' جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم نے فرمایا کہ لکڑیاں میں چن لاؤنگا ' سب نے عرض کیا کہ یا رسول خدا صلی‌الله علیه وسلم یہہ کام بھی ہم کرلینگے ' آپ نے فرمایا کہ میں یہہ بات جانتا ہوں کہ یہہ کام بھی تم کرلوگے' مگر میں یہہ بات نہیں چاہتا کہ تمسے اپنے تئیں بڑا بناے رکھوں' کہ الله تعالی اپنے بندہ سے اس بات کو برا جانتا ہی کہ اپنے یاروں میں اپنی بڑائی چاہے' اور جبکہ آپ کسی مجلس میں جاتے تھے تو جہاں جگہہ ہوتی تھی وہیں بیٹھہ جاتے تھے ' یہہ ارادہ نکرتے تھے کہ سب سے اوپر جاکر بیٹھوں ' اور جو شخص کہ آپ کے پاس حاضر ہوتے تھے ' اُس پر ایسی نظر عنایت اور التفات فرماتے تھے کہ وہ شخص یہی بات جانتا تھا کہ مجھہ سے سوا اور کسی پر اتنی عنایت نہیں ' اور فقیروں کو بہت چاہتے ' اور اُن میں بہت بیٹھا کرتے ' اور اُن کے جنازہ کے ساتھہ جاتے' اور مہمان کی بہت خاطر داری کرتے ' اور اپنا کام اپنے ہاتھہ سے کرتے ' اور نماز پڑھنے میں یہہ رقت و بُکا غالب ہوتی کہ آپ کے سینہ مبارک سے آواز ہنڈیا کے پکنے کی سی آتی ' اور آپ روزہ بہت رکھا کرتے ' اور آپ جب سوتے تو آپ کا دل جاگتا رہتا ' اور جو کوئی کچھہ کہتا تو سن لیتے ' اور آپ صدقہ کے مال کو نہ کھاتے ' اور جو کوئی تحفہ لاتا تو لے لیتے ' اور اُس سے بہت سلوک کرتے ' اور خدا تعالی نے آپ کو سارے جہاں کے خزانوں کی کنجیاں عنایت کیں پر آپ نے نہ لیں اور آخرت ہی کی نعمتیں اختیار کیں ' اور آپ تین انگلیوں سے † کھانا نوش فرمایا کرتے تھے ' اور آپ نے جو کی روٹی چھوہارے سے اور خربوزہ کو کھجور سے تناول فرمایا ہی ' اور سرکہ اور روٹی کھاکر آپ نے فرمایا تھی کہ روٹی کے ساتھہ کھانے کو سب سے بہتر سرکہ ہی ' اور آپ کو شہد اور مٹھاس بہت بھاتی تھی ' اور آپ بیٹھہ کر تین دم میں پانی پیتے تھے' ایک دفعہ آپ نے دودہ نوش فرمایا اور ارشاد کیا کہ اگر کوئی کھانے کی چیز کھاوے تو کہے — اللهم ارزقنا خیراً منه — اور جب کہ دودہ پیئے تو کہے کہ — اللهم بارک لنا فیه وزدنا منه — اور فرمایا کہ دودہ کے سوا ایسی اور کوئی چیز نہیں کہ کھانے پینے دونوں چیزوں کو کفایت کرے' اور آپ پشمینے کی پوشاک پہنتے تھے لیکن کچھہ تکلف نفرماتے تھے ' اور آپ کے نزدیک کُرتہ سب سے اچھی پوشاک تھی ' اور جبکہ آپ کوئی نیا کپڑا پہنتے تھے تو فرماتے تھے — اللهم لک الحمد کما البسته واسئلک خیره وخیر ماصنع له — اور سبز پوشاک سے بہت خوش ہوتے تھے ' اور عمامہ باندھتے تھے ' اور اسکا ایک سرا شملہ کی طور پر دونوں شانوں کے بیچ

---

† یعنی انگوٹھا اور کلمہ کی اُنگلی اور بیچ کی انگلی —

میں لٹکا دیتے تھے' اور آپ کبھی دعائیں ہات کی چھنگلیا میں اور کبھی بائیں ہاتھ کی چھنگلیا میں چاندی کی انگوٹھی پہن تے تھے کہ اُسپر " محمد رسول الله " کہدا ہوا تھا' اور آپ خوشبو سے بہت رغبت اور بدبو سے کمال نفرت رکھتے تھے' اور غالیہ اور مشک اور عود اور کافور کو استعمال کرتے تھے' اور آئینہ بھی دیکھا کرتے تھے' اور آپ تین دفعہ داہنی آنکھ میں اور دو دفعہ بائیں آنکھ میں سرمہ لگایا کرتے تھے' اور سفر میں آپ کے پاس ہمیشہ تیل اور سرمہ اور آئینہ اور کنگھی اور قینچی اور مسواک اور سوئی تاگا رہتا تھا' اور آپ کبھی کبھی مزاح بھی فرماتے تھے مگر اُس میں جو بات کہ ارشاد ہوتی تھی وہ سب سچ ہی ہوتی تھی' جیسے کہ ایک دفعہ جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم سے ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھے آپ اونٹ پر سوار کردو' آپ نے فرمایا کہ تیرے تئیں اونٹنی کے بچے پر سوار کرینگے' اُس شخص نے عرض کیا کہ مجھے بچہ اوٹھا نہ سکیگا' جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم نے فرمایا کہ اونٹ بھی اونٹنی ہی کا بچہ ہوتا ہی *

اسی طرح ایک عورت نے جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم سے عرض کیا' کہ یا رسول خدا صلی‌الله علیه وسلم میرا خاوند بیمار ہی اور آپ کو بلاتا ہی' آپ نے فرمایا کہ تیرا خاوند وہی ہی کہ جسکی آنکھ میں سفیدی ہی' جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم کو اُس سفیدی سے وہ سفیدی مقصود تھی جو سب کی انکھ میں ہوتی ہی' مگر وہ عورت پہلی سمجھی اور جاکر اپنے خاوند کی آنکھ کو چیر کر دیکھا' اُسکے خاوند نے کہا کہ تجھے کیا ہوگیا ہی کہ تو میری انکھ کو چیرتی ہی اُس نے جواب دیا کہ جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم نے مجھہ سے فرمایا ہی کہ تیرے خاوند کی آنکھ میں سفیدی ہی' اُس نے کہا کہ کوئی شخص ایسا نہیں ہی کہ اُسکی آنکھ میں سفیدی نہو' اور جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم نے سب سے پہلے خدیجہ بنت خویلد سے نکاح کیا اور بعد اُس کے † سودہ بنت زمعہ اور پھر ‡ حضرت عایشہ صدیقہ اور § حفصہ بنت

---

† سودہ نے شوال کے مہینے سنہ ٥٥ ہجری میں معاویہ کے زمانہ میں انتقال فرمایا *

‡ عایشہ بنت ابوبکر صدیق رضی‌الله عنہ - اِنکی عمر چھہ برس کی تھی جب آپ نے نکاح کیا اور جب آپ نے انتقال فرمایا تب حضرت عایشہ اٹھارہ برس کی تھیں اور حضرت عایشہ نے سترویں رمضان سنہ ٥٨ ہجری میں انتقال فرمایا اور انکی کنیت ام عبدالله ہی *

§ حفصہ بنت عمر فاروق رضی‌الله عنہ نے اکتالیسویں برس ہجرت سے انتقال فرمایا *

عمر فاروق اور † أم حبيبه بنت ابى سفيان اور ‡ أم‌سلمه اور § زينب بنت جحش
اور || جويريه بنت حارث اور صفيه كه وه حضرت هارون پيغمبر عليه‌السلام كي اولاد سے
تهيں اور ميمونه اور زينب بنت خزيمه هے ' اور آپ كي اولاد ميں سے حضرت قاسم تهے اور
انهي كے نام سے آپ كي كنيت تهي اور اسي واسطے آپ كو ابوالقاسم كهتے تهے ' اور عبدالله
كه طيب اور طاهر انهيں كا لقب تها ' اور زينب اور رقيه اور ام‌كلثوم اور فاطمه ' اور أن صاحب
زادوں نے نبوت سے پهلے انتقال فرمايا اور صاحب زاديوں نے نبوت كے بعد ' اور يهه سب
صاحبزادے اور صاحبزاديان حضرت خديجه سے تهيں ' بعد اس كے ابراهيم ماريه قبطيه سے
مدينه ميں پيدا هوئے اور ستر دن كے هوكر مرگئے ' اور حضرت كي سب اولاد آپ كے روبرو
رحلت كرچكي تهي مگر فاطمه عليها السلام باقي تهيں بعد چهه مهينے كے أنهوں نے
رحلت فرمائي ' پهوپهياں اور چچا حضرت كے سترہ تهے ' أن ميں سے صرف تين هي اسلام
لائے ¶ حضرت عباس اور * حمزه اور صفيه اور حارث اور زبير اور قثم اور ابوطالب عمران
اور عبدالكعبه اور حجل اور ضرار — عيداق — ابولهب چچوں ميں سے اور عاتكه اور اروي
و أم‌حكم اور برہ و اميمه پهوپهيوں ميں سے ايمان نهيں لائيں — اور حضرت كے خادم بهت
سے أن ميں سے انس اور عبدالله بن مسعود اور بلال هيں اور ذومخمر بهانجا نجاشي كا

---

† ام حبيبه بنت ابي سفيان — جب انحضرت صلى الله عليه وسلم نے ان سے نكاح كيا هے تو يهه حبشه ميں تهيں اور نجاشي حبشه كے بادشاه نے چار سو دينار آنحضرت صلعم كي طرف سے مهر ديا اور هجرت سے چواليسويں برس انتقال فرمايا *

‡ ام سلمه نے رمضان ميں باسٹهويں برس انتقال فرمايا هے اور سب ازواج مطهرات سے پيچهے انهوں نے وفات پائي هے اور بعضے ميمونه كو كهتے هيں ه

§ زينب بنت جحش نے حضرت عمر كي خلافت ميں هجرت سے بيسويں يا اكيسويں برس مدينه‌منوره ميں انتقال فرمايا اور سب ازواج سے پهلے آپ نے هي انتقال فرمايا اور آپ هي سے گهواره ميں أٹهاتے كي رسم نكلي *

|| جويريه بنت حارث بني مصطلق كي لڑائي ميں پكڑي گئيں اور ثابت بن‌قيس كے حصه ميں آئيں أس نے أنكو مكاتب كرديا أنهوں نے پيغمبر خدا سے كچهه روپيه مانگے آپنے كها هم تم سے نكاح كرينگے وه راضي هوئيں اور چهبيسويں برس ميں هجرت سے انتقال فرمايا *

¶ عباس — مكه كي فتح سے پهلے مسلمان هوئے اور حضرت عثمان كي خلافت ميں انتقال فرمايا *

* حمزه — هجرت سے پهلے مسلمان هوئے اور شوال كے مهينے ميں جنگ احد ميں شهيد هوئے *

آپکا خادم تھا اور ایلچی آپ کے جنکو بادشاہوں کے پاس بھیجا تھا بہت تھے ' عمرو بن امیہ کو نجاشی حبشہ کے بادشاہ کے پاس بھیجا اور وہ ایمان بھی لایا اور دحیہ کلبی کو اول روم کے بادشاہ پاس بھیجا وہ بھی ایمان پر مستعد ہوا تھا پر اُس کی قوم نے نہ مانا اُن کے ڈر سے وہ ایمان نہ لایا عبداللہ بن حذافہ کو خسرو فارس کے بادشاہ کے پاس بھیجا تھا اُس مردود نے حضرت کے نامہ مبارک کو چاک کیا حضرت نے اُس کے حق میں بد دعا کی کہ وہ ہلاک ہوا — [بیت]

درید آن نامہ گردن شکن را * نہ نامہ بلکہ نام خویشتن را

علاء بن حضرمی کو بحرین کے بادشاہ کے پاس بھیجا ' اور وہ ایمان بھی لایا ' اور لکھنے والے حضرت کی سرکار میں بہت تھے چاروں خلیفہ اور عبداللہ بن ارقم و ابی بن کعب و ثابت بن قیس و زید بن ثابت و معاویہ اور آپکے بہت سے اصحاب تھے *

صحابہ کرام

مگر وہ اصحاب کہ جن پر بہت عنایت تھی اور آپ کے خاص الخاص تھے وہ یہہ ہیں ۱ ابوبکرصدیق ۲ عمر فاروق ۳ عثمان غنی ۴ علی مرتضی ۵ حمزہ ۶ جعفر ۷ ابوذر ۸ مقداد ۹ سلمان ۱۰ حذیفہ ۱۱ عبداللہ بن مسعود ۱۲ عمار ۱۳ بلال *

عشرہ مبشرہ

اور جو لوگ کہ عشرہ مبشرہ ہیں اور اُنکو بہشت میں جانے کی خوشخبری دی تھی وہ یہہ ہیں ۱ ابوبکر صدیق ۲ عمر فاروق ۳ عثمان غنی ۴ علی مرتضی ۵ سعد بن ابی وقاص ۶ زبیر بن العوام ۷ عبدالرحمن بن عوف ۸ طلحہ بن عبداللہ ۹ عبیدہ بن جراح ۱۰ سعد بن زید *

دواب

اور حضرت کی سرکار میں دس گھوڑے اور بیس اونٹنیاں دودھ دینے والی اور سو بکریاں تھیں *

ہتیار

اور تین تلواریں اور چار کمانیں اور ایک ترکش اور ایک سپر اور دو زرہ اور ایک خود تھا اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہزارہا معجزات ظہور میں آئے ہیں *

اور جو معجزے کہ سب نبیوں میں تھے وہ آپ کی ذات با برکات سے ظاہر ہوتے تھے اُن کا احاطہ ممکن نہیں مگر تیمناً و تبرکاً چند معجزات بیان کیئے جاتے ہیں *

معجزات

سب سے بڑا معجزہ کلام اللہ ہی کہ کیسا ہی عالم فاضل فصیح بلیغ ہو اُسکی چھوٹی سی چھوٹی ایک سورۃ کے برابر نہیں کہہ سکتا ' اور باوجودیکہ آپ کچھہ پڑھے نہ تھے اُن باتوں کی جو ہوچکیں اور ہونگی خبر دی اور سب سچ ہی' اور آپکی انگلی کے اشارہ سے شق القمر ہوا کہ کسی نبی سے ایسا معجزہ ظہور میں نہیں آیا ' اور ایک دفعہ آپنے بکری کے چھوٹے سے بچے کے پشت پر ہاتھہ پھیرا اور باوجودیکہ وہ بچہ تھی مگر فی الفور اُسنے دودھ دیا ' اور آپنے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دعا دی تھی کہ اُن کے سبب اسلام کو رونق ہو اُسی طرح ہوا کہ اُن کی خلافت میں جتنی رونق اسلام اور فتح بلاد ہوئی کسی خلیفہ کے وقت میں ایسا نہوا ' اور ایک دفعہ قتادہ بن النعمان کی آنکھہ میں زخم لگا اور آنکھہ نکل کر پانی سی بہہ گئی آپنے اپنے دست مبارک سے اُسی کو لیکر آنکہہ میں رکھدیا آنکھہ اچھی خاصی دوسری آنکھہ سے بھی اچھی ہوگئی' اور ایک دفعہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو مسلمان ہونے کے لئیے کہا اُس نے کہا کہ کوئی گواہ لاؤ آپ نے فرمایا کہ یہہ درخت گواہ ہی اور درخت کو کہا کہ آگے آؤ وہ درخت آگے آیا اور تین دفعہ باآواز بلند گواہی دیکر جہاں کا تہا وہیں چلا گیا ' اور جس رات کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ہوئی اُس رات جتنے درخت اور پتھر وغیرہ تھے سب نے باآواز کہا تہا کہ السلام علیکم یا رسول اللہ ' اور ایک دفعہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرنی نے عرض کیا کہ میرے تئیں قید سے چھوڑا دو میرے دو بچے ہیں اُن کو دودھ پلاکر پھر آجاؤنگی آپنے اُس کو چھڑوا دیا اور اُس نے آدمیوں کی طرح اشہدان لاالہ الااللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ پڑھا ' اور ایک دفعہ ایک شخص ایمان لایا اور پھر کمبخت مرتد ہوکر پھر گیا اور کافروں سے جا ملا بعد اُس کے مرگیا جب کہ آپ کو اُس کے مرنے کی خبر پہونچی آپ نے فرمایا کہ زمین اُس کو قبول نہ کریگی اسی طرح ہوا کہ جب اُسکو دفن کرتے تھے زمین اُگل دیتی تہی' اور ایک دفعہ حضرت کی اُنگلیوں سے ایسا پانی جاری ہوا کہ اُس سے چودہ سو آدمیوں نے پیا اور وضو کیا ' یہہ معجزہ کئی بار ہوا ہی' اور جبکہ مکہ کی فتح ہوئی تھی اور آپ مسجدالحرام میں داخل ہوئے ہیں تو کعبہ کے گرداگرد بت لٹکتے تھے آپ کے دست مبارک میں ایک چھوٹی سی چھڑی تھی اُس سے آپ اشارہ کرکے فرماتے تھے

کہ " جاءالحق و زهق الباطل " وہ مت آپ سے آپ گرپڑتے تھے' اور اسي طرح هزارها اعجاز هيں کہ اُن کا حد و حصر ممکن نہيں *

حجةالوداع

هجرت سے دسويں برس جناب پيغمبر خدا صلی اللہ عليہ وسلم نے آپ حج کرنے کا ارادہ کيا اور سب لوگوں کو خبر پہونچائي کہ رسول خدا صلی اللہ عليہ وسلم حج کو تشريف ليجاتے هيں' يہہ خبر سنکے هزاروں آدمي مدينہ ميں جمع هوئے اور اس سفر ميں اس قدر آدمي جمع هوگئے تھے کہ حد اور شمار سے باهر تھے ' جہاں تک نگاہ جاتی تھی آدمي هی آدمي دکھائي ديتے تھے' اور اس حج کا نام " حجةالوداع " هی اسواسطے کہ جناب پيغمبر خدا صلی اللہ عليہ وسلم اس سفر ميں سب لوگوں سے سفر آخرت کے لئے رخصت هوئے هيں' اور فرمايا هی کہ مجھہ سے اپنے طريق اور راهيں سيکھہ لو شايد ميں اگلے برس حج ميں نہوں اور جيتا نہ رهوں' غرض کہ ذيقعدہ کي پچيسويں کو آپ نے غسل فرمايا اور کنگھي کي اور تيل ڈالا اور خوشبو لگائي اور احرام کے کپڑے پہن کر دولت خانہ سے باهر نکلے اور مدينہ منورہ ميں ظہر کي نماز پڑھي اُس کے بعد ذي الحليفہ ميں پہونچے اور عصر کي نماز قصر کرکے پڑھي اور احرام باندھکے لبيک فرمايا اور اپني اُونٹني پر کہ قصوا اُس کا نام تھا سوار هوئے اور منزلوں کو طے کرکے ذي الحجہ کي چوتھي تاريخ صبح کے وقت اتوار کے دن مکہ معظمہ ميں داخل هوئے -- اللهم صل علی محمد و آل محمد -- جبکہ آپ مکہ معظمہ کے پاس پہونچے آپ نے تين دفعہ جلدي جلدي طواف کيا اور چار دفعہ آهستہ آهستہ طواف کيا ' اور جب کہ آپ حجرالاسود کے پاس پہونچتے تھے اُس وقت بوسہ ديتے تھے اور کبھي پيشاني رکھتے تھے اور بعد اُسکے بوسہ ديتے تھے اور فرماتے تھے کہ " بسم اللہ واللہ اکبر " بعد اُسکے آپ کوہ صفا پر تشريف لے گئے اور يہہ آية پڑھي کہ ' ان الصفا والمروہ من شعائراللہ " اور اُس جنگل ميں آپ سوار هوکر پھرتے تھے' بعد اس کے آپنے حکم کيا کہ جو لوگ هدنہ اپنے ساتھہ نہيں لائے هيں وہ حج کي نيت موقوف کريں صرف عمرہ تمام کريں اور احرام سے نکل آويں ' جب کہ ترويہ کا دن يعني ذي الحجہ کي آتھويں تاريخ هوئي تو آپ منا کي طرف متوجہہ هوئے اور وهاں ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کي نماز پڑھي اور رات کو رهے اور صبح کي نماز پڑہ کر جب آفتاب نکلا تو عرفات کي طرف روانہ هوئے' اور جناب پيغمبر خدا صلی اللہ عليہ وسلم کے پہونچنے سے پہلے نميرہ کے جنگل ميں کہ عرفات کے پاس هی خيمہ کھڑا کيا تھا آپ وهاں آنکر اُترے اور جب دو پہر ڈھل چکي

نماز ظہر اور عصر کي جماعت کے ساتھہ پڑھي اور موقف کي طرف کہ عرفات کے میدان میں ھي چلے اور وھاں دعا اور کلمہ کہتے تھے یہاں تک کہ شام ھوگئي' پھر مزدلفہ کي طرف تشریف لیگئے اور رات کو رھے اور صبح کي نماز پڑہ کے دن نکلتے تک مشعرالحرام میں ٹھہرے' اور بعد اس کے جمرۃالعقبہ میں سات کنکریاں پھینک کر منا کي طرف روانہ ھوئے' اور ایام تشریق † میں بھي سات سات کنکریاں پھینکتے رھے' اور بقرعید کے دن اول وقت قرباني کرکے کعبہ کے طواف کو روانہ ھوئے' اور سات دفعہ کعبہ کے گرد پھر کر طواف کیا ' بعد اس کے سقایہ میں آئے اور وھاں آب زمزم پیا ' اور منا کي طرف تشریف لیگئے' اور تشریق کے تیسرے دن کوچ کیا ' اور محصب میں پہونچ کر لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا ' بعد اسکے مدینہ منورہ میں داخل ھوئے' اور اسي حج کے دنوں میں آیۃ " الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتي " اور اس سے پہلے " سورۃ اذاجاء نصراللہ " نازل ھوئي تھي اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر آخرت کي خبر دي تھي' اسواسطے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضے صحابہ سے انتقال کے دن قریب ھونے کا حال فرمایا تھا ' اور جناب فاطمہ علیہاالسلام سے بھي فرمایا تھا کہ میرے تئیں موت کي خبر دي ھي حضرت فاطمہ رونے لگیں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب اھل بیت سے پہلے ھمسے ملوگي' بعد اس کے آنحضرت نے کئي دفعہ رات کو شہداے بقیع کے لیئے دعا کي' جبکہ وھاں سے مراجعت کي اور حضرت عایشہ رضي اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لائے آپ کے تئیں درد سر شروع ھوا اور دن بدن شدت ھونے لگي یہاں تک کہ وقت انتقال قریب آیا اور بموجب حکم باریتعالے کے ملک الموت ایک اعرابي کي صورت میں در دولت پر حاضر ھوا اور اندر آنے کي اجازت چاھي حضرت فاطمہ علیہاالسلام نے جواب دیا کہ اس وقت جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض کي شدت ھي ملاقات کا وقت نہیں' پھر دوبارہ اندر آنے کي اجازت چاھي پھر وھي جواب سنا ' تیسري دفعہ چلاکر کہا کہ سب لوگ اُس آواز سے حیران ھوگئے اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کي آنکھہ کھل گئي' آپ نے پوچھا کہ کیا حال ھی جو حال تھا سب نے عرض کیا ' جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمہ یہہ ملک الموت ھي' جناب فاطمہ زھرہ نے جو یہہ بات سني رونے لگیں' آپ نے فرمایا کہ اے میري بیٹي مت رو کہ تیرے رونے پر عرش روتا ھي' اور اپنے ھاتھہ سے حضرت فاطمہ کے آنسو پونچھے اور تسلي کي اور دعا دي کہ اللہ تعالی میري جدائي میں اُس کو صبر دے ' اور حضرت فاطمہ علیہاالسلام سے فرمایا کہ اپنے بیٹوں کو میرے پاس لا جناب

---

† تشریق — یعني ذي الحجہ کي گیارھویں بارھویں تیرھویں تاریخ —

حسن و حسین علیہم السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے' وہ دونوں صاحب آپکو
اس حال میں دیکھہ کر رونے لگے' اُن کے رونے کی آواز سنکر جتنے لوگ گھر میں تھے سب
رونے لگے' جب سب کے رونے کی آواز آپ کے کان میں پہونچی آپ بھی رونے لگے' سکرات
موت نے شدت کی کہ آپ کا رنگ مبارک متغیر ہوتا جاتا تھا ' اور آپ کے پاس ایک پانی
کا پیالہ بھرا ہوا دھرا تھا ' آپ اُسمیں ہاتھہ ڈالتے تھے اور روے مبارک پر ملتے تھے اور فرماتے
تھے "اللہم اعنی علی سکرات الموت " جب ملک الموت نے اجازت قبض روح مبارک کی چاہی
آپ نے فرمایا کہ ذرا صبر کرو جبرئیل آجاوے ' اتنے میں حضرت جبرئیل آئے آپ نے فرمایا
کہ اے دوست اس وقت میں میرے تئیں اکیلا چھوڑتا ہی' حضرت جبرئیل نے کہا کہ آپکو
خوشی ہو کہ اللہ تعالی نے مالک دوزخ کو حکم دیا ہی کہ میرے پیارے دوست کی روح پاک
آسمان پر آویگی دوزخ کی آنچ کو بالکل بجھادے' اور حوروں کو حکم دیا ہی کہ اپنے تئیں
آراستہ کریں' اور فرشتوں کو فرمایا ہی کہ اُٹھہ کر صف بصف کھڑے ہوں کہ روح پاک
محمد صلی اللہ علیہ وسلم آتی ہی' اور مجھکو حکم دیا ہی کہ زمین پر جاکر میرے دوست
سے کہو ' کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ جب تک تو اور تیری اُمت بہشت میں نہ داخل
ہو لیگی اُس وقت تک سب نبیوں اور اُمتوں پر بہشت حرام ہی' اور قیامت کے دن
تیری اُمت کو اتنا بخشونگا کہ تو راضی ہو جاوے' یہہ بات سنکر آپ نے ملک الموت کو
فرمایا کہ جس کام کو تو آیا ہی وہ کام کر ملک الموت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
روح مبارک قبض کی اور اعلی علیین میں لیگیا ' اور کہا کہ یا محمداہ یا رسول رب العالمین –
اللہم صل علی محمد و آل محمد – اس واقعہ جانکاہ کے بعد جو لوگ حاضر تھے اُنہوں نے
یا کسی فرشتہ نے آپ کے اوپر حبرہ کہ ایک قسم کی چادر ہی اُڑھائی' اور جناب فاطمہ زہرا
علیہاالسلام اور حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور جو مقرب تھے حالت بیقراری میں
گریہ و زاری کرتے تھے' اور سب صحابہ پر وہ حال بیطاقتی اور بیہوشی کا تھا کہ بعضوں نے
حضرت کی موت کا انکار کیا ' اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خاموش گنگ ہوگئے' اور جناب
علی علیہ السلام بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے' اور سب صحابہ کا اسیطرح برا حال ہوا ' مگر حضرت
عباس آپ کے چچا اور حضرت ابوبکر صدیق نے بہت استقلال اور کمال ضبط کیا ' اتنے میں
حضرت خضر علی نبینا و علیہ الصلواۃ والسلام نے حجرہ مبارک میں سے آواز دی کہ آپ کو
غسل دو ' اور حضرت خضر علی نبینا و علیہ الصلواۃ والسلام نے سب صحابہ کو کہ اس غم اور
الم میں کہ کوئی اُن کا شریک نہ تھا تسلی دی اور ان الفاظ سے تعزیت کی" ان اللہ فی عزاءٍ
من کل مصیبۃٍ و خلفاً من کل ہالک و درکاً من کل فایت فباللہ فاتقوا و الیہ فارجعوا

فان المصائب من حرم الثواب " یعني الله تعالی کے پاس ہر مصیبت کے واسطے دلاسا ھی اور ہر مرنے والے کا عوض ھی اور ہر جانے والي چیز کا بدلا ھی پھر الله پر اعتماد کرو اور اُس کي طرف رجوع کرو کہ حقیقت میں مصیبت زدہ وہ ھی جو ثواب سے محروم رھے بعد اس کے آنحضرت صلی الله علیه وسلم کو حضرت علي اور حضرت عباس اور فضل وقثم حضرت عباس کے بیٹے اور شقران جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم کے غلام اور اُسامہ نے کپڑوں سمیت غسل دیا ' اور اَوس انصاري بھي حضرت کے نہلانے اور دھلانے میں حاضر ھوئے اور حضرت علي نے آپ کے پیٹ پر ھاتھہ رکھا کہ شکم سے کچھہ نہ نکلا آپنے کہا کہ " صلی الله علیک فقد طیب حیاً و میتا " یعني رحمت خدا کي تمپر ھو کہ پاک ہو تم جیتے اور مرے' اور آپکے تئیں تین چادروں میں تکفین کیا ' اور ہر شخص نے الگ الگ نماز پڑھي کوئي امام آپ کے جنازے پر نہیں ھوا ' اور جناب عایشہ صدیقہ کے گہر میں آپ کي قبر شریف بطور بغلي کے کھدي ' اور قبر میں قطیفہ کا فرش ھوا اور اُس میں مدفون کیا *

نظم

گریبان زمیں شد ناگہاں چاک * درآمد همچو جاں در قالب خاک
مگر شخص زمیں لب تشنہ مي مرد * کہ آب زندگاني را فرو برد

اللهم صل علی روح النبي المطهر * شفیع الوری في یوم بعث و محشر
بشیر نذیر سید القوم جملة * رسول کریم خیر ذات و جوهر
و ما مثله في الناس من صلب آدم * بخلق عظیم ثم ذات معطر
اذا نارنورک في خلق آدم * خیر الملائکة جماعة مکبر
اذالاح بالانوار وجه محمد * فلم یبق نور مالانجم منور
سقي معشر الابرار من حوض کوثر * شرابا طهورا خالیاً عن مکدر
علیک صلواة الله یا سید الوری * علیک سلام الله یا خیر منظر

فقیر حقیر سید احمد حسیني الحسني المخاطب بجوادالدوله سید احمد خاں بہادر عارف جنگ نے اس رسالہ کو سرورالمحزون سے ماخوذ کیا اور چند مطالب مدارج النبوت سے اُس میں بڑھائے اور بعضي بعضي باتیں اصل رسالہ میں سے کم کردي گئیں اور جناب اوستاذي اعلم العلماء و افضل الفضلاء مولانا محمد نورالحسن صاحب سلمه الله تعالی (مرحوم و مغفور) کي اصلاح سے صحیح و درست ھوا *

تمت

ریویو

جو مصنف کا لکھا هوا

مورخه جون سنه ۱۸۷۸ ع

یهه کتاب اُس زمانه میں لکھي گئي تھي جبکه لوگوں کي دیکھا دیکھي مولود کي مجلس کا دل میں بڑا شوق تھا ' هر مهینے کي دوازدهم تو لوگ جمع هوتے تھے' سوا لاکھه دفعه چھوارے کي گٹھلیوں پر درود پڑھا جاتا تھا' اور ختم کے بعد شیرینی بٹتي تھي ' اور همکو لوگ بهت نیک اور محب رسول سمجھتے تھے ' حالانکه اُس زمانه میں همنے نه رسول کو سمجھا تھا اور نه رسول کي محبت کو — اُسي زمانه میں بهت سے رسالے مولود کے دیکھے ' اُس وقت کے خیال کے مطابق بھي اُن میں ایسي باتیں معلوم هوئیں جو ٹھیک نه تھیں ' اور بجاے اسکے که اُن میں آنحضرت صلعم کے حالات بیان هوں وه رسالے زیاده تر مرثیه خواني یا کتاب خواني کے جسکا رواج محرم کي مجلسوں میں هے مشابه تھے' اسلیئے دل میں آیا تھا که ایک مختصر رساله جو بطور بیان حالات اور واقعات کے هو اور جس میں نامعتبر باتیں نهوں لکھا جاوے' مگر اب افسوس هوتا هی که اُس میں بھي بهت سي نامعتبر بلکه لغو باتیں هیں *

بڑا ماخذ اس رساله کا سرورالمحزون هی جسکو شاه ولي الله صاحب نے تصنیف کیا تھا ' اور کچھه باتیں مدارج النبوت سے جس میں هزاروں لغو و نامعتبر کهانیاں مندرج هیں لي گئي تھیں ' اُس زمانه میں تو اس رسالے کے لکھنے پر بڑا فخر تھا مگر اب اُسکو دیکھه کر تعجب هوتا هی *

مولود کي مجالس کي نسبت جو خیال اُس زمانه میں تھا اُس میں بھي انقلاب عظیم هوگیا هی ' اُس وقت خیال تھا که مولود کي مجلس ایک مذهبي امر اور بهت بڑے ثواب کا کام هی ' اور بهشت کي نعمتوں کے ملنے کي کنجي هی مجالس مولود میں پیغمبر صاحب کي ارواح پاک موجود رهتي هی ' اور رحمت کے فرشتے اوترتے رهتے هیں'

خصوصا ہماری مجلس میں جو بالکل سادہ اور زواید بیہودہ سے ازاد اور صرف درود خوانی ہی' اور تمام باتوں سے جو مشابہ مرثیہ خوانی یا کتاب خوانی کی ہوں پاک ہی *

حب مذہبی مسایل میں زیادہ تر پختگی ہوئی' اور اُن عقاید کی جانب میلان ہوا جسکو وہابیت کہتے ہیں' تو مجلس مولود کو بدعت سمجھا ' کیوں کہ اسکا وجود قرون مشہود لہا بالخیر میں نہ تہا کئی سو برس بعد آنحضرت صلعم کے انتقال کے اسکا رواج ہوا ہی ' اور حدیث میں آیا ہی کہ " من احدث في امرنا هذا فهورد — وكل بدعة ضلالة " — اور اب شاید معتزلیت زیادہ چر گئی ہی جو یہہ خیال ہی کہ ایک کے فعل کا خواہ وہ اُس قسم سے ہو جسکو عبادت بدنی کہتے ہیں اور خواہ اُس قسم سے ہو جسکو عبادت مالی کہتے ہیں دوسرے پر خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ کچھہ اثر نہیں ہوتا — قران و فاتحہ پڑہ کر ثواب بخشنا یا ملانوں کو بغرض ایصال ثواب کھانا کھلانا بالکل لاحاصل محض اور بہہ وجوہ ہندوؤں کے اُس فعل کے مشابہ ہی جو اپنے بزرگوں کو ثواب پہونچانے کے لیئے باہمنوں سے کتہا اور منتر پڑہواتے ہیں اور باہمنوں کو جماتے ہیں اور گیا و پراگ میں جاکر پنڈ دان کرتے ہیں — اور اب اسپر یقین ہی کہ تہیمت اسلام کا بہی سچا مسئلہ ہی *

جشن مولود اگر بطور یادگار اُس دن کے ہو جس میں ایسا بڑا شخص پیدا ہوا جس نے تمام دنیا کو سچائی سے روشن کیا ' تمام عالم میں خدا پرستی کو شایع کیا ' ہر ایک کو ہدایت کا رستہ بتایا ' اور یہہ کہا کہ — انا بشر مثلکم یوحی الي انما الهكم اله واحد — اور صرف یہہ کہا ہی نہیں بلکہ اس قول سے تمام دنیا کے مذاہب کو اولٹ دیا بت پرستی کو جزیرہ عرب سے مٹا دیا ' متفرق قوموں کو ایک کردیا ' تمام جابر اور گمراہ سلطنتوں کو نیست و نابود کردیا تو اس جشن عظیم کا ہر سال ہونا نہایت عمدہ بات ہی ' اسلیئے کہ پرانی تاریخ کی یادگاریوں کو زندہ رکھنا' افضل ترین بنی نوع انسان کے دایمی احسانوں کا اعتراف کرنا ہی' اور آیندہ اُنہی فواید اور نیکیوں کی جو اُنہوں نے جاری کیں ' ہمیشہ قایم رکھنے کی نیت کا دکھلانا ' اور ہمت کا دلانا ہی ' قومی اتحاد کا جو اصلی باعث ہوا اُس کی یاد سے قومی اتحاد بڑھتا ہی ' جس کی نیکیوں کا اثر ہم پر پڑا اُسکا احسان ماننے سے طینت کی نیکی زیادہ ہوتی ہی اور نیکی کے قیام کو بہت زیادہ استحکام ہوتا ہی ' مگر جب ہی ہوتا ہی جبکہ مذہبی خیالات جو انسان کو معاد کے ثواب و عذاب کی طرف مایل کرتے ہیں اور اصلی سبب کو دل سے بھلا دیتے ہیں ' اور انسان کے تمام

قدرتي جذبات کو دبا دیتے هیں اُن کا اُس میں کچھ اثر نہو، پس چار آدمیوں کا بیٹھکر اور نعتیہ چند اشعار پڑھ کر رو لینا بیفائدہ کام هی، بلکہ بعوض اس کے جشن عظیم الشان کیا جاوے، شہر آراستہ هوں، روشنیاں کي جاویں، اور خوشیاں منائي جاویں، اور جہاں تک ممکن هو شان و شوکت و حشمت اُس نبي پاک کے پیروں کي دکھلائي جاوے، تو بے شک وہ فواید اُس سے مل سکتے هیں، گو کہ بہت لوگوں کے نزدیک ایسے امر کي خوشي کرنا انسان کي روح کي ترقي مدارج کا بھي باعث هو جسکا نام ثواب هی، اور اگر اس سے صرف ثواب کي گٹھریاں باندھني مقصود هوں اور اسي مقصد سے یہہ مجلس بطور ایک مذهبي رسم کے کي جاوے، تو تو کل بدعة ضلالة هي هی *

اُس رسالہ میں بہت سي باتیں ایسي هیں جو حال کے یقین کے بالکل برخلاف هیں ــ آنحضرت صلعم بلاشبہ شفیع امت هیں، کیوں کہ آپ نے وہ راہ بتائي هی جسپر چلنے سے نجات هوتي هی، مگر یہہ سمجھنا کہ قیامت میں گناہ بخشوا لینگے یہہ تو بالکل عیسائیوں کے مسئلہ کے مطابق هی، جو یہہ سمجھتے هیں کہ عیسی مسیح تمام امت کے گناهوں کے بدلے میں فدیہ هوگئے ـــ شق قمر کا هونا محض غلط هی اور باني اسلام نے کبھي اسکا دعوی نہیں کیا ـــ کسری کے محل کے کنگوروں کا گرنا ــ آتش کدہ کي آگ کا بجھنا ـــ ساوہ کے چشمہ کا خشک هونا ـــ بحیرا کا آنحضرت کو نبي هونے کي خوشخبري دینا ــ درختوں اور پتھروں کا سجدہ کرنا ــ ایک درخت کے سایہ میں اوترنے کے سبب میسرہ کا آپ کو پیغمبر هونے کي خبر دینا ـــ دھوپ روکنے کو دو فرشتوں کا سایہ کرنا ـــ جبرئیل کا تین دفعہ بغل میں بھینچنا ـــ جنوں کا جن سے ایک ایسي خلقت جو متشکل باشکال مختلفہ هوجاتي هی مراد هی ایمان لانا ـــ ان میں سے کوئي بات بھي اُن اصول کے مطابق جو صحت روایت کے لیئے درکار هیں اور جسکا ذکر میننے خطبات احمدیہ میں لکھا هی ثابت نہیں هیں ـــ معراج کا بیان بھي جس طرح اس رسالہ میں لکھا هی صحیح نہیں هی، جو صحیح ثابت هوا هی وہ اس کے بعد کي تصانیف میں مندرج هی، مہر نبوت کا ذکر بھي صحیح نہیں هی، راویوں نے اس کے بیان میں غلطي کھائي هی جس کی تفصیل هماري کتابوں میں ملیگي *

آنحضرت صلعم کے بہت سے معجزات بھي اس رسالے میں مندرج هیں جس میں شق قمر کا معجزہ بھي شامل هی جس سے اکثر علماء محققین نے بھي انکار کیا هی ـــ قرآن مجید کي فصاحت بے مثل کو معجزہ سمجھنا ایک غلط فہمي هی ـــ فاتوا بسورة من مثلہ کا یہہ مقصد نہیں هی اسکا بیان هماري تفسیر میں ملیگا، باقي

جسقدر معجزے اس رسالہ میں بیان ہوئے ہیں وہ میری تحقیق میں حد ثبوت کو نہیں پہونچے *

حجۃالوداع کے ارکان جو بیان ہوئے ہیں اُنکی تحقیق و اصلیت بہی ہماری تصنیف میں ملیگی ' وفات کے واقعہ میں جو عجیب روایتیں ہیں اور جن میں حضرت خضر کا تشریف لانا بہی بیان ہوا ہی ' وہ سب بے سند و غیر ثابت ہیں اتنی بات سچ ہی جیسا کہ ایسے موقع میں ہوا کرتا ہی ' سب لوگ خلافت کی فکر میں پڑگئے ' مگر جن کو خاص ذاتی تعلق آنحضرت سے تہا اُنہوں نے ہی آپ کی تجہیز و تکفین کی *

تحفه حسن

ترجمه مطاعن حضرت ابوبکر صدیق از باب دہ

تحفه اثنا عشریه

و ترجمه باب دوازدهم — تولا و تبرا

بسم الله الرحمن الرحيم

تحفۂ حسن

مؤلفہ سنہ ۱۲۹۰ هجري مطابق سنہ ۱۸۷۳ ع

اُس خداوند مقدس هي كو سب تعريفيں پهنچتي هيں جو هر عيب اور نقصان سے پاک هی، اور اُسكے كسي كام ميں طعنہ تشنہ كا مقام نہيں، جو كيا وہ عين حكمت هی، اور جو كرتا هی وہ عين مصلحت هی، اپنے بندوں كے واسطے كيا كيا كچهہ كيا، رسول بهيجے، سيدهي راہ بتائي، بهلے برے كي سمجهہ سكهائي، اور درود اور رحمت پهونچے پيغمبر خدا صلی اللہ عليہ وسلم كي روح مبارک كو كہ اُنكے نور هدايت سے عالم روشن هوا، گمراهوں نے سيدهي راہ سيكهي، دوزخ كے عذاب سے بچے، اپنے معبود كو پهچانا، اور اپنے پيدا هونے كا سبب جانا، اور اُن كي ال اور اصحاب اور خلفاے راشدين پر الله كي رحمت هو، كہ اُنهوں نے دين كے چمكنے كے لئے اپني جان و مال اللہ كي راہ ميں فدا كي، طرح طرح كے دكهہ اُٹهائے، انواع انواع كي مصيبتيں سهيں، دنيا كے مزوں كو چهوڑا، خدا كي راہ كو پكڑا *

اما بعد دنيا ميں وهي بات اچهي هی جس سے كسي كو فائدہ پهونچے، اور وهي شخص اچها هی جس سے لوگ نفع اُٹهاويں، اور سب سے بڑا نفع دين كا هی، اور جس سے دين كي بات رواج پاوے اور مسلمان اُسے سيكهيں وهي شخص بهلا هی، اس خيال سے اس گنهگار سيد احمد حسيني الحسني غفر اللہ ذنوبہ كے دل ميں يهہ بات آئي كہ كوئي كتاب ايسي لكهي جاوے جس سے سب كو نفع پهونچے، اور ثواب عظيم هووے، جبكہ ميںنے غور كيا تو اُس زمانہ كے عوام كو خلفاے راشدين كے حال سے غافل پايا، اور شيعوں نے جو خلفاے راشدين كي نسبت جهوٹي جهوٹي باتيں بنائي هيں وہ سب باتيں اُن كے مذهب كا لڑكا لڑكا چهوٹا چهوٹا نوک زبان ركهتا هی، † اور عوام اُن باتوں كو سنكر

---

† ايک ميرے نهايت دوست شيعہ مذهب تهے اُن كے هاں ايک چهوٹا بچا تها جسكو ايک بكري كا بچا پال ديا تها اور وہ خوب اُس سے هل گيا تها ايک دن اُس بكري كے بچے كو ذبح كرڈالا وہ چهوٹا بچا خوب رويا اُس كے باوا نے اُس سے كہا كہ عمر يهہ كام كرگيا وہ بچا عمر كو برا بهلا كہتا تها يهہ كام صرفہ اس لئے كيا تها كہ بچپن هي سے اُن كے دل ميں عمر كي عداوت اور اُن كے نام سے نفرت پيدا هو اسي واقعہ كو ديكهہ كر ميں نے يهہ ترجمہ شروع كيا تها ـــ دل ايک ايسي چيز هی كہ جب اُس ميں عداوت كي گرہ پڑ جاتي هے اور نفاق كي گرہ كسي حالت ميں هو جو بندهتي هی تو اُس كي نيكي و صفائي گندي و كدلي هو جاتي هے اس لئے جيسے كہ ميں شيعوں كے مسئلہ حب اهل بيت كو پسند كرتا هوں ويسا هي اُن كے مسئلہ تبرا و تقيہ كو نا پسند كرتا هوں اور دلي نيكي اور صفائي اور سچائي كے بالكل برخلاف جانتا هوں ـــ مورخہ سنہ ۱۸۷۸ ع

حیران ہوتے ہیں اور ڈگمگانے لگتے ہیں، اور جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ العزیز نے جو تحفہ اثنا عشریہ لکھی ہے اُس سے تحفہ کوئی کتاب ہو نہیں سکتی، اور بن نہیں آتی، اس واسطے میں نے اُس کتاب کے دسویں باب میں مطاعن حضرت ابوبکر صدیق کا جو خلیفہ اول ہیں صاف صاف اُردو زبان میں ترجمہ کیا کہ چھوٹے سے بڑے تک اور جاہل سے عالم تک کو فائدہ پہونچے، اور شیعوں کی اوچھی اوچھی باتیں سب کو معلوم رہیں، اور اس ترجمہ کا نام تحفہ حسن رکھا، اگرچہ ظاہر ہے کہ اس ہیچمدان کو اتنی کہاں استعداد تھی کہ تحفہ کے ترجمہ کا نام لیتا بلکہ اُس کا خیال بھی دل میں لاتا، لیکن جناب اُستاذی اور ملاذی حضرت مولوی محمد نورالحسن † صاحب کو اللہ تعالی سلامت رکھے اور دین دنیا میں اُن کا بھلا کرے کہ اُنہوں نے میرے دل کو تقویت دی، اور سب طرح کی دستگیری کی، جب میں نے اس پر ہاتھ ڈالا اور ترجمہ کا ارادہ کیا، شکر خدا کا کہ یہہ سارا ترجمہ اُنکی اصلاح سے درست ہوا اور اُن کے ملاحظہ سے گذرا ہے اب اللہ سے یہہ اُمید ہے کہ سب کے پسند آوے اور اس کے سبب سے لوگوں کو ہدایت ہووے، اور مجھے اور مولانا کو ثواب ملے، و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین *

دسواں باب

اصحاب ثلثہ اور اور اصحابوں اور ام المومنین حضرت عایشہ صدیقہ کے مطاعن میں جو شیعوں نے اپنی دانست میں سنیوں کی کتابوں سے نکالے ہیں اور ہر ہر طعنہ کے جوابات کے بیان میں

یہہ جان لو کہ دنیا میں ایسا کوئی شخص نہیں ہے کہ اُس کے اوپر عیب چینوں اور دشمنوں نے عیب نہ لگائے ہوں بلکہ خدا کو بھی نہیں چھوڑا — اور معتزلہ نے حضرت آدم سے لیکر ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک سب نبیوں کی طرف صغیروں اور اور کبیروں کی تہمت لگا کر آیتوں اور حدیثوں سے ثابت کیئے ہیں — اور یہودیوں نے فرشتوں کو اور خارجیوں اور ناصبیوں نے جناب علی مرتضی اور اہل بیت اطہار کی نسبت ایسا کچھہ بکا ہے کہ کیا کہیئے — لیکن عقلمندوں پر ظاہر ہے کہ یہہ سب کُتوں کا

---

† جناب مولانا و حبیبنا حاجی حافظ محمد نورالحسن صاحب کاندھلوی نے ۱۱ محرم سنہ ۱۲۸۷ ہجری کو انتقال فرمایا " اناللہ و انا الیہ راجعون —

بھونکنا ھی جب چاندنی نکلتی ھی کُتے بھونکا ھی کرتے ھیں — ایسی باتوں سے ان بزرگوں کے مرتبہ میں کچھہ نقص نہیں ھوتا ' خلفاے ثلاثہ کی بزرگی میں ایک یہہ بات بس ھی کہ شیعوں نے باوجود اس دشمنی اور عداوت کے اتنی مدت میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر چند شبھے کہ اُن کی بھی کچھہ حقیقت نہیں نکالے ھیں خیال کرنا چاھیئے کہ جو شخص صرف اپنے گھر کے اھتمام میں ھوتا ھی اُس سے دن بھر میں دس طرح کی بھول چوک ھوتی ھی یہہ بزرگ ملکوں کی ریاست اور شریعت کے احکام جاری کرتے تھے اُن سے تمام عمر میں دشمنوں کی آنکھوں میں دس بارہ کام بُرے ھوئے کہ اُن کی بھی کچھہ اصل نہیں اور باقی سب اچھے' خیال کرو کہ یہہ لوگ کیسے بزرگ اور محتاط ھونگے *

حضرت ابوبکر صدیق رضي اللہ تعالی عنہ کے مطاعن اور وہ پندرہ ھیں

پہلا طعنہ

ایک دن حضرت ابوبکر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ممبر پر چڑھے کہ خطبہ پڑھیں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام نے فرمایا کہ اے ابابکر ھمارے نانا کے ممبر پر سے اوتر پس معلوم ھوا کہ ابوبکر اس کام کے لایق نہ تھے *

جواب

سب کے نزدیک ثابت ھی کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام حضرت ابوبکر کی خلافت میں بہت چھوٹے تھے' اس واسطے کہ رمضان کے مہینے میں ھجرت سے تیسرے برس حضرت امام حسن علیہ السلام ' اور شب برات کے مہینے میں چوتھے برس حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ھوئے ھیں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارھویں برس کے شروع میں انتقال فرمایا ھی ' اب دو حال سے خالی نہیں یا یہہ کہ شیعہ اُن دونوں اماموں کے قول اور فعل کو جو لڑکپن میں صادر ھوئے معتبر جانکر اُن پر شرع کے حکم جاری کریں ' یا چُھٹپن کے سبب معتبر نہ رکھہ کر حکم جاری نکریں ' پہلی صورت میں تقیہ کا چھوڑنا کہ اُن کے نزدیک واجبات سے ھی لازم آتا ھی ' اور رسول کے خلاف ھوتا ھی ' اس واسطے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بُدھ سے پیر تک پانچوں وقت کی نماز میں حضرت ابوبکر کے تئیں اپنا خلیفہ کیا تھا ' اور اس عرصہ میں خطبہ اور جمعہ کی نماز بھی اُنھیں کی خلافت سے ھوئی ' اور جناب علی مرتضی کے بھی برخلاف ھوتا ھی ' اسواسطے کہ حضرت نے اُن کے پیچھے

نماز پڑھی ' اور جمعه کی نماز اور خطبه تو درست رکھا ' اور دوسری صورت میں کچھه نقصان نہیں ہوتا ' اور کچھه طعنه اور آرا کہنے کا مقام نہیں بلکه لوگوں کا یہه قاعده هی که اگر کسی کے نشان اپنے بزرگ کی یا جس سے هلے هوئے هیں اُس کی جگهه پر بیٹھا یا اُسکی کچھه چیز اور کسی پاس دیکھیں گو اُس کی مرضی هی سے کیوں نہو تو بھی مچلتے هیں اور کہتے هیں که یہه دیدو پس یہه قول دلیل نہیں هوسکتا ' اور اگرچه نبی اور امام اپنی بزرگی کے سبب اور سب لوگوں سے ممتاز هیں ' لیکن بشریت اور لڑکپن کی عادتیں اُن میں بھی باقی هیں ' اسی واسطے مقتدی هوتے تو بالغ هونا ضرور هی ' بلکه چالیس برس سے پہلے سواے ایک آده شخص کے نبوت نہیں ملی اور ایک آده کا هونا اور نہونا برابر هی ' مثل مشہور هی که " الصبی صبی و لو کان نبیاً " یعنی لڑکا لڑکا هی اگرچه نبی هو *

دوسرا طعنه

یہه هی که مالک بن نویره کی جورو بہت خوبصورت تھی — خالد بن ولید نے که حضرت ابوبکر کے هاں امیرالامرا تھا اُس سے نکاح کرنے کے لیئے مالک کے تئیں که مرد مسلمان تھا مارا — اور اُسی رات اُس سے نکاح کرکے مجامعت کی — او چار مہینے دس دن عدت کے گذرنے کی راه ندیکھی — اور اُس سے زنا هوا اس واسطے که عدت کے دنوں میں نکاح درست نہیں — اور حضرت ابوبکر نے خالد پر نه حد زنا ماری نه قصاص لیا — حالانکه قصاص اور حد زنا لینا ابی‌بکر پر واجب تھا — اور حضرت عمر نے حضرت ابابکر کی اُس بات کو ناپسند کیا — اور خالد سے کہا که اگر میرے هاتھه یہه کام هوتا تو میں تجھسے قصاص لیتا *

جواب

اس طعنه کا جواب اس قصه کے بیان کرنے پر موقوف هی — جاننا چاهیئے که تاریخ کی معتبر کتابوں سے ثابت هی که † طلیحه بن خویلد اسدی متنبی کی مهم سے فراغت کرنے کے بعد خالد بطاح کی طرف گئے — اور سب طرف لشکر بھیجا — اور پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم کے طریق کے موافق فرمایا — که اگر کسی قوم سے لڑو — اور اُس قوم سے اذان کی آواز سنو — تو مارنا اور لوٹنا موقوف کرو — اور اگر تمہارے کان تک اذان کی آواز نه پہونچے تو اُس جگهه کو دارالحرب سمجھه کر لوٹو اور مارو اتفاقاً ایک

---

† طلیحه خویلد اسدی وه شخص هی جس نے نبوت کا دعوی کیا تھا *

لشکر کہ اُس میں ابوقتادہ انصاري بھي تھے مالک بن نویرہ کو کہ پیغمبر خدا کے حکم کے بموجب بطاح کي ریاست اور وہاں کے باشندوں سے صدقہ لینا اُس سے متعلق تھا خالد پاس پکڑ لایا — ابوقتادہ نے گواھي دي کہ میں نے اس کي قوم میں سے اذان کي آواز سني ھی — اور باقي سب لشکر کے آدمیوں نے برخلاف اُس کے کہا — اور اس پاس کے باشندوں کي گواھي سے یہہ بات ثابت ھوگئي تھي کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کي وفات کي خبر پہونچنے کے وقت اس مالک بن نویرہ کي عورتوں نے مہدي لگائي تھي اور دایرہ بجایا تھا — اور جتني باتیں خوشي کي تھیں سب کي تھیں — اور مسلمانوں پر ھنسیں تھیں ' اور مالک نے خالد کے سامنے سوال جواب کے وقت پیغمبر خدا کے حق میں یہہ کلمہ کہا — قال رجلکم او صاحبکم کذا — یعني کہا تمہارے آدمي یا تمہارے ساتھي نے ایسا ' اور اس طرح آنحضرت علیہ السلام کو مسلمانوں کي طرف نسبت کرنا اُسوقت کے کافروں اور مرتدوں کا شیوہ تھا ' اور اس سے پہلے یہہ بات بھي تحقیق ھو گئي تھي کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کي وفات کي خبر پہونچنے کے وقت اسي مالک بن نویرہ نے جتنے صدقے کہ اُس قوم سے لیئے تھے سب پھیر دیئے ' اور کہا کہ اب اس شخص کي تکلیف سے چھوٹے ' اور پھر خالد کے سامنے بھي اُس سے بے ایماني کي باتیں صادر ھوئیں خالد نے حکم دیا کہ اس کے تئیں مار ڈالو ' جب کہ یہہ خبر مدینہ منورہ میں پہونچي ' اور خالد کي اس حرکت سے ابو قتادہ انصاري خفا ھوکر دا رالخلافہ میں آئے ' اور خالد پر تہمت خطا کي لگائي ' حضرت عمر نے پہلے یہہ بات جاني کہ یہہ ناحق خون ھوا ' اور خالد پر قصاص چاھیئے ' جب کہ حضرت ابوبکر نے خالد کو طالب کیا اور اُس سے حال پوچھا تب اصل حقیقت معلوم ھوئي ' اور خالد کو حق پر جان کر چھوڑ دیا ' اور پھر اُسي امیرالامرائي کے منصب پر بحال فرمایا ' اب اس قصہ کو سوچ کر شرع کے موافق حکم کرنا چاھیئے کہ اس صورت میں خالد پر کیونکر قصاص ھوسکتا ھی اور کس طرح زنا کي حد واجب ھوتي ھی ' اور اگر یہہ بات کہو کہ حربي کي عورت کے لیئے بھي ایک حیض کي راہ دیکھني چاھیئے ' اور بغیر گذرنے ایک حیض کے اُس سے صحبت درست نہیں ' اور خالد نے اتنا بھي انتظار نکیا ' اسکا جواب یہہ ھی ' کہ یہہ طعنہ خالد پر ھی نہ حضرت ابوبکر پر ' اور خالد کچھہ معصوم اور سب مسلمانوں کا امام نتھا ' اور سواے اس کے یہہ روایت کہ خالد نے اُسي رات اُس عورت سے صحبت کي کسي معتبر کتاب میں نہیں ھی ' اور اگر بعضي غیر معتبر کتابوں میں پایا جاتا ھی ' تو اُسکے ساتھہ یہہ بھي روایت موجود ھی ' کہ مالک نے اس عورت کو مدت سے

طلاق دیکر کفار کی رسم کے موافق قید کر رکھا تھا ' اور اسی بات کے موقوف کرنے کے واسطے یہہ آیت نازل ہوئی ہی — و اذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا تعضلوهن — یعنی اور جب طلاق دی تمنے عورتوں کو پھر پہونچیں چکیں اپنی عدت تک تو اب نہ روکو اُنکو ' پس اس صورت میں اُسکی عدت ہوچکی تھی ' اور نکاح اُسکا حلال تھا اسی واسطے خالد نے اور عدت کا انتظار نکیا ' اور سب سنیوں کا یہہ ہی مذہب ہی ' اور شیعہ جو اہل سنت کے الزام دینے کا ارادہ رکھتے ہیں اور صحابہ کے طعن اُن کے مذہب اور اُن کی روایتوں سے ثابت کرنا چاہتے ہیں تو لازم ہی کہ روایات اور مسایل اس مذہب کے ملحوظ رکھیں اور نہیں تو مقصد حاصل نہوگا ' فی الاستیعاب و امرہ ای خالداً ابوبکر الصدیق علی الجیوش ففتح اللہ علیہ الیمامہ وغیرھا و قتل علی یدیہ اکثر اهل الردة منھم مسیلمه و مالک بن نویرہ الی اخر ما قال — یعنی † استیعاب میں لکھا ہی کہ حاکم کیا خالد کے تئیں ابوبکر نے اوپر لشکر کے پس فتح ہوا اُس کے ہاتھوں پر ملک ‡ یمامہ کا اور سوائے اُس کے ' اور مارا خدا تعالی نے اُس کے ہاتھہ سے اکثر مرتدوں کو ' اُن میں سے مسیلمہ اور مالک بن نویرہ ہی *

اَوْر جواب

یہہ بات ہمنے مانی کہ مالک بن نویرہ مرتد نہ تھا ' لیکن خالد کے تئیں بے شک اُسکے مرتد ہونے کا شبہہ تھا والقصاص یندری بالشبهات ' یعنی قصاص جاتا رہتا ہی شبہوں سے اور سنی اور شیعوں کے عالم اور مفتی اس بات میں کیا فتوی دیتے ہیں ' کہ اگر کسی شخص سے یہہ باتیں جو مالک بن نویرہ سے ہوئیں واقع ہوں ' یا عشرہ کے دن خوشی کرے ' اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور اہلبیت اطہار اور اولاد بتول § کی نسبت کہ اُس دن مصیبت میں گرفتار تھے بُری بُری باتیں کہے ' اُسکے تئیں کیا کہنا چاہیئے ' اگر اُسکو مرتد کہو تو تو بہتر ' اور اگر کوئی شخص ان حرکتوں کو اور ایسی باتوں کو دیکھہ کر اس شبہہ سے اُسکے تئیں مار ڈالے کہ یہہ مرتد ہوگیا ' تو اُس سے قصاص لینا چاہیئے یا نہیں *

---

† استیعاب سنیوں کی کتاب ہی ابن عبداللہ اُسکا مصنف ہی *

‡ یمامہ چند شہر ہیں مدینہ کے شرق کی طرف بصرہ سے سولہ منزل مسیلمہ نے وہاں دعوی نبوت کا کیا تھا *

§ اولاد بتول جناب فاطمہ علیہا السلام کی اولاد کو کہتے ہیں کہ بتول حضرت فاطمہ کا لقب ہی *

اور جواب

حضرت ابوبکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے کچھ شیعہ اور سنی کے خلیفہ نہ تھے ' اور اُن کے تئیں انکی خواہش اور مطلب کے موافق کام کرنا نہیں پہونچتا بلکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر کام کرنا چاہیئے ' اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسی خالد بن ولید نے صدہا مسلمانوں کے تئیں مرتد ہونے کے شبہہ سے مفت مارا تھا ' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز متعرض نہوئے کہ یہہ سب تاریخوں سے ثابت ہی ' اور اُسکا قصہ یوں ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد کے تئیں ایک لشکر پر سردار کرکے بھیجا ' اور ایک قوم سے مقابلہ ہوا ' اور وہ قوم مسلمان ہوگئی تھی ' لیکن ابھی اسلام کے قاعدے اچھی طرح نہیں جانتی تھی ' جسوقت انکو مارنے لگے ' اُسوقت اس بات کے کہنے کی جگہہ کہ ہم مسلمان ہیں اُن لوگوں نے یہہ بات کہی کہ " صبانا صبانا " یعنی ہم نے دین چھوڑا ہم نے دین چھوڑا اور اُس سے مراد یہہ تھی کہ ہمنے اپنے پہلے دین کو چھوڑا اور اسلام قبول کیا ' خالد نے کہا کہ ان سبکو مار ڈالو عبداللہ † بن عمر نے کہ وہ بھی خالد کے ساتھہ متعین تھے اپنے یاروں اور رفیقوں کو تاکید کی کہ ان کے تئیں نہ مارو اور قید رکھو ' جب کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پہونچے اور یہہ ماجرا کہا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم خفا ہوئے اور بہت افسوس کیا اور فرمایا کہ " اللهم انی أبرء الیک مما صنع خالد " یعنی اے خدا میں پاک ہوں اس سے جو خالد نے کیا ہی ' اور پھر نہ خالد پر قصاص جاری فرمایا ' اور نہ اُس سے دیت ‡ دلوائی ' اس واسطے کہ خالد کے تئیں اُن کے کفر کا شبہہ تھا ' پس ابوبکر صدیق نے ایک شخص کے خون کے لیئے کہ اس شبہہ سے اُس کا شبہہ قوی تھا خالد سے کچھہ تعرض نہ کیا تو کیا برا کیا ' بلکہ ابوبکر نے بمزید احتیاط بیت‌المال سے مالک کی دیت بھی دلوائی *

اور جواب

اگر مالک بن نویرہ کا قصاص نہ لینے سے حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت جاتی رہی تو جناب علی مرتضی علیہ‌السلام کی خلافت حضرت عثمان کے قصاص نہ لینے سے

---

† عبداللہ بن عمر حضرت عمر کے جو دوسرے خلیفہ برحق ہیں بیٹے تھے نہایت بزرگ اور زاہد تھے *

‡ دیت اُس مال کو کہتے ہیں کہ اگر کسی کے ہاتھہ سے کوئی بھولے سے مارا جاے تو مارنے والے کے ذمہ اُس کا دینا آتا ہی *

بدرجہ اولی جاتی رہیگی اس واسطے کہ حضرت عثمان میں کوئی وجہہ قتل کی نہ تھی پس جس صورت میں سنی اس بات کے قائل جناب علی مرتضی علیہ السلام کی خلافت کا قادح نہیں جانتے وہ اُس کے قائل کیوں جاننے لگے تھے اور وجہہ ان پر الزام نہیں ہوسکتا *

اور جواب

مالک بن نویرہ کا قصاص خالد سے لینا حضرت ابوبکر پر اُس وقت واجب ہوتا کہ مالک کے وارث قصاص طلب کرتے اور یہہ بات ہرگز ثابت نہیں کہ اُس کے وارثوں نے قصاص طلب کیا ' بلکہ متمم بن نویرہ مالک کے بھائی نے کہ مالک سے عشق اور اُس سے بہت محبت رکھتا تھا اور جب تک جیتا رویا پیٹا کیا اور مرثیہ کہے کہ عرب میں مشہور ہیں اور یہہ دو بیتیں اُسی میں سے ہیں بیت

و کنا کندمانی جذیمة حقبة * من الدھر حتی قیل لن یتصدعاً
فلما تفرقنا کانی و مالکاً * لطول اجتماع لیلة لم نبت معاً

معنی تھے ہم مانند دو مصاحبوں جذیمہ † کے ایک مدت دراز تک یہاں تک کہ کہا جاتا تھا کہ یہہ کبھی جدا نہونگے پھر جب جدا ہوئے گویا کہ میں اور مالک باہم درازی صحبت نہیں رہے کبھی ایک رات ساتھہ ' حضرت عمر کے سامنے اُسکے مرتد ہونے کا اقرار کیا ' پھر وہ حضرت عمر بھی اُس انکار سے جو حضرت ابوبکر کے زمانہ میں کیا کرتے تھے نادم ہوئے اور معترف ہوئے کہ حضرت صدیق نے جو کچھہ کیا وہ ہی عین صواب اور حق تھا ' اور اس بات پر بڑی دلیل یہہ ہی کہ حضرت عمر نے باوجود اس شدت کے کہ حد اور قصاص کے جاری کرنے میں رکھتے تھے اپنی خلافت میں خالد سے معترض نہوئے اور نہ اُسپر حد ماری اور نہ قصاص لیا *

تیسرا طعنہ

یہہ ہی کہ اُسامہ ‡ کے لشکر سے جدا ہوگئے اور اُس کے ساتھہ نہ گئے حالانکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس لشکر کو آپ رخصت فرمایا تھا اور ہر شخص کو نام بنام متعین کیا تھا اور مرتے دم تک اُس لشکر کے سامان درست کرنے میں بہت تاکید کی تھی

---

† جذیمہ ابرش نام ایک بادشاہ کا تھا ملک حیرہ میں *

‡ نام صحابی کا ہی زید بن حارث کے بیٹے ہیں اور زید حضرت کے لے پالک تھے حضرت کو ان دونوں کے ساتھہ کمال الفت تھی *

اور فرمایا تھا کہ " جهزوا جيش أسامة لعن الله من تخلف عنها " یعني سامان کرو تم لشکر أسامه کو لعنت هی الله کي اُس شخص پر جو بیٹھہ رهے اُس سے *

جواب

اس طعنه کا جواب یهه هی که حضرت ابوبکر پر کس وجهه سے طعن کرتے هیں سامان نه دینے کے سبب یا نه جانے کے سبب سے ' اگر پهلي وجهه سے هی تو بالکل جهوٹ هی ' اس واسطے که حضرت ابوبکر نے باوجودیکه اور اصحاب کي مرضي نه تهي جب بهي اسامه کے لشکر کو آراسته کیا ' اس کي تفصیل یوں هی که صفر کي چهبیسویں تاریخ پیر کے دن آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے حکم دیا که رومیوں کي لڑائي اور زید † بن حارثه کا بدله لینے کو لشکر تیار کرو ' اور پیر کو اسامه بن زید کے تئیں لشکر کا سردار کیا اور صفر کي اٹھائیسویں تاریخ بدھ کے دن آنحضرت صلی الله علیه وسلم بیمار هوئے اور دوسرے دن باوجود بیماري کے اپنے دست مبارک سے اُسکے واسطے نشان درست کرکے فرمایا " اغز بسم الله و في سبیل الله و قاتل من کفر بالله " یعني جهاد کر الله کے نام کي برکت سے اور الله کي راہ میں اور مار اُس شخص کے تئیں جو منکر هو الله کا ' اسامه اُس نشان کو اپنے هاتهه میں لیکر باهر آیا اور بریده ‡ بن الحصیب اسلمي کے تئیں دیا که لشکر میں نشان بردار وہ هو اور موضع جرف § میں منزل کي ' اور سب بزرگوار کیا مهاجر اور کیا انصار مثل ابوبکر صدیق اور عمر بن الخطاب اور عثمان اور سعد بن وقاص اور ابو عبیده بن الجراح اور سعید بن زید اور قتاده بن النعمان و سلمه بن اسلم || نے ڈیرے اور خیمه باهر بهیجے اور چاهتے تهے کوچ کریں که بدھ کے اخیر دن اور جمعرات کي اول شب آنحضرت کو مرض نے زیادتي کي اور اس سبب سے ایک تهلکه هوا اور عشا کے وقت جمعرات کي رات کو آنحضرت نے حضرت ابوبکر کو نماز میں اپنا خلیفه کرکے اس خدمت پر مامور کیا ' اور ربیع الاول کي دسویں کو هفته کے دن آنحضرت کے مرض میں افاقه هوا ' جتنے مسلمان که اسامه کے همراہ متعین هوئے تهے سب آنحضرت سے رخصت هوکر باهر آئے ' اور اسامه بهي آنحضرت بغلگیر هوئے اور دعا دیکر رخصت کیا ' اتوار کے دن پهر مرض نے شدت کي ' اس واسطے اسامه نے اور اُس کے لشکر والوں نے پهر توقف کیا ' جو که اس مهم میں آنحضرت کي بهت تاکید تهي اس واسطے پیر کے دن اسامه نے چاها که سوار هو ' یکایک

† زید بن حارث اسامه کے باپ تهے اور لے پالک تهے آپ کے *

‡ بریده بن الحصیب صحابي کا نام هی *

§ جرف صنق کے وزن پر ایک مکان هی مدینه منوره کے پاس اُس کا نام هی *

|| یهه سب بزرگ صحابي تهے *

اُم ایمن اسامہ کی ما کا آدمی پہونچا ' اور کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نزع کی حالت ہی ' اسبات کے سنتے ہی اسامہ اور سب صحابہ گرتے پڑتے پھرے ' اور بریدہ بن الحصیب نے نشان کے تئیں آنحضرت کے حجرہ کے دروازہ پر کھڑا کردیا ' جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین سے فراغت ہوئی اور خلافت حضرت ابوبکر کے واسطے مقرر ہوئی ' تب حضرت ابوبکر نے فرمایا ' کہ اُس نشان کو اسامہ کے دروازہ پر کھڑا کرو ' اور بریدہ کے تئیں حکم دیا کہ آپ اسامہ کے دروازہ پر جاکر لشکر جمع کرے ' اور جاوے ' اور اسامہ بھی کوچ کرے ' اسامہ نے کوچ کرکے جرف میں مقام کیا ' اس عرصہ میں مدینہ سے خبر آئی کہ بعضی قومیں عرب کی مرتد ہوگئیں ' اور چاہتی ہیں کہ مدینہ پر چڑہ آئیں ' اکثر صحابہ نے حضرت ابوبکر سے عرض کیا کہ اسوقت میں اتنے بڑے لشکر کو اس دور دراز مہم پر بھیجنا مصلحت وقت نہیں ' اسواسطے کہ مبادا عرب مدینہ کو خالی پاکر فساد کریں ' اور ایک ناحق کا دنگہ ہو اور مدینے کے رہنے والوں کو کچھہ آسیب پہونچے ' حضرت ابوبکر نے ہرگز قبول نہ کیا اور فرمایا ' کہ اگر اسامہ کے لشکر بھیجنے کے سبب سے میں یہہ بات جانو کہ مدینہ میں درندوں کا کھاجا ہوجاؤں گا تو بھی حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے برخلاف جایز نہ رکھوں گا ' مگر اسامہ سے یہہ درخواست کی کہ حضرت عمر کے تئیں پروانگی دو کہ میرے پاس رہے تاکہ مدینہ کی حفاظت اور مشورہ میں شریک اور صلاح کار ہو ' حضرت عمر اسامہ کے اجازت کے بموجب پھرے ' اور ربیع الثانی کی پہلی کو اسامہ نے کوچ کیا اور † ابنی کی طرف گیا ' یہہ حال روضۃ الصفا اور روضۃ الاحباب اور حبیب السیر اور اور شیعہ اور سنی کی معتبر تاریخوں میں موجود ہی ' اور اگر دوسری وجہہ سے یعنی اسامہ کے ساتھہ نجانے سے ہی تو اس کے کئی جواب ہیں *

پہلا جواب

یہہ ہی کہ اگر ایک سردار ایک شخص کے تئیں ایک لشکر میں متعین کرے ' اور پھر اُس شخص کے تئیں اپنے پاس کی ایک اور خدمت پر مامور کرے ' تو صاف یہہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ اس شخص کو تعیناتیوں میں سے موقوف کیا ' اور وہ پہلا حکم اُس کا منسوخ ہوا ' اور اس جگہہ یہی بات ہوئی ہی ' اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع مرض میں اس لشکر کو جدا کرکے اسامہ کے ساتھہ متعین کیا ' اور جب مرض زیادہ ہوا اور اسامہ اور اُسکے ساتھیوں نے کوچ میں توقف کیا ' حضرت ابوبکر کے تئیں

---

† ابنی — شام کی سرحد میں ایک گانوں ہی اُسکا نام ہی اور زید بن حارث وہیں شہید ہوئے تھے *

پیغمبر خدا نے امامت نماز میں اپنا نایب کیا، اور یہہ خدمت دي' اور اس بڑے کام میں مشغول فرمایا، بعد اس کے جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وآله وسلم نے وفات پائی' حضرت ابوبکر کی تعیناتي خود موقوف هوگئي تهي، جانا اور نجانا اُنکا دونوں برابر تھے' اور شرع میں یہہ بات ثابت هی که پہلے پہل جہاد اپني طرف سے شروع کرنا فرض بالکفایه هی، یعني اگر تهوڑے آدمي بهي اُس میں مشغول هوں تو کفایت کرتا هی' اور اسامه کے لشکر کا سامان تیار کرنا بهي اسي قبیل سے تها اس صورت میں اسامه کے لشکر کے ساتهه نجانے میں حضرت ابوبکر کے تئیں کچهه نقص لازم نهیں آتا اور مدینه پر سے کافروں اور مرتدوں کا فتنه دفع کرنا فرض عین تها، اگر حضرت ابوبکر یهه نکرتے تو ترک فرض عین لازم آتا تها' اس واسطے حضرت ابوبکر نے فرض عین ادا کرنے کے لیئے فرض بالکفایه کو ترک کیا' اور یهي حکم شرع کا هی، اور جب که تمام لشکر کو حضرت ابوبکر نے سامان درست کردیا، اور وہ لشکر اُن کي تاکید اور تقید کے سبب سے روانه هوا اس فرض بالکفایه کا بهي ثواب اُنکو هوا —

چه خوش بود که برآید بیک کرشمه دوکار

دوسرا جواب

یهه هی که جهاد کے واسطے کسي شخص کو کسي امیر کے ساتهه معین کرنا بندوبست ملکي کي قسم سے هی' اور یهه بات رئیس وقت کي مصلحت پر هی' کچهه احکام الهي سے نهیں هی' اور جب که آنحضرت صلی‌الله علیه وسلم نے وفات پائي تدبیر مملکت کي جتني باتیں تهیں حضرت ابوبکر سے متعلق هوئیں، اب یهه سب باتیں اُنکي صلاح سے علاقه رکهتي هیں، که جس کے تئیں چاهیں اسامه کے ساتهه کریں، اور جس کو چاهیں نه کریں، اور خواه آپ جاویں، خواه نجاویں، اس کي مثال یهه هی که مثلا ایک بادشاه کسي طرف ایک لشکر متعین کرے' اور سب سامان درست هونے اور لشکر کے روانه هونے سے پہلے وہ بادشاه مرجاے' اور ایک اور بادشاه اُسکي جگهه بیٹهے' اس نئے بادشاه کے تئیں اختیار هی که اُن تعیناتیوں میں سے بعضوں کو اپنے پاس رکهے' اس واسطے که مصلحت ملک اور دولت کي اسي میں جانتا هی، اور اتني سي بات میں پہلے بادشاه کي مخالفت اور اُسکي فرمان برداري کا ترک لازم نهیں آتا، مخالفت وہ هی که اُس امیر کي جگهه اور امیر کرے' یا اُس مهم کو چهوڑ دے، یا اُن دشمنوں سے ملجاے' غرض که یهه ذرا ذرا سي باتیں مصلحت وقت کے اور تدبیر ملک اور دین کے رئیس وقت کي صلاح سے متعلق هیں' اور اُس کے تئیں ایسي باتوں میں اپنے عقل کے موافق تصرف جایز هی، اور ایسي باتوں

میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہرگز وحئی اور تشریع کی قسم سے نہیں ہی اور یہہ جملہ "لعن اللہ من تخلف عنہا" ہرگز سنیوں کی کتابوں میں نہیں ہی اور بالفرض اگر صحیح بھی ہو تو اس کے معنی یہہ ہیں کہ اسامہ کے تئیں اکیلا چھوڑنا اور رومیوں کی مہم پر نہ جانا اور زید بن حارث کے بدلہ لینے سے آنکھہ چرانی حرام ہی اور جب کہ حضرت ابوبکر خدمت امامت پر معین ہوئے ان سب باتوں سے بیشک بری ہوئے "قال الشہرستانی فی الملل والنحل ان ہذالجملۃ موضوعۃ و مفتراۃ" یعنی شہرستانی نے ملل اور نحل میں یہہ بات کہی ہی کہ تحقیق یہہ جملہ بنایا ہوا اور افترا ہی اور بعضے فارسی پڑھے ہوئے جو اپنے تئیں سنیوں کا محدث گنتے ہیں انہوں نے اپنی کتابوں میں اس جملہ کو لکھا ہی تو یہہ بات سنیوں کے الزام کو کافی نہیں ہوتی اس واسطے کہ سنیوں کے نزدیک حدیث کا اعتبار اس وقت ہوتا ہی جب محدثین کی معتبر کتابوں میں ہو اور انہونے اسے صحیح کہا ہو اور ان کے نزدیک بے سند حدیث شتر بے مہار ہی کہ ہرگز اس پر کان نہیں رکھتے *

تیسرا جواب

یہہ ہی کہ حضرت ابوبکر کا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد منصب بدل گیا پہلے ایک مسلمانوں میں سے تھے اب خلیفہ ہوئے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہہ بیٹھے اور جب کہ منصب بدل جاے تب شرع کے موافق اس منصب کے احکام جاری ہوتے ہیں نہ پہلے منصب کے جیسے کہ لڑکا جس وقت بالغ ہو جاوے اور دیوانہ جس وقت اچھا ہو جاوے اور مقیم جس وقت مسافر ہو اور مسافر جس وقت مقیم ہو اور غلام جس وقت آزاد ہو اور رعیت جس وقت حاکم ہو اور عامی آدمی جب قاضی ہو اور فقیر جس وقت دولت مند ہو اور دولتمند جس وقت فقیر ہو اور لڑکا جس وقت پیدا ہو اور زندہ جب مرجاوے اور قریب جب مرجاوے قریب تر اس سے باب ولایت نکاح میں اور ارث میں علی ہذالقیاس اس صورت میں جس وقت حضرت ابوبکر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوئے اسامہ کے ساتھہ کیوں جاتے اس واسطے کہ اگر خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جیتے ہوتے تو وہ بھی نجاتے اور نہ جانے کا ارادہ تھا البتہ لشکر کا سامان دینا آنحضرت کا کام تھا اور وہ حضرت ابوبکر کے ذمہ ہوا اور اس کو سرانجام کردیا *

---

† کتاب کا نام ہی *

چوتھا جواب

یہہ ہی کہ اگر فرض کیجیئے کہ حضرت ابوبکر کو بھي اسامہ کے ساتھہ رومیوں کي لڑائي میں جانے کا حکم تھا ' اور اُنکا نماز میں خلیفہ ہونا استثناء کا سبب نہو ' اور خلافت کے کاموں میں مصروف ہونا اور مدینہ کي اور ناموس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کي حفاظت کا عذر بھي نہ مقبول ہو ' تو آخر کار یہہ ہی کہ اُس کي عصمت † میں خلل ہوگا ' اور امامت میں عصمت شرط نہیں ہی ' بلکہ عدالت ضرور ہی ' اور دو ایک صغیرہ گناہ کرنے سے عدالت نہیں جاتي رہتي ' اور بالاتفاق حضرت ابوبکر فاسق نہ تھے اور شیعہ اور سنیوں کے نزدیک گناہ کبیرہ اُن سے ثابت نہیں *

پانچواں جواب

یہہ ہی کہ یہہ دو ایک طعنے جو شیعہ سنیوں کي کتابوں سے حضرت ابوبکر کے حق میں ثابت کرتے ہیں ' اول تو ثابت نہیں ہوتے ' اور بالفرض اگر ثابت بھي ہوئے تو سنیوں کي سب روایتیں جو حضرت ابوبکر کے فضائل اور مناقب اور جنت میں بڑا درجہ ملنے کے باب میں کہ آیتوں اور حدیثوں اور اماموں اور اہلبیت کے قولوں سے ہیں ' اور بعضے اُن میں سے شیعوں کي کتابوں میں بھي موجود ہیں اور صحیح ہیں ' ترازو کے ایک پلہ میں رکھو اور ان دو تین طعنوں کو دوسرے پلہ میں ' اور تولو بعد اُس کے جواب چاہو *

چھٹا جواب

یہہ ہی کہ شیعوں کے نزدیک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم وجوب کے واسطے متعین نہیں ہی ' چنانچہ دُرر غرر میں شریف ‡ مرتضی نے کہا ہی ' پس اگر خاص کر حضرت ابوبکر کي نسبت اسامہ کے ساتھہ جانے میں حکم صریحاً ثابت بھي ہو ' اور ابوبکر نہ جاوے تو بھي کچھہ خلل نہیں ہوتا ' اس واسطے کہ شاید یہہ حکم حضرت کا اولویت کے واسطے ہو ' اور ایسے حکم کا چھوڑنا گناہ نہیں ' اب باقي رہا جملہ " لعن اللہ من تخلف عنہا " پس یہہ جملہ سنیوں کي کتابوں میں نہیں کہ جواب کا محتاج ہو ' اور اگر بالفرض موجود بھي ہو تو لفظ من شیعوں کے نزدیک عام ہی ' چنانچہ اس کا حال اصول

---

† عصمت سنیوں کے نزدیک یہہ ہی کہ کسي شخص کے ہاتھہ پر گناہ نہ پیدا ہو اور شوق عبادت کا اور گناہ سے بچنے کا دل میں ہو *

‡ شریف مرتضی شیعوں کے ہاں کا بڑا عالم ہی اور رضي اُس کا بھائي ہی *

کی کتابوں میں موجود ھی ' اس صورت میں جناب علی مرتضی اور اور مسلمان بھی اس گناہ میں شریک ہوتے ھیں ' اور جو جواب اُن کی طرف سے ہوگا وھی جواب حضرت ابوبکر کی طرف سے ھی ' اور اگر یہہ بات کہیں کہ یہہ گناہ اسامہ کے متعینوں کے واسطے ھی نہ سب کے' تو اس کا جواب یہہ ھی کہ " جہزوا جیش اسامہ " یعنی سامان کرو تم لشکر اسامہ کو یہہ خطاب متعینوں کی طرف نہیں ہوسکتا ' اس واسطے کہ اسامہ کے لشکر کا سامان کرنے کو اسامہ ھی کے لشکر کو کہنا بے معنی ھی ' اس صورت میں خطاب عام ھی سب مسلمانوں کی طرف ' اور جملۂ " لعن اللہ " بھی اسی کلام کے ساتھہ ھی متعدیوں کے ساتھہ تخصیص نہیں *

ساتواں جواب

یہہ ھی کہ شیعوں کے نزدیک خدا کے بلا واسطہ حکم سے مخالفت کرنا حضرت آدم † اور حضرت یونس ‡ پر ثابت ھی ' چنانچہ نبوت کے باب میں مذکور ' اس رسول کے ایک

---

† شیعوں کے نزدیک حضرت آدم صفی اللہ حسد اور بغض اور اللہ کی نافرمانی سے پاک تھے شیعہ اس کے برخلاف جانتے ھیں اور کہتے ھیں کہ توبہ توبہ جیسے کہ شیطان میں حسد اور بغض ھی ایسا ھی حضرت آدم علی نبینا علیہم الصلواۃ والسلام میں تھا اور کہتے ھیں کہ جس طرح شیطان کو حضرت آدم کے سجدہ کرنے میں حسد اور بغض ہوا اور سجدہ نہ کیا اور ملعون ہوا اسی طرح حضرت آدم نے ایسہ اظہار سے حسد اور بغض کیا کہ اس سبب سے اللہ تعالی اُن پر خفا ہوا اور ہمیشہ خفگی میں رہینگے ایسے لوگوں سے جو اپنے باپ دادا کو گالیاں دیویں خدا بچاوے چنانچہ محمد بن بابویہ عیون الاخبار میں حضرت علی بن موسی رضا علیہ السلام سے اور معانی الاخبار میں مفضل بن عمر سے روایت کرتا ھی کہ جب اللہ تعالی نے حضرت آدم کو فرشتوں سے سجدہ کروایا تب حضرت آدم نے کہا کہ میں ساری خلقت سے اچھا ہوں اللہ تعالی نے فرمایا کہ سر اُٹھا کر عرش کو دیکھہ حضرت آدم نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ عرش پر لکھا ھی لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ امیرالمومنین و زوجۃ فاطمۃ سیدۃ النساء العالمین والحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ حضرت آدم نے عرض کیا کہ یا اللہ یہہ کون ھیں اللہ تعالی نے فرمایا کہ تیری اولاد میں سے ھیں اور تجھہ سے اور ساری خلقت سے اچھے ھیں اگر یہہ نہوتے تو میں کچھہ نہ پیدا کرتا یہہ بات سنکر حضرت آدم نے حسد کی آنکھوں سے گھورا اُسی کی سزا میں اللہ تعالی نے شیطان سے بہکوایا اور بہشت سے نکالا اور غضب میں ڈالا *

‡ امامیہ حضرت یونس کی نسبت یہہ الزام لگاتے ھیں کہ اللہ تعالی کے بغیر حکم اپنی قوم کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور اپنی قوم کو بلا حکم کوسا اور اُن کی تکلیفوں پر صبر نہ کیا اور اُنکو نہ چھوڑا چنانچہ کلینی نے ابی ابی یعقوب سے یہہ روایت کی ھی *

حکم سے امام نے بھي خلاف کیا تو کیا مضایقہ ہی، اسواسطے کہ امام نبي کا نایب ہی اور نایب کتنا ہی اچھا ہو منوب سے کم ہوگا *

چوتھا طعنہ

یہہ ہی کہ پیغمبر خدا صلی‌اللہ علیہ و سلم نے حضرت ابوبکر کو کبھي کسي دین اور شرع کے کاموں میں سردار نہیں کیا، اور جو شخص کہ ایک کام کي سرداري کے لایق نہو سب مسلمانوں پر کیونکر سردار ہوسکتا ہی *

جواب

اس طعنہ کا جواب کئي وجھہ سے ہی، پہلے یہہ کہ یہہ بات بالکل جھوٹ ہی، اسواسطے کہ شیعہ اور سني کي تاریخوں سے ثابت ہی کہ جب جنگ اُحد کے بعد خبر پہونچي کہ ابو سفیان نے مدینہ پر چھڑنے کا ارادہ کیا ہی، آنحضرت صلی‌اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو اُس سے لڑنے کے واسطے بھیجا اور وہ لڑے، اور چوتھے برس میں بني نضیر کي لڑائي میں دان کو حضرت ابوبکر کے تئیں لشکر میں اپني جگھہ سردار کرکے آپ اپنے گھر تشریف لائے، اور چھٹے برس میں جب بنولحیان کي لڑائي کے واسطے چلے اور وہ لوگ آنحضرت صلی‌اللہ علیہ و سلم کے تشریف لانے کي خبر پاکر پہاڑوں میں چھپ رہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے دو ایک دن مقام فرماکر ہر طرف لشکر بھیجے اُن لشکروں میں سے سب سے بڑے لشکر میں حضرت ابوبکر صدیق کو سردار کرکے کراع الغمیم † کي طرف بھیجا تھا، اور تبوک کي لڑائي میں پیغمبر خدا نے حکم دیا تھا کہ سب لشکر مدینہ کے پاس ثنیۃالوداع ‡ میں جمع ہو اور لشکر گاہ کے سردار حضرت صدیق ہوں، اور سارے لشکر کي موجودات اُن سے متعلق ہو، اور خیبر کي لڑائي میں پیغمبر خدا صلی‌اللہ علیہ و سلم کو آدھا سیسي کا درد ہوا اور قلعہ پر حملہ کے وقت آں حضرت صلعم نے حضرت ابوبکر کو اپنا نایب کرکے قلعہ کي فتح کو بھیجا، اور اُس دن حضرت ابوبکر سے بڑي لڑائي ہوئي، اور ساتویں برس میں بني کلاب سے لڑنے کو بھیجا کہ سلمۃ بن الاکوع کا رسالہ بھي حضرت ابوبکر کے ساتھہ تھا کہ بنو کلاب سے لڑائي ہوئي اور بہتوں کو مارا اور بہتوں کو پکڑ لائے اور بنو فزارہ § کي لڑائي میں بھي لشکر کے سردار حضرت ابوبکر تھے، چنانچہ حاکم سلمۃ بن اکوع سے روایت کرتا ہی کہ " امر رسول اللہ صلی‌اللہ علیہ و سلم ابابکر فغزونا ناسا من بني فزارۃ

---

† ایک جگھہ ہی تین منزل غسفان سے *

‡ ثنیۃالوداع نام ہی ایک جگھہ کا مدینہ شریف کے قریب کہ مکہ کي راہ میں ہی *

§ فزارہ قبیلہ ہی غطفان میں سے *

فلما دنونا من الماء و امرنا ابوبکر فعرسنا فلما صلینا الصبح امرنا ابوبکر فشننا الغارة الی آخر الحدیث ۔ ۔ یعنی حکم کیا حضرت نے ابوبکر کو پھر جہاد کیا ہم نے بنی فزارہ کے آدمیوں سے جب پانی کے نزدیک پہنچے حکم کیا ابوبکر نے تو آرام لیا ہم نے پھر جب نماز پڑھی صبح کی حکم کیا ابوبکر نے اور لوٹا ہم نے اور شبخون مارا ' اور معارج النبوت اور حبیب السیر میں لکھا ہے کہ تبوک کی لڑائی کے بعد ایک اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے پاس آکر عرض کیا کہ عرب میں سے ایک قوم وادی الرمل † میں جمع ہوئی ہے اور شبخون مارنے کا ارادہ رکھتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنا نشان حضرت ابوبکر کو دیکر اور لشکر کا سردار کرکے اُن لڑکوں پر بھیجا ' اور جب کہ بنی عمرو بن عوف میں خانہ جنگی ہوئی اور ظہر کی نماز کے بعد آنحضرت کو خبر پہونچی او آپ صلعم کے واسطے اُس محلہ میں تشریف لیجانے بلال کو فرمایا کہ اگر نماز کا وقت ہوجاوے اور میں نہ آوں تو ابوبکر کو کہنا کہ وہ نماز پڑھا دیویں' چنانچہ عصر کے وقت حضرت ابوبکر نے نماز پڑھائی' اور نویں برس جب حج فرض ہوا اور بعضے سببوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کا جانا نہوا ' آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے ابوبکر صدیق کے تئیں امیر حج کرکے بہت سے صحابہ کے ساتھ مکہ کو بھیجا کہ وہاں جاکر لوگوں کو حج کروادے ' اور مرض موت میں جمعرات کی رات سے پیر کی صبح تک نماز میں حاضر کرنا خود مشہور ہی کچھ بیان کی حاجت نہیں ' اب غور کرنا چاہئے کہ سرداری دین کی یہی تینوں چیزیں متعلق ہوتی ہیں' پہلے جہاد ' دوسرے حج ' تیسرے نماز ' اور ان تینوں چیزوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنے سامنے حضرت ابوبکر کو اپنا خلیفہ کیا ' اب دن کی کرن سی بات باقی رہ گئی کہ جس میں حضرت ابوبکر خلیفہ اور امام ہونے کی لیاقت نہیں رکھتے تھے *

دوسرا جواب

یہہ ہی کہ ہمنے یہہ بات مانی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے حضرت ابوبکر کو کبھی کسی کام میں سردار کرکے نہیں بھیجا ' لیکن اُسکا سبب یہہ ہی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ و سلم حضرت ابوبکر کو اپنا وزیر جانتے تھے ' اور بغیر حضرت ابوبکر کے کوئی کام سرانجام نہوتا تھا ' اور ہمیشہ سے بادشاہوں کی رسم اور عادت یہہ ہی کہ وزیروں اور بڑے بڑے امیروں کو پرگنوں اور قصبوں میں عامل کرکے نہیں بھیجتے ' اور لشکروں کا سردار نہیں کرتے ' اس واسطے کہ اُنکے نہونے سے حضوری کے بڑے بڑے عمدہ کام ابتر ہوجاتے

---

† نام جنگل

نہیں ' اور اسبات کے تئیں خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی حاکم حذیفہ بن الیمان سے روایت کرتا ہی ' کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ' کہ میرا ارادہ ہی کہ دین سکھانے کے واسطے لوگوں کو دور دور ملکوں میں بھیجوں ' جیسے کہ حضرت عیسے نے اپنے حواریوں کو بھیجا تھا ' جو لوگ کہ حاضر تھے اُنہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے ہاں اس طرح کے لوگ جیسے ابوبکر اور عمر موجود ہیں ' جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " انہ لاغنی لی عنہما انہما من الدین کالسمع والبصر " یعنی میرا گذارا نہیں ہوتا بے ان کے کہ یہہ دونوں دین کے کان اور آنکھہ کی مانند ہیں ' اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے یہہ بھی فرمایا ہی کہ میرے تئیں اللہ تعالی نے چار وزیر دیئے ہیں ' ابوبکر اور عمر دو وزیر زمین میں ' اور جبرئیل اور میکائیل دو وزیر آسمان میں *

تیسرا جواب

یہہ ہی کہ اگر کسی کام پر نہ بھیجنا امامت کی لیاقت جاتے رہنے کا باعث ہو ' تو لازم آتا ہی کہ جناب حسنین علیہما السلام بھی امامت کے لایق نہوں ' اس واسطے کہ حضرت امیرالمومنین نے ان دونوں صاحبوں کے تئیں کسی لڑائی پر اور کسی کام میں نہیں بھیجا ' اور محمد بن حنفیہ کو کہ اُن کے بے ماں بھائی تھے بہت سے کاموں پر بھیجا ' یہانتک کہ لوگوں نے محمد بن حنفیہ † سے پوچھا کہ تمہارے باپ لڑائیوں میں اور جہاں کہ اندیشہ کی جگہہ ہوتی ہی تمہارے تئیں بھیجتے ہیں ' اور جناب امام حسنین علیہما السلام کے تئیں اپنے سے جدا نہیں کرتے اس کا کیا سبب ہی ' اُس امام زادہ منصف نے فرمایا کہ میرے باپ کی اولاد میں جناب امام حسن اور جناب امام حسین علیہما السلام دو آنکھوں کی مانند ہیں ' اور باقی اولاد بمنزلہ ہاتھہ پانوں کے ' اور جب تک ہاتھہ اور پانوں سے کام ہو آنکھوں کو کیوں تکلیف دی جاوے ' بلکہ آدمی کی خاصیت یہہ ہی کہ جس وقت آنکھہ پر کچھہ آفت پہونچتی ہی تو ہاتھہ سے بچاتا ہی *

پانچواں طعنہ

یہہ ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق نے عمر بن خطاب کے تئیں مسلمانوں کے سب کام کا متولی کرکے سب امت کا خلیفہ کیا ' حالانکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایک برس صدقہ لینے کی خدمت پر مقرر ہوکے موقوف ہوچکے تھے ' اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکو موقوف کیا ہو اُسکو مقرر کرنا صریح پیغمبر کی برعکسی ہی *

---

† محمد بن حنفیہ حضرت علی مرتضی کے بیٹے ہیں حنفیہ اُن کی ما تھی *

جواب

اس کا جواب یہہ ہی کہ حضرت عمر کے تئیں موقوف سمجھنا بڑی بے وقوفی ہی' اس واسطے کہ اگر کوئی شخص ایک خدمت پر کسی کام کے انجام کرنے کو مقرر ہو ' اور وہ کام ہو چکے اور اُس کی خدمت بھی تمام ہو جاوے اُس شخص کے تئیں معزول نہیں کہہ سکتے' اور حضرت عمر کی بھی خدمت اسی طرح کی تھی' جب صدقہ لینے کا کام تمام ہو چکا اُن کی خدمت بھی تمام ہوچکی' اور اگر اس کے تئیں موقوفی کہیں تو لازم آتا ہی کہ ہر نبی اور امام مرنے کے بعد موقوف ہو جاوے *

دوسرا جواب

ہمنے یہہ بات مانی کہ حضرت عمر کے تئیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے موقوف کیا ' لیکن اُس کی موقوفی حضرت ہارون کی طرح تھی' کہ جب حضرت موسی طور سے پھرے ہیں حضرت ہارون اُن کی خلافت سے موقوف ہوگئے ' لیکن اس سبب سے کہ وہ بالاستقلال نبی تھے اس موقوفی سے اُنکی لیاقت امامت میں کچھہ نقصان نہوا ' اسی طرح حضرت عمر کے تئیں کہ اُن کے حق میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ " لو کان بعدي نبي لکان عمر " یعنی اگر ہوتا میرے بعد کوئی نبی تو ہوتا عمر' اس موقوفی نے بھی اُن کی امامت کی لیاقت میں کچھہ نقصان نہ کیا *

تیسرا جواب

مخالفت پیغمبر کی وہ ہی ' کہ جس چیز کو اُس نے منع کیا ہی اُس کو کریں' نہ یہہ کہ جس کو موقوف کیا ہی اُس کے بحال کرنے میں بھی مخالفت ہو جاوے ' ہاں اگر جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم ' حضرت عمر کے مقرر کرنے سے منع کرتے اور حضرت ابوبکر اُس کو بحال کرتے ' تو البتہ مخالفت ہوتی' جب کہ یہہ بات نہیں ہوئی تو مخالفت کہاں سے ہوئی' اور اگر یہہ بات کہو کہ جو کام کہ آنحضرت نے نہیں کیا اُس کا کرنا بھی مخالفت ہی' تو یہہ بات لازم آتی ہی کہ جناب علی مرتضی نے بھی حضرت عایشہ سے لڑنے میں بھی مخالفت رسول کی کی ہو *

چھٹا طعنہ

یہہ ہی کہ آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے تئیں عمرو بن العاص کا تابع اور فرمان بردار اور اُس کے تئیں ان پر سردار کیا' اور اسی طرح اسامہ کے تئیں ان پر

سردار کیا ' اگر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سرداري کي لیاقت رکھتے تھے ' اور اس بات میں بہتر تھے ' تو کس واسطے اُن کو سردار نہ کیا ' اور اور لوگوں کو اُن کا تابع *

جواب

اس طعنہ کے کئي جواب ہیں' پہلا جواب یہہ ہی کہ اگر اُن کا سردار کرنا قالایق ہونے اور اچھے نہونے پر دلالت کرتا ہی' تو لازم ہی کہ سردار کرنا لیاقت اور اچھے ہونے پر دلالت کرے' پس اگر شیعہ اس بات کے قایل ہوویں' کہ عمرو بن‌العاص اور اسامۃ بن زید اچھے اور امامت کے لایق تھے' اُس وقت سنئي اس کا جواب دینگے اور نہیں تو نہیں *

دوسرا جواب

یہہ ہی کہ ' اگر ایک خاص کام میں ایک کم رتبہ آدمي کو اچھے آدمیوں پر سردار کریں' تو یہہ بات امامت کے لایق اور بہت اچھے ہونے پر دلالت نہیں کرتي' اس واسطے کہ کبھي ایک خاص کام میں سردار کرنا ایک ایسي بات کے واسطے ہوتا ہی' کہ وہ بات ایسے ہي آدمي سے ہو سکتي ہی' اور اچھے آدمي سے نہیں ہوسکتي ہی' جیسے کہ عمرو بن‌العاص کے سردار کرنے میں ہوا' کہ وہ ایک ذو فنون اور حیلہ باز تھا اور یہي بات منظور تھي کہ دشمنوں کو مکر اور حیلہ سے خراب اور تباہ کرے' یا اُن کے فریب سے آگاہ ہو' اور اوروں کے تئیں اس کام میں اُس کے برابر آگاہي نہ تھي ' اور اسي واسطے چوروں کو پکڑنے اور راہوں کے صاف کرنے اور راتوں کو گشت دینے کي خدمت ایسے ہي لوگوں کو دیتے ہیں ' اور بڑے بڑے امیروں سے یہہ خدمتیں سرانجام نہیں ہو سکتیں ' اور یا ایک خاص کام میں سردار کرنے سے یہہ مقصد ہوتا ہی' کہ کسي مصیبت زدہ اور ماتم کشیدہ کي تسلي اور تشفي ہو ' جیسے کہ اسامہ کے واسطے ہوا کہ اُس کا باپ روم و شام کي فوج سے شہید ہوا تھا ' اگر اُس لشکر کا سردار جو رومیوں سے لڑنے کو جاتا تھا اسامہ کو نہ کرتے ' اور اُسکے باپ کا بدلہ لینے کو اُس کے تئیں مقرر نہ کرتے ' تو اُس کي تسلي اور تشفي اور اُس کو نام اور مرتبہ حاصل نہوتا *

تیسرا جواب

یہہ ہی ' کہ پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم کے تئیں یہہ منظور تھا ' کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اُن باتوں سے بھي واقف ہو جاویں' جو تابعوں کو اپنے سرداروں کے ساتھہ کرني ہوتي ہیں' اور سردار کس طرح سے اپنے تابعوں کي حال پرسي کرتے ہیں' اور یہہ بات

جب تک کہ دو ایک دفعہ کسی کے تابع نہوں بالیاقت معلوم نہیں ہو سکتی، یہہ بات بھی آنحضرت کی سرداری اور خلافت سکھانے کے واسطے تھی، اس کی مثال یہہ ہی کہ بادشاہ جب تک کہ سپاہ گری سے امیری اور امیری سے وزارت اور وزارت سے سلطنت پر نہ پہونچے بادشاہت کا کام اچھی طرح سے سرانجام نہیں دیتا، جیسے کہ تیمور اور نادر شاہ، پس یہہ بات صاف اس بات پر دلالت کرتی ہی، کہ اس طرح کی تعلیم سے آں حضرت کو ان کے حق میں بڑی ریاست دینی منظور تھی، اور اسی تربیت سے جو آنحضرت نے ان دونوں صاحبوں کے حق میں کی تھی، یہہ دونوں صاحب اپنی خلافت میں لشکریوں اور امیروں کو اس طرح رکھتے تھے کہ اُس سے بہتر انتظام متصور نہیں، کہ اُن کے امیروں کو نہ پھرجانے اور نہ مقابلہ کرنے کا خیال تھا، نہ اُن کے لشکریوں کو لڑنے بھڑنے کتنے مرنے میں سستی، اور نہ لوٹنے اور مارنے میں بیباکی تھی، اور امیروں کو لشکر پر اور لشکر کو امیروں پر کچھہ ظلم اور زور نہ تھا، اور رعیت چین چان امن امان سے رہتی تھی، اور دن بدن ملک و مال ہاتھہ لگتا تھا، اور یہہ بات تاریخوں سے چاند کی طرح چمکتی ہی، کہ اُس پر خاک پڑ نہیں سکتی، اور کچھہ شیعہ پن اس میں پیش نہیں جاتا، اور شیعوں نے امور موہومہ میں دھوم دھام کی ہی کہ اگر ایسا ہوتا تو خوب ہوتا اور ویسا ہوتا تو خوب ہوتا *

ساتواں طعنہ

یہہ ہی، کہ حضرت ابوبکر نے اپنا خلیفہ کرنے میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی، اس واسطے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سب امت کا نیک و بد خوب جانتے تھے، اُنہوں نے تو اپنا خلیفہ کسی کو نہیں کیا تھا، پھر حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو کیوں خلیفہ کیا *.

جواب

اس طعنہ کے بھی کئی جواب ہیں، پہلا جواب یہہ ہی کہ یہہ بات کہنی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں کیا تھا بالکل جھوٹ ہی، اس واسطے کہ اگر شیعوں کے مذہب پر بحث کی جاوے، تو شیعہ اس بات کے خود قایل ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی مرتضی علیہ السلام کو اپنا خلیفہ کیا تھا، اس صورت میں اگر حضرت ابوبکر بھی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلے تو کیا برا کیا، اور اگر سنیوں کے مذہب پر گفتگو کی جاوے تو سنیوں کے نزدیک بھی ثابت ہی، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اور حج میں حضرت ابوبکر کو خلیفہ کیا تھا، اور

صحابہ کہ پیغمبر خدا صلی‌اللہ علیہ وسلم کے مزاجداں اور عقلمند تھے اُن کے تئیں اتنا اشارہ کافی تھا ' مثل مشہور ہی کہ " عاقلاں را یک اشارہ بس است " اور حضرت ابوبکر نے یہہ بات سوچی کہ عرب اور عجم کے بہت سے لوگ ابھی مسلمان ہوئے ہیں ' اگر اُن کے تئیں صاف صاف نہ کہہ دیا جاویگا ' تو یہہ لوگ اس باریکی کو نہیں سمجھینگے ' اس واسطے لکھہ پڑھہ دیا *

دوسرا جواب

یہہ ہی کہ اگر فرض کیجیئے ' کہ آنحضرت صلی‌اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ نہیں کیا تھا ' تو اس کا یہہ سبب تھا کہ اُن کے تئیں اللہ کی طرف سے وحی اور الہام سے یقین تھا ' کہ میرے بعد ابوبکر ہی خلیفہ ہوگا ' اور سب صحابہ اُن سے رجوع کرینگے ' اور سوائے اُنکے اور کسی کو دخل نہ دینگے ' چنانچہ یہہ حدیثیں جو سنیوں کی کتابوں میں موجود ہیں اس بات پر صاف دلالت کرتی ہیں " فابی علی الا تقدیم ابی بکر " یعنی پھر نہ چاہا مگر مقدم ہونا ابوبکر ہی کا ' اور حدیث " یابی‌اللہ والمومنون الا ابابکر " یعنی نہ چاہیگا خدا اور سب مومن مگر ابوبکر ہی کو ' اور حدیث " انہ خلیفۃ من بعدی " یعنی البتہ وہ خلیفہ ہی میرے بعد ' اور جب کہ آنحضرت صلی‌اللہ علیہ وسلم کو ایسا یقین تھا تو لکھنے کی کچھہ حاجت نہ تھی ' بلکہ صحیح مسلم میں یہہ بات لکھی ہی ' کہ آنحضرت صلی‌اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں حضرت ابوبکر اور اُن کے بیٹے کو بلایا کہ خلافت کا عہدنامہ لکھوادیں ' اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالے اور سب مسلمان آپ سے آپ ابوبکر کے سوائے کسی کو خلیفہ نہیں کرینگے ' کچھہ لکھنے کی حاجت نہیں ' اور حضرت ابوبکر کو کچھہ وحی نہ آتی تھی کہ اُنکو یقین کامل ہوتا ' اور نہ اُن کو عقلاً یہہ بات معلوم ہوتی تھی کہ میرے بعد بلاشک حضرت عمر ہی کو خلیفہ کردینگے ' اور حضرت ابوبکر اپنے نزدیک حضرت عمر کو خلافت کے لایق جانتے تھے ' اس واسطے اُنکو ضرور پڑا تھا ' کہ اُمت کے واسطے جو بہتر ہو وہ کریں ' اور شکر خدا کا کہ حضرت ابوبکر کی عقل خوب پہونچی ' کہ حضرت عمر کے وقت میں جیسا کہ انتظام اور شوکت دین کی ہوئی اور کافر مارے گئے ایسا کسی نبی کے خلیفہ سے نہیں ہوا *

تیسرا جواب

یہہ ہی ' کہ خلیفہ نہ کرنا اور چیز ہی ' اور منع کرنا اور چیز ہی ' اگر آنحضرت خلیفہ کرنے سے منع کر دیتے اور حضرت ابوبکر خلیفہ کرتے تب مخالفت ہوتی ' نہ یہہ کہ آنحضرت

نے خلیفہ نہیں کیا ' اور حضرت ابوبکر نے خلیفہ کردیا * تو بس مخالفت ہوگئی ' اور اگر یہہ بات نہیں ہی تو یہہ بات لازم آتی ہی ' کہ توبہ توبہ جو حضرت علی مرتضی نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو خلیفہ کیا ' تو یہہ بھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہوگئی *

آٹھواں طعنہ

یہہ ہی کہ حضرت ابوبکر کہتے تھے " ان لی شیطاناً یعترینی فان استقمت فاعینونی ان زغت فقومونی " یعنی میرے لیئے بھی ایک شیطان ہی کہ سامنے آجاتا ہی پھر اگر میں حکم شرعی میں سیدھا رہا کروں تو میری مدد کیا کرو اور جو کجی کروں تو مجھے راست و درست کردیا کرو ' اور جس شخص کو کہ شیطان وسوسہ میں ڈالے اور بہکاوے وہ امامت کے قابل نہیں ہی *

پہلا جواب

یہہ ہی ' کہ سنیوں کی معتبر کتابوں میں یہہ روایت صحیح نہیں ہی کہ اس سے الزام ہو * بلکہ اس کے سواے ایک اور روایت صحیح اور ثابت ہوئی ہی ' کہ حضرت ابوبکر نے مرتے وقت حضرت عمر کو بلایا اور وصیت کی اور یہہ باتیں کہیں " واللہ مانمت محتلمت و ما شبہت فتو همت و انی لعلی السبیل ما زغت و لم ال جهداً و انی اوصیک بتقوی اللہ الی اخرالکلام " یعنی قسم خدا کی میں کبھی غافل نہیں ہوا کہ خیال پریشان دیکھتا اور نہ شبہہ میں پڑا ہوں کہ بہکتا ' میں سیدھی راہ پر ہوں ذرا بھی نہیں بھٹکا اورکچھہ قصور نہیں کیا کوشش میں اور تجھے بھی یہی وصیت کرتا ہوں کہ خدا سے ڈرتا رہو ' ہاں البتہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تو جو خطبہ کہ آپ نے سب سے پہلے پڑھا وہ یہہ خطبہ تھا ' کہ اے رسول خدا کے دوستوں میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوں ' لیکن دو چیزیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے واسطے ہیں مجھہ سے مت چاہنا ' ایک وحی ' اور دوسری † عصمت شیطان سے ' اور یہہ خطبہ مسند امام احمد اور اور سنیوں کی کتابوں میں موجود ہی ' اور اُس خطبہ کے آخر میں یہہ بھی ہی ' کہ میں معصوم نہیں ہوں ' تمہارے تئیں میری اطاعت اُنہیں باتوں میں فرض ہی جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور اللہ

---

† عصمت سنیوں کے نزدیک یہہ ہی کہ کسی شخص کے ہاتھہ پر گناہ نہ پیدا ہو اور شوق عبادت کا اور گناہ سے بچنے کا دل میں ہو *

کي شريعت کے موافق هوں ' اور اگر خدا نخواسته ميں تمهارے تئيں خلاف اُس کے کهيں تو هرگز نمانو ' اور ميرے تئيں اطلاع کرو ' اور سب مسلمانوں کا يهي عقيدہ هی ' اور سبحان الله که حضرت نے کيا انصاف کي بات کهي هی ' پيغمبر خدا صلی الله عليه وسلم کے وقت ميں سب لوگوں کے تئيں عادت بڑي هوئی تهي که جو مشکل هوتي تهی وحي کي طرف رجوع کرتے تهے ' اور پيغمبر خدا صلی الله عليه وسلم جو حکم ديتے تهے اُن کي عصمت کے سبب بے تامل مانتے تهے ' خليفوں کے تئيں لازم هی که سب سے پهلے ان دونوں † چيزوں سے آگاہ کريں که يهه خاصه پيغمبر هي کا هی اور کسي کا نهيں *

دوسرا جواب

يهه هی که کليني جو شيعوں کے هاں بهت معتبر کتاب هی اُس ميں حضرت امام جعفر صادق سے صحيح روايتيں موجود هيں ' که هر مسلمان کے ساتهه ايک شيطان هی که اُس کے بهکانے کا ارادہ رکهتا هی ' اور صحيح حديث ميں بهي هی " ما من منکم من احد الا وقد وکل به قرينه من الجن " يعني نهيں کوئي تم ميں سے مگر يهه که اُس پر مقرر هی ايک همراهي جنوں ميں سے ' يهاں تک که صحابه نے عرض کيا که يا رسول الله صلی الله عليه وسلم آپ کے واسطے بهي شيطان قرين هی ' فرمايا که هاں هی ' ليکن الله تعالی نے ميرے تئيں اُسپر غلبه ديا هی که اُس کے فريب سے بچا رهتا هوں ' پس جس صورت ميں که نبيوں کے پاس بهکانے کے واسطے شيطان کے آنے اور رهنے سے نبوت ميں کچهه نقصان نهو تو حضرت ابوبکر کي امامت ميں کيوں قصور هونے لگا تها ' اسواسطے که امام کے تئيں متقي هونا ضرور هی ' اور متقيوں کے بهي دل ميں شيطان شبهه ڈالتا هی ' مگر وہ خبردار هوجاتے هيں اور اُس کے موافق کام نهيں کرتے قوله تعالی " ان الذين اتقوا اذا مسهم طائف من الشيطان تذکروا فاذا هم مبصرون " يعني جو لوگ ڈر رکهتے هيں جهاں پر کيا اُنپر شيطان کا گذر چونک گئے پهر تب هي اُنکو سوجهه آگئي ' البته اُس شخص کي امامت ميں قصور هوتا هی که شيطان سے مغلوب هوجاوے ' اور اُس کے بهکائے پر کام کرے ' اور جهت پهت توبه نکرے ' قوله تعالے " واخوانهم يمدونهم في الغي ثم لايقصرون " يعني اور بهائي هيں وہ انکو کهينچے جاتے هيں غلطي ميں پهر وہ کمي نهيں کرتے ' اور يهه مرتبه فسق اور فجور کا هی که سب کے نزديک امامت ميں خلل انداز هی *

---

† يعني وحي اور عصمت *

تیسرا جواب

یہہ ھی ' کہ اگر حضرت ابوبکر نے اس طرح کی بات کہی تو بھی اُن کی امامت میں کچھہ نقص نہیں اسواسطے کہ جناب علي مرتضی کہ سب کے نزدیک امام برحق ھیں اپنے دوستوں سے اسي طرح کي باتیں کہتے تھے' چنانچہ نہج البلاغت میں کہ شمعوں کے ھار بہت صحیح مذہب ھی لکھا ھی' وھو قولہ " لا تمسوا عن مقالة بحق او مشورة بعدل فاني لست بفوق ان اخطي ولا امن ذالک من فعلي الی اخر ما سبق نقله " یعني نہ چوکو تم سچ کہنے سے اور اچھے مشورے سے کہ میں بھي خطا کرسکتا ھوں* اور میرے کام میں بھي خطا کا خطر ھی ' اور جس شخص نے کہ قران میں سے الف لام میم کا سپارہ پڑھا ھوگا وہ بھی جانتا ھی' کہ حضرت آدم کے تئیں شیطان نے وسوسہ ڈالا اور بہشت سے نکالا ' اور کلام‌اللہ سے ثابت ھی کہ حضرت آدم خلیفہ تھے قولہ تعالی " اني جاعل فی الارض خلیفه " یعني مجھکو بنانا ھی زمین میں ایک نایب ' اور جس شخص نے کہ قران میں سے سورہ ص پڑھي ھوگي وہ بھي جانتا ھی ' کہ حضرت داؤد کے تئیں جورو کے مقدمہ میں شیطان نے کسقدر وسوسے ڈالے' یہاں تک کہ اللہ تعالی کي خفگي ھوئي' اور توبہ استغفار کي نوبت پہونچي' اور کلام‌اللہ سے ثابت ھی' کہ حضرت داود خلیفہ تھے قولہ تعالی " یا داود انا جعلناک خلیفة فی الارض " یعني اے داود تحقیق کیا ھمنے تمرے تئیں خلیفہ زمین میں' اور جس شیعہ نے حضرت سجاد † کا صحیفہ کاملہ دیکھا ھوگا اور سمجھا ھوگا ' تو جانتا ھوگا کہ حضرت سجاد نے اپنے حق میں کیا فرمایا ھی کہ " قد ملک الشیطان عناني في سوء الظن وضعف الیقین و اني اشکو سوء مجاورته لي وطاعة نفسي له " یعني پھیرتا ھی شیطان باگ میري بدگماني میں اور سستي اعتقاد میں' اور شکوہ کرتا ھوں اُس کي بدھمسایگي سے ' اور نفس کي تابعداري کرنے سے شیطان کے لیئے' اب اس عبارت کے تئیں اور حضرت ابوبکر کي عبارت کے تئیں تولنا چاھیئے' اور الفاظ " یعتریني و ان زغت " کو ایک پلہ میں رکھو اور الفاظ " ملک عناني وطاعة نفسي " کو ایک پلہ میں رکھو ' اور اس کو غور کرو کہ حضرت امام فرماتے ھیں کہ پھیرتا ھی شیطان باگ میري بدگماني اور سستي اعتماد میں' اور حضرت ابوبکر کہتے ھیں کہ اگر میں کجي کروں تو مجھے راست و درست کردو ' یعني حضرت امام کا کلام یقین پر دلالت کرتا ھی' کہ بے شک یہہ بات ھوئي ' اور کلام حضرت ابوبکر احتمال پر ' کہ اگر یوں ھو تو ایسا کرو' اور ان " زغت " سے ھرگز یہہ بات نہیں پائي جاتي کہ طرفین میں

† سجاد لقب ھی امام زین‌العابدین کا اور نام مبارک اُنکا علي ھی *

سے کوئي بات واقع ہوئي ہو ' اور یہہ بھي سمجھو کہ اگر کسي شخص کے تئیں شیطان بہکاوے' اور وہ نہ بہکے تو کچھہ نقصان نہیں' بلکہ بہت بڑائي کي بات ہی' اور سورہ یوسف میں سے " وما ابرء نفسي ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربي " کو یعني اس آیت کو کہ میں پاک نہیں کہتا اپنے جي کو جي تو سکھاتا ہی برائي مگر جو رحم کیا میرے رب نے تلاوت کرو اور حضرت ابوبکر کو اس ذرا سي بات سے امامت کے مرتبہ سے نگراو *

نواں طعنہ

یہہ ہی کہ حضرت عمر کہتے تھے کہ " الا ان بیعت ابي بکر کانت فلتۃ وقي اللہ المومنین شرھا فمن عاد الي مثلھا فاقتلو " یعني ہوشیار ہو اور سمجھو کہ بیعت ابوبکر کي جلدي میں ہوگئي' خدا مسلمانوں کو اُس کي آفت سے بچاوے' پھر اگر کوئي ایسا کام کرے تو اُسے مار ڈالیو ' اور بخاري میں اور الفاظ ہیں کہ اُن کے معني بھي یہي ہیں ' اس سے صاف ثابت ہی کہ حضرت ابوبکر سے بیعت کرني یکایک بے سمجھے بوجھے ہوگئي' اور اُنکو بے تامل بغیر دلیل کے خلیفہ کردیا ' اس صورت میں اُنکا خلیفہ ہونا بیجا ہوا ' اور اُنکي خلافت برحق نہوئي *

جواب

اس طعنہ کا جواب یہہ ہی ' کہ حضرت عمر نے یہہ بات ایک شخص کے جواب میں کہي تھي' کہ وہ شخص حضرت عمر کے زمانہ میں کہتا تھا ' کہ اگر حضرت عمر مر جاوینگے تو میں فلانے شخص کے ساتھہ بیعت کرکے اُسکو خلیفہ کرونگا ' اس واسطے کہ حضرت ابوبکر کے ساتھہ بھي دو ایک آدمیوں نے بے سمجھے بوجھے یکایک بیعت کي تھي' اور آخر کو وھي خلیفہ ہوئے' اور سب صحابہ اُن کے تابع ہوگئے' چنانچہ بخاري میں یہہ بات موجود ہی' پس حضرت عمر کے قول کے یہہ معني ہیں کہ ایک دو آدمیوں کي بیعت کرني بے تامل اور بے مشورہ رئیسوں اور مجتہدوں کے صحیح نہیں' اور اگرچہ حضرت ابوبکر کے ساتھہ بھي یکایک بیعت ہوئي تھي' لیکن معلوم ہوا کہ حق حقدار کو پہونچا ' اور یہہ بیعت ٹھیک ٹھیک ہوئي' اس لیئے کہ اُنکي خلافت کي دلیلیں ' جیسا نماز میں امام کرنا اور اُنکا سب صحابہ سے بہتر ہونا بہت ظاہر تھا ' ہر شخص کے تئیں حضرت ابوبکر پر قیاس نکرنا چاہیئے' بلکہ اگر اور کوئي اس طرح پر بیعت کرے اُسکو مار ڈالنا چاہیئے' اس واسطے کہ ایسي بات میں جو سوچنا سمجھنا اور اجماع ضرور ہی اُس نے نکیا ' اور مسلمانوں میں

فتنہ اوٹھایا ، اور اس قول کے آخر میں " ولیکم مثل ابی بکر " بھی ھی' کہ شیعوں نے اس کے تئیں چھپا رکھا ھی' اور اس کے معنی یہہ ھیں' کہ کون ھی تم میں ابوبکر کی مانند بزرگی میں' کہ اُسے بیعت کرنے میں مشورہ کی حاجت نہیں' اس سے ثابت ہوا کہ " وقی اللہ شرھا " کے معنی یہی ھیں' کہ اگرچہ حضرت ابوبکر کی خلافت سقیفہ † بنی ساعدہ میں اس سبب سے کہ انصاری برسر پرخاش تھے اور لمبی چوڑے مشورہ کی فرصت نتھی بہت جلدی ہوئی ، اور جلدی بیعت کرنے میں صرف یہہ اندیشہ ہوتا ھی کہ مبادا بیعت بیجا ھو ، اور ایک نالایق امام ھوجاے' لیکن اللہ کی عنایت سے نہ ہوا اور حق حقدار کو پہونچا ، اور ظاھر ھی کہ حضرت عمر کا یہہ مطلب نتھا کہ حضرت ابوبکر کی بیعت صحیح نہ تھی اور خلافت درست نہوئی' اس واسطے کہ حضرت عمر اور عبیدہ بن الجراح نے حضرت ابوبکر کے ساتھہ سقیفہ میں سب سے پہلے بیعت کی ، اور اُن کے بعد اوروں نے ، اور جس وقت کہ ان دونوں صاحبوں نے بیعت کی تھی اُس وقت فرمایا تھا کہ " انت خیرنا و افضلنا " یعنی تحقیق تو اچھا ھی ھم میں اور بہتر ھی ھم میں اور اس کلمہ کو سب صحابہ مہاجرین اور انصار نے جو حاضر تھے سنا اور انکار نہ کیا ، بلکہ مانا ، اس صورت میں حضرت ابوبکر کا اچھا ھونا اور بہتر ھونا سب صحابہ کے نزدیک مسلم الثبوت تھا ، اور انصاری اسبات پر پرخاش کرتے تھے کہ ھم میں سے بھی ایک خلیفہ ھو ، اور یہہ نہیں کہتے تھے کہ حضرت ابوبکر خلافت کے لایق نہیں ھیں ، اور سنیوں کے ھاں صحیح روایتوں سے ثابت ھی کہ سعد ‡ بن عبادہ اور امیرالمومنین علیہ السلام اور حضرت زبیر نے بھی حضرت ابوبکر سے بیعت کی' اور پہلے دن بیعت نکرنے کا عذر کرکے یہہ شکایت کی کہ تمنے اس باب میں ھم سے بھی کیوں نہ صلاح لے لی' حضرت ابوبکر صدیق نے اُس کے جواب میں انصاریوں کی پرخاش اور اُنکی جلدی بیان کی' اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام اور حضرت زبیر نے یہہ بات پسند کی' چنانچہ سنیوں کی معتبر کتابوں میں بہت جگہہ ثابت ھی' اور اگر حضرت عمر کی اسبات کو حضرت ابوبکر کی نسبت دلیل پکڑتے ھو ، تو لازم ھی کہ حضرت عمر کے سب قولوں کو جو حضرت ابوبکر اور اُن کی خلافت کے حق

---

† نام مکان *

‡ سعد بن عبادہ انصار کے رئیس تھے اور وہ لوگ چاھتے تھے کہ اُنھیں اپنا خلیفہ کریں ایک امیر مہاجروں میں رھے اور ایک انصار میں جب کہ حضرت ابوبکر نے کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھی کہ خلیفہ قریش میں سے ھو انصار چپ ھو رھے اور سعد بن عبادہ نے اُسوقت حضرت ابوبکر سے بیعت نہ کی مگر آخر کو بیعت کرلی *

میں هیں سمجھو اور اس قول کے ساتھہ تولو ' اور دیکھو ' که یهه کتنا هی اور وہ کتني
غرض که حضرت عمر کے تئیں حضرت ابوبکر کي خلافت کا معتقد نه جاننا عجب تماشے
کي بات هی' که کہیں اور سننے میں نہیں آتي *

دسواں طعنه

یهه هی ' که حضرت ابوبکر کہتے تھے که " لست بخیرکم و علی فیکم " یعني میں کچھه
تمسے اچھا نہیں هوں اور علي مرتضی تم میں موجود هیں ' پس اگر یهه بات سچ هي
تو بهي حضرت ابوبکر امامت کے لایق نه تھے' اس واسطے که باوجود اس کے که اچھا شخص
موجود هو پهر کم رتبه آدمي امام نہیں هوسکتا ' اور اگر جھوٹ هی تو بهي حضرت ابوبکر
امامت کے قابل نه تھے' اس واسطے که جھوٹا فاسق هی اور فاسق امامت کے قابل نہیں *

پہلا جواب

یهه هی' که یهه روایت سنیوں کي کسي کتاب میں نہیں هی' پہلے سنیوں کي کسي
کتاب میں سے اس روایت کو ثابت کرو بعد اُس کے جواب چاهو ' اور جھوٹا نمکو دغا ایذ
سے کچھه سنیوں کو الزام نہیں هوتا *

دوسرا جواب

یهه هی' که همنے شیعوں کے لکھنے سے اس روایت کو مانا ' اس کا جواب یهه هی که
حضرت امام سجاد فرماتے هیں جیسا که صحیفه کامله میں که شیعوں کے نزدیک بہت
معتبر کتاب هی موجود هی که " انا الذي افنت الذنوب عمره الخ " یعني میں وہ هوں که
کهو دیا هی گناهوں نے میري عمر کو ' اگر حضرت امام سجاد اس باب میں سچے تھے تو
امامت کے قابل نه تھے' اس واسطے که جو شخص گناہ کرے امامت کے قابل نہیں هوسکتا '
اور اگر جھوٹے تھے تو بهي امامت کے لایق نه تھے' اس واسطے که جھوٹا فاسق هی اور فاسق
امامت کے قابل نہیں هوتا ' اس صورت میں شیعه جو جواب که حضرت سجاد کي طرف
سے دیں' وهي جواب حضرت ابوبکر کي طرف سے سمجھه کر تخفیف تصدیع کریں' اور
شیعوں کے بعضے عالموں نے اس روایت میں دو لفظ اور بڑھائے هیں که " اقیلوني اقیلوني "
یعني میں اس خلافت سے باز آیا مجھے معاف رکھو ' اور کہتے هیں که حضرت ابوبکر امامت
چھوڑتے تھے' اور جو شخص که امامت چھوڑے وہ امامت کے لایق نہیں' اور عجب تماشے کي
بات هی که شیعه خود اس بات کے معتقد هیں' که حضرت موسی پیغمبري چھوڑتے تھے'

اور حضرت هارون کو دیکے تھے، پس اگر یهه بات ثابت بهي هو تو حضرت ابوبکر کا امامت کو چھوڑنا ایسا هي تها جیسا که حضرت موسی کا پیغمبري کو چھوڑنا، بلکه اس سے بھی کم، اس واسطے که پیغمبري کا چھوڑنا باوجود اس بات کے که الله تعالی نے بلا واسطه اُن کو دي تھي بہت بڑا هی، اور ایسي امامت کا چھوڑنا که بقول شیعوں کے چند لوگوں نے جمع هوکر انصاریوں کي پرخاش کے ڈر سے اور مدینه کي نگہباني کي مصلحت سے اُن کو امام کردیا تھا، اور خدا کي طرف سے اُن کو امامت نه تھي، چنداں بڑا نہیں، اسواسطے که جب لوگوں نے ایک شخص کے تئیں سردار کردیا تو کیا ضرور هی که تمام عمر اُس کو قبول رکھے اور دین دنیا میں محنت لے، اور پہلي دفعه جو قبول کي تھي انصاریوں کي پرخاش دفع کرنے کے واسطے کي تھي، جب وہ بات جاتی رهي، تو چاها که اپنے چین سے زندگي بسر کریں، اور غور کرو که خود شیعوں کي روایت سے یهه بات ثابت هی که حضرت ابوبکر کو کچھه امامت کی طمع نه تھي اور خود چھوڑتے تھے اور صحابه قبول نه کرتے تھے، اور ادنی سے اعلی تک نے زبردستي سے حضرت ابوبکر کو خلیفه کیا، اور اگر یهه بات نه تھي تو آپ ایسي بات کاهیکو کہتے، اگر ایک بادشاہ هو که بالکل سلطنت کرنے کي طاقت نه رکھتا هو اور بڈھا اور اندھا اور بہرا هوگیا هو، اور چند آدمیوں پر حکم کرنے کے سوا اور کچھه دنیا کي لذت اُسے سلطنت سے نهو، اور اُس سے کہا جاوے که اس سلطنت کو اپنے چاهیتے سے چاهیتے بیٹے کو دیدے تو بھي قبول نه کریگا، بلکه بادشاہ تو در کنار ایک گانوں کا نمبر دار اور ایک محله کا محله دار بھي ایسا نه کریگا، خیال کرو که حضرت ابوبکر کو الله تعالی نے کتني بڑي ریاست دي تھي، که دنیا میں اچھے سے اچھا درجه الله تعالی نے اُن کو نصیب کیا تھا، ایسي اچھي چیز کو چھوڑتا تھا اور لوگوں کو دیتا تھا کسقدر بے طمع اور زاهد هوگا، اور شیعوں کي کتابوں میں صحیح روایتوں سے ثابت هی، که حضرت عثمان کے شہید هونے کے بعد جناب علي مرتضی خلافت قبول نه کرتے تھے، جب که مهاجرین اور انصار نے بہت سي منتیں کیں تب قبول کیا، حضرت ابوبکر نے بھي اس نظر سے که سب لوگ اچھي طرح میري امامت کا اقرار اور اُسے قبول کریں کہا تو کیا مضائقه هوا *

گیارهواں طعنه

یهه هی، که آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر کے تئیں سورہ برات † دیکر مکه بھیجا تھا، اتنے میں جبرئیل آئے اور کہا که ابوبکر سے برات چھین لے، اور حضرت علي کو دے، جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم نے حضرت علي مرتضی کو حضرت ابو بکر کے پیچھے بھیجا،

---

† کلام الله کي سورہ کا نام هی اور وہ سورہ دسویں سپارہ میں هی *

اور کہا کہ برات چھین لے' اور آپ مکہ والوں کو جاکر سنا' پس جس صورت میں کہ حضرت ابوبکر اللہ تعالے کے ایک حکم کے بھي پہونچانے کي لیاقت نہ رکھتے ہوں' تو سب مسلمانوں کي ریاست کے لیئے اور سارے قرآن اور شریعت کے احکام بجا لانے کے واسطے کیونکر امام ہو سکتے ہیں *

جواب

اس طعنہ کا جواب یہہ ہی' کہ شیعوں نے اس روایت میں عجب تماشا کیا ہی' کسیکا سر اور کسي کا پانوں لیکر ایک صورت بنائي ہی' اور یہہ شعر انہي کے مناسب حال ہی

چہ خوش گفت است سعدي در زلیخا * الایاایہاالساقي ادر کاساوناولہا

یہہ تو وہي نقل ہوئي کہ ایک شخص نے مسٔلہ پوچھا تھا' کہ حسن اور حسین معاویہ کي تینوں بیٹیوں کے واسطے کیا حکم ہی " ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا " اس ماجرے کي حقیقت یہہ ہی' کہ سنیوں کے ہاں اس قصہ میں مختلف روایتیں ہیں' اور اکثر روایتوں میں یہہ بات تحقیق ہی' کہ حضرت ابوبکر کو حج کي امارت دیکر بھیجا تھا' نہ سورہ برات پہونچانے کو' اور جب کہ حضرت ابوبکر روانہ ہوچکے اُس کے بعد سورہ برات نازل ہوئي' اس نئے حکم کے پہونچانے کے واسطے جناب علي مرتضی کو روانہ کیا' اس صورت میں ہرگز حضرت ابوبکر کي موقوفي نہوئي' بلکہ یہہ دونوں شخص دو کاموں کے واسطے مقرر ہوئے' ان روایتوں میں شیعوں کو کچھہ اعتراض کي جگہہ نہیں' اس واسطے کہ جب حضرت ابوبکر کا مقرر ہونا نہ ثابت ہوا تو موقوفي کیونکر ہوسکتي ہی' چنانچہ تفسیر بیضاوي اور اور مدارک اور زاہدي اور تفسیر نظام نیشا پوري اور جذب القلوب اور مشکوۃ شریف کي شرحوں میں یہہ روایت ہی' اور محدثوں کے نزدیک بھي یہہ بات قوي ہی' اور معالم اور حسیني اور معارج النبوت اور روضۃالاحباب اور حبیب السیر اور مدارج النبوت میں یہہ بات لکھي ہی' کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو سورہ برات کے پڑھنے کو بھي فرمایا تھا' اور بعد اُس کے جناب علي مرتضی کو اس بات کے واسطے مقرر کیا' اس میں دو احتمال ہیں' ایک یہہ کہ حضرت ابوبکر کو سورہ برات پڑھنے کي خدمت سے موقوف کرکے جناب علي مرتضی کو مقرر کیا' دوسرے یہہ کہ حضرت علي مرتضی کو حضرت ابوبکر کے شریک کیا کہ دونوں ملکر اس کام کو کریں' اور روایتیں روضۃالاحباب اور بخاري اور مسلم اور سب محدثوں کي دوسرے احتمال کي تائید کرتي ہیں' اس واسطے کہ ان سبھوں نے متفق ہوکر روایت کي ہی' کہ حضرت ابوبکر صدیق نے ابو ہریرہ اور چند آدمیوں کو جو

جناب علي مرتضى كے متعين تهے نحر † كے دن حكم ديا كه پكارديں كه " لا يحج بعدالعام
مشرك ولا يطوف بالبيت عريانا " يعني نه حج كريں اس برس كے بعد سے مشرك اور نه
طواف كريں ننگے لوگ ؛ اور ان روايتوں سے صاف ثابت هوا كه حضرت ابوبكر اس خدمت سے
موقوف نهوئے تهے ' ورنه دوسرے كے كام ميں كيوں دخل كرتے ' اور پكارنے كے لئے لوگ كاهيكو
مقرر كرتے ' پس اس صورت ميں كه معزولي نهوئي شيعوں كا اعتراض اٹهه گيا ' اب پهلا
احتمال باقي رها ' كه لا يؤدي عني الا رجل مني " يعني نه پهونچاوے يهه حكم ميري طرفسے
مگر كوئي آدمي ميرے گهر كا ' اس كو تقويت دينا هى ' اور جناب پيغمبر خدا صلى الله عليه
وسلم كا يهه حكم هى ' كه سورة برات كو ابوبكر سے لے اور تو اس كو پڑه اگر صحيح گنا جاوے
تو اسي كي تائيد كرتا هى ' اس كا جواب يهه هى كه حضرت ابوبكر كي موقوفي ان كي
بے لياقتي يا اس كام كے قابل نهونے كے سبب سے تهي ' اس واسطے كه سب كے نزديك
ثابت هى كه حضرت ابوبكر حج كي سرداري سے موقوف نهوئے تهے ' اور حج كي سرداري كي
لياقت ركهتے تهے ' اور اس ميں لاكهوں مسلمانوں كي عبادت كي درستي هوتي هى ' اور
بهت سے حكم ادا كيئے جاتے هيں ' اور خطبے پڑهے جاتے هيں ' اور مسئلے سكهانے هوتے هيں '
اور اس انبوه ميں جو نئي نئي باتيں هوتي هيں اس كے فتوى ديئے جاتے هيں ' كه ان
باتوں كے ليئے بڑا اجتهاد اور بهت سا علم چاهيئے ' جبكه اتني اتني بڑي باتيں حضرت
ابوبكر سے متعلق ثابت هوئيں ' تو قران كي كئي آيتوں كو پكار كر پڑهنے كي لياقت كه هر
قاري اور حافظ اسكو پڑه سكتا هى كيونكر نهوگي ' اور حضرت ابوبكر كے خطبوں كي اور حج
كروانے كي تعريفيں ' جو حضرت ابوبكر سے اس وقت هوئيں تهيں ' صحيح نسائي اور
حديث كي كتابوں ميں بهت جگهه موجود هيں ' اور سب مورخين كے نزديك ثابت هى
كه حضرت علي مرتضى اس سفر ميں حضرت ابوبكر كي پيروي كرتے تهے ' اور انكے پيچهے
نماز پڑهتے تهے ' اور حج كے كاموں ميں ان كي تابعداري كرتے تهے ' اور تاريخ كي كتابوں سے
اور حديثوں سے ثابت هى ' كه جب كه حضرت علي مرتضى مدينه منوره سے جلدي جلدي
چلے ' اور جهٹ پٹ حضرت ابوبكر كے پاس پهونچے ' اور جناب پيغمبر خدا صلى الله عليه
وسلم كي اونٹني كي آواز حضرت ابوبكر نے سنی بيقرار هوئے ' اور جانا كه شايد پيغمبر خدا
صلى الله عليه وسلم آپ حج كروانے كو تشريف لائے ' اور سارے لشكر كو كهڑا كيا اور ٹهرے '
جبكه حضرت علي مرتضى سے ملاقات هوئي تو پوچها كه " امير او مامور " يعني تو سردار
هى اور ميں سرداري سے موقوف هوا يا تو تابع هى اور ميں سردار حضرت علي مرتضى نے

---

† نحر كا دن بقرعيد كي دسويں تاريخ كو كهتے هيں كه اس روز قرباني ذبح كي جاتي هى *

جواب دیا که میں تابع هوں ' بعد اس کے حضرت ابوبکر روانه هوئے اور ‡ ترویه کے دن سے پہلے خطبه پڑھا اور اسلام کے طریقه کے موافق حج کے قاعدے لوگوں کو سکھانے شروع کیئے' اب ضرور هی که حضرت ابوبکر کی موقوفی جو آران کی چند آیت کے پڑھنے سے هوئی یه لیاقتی اور نا قابلیت کے سوا اس موقوفی کی اور کوئی وجهه هو ' اور نهیں تو حضرت ابوبکر کو اتنے بڑے کام پر بحال رکھنا اور چھوٹے آسان کام سے موقوف کرنا صریحاً عقل کے برخلاف هی' اور جناب پیغمبر خدا صلی الله وسلم سے که سب سے بڑے عقلمند تھے اُن سے بھي یهه بات نهیں هوسکتي چه جاے که الله تعالی حکمت کے برخلاف حکم بھیجے' اور وہ وجهه یهه هی که عرب کے لوگوں کي عهد و پیمان کرنے یا لڑنے اور صلح کرنے میں یهه عادت تھی که ان باتوں کو خود قوم کے سردار سے کیا کرتے تھے ' یا اُس شخص سے کرتے تھے جو اُس کے بمنزله جان و جگر کے هو جیسے بیٹا یا داماد یا بھائي' اور اوروں کے کهنے کو گو وہ کیسا هي بزرگ اور ذي عزت هو باور نکرتے تھے ' چنانچه اب بھي عرب میں یهي رواج هی' که جب آپس میں بادشاهوں یا امیروں یا زمینداروں کے کسي ملک یا سرحد کي بابت جھگڑا هوتا هی' تو دونوں طرف کے وزیر اور امیر اور فوجیں اور لشکر لڑنے بھڑنے میں کوشش کرتے هیں' اور جبکه عهد و پیمان قول قسم کي نوبت پهونچتي هی' تو جب تک که بادشاهزاده نه آوے اور اپني زبان سے اُس بات کو نکهے اُس وقت تک باور نهیں کرتے' اور اگر غور کرکے دیکھو تو اس انبوہ میں که چھه لاکھه آدمیوں کے قریب اُس جنگل میں جمع هوتا هی' سوره برات کا پکار پکار کے پڑھنا اور هر شخص کے کان تک آواز پهونچانی اس بات پر موقوف هی که آدمي بهت محنت کرے اور بڑا پھرے اور هر بازار اور کوچه میں اور هر هر خیمه کے پاس پکار پکار کے پڑھتا پھرے' اور امیر حج سے یهه بات هرگز نهیں هوسکتي' اس واسطے که وہ شخص حاجیوں کو ارکان حج سکھاتے میں اور اُنکو فتنه و فساد سے اور هر طرح کے گناهوں سے بچانے میں مشغول رهیگا ' پس ضرور هی اس کام کے لیئے ایک اور بزرگ شخص جیسے که حضرت ابوبکر تھے چاهیے ' اس نظر سے جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم نے حضرت علي مرتضی کو اس کام پر مقرر کیا ' اور حضرت ابوبکر کو حج میں' تاکه دونوں کام بهت اچھي طرح سے انجام هوں' اور لوگ یهه بات جانیں که یهه دونوں کام بڑے اور جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم کو دل سے منظور تھے' اور اگر صرف اسي بات پر اکتفا کیا جاتا که حضرت ابوبکر اپنے آدمیوں سے عهد کا موقوف کرنا بھي کهوا اور پکڑوادیں ' تو لوگوں کو گمان هوتا که جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم

‡ ترویه کا دن بقر عید کي آٹھویں تاریخ کو کهتے هیں * '

کے نزدیک عہد و پیمان کی بات چنداں ضروری نہ تھی' نہیں تو اس بات کے لیئے بھی خاص کر ایک بڑے شخص کو بھیجتے' اور اس بات سے سنیوں کے عالموں نے ایک خوب لطیفہ نکالا ہی' کہ حضرت ابوبکر میں اللہ تعالی کی رحمت کی صفت کی شان تھی اس واسطے اُن کی شان میں فرمایا ہی کہ " ارحم امتي بامتي ابوبکر " یعني میری ساری امت میں سے بہت مہربان امت کے حق میں ابوبکر ہی ' اور مسلمان کہ مورد رحمت الہی ہیں اُنکا کام تو حضرت ابوبکر کے سپرد کیا ' اور جناب علی مرتضی شیر خدا ہیں اللہ تعالی کے جلال اور قہر کی شان تھی ' کہ کافروں کا مارنا حضرت کا شیوہ تھا ' اور کافر کہ مورد غضب الہی ہیں اُنکی عہد شکنی کا کام حضرت علی مرتضی کو حوالہ کیا ' تاکہ اللہ تعالی کے جمال اور جلال کی دونوں شانیں ظاہر ہوویں' اور تماشا یہہ ہی کہ حضرت ابوبکر سورہ برائت کے کام میں بھی حضرت علی مرتضی کے مددگار تھے' چنانچہ بخاري شریف میں حضرت ابوہریرہ سے روایت موجود ہی ' کہ حضرت ابوہریرہ کو اور ایک اور جماعت کو حضرت علی مرتضی کے ساتھہ معین کیا ' اور کبھي کبھي آپ بھي اس کام میں شریک ہوتے تھے' چنانچہ ترمذي نے اور حاکم † نے ابن عباس سے روایت کي ہی کہ " کان علي ینادی فاذا اعیی قام ابوبکر فنادی بها " یعني حضرت علي پکارتے تھے جب تھک جاتے تھے تو اوتھہ کر حضرت ابوبکر اُن لفظوں کو پکارنے لگتے تھے ' اور ایک روایت میں ہی کہ " فاذا بح قام ابوهریرہ فنادی بها " یعني جب آواز بیٹھہ جاتي تھي تو حضرت ابو ہریرہ اُن لفظوں کو کھڑے ہوکر پکارتے تھے ' غرض کہ حضرت ابوبکر کي موقوفي سے یہي غرض تھي کہ عرب کے لوگوں کي عادت کے موافق عہد شکني کو ظاہر کردیا جاوے' تاکہ آیندہ عرب کے لوگوں کو کچھہ عذر نرہوے ' کہ ہمارے تئیں ہماري عادت کے موافق عہد شکني سے خبردار نہیں کیا ' کہ ہم اپني راہ پکڑتے اور اپنے کام کي سوچ کرتے ' چنانچہ ‡ معالم اور ‡ زاہدي اور ‡ بیضاوي اور شرح تجرید اور || شرح مواقف || اور صواعق ¶ اور شروح * مشکوۃ شریف اور سنیوں کي اور کتابوں میں یہي بات لکھي ہی ' اور اسي واسطے جب جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ⸸ حدیبہ میں صلح ہونے کے بعد اوس انصاري †† کو کہ لکھنے میں بہت مہارت رکھتا تھا عہدنامہ لکھنے کے واسطے بلایا سہیل بن عمرو نے

---

† حاکم نام محدث کا ہی اور مستدرک اُسکي کتاب ہی *
‡ کلام اللہ کي تفسیر ہی —
|| عقاید کي کتاب ہی —
¶ ایک کتاب ہی رد روافض کي عربي زبان میں *
* حدیث کي کتاب ہی *
⸸ حدیبہ مکان کا نام ہی کہ وہاں مکہ کے لوگوں سے صلح ہوئي تھي *
†† نام صحابي

کہ مشرکوں کی طرف سے مصالحہ کے واسطے آیا تھا عرض کیا' کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مناسب ہی کہ یہہ عہد نامہ حضرت علی مرتضی آپکے چچیرے بہائی لکھیں' اور اُسکے لکھنے کو منظور نہ کیا کہ مدارج اور معارج اور اور بہی تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہی *

دوسرا جواب

ہمنے مانا کہ حضرت ابوبکر کو سورہ برات کے پہونچانے سے ایک جزوی مصلحت کے واسطے موقوف کیا' لیکن ایسے شخص کی موقوفی جو صاحب عدالت ہو اور ہزاروں حدیثیں اور قران کی آیتیں اُسکی عدالت پر گواہ ہوں' اسبات پر دلیل نہیں ہوسکتی کہ وہ ریاست کی لیاقت اور صلاحیت نہیں رکہتا' خصوصا اُسوقت میں کہ جس خدمت سے معزول ہوا اُس میں تجہہ تقصیر اور چوری نہوئی ہو' اس واسطے کہ حضرت علی مرتضی نے عمرو ابن ابی سلمہ کو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص ربیب † اور حضرت علی مرتضی کے خاص دوستوں میں سے اور عابد اور زاہد اور دیانت دار اور عالم اور فقیہ اور پرہیز گار تھا' ولایت بحرین سے موقوف کیا' اور اُس کے عذر میں خط لکہا کہ نہج البلاغۃ میں جو شیعوں کے ہاں بہت صحیح کتاب ہی موجود ہی "اما بعد فانی ولیت النعمان بن عجلان الذورقی علی البحرین و نزعت یدک بلاذم لک ولاتثریب علیک فقد احسنت الولایۃ وادیت الامانۃ فاقبل غیر ظنین ولا ملوم ولا متہم ولاما ثوم" یعنی تحقیق مینے سردار کیا نعمان بیٹے عجلان ذورقی کو بحرین پر اور تیرے ہاتھہ سے نکالا بغیر تیری برائی کے اور بغیر الزام کے تجہہ پر پس تحقیق تونے اچھی حکومت دیانت اور امانت سے کی پس تو چلا آ اور میں تجہہ پر کچھہ گمان بد نہیں لے جاتا اور تجھے کچھہ تہمت اور گناہ نہیں لگاتا اور کچھہ ملامت نہیں کرتا' اور یقینی ثابت ہی کہ عمر بن ابی سلمہ نعمان بن عجلان ذورقی سے اچہا تہا' دین میں بہی اور حسب میں بہی اور نسب میں بہی اور حکومت بہی جیسا کہ چاہیئے دیانت اور امانت سے کی' اور اگر حضرت ابوبکر قران کے چند آیتیں پڑھنے کی بہی لیاقت نہ رکھتے تہے' تو اُن کے تئیں امیر حج کرنے کے کہ اُس کام سے ہزاروں درجہ بڑا ہی کیا معنی' اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ سب کے نزدیک معصوم ہیں ایسی بات کیونکر ہوتی *

---

† ربیب جورو کا بیٹا دوسرے خاوند سے اور یہہ عمرو بن ابی سلمہ حضرت ام سلمہ کے بیٹے تہے *

بارهواں طعنه

یهه هی، که حضرت ابوبکر رضي الله تعالی عنه نے، جناب فاطمه علیهم السلام کو پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم کے ترکه میں سے که اُن کے باپ تھے کچھه نه دیا، حضرت فاطمه علیها السلام نے فرمایا، که اے ابو قحافه † کے بیٹے تو اپنے باپ کي میراث لے اور میں اپنے باپ کي میراث نه لوں یهه کونسا انصاف هی اور جناب فاطمه کے مقابله میں ایسي حدیث کو که جسے آپ هي اکیلي روایت کرتے تھیں دلیل پکڑا، اور کہا که میںنے جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه و سلم سے سنا هی، که هم نبي نه کسي سے میراث لیتے هیں اور نه کوئي همسے میراث لیتا هی، باوجودیکه یهه بات صریحا قران کے برخلاف هی " یوصیکم الله في اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین " یعني کهه رکھتا هی تمکو الله تمهاري اولاد میں مرد کو حصه برابر دو عورت کے، اس واسطے که یهه آیت عام هی اور سب لوگوں کے واسطے هی خواه نبي هوں خواه نهوں، اور ایک اور آیة کے بهي برخلاف هی " و ورث سلیمان داود " یعني اور وارث هوا سلیمان داود کا " فهب لي من لدنک ولیا یرثني ویرث من آل یعقوب " یعني سو بخش مجھکو اپنے پاس سے ایک کام اٹھانے والا جو میري جگهه بیٹھے اور یعقوب کي اولاد کے، اس سے معلوم هوا که نبي وارث بهي هوتے هیں اور اُن کے وارث اُن سے میراث بهي لیتے هیں *

جواب

اس طعنه کا جواب یهه هی، که حضرت ابوبکر نے جو حضرت فاطمه کو ترکه نه دیا تو صرف اس کا یهه سبب هی، که جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم سے حکم قطعي سنا تها، اور یهه بات نه تهي که جناب فاطمه سے اُن کو کچھه بغض اور عداوت تهي، اور اُس کي دلیل صاف هی که اگر جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم کا ترکه تقسیم هوتا تو اُن کي ازواج مطهرات که اُن میں سے جناب عایشه صدیقه حضرت ابوبکر کي بیٹي بهي تهیں اُن کو بهي ترکه پهونچتا، اگر حضرت ابوبکر کو جناب فاطمه سے بغض اور عداوت تهي تو اور ازواج مطهرات سے اور اُن کے باپ اور بھائیوں سے خصوصا اپني بیٹي حضرت عایشه صدیقه سے کیا عداوت تهي، که ان سب کے تئیں ترکه سے محروم رکھا اور جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم کے ترکه میں سے آدھے کے قریب حضرت عباس پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم کے چچا کو پهونچتا تها، اور حضرت عباس حضرت ابوبکر کے خلیفه هونے کے وقت سے اُن کے

---

† حضرت ابوبکر کے باپ کا نام هی *

رفیق اور صلاح کار تھے' اُن کو کیوں ترکہ سے محروم رکھتے' اور یہہ بات کہ حضرت فاطمہ علیہاالسلام کے مقابلہ میں ایسی روایت کی کہ خود اُس کے قایل تھے اور اور کوئی واقف نہ تھا جھوٹ ھی' اس واسطے کہ یہہ حدیث سنیوں کی کتابوں میں حذیفہ بن الیمان اور زبیر بن العوام اور ابو درداء اور ابو ھریرہ اور عباس اور علی اور عثمان اور عبدالرحمان بن عوف اور سعد بن ابی وقاص کی روایت سے ثابت ھی' اور یہہ لوگ بہت بڑے صدیق ھیں اور بعضوں کے واسطے بہشتی ہونے کی خبر ھی' اور حذیفہ کے حق میں ملا عبداللہ مشھدی نے اظہارالحق میں یہہ حدیث پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کی ھی' کہ "ما حدثکم حذیفہ فصدقوہ" یعنی جو حدیث کہ تمسے حذیفہ کہے اُس کے تئیں سچ جانو' اور انہی میں سے جناب علی مرتضی ھیں کہ سب شیعوں کے نزدیک معصوم اور سب سنیوں کے نزدیک صادق ھیں' اور جناب عائشہ صدیقہ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی روایت کو ایسے مقام پر کاھیکو مانیگے' اخرج البخاری عن مالک بن اوس بن الحدثان النصری' ان عمر بن الخطاب قال بمحضر من الصحابة فیہم علی والعباس و عثمان و عبدالرحمن بن عوف و الزبیر بن العوام و سعد بن ابی وقاص انشدکم باللہ الذی باذنہ تقوم السماء والارض اتعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا نورث ماترکناہ صدقة قالوا اللہم نعم ثم اقبل علی علی والعباس فقال انشدکما باللہ ھل تعلمان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد قال ذلک قالا اللہم نعم" یعنی بخاری نے مالک بن اوس بن حدثان نصری سے روایت کی ھی کہ حضرت عمر بن خطاب نے سب صحابہ کے روبرو کہ اُن میں علی اور عباس اور عثمان اور عبدالرحمان اور زبیر اور سعد بھی تھے یہہ بات کہی کہ تمکو اُس خدا کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان زمین کھڑا ھی تم جانتے ہو کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھی کہ میری میراث نہیں ھی جو کچھہ میں چھوڑا وہ صدقہ ھی سب نے کہا کہ بخدا اسی طرح ھی بعد اُس کے حضرت علی مرتضی اور حضرت عباس کی طرف متوجہہ ہوکر کہا کہ تم دونوں کو خدا کی قسم دیتا ہوں تم جانتے ہو کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو فرمایا ھی اُن دونوں نے کہا کہ بخدا ایسا ھی ھی" اب ثابت ہوا کہ حکم ناطق ہونے میں یہہ حدیث بھی کلام اللہ کی آیۃ کے برابر ھی' اس واسطے کہ یہہ سب صحابی جنکے نام اوپر لیئے گیئے ان میں سے ایک کے بھی کہنے سے یقین ہو جاتا ھی' چہ جائے کہ یہہ سب لوگ ملکر کہیں' اور خصوصا حضرت علی مرتضی کہ شیعوں کے نزدیک معصوم ھیں' اور معصوم کی روایت یقین میں قران کی برابر ھی' اور بھلا ان روایتوں کو جانے دو شیعوں کی صحیح کتابوں میں اسلم معصوم

یہہ روایت موجود ہی "روی محمد بن یعقوب الرازی فی الکافی عن ابی البختری عن ابی عبداللہ جعفر بن محمد صادق علیہ السلام ، قال ان العلماء ورثۃ الانبیاء و ذلک ان الانبیاء لم یورثوا و فی نسخۃ لم یورثوا درھما ولا دینارا و انما اورثوا احادیث من احادیثہم فمن اخذ بشیئی منہا فقد اخذ بحظ وافر " یعنی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ تحقیق علماء نبیوں کے وارث ہیں اور یہہ بات اس طرح سے ہی کہ نبیوں کا ترکہ نہیں ہوتا اور بعضی کتابوں میں یوں ہی کہ نبیوں کا ترکہ روپیہ پیسہ نہیں ہوتا اور اگر ترکہ ہوتا ہی تو چند نصیحتیں ہوتی ہیں اپنی نصیحتوں میں سے اس جس شخص نے کہ اُن میں سے کچھہ لیا تو بیشک اُس نے بڑا کامل حصہ لیا ' اور انما کے لفظ سے شیعوں کے نزدیک بالکل حصر ہو جاتا ہی جیسے کہ " انما ولی کم اللہ " کے بیان میں گذرا اس سے معلوم ہوا کہ نبی علم اور حدیثوں کے سوا اور کچھہ ترکہ نہیں چھوڑتے ' اب ہمارا مطلب امام معصوم کے کلام سے ثابت ہوا ' اور بھی یہہ سمجھنا چاہیئے کہ جو شخص جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اپنے کان سے ایک بات سنے تو وہ بات بلاشک و شبہہ یقینی ہی ' اور اُس پر عمل کرنا اُس کے تئیں واجب ہی خواہ دوسرے سے سنے خواہ نہ سنے ' اور سب شیعہ اور سنی کے علماے علم اصول کا اسبات پر اتفاق ہی کہ حدیث کی تقسیم متواتر اور غیر متواتر پر اُونہیں لوگوں کے لیئے ہی جنھوں نے پیغمبر کو نہ دیکھا ہو اور اوروں کی زبانی حدیث سنی ہو ' اور جس نے کہ خود پیغمبر کو دیکھا ہو اور بلا واسطے اُن سے حدیث سنی ہو تو وہ حدیث اُس شخص کے لیئے حدیث متواتر کے حکم میں ہی ' بلکہ اُس سے بھی زیادہ ' اور جو کہ حضرت ابوبکر نے اس حدیث کو خود آنحضرت صلعم سے سنا تھا تو اُنکو دوسروں سے پوچھنے کی حاجت نہ تھی ' اب یہہ بات رہی کہ یہہ حدیث قران کی آیت کے برخلاف ہی یہہ بھی غلط ہی ' اسلیئے کہ اُس آیت میں " کم " کا خطاب امت کی طرف ہی نہ پیغمبر کی طرف ' پس یہہ حدیث لفظ خطاب کی مراد کو ظاہر اور معین کردیتی ہی آیت کو خاص نہیں کرتی ' اور اگر خاص بھی کرتی ہو تو اُس سے آیت کی تخصیص لازم آتی ہی مخالفت کہاں سے ہوئی ' اور اس آیت میں بہت سی تخصیصیں ہوئی ہیں ' مثلاً کافر کی اولاد وارث نہیں ہوتی ' غلام وارث نہیں ہوتا ' قاتل بھی وارث نہیں ہوتا ' اور شیعہ بھی اپنے اماموں سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے اپنے باپ کے بعض وارثوں کو اپنے باپکے ترکہ کی بعض چیزوں کا مثل تلوار اور قران اور انگشتری اور باپکے پہنے کے کپڑوں کے ترکہ نہیں دیا ' اور خود لے لیا ' اور اس روایت کے تنہا وہ خود ہی بیان کرنے والے تھے ' اور اہل سنت کے نزدیک امام کا معصوم ہونا ثابت نہیں ہی ' اور ان باتوں کی صحت اور

نبوت کي دليل تمام اهلبيت کي نسبت علي مرتضى ؓ ليکر اخير تک يهه هى' که جب آنحضرت کا ترکه أنکے هاتهه ميں آيا تو أنهوں نے حضرت عباس اور أنکي اولاد کو خارج کيا اور دخل تک نهيں ديا' اور آنحضرت کي ازواج کو بهي أنکا حصه نهيں ديا' پس اگر پيغمبر کے ترکه ميں ميراث جاري هوتي تو يهه سب بزرگ که شيعوںکے نزديک معصوم اور اهل سنت کے نزديک محفوظ هيں کس طرح ايسي صريح حق تلفي روا رکهتے' اس ليئے که تمام اهل سير و تواريخ اور علماء حديث کے نزديک بالاجماع ثابت هى' که آنحضرت کا ترکه خيبر و فدک وغيره جو کچهه تها حضرت عمر بن خطاب کے عهد ميں علي مرتضى اور حضرت عباس کے هاتهه ميں تها' علي مرتضى نے حضرت عباس پر قابو پاکر لے ليا' اور علي مرتضى کے بعد حسن بن علي پاس اور پهر حسين بن علي پاس اور پهر علي بن الحسين اور حسن بن حسن پاس آيا' اور يهه دونوں بزرگ باري باري سے تصرف کرتے تهے' أس کے بعد زيد بن حسن بن علي' حسن بن حسن عليهم‌السلام کے بهائي متصرف هوئے' أس کے بعد مروان کے هاتهه جو اميِر تها پڑا' اور مروانيوں کے هاتهه ميں رها' جب عمر بن عبدالعزيز بادشاه هوا تو أسنے بسبب اپنے عدل کے جو أسکي طبيعت ميں تها کها که ميں أس چيز کو نهيں ليتا جس کے لينے سے پيغمبر خدا صلي الله عليه وسلم نے فاطمه عليها السلام کو منع کيا اور نه ديا' مجهکو أس ميں کچهه حق نهيں هى ميں أسکو پهير ديتا هوں' پهر أسنے حضرت فاطمه کي اولاد کو پهير ديا' پس ائمه معصومين اهل بيت کي کارروائي سے معلوم هوا که آنحضرت کے ترکه ميں ميراث جاري نهيں هوتي' اور وراثت کي آيت أس حديث سے جو اوپر بيان هوئي هى خاص هوگئي هى' اب يهه بات رهي که آيت " ورث سليمان داؤد " اسبات پر دلالت کرتي هى که انبيا وارث بهي هوتے هيں اور انبيا کے وارث بهي أنکي ميراث ليتے هيں' اور اس کے برخلاف قطعي حديث هى جو معصومين کي روايت سے ثابت هوئي هى' أس مشکل کے حل کرنے ميں بهي معصوم هي کے قول پر هم رجوع کرتے هيں' اور شيعه هي کتابوں سے اسکا حل چاهتے هيں" کليني نے ابي عبدالله سے روايت کي هى که " ان سليمٰن ورث داؤد وان محمداً ورث سليمان " يعني سليمان وارث هوا داؤد کا اور محمد صلعم وارث هوئے سليمان کے' پس معلوم هوا که يهه وراثت علم و نبوت اور کمالات نفساني کي تهي نه وراثت مال اور متروکه کي' اور قرينه عقلي بهي قول معصوم کے مطابق اسي وراثت پر دلالت کرتا هى' اس ليئے که باجماع مورخين حضرت داؤد کے أنيس بيٹے تهے' پس چاهيئے تها که وه سب حضرت داؤد کے وارث هوتے' حالانکه الله تعالى نے حضرت سليمان کے اختصاص اور امتياز کے ليئے وه آيت فرمائي هى' اور جو وراثت که حضرت

سلیمان کے لیئے مخصوص هی اور آور بھائیوں کو جس میں شرکت نہیں هوسکتی وہ وراثت علم اور نبوت کی هی ' کیونکہ یہی چیز آور بھائیوں کو حاصل نہ تھی ' اور یہہ بھی ظاهر هی کہ هر ایک بیتا اپنے باپ کی میراث لیتا هی اور اپنے باپ کے مال کا وارث هوتا هی ' پھر اسی بات کو بتلانا محض لغو هوتا ' اور خدا کے کلام میں لغو نہیں هوسکتا ' اور حضرت سلیمان کو ایک ایسی چیز میں جس میں تمام عالم شریک هی شریک بتلانا بزرگی کی کونسی بات هی ' کہ خداتعالی اُن کی فضیلت اور بزرگی بیان کرنے میں اس علم وراثت کا بیان فرماتا ' اور اسکے بعد جو یہہ کلام هی کہ " وقال یا ایہاالناس علمنا منطق الطیر " یعنی حضرت سلیمان نے کہا کہ اے لوگو مجھکو جانوروں کی بولی سمجھنی بھی بتائی گئی هی ' اس کلام سے صاف ظاهر هی ' کہ وراثت سے مراد علم کی وراثت هی ' اور اگر یہہ کہیں ' کہ علم کی نسبت وراثت کا لفظ بولنا مجازاً هی اور مال کی نسبت حقیقتاً هی ' پھر لفظ کے حقیقی معنی چھوڑکر بغیر ضرورت کے مجازی معنی کیوں لیئے جاریں ' تو هم یہہ کہینگے کہ قول معصوم کو جھوٹ هونے سے بچانے کی ضرورت هی ' اور یہہ بھی هم نہیں مانتے کہ وراثت کا لفظ مال کی نسبت حقیقتاً بولا جاتا هی ' بلکہ فقہا نے جو کثرت سے وراثت کے لفظ کا مال میں استعمال کیا هی اس سبب سے مال کی نسبت اُس کا استعمال خاص کر هوگیا هی ' جیسیکہ بطور عرف عام کے کوئی لفظ ایک معنی سے دوسرے معنی میں بولا جاتا هی ' اور حقیقت میں اُس کا اطلاق علم اور منصب سب طرح کی وراثت پر صحیح هی — همنے مانا کہ علم میں وراثت کا استعمال کرنا مجاز هی ' لیکن یہہ مجاز متعارف اور مشہور هی ' خصوصاً قران میں اس کا استعمال اس قدر هوا هی کہ حقیقی معنوں کی برابر پہونچ گیا هی ' اللہ تعالی نے فرمایا هی " ثم اورثنا الکتاب الذی اصطفینا من عبادنا فخلف من بعد هم خلف ورثوا الکتاب " یعنی همنے کتاب کا وارث اُن لوگوں کو کیا جن کو اپنے بندوں میں سے همنے چن لیا پھر اُن کے جانشین اُن کے بعد اچھے جانشین هوئے کہ کتاب کے وارث هوئے ' اور دوسری آیت میں هی کہ " یرثنی ویرث من آل یعقوب " یعنی میرا اور آل یعقوب کا وارث هو ' پس یقینی بہ بداهت عقل معلوم هوتا هی کہ اس جگہہ منصب کی وراثت مراد هی ' کیونکہ اگر لفظ آل یعقوب سے خاص یعقوب کی ذات بطور مجاز کے مراد هو تو لازم اتا هی کہ یعقوب کا مال اُنکے وقت سے حضرت زکریا کے وقت تک جسکو دو هزار برس سے زیادہ گذرگئے تھے بغیر تقسیم کے باقی تھا ' اور حضرت زکریا کے مرنے کے بعد اُسکی تقسیم هوکر حضرت یحیی کا حصہ حضرت یحیی کو پہونچے ' اور یہہ نہایت بیہودگی کی بات هی ' کیونکہ اگر وہ مال حضرت زکریا کی وفات

سے پہلے بیعت کیا ہو تو وہ مال حضرت زکریا کا مال ہوگا اور یرثني کے لفظ میں داخل ہوگا — اور اگر آل یعقوب سے اولاد یعقوب مراد ہو تو لازم آتا ہی کہ حضرت یحیی تمام بني اسرائیل کے کیا جیتے اور کیا مرے سب کے وارث ہوں' اور یہہ بیہودگي بھلي بیہودگي سے بھي زیادہ تو بدتر ہی' پھر اس آیت کو علماے فرقہ شیعہ کا اس مقام پر لانا اُنکي کمال خوش فہمي ہی' اور حضرت زکریا نے دو لفظ فرمائے ہیں ولیاً اور یرثني' پس اُنہوں نے جناب الہي سے ایسا ولي مانگا ہی جسمیں وراثت کي صفت بھي ہو' پھر اگر وراثت سے خاص عرفي علمي وراثت مراد نہو تو یہہ صفت محض لغو ہوجاتي ہی' اور اُسکے بیان کرنے میں کچھہ فایدہ نہیں ہوتا' اسلیئے کہ تمام شریعتوں میں بیٹا اپنے باپ کا وارث ہوتا ہی' اور لفظ ولي سے بیتکلف مال کي وراثت سمجھي جاتي ہی — اور یہہ بات بھي ظاہر ہی کہ انبیا کي ہمت عالي اور اُنکے نفوس قدسیہ کي نظر میں حواس دنیاء پیشوات کے تعلقوں سے بے تعلق ہوتے ہیں' اور بجز خدانعالی کے اور کسي سے تعلق نہیں رکھتے' اور دنیا کے تمام مال و دولت کو ایک جو کے بدلے میں بھي نہیں خریدتے' خصوصاً حضرت زکریا کہ دنیا کي چیزوں سے نہایت بے تعلقي اور آزادي میں مشہور و معروف ہیں' تو یہہ بات عادتاً محال ہی کہ مال و متاع کي وراثت ہونے سے جسکي کچھہ بھي حقیقت اور قدر اُنکي انکھہ میں نہ تھي ڈرے ہوں' اور اس سوچ سے اپني آزردگي اور رنج و غم اور خوف خدا کي جناب میں ظاہر کیا ہو' کہ یہہ باتیں صریح مال ومتاع کي محبت اور دلي تعلق سے ہوتے ہیں *

افسوس ہی کہ باقي اوراق اس باب کے ترجمہ کے ضایع ہو گئے

بارھواں باب

تولا و تبرا کے بیان میں

تولا کے معني محبت کے ہیں اور تبرا کے معني عداوت کے یہہ بحث بہت نازک ہی اس میں کئي مقدموں کو بہ ترتیب سنو کہ علماء شیعہ کے قول اور قران کي آیتوں سے ثابت ہوئے ہیں' اور اُن پر غور کرکے جانو' کہ شیعوں کے اصول کے موافق قابل تولا کے کون ہیں' اور قابل تبرا کے کون ہیں' اور سنیوں کے قول کو اس میں کچھہ دخل نہیں *

پہلا مقدمه

مخالفت اور عداوت میں یہه فرق هی که مخالفت کو عداوت لازم نہیں هی ' اور اگرچه یہه بات صریح هی لیکن اور دو وجهه سے ثابت کرتے هیں ' پہلے یہه که ملا محمد رفیع واعظ ' صاحب ابواب الجنان نے جو اثنا عشریه کے هاں بہت معتبر شخص هیں ' یہه بات لکهي هی که دو مسلمانوں میں دنیا کي باتوں میں مخالفت هوسکتي هی ' حالانکه بسبب ایمان کے آپس میں محبت هو ' دوسرے یہه که شیعوں کے اعتقاد کے موافق آپس میں شیخ ابن بابویه اور سید مرتضی علم‌الهدی کي بعض شرع کے مسئلوں اور روایتوں کي صحت میں مثل خبر میثاق وغیره مخالفت متحقق هی ' اور بسبب اتحاد مذهب کے آپس میں محبت رکهتے تهے ' اس صورت میں مخالفت عام هوئي عداوت سے ' پس یہه ضرور نہیں که جہاں مخالفت هو وهاں عداوت بهي هو ' بلکه جہاں عداوت هوگي وهاں مخالفت ضرور هوگي *

دوسرا مقدمه

محبت اور عداوت کبهي جمع بهي هوتي هیں ' تفسیر اس کي یہه هی که عداوت دو قسم هی ' ایک دیني جیسے عداوت مسلمانوں کي کافروں کے ساتهه هی ' که اصول اور عقیدوں کے مختلف هونے کے سبب سے آپس میں دشمني رکهتے هیں ' دوسرے دنیوي جیسے ایک مسلمان کي عداوت دوسرے مسلمان بهائي کے ساتهه دنیا کے نفع و نقصان یا اُس کے بد وضعي کے سبب هو ' اس صورت میں دو طرح کي محبت اور عداوت کا جمع هونا هرگز مشکل نہیں ' بلکه اکثر هوتا هی ' باقي رهي ایک جنس کي محبت اور عداوت که اسکي نوع مختلف هو ' یا ایک نوع کي عداوت که اُسکي صنف مختلف هو ' پس یہه بهي هوتي هی ' جیسے مسلمان اور فاسق ' که بموجب قول الله تعالی کے ایمان کي روسے محبوب هی " المؤمنون والمومنات بعضهم اولیاء بعض " یعني مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست هیں ' اور فاسق هونے کي رو سے بموجب قول الله تعالی کے محبوب نہیں " ان الله لا یحب الخائنین والله لایحب الظلمین " یعني تحقیق الله تعالی نہیں دوست رکهتا هی خیانت والونکو ' اور الله تعالی نہیں دوست رکهتا ظالموں کو ' اور اس وجهه سے که بري چیز سے منع کرنا فرض هی اور اُس کا ادنی مرتبه یہه هی که اُسکو دل سے دشمن رکهے ' اور اگر کوئي یہه بات کہے که کافر بهي اچهے کام خیرات اور انصاف اور مروت اور جوانمردي اور اپني بات میں پورا هونے اور سچ

بولنے کے سبب دین کی محبت سے محبوب ہوسکتا ہی یا نہیں ' اگرچہ ظاہر میں محبت اور عداوت جمع ہونے پر حکم ہوسکتا ہی جسطرح مومن اور فاسق میں جیسے حاتم کی محبت سخاوت اور نوشیروان کی محبت عدالت کے سبب سے ' لیکن جب غور سے دیکھا جاوے تو اُنکی محبت اور عداوت کا جمع ہونا دینی نہیں ہی ' اسلیئے کہ اللہ کی راہ میں عملونکا قبول ہونا اعتقاد درست ہونے پر ہی ' اور جب کہ اُن لوگوں کا اعتقاد درست نہیں ہی تو اُن کے عمل بھی دین کی راہ میں بے اعتبار اور خدا کے نزدیک فاسد ہیں ' چہ جاے محبت ' اس صورت میں جو محبت کہ کافر محسن اور کافر عادل کے ساتھہ ہوتی ہی اللہ تعالی کے قول بموجب دنیا کی محبت ہی نہ دین کی " والذین کفروا اعمالہم کسراب بقیعة یحسبہ الظمأن ماء حتی اذا جاءہ لم یجدہ شیئاً ووجداللہ عندہ فوفاہ حسابہ واللہ سریع الحساب " یعنی جن لوگوں نے کفر کیا اُنکے عمل مثل ریگ رواں کے ہیں کہ پیاسا اُسکو پانی گمان کرتا ہی یہانتک کہ جب اُس کے پاس آتا ہی تو جانتا ہی کہ وہ تو کچھہ نہ تھا اور اللہ تعالی کو وہاں پاویگا کہ اُس سے پورا حساب لیگا اور اللہ تعالی جلدی حساب لینے والا ہی ' اس صورت میں معلوم ہوا کہ ایک شخص کے ساتھہ جمع ہونا محبت اور عداوت کا ایک حیثیت سے محال ہی ' اور دو حیثیت سے جائز ' اور ہوتا بھی ہی ' چنانچہ ملا محمد رفیع واعظ ' صاحب ابواب الجنان نے دو سیدوں کے قصہ میں حضرات ائمہ سے نقل کی ہی ' اور اس طرحکا جمع ہونا جیسا کہ عوام امت میں ممکن ہی خواص امت میں بھی محال نہیں ہی ' اسواسطے کہ بشریت سب میں ہی اور خواص و عوام امت میں جو فرق ہی اس سبب سے نہیں ہی کہ خواصوں میں بشریت نہیں ہی اور عوام میں بشریت ہی ' بلکہ اس سبب سے ہی کہ انمیں بزرگیاں کم ہیں اور اُنمیں زیادہ ' اور انکا ایمان ضعیف ہی اور اُنکا قوی ' چنانچہ ایمان کے درجوں میں حضرت امام جعفر صادق سے بروایت کلینی گذرا ' اور سب کے نزدیک خواص امت تین طرح پر ہیں ' ایک اہل بیت یعنی پیغمبر کی اولاد اور رشتہ دار ' اور دوسرے ازواج مطہرات ' اور تیسرے اصحاب خاص مہاجر اور انصار ' اب اتنی بات ہی کہ دونوں طرف جو مقابل ہیں آپس میں نسبت رکھتے ہوں ' مثلا ایک امتی کو نہیں چاہیئے کہ خواصان امت کے ساتھہ اس طرح سے پیش آوے جسطرح وہ آپس میں پیش آتے ہیں ' اور اسپربہت سی شرعی دلیلیں ہیں کہ اُنمیں سے یہہ حدیث بھی ہی " اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذو ہم عرضا من بعدی الی آخرہ " یعنی خدا سے ڈرو میرے اصحاب کے معاملہ میں اُنکو بنالو تم نشانہ میرے بعد ' اور اُسی میں سے اہل بیت اور انصار

کے حق میں یہہ حدیث هی " اقبلوا عن محسنهم و تجاوزوا عن مسیئهم " یعني پسند کرو اور قبول کرو اُنمیں کے اچھے کو اور درگذر کرو اُنکے برے سے ' اور اُسي میں سے ازواج کے حق میں یہہ آیت هی " و ازواجه امهاتهم " یعني رسول کي ازواج مسلمانوں کي مائیں هیں ' اور پیغمبر خدا نے فرمایا هی " ان امرکن فیما یهمني بعدي ولن یصبر علیکن الا الصابرون " یعني تمهاري اطاعت اور فرمانبرداري پر صبر نکرینگے اور تمهاري تعظیم کے حقوقکي رعایت نه کرینگے مگر وہ لوگ جو صبر کامل رکھتے هیں ' اور اسپر بہت دلیلیں هیں جیسے که اولاد کے تئیں اپنے ماباپ کے ساتھہ هرگز یہہ بات درست نہیں هی که جسطرح آپس میں طعنہ تشنعہ اور عیب جوئي کرتے هیں گو اُنمیں وہ باتیں موجود هوں اُسیطرح اُنکے ساتھہ کریں ' اور اسیطرح هر بادشاهت میں خاص لوگ هوتے هیں جیسے بادشاهزادے اور بیگمات اور وزیر اور امیر که ان کے هي سبب بادشاهت چمتي هی اور باقي رهتي هی اور اُن کی هي محنت کے سبب بادشاهت نے ایک صورت پکڑي هی ان لوگوں کي خدمتوں کا حق اُن لوگوں پر جو اُس بادشاهت سے فائدہ مند هیں ثابت هی اور جو لوگ که نئے نوکر هوں جسطرح آپس میں معامله کرتے هیں اگر بادشاهزادوں اور بیگموں اور وزیروں اور امیروں کے ساتھہ کریں تو بیشک بادشاہ اُنپر خفا هو اور اگر اپنے معامله کو اُن خاصوں کے معامله پر قیاس کریں که وہ کبھي عدم پکڑتے هیں اور کبھي خفا هوتے هیں اور کبھی صلحوں میں برخلاف کہتے هیں بلکه کبھي لڑائي کي نوبت پہونچتي هی تو وہ لوگ بیشک بے ادب اور مردود گنے جائینگے اور اسي طرح سے کوئي شخص کمینه ایک اشراف کے ساتھہ وہ بات کرے جو اُس اشراف نے دوسرے اشراف کے ساتھہ دشمني اور برا کہنے سے کیا هو تو عقلمند نه چھوڑینگے بلکه تنبیهه کرینگے اور کہینگے که تو اپنے تئیں دیکھه اور اُس کے تئیں دیکھه که اشرافوں سے ایسي بات کرتا هی *

تیسرا مقدمه

اگر دو مسلمانوں میں آپس میں دنیا کے سبب عداوت هو تو ایمان میں کچھه خلل نہیں هوتا ' لیکن البته بري هی ' اور اگر اُس میں مرتبه کي رعایت نہو تو بہت بري هی اور مرتبه کي رعایت وہ هی که دونوں خاصان امت میں سے هوں یا عوام امت میں سے اور بے رعایت مرتبه کے یہہ معني هیں که ایک عام خاص کے ساتھہ اولجھے اور وہ باتیں کرے

کہ آپس میں کرتا ہی، اور خاصان امت کو اوپر بیان کرچکے ہیں کہ تین گروہ ہیں اصحاب، ازواج، اور اہلبیت اور آخر زمانہ میں بھی تین گروہ ہیں، سید، عالم، رائی، اب اس جگہہ دو باتیں ہوئیں ایک یہہ کہ ایمان میں خلل نہیں ہوتا، دوسرے یہہ کہ بری ہی، اور ان دونوں کے ثابت کرنیکے لیئے کافی کلینی کی ایک روایت کافی ہی، ملا محمد رفیع واعظ نے حضرت ابو عبداللہ کے آزردہ ہونے کا قصہ صفوان جمال سے روایت کرکے آخر کو یہہ بات کہی ہی کہ "حضرت ابو عبداللہ گفتگو سے ایک رات گذرنے کے بعد خود عبداللہ بن الحسن کے گھر گئے اور صلح کی، اور کافی سے نقل کی ہی کہ " لایفترق رجلان علی الهجران الااستوجب احد هما البراءة واللعنة وربما استحق ذلک کلا هما قال الراوي وهو معتب جعلت فداک هذا الظالم فما بال المظلوم قال لانه لا یدعوا خاه الی صلح ولایتعامس له " یعنی نہیں جدا ہوتے دو آدمی ایک دوسرے کو چھوڑنے کی غرض سے مگر ان میں سے ایک مستحق لعنت اور تبرا کا ہوتا ہی اور اکثر تو اس کے مستحق دونوں ہی ہوتے ہیں راوی نے کہا اور وہ غصہ میں تھے کہ میں آپ پر قربان ہوں یہہ تو ظالم کا حال ہی اور مظلوم کا کیا قصور ہی فرمایا اسلیئے کہ وہ اپنے بھائی کو صلح کے لئے نہیں بلاتا اور اس سے چشم پوشی نہیں کرتا، پس معلوم ہوا کہ ایسی آزردگیاں خاصان امت میں ہوئی ہیں اور توبہ توبہ طرفین سے کسی کی مخل ایمان نہیں، اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ اس طرح کی آزردگی بری ہی، جلدی سے اس کا علاج کرنا چاہیئے اور بسبب بشریت کے با وصف برابر ہونے درجہ کے خواصان امت میں آزردگی ہونے پر جناب فاطمہ اور حضرت امیرالمومنین میں آزردگی ہونی اور حضرت کا ابوتراب نام ہونا گواہ کامل ہی، اور اس قصہ کو بھی ملا رفیع نے بیان کرکے مقتضاے بشریت کا حوالہ کیا ہی *

چوتھا مقدمہ

دین کی عداوت کا مدار کفر ہی، اس صورت میں ہر کافر کو دشمن سمجھنا چاہیئے اس واسطے کہ دین کی عداوت کا سبب قران کے بموجب کفر ہی، اور جب کہ سبب ایک ہو تو حکم بھی ایک ہوتا ہی، قولہ تعالی " لا تجد قوما یؤمنون بالله والیوم الاخر یوادون من حاد الله و رسوله ولو کانوا آباءهم أو اخوانهم او عشیرتهم " یعنی نہیں پاویگا تو اس گروہ کو جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے ہیں کہ دوستی رکھتے ہوں ایسے شخص سے جو دشمن ہی اللہ اور اس کے رسول کا اگرچہ یہہ ان کے باپ یا بھائی یا کنبے کے ہوں، وقولہ تعالی

* "يا ايها الذين † آمنوا لا تتخذوا اليهود والنصارى اولياء بعضهم اولياء بعض ومن يتولهم منكم فانه منهم ان الله لا يهدي القوم الظالمين" يعني اے ايمان والو نه بناؤ يهود اور نصارى كو دوست وه آپس ميں ايک دوسرے كے دوست هيں اور تم ميں سے جو اُن كو دوست بناوے گا تو وه اُنهيں ميں سے هوگا الله تعالى نهيں هدايت كرتا هى قوم ظالم كو وقوله تعالى "لا يتخذ المومنون الكافرين اولياء من دون المومنين ومن يفعل ذلك فليس من الله في شئ" يعني مومنوں كو نهيں چاهيئے كه وه كافروں كو اپنا دوست بناويں اور جو ايسا كرے وه خدا كے نزديک كچهه نهيں هى' اور پهلي آيت سے صاف پايا جاتا هى كه كافرونكے ساتهه دنيا كي محبت كے اسباب جيسے باپ هونا بيٹا هونا اپنا هونا دوست هونا هوں' تو ان سب كے تئيں كافر هونے ميں نه سمجهنا چاهيئے اور عداوت كا مدار كفر پر ركهنا چاهيئے' اور دين كي محبت كا مدار ايمان پر هى' اس صورت ميں سب ايمان والوں كے تئيں خواه نيک بخت هوں خواه گنهگار ايمان كے سبب محبت

---

† اس مقام پر شاه عبدالعزيز صاحب رحمة الله عليه نے شيعوں كے مقابله ميں وه آيتيں لكهدي هيں جو خاص واقعات سے متعلق هيں كفار و اهل كتاب سے عموماً عداوت يا محبت ركهنے سے ان آيتوں كو كچهه تعلق نهيں هى ' خدا تعالى نے قرآن مجيد ميں يهه مسئله همكو صاف صاف بتاديا هى اور تمام مسلمانوں كو اُسي حكم پر عمل كرنا چاهيئے اور وه حكم يهه هى —

لا ينهاكم الله عن الذين لم يقاتلوكم في الدين ولم يخرجوكم من دياركم ان تبروهم و تقسطوا اليهم ان الله يحب المقسطين انما ينهاكم الله عن الذين قاتلوكم في الدين و اخرجوكم من دياركم و ظاهروا على اخراجكم ان تولوهم ومن يتولهم فاولئك هم الظالمون (سورة ممتحنه) —

يعني الله تعالى نے سورهٔ ممتحنه ميں فرمايا هى كه الله تمكو منع نهيں كرتا اُن لوگوں سے جنهوں نے دين يعني مذهب كے لئے تمسے لڑائي اور قتل وقتال نهيں كيا اور نه تمكو تمهارے ملک سے نكالا هى اس بات سے نه تم اُن پر احسان كرو اور اُونكے ساتهه انصاف كرو تو بے شک الله تعالى انصاف كرنے والوں كو دوست ركهتا هى ' الله تعالى صرف اسي بات كو منع كرتا هى كه جن لوگوں نے دين يعني مذهب كے سبب تم سے لڑائي كي اور قتال كيا اور تمكو تمهارے ملک سے نكال ديا اور تمهارے نكالنے پر مجبور كيا اُن سے دوستي كرو اور جو لوگ اُن سے دوستي كريں وهي ظالم هوں —

اس آيت سے صاف پايا جاتا هى كه وجهه عداوت صرف مقاتله في الدين هى اور مقاتله في الدين كي قيد سے وه تمام لڑائياں بهي خارج هوگئي هيں جو ملكي فتوحات كے سبب واقع هوئي هوں نه مذهبي عداوت كے سبب سے پس خدا كے حكم كے بموجب جنهوں نے مذهب كي وجهه سے لڑائي كي هى صرف اُنهي سے دوستي ركهني منع هى — مرقوم نومبر سنه ١٨٧٨ع

رکھنی واجب ہی ، اس واسطے ایمان کہ محبت کے واجب ہونیکا سبب ہی ہرشخص
میں موجود ہی ' اور جس وقت کہ سبب موجود ہو تو حکم کا موجود ہونا بھی واجب
ہی ، قوله تعالی " والمومنون والمومنات بعضهم اولياء بعض " يعني مسلمان مرد اور
مسلمان عورتیں سب ایک دوسرے کے دوست ہیں ' اور قاعدہ مقررہ سے ہی کہ ایک
چیز کا دوست رکھنے والا اُسی چیز کے دوست رکھنے والے کا بھی دوست ہی ' اور اُس
دوست کا بھی دوست ہی ' اور اللہ تعالی کو سب مسلمان دوست رکھتے ہیں اور اُسکی
محبت سب مسلمانوں کے دل میں اوروں کی محبت سے سوا ہی ' قوله تعالی " والذين
آمنوا اشد حبالله " يعني جو ایمان لائے ہیں اُن کو اللہ تعالی کی محبت بہت زیادہ
ہی پس جس صورت میں کہ اللہ تعالی سب مسلمانوں کو مطلق دوست رکھتا ہی
تو لازم ہی کہ ہر مسلمان سب مسلمانوں کو دوست رکھے ' نہیں تو اللہ تعالی کے دوست نہونگے '
قوله تعالی " الله ولي الذين آمنوا يخرجهم من الظلمات الى النور " يعني اللہ دوست ہی
اُن کا جو ایمان لائے نکالتا ہی اُن کو اندھیرے سے روشنی میں ' و قوله تعالے " ذلك بان الله
مولی الذین آمنوا و ان الكا فرین لامولی لهم " یعني اللہ مولی اور کارساز ہی اُن کا جو
ایمان لائے اور کافروں کا کوئی مولی نہیں ہی ' وقوله تعالے " الذين آمنو وعملواالصالحات
سيجعل لهم الرحمن ودا " يعني جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے کرے گا اللہ اُن سب میں
دوستی ' اور کلام اللہ سے ثابت ہی کہ مسلمانوں کی دوستی کسی صغیرہ اور کبیرہ گناہ سے
جاتی نہیں رہتی قوله تعالے " اذهمت طائفتان منكم ان تفشلا والله وليهما " يعني جب ارادہ
کیا تمارے دو گروہ نے کہ نامردگی کریں اور اللہ اُن دونوں کا دوست ہی ' اور سب کے
نزدیک ان دونوں گروہ سے مراد بنو سلمان اور بنو حارث ہیں کہ اُحد کے دن کافروں
کی لڑائی میں عبداللہ ابن ابی رئیس منافقین کے بہکانے سے لڑائی سے پہلے بھاگنے
کا ارادہ کیا تھا اور یہہ بات سب کے نزدیک گناہ کبیرہ ہی خصوصاً اُس جہاد میں
کہ پیغمبر خدا اپنی ذات مبارک سے موجود ہوں ' اور بھاگنے میں آپ کے ہلاک ہونے کا
اندیشہ بلکہ گمان ہو ' اور ابھی اسلام کے پڑھنے کا وقت ہو ' کہ اگر مدد میں اور لڑنے میں
ذرہ سی تقصیر ہو تو بالکل جاتا رہے ' باوجود ان سب باتوں کے اللہ تعالی نے اُن دونوں
گروہوں کی دوستی سے ہاتھہ نہیں اُٹھایا ' اور اُن کے تئیں مسلمان فرمایا کہ " علي الله فليتوكل
المومنون " يعني چاہیئے کہ اللہ پر بھروسا کریں مؤمن ' اور اس قدر محبت بسبب
ایمان کے ضرور ہی ' اور جب کہ اچھے اچھے عمل جیسے جہاد کرنا اوو مرتدوں سے لڑنا
اور توبہ اور طہارت اور پرہیزگاری اور اخلاق مسلمانوں میں ہوں تو بدرجہ اولی اللہ تعالی

کے محبوب ہونگے ' قولہ تعالی " ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانہم بنیان
مرصوص " یعنی اللہ تعالی دوست رکھتا ہی اُن لو جو خدا کی راہ میں صف باندھکر
لڑتے ہیں جیسے بنیاد گچ کی ہوئی قولہ تعالی " یا ایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن
دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم و یحبونہ " یعنی اے وہ جو ایمان لائے جو تم میں سے
پھر جاویگا اپنے دین سے تو لاویگا اللہ ایک قوم کو جنہیں وہ دوست رکھتا ہی اور وہ اسکو
دوست رکھتے ہیں ' اور قولہ تعالی " اللہ یحب التوابین منکم و یحب المتطہرین " یعنی
اللہ تعالی دوست رکھتا ہی تم میں سے توبہ کرنے والوں کو اور طہارت والوں کو ' وقولہ
تعالی " یحب المتقین " یعنی اللہ تعالی دوست رکھتا ہی پرہیز گاروں کو قولہ تعالی "
و اللہ یحب المحسنین " اللہ دوست رکھتا ہی بھلائی کرنے والوں کو ' *

پانچواں مقدمہ

محبت اور عداوت کے مسلمان اور کافر کے ساتھہ جدا جدا مرتبہ اور الگ الگ درجے
ہیں چنانچہ ہر عقل مند کے تئیں دنیا کی محبت میں جو اپنے عزیزوں باپ بیٹا
بھائی چچا ماموں ماں بہن کے ساتھہ ہوتی ہی یہہ حال تفاوت اور اختلاف کا معلوم ہی
اسی طرح دنیا کے دشمنوں میں عداوت کے قوی ہونے اور ضعیف ہونے اور اُس کے
اسباب بہت ہونے اور تھوڑے ہونے کے سبب عداوت میں تفاوت اور اختلاف ہونا طبعی
بات ہی ' اسی طرح دین کی محبت کہ ایمان کے سبب سے ہی ایمان کے زیادہ ہونے اور
قوی ہونے اور مسلمانوں کی محبوبیت اور اللہ تعالی کی محبت میں مختلف
ہونے کے سبب مختلف ہونگی ' اس صورت میں جو شخص کہ زیادہ تر محبوب ہی
اُس کی محبت بھی زیادہ تر رکھنی چاہیئے ' اور سب کے نزدیک دین کی محبت کا
بڑے سے بڑا درجہ وہ ہی جو کہ جناب پیغمبر خدا کے ساتھہ ہی ' بعد اُس کے اُن مسلمانوں
کے ساتھہ جو پیغمبر خدا کے مقرب ہیں ' اور وہ لوگ تین گروہ ہیں پہلا گروہ اولاد اور پیغمبر
خدا کے رشتہ دار کہ پیغمبر خدا کے پارہ جگر ہیں اور اُن کے حق میں فرمایا ہی
" احبو اللہ لما یغذو کم من نعمتہ و احبونی لحب اللہ و احبوا اہل بیتی لحبی " یعنی خدا
کو دوست رکھو کہ صبح شام تم پر اُس کی نعمتیں آتی ہیں اور دوست رکھو مجھکو خدا
کی دوستی کی وجہہ سے اور دوست رکھو میرے اہل بیت کو میری دوستی کی وجہہ سے '
دوسرے ازواج مطہرات کہ پیغمبر خدا کے اجزاء اور ابعاض کا حکم رکھتے ہیں اور خود
اللہ تعالی نے اُن کی شان میں فرمایا ہی کہ " النبی اولی بالمومنین من انفسہم وازواجہ

امہاتہم " کہ نبي دوستتر زیادہ هی مسلمان کو اُن کي جانوں سے اور اُس کے ازواج اُن کي مائیں هیں ' اور جانے بنی آدم هیں سب کا اسبات پر اتفاق هی کہ ازواج بسبب کمال خلطہ اور محبت کے ایک شخص کي مانند هوتے هیں' اسي واسطے شرع شریف میں سمدهانے کو حقیقي رشتہ داروں کي طرح محرمیت اور میراث میں گنا هی ' اور اللہ تعالے نے بھي ان دونوں کے تئیں ایک درجہ میں فرمایا هی " هوالذي خلق من الماء بشرا فجعلہ نسباً وصهرا " یعني اللہ وہ هی جس نے پاني سے آدمی کو بنایا پس اُن میں کیا نسب اور سمدهانا ' تیسرے گروہ پیغمبر خدا کے اصحاب هیں کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کي رفاقت اختیار کي اور اُس کي مدد میں اپني جان کو نثار کیا اور اپنے مال کو ضایع کیا اور اپنے بدن کو مشقت میں ڈالا اور اپنے خانمان اور اپنے عزیز بھائي بیٹا باپ جورو ما بہن کو پیغمبر خدا کي خوشي کے واسطے چھوڑا چنانچہ اللہ تعالے بھي اُن کے عملوں کي قدر داني کرکے اُن کي شان میں فرماتا هی " للفقراء المهاجرین الذین اخرجوا من دیارهم واموالهم یبتغون فضلا من اللہ ورضواناً وینصرون اللہ ورسولہ اولئک هم الصادقون والذین تبوءوا الدار والایمان من قبلهم یحبون من هاجر الیهم ولایجدون فی صدورهم حاجة مماأوتوا ویوثرون علی انفسهم ولوکان بهم خصاصة " یعني اُن فقیروں کے لیئے جو نکالے گئے اپنے گھروں سے اور اپنے مال سے جبکہ وہ چاهتے هیں خدا کا فضل اور رضامندي اور مدد کرتے هیں اللہ کي اور اُس کے رسول کي وہي هیں سچے اور وہ جنهوں نے مرتبہ حاصل کیا گھر میں اور ایمان میں اُن سے پہلے دوست رکھتے هیں جو اُن کے پاس هجرت کرکے آیا هی اور نہیں پاتے اپنے دل میں کچھہ حاجت اُس کي جو اُن کو دي جاتي هی اوروں کو ترجیح دیتے هیں اپني ذات پر اگرچہ اُن کو تنگي هو' تمام عالم کے نزدیک ظاهر هی کہ اسطرح کی محبت اور اخلاص اور قرب اور اتصال بہت بڑا هی اُس سے جو صرف ایک نسبت هو' کماقال القائل

" القوم اخوان صدق بینهم بسبب * من المودة لم یعدل بہ نسب "

اس صورت میں ان تینوں گروهوں میں اور مسلمانوں کي نسبت محبت کے اسباب دو وجہہ سے بہت هیں پہلي وجہہ ان لوگوں کے قرب اور منزلت پیغمبر خدا کے ساتھہ کہ سب بني آدم میں محبوبیت سے زیادہ تر مخصوص هیں ' دوسري وجہہ ان تینوں گروهوں کے حق میں شریعت کے رواج دینے اور جهاد اور پرهیزگاري میں بڑے سے بڑا درجہ هوتا هی هاں ان میں سے اگر بعضے لوگ ایسے هوں کہ اُن میں ایمان نہو یا ایسي بات کریں کہ جتني اُن کي اگلي نیکیاں هیں سب جاتي رهیں اور قرآن کي آیت کے بموجب عداوت واجب هوجاوے اُن کي ساري قرب اورمنزلت جو پیغمبر خدا کے ساتھہ تھي جاتي رهے ' اُسوقت البتہ

وہ لوگ اس حکم سے باہر ہیں جیسے ابو لہب اور مانند اُس کے 'اب ان بزرگوں کے ایمان اور عدم ایمان اور حبط عمل یعنی اُن کی سب نیکیاں اور اچھے اچھے عمل جاتے رہنے اور باطل ہو جانے میں تفتیش کرنی چاہیئے ' اور خواجہ نصیرالدین کی تجریدالعقاید میں ہے جو شیعوں کے ہاں بہت معتبر کتاب ہی ایمان اور کفر اور حبط عمل کا مسئلہ سننا چاہیئے خواجہ نصیر طوسی نے لکھا ہی " الایمان التصدیق بالقلب " یعنی ازروے اعتقاد " واللسان " یعنی ازروے اقرار کے " بکل ما جاء بہ النبي صلی اللہ علیہ وسلم و علم من دینہ ضرورة ولایکفی الاول " یعنی تصدیق بدون اقرار " لقولہ تعالی واستیقنتہا انفسہم " ولاالثاني " یعنی اقرار بدون تصدیق بھی کافی نہیں ہی " لقولہ تعالی قل لن تو منوا ولکن قولوا اسلمنا " یعنی نہ کہو کہ ہم ایمان لائے بلکہ کہو کہ ہمنے تسلیم کرلیا اور یہہ بھی کہا ہی کہ " الکفر عدم الایمان " یعنی کفر نہونا ایمان کا ہی اور یہہ اشارہ ہی اس بات کا کہ درمیان ایمان اور کفر کے کچھہ واسطہ نہیں اور معتزلہ کا یہی مذہب ہی " امامع الضداو بدونہ " اور یہہ بھی کہا ہی " والفسق الخروج من طاعة اللہ مع الایمان " یعنی فسق خارج ہونا ہی بندگی اللہ تعالی سے ساتھہ ایمان کے یعنی فسق گناہ کرنا ہی منافی ایمان نہیں اور مسلمان فاسق ہوسکتا ہی اور یہہ بھی کہا ہی " و النفاق اظہار الایمان باخفاءالکفر و الفاسق موممن مطلقا " یعنی نفاق ظاہر کرنا ایمان کا ہی ساتھہ چھپانے کفر کے اور فاسق مسلمان ہی مطلق یعنی دنیا اور آخرت کے حکم میں جیسے گاڑنا اور کفن دینا اور مغفرت کی دعا مانگنی اور صدقہ دینا اور تبرا اور لعنت کا حرام ہونا اور ایمان کے سبب محبت کا واجب ہونا اور جنت میں داخل ہونا گو عذاب کے بعد اور اُس کے حق میں پیغمبر کی شفاعت کا ہونا اور اس بات کا ممکن ہونا کہ اللہ تعالی سب گناہ اُس کے بخشدے " لقولہ علیہ السلام اذ خرت شفاعتي لاھل الکبائر ولو جودجدہ " یعنی بسبب حضرت رسول اللہ کی اس حدیث کے میئے ذخیرہ کر رکھی شفاعت اپنی کبیرہ گناہ والوں کے لیئے اور نیز فاسق میں ایمان کی تعریف پائی جاتی ہی " و الکافر مخلدفی النار و عذاب اھل الکبیرة ینقطع لاستحقاق الثواب بایمانہ فمن یعمل مثقال ذرة خیرایرہ ولقبحہ عندالعقلاء والسمعیات متاولة ودوام العقاب مختص بالکافر والعفو واقع لانہ حقہ تعالی فجاز و قوعہ " یعنی کافر ہمیشہ آگ میں رہینگے اور کبیرہ گناہ والوں کا عذاب منقطع ہو جاویگا بسبب استحقاق ثواب کے جو ایمان کی وجہہ سے ہی پس جس نے کی ہی بقدر ذرہ کے نیکی اُس کو دیکھے گا اور نیز مومن فاسق کا ہمیشہ عذاب میں رہنا عقلا کے نزدیک بھی اچھا نہیں ہی اور جو سمعیات اس بارہ میں ہیں وہ تاویل کی گئی ہیں (نہ اُنکے ظاہری معنی

مراد نہیں ہی) اور ہمیشہ عذاب کا ہونا کافر ہی کے لیئے خاص ہی اور عفو بھی
ہوسکتا ہی اسلیئے کہ وہ خدا کا حق ہی اس صورت میں خواجہ نصیر طوسی کے سارے
کلام سے معلوم ہوا کہ فاسق پر لعنت کرنی اور اُس سے تبرا کرنا جائز نہیں ہی بلکہ اُسکی
شان اور مسلمانوں کی شان کی مانند ہی کہ اُس کے واسطے مغفرت کی دعا کریں اور
صدقے دیں تاکہ عذاب سے چھوٹے اور بخشش اور رسول خدا کی شفاعت کی اُمید اُس کے
حق میں رکھنی چاہیئے ، اور جب تک کہ اُس میں ایمان موجود ہی اُس کی محبت
واجب اور عداوت اُس کی دین کے سبب حرام ، اسواسطے کہ تبرا اور برا کہنا اُس وقت
درست ہوتا ہی کہ اُس شخص میں کوئی وجہہ محبت کی موجود نہو ، اور جب تک
کہ آدمی کافر نہ مرے تب تک یہہ بات نہیں ہوتی ، اور کافر ہونے میں اچھے عملوں کا
اعتبار نہیں رہتا ، اور فاسق ہونے اور گناہ کبیرہ کرنے سے اُس شخص کی ذات سے تبرا جائز
نہیں ، ہاں اُس کے فسق اور گنہ گاری سے تبرا ہونا اور برا جاننا چاہیئے ، اور خواجہ نصیر
نے تجرید میں یہہ بھی کہا ہی " والا حباط باطل لاستلزامہ الظلم و لقولہ تعالی فمن یعمل
مثقال ذرۃ خیرا یرہ " یعنی عمل نیک کا حبط کرنا باطل ہی اس سے ظلم لازم آتا ہی اور نیز
خداتعالی نے فرمایا ہی کہ جو کریگا بھلائی بقدر ذرہ کے تو پاویگا ، پس جب تک کہ کسی
شخص کا کفر متحقق نہو اُس کے عمل حبط نہیں ہوسکتے *

باقی اوراق اس ترجمہ کے دستیاب نہیں ہوئے

ریویو

خود مترجم کا لکھا ہوا

مورخہ نومبر سنہ ۱۸۷۸ ع

ان دونوں بابوں کے اخیر اوراق جب بعد تلاش کے بھی دستیاب نہوئے تو ' اول یہہ ارادہ ہوا کہ اُن کا ترجمہ پورا کردیا جاوے ' مگر اس وجہہ سے کہ حال کے خیالات اور پچھلے خیالات میں خلط ملط نہو جاوے ' اس ارادہ کو چھوڑ دیا اور جس قدر ترجمہ دستیاب ہوا اُسیقدر چھاپا گیا *

مذہب اہل سنت و جماعت اور شیعہ اثنا عشریہ میں جو مباحث افضلیت اور استحقاق خلافت خلفاء اربع کے ہیں ' اور مذہب خوارج میں جو عقاید ختنین و اہل بیت کی نسبت ' اور مذہب نواصب میں علی مرتضی و اہل بیت کی نسبت ہیں ' اُن سے زیادہ لغو و بیہودہ مباحث و عقاید کوئی نہیں ہیں ' استحقاق خلافت آنحضرت صلعم کا من حیث النبوۃ کسیکو بھی نہ تھا ' اسلیئے کہ خلافت فی النبوۃ تو محالات سے ہی ' باقی رہ گئی خلافت فی ابقاء صلاح امت و اصلاح تمدن ' اُس کا ہر کسی کو استحقاق تھا جس کی چل گئی وہی خلیفہ ہوگیا ـــ خلافت بعد آنحضرت کوئی امر منصوص نہ تھا ' نہ کسی کی شخص خاص کی خلافت مذہب اسلام کا کوئی جزو یا کوئی حکم تھا ' سیاست مدن کا جو طریقہ اُس وقت پڑگیا تھا وہ سلطنت جمہوری کے نہایت مشابہ تھا ' اور اسیطرح واقع بھی ہوا ' یعنی جس کو بہت سے ذی اقتدار لوگوں نے تسلیم کرلیا وہی خلیفہ ہوگیا ' کون کہہ سکتا ہی کہ ابتداہی سے علی مرتضی کو خلیفہ ہونے کا خیال نہ تھا ' اور تینوں مقدم خلافتوں کے زمانہ میں اُن کو اُنکے خلیفہ نہونے کا افسوس یا اپنے خلیفہ نہونے کا رنج نہ تھا ' مگر علی مرتضی کی خواہش زیادہ تر سلطنت شخصی کے مشابہ تھی ' جو اُس وقت کے طریقہ تمدن کے موافق نہ تھی ' اور اسی لیئے اُن کی خواہش پوری نہوئی ' جب ایسا وقت آگیا کہ ذی اقتدار لوگوں نے اُن کی طرف رجوع کی وہ خلیفہ ہوگئے ' نہ مقدم خلیفہ ہونے میں کوئی وجہہ افضلیت تھی ' نہ موخر خلیفہ ہونے میں کوئی وجہہ منقصت ' یہہ

تمام واقعات اسي طرح پر واقع هوئے تھے جیسیکہ همیشہ دنیا میں واقع هوتے هیں ' اسلام سے ان واقعات کو کچھہ تعلق نہ تھا ' کسي کو غاصب اور کسي کو برحق بلا فصل کہنا لغو باتیں هیں *

افضلیت کے مسئلہ کے مباحث اُس سے زیادہ بیہودہ هیں ' دو چیزوں میں ایک کو افضل تهرانا اسبات پر موقوف هی کہ اُن میں ایک هي حیثیت هو' ایک سسرا ایک داماد ایک بھائي ' ایک غیر ' آپس میں حیثیت هي متحد نہیں ' پھر افضلیت و غیر افضلیت کیسي ' اعمال اور تقرب الی اللہ کے تول لینے کو همارے پاس کوئي ترازو نہیں جس سے هم ایک کو هلکا ایک کو بھاري تهراویں ' هم جس بات کا فیصلہ کرسکتے هیں وہ صرف تاریخي واقعات هیں ' کہ اُن چاروں بلکہ پانچوں بزرگواروں کے زمانہ خلافت کسطرح گذرے — حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا زمانہ خلافت تو شمار کرنا نہیں چاهیئے ' کیونکہ درحقیقت وہ زمانہ بھي حضرت عمر هي کي خلافت کا تھا ' اور وهي بالکل دخیل و منتظم تھے — حضرت عمر رضي اللہ تعالی عنہ کا زمانہ ' کیا بنظر انتظام ' اور کیا بنظر فتوحات و امن و حکومت و رعب و داب جو ابقاء صلاح امت و اصلاح تمدن کے لیئے ضرور تھا ' ایک بے نظیر زمانہ تھا — حضرت عثمان رضي اللہ تعالی عنہ کے زمانہ خلافت میں جو کچھہ هوا وہ صرف حضرت عمر کے زمانہ خلافت کا اثر تھا ' اصلي زمانہ خلافت حضرت عثمان اُن کي خلافت کا اخیر زمانہ تصور کرنا چاهیئے ' جس میں تمام اصول سیاست مدن اور وہ اصول سلطنت جمهوري جس پر اس عالیشان محل کي بنیاد قایم هوئي تھي ' سب کي سب سست اور برهم درهم هوگئي تھي ' اور غدر کا هونا اُس کا ایک ضروري نتیجہ تھا جو هوا — حضرت علي مرتضی علیہ السلام تک جب خلافت پہونچي ' تو ایسي ابتر و خراب هو گئي تھي جس کا درست هونا اگر نا ممکن نہ تھا تو قریب قریب نہ ممکن کے تھا ' اُس کي اصلاح میں جہاں تک ممکن تھا کوشش کي گئي ' ملک دیئے گئے دوسري حکومتیں تسلیم کي گئیں مگر اصلاح نہوئي ' اور روز بروز خرابي بڑھتي گئي — حضرت امام حسن علیہ السلام جب خلیفہ هوئے ' تو اُنہوں نے تمام حالات اور واقعات پر غور کرکے یقین کیا کہ اس کي اصلاح ممکن نہیں ' صرف ایک هي علاج امت کي اسایش اور قتل و خونریزي اور فساد دور کرنے کا هی ' کہ اس دو عملي سے یکسوئي کي جاوے ' اُنہوں نے نہایت دانائي اور نیکي اور امت کي بھلائي کي نظر سے ' جسکي نظیر دنیا میں نہیں هی ' خلافت سے هاتھہ اوتھایا ' درحقیقت یہہ کام حضرت امام حسن هي سے کریم النفس شخص سے هوسکتا تھا ' جس نے

امت کے امن کے لیئے ایسی خلافت کو چھوڑ دیا ' جس کے سامنے سلطنت قیصر و کسری کی بھی کچھہ حقیقت نہیں تھی *

مطاعن صحابہ پر بحث کرنا ایک ایسا لغو اور بیہودہ اور جھوٹا کام ہی جس کی برابر دنیا میں دوسرا نالایق کام نہیں ہی — نہ ہمارے پاس صحیح صحیح واقعات موجود ہیں جو یقین کے لایق نہیں — اور اگر بالفرض واقعات بھی ہوں تو وہ کیفیت اور حالات جن پر باہم صحابہ کے مشاجرات واقع ہوئے ہرگز ہماری آنکھہ کے سامنے نہیں ہیں ' پس جو لوگ صحابہ کے مطاعن پر بحث کرتے ہیں وہ بلا کافی شہادت اور بلا موجودگی روئداد کے اپنا فیصلہ قایم کرتے ہیں — علاوہ اس کے انسان سے غلطی اور خطا کا واقع ہونا خصوصاً ایک ایسی بڑی سلطنت کے انتظام میں جو صحابہ کے ہاتھہ میں تھی ' ایک ایسا امر ہی جو ناگزیر ہی ' صحابہ معصوم نہ تھے ' اگر بالفرض اُن سے غلطیاں واقع ہوئیں تو کیا آفت ہوئی ' اور کیوں وہ بری سمجھی جاویں ' اگر اُنہی روایتوں پر جو موجود ہیں نکتہ چینی کا مدار ہو ' تو اُس نکتہ چینی سے نہ حضرت علی مرتضی بچتے ہیں نہ خلفاے ثلثہ ' اور ہم تو باوجود تسلیم کرلینے اُن تمام نکتہ چینیوں کے ' جو خوارج ونواصب اور شیعہ اُن بزرگوں کی نسبت پیش کرتے ہیں ' اُن میں سے کسی بزرگ کو برا اور بد خیال نہیں کرتے ' وہ تمام واقعات ایسے ہی ہیں جو دنیا میں ہمیشہ پیش آتے ہیں ' وہ ہوئے ہوں یا نہوئے ہوں اُن سے نہ اُن بزرگوں کی بزرگی میں کچھہ نقصان لازم آتا ہی اور نہ مذہب اسلام کو اُن واقعات سے کچھہ تعلق ہی *

ہاں تبرا جس کا رواج اُن شیعوں میں ہوگیا ہی جو نا مہذب ہیں نہایت خراب چیز ہی ' اور انسان کے دل میں ایک بدی اور بد اخلاقی اور بدطینتی پیدا کرنے والا ہی ' جو اسلام کے مقصد اعلی کے برخلاف ہی — میری یہہ راے ہی کہ جو امور مذہب اسلام سے علاقہ رکھہ سکتے تھے وہ آنحضرت صلعم کے بعد ختم ہو گئے ' اور جو واقعات اُن کے بعد ہوئے اُن کو مذہب اسلام سے کچھہ تعلق نہیں ہی ' نہ وہ مذہب اسلام کے جزو ہیں ' نہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہدان محمد رسول اللہ کے بعد اشہد ان ابابکرالصدیق اول خلیفہ رسول اللہ کہنا ہمارا جزو ایمان ہی اور نہ اشہدان علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفۃ بلا فصلہ ماننا ہمکو ضرور ہی ' بلکہ اسلام کے لیئے پہلے ہی دو تشہد کافی ہیں *

كلمة الحق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمة الحق

مؤلفہ سنہ ۱۲۶۶ ھجري مطابق سنہ ۱۸۴۹ ع

دل در طلب ماہ رخت شیدائي است * وز لکھت تار کاکلت صحرائي است
در مہر تو چوں زخویش رفتم چہ زیاں * زیں طعنہ کہ خلق گویدم سودائي است

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم ' الھي تو اپنے اور اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کي محبت نصیب کر اور اُنھیں کي سنت پر چلا اور اُنھیں کي سنت پر مار آمین یا رب العالمین ' اما بعد یہہ کلمة الحق بے اختیار پیري اور مریدي کے بیان میں ھماري زبان سے نکلا ھی ' کیونکہ ھمارے زمانہ میں پیري مریدي کا ایسا ایک جھگڑا لگا ھی' جسکے سبب ھزاروں آدمي دھوکے میں پڑے ھیں ' جہاں ایک نئي صورت کا آدمي دیکھا کوئي تو اُسکو قطب کہتا ھی اور کوئي ابدال اور کوئي ولي اور کوئي غوث اور پھر وہ کیسي ھي باتیں کرتا ھو اُس پر کچھہ خیال نہیں کرتے ' اگر کوئي کہے کہ میاں یہہ تو شرع کے برخلاف باتیں کرتا ھی تو یوں جواب دیتے ھیں کہ اجي تم نہیں جانتے طریقت کا اَوْر ھي رستہ ھی ' فقیروں کي باتیں ھي جدا ھیں ' شریعت تو ظاھر کے لیئے ھی یہہ ولي اللہ کے ھیں جو کریں سو بجا ھی ' اور یہہ نہیں جانتے کہ اللہ کي راہ نبي کي اطاعت بغیر ملتي ھي نہیں (بیت)

دریں راہ جز مرد راعي نرفت * گم آں شد کہ دنبال داعي نرفت

جو ذرا بھي شریعت کي راہ سے بھٹکا وھي راہ بھولا ' اگر کوئي آسمان پر اُڑے اور زمین میں گھسے اور ایک بال بھر شریعت سے پھرا ھو وہ گمراہ ھی ' ولي و ابدال غوث اور قطب ھونا کچھہ کرشمہ اور کرامات دکھانے نہیں ھی ' بھوت اور پلیت دیو جن نٹ اور بھانمتي بھي بہت سے شعبدہ اور تماشے دکھاتے ھیں ' ولي و ابدال غوث و قطب وھي ھی جو پورا پورا شریعت پر چلے قال اللہ تعالی " قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعوني یحببکم اللہ یعني اللہ صاحب نے سورہ آل عمران میں فرمایا کہ اے نبي تو کہہ دے کہ اگر تم اللہ کو چاھتے ھو تو میري راہ چلو کہ اللہ تمکو چاھے ف اس آیت سے معلوم ھوا کہ آدمي کیسي ھي

عبادت اور بندگی کرے مگر الله اُسکو جب هي دوست رکهتا هی جب شریعت محمدیه
علی صاحبها الصلوة والسلام کا تابع هوجاوے' بهکهر جوگی بیراگی اتیت اور فقیر کیسی کیسی
محنتیں کرتے هیں اور مصیبتیں بهگتے هیں اور جوکه اُٹهاتے هیں مگر جب شریعت کے
برخلاف هیں تو سب اکارت هی' اور شریعت کی تابعداری یهی هی که جو الله اور الله کے
رسول نے کہا اُسکو کیا اور جس سے منع کیا اُسکو نه کیا قال الله تعالی " و ما اتیکم الرسول
فخذوه و ما نهیکم عنه فانتهوا " یعني الله صاحب نے سورهٔ حشر میں فرمایا اور جو دے تمکو
رسول وه لیلو اور جس سے منع کردے وه مت کرو خلاصه یعني رسول نے جو حکم تمکو
پهونچائے هیں اُن کو قبول کرو اور جن کاموں سے منع کردیا هی اُن کو مت کرو که یهي
شریعت کی تابعداری هی' اور بڑا تابعدار شرع کا وهي هی که هر بات میں جو اُس کے
سامنے آوے غور کرے که اس میں الله اور الله کے رسول کا کیا حکم هی جو حکم هو وهي
کرے اور پهر جي میں ملال نه لاوے قال الله تعالی " فلا و ربک لا یؤمنون حتی یحکموک
فیما شجر بینهم ثم لایجدوا في انفسهم حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیما " یعني الله صاحب
نے سورهٔ نساء میں اپنے رسول کو فرمایا که تیرے پروردگار کی قسم اُن کو ایمان نهوگا جب
تک که آپس کے جهگڑے میں تجهي کو حاکم نه بناویں پهر نلاویں اپنے دل میں تیرے
انصاف سے کچهه بهي ملال اور اُس کو مان لیں ٹهیک جان کر خلاصه اس آیت سے معلوم
هوا که پورا ایمان جب هي هوتا هی جب سب کام شریعت کے سپرد کردے اور جو اُس
میں حکم نکلے خنده پیشاني هوکر قبول کرے اور یوں جانے که یهي حق هی اور یوں هي
ٹهیک " عن عبدالله ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم لا یؤمن احدکم حتی
یکون هواه تبعا لما جئت به " یعني مشکواة شریف کے باب الاعتصام بالسنه میں عبدالله ابن
عمر سے حدیث نقل کی هی که اُنهوں نے یهه بات کهي که فرمایا رسول خدا صلی الله علیه
و آله و سلم نے که کوئي تم میں سے مسلمان نهیں هوتا جب تک که اُسکا ارمان شریعت
کے تابع نهو خلاصه یعني اُس کی خواهش شریعت هي هوجاوے اور اُسکو یهي ارمان هو که
جو شریعت میں هی وهي کروں اور جب شریعت کا حکم بجا لاوے تو یوں جانے که میرے
دل کا بڑا ارمان نکلا کیونکه وه تو شریعت کو دل سے چاهتا تها جب پورا مسلمان هوتا هی
خلاصه یهه که ایک کام کرنے کو تو اپنا دل چاهتا هو اور خواه نخواه کهینچ تان کر اُسکو شرع
میں لاوے اور کهے که اگرچه حضرت کے وقت میں یا حضرت کے خاص لوگوں کے وقت میں
تو نه تها مگر اس میں کیا قباحت هی اسکو تو فلانے بزرگ نے کیا هی اور بڑے بڑے مشایخ
کرتے آئے هیں ' کیونکه ایسي باتیں کهني اور کرني شریعت کی تابعداری نهیں هی بلکه

شریعت کو اپنے نفس کا تابع بناتا هی؛ خدا پناہ میں رکھے اس بات سے حضرت کی شریعت پر عمل کرنا اور آپ کی سنت پر چلنا یہہ تو بہت بڑے درجہ کی بات هی حضرت کی سنت تو ایسی نعمت هی کہ اگر کوئی اُسکو دوست هی رکھے تو دونوں جہان کی نعمت اُسکو ملتی هی؛ عن انس قال قال لي رسول الله صلی الله علیه و سلم من احب سنتي فقد احبني و من احبني كان معي في الجنة " یعنی مشکوٰۃ شریف کے باب الاعتصام بالسنہ میں حضرت انس سے ایک بڑی حدیث نقل کی هی کہ اُسکا یہہ ٹکڑا هی اور اس حدیث میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیه و آلہ و سلم نے حضرت انس کو کمال شفقت سے بیٹا خطاب کرکر فرمایا هی کہ اے میرے بیٹے جس نے میری سنت کو دوست رکھا اُسنے بیشک مجھکو دوست رکھا اور جسنے مجھکو دوست رکھا وہ میرے ساتھہ جنت میں ہوگا

ف اے مسلمانوں ذرا غور کرو کہ اگر اس مع کے لفظ پر هزار جان نثار کی جاوے تو بھی کم هی رسول اللہ کے ساتھہ جنت میں ہونا ایسی بشارت هی کہ قسم اُس خدائے لایزال کی جس نے دونوں عالم پیدا کیئے کہ اگر دونوں عالم اُس کے مقابل کچھہ بھی حقیقت رکھتے ہوں؛ کیا اچھے نصیب اُس کے کہ جسکو حضرت کا ساتھہ نصیب ہو افسوس تم کہاں بھٹکتے پھرتے ہو جو نعمت هی وہ حضرت هی کی سنت میں هی؛ واللہ اور کسی میں نہیں کسی میں نہیں کسی میں نہیں؛ پھر آدمی کو لازم هی کہ حضرت هی کی سنت پر چلنے اور شریعت هی کی اطاعت کرنے پر سعی کرے اور جو حضرت کی شریعت اور حضرت هی کی سنت اور شریعت پر چلتا ہو اُسیکو پیر لو؛ ولی اور ابدال اور غوث اور قطب جانے اور جو حضرت کی شریعت سے باہر ہو اُسکو شیطان سے بدتر جانے گو وہ زمین میں تیرتا ہو اور آسمان پر اوڑتا ہو؛ اور صحابہ کا یہی حال تھا کہ جو کوئی کیا عادت میں اور کیا عبادت میں اور کیا ذکر میں اور کیا فکر میں ایک سرمو بھی سنت کے خلاف کرتا تھا اُسکو بہت هی برا جانتے تھے في شرعة الاسلام وقد كانت الصحابة رضي الله عنهم يذكرون اشد الانكار على من احدث امرا او ابتدع رسما لم يعهد في عهد النبوة قل ذلك او كثر صغر ذلك او كبر كان في المعاملة او في العبادة او في الذكر؛ یعنی شرعۃ الاسلام میں یہہ بات لکھی هی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نہایت برا جانتے تھے اُس شخص کو جو نئی بات نکالتا تھا یا نئی رسم شروع کرتا تھا جو حضرت کے وقت میں نہ تھی خواہ وہ نئی بات تھوڑی ہوتی تھی یا بہت بڑی ہوتی تھی یا چھوٹی اور خواہ دنیا کے معاملوں میں ہوتی تھی خواہ دین کے خواہ اللہ کی یاد کرنے میں

ف اب خیال کرو کہ جب صحابہ عبادت کرنے اور اللہ کی یاد کرنے میں بھی نئی بات کو برا جانتے تھے تو پھر اگر کوئی شخص نئی نئی باتیں خلاف سنت رسول اللہ کے نکالے اور

اُنکو عبادت جانے اور یوں کہے کہ خدا اسی سے ملتا ہی تو بالکل جھوٹا ہی اور مکار ؛ خدا کے ملنے کو سوائے سنت رسول اللہ کے اور کوئی رستہ ہی نہیں " عن عبداللہ ابن مسعود قال خط لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم خطا ثم قال ہذا سبیل اللہ ثم خط خطوطا عن یمینہ و عن شمالہ و قال ہذہ سبل علی کل سبیل منہا شیطان یدعو الیہ و قرأ و ان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ " یعنی مشکواۃ شریف کے باب اعتصام بالسنۃ میں عبداللہ ابن مسعود سے حدیث نقل کی ہی کہ اُنہوں نے یہہ بات کہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے ہمارے لئے ایک سیدھا خط کھینچا اور فرمایا کہ یہہ تو اللہ کا رستہ ہی ' پھر اُسکے دائیں بائیں خط کھینچے اور فرمایا یہہ اَور رستے ہیں اِن میں سے ہر رستہ پر شیطان ہی کہ اُسکی طرف بلاتا ہی اور کلام اللہ کی آیت پڑھی جسکا یہہ ترجمہ ہی " اور اس میں کچھہ شک نہیں کہ یہہ میری راہ سیدھی ہی پھر اُسی پر چلو اور اَور رستوں پر مت جاؤ تاکہ اُسکی راہ سے نہ بھٹکو " ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ راہ جس سے خدا ملتا ہی وہ رسول اللہ کی ہی سنت ہی ' اور اُسکے سوا سب راہیں شیطان کی ہیں ' ان آیتوں اور حدیثوں کی نقل کرنے سے ہمارا مقصود صرف اتنا ہی کہ ہر مداری سدھاری کو تم پیر مت بناؤ اور اُس کے کرشمہ اور کرامات پر مت جاؤ ' بلکہ جو شخص سنت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا تابع ہو اُسیکو ولی اور غوث اور قطب اور ابدال سمجھو ' گو اُس سے ایک بھی کرامت نہو ' کیونکہ کرامت ہونا ولی ہونے کی نشانی نہیں ' بلکہ رسول اللہ کی سنت اور شریعت کا تابع ہونا ولی ہونے کی علامت ہی ' مطلب ساری تقریر کا یہہ ہی کہ پیر وہی ہی جو سر سے پاؤں تک سنت میں ڈوبا ہوا ہو ' نہیں تو خاک بھی نہیں ' اِن باتوں کو سنکر بعضے لوگ یوں کہتے ہیں کہ ہاں یہہ بات تو تم سچ کہتے ہو کہ جو کچھہ ہی وہ شریعت اور سنت ہی ہی ' مگر فقیروں کی اور ولیوں کی بعضی باتیں ایسی ہیں کہ جب تک وہ نکرے دل صاف ہی نہیں ہوتا اور ولایت حاصل ہی نہیں ہوتی ' اور اللہ کے دربار میں خاص مرتبہ ملتا ہی نہیں ' اور نرا شرع پر چلنے سے تو ملانے کا ملانا ہی رہجاتا ہی ' اور دل صاف نہیں ہوتا ' یہہ کہنا اور سمجھنا پوری گمراہی ہی ' کیونکہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نبی آخرالزماں ہیں اب اور کوئی نبی نہیں ہونے کا ' اور نہ اور کوئی شریعت آویگی ' پھر اگر اس شریعت سے بھی اللہ نہ ملیگا اور دل صاف نہوگا تو پھر کس سے ملیگا اور کاہے سے ہوگا ' بلکہ جو شخص یوں سمجھے کہ مرید ہوئے بغیر اور پیر کی صحبت اُٹھائے بغیر اور جو ذکر کے طریقے چاروں سلسلوں میں ہیں اُس طرح پر ذکر اور شغل کرنے بغیر ' صرف شریعت محمدیہ صلی اللہ

علیه و سلم پر چلنے اور قایم رهنے سے ولایت کا رتبه اور الله کے دربار میں خاص مرتبه حاصل نهیں هوتا، تو اُسنے گویا محمد رسول الله کي اچھي طرح تصدیق نهیں کي، کیونکه محمد رسول الله کي تصدیق کے تو یهي معني هیں که دل سے یوں هي جانے که جو حضرت کا بتایا هوا رسته هی وهي سیدها اور سچا هی، اور اُسي سے سب مرتبه غوث اور قطب اور ابدال کے حاصل هوتے هیں، همکو صرف محمد رسول الله کي شریعت اور سنت پر چلنے سے دونو جهان کي نعمت ملتي هی، نه کسي پیر کي حاجت نه کسي فقیر کي، اور نه کسي نئے ذکر کي درکار اور نه کسي نئے شغل کي، جو همارے حضرت نے همکو بتا دیا هی وهي کافي هی "حسبنا کتب الله و سنت رسوله" یعني همکو کلام الله اور سنت رسول الله هي بس هی، همارا دین تو پورا هوچکا هی اب اسمیں نه بڑهانے کي حاجت اور نه گهٹانے کي درکار" قال الله تعالی الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتي و رضیت لکم الاسلام دینا" یعني الله صاحب نے سورۂ مائده میں فرمایا که اب پورا کردیا میںنے تمهارے لیئے دین تمهارا اور پوري کردي میں نے تم پر اپني نعمت اور پسند کیا میںنے تمهارے لیئے دین مسلماني ف اس آیت سے معلوم هوا که اب همارا دین پورا هوچکا قیامت تک اسمیں گهٹنے بڑهنے کا نهیں" قال في التفسیر النیشاپوري " و فی اخیر زمان البعثة حکم ببقاء الاحکام علی حالها من غیر نسخ و زیادة و نقص الی یوم القیامة" یعني تفسیر نیشاپوري میں یهه بات لکهي هی که جب زمانه نبوت کا اخیر هونے کو هوا تو الله صاحب نے حکم کیا که یهه شرع کے احکام جیسے هیں همیشه ویسے هي رهینگے، قیامت تک نه اس میں سے کچهه رد و بدل هوگا اور نه کم زیاده، پهر اگر کوئي شخص نئي نئي باتیں نکالے اُنکي کچهه اصل نهیں، کیونکه شرع کے جوں کے توں قیامت تک رهنے کا الله صاحب نے وعده کیا هی، اور اسي آیت میں الله صاحب نے فرمایا "و اتممت علیکم نعمتي" یعني پوري کردي میں نے تمپر اپني نعمت اس سے معلوم هوا که الله کي جو نعمت هی وه شریعت محمدیه هي میں پوري هوئي هی، پهر جو کوئي اُس پر چلیگا اُسیکو یهه نعمت ملیگي اور جو نه چلیگا اُسکو نه ملیگي اور جو تهوڑا چلیگا اُسکو تهوڑي ملیگي اور جو بهت چلیگا اُس کو بهت ملیگي، اب یهه خیال کرنا که جبتک مرید نهو اور مشایخوں کي طرح ذکر و شغل نکرے اُس کو الله کي نعمت اور اُسکے دربار میں مرتبه نهیں ملتا، بالکل غلط هی، اله کي نعمت شریعت محمدیه هی جو اُسپر چلیگا خواه پیر هو خواه مرید خواه بوڑها هو خواه جوان خواه جولاهه هو خواه پیر زاده خواه شیخ هو خواه سید خواه مغل هو خواه پٹهان اُسي کو ملیگي، اور یهه بهي جان لو که الله کي نعمت سے دین کا پورا هونا اور الله کي راه کي هدایت هوني مراد هی،

في التفسير النيشاپوري " اتممت عليكم نعمتي اي بذالك الاكمال لانه لانعمة اتم من نعمة الاسلام " يعني تفسير نيشاپوري ميں اتممت عليكم نعمتي كے يہہ معني لكھے هيں كه الله صاحب نے يوں فرمايا هى كه دين كے پورا كرنے سے ميں نے اپني نعمت تمپر پوري كردي ' كيونكه دين كي نعمت سے بڑه كر كوئي نعمت نهيں ' و في التفسير البيضاوي " و اتممت عليكم نعمتي بالهداية والتوفيق او بكمال الدين " يعني تفسير بيضاوي ميں اس آيت كے يہہ معني لكھے هيں كه الله صاحب نے يوں فرمايا كه هدايت اور توفيق ديكے اور دين كے پورا كرنے سے ميں نے اپني نعمت تمپر پوري كردي ' اور جنپر الله صاحب نے اپني نعمت پوري كي هى وہ نبي اور ولي هيں ' كيونكه سب تفسير والوں نے الحمد كي تفسير ميں انعمت عليهم كے يهي معني لكھے هيں ' كه جنكو الله نے نعمت دي هى وہ نبي هيں اور صديق اور شهيد اور ولي ' اب اس سے معلوم هوا كه شريعت محمديه الله كي نعمت هى ' اور جو اسپر چلتا هى اس كو يہہ نعمت حاصل هوتي هى ' اور جسكو يہہ نعمت حاصل هوتي هى وہ ولي هوتا هى يا صديق يا شهيد كچھہ پير و پيرزادہ هونے پر موقوف نهيں ' الله صاحب نے خود هي فرمايا هى " ان اوليائه الا المتقون " يعني نهيں اوليا اسكے مگر متقي لوگ " ذالك فضل الله يوتيه من يشاء " يعني يہہ الله كي رحمت هى جسكو چاهے دے ' شاہ ولي الله صاحب نے بهي قول جميل ميں لكها هى ' كه كوئي يوں نجانے كه ان صوفيه كے اشغال بغير خدا ملتا هي نهيں ' بلكه صحابه اور تابعين نے نمازيں پڑهكر الله كے دربار ميں عاجزي كركر اور موت كو ياد ركهه كر اور جن باتوں پر الله صاحب نے ثواب كا وعدہ كيا هى اور جنپر عذاب دينے كا اقرار كيا هى اُن كا دهيان ركهه كر اور كلام الله پڑه پڑه كر اور اُس كے معنوں ميں غور كركر اور جن حديثوں سے مسلمان كا دل نرم هوتا هى اُنكو سنكر يہہ مرتبے حاصل كيئے تهے ' اے مسلمانوں اب تم اپنے دل ميں سوچ لو كه جو بات حضرت نے اپنے صحابه كو بتائي اور جسكي بدولت صحابه اس مرتبه كو پهونچے اُسكو اختيار كرنا بهتر هى يا كسي نئي بات كو ' سچي بات سب كو كڑوي لگتي هى ' اِن سچي سچي باتوں كو سنكر بعضے لوگ يوں كهينگے كه لو صاحب يہہ تو پيروں سے پهرے هوئے هيں ' اور معتزلوں كيسي باتيں كرتے هيں ' اور اگلے پيروں پر طعنے مارتے هيں ' اور اُن كے وظيفوں كو برا جانتے هيں ' نعوذ بالله منہ يہہ همارا اعتقاد نهيں ' هم نہ كسي پر طعنه مارتے هيں اور نه كسي كے وظيفه كو برا جانتے هيں ' مگر اتني بات بے شك كهتے هيں ' كه كيسا هي بڑا پير هو اُس كي باتيں جو شريعت محمديه علی صاحبها الصلوة والسلام كے موافق هيں اُنكو اپنے سر اور آنكهوں پر ركهتے هيں ' اور اُس شخص كو اپنا سرتاج سمجهتے هيں ' اور جو باتيں اُسكي شرع كے برخلاف هيں اُن باتوں كو جهوڑتے

کوزي کي برابر بهي نهيں جانتے ' کيونکه هم تو محمد رسول الله کے آگے کسيکا وجود هي نهيں جانتے ' پهر جو کوئي حضرت کي شريعت کے مخالف کهيگا يا کريگا هم تو اُسکو غلط هي سمجهينگے ' نه اُس کے پير هونے کا خيال کرينگے اور نه پير زاده ' اور نه اخوند هونے کا دهيان رکهينگے اور نه اخوند زاده ' الهي تو همکو اپنے حبيب کي سنت پر قايم رکهه اور اُنهيں کي سنت کا اتباع نصيب کر اور هماري زبان سے حق بات نکلوا اور ملامت کرنے والوں کي ملامت سے دهشت نديے ' آمين يا رب العالمين ' اب تمنے پير کے معني تو سمجهے اب مريد هونے کے معني سمجهو ' که اگر مريد هونے سے دنيا گهسيٹني هی ' اور خانقاه بناکر ڈنڈوت کروانی هی ' تو وه بات تو جدا هي ' اور اگر خدا کا ملنا چاهتے هو تو وه تو بغير سنت رسول الله کے ملتا هي نهيں ' پهر ديکهو که سنت رسول الله ميں مريد هونا پايا جاتا هی يا نهيں ' اگر پايا جاتا هو تو اُسي طرح مريد هو جسطرح حضرت مريد کرتے تهے ' کچهه زيادتي کمي اپني طرف سے مت کرو ' کيونکه جو باتيں سنت هيں ' وه جب هي تک سنت رهتي هيں که جس طرح حضرت نے کيا هي. اُسيطرح جوں کا توں سنت سمجهه کر کرے ' اور اگر اُس سے ايک سرمو بهي خلاف کيا تو وه حضرت کي سنت نرهي ' بلکه اپنے نفس کي سنت هوگئي ' اب سنو که مريد هونا بيعت کرنے کو کهتے هيں ' اور حضرت سے چهه طرح کي بيعت ثابت هی ' ايک بيعت الاسلام يعني مسلمان هوتے وقت بيعت کرني "عن عمر ابن العاص قال اتيت النبي صلى الله عليه و سلم فقلت أبسط يمينک فلا بايعک فبسط يمينه فقبضت يدي فقال مالک يا عمرو قلت اردت ان اشترط قال تشترط ماذا قلت ان يغفرلي فقال اماعلمت يا عمرو ان الاسلام يهدم ماکان قبله و ان الهجرة تهدم ماکان قبلها و ان الحج يهدم ماکان قبله" يعني مشکواة شريف کي کتاب الايمان ميں عمرو ابن العاص سے حديث نقل کي هی که اُنهوں نے يهه بات کهي که ميں رسول خدا صلى الله عليه و سلم کے پاس آيا اور ميںنے عرض کيا که اپنا داهنا هاتهه بڑهائيے تاکه مسلمان هونے کو آپ کا مريد هوں جب حضرت نے اپنا داهنا هاتهه بڑهايا تو ميںنے اپنا هاتهه کهينچ ليا حضرت نے فرمايا که اے عمر تجهکو کيا هوا ميںنے عرض کيا که ايک شرط کرني چاهتا هوں آپ نے فرمايا که کيا شرط کرتا هی ميںنے عرض کيا که يهه بات چاهتا هوں که ميري اگلي باتيں بخشي جاويں آپ نے فرمايا که اے عمرو کيا تو نهيں جانتا که اسلام لانا بے شک پهلي باتوں کو مٹا ديتا هی اور هجرت اگلي باتوں کو دور کرديتي هی اور حج پهلي باتوں کو نيست کرديتا هي ف اس حديث سے معلوم هوا که حضرت کے وقت ميں مسلمان هوتے وقت بيعت هوئي هی — دوسري بيعت الخلافت ' يعني جسکو اپنا سردار بنايا اُسکے حکم بجالانے کے ليئے بيعت کرني ' چنانچه بخاري

شریف میں ایک حدیث مرجود ہی جسکا یہہ ٹکرا ہی " فلما اجتمعوا تشہد عبدالرحمن ثم قال اما بعد یا علي اني قد نظرت في امرالناس فلم ارهم يعدلون بعثمان فلا تجعلن علی نفسک سبيلا فقال ابايعک علی سنة الله و رسوله والخليفتين فبايعه عبدالرحمن وبايعه الناس والمهاجرون والانصار و امراء الاجناد والمسلمون " یعني پھر جب سب لوگ اکٹھے ہوگئے تو عبدالرحمن نے خطبہ پڑھا اور پھر کہا کہ اُسکے معنی یہہ بات ہی کہ اے علي میں نے غور کي لوگوں کے حال میں پھر میں نے عثمان کي برابر کسیکو نديکھا پھر تم بھي انکار مت کرو پھر علي نے کہا کہ بیعت کرتا ہوں میں تجھہ سے یعني عثمان سے الله اور الله کے رسول اور دونوں خلیفوں کي سنت پر پھر بیعت کي اُن سے یعني عثمان سے عبدالرحمن نے اور بیعت کي اُن سے اور لوگوں نے اور مہاجرین نے اور انصار نے اور لشکروں کے سرداروں نے اور مسلمانوں نے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کے وقت میں بیعت خلافت کي ہوتي تھي - تیسري بیعۃ الھجرۃ یعني ہجرت پر بیعت کرني - چوتھي بیعۃالجہاد یعني جہاد پر بیعت کرني " عن مجاشع قال اتيت النبي صلی الله عليه و سلم باخي بعد الفتح قال فقلت يا رسول الله جئتک باخي لتبايعه علی الهجرة قال ذهب اهل الهجرة بما فيها فقلت علی اي شیٔ تبايعه قال أبايعه علی الاسلام والايمان والجهاد فلقيت ابا معبد بعد وكان اكبر هما فسالته فقال صدق " یعني صحیح بخاري کے باب مقام النبي صلی الله عليه و سلم بمکة زمن الفتح میں مجاشع سی یہہ حدیث نقل کي ہی کہ اُنہوں نے یہہ بات کہي کہ میں پیغمبر خدا صلی الله علیہ وسلم پاس اپنے بھائی کو لایا مکہ کي فتح کے بعد پھر مینے عرض کیا کہ یا رسول الله آپ کے پاس اپنے بھائي کو لایا ہوں تاکہ آپ اُس سے ہجرۃ پر بیعت لیں آپ نے فرمایا کہ ہجرت والے گئے اُس سمیت جو ہجرت میں تھی پھر مینے عرض کیا کہ کس چیز پر اُس سے آپ بیعت لیوینگے آپ نے فرمایا کہ میں اُس سے بیعت لونگا اسلام پر اور ایمان پر اور جہاد پر اور مجاشع سی جسنے یہہ حدیث نقل کي ہی اُسنے یہہ بھي کہا کہ پھر میں اُسکے بعد ابو معبد سے ملا اور وہ اُن دونوں میں بڑا تھا پھر مینے اُن سے پوچھا اُنہوں نے کہا کہ مجاشع نے سچ کہا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت کے وقت میں ہجرت اور جہاد کرنے پر بیعت ہوتي تھي - پانچویں بیعۃالتوثق فی الجہاد یعني جہاد میں مضبوط رہنے اور مرجانے پر بیعت کرني " عن يزيد ابن عبيد قال قلت لسلمة علی اي شیٔ بايعهم النبي صلی الله عليه وسلم يوم الحديبية قال علی الموت " یعني صحیح بخاري میں یزید ابن عبیدالله سے حدیث نقل کي ہی کہ اُنہوں نے یہہ بات کہي کہ مینے سلمہ سے پوچھا کہ تملے کس چیز پر پیغمبر خدا صلی الله علیہ وسلم سے حدیبیہ کے دن بیعت

كي تھي اُنھوں نے کہا کہ بیعت کی ہم نے اس پر دیکھ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت کے وقت میں جہاد میں مضبوط رہنے اور مرنے پر بیعت ہوتی تھی ۔ چھٹی بیعت التمسک بحبل التقوی یعنی پرہیزگاری کرنے اور شریعت پر چلنے کے لیئے بیعت کرنی " عن عبادة ابن صامت رضی الله عنه قال بایعنا رسول الله صلی الله علیه وسلم علی السمع والطاعة والمنشط والمکره و ان لاننازع الامر اهله و ان نقوم او نقول بالحق حیثما کنا لانخاف فی الله لومة لائم " یعنی صحیح بخاری میں عبادہ ابن صامت رضی الله عنه سے یہہ حدیث نقل کی ہی کہ اُنھوں نے یہہ بات کہی کہ ہمنے بیعت کی رسول خدا صلی الله علیه وسلم سے اوپر کہا ماننے اور حکم بجالانے کے اور مرغوب و نا مرغوب پر اور اسپر کہ نہ جھگڑینگے سردار سے اور یہہ کہ جہاں کہیں ہوں حق بات پر قایم رہینگے اور حق بات کہینگے نہ ڈرینگے الله کی راہ میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے " عن جریر ابن عبدالله رضی الله عنه قال بایعت النبی صلی الله علیه وسلم علی السمع والطاعة فلقنی فیما استطعت والنصح لکل مسلم " یعنی صحیح بخاری میں جریر ابن عبدالله رضی الله عنه سے یہہ حدیث نقل کی ہی کہ اُنھوں نے کہا کہ میںنے بیعت کی رسول خدا صلی الله علیه وسلم سے اوپر کہا ماننے اور حکم بجالانے کے پھر سکھائی مجھکو وہ چیز جسکی مجھے طاقت تھی اور ہر مسلمان کے لیئے خیر خواہی ف ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حضرت کے وقت میں گناہوں سے بچنے اور سنت پر چلنے اور احکام شرعی کے بجالانے پر بیعت ہوتی تھی ۔ یہہ چھہ طرح کی بیعتیں تو ثابت ہوئیں اور ان سے سوا ساتویں طرح کی کوئی بیعت ثابت نہیں شاہ ولی الله صاحب نے بھی قول جمیل میں انہیں چھہ بیعتوں کا ذکر لکھا ہی اور انہوں نے یہہ بھی لکھا ہی کہ صحابہ اور تابعین کے وقت میں بعضے سببوں سے ان میں سے بھی کوئی بیعت مروج نہ تھی ایک مدت بعد صوفیہ نے چھٹی قسم کی بیعت کو جاری کیا ہی اب سمجھہ لو کہ گناہوں سے بچنے اور سنت رسول الله پر چلنے اور اگلے گناہوں سے توبہ اور استغفار کرنے کے لیئے اگر کوئی شخص صرف سنت رسول الله سمجھہ کر کسی نیکبخت پرہیزگار لکھے پڑھے عالم آدمی سے بیعت کرے تو کچھہ مضایقہ نہیں بلکہ سنت و مستحب ہی مگر یہہ بات کہ ہم فلانے سلسلہ میں مرید ہوئے اسکی کچھہ اصل نہیں کیونکہ یہہ بیعت تو دراصل توبہ ہی پھر یہہ کہنا کہ ہمنے فلانے خاندان میں توبہ کی یا فلانے سلسلہ میں توبہ کی اسکے کچھہ معنی نہیں ہمارے زمانہ میں تو یہہ حال ہوگیا ہی کہ مرید ہوکر پیر کو اپنا حمایتی جانتے ہیں اور شجرہ لیکر اُسکو معافی کا پروانہ سمجھتے ہیں اور یوں جانتے ہیں کہ ہمارے پیر ہمارے نزع کے وقت بھی کام آوینگے اور قبر میں بھی حمایت کو دوڑینگے اور اڑے کام نکالینگے

يہہ سمجھنا بالکل گمراهي هی قبر میں اپنے اعمال کے سوا کچھہ کام نہیں آتا شجرہ لیجانے
سے کیا فایدہ اپنا نامہ اعمال درست کرنا چاهیئے جو قبر میں بھي کام آوے اور قیامت میں
بھي اور قیامت میں اللہ آپ انصاف کریگا پھر جبتک اللہ هي فضل نکرے وهاں نہ پیر کي
حمایت چلیگي نہ فقیر کي وہ ایسابرا وقت هوگا کہ کوئي کسیکي سدہ نہ لیگا اپني نفسي
نفسي میں گرفتار هونگے نہ پیر کو مرید کي خبر رهیگي اور نہ مرید کو پیر کي وهاں یہہ
نہیں پوچھا جائے گا کہ تو قادریہ خاندان میں مرید هی یا نقشبندیہ میں یا چشتیہ خاندانکا
مرید هی یاسهر وردی کا وهاں صرف یہہ بات پوچھي جاویگي کہ کهو کیا لایا نیکي یا بھي
متابعت رسول اللہ کي کي تھي یا نہیں پھر اللہ هي کے فضل سے پیر کا بھي چھٹکارا هی اور
مرید کا بھي (بیت)

قدسي ندانم چون شوہ سوداے بازار جزا * او نقد آموزش بکف مي جنس عصیان مر بغل

مطلب ساري تقریر کا یہہ کہ اگر تم مرید بھي هو تو اسیطرح هو جسطرح رسول اللہ کي
سنت میں ثابت هوا هی اور اگر ذکر اشغال بھي کرو تو اسیطرح کرو جسطرح کہ حضرت
سے ثابت هوا هی کوئي بات اپني طرف سے مت بڑهاؤ کیونکہ دین کي بات میں زیادتي
کمي کرني بدعت هی اور جو بدعت هی وہ گمراهي هی خدا کے نام لینے میں بےشک
برکت هی مگر وہ برکت جب هي تک هی جبتک کہ اللہ کا نام اسیطرح لیا جاوے
جسطرح کہ خدا اور خدا کے رسول نے بتایا هی " في التاتار خانیة والطوالع وقد صح انہ قبل
لابن مسعود رضي اللہ عنہ ان قوماً اجتمعوا في مسجد یهللون و یصلون عن النبي صلی اللہ
علیہ وسلم و یرفعون اصواتهم فذهب الیهم ابن مسعود رضی اللہ عنہ و قال ماعهدنا هذا علی
عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ماارٰیکم الا مبتدعین فمازال یذکر ذالک حتی اخرجهم
من المسجد " و فی البحرالرایق لان ذکراللہ تعالی اذاقصد بہ التخصیص بوقت دون وقت
او بشیئی دون شیئی لم یکن مشروعاً حیث لم یرد بہ لانہ خلاف المشروع ". یعني تاتارخانیہ اور
طوالع میں یہہ بات لکھي هی کہ یہہ بات تحقیق هی کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کسینے
کہا کہ کچھہ لوگ مسجد میں جمع هیں اور لاالہ الااللہ پڑہ رهے هیں اور پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رهے هیں اور پکار پکار کر پڑهتے هیں پھر ابن مسعود اُن
پاس گئے اور کہا کہ یہہ بات پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں نہ تھي اور
میں تمکو نہیں جانتا مگر بدعتي اور یهي کہتے رهے یہاں تک کہ اُنکو مسجد میں سے نکلوا
دیا اور بحرالرایق میں لکہا هی کہ یہہ بات اس لیئے هوئي کہ اگر اللہ کي یاد کرنیکو کوئي
وقت یا کوئي چیز خاص کي جاوے جو شرع میں نہیں آئي تو وہ جایز نہیں کیونکہ خلاف

شرع هی اب خیال کرو که کلمه پڑهنا اوردرود بهیجنا کتنے بڑے ثواب کا کام هی مگر جبکه وه لوگ اس طرح نهیں پڑهتے تهے جس طرح که سنت رسول الله میں ثابت هوا هی تو حضرت ابن مسعود نے أنکو بدعتي کها اور مسجد سے نکالدیا پس اب جتنے ذکر اور اذکار شغل اشغال مشایخ کے هیں تین حال سے خالي نهیں یا یهه که سنت رسول الله کے موافق هیں أنکو تو سر اور آنکهوں پر رکهنا چاهیئے یا یهه که شرع محمدیه اور سنت مصطفویه میں اسطرح پر ذکر اور شغل کرنا ناجایز نهیں بلکه مباح هی تو أن ذکروں کا بهي کچهه مضایقه نهیں مگر جو ذکر که سنت سے ثابت هوئے هیں أن ذکروں کے سامنے ان ذکروں کي اتني بهي حقیقت نهیں جیسے آفتاب کے آگے ذره بلکه جس شخص کو الله تعالی نے نور ایمان کا اور محبت اپنے حبیب محمد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم کي دي هی وه اسبات کا مزا جانتا هوگا که بدعت کیسي هي هو حسنه هو یا سئیه أس کا چهوڑنا اور أس سے بیزاري کرني اور محمد رسول الله صلی الله علیه و سلم کي سنت پر قایم رهنا اور آپ هي کي سنت پر چلنا اور کیسي هي چهوٹي سنت هو أس پر جان دیني دونو جهان کي نعمت سے اعلی اور اولی اور افضل هی کیونکه سنت پر چلنے سے تو نور ایمان زیاده هوتا هی اور الله کے دربار میں رتبه بڑه جاتا هی اور بدعت کرنے سے ایک سنت أٹهه جاتي هی پهر فرض کرو که اگر بدعت کرنے میں گو وه حسنه هي کیوں نهو اگر همکو گنهریاں کي گٹهریاں چهکڑے بهر بهرکو ثواب ملتا هو اور سنت پر چلنے سے ایک تل بهر تو همکو وه تل بهر کافي هی اور وه بهت سا ثواب درکار نهیں ' حالانکه یهه بات فرضي هي نهیں تو ظاهر هی که اگر تمام جهان کے جان کیئے جاویں تو بهي ایک ادنی سنت کے ثواب برابر نهیں هوسکتا افسوس تم پروانه سے بهي بدتر هوگئے دیکهو وه شمع کا عاشق هی اور أسکو آفتاب سے کچهه غرض نهیں تم تو محمد رسول الله کي امت میں هو پهر تمکو بدعت حسنه اورسئیه سے کیا کام جو حضرت نے کها اور کیا وهي کرو اور نئي بات سے کچهه غرض نرکهو خواه وه حسنه هو خواه سئیه کیا مسلمان هوکر تمهیں اچها لگتا هی که رسول الله کي سنت تم میں سے أٹهه جاوے " عن غضیف بن الحارث الثمالي قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم ما احدث قوم بدعة الا رفع مثلها من السنة فتمسک بسنة خیر من احداث بدعة یعني مشکوة شریف کے باب الاعتصام بالسنه میں غضیف ابن حارث ثمالي سے حدیث نقل کي هی که أنهوں نے یهه بات کهي که فرمایا پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله و سلم نے نهیں نکالي کسي قوم نے کوئي بدعت مگر أٹهائي جاتی هی ویسي سنت پهر پکڑنا سنت کا بهتر هی نکالنے بدعت سے و عن حسان قال ما ابتدع قوم بدعة في دینهم الا نزع الله من سنتهم مثلها ت

لایعیدها الیهم الی یوم القیامة ، یعني مشکات شریف کے اسي باب میں حسان سے حدیث نقل کي هی ، که اُنهوں نے یهه بات کهي ، که نهیں نکالي کسي قوم نے اپنے دین میں کوئي بدعت ، مگر که چهین لیتا هی الله اُنسے ویسي هي سنت ، پهر نهیں هاتهه لگتي اُنکے وه سنت قیامت تک ف ان دونوں حدیثوں سے معلوم هوا که جو چیزیں سنت هیں اگر اُنکو چهوڑ کر کوئي نئي بات نکالي جاوے اور فرض کرو که وه بدعت حسنه بلکه احسن هي هو مگر ایک سنت رسول الله کي اُس بدعت سے اُٹهه جاتي هی ، پهر هکر تو یقین نهیں آتا که مسلمان هوکر رسول الله کي سنت کے اُٹهه جانے پر راضي هو - تیسري صورت یهه هی که اُس طرح پر ذکر کرنا شرع محمدیه اور سنت مصطفویه میں جائز نهیں بلکه بدعت اور ناجایز هی ، پهر اُس طرح پر ذکر کرنا هرگز نهیں چاهیئے ، خواه اُسکے کرنے کو پیر کهے خواه پیرزاده اور خواه اُسکو کسي پیر نے کیا هو یا پیرزاده نے ، هرگز اُسپر کان نه دهرے اور شیطاني وسوسه جانے ، معلوم نهیں که لوگوں نے جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه وآله وسلم میں کس چیز کي کمي دیکهي هی که نئي بات نکالنے کے محتاج هوئے هیں ، سنت رسول الله تو وه چیز هی که اور اعمال سے قطع نظر ، اگر صرف ایک نماز هي پانچوں وقت دل لگاکر اور دهیان جماکر اور یوں تصور کرکر که یهه الله موجود هی جسکے سامنے میں نهایت ذلت سے کهڑا هوں ، پڑهي جاوے تو ایسا رتبه الله کے دربار میں حاصل هوتا هی که نه کسي ذکر سے هو نه شغل سے ، اسیواسطے بزرگان متقدمین اهل سنت میں سے کہا هی که نماز معراج مومنین کي هی (بیت)

دو بامدان گر آید کسے بخدمت شاه * سیوم هرآئینه در وے کند بلطف نگاه

فکیف ربي وهو ارحم الراحمین ، یعني جب دنیا کے بادشاهوں کا یهه حال هی که اگر دو دن کوئي اُنکو سلام کرے تو تیسرے دن اُسپر مهربانی کرتے هیں ، پهر جب الله کے دربار میں دل سے حضوري کیا کریگا تو میرا رب کیونکر مهرباني نکریگا وه تو سب مهربانوں سے بڑا مهربان هی ، نه یهه که نماز تو پڑهتے هیں مسجد میں اور دهیان هی صنم‌خانه میں اور اسپر سنت محمدیه پر نام دهرتے هیں که نرا شرع پر چلنے سے تو ملانپکا ملانه هي رهجاتا هی ، افسوس اس مسلماني پر (بیت)

گر مسلماني همین است که دارد حافظ * واے گراز پس امروز بود فردائے

ان باتوں کو سنکر بعضے لوگ یوں کهنے لگتے هیں ، که اس حضوري هي کے حاصل کرنے کو تو مرید هوتے هیں اور فقیروں پاس جاتے هیں اور وه جو بتاتے هیں ذکر اشغال کرتے هیں ، حالانکه یهه سمجها بڑي ناداني هی کیونکه یهه بات بهي تو سنت رسول الله هي سے حاصل

رہی ہی، کیونکہ جب تم دھیان جماکر سنت طور پر نماز پڑھنی شروع کروگے، ایک دن ہیاں نہ جمیگا دوسرے دن نہ جمیگا تیسرے دن خود بخود جمنے لگیگا، یہہ تو کرتب نے بنایا ہی جو کریگا وہ پاویگا، دیکھو بھٹیارہ کا تنور ایسا گرم ہوتا ہی کہ اُسکے سامنے ٹھیرا بھی نہیں جاتا، مگر جب اُسکو عادت پڑ جاتی ہی تو وہ بے تکلف اندر ہاتھ ڈال ڈالکر روٹیاں لگاتا ہی، جن تدبیروں کے خیال میں تم پھنسے ہو وہ بھی تو کرتب ہی کی بات ہی، کیونکہ جسطرح وہ شغل بتاتے ہیں اگر اُس طرح پر نکرو تو بھی تو تمکو خاک نہیں ملتا، پھر تمکو کیا بلا ہوگئی ہی کہ سنت رسول اللہ کو تو چھوڑتے ہو، اور نئی بلا میں پھنسنے ہو، حاصل یہہ کہ سنت رسول اللہ کو مت چھوڑو پیر بھی بنو تو سنت ہی پر بنو اور مرید بھی بنو تو سنت ہی پر بنو، بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہو اور جو مطیع سنت رسول اللہ ہو اُسکی صحبت اختیار کرو، کہ تمکو بھی نیک صحبت کی برکت پہونچے اور تمکو بھی اتباع سنت نصیب ہو، کیونکہ صحبت نیک میں بری تاثیر ہی " عن ابي موسى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل الجليس الصالح و السوء كحامل المسك ونافخ الكير فحامل المسك اما ان يحذيك و اما ان تبتاع منه و اما ان تجد منه ريحا طيبة و نافخ الكير اما ان يحرق ثيابك و اما ان تجد منه ريحاً خبيثة " یعنی بخاری شریف کے باب الحب فی اللہ من اللہ میں ابی موسیٰ سے یہہ حدیث نقل کی ہی کہ اُنہوں نے یہہ بات کہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اچھے اور برے آدمی کی صحبت کی مثال عطار کی سی اور بھٹی دھونکنے والے کی سی ہی پھر عطار یا تو تجھے بھی اُس خوشبوے میں سے دیگا یا تو اُس میں سے خریدیگا یا اُسمیں سے کچھہ خوشبوے تجکھو پہونچ ہی رہیگی اور بھٹی دھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلادیگا اور یا تجھکو بدبو پہونچیگی **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحبت نیک عجب چیز ہی آدمی کو صحبت نیک اختیار کرنی چاہیئے اور اگر کوئی صحبت نیک نہ ملے تو پھر حدیث اور قرآن کی صحبت سے بہتر کوئی صحبت نہیں آدمی دنرات حدیث و قرآن پڑھا کرے اور اُس کے معنوں پر غور کرے وہ صفائی باطن اور تقرب الی اللہ حاصل ہوتا ہی کہ کسی چیز سے نہیں ہوتا، الحمد للہ کہ تمنے مرید ہونے کے بھی معنی جانے اب یہہ بھی جان لو کہ مرید کسے کہتے ہیں، عن سفيان ابن عبد الله الثقفي قال قلت يا رسول الله قل لي في الاسلام قولا لااسال عنه احداً بعدك و في رواية غيرك قال قل آمنت بالله ثم استقم ، یعنی مشکوۃ شریف کی کتاب الایمان میں سفیان بن عبد اللہ الثقفی سے یہہ حدیث نقل کی ہی کہ انہوں نے یہہ بات کہی کہ میںنے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم کی جناب میں عرض کیا کہ آپ مجھے ایسی بات اسلام کے مقدمہ میں فرماویں

راہ سنت

در

رد بدعت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولفہ سنہ ۱۲۹۷ ھجری مطابق سنہ ۱۸۵۰ ع

مناجات

الهي میں هوں بندہ بس گنہگار * کہ بھاگا در سے تیرے دن میں سو بار
الهي در بدر بھٹکا پھرا میں * نہ آسودہ ہوا ہرگز ذرا میں
الهي نفس و شیطاں نے ستایا * نہ جانا تھا جہاں رستہ بتایا
الهي ہر طرف سر پھر پھرا کر * پڑا ہوں تیرے دروازہ پہ آکر
الهي تو شہنشاہ جہاں هی * الهي دوسرا تجھسا کہاں هی
نہیں قادر الهي کوئي تجھسا * نہیں عاجز الهي کوئي مجھسا
الهي تو غني میں بے نوا هوں * الهي شاہ تو هی میں گدا هوں
الهي تو غفور اور میں گنہگار * الهي تو کریم اور میں گرفتار
الهي تو قوي اور ناتواں میں * خداوندا کہاں تو اور کہاں میں
کیا مینے نہ تھا مجھکو سزاوار * تو اب وہ کر جو هی تجھکو سزاوار
الهي بخشدے اپنے کرم سے * چھوڑادے دین اور دنیا کے غم سے
الهي آسرا رکھتا هوں تیرا * تو کردے خاتمہ باخیر میرا
الهي هیں سبھي محتاج تیرے * الهي بخش دے ماباپ میرے
الهي ترک دنیا کا کروں میں * تیري هي یاد میں آخر مروں میں
نرکھوں کچھہ غرض شاہ و گدا سے * جو کچھہ چاهونسو چاهوں تجھہ خدا سے
الهي سینۂ بریاں عطا کر * الهي دیدۂ گریاں عطا کر
الهي عشق میں احمد کے رکھہ چور * هی بیمار محبت اُس کا مغفور
الهي درد عشق مصطفیٰ دے * پھر اُس کے وصل کي مجھکو دوا دے
الهي مجھکو کر خاک مدینہ * لگادے گھات سے میرا سفینہ
الهي نجني من کل ضیق * بجاہ المصطفیٰ مولی الجمیع
وهب لي في مدینتہ قراراً * بایمان و دفن بالبقیع

سنو بھائی مسلمانوں ہمارے زمانہ میں بدعت کا ایسا زور ہوا ہی کہ سنت کے نام سے لوگ بھاگتے ہیں اگر سنت کا نام لو تو وہابی اور معتزلی کہلاؤ اور اگر سنت پر بدعت کرتے جاؤ تو اللہ کے ولی بنجاؤ اب تو یوں ٹھہرگیا ہی کہ جو سنت پر چلے وہ وہابی اور جو بدعت کرے وہ ولی ایک بزرگ کا قول ہی کہ اگلے زمانہ میں بعضے بزرگوں نے ایسا کیا ہی کہ جب بہت سے لوگ اُنکے معتقد ہوجاتے اور ہروقت اُنکے گرد رہتے اور اس سبب سے اُن کی اوقات میں خلل پڑتا تو اُنکا عقیدہ توڑنے اور اپنا پیچھا چھوڑانے کو ایک چھوٹی سی سنت کو چھوڑ دیتے تھے تاکہ لوگ بے اعتقاد ہو جاویں اور ملامت کریں کہ یہہ تو تارک سنت ہی اس کے پاس پھٹکنا نہیں چاہئیے اب یہہ زمانہ آگیا ہی کہ اگر کوئی یہہ چاہے کہ مجھے لوگ برا کہیں اور میرے پاس نہ بھٹکیں وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم کی سنت کا اتباع کرے کہ اس زمانہ میں یہی بات اُس کے برا کہنے کو کافی ہی - مصرع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا — افسوس وہ زمانہ تھا کہ اگلے لوگ سنت رسول اللہ صلعم پر جان دیتے تھے اور اب جو سنت پر چلے اُس پر نام دھرا جاتا ہی کوئی نہیں پوچھتا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم کے وقت میں کیا ہوتا تھا اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کیا کرتے تھے کیا اُن کے ہاں بھی مرنا جینا شادی غمی ہوتی تھی وہ بھی خدا کے طالب تھے دنیا سے بھاگتے تھے اُنہوں نے کیا کیا وہی ہم بھی کریں کونسی چیز اُس زمانہ میں نہونی تھی جو اب نئی ہوگئی کہ نئی بات کا نکالنا پڑا اور جن زمانوں کے اچھے ہونے کی حضرت صلعم نے خبر دی اُنکی پیروی چھوڑنے کی کیا ضرورت پیش آئی " عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم خیر أمتي قرني ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم إن بعد ھم قوماً یشھدون ولایستشھدون و یخونون ولا یؤتمنون و ینذرون ولا یفون و یظھر فیھم السمن " یعنی مشکاۃ شریف کے باب مناقب الصحابہ میں عمران ابن حصین سے نقل کی ہی کہ اُنہوں نے یہہ بات کہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ میری اُمت میں سب سے اچھے میرے اصحاب ہیں پھر میرے اصحاب کے ملنے والے پھر اُن ملنے والوں کے ملنے والے پھر اُن کے بعد لوگ ہونگے کہ گواہی دینگے اور کوئی اُن سے گواہی نہ لیگا اور خیانت کرینگے اور دیانت دار نہونگے اور وعدہ کرینگے اور پورا نکرینگے اور ہرطرح کا مال کھا کر موٹے ہوجاوینگے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ساری اُمت سے اچھے تو صحابہ تھے اور اُنکے بعد تابعین اور اُنکے بعد تبع تابعین باقی اُمت سے اچھے ہیں پھر جو خصلتیں اور عادتیں اور عبادتیں اُن لوگوں میں مروج تھیں وہی اچھی ہیں اور باقی سب ناکارہ پھر کیسا ہی بڑا عالم اور کتناہی بڑا فقیر اور کیسا ہی پیر اور کیسا ہی پیرزادہ ہو اگر اُسکی باتیں ایسی ہیں جیسی اُن لوگوں کی تھیں تو وہ تو سب کا سرتاج ہی اور نہیں تو کچھہ بھی نہیں اے بھائی مسلمانوں یقین جان لو کہ کسی پیر یا فقیر کے نکالے ہوئے

طریقہ پر چلنے سے نستارا نہیں ہونے کا صرف رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کي سنت اور آپ کے خاص لوگوں کي طریقت پر چلنے سے چھٹکارا ھی " عن عبداللہ ابن عمر و قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم لیاتین علی امتي کما اتی علی بني اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی انکان منھم من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتي من یصنع ذلک و ان بني اسرائیل تفرقت علی ثنتین و سبعین ملۃ و تفرق امتي علی ثلث و سبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھي یا رسول اللہ قال ماانا علیہ و اصحابي " یعني مشکواۃ شریف کے باب الاعتصام بالسنۃ میں عبداللہ ابن عمرو سے یہہ حدیث نقل کی ھی کہ اُنھوں نے یہہ بات کہي کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ میري امت پر بھي ایسا زمانہ آویگا جیسا بني اسرائیل پر آیا تھا ھو ھو یہاں تک کہ اگر اُن میں سے کسي نے پدھڑک اپني ماں کے ساتھہ برا کام کیا تھا تو میري امت میں بھي ایسا ھي کرینگے اور بني اسرائیل تو بہتر راہ پر ھوگئے تھے اور میري امت کے لوگ تہتر راہ ھونگے سارے کے سارے دوزخ میں جاوینگے مگر ایک راہ والے دوزخ میں نہیں جانے کے لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون سي راہ ھی آپ نے فرمایا کہ جس راہ پر میں ھوں اور میرے اصحاب یعني اُس راہ پر جو لوگ ھونگے دوزخ میں نہیں جانے کے ف اس حدیث سے معلوم ھوا کہ جس بات میں نجات ھی وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کي سنت اور صحابہ کي طریقت ھی پھر اے بھائي مسلمانوں تم بھي رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کي سنت اور صحابہ کي طریقت کو پکڑو اور بدعت کو چھوڑو اور اپنے باپ دادا کي رسمیں مٹنے کا دھیان مت کرو اس لیئے کہ باپ دادا کي رسموں کے بدلے رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کي سنت مہنگي نہیں ھی بلکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کي سنت تو وہ نعمت ھی کہ اگر دونوں جہان کے بدلے ھاتھہ لگتي ھو تو بھي سستي ھی (بیت)

بوے کزاں عنبر لرزاں دھي * گر بدو عالم دھي ارزاں دھي

یہہ تو خیال میں نہیں آتا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم کا کلمہ پڑہ کر اور مسلمان کہلاکر آدمي بدعت کو برا نجانے مگر حدیث میں جو بدعت کا لفظ آیا ھی شاید تمکو اُس کے معني معلوم نہیں تو چلو رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم ھي کي حدیث سے اُس کے معني بھي پوچھہ لیں کیونکہ مثل مشہور ھی (مصرع) *

تصنیف را مصنف نیکو کند بیاں

پہلي قسم کي بدعت کا بیان

عن عرباض بن ساریۃ قال صلي بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ذات یوم ثم اقبل علینا بوجھہ فو عظنا موعظۃ بلیغۃ ذرفت منھا العیون و وجلت منھاالقلوب فقال رجل یا

رسول اللہ کان ھذہ موعظۃ مودع فاوصینا فقال اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعۃ و ان کان عبدا حبشیا فانہ من یعش منکم بعدي فسیري اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتي و سنۃ خلفاء الراشدین المھدیین تمسکوابھا و عضوا علیھا بالنواجذ وایاکم و محدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ " یعني مشکواۃ شریف کے باب الاعتصام بالسنۃ بن عرباض ابن ساریہ سے یہہ حدیث نقل کي ھی کہ اُنھوں نے یہہ بات کہي کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ھمکو نماز پڑھوائي پھر ھماري طرف مونہہ کر کر متوجھہ ھوئے پھر ھمکو نصیحت کي بہت اچھي نصیحت کہ اُس نصیحت کے سبب آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور اُس سے دل کانپ گئے پھر ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہہ نصیحت تو رخصت کرنے والے کي سي ھی پھر ھمکو کچھہ وصیت بھي کردیجئے پھر حضرت نے فرمایا کہ میں تمکو اللہ کے ساتھہ پرھیزگاري کرنے کي وصیت کرتا ھوں اور سردار کا کہا ماننے اور حکم بجالانے کي اگرچہ حبشي غلام ھي کیوں نہو یہہ بات ٹھیک ھی کہ میرے پیچھے جو کوئي تم میں سے جیتا رھیگا وہ بہت سے اختلاف دیکھے گا پھر میري سنت اور میرے خلفاے راشدین کي سنت پر چلو کہ اُن کو ھدایت ھوگئي ھی اُسي پر بھروسا کرو اور اُسي کو دانتوں سے مضبوط پکڑے رھو اور بچو تم نئي نئي چیزوں سے پھر اِس میں کچھہ شک نہیں کہ جو نئي چیز ھی بدعت ھی اور جو بدعت ھی گمراھي ھی " و عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدي محمد و شر الامور محدثاتھا و کل بدعۃ ضلالۃ " یعني اور مشکواۃ شریف کے اسي باب میں جابر سے یہہ حدیث نقل کي ھی کہ اُنھوں نے یہہ بات کہي کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ اللہ کي تعریف کے بعد یہہ بات ھی کہ سب سے اچھا کلام کلام اللہ ھی اور سب سے اچھي راہ محمد کي ھی اور بد ترین چیزوں کي نئي نکلي ھوئي چیزیں ھیں اور جو بدعت ھی گمراھي ھی **ف** ان حدیثوں میں دو لفظ آئے ھیں ایک تو محدثات اور دوسرا امور جن کا ترجمہ نئي چیزیں ھی اور ان دونوں لفظوں کے معني معلوم ھونے سے بدعت کے معني بھي معلوم ھوجاتے ھیں کیونکہ رسول اللہ نے فرمایا ھی کہ جو نئي چیز ھی بدعت ھی تو جب نئي چیز کے معني معلوم ھوجاوینگے تو بدعت کے معني بھي معلوم ھوجاوینگے اب سنو کہ نئي چیز اُسے کہتے ھیں کہ نہ تو وہ چیز اگلے زمانہ میں ھو اور نہ اُس کي مانند اور کوئي چیز ھو مثلاً نئي توپي سینی یا تازی روٹي پکانے یا نئي تلوار بنانے کو باوجودیکہ یہہ سب چیزیں نئي ھوتي ھیں مگر انکو کوئي شخص نئي چیز نہیں کہتا تو اس کا یہي سبب ھی کہ اگرچہ یہہ توپي جو اب سي گئي ھی یا یہہ روٹي جو اب پکائي گئي ھی یا یہہ تلوار جو اب بنائي گئي ھی اگلے زمانہ میں یہہ تو نہ تھي مگر اس طرح کي توپي اور اِسطرح کي روٹي اور اس طرح کي تلوار اگلے زمانہ میں بھي ھوتي تھي اس واسطے ان چیزوں

تو یہہ تو کھینگے کہ یہہ نئي توپي اور یہہ تازي روتي اور یہہ نئي تلوار ھی مگر یہہ کوئي نہیں
کہیگا کہ یہہ نئي چیز ھی اِس سے معلوم ھوا کہ نئي چیز وھي ھی کہ جو اگلے زمانہ میں
نہ وہ چیز تھي اور نہ اُس کي مانند اور کوئي چیز کیونکہ اگر وہ چیز خود اگلے زمانہ میں
تھي تو اُس کے نئے نہونے میں تو کچھہ کلام ھي نہیں اور جو چیز کہ اب ھی اور وسي ھی
اور اور چیز اگلے زمانہ میں تھي تو گویا یہہ حال کي چیز بھي اگلے ھي زمانہ کي ھوئي
اور اسي واسطے اللہ صاحب نے فرمایا ھی فاعتبروا یا اُولي الابصار یعني اے سمجھہ والو ایک چیز
کا حال دیکھہ کر اُسی طرح کي دوسري چیز کا بھي ویساھي حال سمجھہ لو اور شرع میں
اسي بات کا نام قیاس ھی پھر ایک چیز کا دوسري چیز پر قیاس کرنا نئي بات نہوئي کیونکہ
قیاس کرنیکا تو اللہ نے حکم دیا ھی اور نئي چیز کو رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے برا
بتا دیا ھی کہ شرالامور محدثاتہا یعني بدترین چیزوں کي نئي نکلي ھوئي چیزیں ھیں پھر
اللہ تعالی بُري بات کا کیوں حکم دیتا اس سے معلوم ھوا کہ اگر پہلي چیزوں کي مانند اب
کوئي چیز ھو تو وہ نئي چیز نہیں ھی اور یہہ بھي جان لینا چاھیئے کہ اگلے زمانہ سے وھي
زمانہ مراد ھی جسکے اچھے ھونے کي رسول مقبول صلی اللہ علیہ و سلم نے خبر دي ھی اور
وہ زمانہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کا ھی اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین رضي اللہ
عنہم کا خیر اُمتي قرني ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم یعني رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم
نے فرمایا کہ میري اُمت میں سب سے اچھے میرے اصحاب ھیں پھر میرے اصحاب کے
ملنے والے پھر اُن ملنے والوں کے ملنے والے بس اب نئي چیز وھي ھوگي کہ اُن زمانوں میں
نہ وہ چیز ھو اور نہ اُس کي مانند دوسري چیز کیونکہ جو چیز کہ حضرت کے وقت میں تھي
وہ تو ٹھیٹ سنت ھی اور جو چیز کہ اِن تینوں زمانوں میں تھي وہ بھي سنت ھي ھی
کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے اِن زمانوں کے اچھے ھونے کي خبر کردي اور صحابہ
کے طریقہ پر چلنے کا حکم دے دیا " علیکم بسنتي و سنۃ خلفاء الراشدین المھدیین " یعني میري
سنت اور خلفاے راشدین کي سنت پر چلو کہ اُنکو ھدایت ھوگئي ھی اور یہہ بھي جانلو
کہ ھمنے جو یہہ بات کہي ھی کہ جو چیز کہ حضرت کے زمانہ میں یا اِن تینوں زمانوں
میں تھي وہ سنت ھی اِس کے یہہ معني ھیں کہ یا تو اُس چیز کو حضرت نے آپ کیا اور
یا اُس کے کرنے کا حکم دیا ھو یا اور کسي نے کیا ھو اور آپ نے خبر پاکر منع نکیا ھو یہہ تو
اُس چیز کا حضرت کے وقت میں ھونا ھی اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت
میں اُس چیز کے ھونے کے یہہ معني ھیں کہ اُن زمانوں میں سے کسي زمانہ میں بے کھٹکے
اُس کا رواج ھوگیا ھو اور کسینے اُسکو برا نجانا ھو نہ یہہ کہ کسي اکا دکا نے اُسے کیا ھو یا
اُس کے کرنے والوں کو لوگوں نے براجانا ھو کیونکہ اسطرح کي بات معتبر نہیں ھوتي اور
اُس کا ھونا نہونے ھي کے برابر ھوتا ھی اور اُس کا سبب یہہ ھی کہ حدیث میں جو یہہ

لفظ آتا ھی کہ "ماانا علیه و اصحابي" اِس لفظ سے صحابہ کي عادت مراد ھی کیونکہ ابن مسعود رضي الله عنه نے صحابہ کي راہ پر چلنے کے یہہ معني بتائے ھیں" عن ابن مسعود رضي الله عنه قال من كان مستناً فليستن بمن قدمات فان الحي لاتومن عليه الفتنة اولئك اصحاب محمد صلى الله عليه و سلم كانوا افضل هذه الامة ابرها قلوباً و اعمقها علماً و اقلها تكلفاً اختارهم الله لصحبة نبيه ولاقامة دينه فاعرفوا لهم فضلهم و اتبعوا هم على اثرهم و تمسكوا بمااستطعتم من اخلاقهم و سيرهم فانهم كانوا على الهدى المستقيم رواه رزين" یعني مشکوٰۃ شریف کے باب الاعتصام بالسنہ میں لکھا ھی کہ رزین نے ابن مسعود رضي الله عنه سے یہہ بات نقل کی کہ اُنھوں نے کہا کہ اگر کوئی شخص کسي کی راہ پر چلنا چاھے تو اُن لوگوں کی راہ پر چلے جو مرگئے ھیں کیونکہ جیتوں پر فتنہ میں نہ پڑنے کا بھروسہ نہیں ھوتا ھی اور وہ لوگ محمد رسول الله صلى الله عليه و سلم کے اصحاب ھیں اِس ساري امت کے لوگوں سے بہتر بہت صاف دل اور بڑے عالم اور بہت بے تکلف اُنکو الله نے اپنے نبي کي صحبت اور اُس کا دین مستحکم کرنے کے لیئے پسند کیا تھا پھر تم اُنکی بزرگی پر خیال کرو اور اُنکے قدم بقدم چلو اور جتنا ھوسکے اُنکے اخلاق اور اُنکي عادتوں کو پکڑو اس میں کچھہ شک نہیں کہ وہ سیدھي راہ پر تھے **ف** اِس حدیث سے معلوم ھوا کہ ما انا علیه و اصحابي سے یہہ ھی مراد ھی کہ صحابہ کے اخلاق اور اُنکي عادتوں کو پکڑنا چاھیئے اور یہہ قاعدہ ھی کہ جس اسطرح پر بات کہي جاتي ھی کہ فلانے لوگوں کي یہہ عادت ھی تو اُس سے وھي بات مراد ھوتي ھی جسکا اُن لوگوں میں رواج ھو نہ وہ بات کہ اتفاقاً کسي اکا دکا آدمي نے اُس کو کرلیا ھو یا اُس کے کرنے والوں کو لوگ برا جانتے ھوں کیونکہ ایسي بات کو عادت نہیں کہتے اِس کی ایسي مثال ھی کہ جیسے حبشیوں میں کچّا گوشت کھانے کا رواج ھی کہ اکثر حبشي کچّا گوشت کھاتے ھیں اور کوئي حبشي اُسکو برا نہیں جانتا گو کسي ایک آدہ حبشي نے نہ بھي کھایا ھو مگر یہہ کہہ سکتے ھیں کہ کچّا گوشت کھانا حبشیوں کي عادت ھی اور اگر اتفاق سے کوئي ہندوستاني بھي کچّا گوشت کھالے یا ھندوستاني لوگ کچّا گوشت کھانے والوں پر نام دھریں تو یہہ کوئي نہیں کہنے کا کہ کچّا گوشت کھانا ھندوستانیوں کي بھی عادت ھی غرض کہ عادت اُسي کو کہتے ھیں کہ جسکا بے کھٹکے رواج ھوگیا ھو اور اُس کے سوا ایک اور بات ھی کہ رسول خدا نے فرمایا ھی ما انا علیه و اصحابي یعني جس طریقہ پر میں ھوں اور میرے اصحاب اور یہہ قاعدہ ھی کہ اگر بہت سي چیزوں کو اپني طرف نسبت کرکر بیان کیا جاوے تو اُس سے وہ سب چیزیں مراد ھوتي ھیں یہہ نہیں ھوتا کہ کچھہ تو اُن میں سے مراد ھوں اور کچھہ نہ ھوں مثلاً کسي شخص کے بہت سے بھائي ھوں اور وہ یہہ کہے کہ اِس حویلي میں میرے بھائیوں کي شرکت ھی تو اِس سے یہي سمجھا جائیگا کہ اُس کے جتنے بھائي ھیں سب کے سب شریک ھیں اسیطرح رسول خدا صلی الله

علیه و سلم نے فرمایا هی میرے اصحاب که اِس لفظ سے یہي سمجھا جاتا هی که سارے اصحاب مراد هیں اور سارے صحابیوں کا کسي بات پر متفق هو جانا تو هي طرح پر هوسکتا هی یا یہه که سب صحابي اُس بات تو کریں یا اکثر کریں اور باقي برا نه جانیں اور اِسي بات کا نام رواج هی اور اِسي طرح رسول مقبول نے فرمایا هی خیر امتي قرني یعني میري امت میں سب سے اچھے میرے زمانه کے لوگ هیں تو اِس سے یہي بات سمجھي جاتي هی که اُن لوگوں میں جن جن چیزوں کا رواج هی وہ اچھي هیں نه یہه که اگر کوئي شخص اتفاقاً بشریت سے کوئي کلم کر بیٹھے وہ بھي اچھا هوجاویگا اِس کي ایسي مثال هی که جیسے کوئي یوں کہی که اِس زمانه کے لوگ بڑے فضول خرچ هیں تو اِس سے یہي سمجھا جاویگا که اس زمانه کے لوگوں میں شادي اور غمي اور مرنے جینے اور پہننے اوڑھنے اور کھانے اور پینے میں بہت سے روپیه خرچ کرنے کا رواج هی اگرچه کوئي ایک آدہ آدمي فضول خرچ نه بھي هو غرض که جس چیز کي عادت پڑگئي هو اور جسکا رواج هوگیا هو وهي چیز هونے میں داخل هی نہیں تو اُس کا هونا اور نه هونا برابر هی بس اب نئي چیز کے معني یہه ٹہرے که نه وہ چیز اور نه اُس کي مانند دوسري چیز رسول خدا صلی الله علیه و سلم کے زمانه میں هو اور نه اُس چیز کا اور نه اُس کي مانند دوسري چیز کا اُن تینوں وقتوں میں بے کھٹکے رواج هوگیا هو اب جہاں کہیں نئي چیز کا ذکر آوے یہي معني سمجھنا مگر اتني بات اَور سمجھه لیني چاهیئے که نئي چیز تو هر طرح کي بات کو کہتے هیں خواہ دین کي بات هو خواہ دنیا کي مگر اِس جگهه صرف دین کي بات مراد هی "عن رافع ابن خدیج قال قدم نبي الله صلی الله علیه و سلم المدینة و هم یابرون النخل فقال ما تصنعون قالوا کنا نصنعه قال لعلکم لولم تفعلوا کان خیراً فترکوه فنقصت قال فذکروا ذلک له فقال إنما انا بشر إذا امرتکم بشیء من امر دینکم فخذوبه و اذا امرتکم بشیئی من رای فانما انا بشر" یعني مشکواة شریف کے باب الاعتصام بالسنة میں رافع ابن خدیج سے یہه حدیث نقل کي هی که اُنہوں نے یہه بات کہي که رسول خدا صلی الله علیه و سلم مدینه میں تشریف لائے اور مدینه والے کھجوري میں کھجورے کا ماوا دیتے تھے پھر حضرت نے پوچھا که یہه کیا کرتے هو اُنہوں نے کہا که هم تو یونہیں کیا کرتے هیں آپ نے فرمایا که اگر نکرو تو شاید اچھا هو پھر لوگوں نے ماوا دینا چھوڑ دیا مگر اُس برس کھجوریں کم پھلیں لوگوں نے حضرت کے سامنے اس کا ذکر کیا آپنے فرمایا که بات یوں هي هی که میں بھي آدمي هوں جب تمہارے دین کي کوئي بات بتاؤں اُس کو تو بجالاؤ اور دنیا کي جس بات کو اپني عقل سے کہوں تو پھر میں بھي آدمي هي هوں ف اِس حدیث سے معلوم هوا که رسول خدا صلی الله علیه و سلم نے جو نئي چیزوں کو برا بتایا هی اُن نئي چیزوں سے دین هي کي بات مراد هی دنیا کے کاموں سے کچھه غرض نہیں اور دین کي بات اُسے کہتے هیں جس سے شرع کے حکم علاقه رکھتے هوں اور شرع کے حکم پانچ چیزوں

سے متعلق ھیں ایک تو عقاید سے کہ آدمی اپنا عقیدہ کیسا رکھے جیسے کہ اللہ کو ایک جاننا اور شرک نکرنا کیونکہ اللہ کو ایک سمجھنا مسلمان ہونے کی بنیاد ھی اور شرک کرنا مسلمانی کو ڈھاتا ھی دوسرے اخلاق سے کہ آدمی اپنے میں کس طرح کا خلق پیدا کرے جیسے رحم دل ھونا اور سخت دل نھونا کیونکہ رحم دل پر اللہ رحمت کرتا ھی اور سخت دل اللہ کی رحمت سے دور ھوتا ھی یا توکل کرنا اور حریص نھونا کیونکہ توکل کرنے سے اللہ صاحب کے دربار میں رتبہ بڑھتا ھی اور حرص کرنے سے قدر گھٹتی ھی تیسرے اُن باتوں سے جو آدمی کے دلپر ایک کیفیت اچھی یا بری چھا جاتی ھی جیسے اللہ کی محبت دل پر چھانی اور سب کی محبت دل سے نکلنی اللہ کی رضامندی کا سبب ھی اور اللہ کے دشمنوں کی محبت جمنی اللہ کی خفگی کا باعث ھی چوتھے اُن باتوں سے جو آدمی اپنی زبان سے کہتا ھی جیسے گناھوں سے توبہ کرنے میں اللہ مہربان ھوتا ھی اور دین کے کاموں میں روبہ‌رہ کرنے سے جیسا نام صلح کل رکھا ھی اللہ کی مہربانی جاتی رھتی ھی پانچویں اُن باتوں سے جو آدمی اپنے ھاتھہ پاؤں آنکھہ ناک سے کرتا ھی جیسے جہاد کرنے سے جنت میں درجہ بڑھتا ھی اور مسلمان کے مارنے سے دوزخ میں پڑتا ھی غرض کہ شرع میں انھیں پانچ چیزوں سے بحث ھی کہ انھی پانچوں چیزوں میں سے کسی کے کرنے کا حکم ھوتا ھی اور کسی کے نکرنے کا حکم ھوتا ھی اور اِن پانچوں چیزوں کو اگر عبادت کے طور پر کریگا تو اور اگر عادت کے طور پر کریگا تو اور اگر دنیا کے معاملہ کے طور پر کریگا تو انھی سے شرع کے حکم متعلق ھیں کیونکہ جسطرح شرع کے حکم عبادت سے متعلق ھیں اُسی طرح عادت اور دنیا کے معاملہ سے بھی متعلق ھیں جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ھی کہ تین دفعہ دیکر خوشبوے لگانی اور تین سلائی سرمہ دینا اللہ کے نزدیک اچھا ھی اور دائیں ھاتھہ سے کھانا کھانا برا حالانکہ یہہ تو ایک عادت کی بات ھی یا یہہ کہ حدیث شریف میں آیا ھی کہ ایمان داری سے سوداگری کرنی قیامت میں نفع دیگی اور کلام‌اللہ میں آیا ھی کہ سود کھانا قیامت میں نقصان دیگا حالانکہ یہہ تو دنیا کے معاملات کی بات ھی غرض کہ شرع کے احکام جس طرح عبادت سے متعلق ھیں اسی طرح عادت سے اور دنیا کے معاملات سے بھی متعلق ھیں اور سبب اس کا یہہ ھی کہ شرع کے احکام آدمی کا ظاھر اور باطن دونوں درست ھونے کو اُترے ھیں پھر ظاھر کی درستی جب ھی ھوتی ھی جب آدمی اپنی عبادت اور عادت اور معاملہ کو درست کرے اور باطن کی درستی جب ھوتی ھی جب آدمی اپنا عقیدہ اور دل کے حالات خدا اور خدا کے رسول کے حکم بموجب درست کرے

اندرون را زجہل خالی دار * تا درو نور معرفت بیفی

اور یہہ بھی سمجھنے کی بات ھی کہ جسطرح شرع میں اِن پانچوں چیزوں میں سے کسی کے کرنے اور کسی کے نکرنے کا حکم ھی اِسیطرح بعضے حکموں میں ایک قید لگائی جاتی

ہی اور اُس کي حد معين کردي جاتي ہی اور اُس کي ايک شرط ٹهہرادي جاتي ہی جيسے روزہ بغير نماز کا ہونا يا مقدور بغير حج کا فرض نہونا تو اِسطرح کي باتيں بهي دين ہي کي باتوں ميں داخل ہيں اور ان ميں بهي نئي بات نکالني دين ہي کي بات ميں نئي بات نکالني ہی کيونکہ ان باتوں سے بهي شرع کے حکم متعلق ہيں اِن حديثوں سے بدعت کے يہہ معني معلوم ہوئے کہ جو عقيدہ اور بات چيت اور دل پر کے حالات اور عبادت اور عادت اور معاملہ کہ نيا ہو يعني نہ وہ اور نہ اُس کے مانند دوسري چيز رسول الله صلی الله عليه و سلم کے زمانہ ميں ہو اور نہ اُس کا اور نہ اُس کے مانند دوسري چيز کا صحابہ اور تابعين اور تبع تابعين کے وقتوں ميں بے کهٹکے رواج ہوگيا ہو اور کوئي شخص اُس کو قيامت ميں فائدہ مند سمجهہ کر کرے يا مضر جانکو چهوڑ دے يا کسي عبادت يا معاملہ کے رکن يا شرط يا لوازم سے جان کر کرے يا اُس کے برخلاف سمجهہ کر چهوڑ دے اُس کو ٹهيٹ بدعت کہتے ہيں جسکے حق ميں رسول مقبول صادق مصدوق نے فرمايا کہ شرالامور محدثاتها يعني بدترين چيزوں کي نئي چيزيں ہيں اب ديکهہ لو کہ جو اسطرح کي نئي باتيں ہيں وہ ٹهيٹ بدعت ہيں *

دوسري قسم کي بدعت کا بيان

اس کے سوا ہمارے زمانہ ميں ايک اَور طرح کي بدعت کا زور ہی کہ جس ميں اکثر خواص لوگ بهي مبتلا ہيں مثلا ايک بات تو شرع ميں ہی مگر اُس ميں ايک اَور ايسي بات بڑها گهٹا ديتے ہيں کہ وہ سنت سے بدعت ہوجاتي ہی چنانچہ اب ہم اِس بدعت کا بيان کرتے ہيں " عن عايشة قالت قال رسول الله صلی الله عليه و سلم من احدث في امرنا هذا ماليس منه فهو رد " يعني مشکواة شريف کے باب الاعتصام بالسنة ميں حضرت عايشه رضي الله عنها سے يہہ حديث نقل کي ہی کہ اُنہوں نے يہہ بات کہي کہ رسول خدا صلی الله عليه و سلم نے فرمايا کہ جس نے ہماري اِس شريعت ميں نئي چيز نکالي کہ جو اُس ميں سے نہيں ہی تو وہ چيز مردود ہی " و عن انس قال جاء ثلثه رهط الی ازواج النبي صلی الله عليه و سلم يسئلون عن عبادة النبي صلی الله عليه و سلم فلما اخبروا بها کانهم تقالوها فقالوا اين نحن من النبي صلی الله عليه و سلم و قد غفر الله له ماتقدم من ذنبه و ما تاخر فقال احد هم اما انا فاصلي الليل ابدا و قال الاخر انا اصوم النهار ابدا ولاافطر و قال الاخر انا اعتزل النساء فلا اتزوج ابداً فجاء النبي صلی الله عليه و سلم اليهم فقال انتم الذين قلتم کذا و کذا اما و الله اني لاخشيکم لله و اتقيکم له لکني اصوم و افطر و اصلي و ارقد و اتزوج النساء فمن رغب عن سنتي فليس مني " يعني مشکواة شريف کے باب الاعتصام بالسنة ميں انس رضي الله عنه سے يہہ حديث نقل کي ہی کہ اُنہوں نے يہہ بات کہي کہ تين شخص پيغمبر خدا صلی الله عليه

سلم کي بيبيوں پاس آئے پوچهتے هوئے نبي صلی‌الله عليه و سلم کي عبادت کا حال پهر جب اُنکو وہ بتائے گئے تو گويا اُنهوں نے اُسکو کم جانا پهر آپس ميں کہنے لگے که کہاں هم اور کہاں نبي صلی‌الله عليه و سلم که بيشک الله نے اُنکي پهلي پچهلي باتيں سب بخشي هيں پهر اُن ميں سے ايک نے کہا که ميں تو ساري رات نماز هي پڑها کرونگا دوسرے نے کہا که ميں هميشه روزے هي رکها کرونگا اور نه چهوڑونگا تيسرے نے کہا که ميں عورتوں کے پاس نہيں جانے کا اور کبهي نکاح نہيں کرنے کا اتنے ميں نبي صلی‌الله عليه و سلم اُن کے پاس تشريف لے آئے اور فرمايا که تم هي ايسي ايسي باتيں کرتے هو خبردار هو خدا کي قسم بيشک ميں بہت ڈرتا هوں تمهاري بنسبت الله سے اور تمهاري بنسبت بہت پرهيزگاري کرتا هوں الله سے ليکن ميں روزے بهي رکهتا هوں اور نہيں بهي رکهتا اور نماز بهي پڑهتا هوں اور رات کو سوتا بهي هوں اور عورتوں سے نکاح بهي کرتا هوں پهر جو شخص ميري سنت سے پهرا وہ مجهه سے نہيں

ف پهلي حديث ميں تين لفظ آئے هيں که جنکے جاننے سے اس طرح کي بدعت کے معني بهي معلوم هوجاتے هيں ايک تو لفظ احدث اور دوسرا امرنا اور تيسرا لفظ ما جن ميں سے پهلے دونو لفظوں کا ترجمه يهه هي که نئي چيز نکالي هماري شريعت ميں ان دونو لفظوں کے معني تو پهلے معلوم هوچکے هيں که نئي چيز کيا هوتي هی اور دين کي بات کن کن چيزوں کو کہتے هيں البته تيسرے لفظ يعني ما کے لفظ کے معني معلوم کرنے چاهيئيں اب جان لو که ما کے لفظ کا ترجمه اُردو ميں جو هی اور اِس لفظ کے ايسے مُبهم معني هوتے هيں که هر بات پر ٹهيک آجاتے هيں ليکن جس مقدمه ميں بات چيت هو اُس کے قرينه سے اُسي مقدمه کے متعلق مراد هوتي هی مثلاً اگر کوئي يوں کہے که جاهلوں کو نہيں چاهيئے که جو عالموں کي باتيں هيں اُن ميں دخل دے تو اب جو کا لفظ ايسا هی که هربات پر ٹهيک آسکتا هی مگر اِس جگهه بات چيت کے قرينه سے يهه هي بات سمجهي جاتي هی که جو کے لفظ سے علم کي باتيں مراد هيں که جاهل عالموں کے علم کي باتوں ميں دخل نه دے يعني کوئي کتاب نه بنائے کوئي تقرير نه گڑهے کوئي مسئله نه نکالے نه يهه که کپڑا بنانے اور کهانا کهانے ميں بهي کچهه دخل ندے اگرچه کپڑا پهننا اور کهانا کهانا عالموں ميں بهي هوتا هی اسيطرح پهلي حديث ميں جو ما کالفظ هی اُس سے بهي اُسيطرح کے معني مراد هيں که جو کوئي نبيوں کے کام ميں جو نئي بات نکالے وہ بات مردود هی تو اب يهه بات ديکهني چاهيئے که انبيا کس کام پر الله کي طرف سے آئے هيں اب سمجهه لو که جس طرح انبيا عليهم‌الصلواة والسلام عقايد اور اخلاق اور دل کے حالات اور زبان کي بات چيت اور هاتهه پاؤں کے کام کاج جنسے ظاهر اور باطن کي آراستگي هوتي هی درست کرنے کو آئے هيں اسيطرح سب باتوں کي حديں مقرر کرنے اور هرکام کرنے کا ڈهب بتانے اور هرايک چيز کي صورت ٹهيرادينے کو بهي آئے هيں کيونکه پهلے کي پانچوں باتوں کو تو جن سے ظاهر اور باطن درست هوتا هی دين کہتے هيں

اور دین ہرایک نبي کے ساتھہ تھا اور ہر نبي کو انھي پانچ باتوں کي درستي کے لیئے نبوت ہوئي تھي " قال الله تعالی شرع لکم من الدین ما وصی به نوحاً والذي اوحینا الیک وما وصینا به ابراهیم و موسی و عیسی " یعني الله صاحب نے سورة الشوری میں فرمایا راہ ڈالدي تمکو دین میں وهي جو کہدیا تہا نوح کو اور جو حکم بھیجا ہمنے تیري طرف اور وہ جو کہدیا ہمنے ابراهیم کو اور موسی کو اور عیسی کو اِس آیت سے معلوم ہوا کہ دین تو ہرنبي کا ایکسا تہا مگر دوسري بات میں جس سے حدیں مقرر ہوجاویں اور ہر کام کا ڈھب تہر جاوے اور ہرایک بات کي ایک صورت بنجاوے جدا جدا تھي اور اسی دوسري بات کو شریعت کہتے ہیں " قال الله تعالی لکل جعلنا منکم شرعة و منها جا " یعني الله صاحب نے سورة المائدة میں فرمایا ہرایک کو تم میں دي ہمنے ایک شریعت اور راہ بس اب سمجھہ لو کہ ہرایک چیز کي ایک حد مقرر کرنے اور ہر کام کا ڈھب بنانے اور ہرایک بات کي ایک صورت بنادینے کا نام شریعت هی مثلاً نماز پڑھني اور شرک نکرنا اور زنا سے بچنا یہه تو اصل دین هی کہ ہر نبیوں کے وقت میں تہا اور نماز کي بھي حد مقرر کردیني اور وقت تہیرا دیئےاور رکعتیں گن دیني اور شرطیں لگادیني اور نکاح میں گواهوں کا ہونا اور مہر کا بندھنا اور بد شگوني ماں نے سے ایک طرح کا شرک ہوجانا اور الله کے سوا دوسرے کي قسم کھانے میں بھي ایک طرح کا شرک ہوجانا اور زنا اسي کو کہنا جہاں زنا نہونے کا شبهه نه ہو اور پھر زنا کي بھي حد معین کا مقرر ہونا اور اِسیطرح کي اور بہت سي باتیں جو شریعت میں مقرر هیں اسکا نام شریعت هی جو بخوبي شریعت محمدیه علی صاحبها الصلواة والسلام میں پوري ہوچکیں جس میں اب گھٹانے بڑھانے کي حاجت نرهي اور جن باتوں کي حدیں اور جن چیزوں کي صورتیں شارع نے مقرر کردي هیں وہ دو طرح پر هیں ایک تو یہه کہ اگر فلانا کام اس طرح پر نکیا جاویگا تو شرع میں وہ نہونے کي برابر هی دوسرے یہه کہ اگر فلانا کام اس صورت پر ہوگا تو شرع میں بہت اچھا اور الله کے نزدیک بہت بہتر هی جیسے نماز میں کھڑا ہونا اور کچھہ کلام الله پڑھنا اور رکوع اور سجدہ کرنا یا نکاح میں ایجاب و قبول ہونا کہ یہه سب باتیں ضرور هیں اور اُن کے بغیر وہ کام نہونے هي کي برابر هی یا مثلا نماز میں مقرر کردینا کہ اتني دیر تک کھڑا رهنا اور اتني دیر تک بیٹھنا اور اتني دفعه تسبیحات پڑھني بہتر هیں اور الله کے نزدیک اچھي یا مثلاً پانچوں نمازوں کے وقت مقرر کردینے اور رمضان کا مہینه روزوں کے لیئے ٹھہرادینا اور عید کے مہینه کي پہلي تاریخ اور بقرعید کي دسویں تاریخ عید کے لیئے مقرر کردیني ایسي باتیں هیں کہ اگر اپنے وقتوں میں نکیا جاوے تو ہونا نہونے کي برابر هی یا مثلا رمضان کي راتیں اور شبرات کي رات میں عبادت کرني اور آفتاب نکلنے کے بعد اشراق کي نماز پڑھني اور آدھي رات کے بعد تہجد کي نماز ادا کرني اور ایام بیض اور شش عید اور عرفه اور عاشورہ اور شبرات کے روزے رکھنے اور ساتویں دن عقیقه کرنا اور جمعرات کے دن

سفر کو جانا ایسی چیزیں ہیں کہ اگر اپنے دلوں میں یہہ کام کیئے جاویں تو اللہ کے نزدیک بہت بہتر ہی یا مثلا پاک جگہہ کا نماز کے لیئے مقرر کرنا اور شہروں ہی میں جمعہ اور عید کی نمازوں کا ہونا اور اعتکاف کے لیئے مسجدوں ہی کا ٹھہرانا اور حج کے لیے کعبۃاللہ ہی جانا ایسی چیزیں ہیں کہ اگر اسی طرح نہوں تو اُنکا ہونا نہونا برابر ہی یا مثلا درسوں کے لیئے اور نکاح باندھنے کو مسجدوں کا معین ہونا اور نفل اور کلام اللہ پڑھنے کو شہروں کا ٹھہرانا اور جامع مسجد جمعہ کی نماز کو اور جنگل عید کی نماز کو معین کرنا ایسی باتیں ہیں کہ اگر اسیطرح پر ہوں تو اللہ کے نزدیک بہت بہتر ہی یا مثلا نماز میں رکعتوں کی گنتی ٹھہرادینی روزوں کا شمار بتادینا زکوٰۃ میں مصحاح دہلانے کی گنتی مقرر کردینی یا خرید فروخت کے معاملہ میں تین دن تک کا اختیار دینا ایسی باتیں ہیں کہ اگر اسطرح نہوں تو انکا ہونا نہونے ہی کی برابر ہی یا مثلا نفلوں میں رکعتوں کی گنتی مقرر کردینی اور جیسے صلواۃالتسبیح میں تسبیحات کا شمار بتادینا یا ہر بات میں طاق کا اچھا ہونا ایسی باتیں ہیں کہ اگر اسیطرح پر ہوں تو اللہ کے نزدیک بہتر ہی غرض کہ جتنی باتیں دنیا میں ہیں کیا شادی کی اور کیا غمی کی اور کیا عبادت کی اور کیا عادت کی اور کیا معاملہ کی سب کے لیئے اللہ صاحب نے ایک حد مقرر کردی ہی اور وہ حد دو طرح پر ہی یا یہہ کہ اگر اِس حد کو توڑا جاویگا تو اللہ کے نزدیک اُس کام کا ہونا نہونے کے برابر ہوگا یا یہہ کہ ہو تو جاویگا مگر جس طرح کہ حد کے نہ توڑنے میں اللہ کے نزدیک ثواب اور درجہ تہا اُتنا ثواب اور درجہ نہیں ہوگا " کما قال اللہ تعالی و تلک حدوداللہ و من یتعد حدوداللہ فقد ظلم نفسہ " یعنی اللہ صاحب نے سورہ طلاق میں فرمایا اور یہہ حدیں ہیں اللہ کی باندھی اور جو کوئی بڑھے اللہ کی حدوں سے تو اُس نے بُرا کیا اپنا اِس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر کام کی جو اللہ صاحب نے حدیں مقرر کردیں ہیں اُن کو نہ توڑنا یعنی اُن میں کمی بیشی نکرنی شریعت پر چلنا ہی بلکہ جن لوگوں کو اللہ تعالی نے نور معرفت کا دیا ہی اور اتباع اپنے حبیب کا نصیب کیا ہی اُن کو تو اِن باتوں کا یہاں تک خیال رہتا ہی کہ جتنے احکام شرع کے ہیں اُن میں بھی غور کرتے ہیں کہ جن چیزوں کے بجالانے کا تاکیدی حکم ہی اُنکے بجالانے میں اُن حکموں کے بجالانے سے جنمیں اتنی تاکید نہیں ہی زیادہ سعی اور کوشش کرتے ہیں مثلاً نماز میں سب چیزوں کے ادا کرنے کا حکم ہی مگر جتنی تاکید کہ اُس کے ارکان درست کرنے پر ہی اُتنی اور چیز پر نہیں یا جتنی تاکید وضو کر کر نماز پڑھنے پر ہی اُتنی سیدھا قبلہ کی طرف کھڑا رہنے پر نہیں کیونکہ اگر تھوڑا سا قبلہ سے کج ہو تو بھی نماز ہوجاتی ہی یا مثلا جیسے الحمد پڑھنے پر تاکید ہی ایسی اور سورت کے پڑھنے پر نہیں کیونکہ اخیر رکعتوں میں پڑھی نہیں جاتی اور اسی طرح جیسی تاکید پہلی دو رکعتوں کے ادا کرنے میں ہی ویسی اخیر کی دو رکعتوں میں نہیں کیونکہ سفر میں نہیں

پڑھي جاتيں غرض كه هر ايک كام كرنےكي ايک حد شرع ميں مقرر كردي هى أس حد كو توڑنا نهيں چاهيئے اور اسي واسطے رسول مقبول نے فرمايا هى كه " ان‌الله حد حدوداً فلا تضيعوها " يعني الله صاحب نے هر كام كي حديں مقرر كردي هيں أن كو نه كهوو غرض كه جس چيز كا نام شريعت محمديه هى أس كے احكام دوهي طرح پر هيں يا تو أن سے هر چيز كي حديں تهرائي گئي هيں اور يا هر حكم كے درجه مقرر كيئے گئے هيں پس أس پهلي حديث ميں حتو ما كا لفظ آيا هى أس سے يهي باتيں مراد هيں يعني جو كوئي دين كي باتوں ميں كوئي چيز خواه وه كسي چيز كي حد مقرر كرديتي هو يا ايک جگهه كي چيز دوسري جگهه تهرا ديتي هو يا ايک كا مرتبه بڑها دينا اور دوسرے كا گهٿا دينا هو نكالے تو وه بات مردود هى اب تمكو جب اِس ما كے لفظ كے معني معلوم هوگئے سو اب اِس قسم كي بدعت كے يهه معني تهرے كه دين كي باتوں ميں جو نئي نئي حديں مقرر كرني يا نئي طرح كا ڈهنگ اور موقع دين ميں تهرا دينا كه نه وه رسول الله كے وقت ميں تها اور نه أس كي مانند اور نه أسكا رواج صحابه اور تابعين اور تبع تابعين كے وقت ميں تها اور نه أس كي مانند كا اور كوئي شخص أس بات كو يوں جان كر كرے كه فلاني دين كي بات كے هونے كا اِسي پر مدار هى يا اِس بات كا هونا الله كے نزديک اچها اور بهتر هى يا كسي دين كي چيز كو اس طرح پر سمجهه كر چهوڑدے كه اِس كے هونے سے دين كي فلاني بات هونے هي كے برابر هى يا اس كے هونے سے أس كا ثواب گهٿ جاتا هى تو يهه هي بدعت هى مگر اتنا فرق هى كه پهلي تو حقيقت بدعت تهي كه أس كي اصل هي شرع ميں نه تهي اور يهه بدعت أس سے أتر كر هى كه شرع ميں جو بات تهي أس پر ايسي چيزيں اوْر لگادي هيں كه جو شرع ميں نه تهيں اور اسي سبب يهه بدعت هوگئي جس كے حق ميں رسول مقبول نے فرمايا " من احدث في امرنا هذاماليس منه فهو رد " يعني جس شخص نے كه نئي بات نكالي هماري اِس شريعت ميں جو أس ميں سے نهيں هى تو وه نئي بات مردود هى اِس سارے بيان سے معلوم هوا كه بدعت كا مدار عقيده پر هى يعني جو چيز كه الله كے نزديک فايده‌مند نهيں هى أس كو فايده‌مند جاننا اور جو چيز كه الله كے نزديک مضر نهيں هى أس كو مضر سمجهنا بدعت هى ليكن اِس كے سوا ايک أوْر قسم كي بهي بدعت هى كه جو بغير اعتقاد كے بهي بدعت هي هوجاتي هى اور اِس قسم كي بدعت ميں هزاروں زن و مرد گرفتار هيں *

تيسري قسم كي بدعت كا بيان

اور وه يهه هى كه دين كي باتوں ميں جو نئي بات نكلي هو أس كے كرنے ميں بهلائي اور نه‌كرنے ميں بُرائي كا تو اعتقاد نركهتا هو ليكن أس كو اس طرح پر كرتا هو يا أس كے نكرنے ميں ايسا اهتمام بجا لاتا هو كه جيسا أس چيز كي بهلائي يا برائي پر اعتقاد ركهنے

والی بجالاتے ھیں " عن ابن عمر قال قال رسول‌الله صلی‌الله علیه وسلم من تشبهه بقوم فهو منهم " یعني مشکواۃ شریف کے باب‌اللباس میں ابن عمر سے یہہ حدیث نقل کي ھی که اُنھوں نے یہہ بات کہي که رسول‌خدا صلی‌الله علیه وسلم نے فرمایا که جو شخص کسي قوم کي مشابہت کرے وہ اُنھي میں سے ھی ف اس حدیث میں تشبیهه کا لفظ آیا ھی جس کے معنی مشابہت کرنے کے ھیں اور دو چیزوں میں پوري مشابہت جب ھوتي ھی جب دیکھنے والا اُن دونوں کو دیکھه کر پہچان نه سکے که یہه چیز کونسي ھی اور وہ چیز کونسي اور اِس حدیث میں نري مشابہت کا لفظ آیا ھی تو اِس سے معلوم ھوتا ھی که کسی بات میں مشابہت کرے خواہ کہانے میں خواہ پہننے میں خواہ بولنے میں خواہ عادت میں خواہ عبادت میں خواہ معامله میں وہ اُن ھي لوگوں میں سے ھوگا جنکے ساتھه مشابہت کي ھی اب غور کرو که جس شخص نے دین میں نئي بات نکلي ھوئي کو اختیار کیا ھی اور گو وہ شخص اُس نئي بات کے کرنے میں بھلائي اور نه کرنے میں برائي کا اعتقاد نرکھتا ھو لیکن جب وہ شخص اُس نئي بات کو اسي طرح بجا لاتا ھی جس طرح که اُس چیز کي بھلائي یا برائي پر اعتقاد رکھنے والے بجالاتے تھے تو اس شخص نے بھي اُنھی لوگوں کي مشابہت کي اس سبب سے اُنھي لوگوں میں گنا گیا اب خیال کرو که وحدت وجود کا مسئله جو اِس زمانه کے پیروں اور پیر زادوں میں پھیل رھا ھی اور مولوي بھي اُس کو سن کر گردن نیچي ڈالتے ھیں اور کہتے ھیں که بابا فقیروں کي باتوں میں دم نھیں مارا جاتا اور اِس مسئله کو غایت عرفان اور موجب نہایت قربت الی الله کا سمجھه رکھا ھی تو یہه اعتقاد تہمت بدعت ھی کیونکه یہه باتیں نه رسول خدا صلی‌الله علیه وسلم کے وقت میں تھیں نه صحابه اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت میں اور اسي طرح الله تعالی کي ذات پاک میں گفتگو کرني که کیسا ھی اور کہاں ھی اور کیونکر ھی یا جبر و اختیار کے مسئله میں اُلجھنا یا دیدار الهي کے معنی بتانے که اِس طرح پر ھوگا یا کلام الله کي متشابه آیتوں اور متشابه حدیثوں میں بحث کرني اور خواہ نخواہ اُس میں معنی پہنانے یا حکیموں اور فلسفیوں کے مذھب کي کتابیں پڑھني اور ھمیشه اُسي میں اوقات ضایع کرني اور اُس سے ثواب ملنے کي توقع رکھني تہمت بدعت ھی اور یوں ھي بطور رسم کے لوگوں کي ریساریس پڑھنا اور اُس پر ایسا اھتمام کرنا جیسا کلام الله اور حدیث اور فقه کے پڑھنے پر چاھیئے تھا جس طرح که ھمارے زمانه کے لوگ کرتے ھیں اور چار کتابیں منطق کي پڑھکر مولوي بن بیٹھتے ھیں اور جس نے اِن کتابوں کو نه پڑھا ھو اور گو حدیث و فقه خوب جانتا ھو اُس کو جاھل اور دلوں سے گرا ھوا سمجھتے ھیں تو اس طرح کا بھي پڑھنا بدعت ھی گو اُس میں ثواب ملنے کا اعتقاد نرکھتا ھو کیونکه اس نے بھي ان کتابوں کے پڑھنے پر ایساھي اھتمام کیا ھی جیسا که ثواب ملنے کا اعتقاد رکھنے والے کرتے ھیں البته بقدر ضرورت

کے پڑھ لینا اور سب کو مقصود بالذات نہ سمجھنا اور اُسی میں غلطاں پیچاں فرھنا دوسری بات ھی اور اسی طرح اکثر فقیروں نے جو طریقے زھد و ریاضت اور مراقبہ اور ذکر اور شغل کے خلاف سنت نکالے ھیں اور اُن سے کشف و کرامات حاصل کرتے ھیں اُن کا بھی یہی حال ھی کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے جو رسنے صفائی باطن اور تقرب الی اللہ کے بتائیے ھیں اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے برتاؤ میں رھے ھیں اُس کے سوا دوسری بات نکالنی جسکا ٹھکانا نہ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ و سلم کے وقت میں تھا اور نہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت میں تو وہ بات ٹھیٹ بدعت ھی اور اسی طرح تعویذ طومار گنڈے پلیتے کرنے اور کسی گنڈے کے سبب انڈا مرغی کا کھلانا اور کسی پلیتے کے باعث ھرن کا گوشت کھلانا چڑھانا یہہ بھی بدعت ھی کیونکہ اس طرح کی باتیں نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کے وقت میں تھیں نہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت میں البتہ جن جن دعاؤں کا پڑھنا یا دم کرنا جس طرح پر کہ حدیثوں میں آیا ھی اُنھیں کو اُسی طرح پر کرنے میں کسی کو کلام نہیں کلام تو اُس میں ھی کہ جو اِس زمانہ کے پیرزادوں اور مولوی زادوں نے حدیث کی دعاؤں کو چھوڑ کر اپنے باپ دادا کے عمل اعمال نکالے ھیں اور اسی طرح بعضے مشایخوں نے جو نئی نئی طرح کے ذکر نکالے ھیں اور اُنکی ضربیں مقرر کی ھیں اور اُس کی گنتی ٹھرائی ھی اور پیر کا تصور کر کر مراقبہ کرنا نکالا ھی اور اِسی طرح بہت سی باتیں شریعت حقہ مصطفویہ علی صاحبہا الصلواۃ و السلام میں بڑھا دی ھیں جنکا ٹھکانا نہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم کے وقت میں لگتا ھی اور نہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت میں اور پھر اِن سب باتوں کو دینداری سمجھکر اور ثواب ملنے کا اور اللہ صاحب کے دربار میں مرتبہ بڑھنے کا اعتقاد رکھہ کر کرتے ھیں یہہ سب باتیں بھی ٹھیٹ بدعت ھیں۔ اور جو لوگ اِن باتوں کو صرف وسیلہ جان کر اس طرح پر سعی کرتے ھیں جس طرح پر کہ ثواب ملنے اور اللہ کے دربار میں مرتبہ بڑھنے کے اعتقاد رکھنے والے کرتے ھیں تو اُن کی نسبت بھی مشابہت کے سبب بدعت ھی میں داخل ھی البتہ جن لوگوں نے کہ نہ اِن باتوں کو مقصود اصلی سمجھا اور نہ اس طرح پر اوڑھنا بچھونا بنایا اور نہ شریعت کے مسئلوں کی مقابل طریقت کے مسئلہ ٹھرائے بلکہ بعضی دفع کسی مصلحت سے کسی کی نسبت کوئی بات بتا دی اور یہہ سبز باغ دکھا کر شرع محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ و السلام پر قایم کردیا اور پورا پورا سنی مسلمان بنادیا تو وہ دوسری بات ھی اور اِسی طرح بزرگوں کے نام پر ختموں کا کرنا اور یہہ بات ٹھرانی کہ فلانے ختم میں اتنے آدمی ھوں اور فلانہ ختم فلانے وقت ھو اور فلانے توشہ میں یہی چیز ھو اور فلانے کونڈے میں فلانی چیز دھری جاوے اور بیوی کی صحنک اس طرح پر نکالی جاوے اور اُس کو ایک خصمیوں کے سوا کوئی نہ کھاوے اور بیوی کی پڑیا اِس طرح لال ناڑے سے باندھی جاوے

اور اسي طرح كي اؤر هزاروں باتيں جو اِس زمانه ميں مروّج هيں اور اُنكے كرنے ميں بهلائي اور نكرنے ميں برائي كا اعتقاد ركهتے هيں يهه سب باتيں تهيٹ بدعت هيں اور اسي طرح راگ كي محفل كرني اور قوالوں سے خالي معرفت كي غزليں گواني يا ڈهولكي سا رنگي تال تنبوره بهي بجوانا اور حال قال كي مجلس نام ركهنا اور مرثيهٔ خواني اور كتاب خواني كرني ماتم كرنا تعزيے بنانے شدے نكالنے لوگوں كو جمع كركر قبروں پر جانا اور اُنپر بيٹهه بيٹهه كر مراقبه كرنا اور اِس بات كو الله كي رضامندي كا باعث سمجهنا قبروں پر جاكر مُردوں سے مدد مانگني قبروں كو چومنا آستانوں كا بوسه لينا گال رگڑنے قبروں پر پهولوں كي چادر ڈالني غلاف چڑهانے قبروں كو غسل دينا اور اُس كا پاني آب زمزم كي طرح بانٹنا اور لحد بنانے كو ثواب سمجهنا قبروں پر روشني كرني اور ميله جمع كرنا اور عرس نام ركهنا ناچ كرنا اور بسنت كا بهانه لينا اگر كوئي مسلمان منع كرے تو حضرت امير خسرو سے منكر جاننا اور ترت وہابي كهديتا مُردے كے ليئے نماز هول كا پڑهنا دفنانے كے بعد اذان كا دينا اور اِسي طرح كي هزاروں باتيں جو خلاف سنت رائج هوگئي هيں اور اُن كو ثواب سمجهه كر كيا جاتا هى يهه سب كي سب باتيں تهيٹ بدعت هيں اسي طرح حضرت امام حسين كي فاتحه كو محرم هي كا مهينه مقرر كرنا اور مولود شريف پڑهنے كو باره وفات هي كا مهينه ٹهيرانا اور مُردوں كي فاتحه كو تيجے اور دسويں اور بيسويں اور چاليسوں اور تماهي اور چهه ماهي اور برسي كا مقرر كرنا بزرگوں اور پرانے مُردوں كي فاتحه كو اُنكے مرنے هي كے دن باندہ لينا يهه سب باتيں بهي بدعت هيں اِس كي ايسي مثال هى كه جيسي قرباني كرني تين دن تك درست هى مگر عين بقر عيد كا دن ايسا هى كه اگر اُسي دن قرباني كيجاوے تو زياده ثواب هى اسواسطے جن لوگوں كو الله نے توفيق دي هى وہ پهلے سے بكرے بهي خريدتے هيں اور باوجوديكه اُن دنوں ميں بكرے مهينگے بهي هاتهه لگتے هيں مگر گراني قيمت پر كچهه خيال نهيں كرتے اور باوجوديكه اُس دن نماز كو عيد گاه ميں بهي جانا هوتا هى اور فرصت بهي كم هوتي هى اور اُس دن گوشت بهي بهت سا هوتا هى كه گوشت كهاتے كهاتے جي بهي بهر جاتا هى مگر اِن باتوں ميں كسي كا بهي خيال نهيں كرتے اور سو طرح كے هرج كركر اُسي دن قرباني كرتے هيں مگر اُس دن كو ناغه نهيں هونے ديتے پس اس طرح كے مقرر كرنے كا نام تو شريعت هى كه اُس سے هركلم كا وقت اور هر بات كي ايك حد مقرر هوگئي هى اب اس طرح اؤر كسي چيز كو اپنے آپ مقرر كرلينا بدعت هوجاتا هى اب ديكهو كه حضرت امام حسين كے ليئے كهانا پكانا اور بهوكوں كو كهلانا اور اُس كا ثواب حضرت امام حسين كو دينا ثواب كي بات هى مگر خاص محرم كا مهينه مقرر كرلينا بدعت هى اس واسطے كه كسي كام كے ليئے كوئي دن يا مهينه يا وقت مقرر كرنا تو شرع كا كام تها تو پهر جس شخص نے كه حضرت امام حسين كي فاتحه كو محرم

کا مہینہ اپني طرف سے مقرر کرلیا اُس نے شریعت میں ایک نئي بات نکالي اور شریعت میں نئي بات کا نکالنا بدعت هی پھر جو شخص محرم هي میں حضرت امام حسین کي فاتحہ دینا زیادہ ثواب سمجھتا هی تو اُس کے حق میں تو دوسري قسم کي بدعت هی اور جو شخص کہ زیادہ ثواب ملنے کا تو اعتقاد نہیں کرتا همیشہ محرم هي میں کیا کرتا هی جس طرح کہ زیادہ ثواب ملنے کا اعتقاد رکھنے والے کیا کرتے هیں تو اُس کے حق میں تیسري قسم کي بدعت هی اسي طرح جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیہ و سلم کا ذکر کرنا اور اُن کے حالات اور سوانح عمري کا بیان کرنا اور اُن کي عادتوں اور عبادتوں اور خصلتوں کا یاد کرنا دونوں جہان کي سعادت هی مگر اب مولود شریف کي مجلس میں جو اپني طرف سے یہہ بات ٹھیرا لي هی کہ بارہ وفات هي کا مہینہ هو اور خواہ اَور حالات حضرت کے بیان کیئے جاویں یا نجاویں مگر حضرت کے پیدا هونے کا ضرور حال بیان کیا جاوے تو یہہ باتیں مقرر کرني شرع میں نہیں آئیں اس سبب سے اِن کا اپني طرف سے مقرر کرلینا بدعت هی اسي طرح مُردوں کے ثواب کے لیئے کہانا بانٹنا اور لله دینا بھوکوں کو کہلانا ثواب هی لیکن اِس کام کے لیئے اپني طرف سے تیجے اور دسویں اور بیسویں اور چالیسویں اور تماهي اور چھہ ماهي اور برسي کا دن مقرر کرنا بدعت هی اسي طرح کسي مُردہ کي فاتحہ کو عین اُس کے مرنے کا روز مقرر کرلینا کہ آندي جاے یا مینھہ جاے سو طرح کے هرج کرکر اُسي دن فاتحہ دلائے یہاں تک کہ اگر اُس دن کچھہ پاس نهو تو بنئے هي کے هاں سے گڑہ گھي آٹا قرض لے لے اور حلوا مانڈہ پکالے اور اگر کہیں سفر کو جانا هو تو کہے کہ کل دادا جي کي فاتحہ کا دن هی کیوں کر چلا جاؤں فاتحہ دیکر پرسوں جاؤنگا ایک دن اَور ٹھرجاؤں غرضکہ هزار کام هرج کرے یہانتک کہ حدیث کا پڑھنا پڑھانا چھوڑے جماعت کےجاتے رهنے کا خیال نکرے مگر اُس دن فاتحہ دلاني نچھوڑے تو یہہ بات بھي بدعت هی پھر اگر وہ شخص یوں عقیدہ رکھتا هی کہ اِن دنوں میں زیادہ ثواب ملتا هی تو اُس کے حق میں تو دوسري قسم کي بدعت هی اگر وہ شخص اُس دن فاتحہ دینے سے ثواب زیادہ ملنے کا اور اَور دن میں کم ملنے کا یا اِس بات کا کہ یہہ دن اَور دنوں سے اچھا هی یا اَور دن بُرے هیں اعتقاد تو نہیں رکھتا مگر یہہ شخص اُس بات کو اس طرح پر کرتا هی اور اِس ڈھنگ سے برتتا هی جس طرح کہ اِن باتوں کے بھلے بُرے هونے کا اعتقاد رکھنے والے برتتے هیں تو اُس کے حق میں تیسري قسم کي بدعت هی اور اسي طرح کلام الله پڑہ کر مُردوں کو بخشنا اکثر عالموں کے نزدیک ثواب کي بات هی کہانا پکا کر اور اُس پر هاتھہ اُٹھاکر فاتحہ دیني اور الحمد قل‌هوالله پڑھني اور اگلے پچھلوں کا نام لینا جیسا کہ اِس زمانہ کے لوگ کرتے هیں یہہ بھي بدعت هی پھر اگر یہہ شخص یوں سمجھتا هی کہ بغیر فاتحہ دینے کے کہانے کا ثواب مُردے کو پہونچتا هي نہیں جیسے کہ اکثر عوام یوں هي

جانتے هیں تو اُس کے حق میں دوسري قسم کي بدعت هی اور اگر وہ شخص یوں تو نہیں جانتا مگر اُس کو اسي طرح کرتا هی جس طرح که اُس بات کا اعتقاد رکھنے والے کرتے هیں تو اُس کے حق میں تیسري قسم کي بدعت هی اور اِسي طرح جو عورت که رانڈ هوگئي اور باوجودیکه اپنے خصم کے مرجانے سے جو اُس کي روٹي کپڑہ کي خبر لیتا تھا نہایت مفلس هوگئي هی اور در در بھیک مانگتي پھرتي هی اور خصم کرنے کو جي چاهتا هی اور سب طرح کي باتیں جي میں آتي هیں اور وہ عورت اِن سب باتوں پر صبر کرتي هی مگر دوسرے خصم کرنے کا نام نہیں لیتي که همجولیوں میں بڑي نیک بخت دیوي کا دانه کھانے والي کہلاؤں پھر گو وہ عورت اِن باتوں کو اچھا نه کہتي هو اور دوسرا نکاح کرنے تو بُرا بھي نه جانتي هو مگر اُس نے اِس بات کو اس طرح پر برتا هی جس طرح که اِن باتوں کے بُرے هونے کا اعتقاد رکھنے والے برتتے هیں اِس واسطے اُس عورت کا اِن باتوں پر صبر کرنا بھي بدعت هی اِس کے سوا ایک اَور بات بھي هی که الله صاحب کي طرف سے اسلام کي نشانیوں پر سعي اور کوشش کرنے کا حکم هی پھر اسلام کي نشانیوں کے سوا اَور کسي بات پر اِس طرح سے سعي کرني جس طرح که اسلام کي نشانیوں پر سعي اور کوشش کرني چاهیئے تھي تو یهه کام خلاف حکم الله صاحب کے کرنا هی جیسے که شاہ ولي الله صاحب نے حجۃالله البالغه میں لکھا هی که دور دور سے قبروں کي زیارت کو آنا نہیں چاهیئے تاکه جو چیزیں که اسلام کي نشانیوں میں سے نہیں هیں اسلام کي نشانیوں میں مل نه جاویں یعني دور دور سے آنے کا حکم شرع میں کعبۃالله اور مدینه رسول الله صلی‌الله علیه و سلم اور بیت المقدس هي کے لیئے هی پھر اگر کوئي شخص کسي بزرگ کي قبر یا لحد یا چله گاہ کي زیارت کو دور دور سے قصد کرکر آوے تو اُسکا اس طرح پر سفر کرنا اِسلام کي نشانیوں یعني کعبۃالله اور مدینه رسول الله صلی‌الله علیه و سلم اور بیت المقدس کے سفر سے مشابهه هوجاتا هی اور یهه بات شرع کے برخلاف هی تو اِس سے معلوم هوا که جو بات اسلام کي نشانیوں میں سے نہیں هی اُس پر اِسي طرح سعي کرتے هیں جس طرح که اِسلام کي نشانیوں پر سعي کرنے کا حکم هی بدعت هي هوجاتي هی خواہ اُس کے اچھے بُرے هونے کا اعتقاد هو یا نهو *

تیسري قسم کي بدعت کا ضمیمه

مثلاً نکاح کے وقت گواهوں کا هونا اور ولي کي اجازت دینا شرعاً ضرور هی یہاں تک که اگر گواہ نہوں یا ولي اجازت ندے تو نکاح کو موقوف رکھتے هیں اور جو نقصان هو اُس کو گوارا کرتے هیں اِسي طرح اگر کوئي شخص بسبب مفلسي کے اور جہیز نہونے یا ولیمه کا کھانا میسر نہونے کے یا کسي بھائي بند عزیز اقربا کے سوگي هونے کے نکاح کو بڑھا دے تو یهه بھي بدعت هی پھر اگر اِس کے اچھا هونے کا اعتقاد رکھتا هی تو اُس کے حق میں تو دوسري

قسم کي بدعت هی اور اگر اُس کے اچھا هونے کا اعتقاد نهيں رکھتا مگر اِس بات کو اِس طرح پر کرتا هی اور اِس ڈھنگ سے برتتا هی که گويا اِن باتوں کے بھلے بُرے هونے کا اعتقاد هي هی اِس سبب سے يهه بھي بدعت هي هی کيونکه اشخص نے اِس رسم کے ساتھه ايسا معامله کيا جيسا که اُن چيزوں کے ساتھه کرنا چاهيئے تھا جلکے کرنے سے شرعاً بھلائي اور نکرنے سے شرعاً بُرائي حاصل هوتي هی اِسي طرح جن لوگوں نے اپني رفتار گفتار نشست برخاست کا ايک ڈھکوسله بنا رکھا هی اور اُسي کے پيچھے رپ هو رهے هيں اور کچھه هي هو جاوے جو وقت نه حضرت کے باهر تشريف لانے کا هی اُس کے سوا اَوْر وقت تشريف لانے هي کے نهيں اور جو وقت آپکي بات کرنے کا هی اُس کے سوا بات کرنے هي کے نهيں اور جيسي ٹوپي چار ترکي دادا جان پهننے آئے هيں اُس کے سوا اَوْر طرح کي ٹوپي پهننے هي کے نهيں اور جو چيز که باوا جان هاتھه ميں رکھتے ہے اُس کو بهه بھي هاتھه سے چھوڑ نے هي کے نهيں اور جس مسجد ميں که اُن کے پير نے نماز پڑھي تھي اُس کے سوا اَوْر کسي مسجد ميں نماز پڑھنے کے نهيںْ کوئي مرتا مر کيوں نجاوے آپ عيادت کو تشريف لانے هي کے نهيں جو دن که اپنے مُريدوں اور معتقدوں کے جمع کرنے کا هی اُس دن کو فاقه کرنے هي کے نهيں پير نے اگر کسي سبب سے نکاح نهيں کيا تو اب يهه بھي باوجود خواهش اور مقدور هونے کے درويشي کو بٹه نه لگنے کے لئے کرنے هي کے نهيں مفلسي کا حال تو يهه پهونچا هی که فاقه پر فاقه هوتا هی اگر بڑي وضع داري کي تو سوال نکيا مگر رواں رواں پڑا سوال کرتا هی ليکن يهه صاحب اپنے پير کا نام روشن رهنے اور اپنے خاندان کے نام نه ڈبونے کو محنت مزدوري پيشه کرنے هي کے نهيں جب تک که جھک کر تسليمات نکي جاوے اور قدم آنکھوں سے نه لگائے جاويں حضرت کا مزاج خوش هونے هي کا نهيں سلام و عليک کا جواب زبان سے نکلنے هي کا نهيں قدم چومتے وقت سر پر هاتھه پھيرنے کے سوا مصافحه کو کبھي هاتھه اُٹھنے هي کا نهيں جب تک که حضرت صاحب اور شاه صاحب اور مياں صاحب اور مولوي صاحب کهکر بات نکي جاوے تيوري کا بل اُتر نے هي کا نهيں جيسے که همارے زمانه کے مولويوں اور فقيروں اور سجاده نشينوں اور خانقاهيوں اور قلندريوں اور مداريوں اور جلاليوں اور رسول شاهيوں اور اسي قسم کے لوگوں ميں رواج پا رها هی پھر گو اُن کو اُس کي عبادت هونے کا عقيده نهو بلکه صرف اپنے باپ دادا کي رسم جانتے هوں اِس پر بھي يهه سب باتيں بدعت هي ميں داخل هيں کيونکه يهه لوگ اِن باتوں پر ايسي کوشش کرتے هيں جيسي اسلام کي نشانيوں پر کوشش کرني چاهيئے بلکه جو لوگ اس کو بڑي خوبي اور نهايت دين داري جانتے هيں اُن کے حق ميں خاصي بدعت هی کيونکه يهه طريقه نه رسول الله صلی الله عليه و سلم کا تھا اور نه حضرت کے صحابه کا اور نه تابعين کا اور نه تبع تابعين کا بلکه صحابه کا تو يهه حال تھا که سب آپس ميں ياروں کے يار تھے پھر اُنھوں نے جو ايک شاخسانه لگايا اور سب

بھائی مسلمانوں سے اپنے تئیں عمدہ ٹھہرایا اور کسی نے پیر زادہ پن اور کسی نے مولوی زادہ پن لگایا یہہ بات کہاں سے هی دونوں عالم کے سرتاج رسول مقبول کا تو یہہ حال تھا کہ اگر آپ کے یاروں میں سے کوئی شخص پکارتا تو آپ فرماتے لبیک یعنی حاضر ہوں اِن لوگوں کو کیا ہوا هی جو اپنے تئیں آسمان پر چڑھاتے هیں تاریخ طبری میں لکھا هی کہ ایک دفعہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم سفر میں تشریف رکھتے تھے آپ نے اپنے یاروں سے فرمایا کہ آج تو بکرے کے کباب بنانے چاهیئیں سب نے عرض کیا کہ بہت بہتر پھر اُن میں سے ایک صحابی نے کہا کہ بکرے تو میں ذبح کرتا ہوں دوسرے نے کہا کہ صاف میں کردیتا ہوں تیسرے نے کہا کہ گوشت میں بنادیتا ہوں چوتھے نے کہا کہ پکا میں دیتا ہوں غرضکہ ہر ایک صحابی نے ایک ایک کام اپنے ذمہ لے لیا کہ جلدی سے کباب تیار ہوجاویں اصحاب تو اِن کاموں میں لگے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم چپکے اوٹھہ کر جنگل میں چلے گئے اور لکڑیاں لے آئے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے کیوں تکلیف کی یہہ بھی هم کرلیتے رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی اس بات کو بُرا جانتا هی کہ کوئی شخص اپنے یاروں میں اپنے تئیں ممتاز بناوے اور یاروں میں شریک نہو رسول خدا کا جو دونوں عالم کے سرتاج تھے تو یہہ حال ہو اُن لوگوں کو کیا مشیخت لگی هی جو بھائی مسلمانوں کو حقیر اور ناچیز سمجھتے هیں اب انصاف سے غور کرکے دیکھو کہ یہہ باتیں اگر بدعت نہیں هیں تو کیا هیں خلق محمدی پیدا کرنا سنت هی یا نخوت فرعونی *

تیسری قسم کی بدعت کا ضمیمہ

اسی طرح ہمارے زمانہ میں بعضی مباح چیزوں کا کہ جنکے کرنے میں کچھہ مضایقہ نہیں ایسی بُری طرح سے رواج ہوا هی کہ باوجودیکہ وہ لوگ اُن باتوں کو اپنے باپ دادا کی رسم سمجھہ کر کرتے هیں مگر وہ بھی بدعت هی میں داخل ہوگئی هیں بلکہ بعضوں کی نسبت تہنیت بدعت اور شرک تک نوبت پہونچ گئی هی اسکا بیان یوں هی کہ اگرچہ بعضے احکام شرع کے اللہ صاحب نے بعضی مصلحتوں کے واسطے مقرر کیئے هیں جیسے کہ اللہ تعالی کی یاد کرنے کو نماز کا پڑھنا اور سفر کی ماندگی کے سبب چار رکعتوں کی جگہہ دو رکعتوں کا پڑھنا یا پیٹ نہونے کے شبہہ رفع کرنے کو عدت تک دوسرا نکاح نکرنا لیکن بندوں کو چاهیئے کہ اس بات سے قطع نظر کریں کہ رب العالمین نے کس مصلحت سے یہہ حکم دیا هی بلکہ اُسی طرح جیوں کا تیوں اُس حکم کے بجالانے پر سعی کریں خواہ وہ مصلحت اُس وقت بھی ہو یا نہو نہ یہہ کہ یوں کہیں کہ نماز تو اللہ کی یاد کرنے کو بنی تھی اور نماز میں تو هم سے حضور قلب نہیں ہوسکتا مگر مراقبہ میں بڑا دل لگتا هی آؤ نماز کے بدلے بھی مراقبہ کرلیا کریں اسمیں بھی تو اللہ هی کی یاد هی اور گو سفر کیسے هی آرام کا ہو

مگر اُسمیں اس خیال سے کہ ہمکو ماندگي تو ہوئي ہي نہیں چلو پوري چار رکعتیں پڑہ لیں یا یہہ کہ لوھاري اور بیلداري میں تو سفر سے بھي زیادہ محنت ہوتي ہی لاؤ چار کي جگہہ دو ہي رکعتیں پڑہ لیں یا یہہ کہ اگر یہیں ہو جاوے کہ عورت پیٹ سے نہیں ہی تو عدت کي راہ ندیکہیں اور دوسرا خصم کرلیں کیونکہ اس طرح کي باتیں کرني بالکل خلاف شرع ہیں اور بھید اسمیں یہہ ہی کہ شرع کے احکام اُن کے فائدوں سے قطع نظر کرکر خود وہ حکم ہي بالذات مقصود ہوگئے ہیں پھر اُن حکموں کو اُسي طرح جیوں کا تیوں اُن کے فائدوں سے قطع نظر کرکر بجالانا چاہیئے جس طرح کہ اللہ تعالی نے حکم کردیا ہی خواہ اُسوقت بھي وہ فائدہ ہو خواہ نہو اب سنو کہ اگلے زمانہ میں بعضے عقلمندوں نے یہہ خیال کیا کہ اللہ تعالی کا حکم ہی کہ جو چیز للہ دي جاوے پہلے اپنے عزیز اقربا محتاجوں کو دي جاوے اور پھر غیروں کو اسواسطے جب اُنہوں نے کسي مُردہ کو ثواب پہونچانے کے لیئے کھانا بانٹنا چاہا تو پہلے اپنے عزیز اقربا کو دیا پھر ہوتے ہوتے اسبات کا یہاں تک رواج ہوا کہ لوگوں نے اُس مصلحت کو جسکے لیئے یہہ بات مقرر ہوئي تھي دل سے بُھلا دیا اور مُردہ کي بھاجي ہي بانٹنے کو مقصود بالذات ٹھہرادیا اور محتاج عزیز اقربا کے بدلے بڑے بڑے آدمیوں کے حصے بخرے مقرر ہوگئے اور ادلا بدلي ٹھہر گئي اب یہہ حال ہی کہ اگر ہزار طرح سے کھانا للہ دیا جاوے اور برادري میں بھاجي نہ بٹے تو اُس شخص پر ہزاروں طرح کي لعنت ملامت ہوتي ہی اور اگر برادري میں بھاجي بانٹي اور للہ ایک چانول کا دانہ اور سوکھي روٹي کا ٹکرہ بھي ندیا تو اُس پر کچھہ بھي نہیں کہنے کے اور اگر کوئي کہدے کہ میاں مُردہ کي طرف سے یہہ صدقہ کا کھانا ہی تو ساري برادري منہہ لے لے کے دوڑے اور گالي سے بدتر جانے اور اُس کھانے کو ہاتھہ تک نہ لگائے جیسے کہ ہمارے زمانہ میں تیجے اور دسویں اور بیسویں اور چالیسویں اور برسي کے کھانا بانٹنے اور بزرگوں کے عرس میں کھانا تقسیم کرنے کا دستور ہی بس تو اس طرح پر بھاجي بانٹني ایک رسم پڑگئي ہی جیسے گدھے کھایا کھیت جسکا باپ نہ پن *

پھر اگر کوئي شخص اُسکو رسم ہي جانکر بھاجي بانٹے تو اُسکي نسبت بھي بدعت ہي میں داخل ہی کیونکہ جسطرح شرع کے احکام کو اُنکے فائدوں اور مصلحتوں سے قطع نظر کرکر بجالایا جاتا تہا اور اس بات کا خیال نہ رہتا تہا کہ اب بھي اُس میں وہ مصلحت اور فائدہ ہی یا نہیں اسي طرح اس شخص نے بھي اس رسم کے بجالانے میں اُس فائدہ سے جو اُس میں تہا قطع نظر کرکر سعي اور کوشش کي اور اگر کوئي شخص اسبات کو ثواب ملنے کا اعتقاد کرکر کرے تو اُس کي نسبت تہمت بدعت ہی کیونکہ جو چیز کہ اللہ کے نزدیک کچھہ فائدہ مند نہ تہي اُس شخص نے اُسکو فائدہ مند سمجھہ کر بجالایا اور بھي تہمت بدعت ہی اور اگر کوئي شخص اس بھاجي کو یا بزرگوں کے عرس کے کھانے کو

اس طرح پر سمجھہ کر کرے کہ اُن مُردوں کي ارواح ميري طرف متوجہہ ہوتي ہی اور وہ مُردے متجہہ سے خوش ہوتے ہيں اور اُنکي توجہہ اور خوشي سے ميرے اڑے کام نکلتے ہيں اور ميري سر سبزي ہوتي ہی اور متجہپر سے بلا ٹل جاتي ہی جيسے اکثر لوگ بلکہ سب کے سب حضرت غوث الاعظم کي گيارھويں اور سترھويں وغيرہ اسي نيت سے کيا کرتے ہيں يا بڑے بزيروں کي نياز مانتے ہيں اور اُس کے نکرنے کو اپنے وبال کا سبب جانتے ہيں تو اس طرح پر سمجھہ کر کرنا شرک ہی نعوذباللہ منہا غرضکہ جو مباح امر يعني ايسي بات کہ جسکے کرنے سے شرع ميں کچھہ مضايقہ نہيں اس طرح سے لوگوں ميں رواج پا جاوے کہ اگر کوئي اُسکو نکرے تو اُس پر طعنے تشنے ہونے لگيں اور دُزکار پھٹکار پڑنے لگے اور اُسکا رواج ثواب ملنے يا عذاب سے بچنے کو نہو بلکہ اپنے باپ دادا کي رسم ٹھر گئي ہو اور ايک دوسرے کي ريس پر کرنا ہو اُسکو رسم کہتے ہيں پس جتني رسميں شادي غمي مرنے جينے ميں مروج ہو رہي ہيں سب کي سب بدعت ہي ميں داخل ہيں کيونکہ اُن رسموں کے بجالانے پر وہ لوگ اسي طرح پر سعي کرتے ہيں جيسے اسلام کي نشانيوں پر سعي کرني چاہيئے تھي مثلاً اشرافوں ميں يہہ بلا پڑي ہی کہ دولہ کو تو ٹکہ کا بھي مقدور نہيں مگر مہر لاکھوں اور ہزاروں ہی کا باندھتے ہيں يہاں تک کہ اس پر قصہ ہوتا ہی اور براتيں اُٹھہ جاتيں ہيں اور شادياں موقوف ہوجاتي ہيں اگرچہ مہر کا زيادہ باندھنا شرعاً ممنوع نہيں مگر جب اسپر اتنا اہتمام ہوتا ہی جيسے کہ ضروريات دين پر چاہيئے تھا تويہہ بھي گويا بدعت ہي ميں داخل ہی يا يہہ کہ مثلاً بڑے خانداني اشراف تو ہيں مگر اُس اشرافت ميں يہہ خاک ڈالتے ہيں کہ باوجود فاقہ پر فاقہ ہونے اور نيت ڈاواں ڈول ہونے کي محنت مزدوري پيشہ حرفہ نہيں کرتے اور پھر اُسکو بڑي خوبي اور نہايت وضع داري سمجھتے ہيں يا ضرورت تو درپيش ہی اور سودا لانے کي حاجت مگر مشيخت کے مارے اور نواب زادہ پن نہ جاتے رہنے کے واسطے يا مولوي زادہ پن اور پير زادہ پن ميں بٹا نہ لگنے کے ليئے سودا خريدنے نہيں جاتے اور اگر جبراً قہراً گئے بھي تو سودے والے کي دوکان پر سودا ليئے بيٹھے ہيں کہ کوئي ہمارے دادا جان کي رعيت ہي ميں سے آجاوے يا طالب علم ہمارا شاگرد ہي مل جاوے يا کوئي مُريد نظر پڑ جاوے تو اُس سے اُٹھوا کو ليجاويں اس قسم کي سب باتيں بدعت ہي ميں داخل ہيں کيونکہ شريعت محمديہ ميں ايسي باتوں کے پيچھے پڑنا اور اُن کا اہتمام کرنا مقصود نہيں ہی اسي طرح بعضي رسميں شگون اور بدشگوني کي کفار مشرکين ميں جاري ہيں کہ وہ لوگ اُنکے ہونے کو شگون اور نہونے کو بد شگوني سمجھتے ہيں جيسے بعضے ہندوؤں ميں بياہ کے وقت مسي لگاني اور جميع اقوام ہندود ميں نتھہ پہننيں اور چوڑياں ہاتھوں ميں پہننيں بلکہ بعضے وقتوں ميں خاص ہري ہي چوڑياں پہننيں مروج ہيں اور وہ لوگ اِن رسموں کے ہونے کو شگون اور نہونے کو بد شگوني سمجھتے ہيں

ان رسموں کو مسلمانوں نے بھی اپنے ہاں اسی طرح ہو بہو رواج دیا ہی اور اسی طرح
اُسکے بجالانے پر اہتمام کیا جاتا ہی جس طرح کہ ہندوؤں میں ہوتا ہی. مثلاً کواری بیٹی
کو کبھی مسی نہیں لگوانے کے بغیر نتھہ کے کبھی بیاہ نہیں کرنے کے یہاں تک کہ اگر میسر
نہوگی تو مانگ کی لونگھ کواری بیٹی چُنی ڈال کر کبھی نو موتیوں کی نتھہ نہیں پہنیگی
اور رانڈ عورت کبھی نتھہ ناک میں نہیں ڈالنے دی چوڑیوں کا جوڑہ سہاگن ہی پہنیگی
رانڈ نہیں پہننے کی اور اگر کسی کمبختی ماری رانڈ عورت نے چوڑیاں پہن بھی لیں
تو کب پھبتیں جب اُسکو ہمجولیوں نے کہا کہ اے بوا تو چوڑیاں کیوں نہیں پہنتی تیرے
بھائی کو خدا جیتا رکھے تیرا بیٹا بیسا سو برس کا ہو نا بہن بد شگونی نکر جب اُس
کمبختی ماری کی شامت آئی اور اُس نے چوڑیاں پہنیں پھر گو مسلمانوں کو اُنکے شگن
اور بد شگن ہونے کا اعتقاد نہو لیکن جب اُسکے ساتھہ وہ معاملہ کیا جاتا ہی جیسا مشرکین
کرتے ہیں اور اُسکے بجالانے پر وہ اہتمام ہوتا ہی جیسا ضروریات دین پر چاہیئے تھا جنکے
کرنے سے شرعاً بھلائی اور نکرنے سے شرعاً برائی حاصل ہوتی ہی تو یہہ ساری باتیں بدعت ہی
ہیں اور اگر ان باتوں کے شگن اور بد شگن ہونے کا اعتقاد رکھے جیسے کفار مشرکین رکھتے ہیں
تو پھر خاصا شرک ہوجاتا ہی نعوذباللہ منہا غرضکہ اس طرح ہزاروں بلائیں اشرافوں اور
بھلے مانسوں اور کمینوں اور مولویوں اور مولوی زادوں اور پیروں اور پیر زادوں اور ملا
سیانوں میں مروج ہیں کہ جنکا کچھہ حد و حساب نہیں اور اُن باتوں کے پورا کرنے اور
بجالانے پر اتنا اہتمام ہوتا ہی کہ جماعت سے نماز پڑھنے کا بھی اتنا خیال نہیں اور جب
آدمی انصاف کرکر اور اپنے باپ دادا اُستاد پیر کی رسموں کی محبت دل سے نکال کر اور
سنت رسول‌اللہ صلی‌اللہ علیہ و سلم کی محبت دلمیں جماکر دیکھیگا تو خود انصاف کرلیگا
کہ یہہ طریقہ ہرگز رسول مقبول اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کا نہ تھا پھر یہہ باتیں
اگر بدعت نہیں ہیں تو کیا ہیں اے بھائی مسلمانوں سنت رسول اللہ صلی‌اللہ علیہ و سلم
کی محبت دلمیں جماؤ اور بدعت کو چھوڑو ــــ

بیت

ہرچہ نہ از قراں طرازی بر فشاں زاں آستین * ہرچہ نہ از ایماں بساطی درنورد آں داستاں

اس بیان سے بدعت کے معنی جسمیں یہہ تینوں طرح کی بدعتیں آجاویں یہہ معلوم ہوئی
کہ جو نئی چیز کہ نہ اُسکو اور نہ اُسکی مانند دوسری چیز کو رسول‌اللہ صلی‌اللہ علیہ و سلم نے
کیا اور نہ اُسکے کرنے کو فرمایا اور نہ حضرت کے وقت میں اُسکو کسی نے اس طرح پر کیا کہ
حضرت کو خبر بھی ہوئی مگر حضرت نے منع نکیا اور نہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین
کے وقت میں بغیر بُرا جاننے کے اُسکا رواج ہوا پھر خواہ اُس چیز کا سرے سے وجود ہی
نہوا ہو یا اُسکا وجود تو ہو مگر اس طرح پر اور اس صورت پر اور اس ڈھنگ پر جس طرح

که اب نکلي هی نهوا هو اور کوئي شخص أسکو دین کي بات اعتقاد کرکر برتے اور اُس کے کرنے اور نکرنے میں فائدہ اور نقصان دیني سمجھے یا یوں تو نجانے مگر اُس کو اسي طرح پر برتاؤ میں لاوے جس طرح که فائدہ اور نقصان کا اعتقاد رکھنے والے بجالاتے هیں یا جسطرح که دین کي باتوں کو برتاؤ میں لاتے هیں تو وہ چیز بدعت هی جس کے حق میں رسول مقبول صادق مصدوق نے فرمایا " ایاکم و محدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ " یعنی بچھو تم نئي باتوں سے کیونکه جو نئي بات هی بدعت هی اور جو بدعت هی گمراهي هی اور جس کے حق میں فرمایا " شرالامور محدثاتها " یعنی بدترین چیزوں کي نئي چیزیں هیں اب معلوم هوگیا که بدعت کبھي اچھي هوتي هي نهیں جو بدعت هی وہ گمراهي هی اور بدعت کو حسنه کهنا بالکل غلطي هی اسواسطے اب هم بدعت حسنه اور سیئہ کي بھي تفصیل بتا دیتے هیں *

بدعت حسنه اور سیئہ کا بیان

جانا چاهیئے که بعضے عالموں نے بدعت کے یهه معني لکھے هیں " البدعۃ ما أحدث علی خلاف الحق الملقي عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من علم أوْ عمل أوْ حال بنوع شبهۃ و استحسان وجعل دیناً قویماً وصراطاً مستقیماً کذا في البحر " یعنی کتاب بحرالرائق میں لکھا هی که بدعت اُس نئي بات کو کهتے هیں جو برخلاف هو اُن سچّي باتوں کے جو رسول خدا صلی اللہ علیه وسلم سے سیکھي هیں پھر وہ نئي بات خواہ علم کي هو خواہ عمل کي خواہ حال کي اور وہ بات کسی شبهه سے نکلي هو یا اچھا سمجھه کر نکلي هو اور أسکو ایک دین اور سیدھا رسته ٹھهرایا هو پھر جو بدعت که اسي هوگي وہ همیشه سیئہ هي هوگي اور ایسي بدعت کبھي حسنه نهیں هوسکتي اور بعضے عالموں نے بدعت کے یهه معني بیان کیئے هیں " احداث مالم یکن في عهد رسول اللہ صلی اللہ علیه و سلم " یعني بدعت نئي بات نکالني هی جو رسول خدا صلی اللہ علیه و سلم کے وقت میں نه تھي اور پھر اُن لوگوں نے بدعت کے یهه معني ٹھهرا کر أسکي دو قسمیں حسنه اور سیئہ نکالي هیں " کما قال الجزري في النهایۃ البدعۃ بدعتان بدعۃ هدی و بدعۃ ضلالۃ فماکان في خلاف ما امر اللہ به و رسوله فهو في حیز الذم و الانکار وما کان واقعاً تحت عموم ما ندب اللہ و حض علیه رسوله فهو في حیز المدح " یعني نهایه جزري میں لکھا هی که بدعت دوطرح کي هی ایک تو بدعت حسنه هی اور ایک بدعت سیئہ پھر جو بدعت که اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم کے برخلاف هی وہ تو بدعت سیئہ هی اور جو بدعت اُس میں داخل هی جسکے کرنے کو اللہ اور اللہ کے رسول نے کها یا رغبت دلائي تو وہ بدعت حسنه هی اب غور کرو که ان دونوں معنوں میں کچھه فرق نهیں پهلي روایت کا بھي یهي حاصل

ھی کہ جو بات خدا اور خدا کے رسول کے حکم کے برخلاف ھی وہ بُری ھی اور دوسری روایت کا بھی یہی مطلب ھی کہ جو نئی بات خدا اور خدا کے رسول کے حکم کے برخلاف ھی وہ بُری یعنی بدعت سیئہ ھی اور جو برخلاف نہیں وہ بدعت حسنہ ھی پس اِن دونوں معنوں میں کچھہ فرق نہیں جو باتیں بُری ھیں وہ سب لوگوں کے نزدیک بُری ھیں صرف فرق اتنا ھی کہ بعضی اچھی باتوں کو وہ لوگ سنت میں گنتے ھیں اور یہہ لوگ بدعت حسنہ اُسکا نام رکھتے ھیں لیکن اگر انصاف سے دیکھو کہ جن لوگوں نے بدعت کی دو قسمیں نکالیں ھیں ایک حسنہ اور ایک سیئہ اُن لوگوں سے اِن حدیثوں کے معنی سمجھنے میں چوک ھوگئی کیونکہ اُن حدیثوں میں جو لفظ آئے ھیں اُن پر اُن لوگوں نے غور نہیں کی کہ نئی چیز کس کو کہتے ھیں اور اس سبب سے نئی چیز کے یہہ معنی سمجھہ گئے کہ جو حضرت کے وقت میں نہو حالانکہ نئی چیز کے یہہ معنی ھیں کہ نہ وہ چیز ھو اور نہ اُس کی مانند دوسری چیز چنانچہ ھم اس مطلب کو طرح طرح سے مثالیں دیکر اوپر سمجھا چکے ھیں پس جب اُن لوگوں کو نئی چیز کے معنی سمجھنے میں غلطی پڑی تو لاچار اُنھوں نے بدعت کی دو قسمیں ٹھہرائیں ایک حسنہ اور ایک سیئہ اور یہہ جو صاف صاف رسول مقبول صلی اللہ علیہ و سلم کا قول تھا کہ ھر بدعت ھی گمراھی ھی اور بدترین چیزوں کی نئی چیزیں ھیں اُسکی تاویل کرنی پڑی اور اُس کے معنی گھڑھنے پڑے اگر وہ لوگ نئی چیز کے معنی بخوبی سمجھہ لیتے تو نہ بدعت حسنہ نکالنی پڑتی اور نہ حدیث کے سیدھے سیدھے معنوں کو بدلنا پڑتا مگر الحمدللہ کہ یہاں تک تو مطلب ایک ھی صرف نام کا فرق ھی کہ وہ لوگ جسکو بدعت حسنہ کہتے ھیں ھم اُس کو سنت حکمیہ سمجھتے ھیں مگر ھمارے زمانہ میں لوگوں نے بدعت حسنہ کے اَور ھی معنی نکالے ھیں کہ جو آج تک کسی نے نہیں کہے یعنی وہ یہہ بات کہتے ھیں کہ اگرچہ کوئی بات حضرت کے وقت میں یا صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت میں نہوئی ھو اور وہ نئی نکلی ھوئی ھو مگر اُس میں اچھی اچھی باتیں اور ثواب کے کام ھوتے ھوں تو وہ بدعت حسنہ ھی حالانکہ یہہ نہیں جانتے کہ تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر بتائے کہاں سے معلوم ھوا کہ اس بات میں ثواب ھی اور اسی بدعت کے مقابلہ میں ھم کہا کرتے ھیں کہ بدعت کیسی ھی ھو حسنہ یا سیئہ اُس کا چھوڑنا اور اُس سے بیزاری کرنی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلنا اور کیسی ھی چھوٹی سنت ھو اُس پر جان دینی دونوں جہان کی نعمت سے اعلی اور اولی اور افضل ھی کیونکہ سنت پر چلنے سے نور ایمان زیادہ ھوتا ھی اور اللہ کے دربار میں رتبہ بڑھ جاتا ھی اور بدعت کرنے سے ایک سنت اُٹھہ جاتی ھی پھر فرض کرو کہ اگر بدعت کرنے میں گو وہ تمھارے نزدیک حسنہ ھی کیوں نہو اگر ھمکو گٹھریاں کی گٹھریاں چھکڑے

بھر بھر کر ثواب ملتا ہو اور سنت پر چلنے سے ایک تل بھر تو ہمکو وہ تل بھر کافي ہی اور وہ بہت سا ثواب درکار نہیں ——— بیت

مردماں گویند احمد خیمہ درگلزار زن * من گلے را دوست میدارم کہ در گلزار نیست

اور † اُن لوگوں نے جو بدعت حسنہ کے یہہ غلط معني سمجھے تو اُس کا سبب یہہ ہی کہ اِن لوگوں کي نگاہ سے وہ حدیثیں گذري ہیں جنکے معني غلط سمجھہ گئے اور بدعت حسنہ کے نئے معني بنائے اسواسطے ہمکو ضرور پڑا کہ اُن حدیثوں کو بیان کرکر اُن کے معنی بھي بیان کردیں " عن جریر قال کنا في صدرالنهار عند رسول‌الله صلی‌الله علیه و سلم فجاءه قوم عراة مجتابي‌النمار اوالعباء متقلدي‌السیوف عامتهم من مضر بل کلهم من مضر فتمعر وجه رسول‌الله صلی‌الله علیه و سلم لمارای بهم من الفاقة فدخل ثم خرج فامر بلالاً فاذن و اقام فصلی ثم خطب فقال یاایهاالناس اتقوا ربکم‌الذي خلقکم من نفس واحدة الی آخرالایة ان‌الله کان علیکم رقیباً و آیةالتي في‌الحشر اتقوا الله ولتنظر نفس ما قدمت لغد تصدق رجل من دیناره من درهمه من ثوبه من صاع بُرّه من صاع تمره حتی قال ولو بشق تمرة قال فجاء رجل من الانصار بصرة کادت کفه تعجز عنها بل قد عجزت ثم تتابع‌الناس حتی رایت کومین من طعام و ثیاب حتی رایت وجه رسول الله صلی‌الله علیه و سلم یتهلل کانه مذهبة فقال رسول‌الله صلی الله علیه وسلم من سن في‌الاسلام سنته حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها من بعده من غیر ان ینقص من اجورهم شي و من سن في‌الاسلام سنة سیئة کان علیه وزرها و وزر من عمل بها من‌بعده من غیر ان‌ینقص من اوزارهم شي " یعني مشکواة شریف کي کتاب‌العلم میں جریر سے یہہ حدیث نقل کي ہی کہ اُنہوں نے یہہ بات کہي کہ دو پہر سے پہلے رسول خدا صلی‌الله علیه و سلم کے پاس ہم لوگ تھے کہ کچھہ لوگ آپ پاس آئے ننگے بدن کنبل لپیٹے ہوئے یا پہنے ہوئے اور گلے میں تلواریں ڈالے ہوئے کہ بہت سے اُن میں کے مضر کے تھے بلکہ سبکے سب مضر کے تھے پس رسول خدا صلی‌الله علیه و سلم کے منھہ کا رنگ اُنکے فاقہ کا حال دیکھہ کر متغیر ہوگیا پھر آپ اُن کے لیئے کچھہ لانے کو گھر میں تشریف لے گئے مگر گھر میں کچھہ نہ پایا تو پھر باہر تشریف لائے اور بلال کو حکم دیا کہ اُنہوں نے اذان کہي اور تکبیر کہکر نماز پڑھي پھر حضرت نے خطبہ پڑھا اور اُس میں یہہ آیت پڑھي اے لوگو ڈرو اپنے پروردگار سے جس نے پیدا کیا تمکو ایک جان سے اور اِس آیت کو اخیر تک پڑھا کہ الله ہي تمپر

---

† بدانکہ ہر عبادت موافق سنت است آں عبادت مفید تر است براے ازالہ نفس و تصفیہ عناصر و حصول قرب الہي لہذا از بدعت حسنہ مثل بدعت قبیحہ اجتناب می‌کنند کہ رسول‌الله صلی الله علیه و سلم فرموده کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة پس نتیجہ ایں حدیث آنست کہ کل محدثة ضلالة و بدیہي است کہ لاشي من‌الضلالة بہدایة و فلا شي من‌المحدثة بہدایة و نیز در حدیث آمده ان‌القول لایقبل مالم یعمل بہ و کلاهما لایقبلان بدون‌النیة والقول والعمل والنیة لایقبل مالم یوافق السنة و بدوں اعمال کہ مطابق سنت مقبول نباشد ثواب براے مترتب نشود (ترجمہ ارشاد الطالبین قاضي شیخ ثناءالله پاني پتي) —

نگہبان هی اور پھر سورہ حشر کي آیت پڑھي که ڈرو الله سے اور آدمي کو چاهیئے اُس چیز پر نظر کرے جو پہلے کرچکا هی قیامت کے لیئے پھر فرمایا حضرت نے که لله دے کوئي شخص اپنے پاس سے روپیه هي یا اشرفي هي یا کپڑا هي یا ایک پیمانه گیہوں هي یا ایک پیمانه کھجور هي یہاں تک فرمایا که لله دے اگرچه ٹکڑا کھجور هي کا هو اور جنھوں نے یہه حدیث نقل کي هی اُنھوں نے کہا که پھر ایک شخص انصار میں سے ایک بھري هوئي اشرفیوں کي یا روپیوں کي تھیلي لایا که قریب تھا که اُس کا هاتھه تھک جاوے بلکه تھک هي گیا پھر پے درپے لوگوں نے لانا شروع کیا یہاں تک که میںنے دو ڈھیر اناج اور کپڑے کے دیکھے یہاں تک که رسول خدا صلی‌الله علیه و سلم کا چہرہ خوشي سے چمکنے لگا که گویا سونا بھرا هوا هی پھر رسول خدا صلی‌الله علیه وسلم نے فرمایا که جس شخص نے رواج دیا اسلام میں نیک طریقه کو تو اُس کے لیئے اُس کا ثواب هی اور اُس شخص کو جو اُس کے بعد اُس کو کریگا اور اُس کرنے والے کا بھي ثواب کچھه نہیں گھٹنے کا اور جس نے نکالا اسلام میں بُرے طریقه کو تو اُس پر اُس کا عذاب هی اور اُس شخص کا جو اُس کے بعد اُس کو کرے اور اُس کرنے والے کا بھي عذاب کچھه نہیں گھٹنے کا **ف** اس حدیث سے همارے زمانه کے لوگوں نے یہه سند پکڑتي هی که جو شخص اچھي بات دین میں نکالے وہ بدعت حسنه هی اور جو بُري نکالے وہ بدعت سیئه هی اور یہه سمجھه اُن کي بالکل غلط هی دو وجهه سے ایک تو یہه که وہ لوگ " من سن سنة حسنة " کے یہه معني سمجھے هیں که جو شخص اچھي بات نکالے حالانکه اُس کے یہه معني نہیں بلکه اِس کے معني یہه هیں که جو شخص اچھي بات کا رواج دے یعني وہ بات پہلے سے تو نکلي هوئي هو اور رسول خدا صلی‌الله علیه و سلم نے اُس کي خوبي بتا دي هو اور اُس نکلي هوئي بات کو جو شخص رواج دے اُس کے واسطے یہه ثواب هی نه یہه که اپني طرف سے کوئي بات نکال کر اور اُس کو اچھا سمجھه کر رواج دے اور همنے جو اس حدیث کے یہه معني بیان کیئے اِس کي دو دلیلیں هیں ایک تو یہه که اسي حدیث سے ظاهر هی که رسول خدا صلی‌الله علیه و سلم نے لله دینے کا تو حکم دیدیا تھا مگر اس کا رواج باقي تھا پھر جس شخص نے که پہلے لاکر دیا اُس نے رسول خدا صلی‌الله علیه و سلم کے حکم کو رواج دیا که اُس کي دیکھا دیکھي اَور لوگ بھي لائے اِسیواسطے رسول خدا صلی‌الله علیه و سلم نے اُس پہلے شخص کي بڑائي اور اُس کو زیادہ ثواب ملنے کي بشارت دي اب معلوم هوگیا که اس حدیث سے کوئي نئي بات نکالني مراد نہیں بلکه جو بات که حضرت کے اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت میں نکل چکي هی اُس کا رواج دینا مراد هی دوسرے یہه که یہه قاعدہ هی که ایک حدیث دوسري حدیث کي تفسیر پڑ جاتي هی اب دیکھو که رسول خدا صلی‌الله علیه وسلم نے ایک اَور حدیث میں یہي بات فرمائي هی " وعن بلال بن الحارث المزني قال قال رسول‌الله صلی‌الله علیه و سلم

من احیي سنة من سنتي قد امیتت بعدی فان له من الاجر مثل اجور من عمل بها من غیران ینقص من اجور هم شیئاً و من ابتدع بدعة ضلالة لا یرضها الله ورسوله کان علیه من الاثم مثل اثام من عمل بهالا ینقص ذالک من اوزارهم شیئاً" یعنی مشکواة شریف کے باب الاعتصام بالسنه میں بلال ابن حارث مزني سے یهه حدیث نقل کي هی که اُنهوں نے یهه بات کهی که رسول خدا صلی الله علیه وسلم نے فرمایا که جس نے زنده کیا یعني رواج دیا میري ایسي سنت کو که مرگئي تهي یعني چهوٹ گئي تهي میرے بعد تو اُس کے لیے اُن لوگوں کي مانند ثواب هی جو اُس سنت پر عمل کرینگے بغیر اس کے که اُن لوگوں کے ثواب میں سے کچهه گهٹے اور جس شخص نے نکالا گمراهي میں سے بدعت کو نهیں راضي هوتا اُس سے الله اور رسول اُس کا هوگا اُس پر اُس کا گناه مانند گناه اُن لوگوں کے جو اُس پر عمل کرینگے بغیر اس کے که اُن لوگوں کے گناهوں میں سے کچهه گهٹے اب غور کرو که ان دونوں حدیثوں کا ایک مطلب هی پهلي حدیث میں فرمایا من سن سنة حسنة اور دوسري حدیث میں فرمایا من احیي سنة من سنتي اس سے معلوم هوا که من سن کے اور من احیي کے ایک معني هیں اور من احیي کے معني تو رواج دینے اور جاري کرنے کے هیں تو من سن کے بهي یهي معني هوئے اس حدیث سے صاف معلوم هوگیا که جو لوگ من سن کے معني نئي بات نکالنے کے سمجهتے هیں اُنکي سمجهه بالکل غلط هی مگر ان معنوں میں بعضے لوگوں کو ایک شبهه پریگا که اگر پهلي جگهه من سن في الاسلام سنة حسنة کے معني رواج دینے اور جاري کرنے کے تهرے تو دوسري جگهه من سن في الاسلام سنة سیئة میں سن کے معني رواج دینے اور جاري کرنے کے کیونکر هوسکتے هیں کیونکه اگر یهاں بهي سن کے یهي معني تهیریں تو اسکے یهه معني هونگے که دین میں جو بُرا طریقه نکلا هوا هی اگر اُس کو کوئي رواج دے یا جاري کرے تو اُس پر یهه عذاب هی حالانکه دین میں جتنے طریقے هیں وه سب اچهے هیں دین میں کوئي بُرا طریقه نهیں پهر اُس کے کیا معني که دین میں جو بُرا طریقه نکلا هوا هی اُس کو رواج دے یا جاري کرے لیکن یهه شبهه اُن لوگوں کي ناداني هی اسواسطے که خود رسول خدا صلی الله علیه و سلم نے بتا دیا هی که دوسري جگهه سن کے معني رواج دینے کے نهیں هیں بلکه یهاں سن کے معني نئي بات نکالنے هي کے هیں اس واسطے اُس دوسري حدیث میں خود رسول خدا صلی الله علیه و سلم نے پهلے من سن کے مقابل میں تو من احیي فرمایا اور دوسرے من سن کے مقابل من ابتدع فرمایا تو اس سے معلوم هوا که پهلے من سن کے معني وه هیں جو من احیي کے هیں اور دوسرے من سن کے معني وه هیں جو من ابتدع کے هیں اور احیي کے معني تو رواج دینے

اور جاري كرنے كے هيں اور ابتدع كے معني نئي بات نكالنے كے تو پہلے من سن كے معني
بهي جاري كرنے اور رواج دينے كے هوئے اور دوسرے من سن كے معني نئي بات نكالنے كے
اب خيال كرو كه اس حديث سے بهي يہي مطلب ثابت هوا كه جو بات حضرت كے وقت
ميں هوچكي هى اُس كا رواج دينا اور جاري كرنا اچها هى اور نئي بات كا نكالنا بُرا اسپر
بعضے نادان اس شبهه ميں پڑتے هيں كه پہلي حديث ميں بهي دوسري جگهه رسول خدا
صلى الله عليه و سلم نے و ابتدع كا هي لفظ كيوں نه فرما ديا جسميں كچهه شبهه نرہتا اور
يهه بات اُنكي كمال نادانى كي هى كيونكه يهه تو بڑي فصاحت كي بات هى كه ايك
لفظ دو جگهه آوے اور ايك جگهه اُس كے اَور معني هوں اور دوسري جگهه اور ديكهو الله
صاحب نے بهي سورة البقر ميں اسيطرح فرمايا وكذلك جعلنا كم امة وسطالتكونوا شهداء
على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا يعني اور اسيطرح همنے كيا تمكو اُمت چننده تاكه
تم سب آدميوں پر گواه هو اور رسول تمپر گواه هو اس آيت ميں پہلے على كے تو يهه معني
هيں كه اگلي اُمتيں جو بُرا كام كرتي هيں تو اُنكي بُرائي پر تم گواه هو كه تمهاري گواهي
سے انكا نقصان هوگا جيسے كها كرتے هيں كه فلانے چور پر گواه گذرگئے يعني اُس كي چوري
ثابت كرنے كو اور اُسكو سزا دلوانے كو چور پر گواه گذرگئے تو اس سے پہلے على كے معني نقصان
پہونچانے كے هوئے اور دوسري جگهه جو على آيا هى ويكون الرسول عليكم شهيدا يعني تمهاري بهلائي
كے ليئے رسول تمهارا گواه هى جسكي گواهي سے تمكو فائده هوگا تو اس دوسرے على كے معني
فائده پهونچانے كے هوئے اور يهه بڑي فصاحت بلاغت كي بات هوئي كه ايك لفظ دو جگهه آيا
پہلي جگهه اُس كے اَور معني تهے اور دوسري جگهه اور معني اسيطرح رسول خدا صلى الله عليه
وسلم نے سن كا لفظ دو جگهه فرمايا كه پہلي جگهه اُس كے معني رواج دينے كے تهے اور دوسري
جگهه نئي بات نكالنے كے اور اُس كي سند پر دوسري حديث بيان هوچكي مگر بعضے آدمي
دوسري حديث ميں ايك شبهه نكالتے هيں كه جب رسول خدا صلى الله عليه و سلم نے دوسري
حديث ميں فرمايا كه من ابتدع بدعة ضلالة يعني جس شخص نے نكالي نئي بات گمراهي
كي تو اس سے معلوم هوا كه نئي بات دو طرح كي هوتي هى ايك نئي بات تو گمراهي كي
دوسري نئي بات بهلائي كي تو جو نئي بات گمراهي كي هى وه بدعت سيئه هى اور جو
نئي بات بهلائي كي هى وه بدعت حسنه هى مگر يهه سمجهه اُنكي بالكل غلط هى كيونكه جب
پہلي حديثوں سے يهه بات معلوم هوگئي كه جو نئي بات هى وه گمراهي هى تو اب اس
جگهه بهي اس طرح سے معني بيان كرنے چاهيئيں كه پہلي حديثوں كي مخالفت نهو
اسواسطے بعضے عالموں نے دونوں جگهه زبر پڑهے هيں يعني بدعةَ ضلالةَ جسكے معني يهه هوتے

هیں که بدعت جو گمراهي هی اور جن عالموں نے ضلالة کا زیر پڑھا هی تو زیر پڑھنے میں بھي کچھه خرابي نهیں هوتي کیونکه زیر پڑھنے میں بھي اُس کے معني یهه هونگے که گمراهي میں سے بدعت کو معني گمراهي کي تو بهت چیزیں هیں اُن میں سے ایک بدعت بھي گمراهي هی تو زیر پڑھنے میں بھي وهي مطلب نکلا جو اور حدیثوں سے نکلتا تھا *

دوسري وجهه یهه هی که اس حدیث میں جو حسنه اور سیئه کا لفظ هی اس کے یهه معني سمجھه لیئے هیں که جو همارے نزدیک اچھي ثواب کي بات هی وه بدعت حسنه اور جو همارے نزدیک بُري بات هی وه بدعت سیئه هی مثلاً یهه تو جانتے هو که مُصافحه کرنا اور کلام الله پڑھنا اور آذان دیني اچھي بات هی اب تم یوں سمجھتے هو که اگر عصر کے بعد بھي مُصافحه کرنا ٹھیرالیا یا قبروں کے گرد بھي حلقه باندہ کر کلام الله پڑھا یا مُرده دفن کرنے کے بعد بھي آذان دے دي تو اس میں کچھه قباحت نهیں بلکه ثواب کي بات معلوم هوتي هی اسواسطے تمنے اُس کو بدعت حسنه ٹھهرایا هی اور یهه سمجھه بالکل غلط هی کیونکه کسي دین کے کام کي بھلائي بُرائي جب تک که شرع سے ثابت نهو جاوے معلوم نهیں هوتي پھر تمنے جو اپني عقل سے عصر کے بعد کے مُصافحه کے التزام کو بھي اور قبروں کے گرد حلقه باندہ کر کلام الله پڑھنے کو یا مُرده دفن کرنے کے بعد آذان دینے کو یا اسي طرح کي اور بهت سي باتوں کو جو اچھا ٹھهرا رکھا هی یهه غلطي هی کیونکه جب تک که شرع سے نه ثابت هوجاوے کسي دین کي چیز کي بھلائي بُرائي معلوم سي نهیں هوتي " قال صاحب المجالس وقد تقرر في الاصول ان حسن الافعال و قبحها عند اهل الحق انما یعرفان بالشرع لا بالعقل فکل فعل امر به في الشرع فهو حسن و کل فعل نهي عنه في الشرع فهو قبیح " یعني صاحب مجالس الابرار نے لکھا هی که اصول میں یهه بات ٹھهرچکي هی که بھلائي اور بُرائي کاموں کي حق والوں کے نزدیک شرع هی سے معلوم هوتي هی عقل سے نهیں معلوم هوتي پھر جس کام کا که شرع میں حکم هوچکا هی وه اچھا هی اور جس کام سے شرع میں منع هوچکا هی وه بُرا هی " و قال الامام الغزالي في کتاب الاربعین في اصول الدین ایاک ان تتصرف بعقلک و تقول کل ماکان خیراً او نافعاً فهو افضل و کل ماکان اکثر کان انفع فان عقلک لایهتدي الی اسرار الامور الالهیة و انما ینعقلها قوة النبي صلی الله علیه و سلم فعلیک بالاتباع فان خواص الامور لاتدرک بالقیاس او ماتری کیف ندبت الی الصلوٰة و نهیت عنها في جمع النهار وامرت بترکها بعد الصبح والعصر و عند الطلوع والغروب والزوال " یعني امام غزالي صاحب نے کتاب اربعین في اصول الدین میں لکھا هی که بچ تو اپني عقل پر کام کرنے سے اور اس بات کے کهنے سے که جو اچھي اور فائده کي بات هی وه بهتر هی اور جو بهت هی وه فائده مند بهت هی کیونکه تیري سمجھه الله صاحب کے بھیدوں تک کهاں پهونچتي هی اُن کو

تو نبي صلی اللہ علیہ و سلم هی سمجھتے هیں پس تجھکو تو تابعداري هي لازم هی کیونکہ ان باتوں کي خاصیتیں عقل سے نہیں سمجھي جاتیں تو نہیں دیکھا کہ نمازوں کے وقت تو آذان دیجاتي هی اور پھر دن بھر آذان دینے کا حکم نہیں بلکہ پو پھٹنے اور عصر کي نماز هوچکنے کے بعد نفل پڑھنے کا اور سورج نکلنے اور ڈوبتے وقت اور ٹھیک دو پھر کو نماز پڑھنے تک کا حکم نہیں حالانکہ آذان دیني اور نماز پڑھني تو ثواب کا کام تھا پھر اگر اپني سمجھہ کو دخل هوتا تو هر وقت نماز پڑھنے میں ثواب هوتا حالانکہ ان وقتوں میں نماز پڑھني منع هی اس سے معلوم هوا کہ اپني سمجھہ میں سمجھہ لینا کہ فلاني بات اچھي هی کسي کام کي نہیں اچھي بات وهي هوتي هی جسکو رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم اچھا بتادیں" و قال في الاحیاء کما ان العقول تقصر عن ادراک منافع الادویۃ مع ان التجربۃ سبیل الیها کذلک تقصر عن ادراک ما ینفع في الاخرۃ مع ان التجربۃ غیر متطرق الیها و انما یکون ذلک لورجع الینا بعض الاموات و اخبرونا عن الاعمال المقربۃ الی اللہ تعالی والمبعدۃ عنه و ذلک محالا مطمع فیه " یعني اور انهي امام صاحب نے احیاء العلوم میں لکھا هی کہ جس طرح عقل دواؤں کے فائدے دریافت کرنے میں عاجز هی باوجودیکہ اُنکا فائدہ دریافت کرنے کو تجربہ کي راہ هی اسي طرح جو باتیں قیامت میں فائدہ مند هیں اُنکے معلوم کرنے میں بھي عقل عاجز هی اور اُس کے ساتھہ یہہ هی کہ اسکے دریافت کرنے کو تجربہ کي بھي راہ نہیں اور تجربہ تو جب هوتا جب مُردے اُٹھہ آتے اور همکو کہہ جاتے کہ فلاني باتیں تو ثواب کي هیں اور فلاني باتیں عذاب کي اور مُردے اُٹھہ آنے کي تو توقع هي نہیں اب اس سے معلوم هوا کہ جس چیز کو تمنے اپنے نزدیک اچھا سمجھا هی اُسکا اچھا سمجھنا ٹھیک نہیں هی بلکہ اچھا هونا اور بُرا هونا اُسي چیز پر بولا جاویگا جو شرع سے ثابت هوا هو اب سمجھہ لو کہ ان حدیثوں میں جو حسنہ اور سیئہ کے لفظ آئے هیں اُنسے وهي مراد هی کہ جسکا اچھا هونا اور بُرا هونا شرع میں آچکا هو پھر جن چیزوں کي بھلائي شرع میں آچکي هی اُس کے رواج دینے میں ثواب هی اور جن چیزوں کي برائي شرع میں آچکي هی اُنکے رواج دینے میں عذاب هی پس اب اگر دونوں جگھہ سن کے معني رواج دینے هي کے هوں تو بھي وهي ایک مطلب هی اس حدیث سے بھي کسیطرح بدعت حسنہ کے اِن معنوں پر جو تم سمجھتے هو استدلال نہیں هوسکتا اور دوسري حدیث جس سے ان لوگوں نے بدعت حسنہ کے یہہ معني کھڑہ لیئے هیں وہ یہہ حدیث هی " ان اللہ تعالی نظر في قلوب العباد فاختار محمداً صلی اللہ علیہ و سلم فبعثہ برسالتہ ثم نظر في قلوب العباد فاختار لہ اصحاباً فجعلهم انصار دینہ و وزراء نبیہ فماراہ المسلمون حسناً فهو عند اللہ حسن و ماراہ المسلمون قبیحاً فهو عند اللہ قبیح " یعني اللہ صاحب نے اپنے بندوں کے دلوں پر دیکھا پھر محمد صلی اللہ علیہ و سلم کو چنا پھر اُنکو اپنا رسول کر بھیجا پھر اپنے

بندوں کے دلوں میں نظر کی اور اُنکے لیئے اصحاب چُنے اور اُنکو اپنے دین کا مددگار اور اپنے نبی کا وزیر ٹھہرایا پھر جسکو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک اچھی ھی اور جس چیز کو بُرا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بُری ھی اِس حدیث سے اس زمانہ کے لوگوں نے یہہ سمجھا ھی کہ اگرچہ کسی چیز کی اصل پہلے زمانوں میں نہ پائی جاتی ہو مگر جس چیز کو دس مسلمانوں نے اچھا سمجھا وہ بدعت حسنہ ھی اور جس چیز کو بُرا سمجھا وہ بدعت سیئہ ھی اور یہہ سمجھہ اُن کی بالکل غلط ھی کیونکہ اس حدیث میں جو مسلمانوں کا لفظ آیا ھی اگر اس سے یہہ مراد ھی کہ کوئی مسلمان ہو جس چیز کو اچھا جانے وہ اچھی ھی تو یہہ معنی صریح غلط ھیں کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ھی "ستفترق أمتي علی ثلث و سبعون ملة کلهم فی النار الا واحدة" یعنی قریب ھی کہ میری اُمت میں تہتر فرقے ہوجاوینگے اور سب کے سب دوزخ میں جاوینگے مگر ایک فرقہ اور جتنی اُمت حضرت کی ھی اُن کے مسلمان ہونے میں تو کچھہ شبہہ ھي نہیں کیونکہ اگر وہ مسلمان نہوں تو اُمت میں کاھیکو رھیں اور ھرایک فرقہ نے اپنے مذھب کو اچھا جان کر اختیار کیا ھی تو اب چاھیئے کہ کوئی فرقہ دوزخ میں نہ جاے حالانکہ رسول مقبول نے تو خبر دی ھی کہ بہتر فرقے دوزخ میں جاوینگے اس سے معلوم ہوا کہ یہاں ھرایک مسلمان کے اچھے جاننے سے تو مراد نہیں ھی بس تو اب مسلمانوں کے لفظ سے یا تو وہ مسلمان مراد ھیں کہ جن کا ذکر اوپر آچکا ھی یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کے اصحاب یا وہ مسلمان مراد ھیں کہ جو شرع کے احکام کو بخوبی جانتے ھیں اور وہ ایمہ مجتہدین ھیں اور یا وہ مسلمان مراد ھیں کہ جن کے اچھے ہونے کی رسول مقبول نے خبر دے دی ھی کہ وہ صحابہ ھیں اور تابعین اور تبع تابعین پھر جو چیز کہ ان تینوں زمانوں میں مروج ہوگئی ھی نہ اُس کے سنت ہونے میں کسیکو کلام ھی اور جس کو علماء مجتہدین نے کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ اور اثار صحابہ پر غور کر کر اپنے اجتہاد سے نکالا ھی نہ اُس کے سنت ہونے میں کسیکو کلام ھی غرضکہ اس حدیث سے بھی یہی بات نکلتی ھی کہ جو بات اُن تینوں وقتوں میں نکل چکی تھی اور یا جسکو ایمہ مجتہدین نے قیاس کر کر نکالا ھی وہ باتیں اچھی ھیں اور تمھاری نکالی ہوئی باتیں مردود ھیں اب غور کرو کہ جن لوگوں نے بدعت حسنہ کے یہہ معنی نکالے تھے کہ اگرچہ کسی بات کی اصل حضرت کے وقت میں یا صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت میں نہ پائی جاوے مگر چار مسلمانوں کی سمجھہ کے موافق اُسمیں اچھی اچھی باتیں اور ثواب کے کام ہوتے ہوں وہ بدعت حسنہ ھی یہہ معنی بالکل غلط ہوگئے غور کرنے کی بات ھی کہ حدیث شریف میں آیا ھی " لاتجتمع أمتي علی الضلالة " یعنی میری اُمت گمراھی پر اکھٹی نہیں ہوتی اور اسی سبب سے اجماع اُمت کا دلیل شرعی ہوگیا ھی اُس پر بھی اصول کی کتابوں میں یہہ شرط لگادی ھی کہ سند اور دلیل اُس

اجماع کي يهي کتاب الله اور سنت رسول الله سے چاهيئے تهي جو دين کي هر بات ميں
کهٹانا اور برهانا شروع کيا اور کهنے لگے که " مارآه المسلمون حسنا فهو عندالله حسن "يهه کيا
ٹهيک هوسکتا هے اے بهائي مسلمانوں يهه سب نفس کي شامت هے ان باتوں کو چهوڑو
اور خاصے ستهرے سني مسلمان هوکر اپنے تئيں مُردے کي مانند درياے شريعت محمديه
علی صاحبها الصلوٰة والسلام ميں ڈالدو اور جسطرف اُسکي موجيں ليجاويں بخوشي
چلے جاؤ اپنے هاتهه پانوں مت هلاؤ مبادا که لهر پر سے چوک جاؤ اور بهنور ميں جاپڑو که
پهر ڈوبنے کے سوا کچهه چاره هي نهيں *

اجماع اُمت کا بيان

ف جاننا چاهيئے که سب عالموں کے نزديک اجماع اُمت محمدی علی صاحبها الصلوٰة
والسلام کا اُس چيز کے اچها هونے کي دليل هے مگر لوگ اجماع ميں جسکا ذکر
شرع ميں هے اور رواج ميں فرق نهيں جانتے حالانکه يهه بڑي غلطي هے کيونکه اجماع
اَور چيز هے اور رواج اَور چيز تفصيل اُسکي يوں هے که بعضے وقت کوئي نئي بات
خواه ظاهر کي هو خواه باطن کي کسي سبب سے هوني شروع هوتي هے اور اُنکے بعد جو اَور
لوگ هوتے هيں وه بهي اُسکو کرتے جاتے هيں يهاں تک که اُسپر ايک مدت گذرجاتي هے
اور پهر وه بات هرايک شخص کيا بڑے اور کيا چهوٹے کے هاں ايسي طرح مقرر هوجاتي هے که
اگر کوئي اُسکو چهوڑے تو اُسکو برا بهلا کهتے هيں اور جب اُسکي اصل ڈهونڈي جاتي هے که
يهه بات کهاں سے نکلي تو شرع ميں اُسکا ٹهکانا نهيں لگتا تو اسطرح ايک چيز پهيل جانے کو
رواج کهتے هيں اس بات کي شرع ميں کچهه حقيقت نهيں اور اُسکو اجماع اُمت سمجهنا
گمراهي هے اور بعضے وقت ايسا هوتا هے که نئي بات پيش آتي هے اور اُس زمانه کے
علماء مجتهدين اُسکي تلاش کے درپے هوتے هيں اور کلام الله اور حديث رسول الله اور اثار صحابه پر
غور کرکر اُس بات کا ايک حکم نکالتے هيں اور جب وه حکم نکل آتا هے تو هر شخص جان
ليتا هے که اس دليل شرعي سے يهه حکم نکالا اور اُسي پر عمل درآمد رکهتے هيں اسطرح سے حکم
نکلنے کو اجماع کهتے هيں جب يهه بات سمجهه لي تو اب جاننا چاهيئے که اُن تينوں زمانوں
کے بعد صرف کسي چيز کے مروج هوجانے سے وه چيز بدعت سے نهيں نکل جاتي برخلاف
اجماع کے که جس مسئله پر اجماع اُمت هوجاوے وه مسئله سنت ميں داخل هوجاتا هے
اور اسکا سبب يهه هے که کلام الله سے يهي بات نکلتي هے که جس بات کو مسلمان دين کا
حکم سمجهه کر بجالاويں وهي ٹهيک هے " کما قال الله تعالی و من يشاقق الرسول من بعد ما
تبين له الهدی و يتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولی و نصله جهنم و ساءت مصيرا "
يعني الله صاحب نے سورة النساء ميں فرمايا اور جو کوئي مخالفت کرے رسول کي جب

نہل چکی اُسپر راہ کی بات اور الگ چلے مسلمانوں کی راہ سے حوالہ کریں ہم اُسکو وہی راہ جو اُسنے پکڑی اور ڈالیں اُسکو دوزخ میں اور بہت بری جگہہ پہونچا پس اس آیت میں اللہ صاحب نے فرمایا کہ مسلمانوں کی راہ تو اس سے یہی بات سمجھہ میں آتی ہی کہ جس راہ کو مسلمانوں نے اپنے اسلام کے سبب اختیار کیا ہو جیسے بولتے ہیں کہ بادشاہ کا حکم یا قاضی کا حکم تو اس سے یہی مراد ہوتی ہی کہ بادشاہ نے اپنی بادشاہت کے سبب اور قاضی نے اپنی قضاوت کے سبب جو حکم دیا ہو وہ حکم بادشاہ کا اور قاضی کا کہلائیگا یا جیسے یوں بولتے ہیں کہ یہہ تو سپاہیوں کی راہ ہی یا یہہ مشایخوں کا طریقہ ہی تو اس سے بھی بات سمجھہ میں آتی ہی کہ جس راہ کو سپاہیوں نے اپنی سپہگری کے سبب اور جس طریقہ کو مشایخوں نے اپنے مشایخ پنے کے سبب اختیار کیا ہو غرضکہ اس آیت میں مسلمانوں کی راہ سے وہی راہ مراد ہی جو مسلمانوں نے اپنے اسلام کے سبب اختیار کی ہو نہ بطور رسم و عادت کے چنانچہ حدیث " ماراہ المسلمون حسناً فہوعنداللہ حسن " میں بھی یہی معنی مراد ہیں کہ جس چیز کو مسلمانوں نے اپنے اسلام کے سبب اچھا جانا ہو وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہی کیونکہ اس حدیث میں اچھا جاننا فرمایا یہہ نہیں فرمایا کہ جسکا رواج مسلمانوں میں ہوگیا ہو وہ اچھی ہی حاصل یہہ کہ جتنے مسئلے اجماعی ہیں وہ تو سنت میں داخل ہیں اور جتنی باتیں کہ بطور رواج کے جاری ہو رہی ہیں وہ سب بدعت ہیں پھر اجماع میں اور رواج میں خوب فرق رکھنا چاہیئے *

احتجاج بلا دلیل کا بیان

ف بعضے لوگ اس شبہہ میں پڑتے ہیں کہ جو چیز حضرت کے وقت میں نہیں ہوئی اور نہ اُن تینوں وقتوں میں اُسکا رواج ہوا اگر اُسکا کرنا نادرست ہو تو اُسکے یہہ معنی ہوئے کہ ایک چیز کا نہونا اُسکی ناجوازی کی دلیل ہوئی حالانکہ اصول کا مسئلہ ہی کہ احتجاج بلادلیل درست نہیں یعنی کسی چیز کے نہونے پر دلیل پکڑنی درست نہیں ہی مگر یہہ شبہہ اُنکا بیجا ہی کیونکہ اصول کی ساری کتابوں میں کسی چیز کے نہونے پر دلیل پکڑنے کو دو طرح پر لکھا ہی ایک یہہ کہ مثلاً ایک بات ہو اور اُسکا ہونا کئی دلیلوں سے ہوسکتا ہو تو ایک دلیل کے نہونے سے اُسکے نہونے پر دلیل نہیں پکڑی جاسکتی مثلاً آدمی کے مرجانے کی بہت سی صورتیں ہیں کہ آدمی بیماری سے بھی مرتا ہی زہر کھاکر بھی مرتا ہی چھت پر سے گر کر بھی مرتا ہی پھر اگر کوئی یوں کہے کہ فلاں شخص نہیں مرا کیونکہ چھت پر سے نہیں گرا تو چھت پر سے نگرنے کی دلیل سے اُسکے نہ مرنے کا حکم دینا درست نہیں کیونکہ ہوسکتا ہی کہ وہ شخص بیمار ہوکر مرگیا ہو یا زہر کھاکر مرگیا ہو لیکن اگر کوئی بات ایسی ہو کہ اُسکے لیئے ایک دلیل کے سوا دوسری دلیل ہی نہو تو اُسوقت دلیل

کے نہونے پر دلیل پکڑنی البتہ درست ہوگي مثلاً خون کے بدلے پھانسي أسي کو دیجاتي هی جو خون کرتا هی پھر اب اگر کوئي یہہ بات کہے کہ فلانے شخص کو خون کے بدلے پھانسي نہیں ملنے کي کیونکہ أسنے خون نہیں کیا تو اب پھانسي نہ ملنے کو خون کے نکرنے پر دلیل پکڑني درست ہوگي کیونکہ پھانسي ملنے کي دلیل تو صرف خون کرنا تھا جب وہ دلیل جاتي رہي تو پھانسي ملني بھي جاتي رهي غرضکہ اگر کوئي ایسي چیز هو کہ أس کے ہونے پر ایک دلیل کے سوا دوسري دلیل هي نہو تو أس دلیل کے نہونے پر أس چیز کے نہونے کے لیئے دلیل پکڑني اصول کے قاعدوں کے موافق درست هی اب غور کرو کہ شرع کے جتنے احکام ہیں أن کے ہونے پر ایک دلیل کے سوا دوسري دلیل نہیں اور وہ دلیل دیاهی حکم شرع کا یہاں تک کہ مباح چیزیں جنکے کرنے نکرنے کا بندوں کو اختیار دیا گیا هی اس میں بھي شرع هي کا حکم هی " کمافي المسلم الاباحة حکم شرعي لانہ خطاب الشرع تخییراً " یعني مسلم میں یہہ بات لکھي هی کہ کسي چیز کا مباح ہونا بھي شرع هي کا حکم هی کیونکہ أس کام کے کرنے نکرنے پر شرع کي طرف سے اجازت هی تو اب جہاں شرع کا حکم پایا جاویگا أس کا کرنا درست ہوگا اور جہاں شرع کا حکم نہ پایا جاویگا أس کا کرنا درست نہوگا تو اب کہہ سکتے ہیں کہ فلاني بات کرني درست نہیں کیونکہ شرع میں نہیں آئي تو اب شرع میں نہ آنے کو دلیل پکڑنا درست ہوگا اور یہي سبب هی کہ تمام فقہہ کي کتابوں میں کسي چیز کے شرع میں نہ آنے کو أس کي ناجوازي کي دلیل پکڑي هی " قال صاحب الهدایة و ان صلی الولي لم یجز لاحدان یصلي بعدہ لان الفرض یتادي بالولي والتنفل بها غیر مشروع " یعني هدایہ میں هی کہ اگر جنازہ کي نماز ولي پڑہ چکا ہو تو أس کے بعد کوئي نماز نہ پڑہے کیونکہ فرض تو پہلے ادا ہو چکا اور جنازہ کي نفل پڑھني شرع میں نہیں آئي " وقال صاحب الهدیة یکرہ ان یتنفل بعد الفجر اکثر من رکعتي الفجر لانہ صلی اللہ علیہ و سلم لم یزد علیها " یعني هدایہ میں لکھا هی کہ صبح صادق نکلنے کے بعد فجر کي سنتوں کے سوا اور نفل پڑھنے درست نہیں کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے اس سے زیادہ نہیں کیا اسیطرح تمام فقہہ کي کتابیں بھري پڑي ہیں کہ اگر أن کو چُنا جاوے تو ایک کتاب بن جاوے *

عدم نقل کا بیان

ف بعضے لوگ اس شبہہ میں پڑتے ہیں کہ جو چیز حدیث میں نہیں آئي تو أس سے یہہ کیونکر معلوم ہوا کہ حضرت نے وہ کیا هي نہیں کیونکہ ہوسکتا هی کہ حضرت نے کیا ہو مگر أسکا ذکر کسي حدیث میں نہ آیا ہو تو یہہ أن کا کہنا ٹھیک نہیں هی کیونکہ جتني باتیں ہیں أن کا نہونا تو ثابت هی اس سبب سے کہ سب چیز کي اصل میں عدم هی تو جب تک کہ أس کا ہونا نہ ثابت ہوجاوے تو اوس کي اصل جو کہ ثابت ہوچکي هی نہیں فوت ہوسکتي

" کما قال القاري في شرحه قال وعدم ورود لا يدل على عدم وقوعه قلنا هذا امر مردود لان الاصل عدم وقوعه حتى يوجد دليل وروده " يعني ملا علي قاري نے مشکواۃ شریف کي شرح میں الاعمال بالنیات کي حدیث کے نیچے لکھا هی که یهه جو کہتے هیں که حدیث میں نه انا اس بات کے نهونے پر دلالت نہیں کرتا تو هم کہتے هیں که یهه بات مردود هی کیونکه هر چیز کی اصل میں تو نهونا هی جب تک که اُس کے هونے کي دلیل نپائي جاوے " وقال بعض الافاضل الاصل في الحوادث العدم حتى يوجد علتها " يعني بعضے بڑے عالموں نے لکها هی که جتني چیزیں هونے والي هیں اُن کي اصل میں نهونا هی جب تک که اُن کے هونے کي دلیل نه پائي جاوے اب بخوبي جان گیا که جن باتوں کا ذکر حدیثوں میں نہیں آیا اُن کا ایسا هي حکم هی که گویا حقیقت میں وه باتیں هوئي هي نہیں *

جو بات نہیں هوئي اُسکے نکرنے میں سنت کا بیان

ف ایک اور بات جان لیني چاهیئے که جو بات حضرت کے وقت یا اُن تینوں وقتوں میں هوئي هی جسطرح اُن کا کرنا سنت هی اُسیطرح جو باتیں نہیں هوئیں اُن کا نکرنا یعني اُنکو چهوڑنا بهی سنت هی " کما قال صاحب المجالس قالوا كما ان فعل ما فعله رسول الله صلى الله عليه وسلم كان سنة كذلك ترک ما ترکه رسول الله صلى الله عليه وسلم مع الوجود المقتضي و عدم المانع منه كان سنة ايضاً " يعني صاحب مجالس نے لکها هی که عالموں نے یهه بات کہي هی که جس طرح اُس کام کا کرنا جسکو رسول خدا صلی الله علیه و سلم نے کیا سنت هی اسیطرح اُس کام کا چهوڑنا جس کو رسول خدا صلی الله علیه و سلم نے نہیں کیا باوجود هونے حاجت اور نهونے مانع کے سنت هی " ثم قال فانه عليه السلام لما امر بالاذان في الجمعة دون العيدين كان ترک الاذان فيها سنة " پهر اس کے آگے لکها هی که جب پیغمبر خدا صلی الله علیه و سلم نے جمعه میں اذان دینے کا حکم دیا اور عیدوں میں نہیں دیا تو اب عیدوں میں اذان کا ندینا هي سنت هی " و قال القاري والشيخ في شرح المشكواة والمتابعة كما يكون في الفعل يكون في الترک ايضاً " یعني ملا علي قاري اور شیخ عبدالحق نے مشکواۃ کي شرح میں لکها هی که جسطرح تابعداري کام کے کرنے میں هی اُسیطرح نکرنے میں بهي هی تو اب اسي سے معلوم هوا که جو بات حضرت کے وقت میں یا اُن تینوں وقتوں میں نہیں هوئي اُسکا چهوڑنا بهي سنت هی *

خصوصیات کا بیان

ف یهه بهي جان لینا چاهیئے که جیسے حضرت کي اطاعت نکرني اور آپ کي سنت پر نه چلنا بدعت هی اسیطرح جو باتیں که خصوصیات حضرت سے هیں یا اتفاق سے هوگئي هیں یا اسي طرح کي اور بہت سي باتیں جو خاص بعضے لوگوں هي سے متعلق هیں اُن پر

چلنا بھي بدعت هي جيسے سو رهنے سے حضرت کا وضو نجانا یا چار نکاح سے سوا حضرت کي ذات پاک کو درست هونا یا اتفاق سے مُشرکین کي بھي بخشش کي دعا مانگنا یا منافق کے جنازہ کي نماز کا پڑہ لینا یا حضرت کي ازواج مطہرات کو دوسرے نکاح کا امتناع هونا یا زکواۃ یا عید کے گیہوں یا الله کي ماني هوئي نذر یا کفارہ کے صدقہ کا بني هاشم اور سادات پر حرام هونا یا بعضے صحابہ اور اهل بیت کے قطعي بہشتي هونے کا حکم کردینا یہہ ایسي باتیں هیں کہ اِن پر چلنا بدعت اور گناہ هي کیونکہ یہہ باتیں خصوصیات سے هیں یا اتفاق سے بمقتضائے بشریت هوگئي هیں اسي طرح بعضي باتیں اگرچہ صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین کے وقت میں هوئیں مگر اهل حق نے اُسکو برا جانا اور اُسکا بھي رواج نهیں هوا اور پھر اُسکے بعد کوئي دلیل کلام‌الله اور سنت رسول الله یا قیاس مجتهدین یا اجماع اُمت سے اُسپر نهیں ملي تو اُسکا کرنا بھي بدعت هي سنت نهیں جیسیکہ بزرگوں کے مزاروں سے مدد چاهني باوجودیکہ حضرت عمر کے وقت میں ایک گنوار نے جناب پیغمبر خدا صلي‌الله علیه و سلم کے مزار مبارک سے مینهہ برسنے کے لیئے دعا مانگي لیکن جب اُسکا رواج نهوا تو سنت نه تهیرا بلکه بدعت هي رها اور اسیواسطے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے اولیاء الله کي قبروں سے مدد چاهنے کو گو وہ لوگ حقیقت میں اُنکو واسطہ هي کرتے هوں اور اپني مراد الله هي سے مانگتے هوں بدعت فرمایا اور بدعت هونے کا فتوی دیا اور اسیطرح حضرت عایشه سے عورتوں کا قبروں پر جانا اور حضرت ابن عباس سے وضو کے وقت پانوں پر صرف مسح کرلینا یا عبدالله ابن جعفر سے عود کا بجانا یا سعید ابن‌المسیب سے بغیر صحبت کے صرف نکاح سے حلالہ کا حلال هونا یا معاویة ابن ابي سفیان سے تخت سلطنت پر بیٹھنا اور اسیطرح کي بہت سي باتیں جنکا اُنهي وقتوں میں هونا آیا هي مگر اس سبب سے کہ اُنکا رواج نهیں هوا اور اهل حق نے برا جانا بدعت کي بدعت هي رهیں پھر ان باتوں پر چلنا اور رواج نهونے کا خیال نکرنا عین گمراهي اور اپنے نفس کے موافق باتیں ڈهونڈہ لاني هیں نعوذبالله منها *

اُن باتوں کا بیان جو بدعت نهیں هیں

ف بعضي باتیں ایسي هیں کہ ظاهر میں تو معلوم هوتا هي کہ وہ بدعت هونگي مگر درحقیقت وہ باتیں بدعت نهیں هیں بلکہ سنت هیں مثلاً قرآن کا جمع کرنا اور سورتوں کو آگے پیچھے لگانا اور رمضان میں اکھٹے هوکر تراویح پڑهني اور جمعہ کو پهلي اذان دیني اور کلام‌الله میں زیر زبر دینے اور حدیثوں اور کلام‌الله کي آیتوں سے کفار مشرکین اور بدعتیان مضلین کو رد کرنا اور حدیث فقہ کي کتابیں بنانی اور صرف نحو کے قاعدے بقدر ضرورت بنانے اور حدیث کے راویوں کا حال تحقیق کرنا اور کلام‌الله اور سنت رسول‌الله میں سے

مسئلوں کا نکالنا یہہ سب باتیں سنت ھیں کیونکہ یہہ سب باتوں اُن تین زمانوں میں جنکے اچھے ہونے کی رسول مقبول نے خبر دی ہے بے کھٹکے مروج تہیں اور کوئی ان باتوں کو برا نہ جانتا تھا بلکہ باعث بزرگی اور سبب دانائی کا جانتے تھے مگر اِسی بات بیشک ھی کہ ہرایک چیز کی ایک حد اللہ تعالیٰ نے باندہ دی ھی اور ہرایک چیز کا مرتبہ ٹھہرایا ھی کسیکا بڑا اور کسیکا چھوٹا پھر جو کوئی اُس حد سے بڑہ جاویگا اور اُس مرتبہ کا خیال نرکھیگا البتہ بدعت میں پڑجاویگا یا مثلاً ائمہ مجتہدین کے مسئلہ نکالے ہوئے کہ فلانی بات واجب ھی یا مندوب یا مباح ھی یا مکروہ یا حرام یا فلانی چیز فلانی چیز کی رکن ھی اور فلانی شرط یا اِسطرح پر کہ فلانا کام کرنے سے اُس کام میں پورا ثواب ہوتا ھی یا فلانی بات کرنے سے فلانی بات لازم آجاتی یا فلانی بات کرنے کا یہہ پھل ھی یا فلانی بات فلانی بات کے بر خلاف ھی یا فلانی بات فلانی بات کے بدلے مقرر ہوئی ھی پھر خواہ وہ بات عقاید کی ہو یا دلکے حالات کی یا ہاتھہ پانوں کے کامکاج کی یا عبادت یا عادت یا معاملات کی وہ سب کی سب سنت ھیں کیونکہ ان سب کی اصل شرع میں موجود ھی اور فقہاے مجتہدین اور ائمہ متقدمین شکر اللہ سعیہم نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ھی سے یہہ احکام نکالے ھیں پھر یہہ نئی چیزیں بھی نہیں ھیں جو بدعت ہوں *

تقلید کا بیان

اور اسیطرح ائمہ اربعہ مجتہدین کی تقلید کرنی بھی سنت ھی بدعت نہیں کیونکہ ان چاروں مذہبوں میں جو اختلاف ھیں وہ اختلاف یا تو صحابہ کے اختلاف ھیں یا ائمہ مجتہدین کے قیاس کے اور اُس میں سے ہر ایک کی تابعداری سنت ھی نہ بدعت البتہ بعضے جاہل جو یوں جانتے ھیں کہ ھمکو کلام اللہ اور سنت رسول اللہ صلعم سے کیا کام ھی ھمکو تو اپنے امام کے قول کی تابعداری چاھیئے یا بعضے یوں کہتے ھیں کہ اگر فرض کرو کہ ایک قول امام کا صریح مخالف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے کسی فتوی کی کتاب میں نکل آوے تو ہم نہ کتاب اللہ مانینگے اور نہ سنت رسول کو ہم تو اُسی روایت کو مانینگے یا یہہ کہ اکثر عوام بلکہ خواص بھی بعضے بزرگوں کی نسبت جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے دریاے رحمت سے سیراب کردیا تھا اور اُنکو اسباب کا ملکہ عنایت کیا تھا کہ روایات اور اختلافات مختلفہ کی دلایل پر غور کرکر اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر خیال کرکر ایک بات کو ترجیح دے سکتے تھے بلکہ ہزاروں مسئلوں کا استدلال کلام اللہ اور سنت رسول اللہ سے نکال سکتے تھے اور اُنھوں نے کسی مسئلہ میں تاج الائمہ امام الامۃ امام ابوحنیفہ کوفی کی تقلید چھوڑدی اور امام شافعی کی تقلید اختیار کری یا اور کسی امام کے ائمہ مجتہدین میں سے کسی مسئلہ خاص میں پیرو ہوگئے تو اب اُن پر رافضیوں کی طرح تبرّا کرنے لگے اور گمراہ اور مردود بنانے لگے اور کافر

اور مرتد کا فتوی دینے لگے اور جس طرح هم لوگ حقارت اور نفرت سے اهل بدع و اهوا کا نام لیتے هیں۔ اُسي طرح اُن بزرگوں کا بھي لامذهباً اور بدمذهباً اور گمراہ کرکے نام لینے لگے یا یہہ کہ جن لوگوں نے ائمہ مجتهدین کي تقلید کو ایک جزو ایمان کا سمجھہ رکھا هی کہ جب تک لااله الاالله کے ساتھہ محمد رسول‌الله نہ کہے مسلمان هي نهیں هوتا اسي طرح جبتک کہ لااله الاالله محمد رسول‌الله کے ساتھہ انحضرت مذهب الحنفي او الشافعي او المالکي او الحنبلي نہ کہے تو مسلمان هي نهیں هوتا اور سیدھي راہ هي پر نهیں آتا البتہ اُن لوگوں کي نسبت ایسي تقلید شرکي بدعتہ هی ورنہ جس تقلید ائمہ مجتهدین رضوان‌الله عنهم اجمعین پر هم لوگ سنت و جماعت هیں یہہ تقلید تو خاصي ستھري بےکھٹکے سنت هی کہ اس میں کسي کو کچھہ کلام هي نهیں یا مثلاً وہ چیزیں کہ جنکي دین کے کام میں ضرورت پڑتي هی جیسے کلام‌الله اور حدیث رسول‌الله کے سمجھنے کے لایق عربي کي کتابیں پڑھني یا صوفیوں کے هاں جو باتیں حد سے زیادہ مروج هیں اُن میں ذکر خفي سے لطایف خمسہ کي تحریک اور پاس انفاس کا حل اور یادداشت رسمي اور ملاحظہ بسوے قلب جس سے حقیقت احسان کے متعلق هی اور کفار مشرکین پر جهاد کرنے کے لیئے هر طرح کے هتیار اور اُسي طرح کي اور باتیں جو مخالف شرع نهیں هیں اور صرف اُنکو احکام بجالانے کے لیئے برتا جاتا هی وہ بھي بدعت نهیں هیں مگر جب هي تک کہ کرنے والا اُنکو صرف واسطہ اور آلہ سمجھے لیکن اگر کوئي اُنکو دین کي سي بات سمجھنے لگے تو پھر وہ بھي بدعت هي میں داخل هوجاویگي اب ضرور پڑا کہ اِس مقام پر یہہ بھي بتادیں کہ دین کے کاموں میں کسي چیز کے واسطے یا وسیلہ هونے کے کیا معني هیں تو اب سنو کہ دین کے کاموں کے وسیلے دو طرح پر هیں * -

واسطہ اور وسیلہ کا بیان

ایک تو یہہ کہ وہ وسیلہ خود بھي شرع میں ثواب کا کام هی جیسے وضو کرنا اور نهانا کہ اگرچہ یہہ دونوں نماز پڑھنے کے لیئے وسیلہ اور واسطہ هیں مگر یہہ خود بھي ایسي چیزیں هیں کہ شرع میں اسکي تعریف آئي هی " قال‌الله تعالی ان‌الله یحب‌التوابین و یحب المطهرین و قال رسول‌الله صلی‌الله علیہ و سلم الطهور شرط‌الایمان " یعني الله صاحب نے سورۃالبقرہ میں فرمایا کہ خوش آتے هیں توبہ کرنے والے اور خوش آتے هیں ستھرائي والے اور رسول خدا صلی‌الله علیہ و سلم نے فرمایا هی کہ ستھرائي شرط ایمان کي هی یا مثلاً کلام‌الله پڑھنا تو اسباب کا وسیلہ هی کہ اُسکے معنوں پر آدمي غور کرے مگر اُسکا پڑھنا خود بھي ثواب هی یا مثلاً اعتکاف کرنے سے مقصود جماعت کي نماز هاتھہ لگني اور الله تعالی کي یاد کرني اور بُري باتوں سے بچنا هی مگر اعتکاف خود بھي ثواب کا کام هی اور اسي

طرح اور بہت سي چھزيں شرع مھں ايسي هيں که درحقيقت تو وہ چيزيں ايک اور کام کا وسيله اور واسطه هيں مگر وہ باتيں خود بهي ثواب كي هيں اور أنكي نشاني يهه هى نه اگر أن باتوں سے جو مقصود اصلي هيں بقطع نظر كيجاوے تو يهه باتيں جو وسيله اور واسطه هيں ثواب سے خالي نهيں دوسري طرح كي وہ چيزيں هيں که اگرچه وہ خود تو ثواب کا کام نهيں هى مگر ايک اور ثواب كي بات هاتهه لگنے كو واسطه اور وسيله هوجاتا هى مثلاً سفر كرنا حج كے ليئے يا مسجد كے جانے كو بازار ميں جانا اور وضو كے ليئے كوئيں ميں سے پاني كهينچنا اور اسيطرح كي هزاروں باتيں هيں كه خود تو ثواب كي بات نهيں هيں مگر ثواب حاصل هونے كو واسطه اور وسيله هوجاتي هيں كيونكه اگر أن مقصدوں سے قطع نظر كي جاوے تو نه سفر كرنے سے كچهه ثواب ملتا هى اور نه بازار ميں جانے سے اور نه پاني كهينچنے سے پهر جو شخص إن دوسري طرح كي باتوں كو اسطرح پر كريگا جس طرح كه پهلي باتيں كرتے تهے يعني أنكے مقصود اصلي سے قطع نظر كر كر أنهيں باتوں كو مقصود تهيرادويگا تو يهه باتيں أسكے حق ميں بدعت هوجاوينگي *

خاتمه

ايک اور بات بهي سمجهني چاهيئے كه شرع شريف ميں اكثر باتيں ايسي هيں كه جنكے حق ميں فرما ديا هى كه يهه بات شرک كي هى اور يهه بات كفر كي اور يهه بات منافق پنے كي ليكن كسي خاص شخص كو مُشرک يا كافر يا منافق كهنا نهيں چاهيئے كيونكه خاص كسي شخص كو كافر يا مشرک يا منافق كهنے سے يهي بات مراد هوتي هى كه وہ شخص عقيدہ كفر اور شرک اور نفاق كا ركهتا هى اسيطرح هزاروں باتيں بدعت كي هيں ليكن أسكے كرنے والے كو بدعتي نهيں كهه سكتے كيونكه جسطرح بعضي باتوں كو شرع شريف ميں كفر اور شرک اور نفاق ميں گن دينے سے يهه مقصود هى كه لوگ أنكو چهوڑيں اور إن باتوں سے بچيں نه يهه كه جسطرح كافروں اور مشركوں كو سمجهتے هيں اسيطرح أن باتوں كے كرنے والوں كو بهي سمجهيں اور أنكا مال لوٹنے اور أنكے بال بچوں كے پكڑنے ميں كچهه دريغ نكريں اور أنكے جنازہ كي نماز پڑهنے اور أنكي بخشش كي دعا مانگنے ميں بهي مضايقه كريں اسيطرح بدعت كي باتيں بناديئے سے بهي يهي مقصود هى كه آدمي أس سے بچے اور أن باتوں كو چهوڑے اور جو باتيں كه سنت نهيں هيں أنكو بُرا جانے نه يهه كه جو باتيں بدعتيوں كے حق ميں حديث ميں آئي هيں جيسے أنكے اعمال جاتے رهنے اور أنكي تعظيم و توقير نكرني اور أنكي بيماري ميں خبر نه پوچهني يا سلام و عليک نكرني وهي باتيں أنكے ساتهه بهي كرے كيونكه وہ سب لوگ بهائي مسلمان هيں جو بُري باتيں بدعت كي أن ميں هيں أنكے چهوڑنے كو اسيطرح سمجهائے جسطرح كه بهائي بهائي كو سمجهاتا هى

اور همیشه سنت پر چلنے کي ترغیب دیتا رہے اور کج‌اخلاقي اور نخوت فرعوني اور تکبّرکو چھوڑے اور اپنے تئیں بڑا نیک‌بخت پرهیزگار اور أنکو بدبخت بدعتي گنهگار نه سمجھے کیونکه یہه باتیں نفسانیت اور هماهمي کي هیں اسلام سے ایسي باتوں کو کچھه علاقه نہیں الهي تو اپنے فضل و کرم سے سیدهي راه کي هدایت کر اور جو طریقه خاص تیرے نبي صلی‌الله علیه و سلم کا هے أسي پر قایم رکھه اور جسطرح زبان سے تونے سنت محمدیه علی صاحبها الصلواة والسلام کو کہوایا هے أسي طرح دل و جان سے أس پر عمل کرے اور أسي پر قایم رهنے کي توفیق دے آمین یا رب‌العالمین ـــ

جان در قدم تو ریخت احمد * این منزلت از خداے میخواست

والحمد لله علی ذلک

تمت بالخیر

ریویو

مورخہ ماہ جولائی سنہ ۱۸۷۹ ع

یہہ رسالہ راہ سنت اُس زمانہ میں لکھا گیا تھا جبکہ وھابیت کا نہایت زور شور سے دلوں پر چھایا ہوا تھا - اگرچہ اس رسالہ کی طرز تقریر و بیان میں کچھہ فرق ہو مگر در اصل یہہ رسالہ جناب مولانا مولوی محمد اسمعیل صاحب کے ایک رسالہ مسمی بہ ایضاح الحق الصریح فی احوال الموتی والضریح سے ماخوذ ہی *

ایک دفعہ جناب مولانا مولوی محمد صدرالدین خاں بہادر مرحوم کی مجلس میں سنت بدعت کا تذکرہ ہوا ' اور میں نے کہا کہ گو بدعت اعتقاد سے متعلق ہی مگر حکماً عقاید و اعمال دونوں سے علاقہ رکھتی ہی ' حتی کہ افعال عبادت و عادت و معاملت و تناکحت تمام امور سے متعلق ہی - مولانا نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے کبھی آم نہیں کھانا تو تم آم کھانے کو بھی بدعت کہوگے اور آم نکھانے والے کو متبع سنت - میں نے عرض کیا کہ ہاں ' مگر جیسے درجے فرض و واجب و سنت و مستحب و مباح کے اعمال جایز میں ہیں ' اور جیسے حرام و مکروہ تحریمی و مکروہ تنزیہی اعمال ناجایز میں ہیں ' اسیطرح بدعت کے بھی درجات ہیں ' کفر سے لیکر ادنی سے ادنی درجہ ترک اولی تک ' جو چیزیں کہ آنحضرت نے تناول فرمائی ہیں جب اُنکا کھانا غالباً آپ بھی سنت فرماوینگے ' تو جو چیزیں آنحضرت کو ناپسند تھیں اُنکا کھانا مکروہ تو ضرور کہا جاویگا ' اور جو چیزیں اُسوقت میں موجود نہ تھیں اُنکا پسند یا نا پسند ہونا مشتبہ ہی - پس آم کھانا مکروہ نہ سہی ترک اولی تو ہی ' اسلیئے کہ نکھانے میں تو صریح آنحضرت کے ساتھہ مطابقت ہی اور کھانے میں امر مشتبہ ہی اور اسلیئے ترک اولی تو ضرور ہی *

مولانا اس تقریر سے کسیقدر خفا ہوئے اور فرمایا کہ تم آم کھانے والوں کو کیا کہتے ہو ' میں نے عرض کیا کہ اُن کو تو میں کچھہ نہیں کہتا کیونکہ امر مشتبہ ہی لیکن اگر آپ نکھانے والوں کی نسبت استفسار فرماویں تو عرض کروں ' مولانا نے فرمایا کہ اُنہی کی نسبت کہو ' میں نے عرض کیا کہ قسم اُس خدا کی جس کے ہاتھہ میں میری جان ہی اگر کوئی شخص اس خیال سے آم نکھاوے کہ آنحضرت صلعم نے نہیں کھایا تو فرشتے اُسکے بچھونے پر اُسکے قدم چومیں —— یہہ بات میں نے نہایت دلی جوش سے کہی مولانا اسکو سنکر چپ ہورہے —— اُسی زمانہ زور و شور وھابیت میں اور اُسی گفتگو کے بعد میں نے یہہ رسالہ لکھا *

اخیر کلمہ جسپر مولانائے مرحوم خاموش ہورہے اُسکو میں اب بھي ایساہي سچ جانتا ہوں جیساکہ اُسوقت جانتا تھا ' مگر اتنا فرق ہی کہ ایسے شخص کو جسکا ایسا حال ہو آنحضرت صلعم کي محبت میں دیوانہ و مرفوع القلم سمجھتا ہوں ' بشرطیکہ اُسنے صرف آم ہي نکھانے میں یہہ جوش محبت نہ ظاہر کیا ہو بلکہ اور تمام باتوں میں بھي اسیطرح عاشق رسول اللہ اور آپکي ہربات پر دیوانہ ہو ' مگر یہہ ایک خاص حالت ہی مذہب سے اس بات کو کچھہ تعلق نہیں *

یہہ باتیں دو ایسي صحبتوں کي یاد گار ہیں جنکي یاد سے آنسو بھر آتے ہیں ' کہاں وہ صحبتیں اور کہاں وہ مجلسیں ' کہاں وہ آزردہ اور کہاں وہ شیفتہ اور کہاں وہ صہبائي ' کہاں وہ علماء اور کہاں وہ صلحا ' صرف یاد ہي یاد ہی — پس مجھکو خود اپنا خیال جو اس رسالہ کي نسبت ہی وہ لکھنا چاہیئے — اگر غور کیا جاوے تو یہہ رسالہ دو قسموں پر منقسم ہی ' ایک وہ جو عقاید و عبادت سے علاقہ رکھتي ہی جسکو میں اب مذہب کہتا ہوں — دوسري جو عبادت سے اور اور باتوں سے جو دنیاوي اُمور سے متعلق ہیں علاقہ رکھتي ہی ' جیسے کھانا ' پینا ' پہننا ' معاملہ کرنا ' وغیرہ امور تمدن و معاشرت — پس جو کچھہ میں نے عقاید و عبادت کي نسبت لکھا ہی اُسکو اب بھي میں ویساہي برحق سمجھتا ہوں جیسا کہ جب سمجھتا تھا ' باقي امور معاشرت و تمدن کو جو میں نے مذہب میں شامل کردیا ہی اُسکو صحیح نہیں سمجھتا بلکہ بڑي غلطي جانتا ہوں — اصل یہہ ہی کہ ابتدائے تعلیم سے یہہ خیال جما ہوا تھا کہ مذہب دین و دنیا دونوں سے علاقہ رکھتا ہی ' اور جب یہہ رسالہ لکھا اُسوقت بھي یہي خیال تھا ' پس دین و دنیا دونوں کي باتیں اسمیں ملادیں — بہت غوروں اور فکروں اور اونچ نیچ سمجھنے اور خدا اور خدا کے رسول کے احکام پر خوب غور کرنے کے بعد دونوں میں تفرقہ معلوم ہوا ہی ' اور یہہ غلطي جو اس رسالہ میں ہوئي ہی کھلي ہی — میں نہایت خوشي سے اقرار کرتا ہوں اور یقین جانتا ہوں کہ دیني اور دنیاوي امور میں تفرقہ نکرنا اور دونوں کو برابر مذہبي احکام سمجھنا در حقیقت ایک بڑي غلطي ہی *

تدقيقة

في

بيان مسئلۂ تصور الشيخ

بسم الله الرحمن الرحیم

مؤلفہ سنہ ۱۲۶۹ ھجري مطابق سنہ ۱۸۵۲ ع

ملاذا - انچه درباب تصور شیخ ازیں هیچمداں استفسار رفتہ معکہ ازیں مقام آگاہ نیستم کدام زمزمہ توانم سرود و چوں دریں وادي گامی نرفتہام ازیں نشیب و فراز چه بازتوانم نمود ، کار آگاهاں میگویند کہ ایں رمزیست کہ بگفت در نگنجد و بہ شنیدن راست نیاید تانہ بیني باور نکني و تا در برنکشي بوصال نرسي . ایں جلوہ را بہ چشم سرنتواں دید و ایں جادہ را بپائے خاکي نتواں برید لذت ایں بادہ وجداني است نہ بیاني گفت را دریں پردہ بہ خاموشي پناہ بردن است و سخن را دریں خلوت بہ سکوت برخوردن دریں صورت من کجا و ایں حرف زدن از کجا - اما چوں مرا در بجاآوري او امر بزرگاں مجبور داشتہ اند هرچه از نتایج افکار نارسا ، ورہ آورد اندیشہ جادہ پیمائے من است بعرض می آرم و اندکے از بسیار می نگارم چوں پیش از تحریر مطلب از تمهید مقدمات چند ناگزیر است زبان قلم را بتقریر آں رخصت میدهم کہ بے بدرقہ ایں رهبرها گام بہ منزل زدن دشوار و پے بہ مقصود بردن دور از کار است *

مقدمہ اول

از مسلمات کرام و متفق علیہ خواص و عوام است کہ صحبت را اثرے هست اگر بانیک بنشیني نیک بر آئی و اگر باید همنشیں گردي نقاب از چهرہ قبح بر کشائي و ایں معني است کہ ازیں سرتا آں سرکس زبان بحرف انکارش نیالاید خواهي از گبر و ترسا باز پرس و خواهي از زاهد و پارسا باز جو و للہ در من قال —

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

ومارا حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کہ دلم خاک راہ وجانم فدائے فرق آں عرش دستگاہ باد دریں باب بس است اخرجہ البخاري عن ابی موسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل الجلیس الصالح والسوء کحامل المسک ونافخ الکیر فحامل المسک اما ان یحذیک و اما ان تبتاع منہ واما ان تجدمنہ ریحا طیبۃ و نافخ الکیر اما ان یحرق ثیابک و اما ان تجدمنہ ریحا خبیثۃ پس در اثر صحبت کہ انرا بہ عرف عام فیض صحبت نامند کسی را جائے گفت نماند *

مقدمه دویم

هرگاه فیض صحبت را قبول نمودی به بداهت خواهی دانست که این فیض نه در جوارح می شود و نه از جوارح که آنرا بچشم ظاهر می بینی و یکی را چشم و یکی را دست و یکی را پانام می نهی ورنه باید که از نابینا هیچ نکشاید و از بی دست و پا هیچ نیاید و این بر باطل است نون انکه عالم باشد یا جاهل کسی را که ابرد بی همتا چشم بصیرت نشاده باشد از بستگی این دو چشم اتلق چه زیان زاید و کسیکه دست گرفته ید قدرت قادر حقیقی باشد از بی دست و پائی ناکام نیاید بریق پردهٔ خاک آلود و درین نمود بی بود شاهدیست نورانی که اینهمه نیرنگیهای اوست و آن همه بوالعجبی ها ازوست این فیض هم ازوست و هم دروست حکماء آنرا به نفس ناطقه تعبیر کردند و صوفیه آنرا روح نام گذارند چون این دریافتی دانستی که این فیض صحبت هم از روح است و هم بر روح این دست و پا و چشم ظاهر تما را در آن مدخلی نیست *

مقدمه سوم

مسلم جمیع امم است که تا تحسین فاعل در تو جای نگیرد فعل فاعل در تو اثر نکند و همین تحسین فاعل را بحسب مراتب جداگانه نام نهاده اند سوخته جانان آتش عشق آنرا محبت دانند و آداب دانان طریق ارادت آنرا عقیدت نامند و در حقیقت مدار وصول فیضها بر آنست و ملاک حصول لذتها همان چه نفس ناطقه موثر بمنزله باران رحمت الهي است و نفس ناطقه موثر بمنزله کشت و محبت و موثر با موثر ماده قابل آن تا آن ماده قابل خواه آنرا محبت خوانی و خواه عقیدت دانی در تو پیدا نشود صحبتی در تو اثر نکند —

باران که در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لاله روید و در شوره بوم خس

" عن انس ابن مالک انه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لایو من احدکم حتی اکون احب الیه من نفسه و ولده والناس اجمعین وفی حدیث عمر انت احب الی یا رسول الله من کلشی الامن نفسی التی بین جنبی فقال له علیه الصلوة والسلام لاتکون مومنا حتی اکون احب الیک من نفسک فقال عمر والذی انزل علیک الکتاب لانت احب الي من نفسي التي بين جنبي فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم الان یا عمر قد تم ایمانکم " ادنی فیض صحبت نبی حصول ایمان کامل است و آن بی حصول محبت صورت نه بندد صدیق را رضی الله عنه که به بلندی درجات برداشتند و ابوجهل را به پستی درکات انداختند منشاء آن وجود و عدم گوهر شبچراغ داغ محبت رسول مقبول بوده است صلی الله علیه وسلم ورنه صحبت آنحضرت را که هر دو

دریافته بودند یکی را که این حبل المتین بدست آمد به بلند ترین مراتب ترقی کرد و دیگرے که این عروة الوثقی را از کف فروهشت کمترین مرتبه که حصول ایمان کامل است نیز بدست نیامد پس مستفیض را باید که محبت مفیض بر خود واجب داند تا در نفس هر دو مناسبتی پیدا آید و تاثیر و تاثر در هر دو رو نماید و شاید همین مقام را سالکان طریقت فنا فی الشیخ نام نهاده باشند وارفته راه مقصود دانند که بے وصول این مقام کارے برنیاید و اثرے رخ نکشاید مایے نصران بسررشتهٔ ازین کار گاه پے برده ایم دیگر کار آگاهان دانند ——

رموز مصلحت ملک خسروان دانند
گدائی گوشه نشینی تو احمدا مخروش

مقدمه چهارم

اصل اصول بهم رسیدن محبت مفیض تذکر اوست" قال الله تبارک و تعالی فاذکرونی اذکرکم و احادیث بےشمار مثبت این مدعا است که این مختصر گنجائے آنرا برنتابد و این مدعا را به بداهت عقل نیز توان دریافت لیلی را که برسر مجنون آورد و شیرین را برغم فرهاد که سیاه پوش ساخت مذاق اشنایان عشق مجازی روزی نیست که لذلت ناگورہ تذکر را بکام درنیابند آرے این هم آغوشی خیالی و این وصال فکری محبوب را بر سر بازار آورد و آنچنان همرنگ خود سازد که معشوق عاشق گردد ——

عشق آں خانماں خرابی هست
که ترا آورد به خانهٔ ما

و تذکر را خیال مذکر کانه هو لازم است که گاهی ازاں منفک نشود به نفس خود درآی و خیال کن آنگاه میتوانی دریافت که او در دل تو باشد و اورا به یادآوری و محبت و ذوق و شوق و عشق تو در جوش باشد و صورت خیالیه آن بتعینه و تشخصه در خیال تو نباشد حاشا و کلا و همچناں که تذکر مستلزم تصور است همچناں تصور که مستلزم تذکر است باعث محبت میشود فی الحدیث عن حسن ابن علی قال سئلت خالی هند بن ابی هالة و کان وصافا عن حلیة النبی صلی الله علیه وسلم و انا اشتهی ان یصف لی منها شیئا اتعلق به یعنی محبت گزینم بسبب آں اے بسبب تصور جمال باکمال حضرت صلی الله علیه و سلم هرگاه این مقدمات را دانستی بداں و آگاه باش که حضرات نقشبندیه ما رضوان الله علیهم اجمعین بهمیں مراقبه امر فرموده اند که طالب را تصور شیخ لازم است هم در حال ذکر وهم غیر آں تا به آں تذکر دلی و خیالی محبت شیخ در دل طالب بجوش آید و رفته رفته مرتبه فنا فی الشیخ صورت گیرد و در نفس ناطقه شیخ و طالب مناسبتی پیدا شود تا فیض صحبت و ارشاد در نفس ناطقه طالب جاے گیرد و از رزایل پاک و صاف نموده بمدارج

اعلی رساند دریں مقام ایں تصور را هرچه بگویم رواست اگر بگویم که تصور شیخ انبرب رحمت الهی است حق گفته باشم و اگر بدانم که بدون تصور شیخ راهی بجناب الهی و درگاه رسالت پناهی نمی یابم هم حق دانسته باشم و ایں محبت شیخ غالب است که دو قسم بوده باشد یکی وهبی و دویم کسبی که بتصور قصدی و تذکر ارادی دست داده باشد ما اول را رابطه میدانیم و ثانی را تصور اگرچه در مال هر دو فرقی نیست و انچه کذابان بربسته اند که ایں بزرگان در حالت مراقبه شیخ را حاضر و ناظر و عالم و دانا در هر وقت و هر حال میدانند و مراد از مراقبه همیں میگویند که شیخ موجود است و بے آله و واسطه مارا می نگرد و از حال ذاکر بے سبب و وسیله واقف و آگاه میشوند حاشا که دامن پاک ایں بزرگاں ازیں اعتقاد آلوده باشد دل چنانکه دانستی ایں مراقبه بالکلیه از حال و واردات صحابه و تابعین و تبع تابعین ماخوذ است و اقوال سرور ما و سرور انبیا صلی‌الله علیه و سلم بر آں دال است و علما هم در خطاب الصلواة و السلام علیک ایها النبی و رحمةالله و برکاته بهمیں معنی تصریح کرده اند پس چگونه بدعت و ممنوع باشد با آنکه ایں بزرگاں ایں مراقبه را هم آله و واسطه ترقی به اعلی میدانند تا فی‌الجمله تزکیه نفس بهمرسد و فنافی‌الرسول که نصیب کافه مومناں پاک دیں باد حاصل آید مارا تعرض با کسی نیست انچه دانسته ایم مارا کافی است گو نا فهماں سر به سنگ زده باشند و انچه مولانا اسمعیل علیه‌الرحمة در صراط‌المستقیم فرموده اند ایں هم مقتضائے مقامی است که بدانست من بنده کیفیت آں مقام در رگ و پی مولانا سرایت کرده بود و جمله تصانیف شان مبنی برهماں کیفیت اند معهذا مولانائے مرحوم با آنکه نوشتن آنچناں بود خدمت کسانی که مراقبه و مواظبت رابطه و طیفه شبا روزی شان بود تا نفس واپسیں بپیشوا و مقتدائے خود شان دانسته اند و گاهی راه سوء ظن نسبت به آں بزرگاں نرفته *

والسلام علی من اتبع الهدی

ترجمه

دیباچه کیمائی سعادت

معه

ترجمه دوسرے فصل

بسم الله الرحمن الرحیم

مولفہ سنہ ۱۲۷۰ ھجري مطابق سنہ ۱۸۵۳ ع

دیباچہ نوشتہ مترجم

الهي تونے هم ناچیز اپنے بندوں کو نیست سے هست کیا اور پھر کن کن نعمتوں اور کیسے کیسے احسانوں سے نوازا آنکھیں دیں ناک دي کان دیئے زبان دي هاتھہ دیئے پانوں دیئے سر سے پانوں تک دیکھو تو تیرا دیا اور روان روان تیري هي نعمتیں اور تیرے هي احسان هیں پھر اس پر بھي تونے بس نکیا تمام عالم کو اپنے ناچیز بندوں کے لیئے پیدا کیا رات بنائي کہ آرام سے سوتے هیں دن بنایا کہ اپنے کام سے لگتے هیں پھر دنیا میں کیسي کیسي نعمتیں کھانے اور پینے اور پهننے اور سننے اور دیکھنے کي بنائیں کہ ایک سے ایک اچھي اور نرالي هی غرضکہ تونے اپنے ناچیز بندوں کے تن بدن اور دل اور جان اور روئیں روئیں کو اپنے احسانوں سے بھردیا هی پھر کیونکر تیرے احسانوں کا شکر ادا هوسکے ایک ادنی غلام هوتا هی سچ پوچھو تو اُس کے خاوند کا غلام پر کیا احسان هی پیدا اُسنے نهیں کیا آنکھہ اُسنے نهیں دي ناک اُسنے نهیں دي کان اُسنے نهیں دیئے هاتھہ اُسنے نهیں دیئے پانوں اُسنے نهیں دیئے هاں البتہ آپ جیسے بندے کو چار پیسے دیکر مول لینے کا نام کیا هی پھر دن رات اپني خدمت میں رکھتا هی ذرا سي تقصیر پر مارتا هی روٹي نهیں دیتا کپڑا چھین لیتا هی ان باتوں پر بھي وہ غلام اپنے خاوند کا حق ادا نهیں کرسکتا تجھہ سے مالک کا حق کیونکر ادا هو کہ روان روان تیرا دیا هوا اور تیرا پالا هوا هی اے میرے رب تو تو میرا ایسا پیارا مالک هی کہ میں دن رات تقصیر پر تقصیر کرتا هوں اور تو آپ دیکھتا هی اور کچھہ نهیں کهتا نہ ایک دن روٹي بند کي اور نہ کبھي کپڑے چھینے پھر هم ناچیز تیرے بندے کیونکر تیرا شکر اور تیرا حق ادا کرسکیں همارا تجھہ پر کچھہ حق نهیں اور تو همکو دیتا هی همارا تجھپر کچھہ زور نهیں اور تو همکو نوازتا هی هم نافرماني کرتے هیں اور تو مهرباني کرتا هی سچ هی کہ خدائي تجھي پر زیبا هی تیرے سوا اور کسي سے کب هوسکتا هی سچ هی کہ تو ایک خدا هی بے لگاؤ کہ نہ کسي کا بیٹا اور نہ کوئی تیرا باپ اور نہ کوئي تیرا کنبہ اے میرے الله جس طرح کہ تیري رحمت اور مهرباني کی انتها نهیں اسي طرح بے انتها اپني رحمت پیغمبر خدا محمد مصطفی سرور مرسلین رحمت للعالمین پر بھیج جن کے سبب همنے تجھہ سے خدا کو پهچانا الهي هم تیري راہ کیا جانتے تھے اور تجھکو کب

پہچانتے تھے یہہ تیرے حبیب کا فضل ہی که جو ہمنے اس راہ کو پہچانا اور تیرے نام کو جانا ہمارا دل اور ہماري جان اُنکے نام کے قربان ہو اُنکے سبب ہم گمرہي سے نکلے اور ہم سیدھے رستے پر پڑے —

دل و جانم فدایت یا محمد * سر من خاک پایت یا محمد

آمین ثم آمین اور اُنکي اولاد پر اور اُنکے یاروں پر بہي الله کي رحمت ہو جنہوں نے رسول الله کي راہ کو بنایا اور ساري اُمت پر احسان کیا - اما بعد - اگرچه بہت دنوں سے دل چاہتا تہا که ایک ایسي کتاب اُردو زبان میں لکہي جاوے جس سے نفس کو تہذیب اور اخلاق کو آراستگي دل کو نرمي ایمان کو مضبوطي حاصل ہو لیکن مکروہات زمانه سے یہه بات لیت و لعل میں پڑي تہي اتفاقاً سنه ۱۲۷۰ هجري میں حاجي محمد امدادالله صاحب دہلي میں تشریف لائے اور اُنہوں نے کیمیاے سعادت کے ترجمه کو فرمایا اگرچه دل میں شیطان نے وسوسه ڈالا که اگر اس قسم کا کام کسي بادشاہ امیر وزیر کي فرمایش سے کیا جاتا تو روپئے ہاتہه لگتے اِن درویشوں کي فرمایش سے محنت میں پڑنا کیا فائدہ اگر اچہے ہیں تو اپنے لیئے ہیں ہمکو کیا مگر پہر خیال میں آیا که بزرگوں کي دعا بہي کافي ہی آؤ ہم اُنکے ارشاد بموجب ترجمه میں محنت کریں اور وہ ہمکو دعائیں دیں الحمد الله که اُنکے ارشاد کي برکت نے اِس سے بڑي بڑہ کر کام کیا که جب میئے اِس کتاب کے ترجمه کا ارادہ کیا تو الله تعالی نے میرے دل سے بدلے کي طمع کو مٹادیا اور اس محنت کو خالص مخلص اپنے لیئے کیا " اني وجہت وجہي للذي فطرالسموات والارض حنیفا و ما انا من المشرکین " الہي جسطرح که تونے میرے دل میں یہه بات ڈالي اسیطرح میري اس محنت کو خالص اپنے لیئے قبول کر اور اسکے تمام کرنے کي توفیق دے آمین یا رب العالمین *

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ اصل کتاب

اللہ کی درگاہ میں بہت سا شکر آسماں کے ستاروں اور مینھہ کی بوندوں اور درختوں نے پتوں اور جنگلوں کی ریت اور زمین کے ذروں برابر ہی کہ یکا ہونا اُسیکی تعریف ہی اور دبدبہ اور بڑائی اور بزرگی اور شان اُسیکا سبھاؤ ہی اُسکی بزرگی کو کوئی نہیں جانتا اور اُسکے سوا اور کوئی اُسکو نہیں پہچانتا اللہ کے پہچاننے میں بزرگوں کے پہچاننے کی انتہا پہچاننے سے عاجز آنا ہی اور اللہ کی تعریف کرنے میں فرشتوں اور پیغمبروں کی تعریف کرنیکی انتہا اُسکی تعریف کرنی اپنے مقدور سے باہر سمجھنا ہی بڑے عقلمندوں کی عقل اُسکی ادنی بات میں حیران رہ جاتا ہی اور اُسکی راہ ڈھونڈھنے والوں کو اُسکی نزدیکی ڈھونڈھنا دہشت میں پڑ جانا ہی اُسکے پہچاننے سے بالکل اُمید توڑنی نادانی ہی اور اُسکے پہچاننے کا دعوی کرنا خام خیالی ہی آنکھوں کا حصہ اُسکے جمال سے چکا چوند میں رہ جانا ہی اور عقل کا حصہ اُسکی عجایب مخلوقات دیکھہ کر اُسکو برحق سمجھنا ہی خدا نکرے کہ کوئی شخص اُسکی ذات کی فکر میں پڑے کہ کیونکر ہی اور کیا ہی اور خدا نکرے کہ کوئی دل اُسکی عجایب مخلوقات کے سمجھنے سے غافل رہے کہ کیونکر ہیں اور کسنے بنائی ہیں تب یقینی جان لیگا کہ یہہ سب اُسیکی قدرت کی نشانیاں ہیں اور یہہ سب اُسیکی بزرگی کا نور ہی اور یہہ سب اُسیکی حکمت کی عجائبات ہیں اور اُسیکی ذات کا پرتو ہی اور جو کنچھہ ہی اُسی سے ہی اور اُسیکے سبب سے ہی بلکہ وہ سب آپ ہی ہی کیونکہ اُسکے سوا اور کسیکا وجود حقیقت میں نہیں بلکہ ہر چیز کا وجود اُسیکے وجود کا پرتو ہی اور رحمت اللہ کی ہو پیغبر خدا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ سب پیغمبروں کے سردار ہیں اور سب مسلمانوں کو سیدھی راہ بتانے والے اور اللہ کے بھیدوں کے امانت دار ہیں اور اللہ کی درگاہ میں مقبول اور اُنکے یاروں پر اور اُنکے کُنبہ پر بھی اللہ کی رحمت ہو کہ اُنمیں کا ہر ایک اُمت کا سردار ہی اور شریعت کی راہ کا بتانے والا — اما بعد — جاننا چاھیئے کہ آدمی کو کھیلنے اور کودنے کے لیئے پیدا نہیں کیا بلکہ اُسکا کام بہت بڑا ہی اور اُسکا مطلب بہت اُونچا اگرچہ اللہ تعالی نے اُسکو نیست سے ہست کیا ہی مگر ہمیشہ ہست ہی رہیگا اور اگرچہ اُسکے تن بدن کا خمیر ادنی خاک ہی لیکن اُسکی روح بہت اچھی اور پاک ہی اور اگرچہ اُسکی ذات ظاہر میں بُری باتوں سے بھری ہی لیکن اگر عبادت میں اُسکو گُھلاؤ

تو پھر سب بُرائیوں سے پاک ہوکر اللہ کے دربار کے لایق ہی او زمین سے لیکر آسمان تک سب اُسکے تابع دار ہیں ادنی درجہ آدمي کا یہہ ہی کہ جانوروں اور درندوں اور شیطانوں کے سے کام کرے نفس کي خواہش اور غصہ میں پھنس جاوے اور بڑا درجہ آدمي کا یہہ ہی کہ فرشتوں کي سي باتیں پیدا کرے نفس کی خواہش کو چھوڑے غصہ سے بچے اور دونوں کو اپنا تابعدار کر کر آپ اُن پر بادشاہ بنے تب اللہ صاحب کي بندگي کے لایق ہووے کہ اسطرح کا ہونا فرشتوں کي خصلت ہی اور آدمي کے لیئے بہت بڑي منزلت اور جب آدمي کو اللہ کے دیدار کا مزہ پڑا تو ایکدم بن دیکھے چین نہیں لیتا اور اُسکے دیدار بن اُسکو آرام نہیں ہوتا اور ظاہر کے آرام اُسکے آگے سب ہیچ ہوجاتے ہیں اور جوکہ آدمي کي ذات اللہ صاحب نے بري باتوں میں ملی ہوئي پیدا کي ہی سو اُن بري باتوں کا نکلنا بغیر عبادت کے ممکن نہیں جسطرح کہ ایسي کیمیا جس سے تانبا اور پیتل سونا بن جاوے مشکل ہی اور ہر کسي کو نہیں آتي اسیطرح یہہ کیمیا کہ جس سے آدمي کي ذات بري باتوں سے پاک ہوکر فرشتوں کي بزرگي میں جاملے اور ہمیشہ کو چین پاوے مشکل ہی اور اُسکو بھي ہر کوئي نہیں جانتا اس کتاب کے لکھنے سے مقصد یہہ ہي ہی کہ اُس کیمیا کا نسخہ بتا دیا جاوے کہ حقیقت میں ہمیشہ کو چین میں رہنے کي کیمیا یہہ ہي ہی اور اسي سبب سے میںنے اس کتاب کا نام بھي کیمیائي سعادت رکھا ہی کہ اسکو کیمیا کہنا سچ ہی کیونکہ تانبے اور سونے میں تو بجز زردي اور چمک کے اور کچھہ فرق نہیں اور اُس کیمیا سے دنیا کے عیش و عشرت کے سوا اور کچھہ فائدہ نہیں اور جب دنیا ہي چند روز ہی تو اُسکے عیش کي کیا حقیقت ہی اور یہہ کیمیا ہمیشہ کو چین میں رہنے کي ہی کہ اُسکو بھي انتہا نہیں اور اُسکي نعمتوں کو بھي انتہا نہیں اور کسیطرح کے غبار کو اُسکي نعمتوں میں دخل نہیں پھر اس کیمیا کے سوا اور کسي پر کیمیا کا نام رکھنا جھوٹ مت کي بات ہی *

فصل

جاننا چاہیئے کہ جس طرح کیمیا ہر کسي پاس نہیں ہوتي بلکہ بزرگوں اور بادشاہوں کے خزانہ میں ہوتي ہی اسیطرح وہ کیمیا کہ جس سے آدمي کي ذات بري باتوں سے پاک ہو ہر جگہہ نہیں ہوتي بلکہ اللہ صاحب ہی کے خزانہ میں ہی اور اللہ صاحب کا خزانہ آسمان میں تو فرشتے ہیں اور زمین میں پیغمبروں کے دل ہیں پھر اگر کوئي اس کیمیا کو پیغمبر صاحب کے دل کے سوا اور کہیں ڈھونڈھے تو جان لو کہ وہ راہ سے بھٹک گیا اور انجام کار اُسکا دل کي بیماري ہی آخر حال اُسکا خام خیالي اور قیامت کے دن بڑي خرابي ہوگي اور اُسکے دل کي بیماري کھلیگي اور اُسکي خام خیالوں کي

رسوائي هوئي پهر کهنے والے کهیں گے که اب اُتهادیئے همنے تیرے آگے سے تیرے پردے اب نگاه تیري آج کے دن تیز هی الله صاحب کي بڑي نعمتوں میں سے ایک یهه بهي نعمت هی که ایک لاکهه چوبیس هزار پیغمبر اسي کام کے لیئے اپنے بندوں پاس بهیجے که اس کیمیا کا نسخه سب کو سکهادیں اور اُن کو بنا دیں که دل کو الله کي عبادت میں کیونکر بُهلویں اور بُرائي کو اور بُري باتوں کو جو دل پر کا میل هی کیونکر دل سے دور کریں اور اچهي باتوں کو کیونکر دل میں ڈالیں اسي سبب سے جس طرح که الله صاحب نے اپني بڑائي اور پاکي بتائي هی اسیطرح نبیوں کے بهیجنے پر بهي اپني بڑائي جتائي هی اور سوره جمعه میں فرمایا هی که پاکي سے یاد کرتا هی الله کو جو کچهه که آسمانوں میں هی اور جو کچهه که زمین میں هی اور وه بادشاه هي پاک ذات زبردست حکمت والا وهي هی جس نے بهیجا اُن پڑهوں پر ایک رسول اُنهي میں کا سناتا هی اُن کو اُسکي نشانیاں اور پاک کرتا هی اُن کو اور سکهاتا هی اُن کو کتاب اور حکمت پاک کرنے کے یهه معني هیں که بُري باتیں جانوروں کي سي اِن میں سے دور کرے اور کتاب اور حکمت کا سکهانا یهه هی که فرشتوں کي سي باتیں اُن کے دلمیں ڈالے اور کیمیا سے مطلب یهه هی که آدمي میں جو بُري باتیں هیں وه نرهیں اور جو اچهي باتیں هیں وه دلمیں بیٹهه جاویں اور سب سے بڑي کیمیا یهه هی که آدمي دنیا سے بیزار هووے اور الله صاحب کي طرف رجوع کرے جیسے که الله صاحب نے سور مزمل میں پیغمبر صاحب کو سکهایا که پڑه نام اپنے رب کا اور رجوع کر اُسکي طرف سب سے الگ هوکر اور الگ هونے کے معني یهه هیں که سب چیزوں سے توڑے اور الله هي سے جوڑے حاصل اس کیمیا کا تو یهي هی اور یوں تو تفصیل اسکي بهت لنبي هی مگر اس کیمیا کا طریق چار چیزوں کا جاننا هی اور اُسکے رکن چار معاملوں کا کرنا هی اور هر ایک رکن کي دس اصلیں هیں پهلا طریق — یهه هی که اپني حقیقت کو جانے دوسرا طریق — یهه هی که الله تعالی کو پهچانے تیسرا طریق — یهه هی که دنیا کي حقیقت کو جانے چوتها طریق — یهه هی که قیامت کي حقیقت کو پهچانے اِن چاروں طریقوں کا جاننا حقیقت میں مسلمان هونیکے طریق کا جاننا هی اور اُن رکنوں کے بهي چار معاملے هیں دو ظاهر سے علاقه رکهتے هیں اور دو باطن سے وه دو جو ظاهر سے علاقه رکهتے هیں اُن میں سے پهلا رکن — الله کا حکم بجالانا هی که اُسکا نام عبادات هی دوسرا رکن — هر کام کے جو آداب هیں اُن کا لحاظ رکهنا هی که اُسکا نام معاملات هی اوروه دو رکن جو باطن سے علاقه رکهتے هیں اُن میں سے پهلا رکن — بُري باتوں سے اپنے دل کا پاک کرنا هی جیسے غصه سے اور کنجوسي سے اور حسد سے اور غرور سے اور تکبر سے که اس کا نام مهلکات هی دوسرا رکن — اچهي باتوں سے اپنے دل کا سنوارنا هی جیسے صبر کرنے سے شکر کرنے سے الله کي محبت رکهنے سے الله سے اُمید رکهنے سے الله پر توکل کرنے سے که اسکا نام منجیات

ہی پہلا رکن - جو عبادات کا ہی اُسمیں دس اصل ہیں پہلي - سنتوں کے اعتقاد میں دوسري - علم سیکھنے میں تیسري - ستھرائي میں چوتھي - نماز میں پانچویں - زکوۃ میں چھٹي - روزہ میں ساتویں - حج میں آٹھویں - قران پڑھنے میں نویں - اللہ کي یاد کرنے اور دعاؤں کے مانگنے میں دسویں - وظیفہ پڑھنے میں دوسرا رکن - جو معاملات کا ہی اُس میں بھي دس اصل ہیں پہلي - کھانے کے ادب میں دوسري - نکاح کے ادب میں تیسري - کسب اور سوداگري کے ادب میں چوتھي - رزق حلال ڈھونڈھنے میں پانچویں - صحبت کے ادب میں چھٹي - گوشہ نشیني کے ادب میں ساتویں - سفر کے ادب میں آٹھویں - راگ سننے اور حال آنے کے ادب میں نویں - لوگوں کو اچھي باتوں کے سکھانے اور بُري باتوں سے منع کرنے میں دسویں - رعیت پالنے اور حکومت کرنے میں تیسرا رکن - بُري باتوں سے اپنا دل پاک کرنے میں جنکو مہلکات کہتے ہیں اُس میں بھي دس اصل ہیں پہلي - نفس مارنے میں دوسري - بھوک کے مارنے اور عورت کي خواہش کے روکنے میں تیسري - بُري باتوں سے چپ رہنے اور زبان کو برائي سے روکنے میں چوتھي - غصہ اور رشک اور حسد کھونے میں پانچویں - دنیا کي محبت کے چھوڑنے میں چھٹي - مال کي محبت توڑنے میں ساتویں - جاہ اور بڑائي کي محبت کھونے میں آٹھویں - ریا اور دکھلاوے کي عبادت نہ کرنے میں نویں - مغروري اور تکبر مٹانے میں دسویں - غرور اور غفلت دور کرنے میں چوتھا رکن - منجیات میں - اُسمیں بھي دس اصل ہیں پہلي - گناہوں سے توبہ کرنے میں دوسري - شکر اور صبر کرنے میں تیسري - اللہ کے غضب سے ڈرنے اور اُسکي رحمت سے اُمیدوار رہنے میں چوتھي - فقیري اور زہد کرنے میں پانچویں - سچي اور خالص نیت رکھنے میں - چھٹي - اپنے نفس سے برائیوں کا حساب لیتے رہنے اور اُسکے حالات پر غور کرنے میں ساتویں - اللہ تعالی کي عجایب حکمت کے فکر کرنے میں آٹھویں - توکل اور توحید میں نویں - اللہ کي محبت اور شوق میں دسویں - موت کے یاد کرنے اور احوال قیامت کے سوچنے میں - یہہ فہرست ہی تمام کتاب کیمیاے سعادت کي اور اِس کتاب میں آگے کو اِن سب باتوں کي تفصیل آسان عبارت میں آویگي اگر کسي کو اِس سے زیادہ تحقیق کرني ہو تو عربي زبان میں جو کتابیں لکھي گئي ہیں جیسے احیاء العلوم اور جواہرالقران اور اُسیطرح کي اور کتابوں میں دیکھے کیونکہ اِس کتاب سے یہہ مطلب ہی کہ ہرایک اِسکو سمجھہ سکے اللہ تعالی اِس کتاب کے پڑھنے والوں کي نیت بخیر کرے اور میري نیت کو بھي ریا اور دکھلاوے کي باتوں سے پاک کرکر قبول کرے اور توفیق دے کہ جو کہوں وہي کروں کیوں کہ آپ نہ کرنا اور اوروں کو کہنا بے تاثیر ہوتا ہی اور لوگوں کو کہنا اور آپ اُسپر عمل نکرنا قیامت کا وبال ہوتا ہی خدا اُس سے بچاوے *

ابتدا کتاب کي

مسلماني کے طریق پیدا کرنے میں اور وہ چار طریق هیں پہلا طریق — اپنے آپ کو پہچاننا هی — جاننا چاهیئے که الله تعالی کے پہچاننے کي جڑ اپنے آپ کا پہچاننا هی اِسیواسطے کہا هی که جس نے اپنے آپ کو پہچانا اُسنے الله کو جانا اور الله صاحب نے بهي سورہ فصلت میں فرمایا که اب هم دکهلاوینگے اُنکو اپني نشانیاں دنیا میں اور اُنکے آپے میں جب تک که کهل جاوے اُنپر که یهي ٹهیک هی غرض که اپنے آپے سے سوا کوئي چیز تجهه سے نزدیک نہیں هی پهر اگر تونے اپنے آپے کو نجانا تو اور کو کیا پہچانے گا اگرچه تو کہتا هی که میں اپنے تئیں جانتا هوں مگر یهي غلطي هی اِسطرح کے جاننے سے الله کي حقیقت کا پہچاننا نہیں آتا کیونکه اتنا تو جانور بهي اپنے تئیں جانتا هی جتنا که تو سر اور منهه اور هاتهه پاؤں گوشت پوست ظاهر کا دیکهه کر پہچانتا هی اور باطن کي تجهے اِسي قدر خبر هی که جب بهوک لگتي هی روٹي کهاتا هی اور جب غصه آتا هی لڑپڑتا هی جب عورت کو دل چاهتا هی جورو پاس جا سوتا هی اِتني بات میں تو تمام جانور تیرے برابر هیں پهر تجهه کو چاهیئے که اپني حقیقت تو ڈهونڈے که کہاں سے آیا هی اور کدهر کو جاویگا اور دنیا میں کس کام کو آیا هی اور کس دهندے کے لیئے تجهے پیدا کیا هی اور تیري بهلائي کیا هی اور کس چیز میں هی اور تیري بُرائي کیا هی اور کس چیز میں هی اور یهه باتیں جو تجهه میں جمع هیں که اُن میں بعضي چرندوں کي هیں اور بعضي درندوں کي اور بعضي دیووں کي اور بعضي فرشتوں کي اِن میں سے تو کون هی اور کون سي بات اصل میں تیري هی اور کون سي بیگانی تجهه میں آگئي هی اگر اس بات کو تو نجانیگا تو اپني بهلائي ڈهونڈه نه سکیگا کیونکه اِن میں سے هر ایک کي غذا جدا اور هر ایک کا کام جدا هی جانور کي غذا اور اُسکا کام دن رات کهانا اور اینڈنا اور سونا هی پهر اگر تو جانور هی تو دن رات کهانے اور اینڈنے اور سونے کي فکر میں رہ اور درندوں کي غذا اور اُنکا کام پهاڑنا اور چیرنا مارنا اور لڑنا هی اور دیووں کي غذا اور اُن کا کام فساد کرنا اور سر اُٹهانا اور فریب کرنا هی پهر اگر تو اِن میں سے هی تو اِن کے کاموں میں مشغول هو که جو اِن کا مطلب هی وہ تجهکو حاصل هو اور فرشتوں کي غذا اور اُنکا کام الله کے دیدار کا دیکهنا هی اِسي سبب سے نه اُن پاس غصه هی نه اُنمیں جانوروں کي سي باتیں هیں اگر تو بهي اصل میں فرشته هی تو اُسمیں کوشش کر که الله کو پہچانے اور اُسکے دیدار کے دیکهنے کے لایق هو اور نفس کي خواهش اور غصه سے بچے اور اسبات کو سمجهے که جانوروں اور درندوں کي باتیں تجهه میں کیوں بنائي هیں کیا اسلیئے بنائي هیں که تجهکو پکڑکر تجهه سے اپني خدمت لیویں اور دن رات تجهکو اپنا چاکر بناویں یا اسلیئے بنائي هیں که تو اُنکو پکڑے اور جو موت کا سفر تجهکو کرنا

هی اُسمیں ان سے خدمت لے کسي سے گھوڑے کا کام لے اور کسي سے هتیار کا اور چند روز جو
یہاں هی تو بھي اُنسے اپني خدمت لے تاکہ ان کے سبب تجھکو بھلائي ملے اور چین سے اپنے
اصلي وطن میں چلا چلے اچھے لوگوں کے نزدیک تو وہ وطن دن رات اللہ کے دربار میں حاضر
رهنا اور اُسکے دیدار کا دیکھنا هی اور عوام کے نزدیک بہشت میں جانا هی غرضکہ یہہ باتیں
تجھکو جانني لازم هیں تاکہ تھوڑا سا اپنے آپکو جانے اور جو شخص کہ اتنا بھي نجانیگا دین
کي راہ میں اُسکے نصیب پریشاني هی اور دین کي حقیقت اُس سے پردہ میں هی *

فصل

اگر آدمي اپنے آپکو پہچاننا چاهے تو جان لے کہ آدمي کو دو چیزوں سے پیدا کیا هی
ایک تو ظاهر کا بدن هی کہ آنکھہ سے دکھائي دیتا هی اور ایک اندر کچھہ چیز هی کہ اُسکو
روح اور جان کہتے هیں اور بعضي دفعہ جو کہتے هیں کہ دلمیں یہہ بات آئي تو اُس دل سے
بھي وهي روح اور جان مراد هوتي هی اور وہ اندر کي چیز باطن کي آنکھہ سے دکھائي دیتي
هی ظاهر کي آنکھہ سے نہیں سوجھتي اور وهي اندر کي چیز آدمي کي حقیقت هی
اور اُسکے سوا جو کچھہ هی اُسکے تابع اور نوکر چاکر خدمتگار هیں اور امام غزالي صاحب
نے اُس اندر کي چیز کا دل نام رکھا هی اور جس جگہہ دل کا نام لیکر وہ کچھہ بات کہتے
هیں تو وهاں اُنکي مراد آدمي کي اصل حقیقت کي بات کہني هوتي هی اُسي کو روح
بھي کہتے هیں اور جان بھي کہتے هیں ۔ اور امام غزالي صاحب کي مراد اس دل سے
ظاهر کا دل جو گوشت کا ٹکڑا آدمي کے بائیں طرف سینہ میں لٹکا هی نہیں
هوني کیونکہ وہ فرماتے هیں کہ اُسکي کیا حقیقت هی وہ تو جانوروں اور مردوں کے بھي
هوتا هی اور وہ تو آنکھہ سے بھي دکھائي دیتا هی اور جو چیز کہ ظاهر کي آنکھہ سے دکھائي
دیوے وہ تو دنیا کي چیزوں میں سے ایک چیز هی جسکو عالم ظاهر کہتے هیں اور
جس دل کا وہ ذکر کرتے هیں وہ عالم ظاهر میں سے نہیں هی بلکہ یہاں تو مسافروں کي طرح
راہ چلتے آنکلا هی اور یہہ ظاهر کا دل گوشت کا ٹکڑا گویا اُسکے سفر کرنیکي سواري هی
اور سب اعضا اُسکے نوکر چاکر خدمتگار هیں اور وہ سب کا بادشاہ هی اور اُسکا کام اللہ کا
پہچاننا اور اُسکے دیدار کا دیکھنا هی اور جو اللہ کا حکم هی اُسیکے لیئے هی اور جو گناہ هوتا هی
اُسي پر هوتا هی اور جو عذاب ثواب هی سب اُسي پر هی اور اچھا هونا بُرا هونا اصل
میں اُسیکا هی اور ظاهر کا بدن اُن سب باتوں میں اُسکے تابع هی غرضکہ اُس اندر کي
چیز کا خواہ دل نام لو خواہ جان اور خواہ روح اُسکا جاننا اور اُسکے بھلے بُرے کاموں کو
پہچاننا اللہ تعالی کے پہچاننے کي جڑ هی پھر آدمي کو اسمیں کوشش کرني چاهیئے کہ
اُس اندر کي چیز کو جانے کیوں کہ وہ بہت اچھا پاک صاف موتي هی اور ذات الهي کے دریا

میں سے نکلا ھی اور یہاں مسافر ھوکر سوداگری کرنے اور کمائی کرنیکو آیا ھی اور انشاالله تعالی جس سوداگری اور کمائی کرنیکو وہ اندر کی چیز یعنی آدمی کی روح دنیا میں آئی ھی اُس سوداگری کرنے اور کمائی کرنیکے معنی آگے معلوم ھووینگے *

فصل

جاننا چاھیئے که روح کی حقیقت کا پہچاننا نہیں آتا جبتک یہه نجانیے که وہ بیشک موجود ھی اور اُسکی حقیقت کیا ھی اور اُسکے نوکر چاکر کون ھیں اور اُسکو نوکروں چاکروں سے کیا علاقه ھی اور اُسکا کام کیا ھی اور اُسکو الله تعالی کی پہچان کیونکر ھوجاتی ھی اور وہ اس درجه پر کیونکر پہنچتی ھی اگرچه اس سب کا حال هم بتاوینگے مگر اتنی بات یہیں جان لینی چاھیئے که روح کا حقیقت میں موجود ھونا تو ظاھر ھی کس لیئے که آدمی کو اپنے ھونے میں کسیطرح کا شک نہیں اور وہ یہه بھی جانتا ھی که میرا ھونا صرف ظاھر کے بدن کا ھونا نہیں ھی کیونکه ظاھر کا بدن تو مُردہ کے بھی ھوتا ھی مگر جان نہیں ھوتی اور جب وہ جان نہیں ھوتی تو پھر آدمی مردار ھی اور اگر کوئی شخص آنکھه بند کرکر اپنے تن بدن کو بھول جاوے اور آسمان زمین کو بھی بھول جاوے اور جو کچھه آنکھه سے دکھائی دیتا ھی اُسکو بھی بھلادے تو بھی اُسکو اپنے ھونے میں کچھه شک نہیں ھوتا اور اپنے آپ کو جانتا ھی گو اُسنے آسمان کو اور زمین کو اور جو کچھه که اُسمیں ھی سبکو بھلادیا ھو اگر کوئی شخص اسی بات پر غور کرے تو تھوڑاسا قیامت کا حال بھی سمجھلے اور جان جاوے که یہه بھی ھوسکتا ھی که اگر ظاھر کا بدن بھی اُسکا جاتا رھے تو بھی وہ شخص جیسا ھی ویساھی رھے *

فصل

جاننا چاھیئے که روح کی حقیقت کی جستجو کرنے میں که وہ کیا ھی اور کیونکر ھی شریعت کی اجازت نہیں اور اسی سبب سے حضرت پیغمبر صاحب صلی الله علیه وسلم نے بھی اُسکی تفصیل بیان نہیں کی الله صاحب نے بھی سورہ بنی اسرائیل میں یوں ھی فرمایا که روح کا حال جو تجھه سے پوچھتے ھیں اُنسے کہدے که روح میرے الله کا حکم ھی اور اس سے سوا که الله کے حکموں میں سے یہه بھی ایک حکم ھی پیغمبر صاحب نے بھی بتانے کا حکم نہیں پایا سچ ھی الله ھی کے لیئے پیدا کرنا ھی اور اُسیکے لیئے حکم ھی ظاھر کی مخلوق کا عالم اور ھی اور باطن کے حکموں کا عالم جدا ھی جو چیز که اندازہ میں آسکے یا دکھائی دیوے یا خیال میں آوے که کتنی ھی اُسکو تو ظاھر کی مخلوق کا عالم کہتے ھیں کیونکه خلق کے معنی اصل میں اندازہ میں لانیکے ھیں آدمی کے دل کا کچھه اندازہ نہیں

اور نہ یہہ معلوم ہوسکتا ہی کہ وہ کیسا ہی اور اسی سبب سے دو مخالف باتیں اُسمیں جمع نہیں ہوتیں کیونکہ اگر جمع ہوسکتیں تو ممکن تھا کہ دل کا ایک کونا ایک بات کو جانتا ہو اور دوسرا کونا اُسی بات سے ناواقف ہو اور ایک ہی دم میں عالم بہي ہو اور اُسی دم میں جاہل بہي ہو اور یہہ بات نہیں ہوسکتی اور باوجودیکہ اس دل میں نہ دوہري بات آسکتی ہی اور نہ اُسکا اندازہ ہوسکتا ہی اسپر بہي الله کا پیدا کیا ہوا ہی *

اسیقدر ترجمہ لکھا گیا تھا

تبیین الکلام

فی

تفسیر التوراة والانجیل علی ملة الاسلام

حصہ اول

آمنا باللہ وما انزل علی ابراہیم و اسمعیل و اسحاق و یعقوب والاسباط وما اوتی موسی و عیسی
والنبیون من ربہم لانفرق بین احد منہم و نحن لہ مسلمون — سورة آل عمران آیت ۸۴

بسم الله الرحمن الرحيم

ذوالقعدہ سنہ ۱۲۷۸ ہجري مطابق سنہ ۱۸۶۲ ع

المقدمة الاولی

انسان کي نجات کو نبیوں کا آنا ضرور هی

وہ ایک مقدس اور پاک هستي جسکو کوئي الله اور کوئي وجود اور کوئي کلام کهتا هی همیشه سے هی اور همیشه رهے گي ' وہ آپ هي آپ هی اور اُسکا هونا اُسکي ذات هی' کیونکه اُسنے اپنا لقب یہي بتایا که ' میں هوں ' اُسکا هونا هي اُسکي بڑائي هی ' اپنے هونے سے وہ پهچانا جاتا هی ' اور اسي بڑائي سے وہ پکارا جاتا هی ' اُسکي ابتداء هی نه انتہا' وہ اسکا محتاج نهیں اور اُسکے سوا کوئي نهیں ' یہاں تک که اگر کہا جاوے/که هی ' تو بوجها جاوے که وهي هی ' نه وہ کسي سے پیدا هوا ' اور نه اُس سے کوئي پیدا هوا ' اور پهر جو کچهه هوا بغیر اُسکے نهوا ' اُسکاسا کوئي نهیں ' نه هونے میں ' کیونکه هونا اُسکي ذات هی ' اور نه کسي صفت میں ' کیونکه سب صفتیں اُسکي ذات هیں ' وہ زندہ هی ' نه جان سے ' بلکه اپنے آپ سے' وہ جانتا هی' نه کسي جهت سے' بلکه اپني ذات سے' وہ دیکهتا هی' نه کسي دیکهنے والي چیز سے' بلکه اپني ذات سے' وہ سنتا هی ' نه کسي سننے والي چیز سے ' بلکه اپني ذات سے' وہ بولتا هی ' نه کسي بولنے والي چیز سے ' بلکه اپني ذات سے ' وہ جو چاهتا هی سو کرتا هی' نه کسي غرض سے ' بلکه اپنے کمال سے ' وہ سب کچهه کرتا هی ' نه کسي کرنے والي چیز سے' بلکه اپني ذات سے ' وہ هر طرحپر یکه هی ' اور هر آن میں هزاروں لاکهوں بلکه بےانتہا کام کرتا هی ' پهر ایسي ذات کو کوئي عقل سے پهچان سکتا هی ؟ *

بڑے بڑے عقلمندوں نے اِسمیں عقل دوڑائي ' اور اُسکي عجائب قدرت کے کارخانوں کو دیکهه دیکهه اور سوچ سوچ عقل لڑائي ' اِتنا تو جانا ' که اِن عجیب عجیب کارستانوں کا بنانے والا کوئي هی ' مگر اِسکے سوا اور کچهه نجانا ' اور جو جانا سو غلط جانا *

اُسکا واحد هونا اُسیکے بتانے سے جانا ' اور جیسا وہ هی اُسیکے بتانے سے اُسکو پهچانا ' مگر اِنسان کي طاقت نهیں ' که صرف اپني عقل سے جیسا وہ هی ویسا اُسکو جان لے *

اِنسان میں صرف یہي ظاهري گوشت پوست هي نهیں هی' بلکه اِسکے سوا اُسمیں ایک اَور چیز بهي هی ' جس سے در حقیقت اِنسان اِنسان کهلاتا هی ' آدمي اگر خود اپنے آپے میں غور کرے تو جان سکتا هی که اِس ظاهري بدن کے سوا اُسمیں اور کچهه چیز

بھي ھی ' جس سے وہ بھلائي اور بُرائي کو پہچانتا ھی ' اور ھر چیز کي کُنھہ کو بقدر اپني طاقت کے جانتا ھی ' اگرچہ اُس چیز کو اِنسان کے بدن سے کچھہ علاقہ ھی ' مگر جب غور سے دیکھو تو باوجود اُس علاقہ کے ' محض بےعلاقہ ھی ؛ آدمي کبھي ایسا مستغرق ھوتا ھی ' کہ سب چیز کو بھول جاتا ھی ' مگر اپنے آپ کو نہیں بھولتا ' اِس سے خیال ھوسکتا ھی ' کہ گو اِنسان کا یہہ ظاھري بدن نیست بھي ھوجاوے ' مگر وہ چیز جو اُسمیں ھی جیسي ھی ویسي ھي رھے ' *

پھر اگر وہ چیز چند روزہ ھی ' اور آخر کو نیست ھونے والي ھی ' تو دل قبول نہیں کرتا ' کہ اُس ذات پاک دایم‌الوجود نے ' یہہ تمام عجائبات ایک ایسي فاني اور ناپائدار چیز کے لیئے بنائي ھوں ' پس کچھہ شبہہ نہیں ' کہ وہ چیز بھي دایم‌الوجود ھی ' اور نیست ھونے والي نہیں ––

ھرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق * ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اب غور کرنا چاھیئے ' کہ وہ چیز جو اِنسان میں ھی کیوں ھی ' اگر اِس واسطے ھی کہ جب اُسکو نیند آوے تو سو رھے ' اور جب بھوک لگے تو کھا لے ' تو اِنسان میں اور جانوروں میں کیا فرق ھی ؟ کیونکہ سب جانور بھي تو ایساھي کرتے ھیں ' اِس سے معلوم ھوتا ھی کہ وہ چیز اِنسان میں اِن کاموں کے لیئے نہیں ھی بلکہ اور کسي کام کے لیئے ھی *

اگر ھم صرف عقل کے زور سے اُس کام کو تلاش بھي کریں تو اِتنا تو جان سکتے ھیں کہ جسنے ھمکو بنایا اور جسنے ھمکو وہ چیز دي جو اُسکي مرضي ھی وہ کام اُس چیز سے کریں ' مگر یہہ نہیں جان سکتے کہ اُسکي مرضي کیا ھی جب تک کہ وہ خود ھي نہ بتاوے *

پس یہہ دو چیزیں ھیں جنکے لیئے نبیوں کا آنا ضرور ھی ' تاکہ وہ الہام سے بتاویں کہ تمھارا مالک ' کون ھی اور کیسا ھی ' اور تمکو کیونکر اپنے مالک کي مرضي پر چلنا چاھیئے جس سے تمھاري اصلي حقیقت کو جو کبھي فنا ھونے والي نہیں ھی حیات ابدي حاصل رھے *

اگر کھو کہ جب یہہ بات ھی تو تمام اِنسانوں کے لیئے جہاں وہ ھوں نبیوں کا ھونا ضرور ھی ' کیونکہ بغیر نبیوں کے اِنسان اپني عقل سے نہ اپنے مالک کو اور نہ اُسکي مرضي کو پہچان سکتا ھی ' پھر جب تک کوئي بتانے والا نہو وہ کس طرح کُفر و شرک کے گناہ میں پکڑے جاسکتے ھیں ؟ ھم کہتے ھیں کہ بےشک یوں ھي ھی ' اور ھم یقین رکھتے ھیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بني نوع اِنسان پاس نبي بھیجے ' اور اُنھوں نے خدا کي وحدانیت اور اُسکي مرضي اُنکو بتائي ' گو رفتہ رفتہ ایک مدت بعد اُنھوں نے اُسکو خراب کردیا *

جہاں تک ہم انسان پر نظر کرتے ہیں ' اور کیسے ہی جنگلی وحشی آدمیوں پر خیال کرتے ہیں ' یہی پاتے ہیں کہ وہ کوئی نہ کوئی طریقہ معبود کی بندگی کا اِس خیال سے کہ یہہ ایک اور عالم میں کام آنے والا ہی اپنے پاس رکھتے ہیں ' اور یہہ صاف دلیل اسبات کی ہی کہ یہہ خیال اُنکے یا اُنکے بڑوں کے دل میں اُسی نبی کی تعلیم سے پڑا ہی جو اُنکے لیئے مبعوث ہوا تھا ●

سورة فاطر آیت ۲۴
وان من امة الا خلا فیها نذیر

اللہ تعالی سورۂ فاطر میں فرماتا ہی کہ " کوئی ایسا فرقہ نہیں ہی جسمیں ڈرانے والا (یعنی پیغمبر جو بُری باتوں سے ڈراتا ہی) نہ گذرا ہو " ●

سورة رعد آیت ۷
ولکل قوم هاد

اور اسیطرح اللہ تعالی سورۂ رعد میں فرماتا ہی کہ " ہر قوم کے لیئے راہ بتانے والا (یعنی پیغمبر) ہوا ہی " ●

سورۂ یونس آیت ۴۷
ولکل امة رسول

اور اسیطرح اللہ تعالی سورۂ یونس میں فرماتا ہی کہ " ہر فرقہ کے لیئے (جو گذر گئے) ایک پیغمبر ہی " ●

اور اس میں بھی کچھہ شک نہیں ہی کہ تمام انبیاء جسقدر گذرے سب کا دین ایک تھا ' اور وہ اسی بات کے سکھانے کو آئے اور یہی سکھاتے رہے کہ خدا ایک ہی ' اُسکے سوا کوئی نہیں ' وہی بندگی کے لایق ہی ' اُسکی بندگی کرو ●

سورۂ شوری آیت ۱۳
شرع لکم من الدین ما وصی به نوحاً والذی اوحینا الیک وما وصینا به ابراهیم وموسی وعیسی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیه

اللہ تعالی سورۂ شوریٰ میں فرماتا ہی کہ " تمکو دین میں وہی راہ ڈالدی ہی جو کہدیا تھا نوح کو ' اور جو حکم بھیجا ہمنے تجھکو ' اور جو ہمنے کہدیا تھا ابراہیم کو ' اور موسی کو ' اور عیسی کو ' کہ دین کو قایم رکھو ' اور اسمیں کچھہ فرق مت کرو " ●

ہاں البتہ ہر ایک کو شریعت یعنی اُس خداے واحد کی پرستش کے احکام ' اور اُسکا طریقہ ' جدا جدا بتایا ہی اور وہی ہر نبی کی شریعت کہلاتی ہی ' جسوقت انسان کی روح کو کوئی روحانی بیماری لگ جاتی ہی ' اور جس طریقہ عبادت سے وہ بیماری جاتی ہی ' وہی شریعت اُسوقت کے نبی کو دی جاتی ہی ●

سورۂ المائدہ آیت ۵۱
لکل جعلنا منکم شرعة ومنهاجا

اللہ تعالی سورۂ مایدہ میں فرماتا ہی کہ " ہر ایک کو نبیوں میں سے ہمنے دیا ایک دستور اور طریقہ (یعنی شریعت) " ●

غرضکہ اِس میں کچھہ شبہہ نہیں کہ تمام دنیا میں جسقدر مذہب پہلے ہوئیں وہ سب پہلے پہل نبیوں سے دیئے گئے ہیں اور سب کی تعلیم ایک تھی ' یعنی ایک

خدا کو ماننا اور اسکي پرستش کرني ' مگر جب اُن لوگوں نے اُس مطلب کو بگاڑ دیا تو پھر نبي کے آنے کي حاجت هوئي ' اسي سبب سے هزاروں نبي آئے ' اور کتابیں لائے اور خدا کي وحدانیت اور خدا کے احکام کو لوگوں میں پھیلایا ' جب یہہ احکام بخوبي پھیل گئے ' اور سب طرح پر ظاهر هوگئے ' اور کوئي بات چھپي هوئي اور دهوکه میں پڑنے کي نه رهي ' تو اُس نبي کے بعد پھر کسي نبي کے آنے کي حاجت نرهي ' اور وهي نبي خاتم النبیین هی ' چنانچه یہہ کام محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم پر تمام هوا *

اسلیئے هم مسلمان یہہ اعتقاد رکھتے هیں که خدا ایک هی اور اپني ذات پاک سے آپ موجود هی ' اور تمام چیزیں اُسي نے نیستي سے هستي کي هیں ' اور وہ سب چیزیں پیدا هونے اور موجود رهنے میں اُسکي محتاج هیں ' اور وہ کسي چیز کا محتاج نہیں *

وہ یکه هی اپني ذات میں بھي اور اپني صفات میں بھي اور اپنے کاموں میں بھي ' کسیکو اُسکے کسي کام میں کسي طرح کي شرکت نہیں ' اُسکا وجود اور اُسکي زندگي همارے وجود اور هماري زندگي کي مانند نہیں هی ' اور نه اُسکا علم همارے علم کي طرح پر هی ' اُسکا سننا اور اُسکا دیکھنا ' اور اُسکا ارادہ ' اور اُسکي قدرت ' اور اُسکا کلام ' هماراسا دیکھنا ' اور هماراسا ارادہ ' اور هماري سي قدرت ' اور هماراسا کلام نہیں هی ' اور صرف نام کے ایک هونیکے سوا اور کچھہ مناسبت نہیں رکھتا *

بنانا اور پیدا کرنا ' اُسکي خاص صفت هی ' کیونکه اور کوئي کسي چیز کو نه بنا سکتا هی نه پیدا کرسکتا هی ' یہاں تک که انسان جو کام کرنا چاهتا هی اُسکو بھي وهي پیدا کرتا هی ' البته انسان کي بناوٹ اُسنے ایسي رکھي هی که وہ صرف قصد و ارادہ اچھے یا بُرے کام کا کرسکتا هی *

وہ نه کسي میں سماتا هی ' اور نه کوئي اُسمیں سماتا هی ' مگر اپني ذات سے سب چیزوں کو گھیرے هوئے هی ' اور هر چیز کے پاس هی ' اور هر چیز کے ساتھہ هی ' مگر اُسکا پاس هونا اور ساتھہ هونا هماري سمجھہ میں نہیں آتا *

تمام انبیاء جو ابتداء سے انتہا تک هوئے سب برحق هیں ' اور محمد رسول الله صلی الله علیه و سلم بلاشبهه خاتم النبیین هیں ' اور بیشک حضرت مسیح علیه السلام روح الله اور کلمة الله اور رسول الله اور مؤید بروح القدس تھے *

تمام کتابیں ' توریت ' اور زبور ' اور صحف انبیاء ' اور انجیل ' اور قرآن مجید جو همارے پیغمبر پر نازل هوا ' سب برحق ' اور خدا کي دي هوئي کتابیں هیں جو اُسنے اپنے پیغمبروں کو دیں *

تمام نبي صغیرہ اور کبیرہ گناہ سے پاک هیں ' فرشتے خدا کے بنائے هوئے هیں ' اور عورت یا مرد هونے سے پاک هیں ' اور جسکام کے لیئے بنائے گئے هیں اُسمیں نافرماني نہیں کرتے *

کوئی نبی یا فرشتہ اپنی ذات سے بغیر خدا کے کچھہ قدرت یا علم نہیں رکھتا *

مرنیکے بعد جی اُٹھنا اور قیامت کا ہونا ' اور حساب کا لیا جانا ' اور دوزخ اور بہشت کا ہونا ' اور جو کچھہ کہ اُسمیں عذاب و تنعم سے مذکور ہوا ہی سب حق ہی ' جن الفاظوں سے کہ دوزخ و بہشت کے عذاب اور تنعم کا بیان ہوا ہی وہ صرف بطور مثال کے ہی ' ورنہ وہاں کے نعم ' اور عذاب سے اور دُنیا کے تنعم اور عذاب سے بجز ایک سا نام ہونیکے اور کچھہ مناسبت نہیں ہی ' اصلی اور اعلی نعمت بہشت کی دیدار خدا کا ہی ' کہ ایمان والے اُس ذات پاک کو جسپر بن دیکھے ایمان لائے تھے بغیر کسی پردہ کے ' اور بغیر کسی صورت کے ' اور بغیر کسی جہت کے ' علانیہ دیکھینگے *

ایمان لانا صرف دلکی روحانی یقین کا نام ہی ' جب تک وہ یقین نہیں جاتا کسیطرح پر ایمان نہیں جاتا ' زبان کا اقرار صرف اُس دلی تصدیق کے ظاہر کرنیکی نشانی ہی ' کوئی کام جبتک وہ تصدیق دل میں ہی آدمی کو اُسکے اور خدا کے درمیان میں کافر نہیں کرتا ' گو وہ کام کیسا ہی گُناہ ہو ' اور گو ظاہر میں اُسکے افعال کے سبب اُسکو کافر بھی کہا جاوے ; مگر ایسی باتوں سے خدا ناراض ہی ' اور اگر چاہیگا تو اُنپر عذاب کریگا ' پھر اُسکا عذاب سہل نہیں ہی *

توبہ سے سب گُناہ بخشے جاتے ہیں ' اور شرک کے سوا اور جتنے خدا کے گُناہ ہیں خدا کو اختیار ہی اگر چاہے اپنی رحمت سے بغیر توبہ کے بھی بخشدے ' اور چاہے چھوٹے سے چھوٹے گُناہ پر عذاب کرے ' مگر شرک بغیر توبہ کے بخشا نہیں جاتا *

لعل رحمت ربی حین یقسمہا * تاتی علی حسب العصیان فی القسم

یہہ عقیدے ہم مسلمانوں کے ہیں ' اور میں اقرار کرتا ہوں کہ میں اِنھی عقیدوں کی دلی اور روحانی تصدیق رکھتا ہوں *

اللہم احینا علی ملة الاسلام ' * و امتنا علی ملة الاسلام ' (آمین)

المقدمة الثانیة

وحی اور کلام الٰہی کیا ہی ؟

وحی وہ چیز ہی جس سے خدا کی مرضی نامعلوم باتوں میں کُھل جاتی ہی ' اور یہہ بات کئی طرح پر ہوتی ہی *

اول — یہہ کہ خدا سے اُسکا پیغام سنا جاوے *

دوسرے — یہہ کہ خدا کا فرشتہ اپنی صورت میں آوے ' اور خدا کا پیغام پہنچاوے *

تیسرے — یہہ کہ فرشتہ خدا کا آدمی کی صورت میں بنکر آوے ' اور خدا کا پیغام پہنچاوے *

چوتھی — یہہ کہ صرف بذریعہ آواز کے بغیر کسی کے مشاہدہ کے پیغام الہی پہنچے *

پانچویں — یہہ کہ خدا کی طرف سے دل میں خیال کا پیغام ڈالا جاوے *

چھٹی — یہہ کہ خواب میں یا اَور طرح پر بذریعہ کشف کے پیغام الہی معلوم ہو *

ہم مسلمانوں کے مذہب بموجب مطلق وحی کا آنا صرف انبیاء ہی پر منحصر نہیں ہی ؛ بلکہ انبیاء کے سوا مقدس لوگوں پر بھی وحی آتی ہی ؛ مگر واسطے اس امر کے کہ انبیاء علیہم السلام اور اور مقدس لوگوں کی وحی میں شبہہ نہ پڑے جدا جدا نام رکھے ہیں؛ وحی کی پہلی چار قسموں کو جب انبیاء کے سوا اور لوگوں پر اُترے تحدیث کہتے ہیں؛ اور پانچویں قسم کو الہام ؛ اور چھٹی قسم کو مشاہدات یا مکاشفات ؛ اب نبیوں کے سوا مقدس لوگوں پر بھی وحی آنیکا ثبوت ہمکو اپنی مذہبی دلیلوں سے بیان کرنا چاہیئے *

پہلی دلیل — اللہ تعالی سورۂ قصص میں فرماتا ہی " اور ہمنے وحی بھیجی موسی کی ما کو کہ اُسکو دودھہ پلا ؛ پھر جب تجھکو ڈر ہو اسکا تو ڈال دے اُسکو دریا میں ؛ اور نہ خطرہ کر اور نہ غم کھا ؛ ہم پھر پہونچا دینگے اُسکو تیری طرف ؛ اور کرینگے اُسکو رسولوں سے " اس آیت سے حضرت موسی کی ما پر جو نبی نہ تہیں وحی کا آنا ثابت ہوتا ہی *

سورۂ القصص آیت ۷ ؛ واوحینا الی ام موسی ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولاتخافی ولاتحزنی انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین *

دوسری دلیل — اللہ تعالی سورۂ کہف میں فرماتا ہی " اے ذوالقرنین یا لوگوں کو تکلیف دے ؛ یا رکھہ اُن میں خوبی " اس آیت سے معلوم ہوا کہ خدا کا پیغام ذوالقرنین کو آیا اور وہ نبی نہ تھا *

سورۂ کہف آیت ۸۷ ؛ قلنا یذاالقرنین اما ان تعذب واما ان تتخذ فیہم حسنا *

تیسری دلیل — مشکواۃ میں حدیث ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ " بیشک تم سے پہلی اُمتوں میں الہام والے لوگ تھے ؛ پھر اگر میری اُمت میں کوئی ہی تو وہ عمر ہی " اس حدیث سے حضرت عمر کا جو نبی نہ تھے صاحب وحی یعنی صاحب الہام ہونا ثابت ہوتا ہی *

فی المشکواۃ فی باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدکان فیمن قبلکم من الامم محدثون فان یک فی اُمتی احد فانہ عمر *

چوتھی دلیل — اللہ تعالی سورۂ مریم میں فرماتا ہی " اور ذکر کر کتاب میں مریم کا ؛ جب کنارے ہوئی اپنے لوگوں سے ایک شرقی مکان میں ؛ پھر پکڑلیا اُسنے اُنسے ورے ایک پردہ ؛ پھر بھیجا ہمنے اُس پاس اپنا فرشتہ ؛ پھر بن آیا اُسکے آگے آدمی پورا ؛ بولی مجھکو رحمان کی پناہ تجھسے اگر تو پرہیزگار ہی ؛ بولا میں تو بھیجا ہوا تیرے رب کا ہوں کہ دے جاؤں تجھکو ایک لڑکا ستھرا ؛ بولی

سورۂ مریم آیت ۱۶ لغایت ۲۱ ؛ واذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذت من اھلہا مکانا شرقیا فاتخذت من دونہم حجابا فارسلنا الیہا روحنا فتمثل لہا بشرا سویا قالت انی اعوذ بالرحمن منک

ان كنت تقيا قال انما انا رسول ربك لاهب لك غلاما زكيا قالت انى يكون لي غلم ولم يمسسني بشر ولم اك بغيا قال كذالك قال ربك هو علي هين و لنجعله اية للناس و رحمة منا وكان امرا مقضيا *

کہاںسے ہوگا میرے لڑکا اور چھوا نہیں مجھکو آدمي نے ' اور میں خراب بھي نہ تھي ' بولا یوں ہي فرمایا تیرے رب نے وہ مجھپر آسان هی! اور اُسکو هم کیا چاهتے هیں لوگوں کو نشاني اور رحمت هماري طرف سے اور هی یہہ کام ٹھہر چکا " *

پانچویں دلیل — الله تعالی سورۃ ال عمران میں فرماتا هی " جب کہا فرشتوں نے

سورۃ ال عمران آیت ۴۵ ' اذقالت الملئكة يمريم ان الله يبشرك بكلمة منه اسمه المسيح عيسى ابن مريم وجيها في الدنيا والاخرة و من المقربين *

اے مریم الله تجھکو بشارت دیتا هی ایک اپنے کلمہ کي ' جسکا نام مسیح عیسی بیٹا مریم کا هی ' مرتبہ والا دنیا میں اور آخرت میں اور مقربوں سے " *

چھٹي دلیل — الله تعالی نے سورہ آل عمران میں فرمایا هی " اور جب فرشتوں نے

آل عمران آیت ۴۲ و ۴۳ ' واذ قالت الملئكة يمريم ان الله اصطفاك و طهرك و اصطفاك على نساء العالمين يمريم اقنتي لربك واسجدي واركعي مع الراكعين *

کہا اے مریم الله نے تجھکو برگزیدہ کیا اور ستھرا بنایا ' اور برگزیدہ کیا تجھکو سب جہان کي عورتوں سے ' اے مریم بندگي کر اپنے رب کي اور سجدہ کر اور رکوع کر رکوع کرنے والوں کے ساتھہ " ان تینوں آیتوں سے ثابت هوتا هی کہ حضرت مریم پر جو نبیہ نہ تھیں خدا کي وحي آئي *

یہہ چھئوں دلیلیں اسبات کا بخوبي تصفیہ کرتي هیں کہ خدا کي وحي نبیوں کے سوا اور مقدس لوگوں پر بھي آتي هی ' اور یہہ بھي جان لینا

في المشكواة في باب التوكل والصبر قال النبي صلى الله عليه وسلم ان روح القدس نفث في روعي *

في المشكواة في باب مناقب عمر ما كنا نبعد ان السكينة تنطق على لسان عمر وقلبه *

چاهیئے کہ پانچویں قسم کي وحي کو جب نبي پر اوترتي هی کبھي نفث في الروع بھي کہتے هیں اور جب نبي کے سوا اور کسي مقدس کو هوني هی تو اُسکو سکینہ کہتے هیں مشکواۃ میں حدیث هی کہ فرمایا نبي صلی الله علیہ وسلم نے کہ " بیشک روح قدس نے ڈالا میرے دل میں " اور مشکواۃ هي میں یہہ بھي هی کہ " سکینہ عمر کي زبان سے اور دل سے بولتي هی " اِس وحي کا یہہ طریقہ هی کہ صاحب وحي کے دل میں بسبب نور اور صفائي قلب اور پاکیزگي روح کے خود بخود ایک بات جوش مارتي هی اور وہ زبان سے نکلتي هی ' وہ کلام في الحقیقة کلام رحماني هی جو اُسکي زبان سے نکلا نہ کلام نفساني ' مگر هم مسلمان ان دونوں قسم کي وحیوں میں یعني جو نبي پر آوے اور جو غیر نبي پر آوے تمیز رکھنے کو یہہ اعتقاد رکھتے هیں ' کہ جو وحي انبیاء کو هوتي

هی، اُسمیں کبھی غلطی نہیں ہوتی نہ اصل وحی میں اور نہ تعبیر معنی میں ' اور جو وحی انبیاء کے سوا اور مقدس لوگوں کو ہوتی ہی اُس میں سمجھہ کی غلطی کا احتمال ہی ' خواہ باعتبار وحی سمجھنے اُس واقعہ کے جو ہوا خواہ باعتبار تعبیر اور تفہیم معنی وحی کے ' علاوہ اسکے ایسی وحی جس سے شریعت کا کوئی نیا حکم پیدا ہو وہ نبی کے سوا اور کسی کو نہیں ہوتی ' محققین علماء مسیحی کا بھی یہی مذہب ہی ' مارتن لوتھر صاحب جو فرقہ پروتستنت کے پیشوا ہیں اپنی کتاب کی دوسری جلد میں جہاں ذکر

نامہ یعقوب باب ۵ ورس ۱۴

هی کہ بیمار پر متطلس کے قسیس تیل ڈالیں وہاں لکھتے ہیں کہ " گو یہہ نامہ یعقوب کا ہو لیکن حواری کو نہیں پہونچتا کہ اپنی طرف سے سیکرسنیت یعنی حکم شرعی بناوے ' یہہ منصب صرف حضرت عیسیٰ کو تھا " *

یہہ بھی جاننا چاہیئے کہ ہمارے مذہب بموجب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری

سورۃ المائدہ آیت ۱۱۴ ' واذ اوحیت الی الحواریین ان آمنوا بی وبرسولی قالوا آمنا واشہد باننا مسلمون *

بھی صاحب وحی یعنی صاحب الہام تھے ؛ دلیل اسکی یہہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ مائدہ میں فرمایا ہی " اور جب میں نے وحی بھیجی حواریوں کے پاس کہ یقین لاؤ مجھہ پر اور میرے رسول پر ' بولے ہم یقین لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں " *

جب وحی کے معنی معلوم ہوگئے تو اب جاننا چاہیئے کہ جو خدا کا پیغام نبی پر کسی طرح پہونچے وہ کلام الہی ہی ' چنانچہ جسقدر پیغام خدا کے انبیاء سابقین اور ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پاس پہونچے ' اور اُنہوں نے لوگوں کی ہدایت کے لیئے بطور احکام یا وعظ یا نصیحت اور طرح پر بیان فرمائے ' وہ سب برحق اور کلام الہی ہیں ' مگر جسقدر کلام الہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء علیہم الصلواۃ والسلام پر نازل ہوا اُسمیں معجزہ فصاحت کا مقصود نہ تھا ' اِسلیئے وحی بطور مضمون القاء ہوتی تھی جسکو انبیاء اپنی زبان سے تعبیر فرماتے تھے ' ہورسوبر اور لیافان صاحب لکھتے ہیں کہ " روح القدس نے جسکی تعلیم اور مدد سے انجیل نویسوں اور حواریوں نے لکھا ہی اُنکے لیئے کوئی زبان نہیں ٹھرادی تھی ' بلکہ اُسنے اُنکے دلوں میں صرف مطلب سمجھا دیا اور غلطی میں پڑنے سے بچایا ' اور ہرایک کو اختیار دیا کہ اپنے محاورہ اور عبارت میں اُسکو ادا کرے ' اور جیسے ہم اُن پاک لوگوں کی لیاقت اور مزاج کے موافق اُنکی کتابوں میں محاورہ کا فرق پاتے ہیں ' ویسا ہی وہ شخص جو اصل زبان سے ماہر ہوگا متیٰ اور لوقا اور پال اور یوحنا کے محاورہ میں فرق پاویگا ' اگر روح القدس حواریوں کو عبارت بتلادیتا تو یہہ بات ہرگز نہوتی ' بلکہ اِس حالت

میں کُتب مُقدسہ میں سے ہر کتاب کا محاورہ یکساں ہوتا" مگر ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر جو وحی نازل ہوئی اُسمیں بالذات ایک اور معجزہ فصاحت کا بھی مقصود تھا ' اسلیئے ضرور ہوا کہ وہ وحی بلفظہ نازل ہو تاکہ اُسکی سی فصاحت انسان سے نہ بن سکے ' چنانچہ قرآن مجید اسیطرح بلفظہ نازل ہوا ' اور وہی لفظ بلفظ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو پڑھہ سنایا ' اِس سبب سے ہم مُسلمانوں نے اپنی اصطلاح میں کلام الہی کو ایک خاص معنوں میں سمجھا ہی ' یعنی وہ وحی کہ جسکے لفظ بھی خدا سے ہی ہوں ' اور ایسی وحی کو ہم کہتے ہیں وحی متلو یا کلام الہی ' اور اُس وحی کو جو بطور مضمون القا ہوئی تہی کہتے ہیں وحی غیر متلو یا حدیث " مگر بسبب خاص وجہہ کے یہہ ایک خاص اصطلاح قرار پائی ہی ' نعوذباللہ اِس سے یہہ مطلب نہیں ہی کہ انبیاء سابقین علیہم الصلواۃ والسلام پر جو القاء ہوا اور جو احکام اور ہدایت دین کی اُنہوں نے فرمائی ' یا سواے قرآن مجید کے اور جو کچھہ دین کے معاملہ میں ہمارے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کلام الہی نہیں ہی *

اور یہہ بھی جاننا چاہیئے کہ ہم مسلمانوں کے مذہب میں صاحب وحی یا صاحب الہام کا وہی کلام وحی سمجھا جاتا ہی جو اُسنے دین کے مقدمہ میں کہا ہو ' یا ایسی بات کہی ہو جسکا بغیر وحی یا الہام کے کہنا عقلاً بعید ہو ' یا خود اُسنے ظاہر کیا ہو کہ میں یہہ بات وحی یا الہام سے کہتا ہوں ' یا قرینۂ حالیہ اور مقالیہ سے معلوم ہو کہ وہ وحی یا الہام سے کہا گیا ہی ' اور اِسکے سوا جو اُسکا اَوْر کلام ہی اور جو دن رات انسان کے برتاؤ میں آتا ہی اور دنیاوی اُمورات سے علاقہ رکھتا ہی اُسکو وحی سے کچھہ علاقہ نہیں ہی ' اسکی دلیل یہہ ہی کہ مشکواۃ میں رافع ابن خدیج سے روایت ہی کہ " جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ والے کھجوری کے درخت میں نر کھجور کا مادہ ڈالتے تھے ' حضرت نے فرمایا کہ تم کیا کرتے ہو ' اُنہوں نے کہا کہ ہم یوں ہی کیا کرتے ہیں ' حضرت نے فرمایا کہ شاید تم نکرو تو بہتر ہو ' پھر اُنہوں نے نہ کیا ' تب کھجوریں کم پھلیں اسکا ذکر حضرت سے اُن لوگوں نے کیا ' پھر آپ نے فرمایا کہ میں اِنسان ہی ہوں ' جسوقت تمکو کسی چیز کا تمہارے دین کی باتوں میں حکم کروں اُسکو اختیار کرو ' اور جب تمکو اپنی عقل سے کسی بات کا حکم کروں تو میں بھی انسان ہوں *

فی المشکواۃ فی باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ عن رافع ابن خدیج قال قدم نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ وهم یابرون النخل فقال ما تصنعون قالوا کنا نصنعه قال لعلکم لولم تفعلوا کان خیرا فترکوہ فنقصت قال فذکروا ذلک له فقال انما انا بشر اذا امرتکم بشیٔ من امر دینکم فخذوہ و اذا امرتکم بشیٔ من رایی فانما انا بشر*

اِس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہی کہ اگر کسی صاحب وحی یا صاحب الہام کے اُسقدر قول یا تحریر میں جو بطور عام انسانوں کے ہو بالفرض اگر کوئی غلطی یا سہو نکل آوے تو

کسي طرح اُسکے صاحب وحي یا صاحب الہام اور پاک اور مقدس ہونے پر شبہہ نہیں ہوسکتا ' یہي سبب ہی کہ ہم مسلمان باوجودیکہ تمام کتب عہد عتیق اور عہد جدید کو پاک اور مقدس جانتے ہیں مگر خاص متن بیبل کو اُسکي روایت سے علاحدہ تمیز کرتے ہیں ' اور اگر کہیں کچھہ تناقض امور تاریخي میں پاتے ہیں تو اُس سے کسي طرح متن بیبل پر شبہہ نہیں کرتے ' کیونکہ محافظت متن کي در اصل ہمکو مد نظر ہی اور ظاہرا یہي طریقہ علماء عیسائي کا بھي معلوم ہوتا ہی " *

† ہارن صاحب سینٹ آگس ٹئین صاحب کا قول نقل فرماتے ہیں کہ " جن شخصوں پر روح القدس مذہب کی باتیں الہام سے پہونچاتي تھي وہي شخص بعض اوقات مثل دیانتدار مورخوں نے (یعني بغیر الہام کے) بھي لکھا کرتے تھے ' اور بعض اوقات الہام کي تاثیر میں ہوکر پیغمبروں کي مانند لکھتے تھے ' اور وہ تحریریں ایک دوسري سے اسقدر اختلاف رکھتي ہیں کہ اُن میں سے ایک قسم اُن لوگوں کي طرف اسطرح منسوب کي جاتي ہی کہ گویا اُنہوں نے اُسکو بطور مصنف کے تصنیف کیا ہی اور دوسري قسم خدا پر منسوب کي جاتي ہی کہ گویا خدا اُنکے ذریعہ سے کلام کرتا ہی ' ان میں سے اول قسم کي تحریریں ہمارے علم کے بڑھانے کے کام آتي ہیں ' اور دوسري قسم کي تحریریں مذہب کي سند کے واسطے " *

تفسیر ہنري اور اسکاٹ کي اخیر جلد میں ہی کہ ضرور نہیں کہ ہر لکھا پیغمبر کا الہامي یا قانوني ہو ' اور اسلیئے کہ حضرت سلیمان نے بعض الہامي کتابیں لکھیں یہہ ضرور نہیں کہ جو اُنہوں نے بطور تاریخ کے لکھا وہ بھي الہامي ہو ' اور یاد رکھنا چاہیئے کہ پیغمبر اور حواري خاص خاص مطلب اور موقع پر الہام کیئے جاتے تھے *

واٹسن صاحب کي چوتھي جلد میں رسالہ الہام کے اندر جو ڈاکٹر بینسن کے پارافریز یعني تفسیر سے لکھا ہی یہہ بات لکھي ہی کہ " حواري لوگ جب دین کي بات بولتے یا لکھتے تھے تو وہ خزانہ الہام سے جو اُنکو حاصل تھا لکھتے تھے اور وہ اُنہیں درست رکھتا تھا لیکن وہ انسان اور ذوی العقول تھے ' اور اُنہیں الہام بھي ہوتا تھا ' اور جسطرح اور آدمي معاملات میں الہام بغیر عقل سے بولتے اور لکھتے ہیں ویساہي وہ بھي عام معاملوں میں بولا اور لکھا کرتے تھے ' چنانچہ آیندہ مثالوں سے یہہ مطلب ثابت ہوتا ہی *

مثلا مقدس پال کے نامہ اول تمتھي نے پانچویں باب کے تئیسویں ورس میں لکھا ہی " اور اب سے تو صرف پاني نہ پیاکر ' بلکہ اپني معدے اور کم زوري کے سبب تھوڑي شراب پي " اِس ورس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ ورس بغیر الہام کے لکھا گیا ہو *

---

† ہارن صاحب کا انٹرو ڈکشن اوپر علوم بیبل کے مطبوعہ سنہ ۱۸۲۵ ع لندن جلد ۱ صفحہ ۱۲۵ –

اور مقدس پال کے نامہ دوم تمتھي کے چوتھے باب کے تیرھویں ورس میں لکھا ھی " وہ لبادا جسے میں نے تروآہ بیچ کارپاہ کے ھان چھوڑا اور کتابیں خصوصاً چمڑے کا ورق لیتے آنا " معلوم ھوتا ھی کہ یہہ ورس بھي پہلے ورس کیطرح بغیر الہام کے لکھا گیا ھی *

اوراسیطرح اسي نامہ کے چوتھے باب کا بیسواں ورس بھي بغیر الہام کے لکھا ھوا معلوم ھوتا ھی " اراستہ کرنتھي شہر میں رھا ھی ' تروفمي کو میں نے میلیتي میں بیمار چھوڑا " *

اور یہہ ورس جو آگے آتے ھیں معلوم ھوتا ھی کہ الہام سے لکھے گئے ھیں *

نامہ اول کرنتھیونکا باب ۷ ورس ۱۰ " پر میں اُنکو جن کا بیاہ ھوا ھی حکم کرتا ھوں' میں نہیں خداوند حکم کرتا ھی ' کہ جورو اپنے خصم سے جدا نہووے " *

اعمال باب ۱٦ ورس ٦ " جب فروگیا اور سر زمین گلاتیا سے گذرے روح قدس نے اُنھیں ایشیا میں مسیح کي بات کہنے سے منع کیا " *

ورس ۷ " تب مسیا میں آکے اُنھوں نے قصد کیا کہ بتھنیا کو جاویں پر روح نے اُنھیں جانے ندیا " *

اور یہہ ورس جو آگے آتے ھیں اُنسے معلوم ھوتا ھی کہ وہ الہام سے نہیں لکھے گئے بلکہ صرف اجتہاد سے لکھے گئے ھیں *

نامہ اول کرنتھیونکا باب ۷ ورس ۱۲ " باقي جو کچھہ ھی خداوند نہیں میں کہتا ھوں' اگر کسي بھائي کي جورو بےایمان ھو ' اور اُسکے ساتھہ رھنے کي رضامند ھو تو وہ اُسکو نچھوڑے " *

نامہ اول کرنتھیونکا باب ۷ ورس ۲۵ " کنواري کے حق میں خداوند کا کوئي حکم میرے پاس نہیں " لیکن جیسا دیانت دار ھونے کے لیئے خداوند سے رحم پایا ھوں ایسي ھي صلاح دیتا ھوں " *

اِن تمام مثالوں سے یہہ بات بخوبي روشن ھی کہ حواري حضرت مسیح علیہ السلام کے ھمیشہ الہام سے نہیں لکھتے تھے ' بلکہ اپنے علم اور اپنے اجتہاد سے بھي لکھا کرتے تھے ' اسلیئے یہہ امتیاز کیا گیا ھی کہ حواریین جب کوئي بات الہام سے لکھتے تھے' تو اُس سے تو یہہ سمجھا جاتا تھا ' کہ وہ خدا کي مرضي لوگوں کو بتاتے ھیں ' اور جب وہ بغیر الہام کے کچھہ لکھتے تھے تو اُس سے صرف انسان کي تہذیب اخلاق مراد ھوتي تھي *

علاوہ اسکے یہہ بات بھي عقل کے قریب ھي کہ جو حال اپني آنکہ کا دیکھا ھوا یا سنا ھوا لکھا جاوے ' اُسمیں الہام کي کچھہ ضرورت نہیں ھی ' بیوسوبر اور لیافان کا یھي قول تھا *

غرض کہ اِن وجوھات سے یہہ بات نہایت استحکام سے کہي جاسکتي ھی کہ عیسائي اور مسلمان دونوں کا مذھب یھي ھی کہ یہہ بات کچھہ ضرور نہیں ھی کہ سب تحریریں

اگلے زمانوں کی جو ہمارے پاس ہیں اور جنکو اُن شخصوں نے لکھا ہی جنکو الہام ہوتا تھا اُن سب کو کلیۃً اسطرح پر سمجھنا چاہوئے کہ وہ سب الہام سے لکھی گئی ہیں *

المقدمة الثالثة

توریت اور صحف انبیاء اور زبور اور انجیل جنکا نام قرآن مجید میں آیا ہی وہ کونسی کتابیں ہیں

دوسرے مقدمہ میں ہمنے وحی اور کلام الہی کی حقیقت بیان کی ہی' اُس سے معلوم ہوا ہوگا کہ جو وحی خدا کیطرف سے پیغمبر پاس پہونچے اور وہ پیغمبر لوگوں کے سامنے بیان کرے حقیقت میں وہ خدا کا کلام ہی' اور جب وہ کلام لکھا جاوے تو وہ اُس پیغمبر کی کتاب ہی جسپر خدا کا کلام اُترا تھا' پس حقیقت توریت اور صحف انبیاء اور زبور اور انجیل کی وہ وحی ہی جو خدا کی طرف سے موسیٰ اور انبیاء بنی اسرائیل اور داؤد اور عیسیٰ علیہم السلام پر اُتری' اور جب وہ لکھی گئی تو وہ کتاب مکتوب شدہ توریت و زبور اور صحف انبیاء اور انجیل کے نام سے مشہور ہوئیں *

اب طریقہ تحریر میں تفاوت ہی' پہلے زمانہ میں کلام الہی لکھنے کا یہہ رواج عام تھا کہ بطور روایت کے لکھا جاتا تھا' یعنی لکھنے والا کلام الہی کا سلسلہ وار حال لکھنا شروع کرتا تھا' اور اُسی سلسلہ میں جو وحی پیغمبر پر اُتری تھی وہ بھی لکھہ جاتا تھا' مثلاً مقدس متی نے طلاق نہ دینے کے حکم کو اپنی انجیل میں اسطرحپر لکھا ہی *

۱ " یسوع اس کلام کو تمام کرکر جلیل سے جاکے یردن کے پار یہودیہ کی سرحد میں آیا " *

۲ " اور بہت سی جماعتیں اُسکے پیچھے ہولیاں' اور اسنے اُنہیں وہاں چنگا کیا *

۳ " فروسیوں نے اُسکے امتحان کے لیئے اُس پاس آکے کہا کہ ہرایک سبب سے اپنی جورو کو طلاق دینا آدمی کو روا ہی " *

۴ " اُسنے جواب دیا کیا تمنے نہیں پڑھا کہ جسنے ابتداء میں اُنہیں پیدا کیا اُسنے اُنہیں ایک نر و ایک مادہ بنایا " *

۵ " اور بولا کہ اسلیئے مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑیگا' اور اپنی جورو سے ملا رہیگا' اور وے دونوں ایک تن ہونگے' اسلیئے اب وے دو نہیں بلکہ ایک تن ہیں " *

۶ " پس جو کچھہ خدا نے جوڑا ہی آدمی اُسے جدا نکرے " *

۷ " اُنھوں نے اُسکو کہا کہ پھر موسیٰ نے کیوں طلاق نامہ دینے اور اُسے چھوڑنے کی اجازت دی " *

۸ " اُسنے اُنکو کہا کہ موسیٰ نے تمھاري سخت دلي کے سبب سے تمکو اجازت دي کہ اپني جوروؤں کو چھوڑ دو ' پر ابتداء میں ایسا نہ تہا " *

۹ " اور میں تمھیں کہتا ہوں کہ جو کوئي اپني جورو کو سواے حرام کاري کے کسو سبب سے طلاق دے اور دوسري سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا هی ' اور جو کوئي اُس چھوڑي گئي عورت سے بیاہ کرے وہ بھي زنا کرتا هی " (متیٰ باب ۱۹) *

پس ہم لوگ پہلے اور دوسرے اور تیسرے اور ساتویں ورس کو روایت تعبیر کرتے هیں اور باقي کو متن یعني وہ خاص وحي جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر خدا کي طرف سے اُتري ' جب همارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر وحي نازل هوئي تو اُسمیں علاوہ احکام کے فصاحت کا بھي معجزہ مقصود تہا ' اسلیئے اُسمیں کوئي لفظ روایت کا شامل نہیں ہوا ' بلکہ صرف وهي لفظ لکھے گئے جو خدا کیطرف سے اُترے ' بہر حال جب کلام پیغمبر کا لکھا گیا وہ اُس پیغمبر کي کتاب هی ' خواہ وہ بشمول روایت لکھي گئي هو خواہ بلا شمول روایت کے ' اور یہي سبب هی کہ هم مسلمان متن توریت اور انجیل کو اور اُنکي روایت کو جدا جدا تمیز کرتے هیں ' اب سمجھہ لینا چاهیئے کہ جو وحي اگلے نبیوں پر اُتري اور وہ جسطرح پر لکھي گئي وہ کتابیں مکتوب شدہ توریت اور زبور اور صحف انبیاء اور انجیل کے نام سے مشہور هوئیں جنکا نام کتب عهد عتیق اور عهد جدید هی *

بعض انبیاء کي وحي کو متعدد لکھنے والوں نے لکھا ' اور اُس نبی کے نام کي متعدد کتابیں لکھي گئیں ' پس جب هم کسي پیغمبر کي کتاب کا نام لینگے تو هماري مراد وہ سب کتابیں هونگي جو اُس پیغمبر کے نام سے لکھي گئیں اور مشہور هوئیں *

یہہ بھي ممکن هی کہ پیغمبر نے کوئي بات وحي کی بیان کي هو مگر وحي لکھنے والے سے لکھني رہ گئي هو ' اگرچہ همارا اعتقاد یہہ هی کہ وحي لکھنے والوں نے نہایت سعي اور کوشش سے اس انداز پر وحي کو جمع کیا هی کہ غالباً سب جمع هوگئي هیں ' مگر پھر بھي بمقتضاے بشري کسیکا باقي رہ جانا نا ممکن نہیں ' چنانچہ اسکا ثبوت آیندہ مثال سے بیان هوتا هی ' † مقدس متیٰ نے اپني انجیل میں لکھا هی " کہ یوسف ایک شہر میں جسکا نام ناصرت تہا آکر رہا ' اسیطرح جو نبیوں کي معرفت سے کہا گیا تہا کہ وہ ناصري کہلاویگا پورا ہوا " حالانکہ یہہ پیشین گوئي اگلے نبیوں کي کسي کتاب میں لکھي هوئي نہیں هی *

غرض کہ هم مسلمان یقین کرتے هیں ' کہ جو وحي اگلے نبیوں پر نازل هوئي وہ اُنہیں کتابوں میں لکھي گئي جو توریت اور صحف انبیاء اور زبور اور اناجیل کے نام سے مشہور هیں ' اور جہاں قرآن مجید میں توریت اور زبور اور صحف انبیاء اور انجیل کا نام آیا هی اُس سے وهي کتابیں مراد هیں جو همارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے

---

† متیٰ ۲ — ۲۳ —

لکھي گئیں ' اور توریت اور زبور اور صحف انبیاء اور اناجیل کے نام سے کسي نه کسي وقت مشهور اور مروج هوئیں ' اور همارا یهه اعتقاد نهیں هی که جن کتابوں کا نام قرآن مجید میں آیا هی اُن کتابوں کے سوا وہ اَور کتابیں تھیں ' اب همکو اپني مذهبي کتابوں سے اسبات کي دلیل بیان کرني چاهیئے که قرآن مجید میں اور حدیثوں میں جو نام لیئے گئے اُنسے یہي کتابیں مراد هیں ' چنانچه هم اب اُن دلیلوں کو بیان کرتے هیں *

پهلي دلیل — بخاري میں حضرت عایشه رضي الله عنها سے ایک بهت بڑي حدیث منقول هی ' اُس میں یهه بھي هی که " پیغمبر خدا صلی الله علیه و سلم پر وحي اُنکي ابتدا هوئي اور حضرت خدیجه نے وہ حال سنا تو حضرت خدیجه پیغمبر خدا صلی الله علیه و سلم کو اپنے ساتھه ورقه بیٹے نوفل بیٹے اسد بیٹے عزیٰ اپنے چچیرے بھائي کے پاس لائیں ' اور وہ زمانه اسلام سے پهلے عیسائي هوگئے تھے ' اور وہ لکھتے تھے انجیل کو عبراني میں جسقدر که خدا لکھواتا تھا " پس اس حدیث سے ثابت هوتا هی که حدیثوں میں اُسي انجیل کا ذکر هی جو اُس زمانه میں مروج تھي ' اور همکو تاریخ سے بالیقین ثابت هوتا هی که مقدس متی کي انجیل در اصل عبراني میں تھي *

عن عایشة رضي الله عنها و هذه قطعة من الحدیث الطویل " فانطلقت به خدیجة حتی اتت به ورقة بن نوفل بن اسد بن عزیٰ ابن عم خدیجة وکان امراء تنصرفي الجاهلیة وکان یکتب الکتاب العبراني فیکتب من الانجیل بالعبرانیة ماشاء الله ان یکتب " رواہ البخاري *

دوسري دلیل — سورہ آل عمران میں هی که جب یهود نے اسبات پر که توریت سے پهلے سب چیزیں کھانے کي بني اسرائیل پر حلال تھیں مگر وہ چیزیں جنکو اسرائیل نے اپني جان پر حرام کرلیا تھا انکار کیا ' بلکه یهه کها که همیشه سے اور ابراهیم کے وقت سے وہ چیزیں حرام هیں ' تو الله تعالی نے پیغمبر صاحب سے فرمایا که تو یهود سے کهه " که تم لاؤ توریت کو اور پڑهو اگر تم سچے هو " اس آیت سے ثابت هوا که جو کتاب اُس زمانه میں توریت کے نام سے مروج تھي اُسي کا ذکر قرآن مجید میں هی *

سورة آل عمران آیت ٩٣ فاتوا بالتوریة فاتلوها انکنتم صدقین *

تیسري دلیل — بخاري میں عبدالله ابن عمر سے روایت هی که " یهودي پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم پاس حکم پوچھنے کو ایک یهودي مرد اور عورت کو لائے ' اُن دونوں نے زنا کیا تھا ' آپ نے فرمایا که تم میں سے جو زنا کرے اُسکے ساتھه تم کیا کرتے هو ' اُنهوں نے کها که هم اُن دونوں کا منهه کویلوں سے کالا کرتے هیں اور اُن دونوں کو جلاوطن کرتے هیں آپ نے فرمایا تمنے سنگسار کرنا

عن عبدالله ابن عمر ان الیهود جاؤا الی النبي صلی الله علیه وسلم ' برجل منهم وامراة زنیا ' فقال لهم کیف تفعلون بمن زنی منکم ' قالوا نحممهما و نضربهما ' فقال لاتجدون في التوراة

الرجم، فقالوا لانجد فيها شيئا، فقال لهم عبدالله ابن السلام كذبتم فاتوا بالتوراة فاتلوها ان كنتم صادقين، فوضع مدراسها الذي يدرسها منهم كفه على اية الرجم فطفق يقرء مادون يده و ماوراءها ولايقرء اية الرجم، فنزع يده عن اية الرجم، فقال ما هذه، فلما رواذلك قالوا هي اية الرجم، فامربهما، فرجم قريب من حيث يوضع الجنائز عند المسجد فرائت صاحبها يحني عليها يقيها الحجارة رواة البخاري *

توریت میں نہیں پایا، اُنہوں نے کہا کہ ہمنے تو اُس میں کچھہ نہیں پایا، پھر اُنسے عبداللہ ابن سلام نے کہا کہ جھوٹ بولے تم، اور یہہ آیت قرآن مجید کی پڑھی کہ تم لاؤ توریت کو اور پڑھو اگر تم سچے ہو، (چنانچہ توریت آئی اور وہ مقام نکالا)، پھر توریت کے پڑھنے والے نے آیت رجم پر اپنا ہاتھہ رکھہ لیا اور ادھر اُدھر سے پڑھنے لگا اور آیت رجم کو نہ پڑھا، پھر عبداللہ ابن سلام نے اُسکا ہاتھہ آیت رجم پر سے اُٹھا لیا اور کہا کہ یہہ کیا ہی، جب اُنہوں نے دیکھا تو کہا یہہ آیت رجم کی ہی، پھر حکم دیا اُن دونوں پر اور وہ دونوں مسجد کے پاس جہاں جنازہ رکھنے کی جگہہ ہی سنگسار کیئے گئے، عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا زانی کو جھکا جاتا تھا اُس عورت پر پتھر بچانے کو، اس حدیث سے ثابت ہی کہ جو توریت اُس زمانہ میں موجود تھی اور منگائی گئی اور پڑھی گئی اُسی کا ذکر قرآن مجید میں اور حدیث میں ہی، اور وہ آیت رجم جسپر اُس یہودی نے ہاتھہ رکھہ لیا تھا اس توریت میں بھی جو اب ہماری ہاتھہ میں ہی موجود ہی †

چوتھی دلیل — اللہ صاحب نے سورۃ المائدہ میں اپنے پیغمبر کو فرمایا کہ "یہودی کسطرح تجھکو حکم بدینگے، اور اُنکے پاس توریت ہی جس میں حکم ہی اللہ کا، پھر اُسکے پیچھے پھرے جاتے ہیں اور وہ نہیں ماننے والے" اس آیت سے صاف ثابت ہی کہ جو توریت اُس زمانہ میں یہودیوں کے پاس تھی اُسی کا ذکر قرآن مجید میں ہی *

سورۃ المائدہ آیت ۴۶، وكيف يحكمونك و عندهم التورىة فيها حكم الله ثم يتولون من بعد ذلك و ما اولئك بالمومنين *

پانچویں دلیل — اللہ صاحب نے سورۃ المائدہ میں فرمایا ہی کہ "تحقیق ہمنے اُتاری توریت، اُس میں ہدایت اور روشنی ہی، اُسپر حکم کرتے تھے پیغمبر جو حکم بردار تھے یہودیوں کو، اور اُسپر حکم کرتے تھے درویش اور عالم اس واسطے کہ نگہبان ٹھہرائے تھے اللہ کی کتاب پر، اور اُسکے گواہ تھے، سو تم مت ڈرو لوگوں سے اور

سورۃ المائدہ آیت ۴۷ و ۴۸، انا انزلنا التورىة فيها هدى ونور يحكم بها النبيون الذين اسلموا للذين هادوا والربانيون والاحبار بما استحفظوا من

† قوانین ۲۰ — ۲
۲۰ — ۱۰
استثناء ۲۲ — ۲۳ و ۲۴

كذب الله وكانوا عليه شهداء فلا تخشوا الناس واخشون ولا تشتروا بآياتي ثمنا قليلا و من لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الكافرون و كتبنا عليهم فيها ان النفس بالنفس والعين بالعين والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص فمن تصدق به فهو كفارة له ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الظالمون *

مجهه سے ڈرو ' اور نه لو میري آیتوں پر مول تهوڑا ' اور جو حکم نکریں أسپر جو الله نے بهیجا هی سو وهي لوگ کافر هیں ' اور لکهدیا همنے أنپر أس کتاب میں که جان کے بدلے جان' او، آنکهه کے بدلے آنکهه' اور ناک کے بدلے ناک' اور کان کے بدلے کان' اور دانت کے بدلے دانت' اور زخموں کا بدله برابر ' پهر جسنے بخش دیا أس سے وہ پاک هوا ' اور جو کوئي حکم نه کرے أسپر جو الله نے أتارا سو وهي لوگ بے انصاف هیں " اس آیت سے ثابت هوتا هي که جو توریت أس زمانه میں علماء یهود کے پاس تهي أسیکا ذکر قرآن مجید میں هی ' اور أس توریت میں آیت قصاص بهي تهي ' چنانچه آیت قصاص أس توریت میں بهي جو همارے هاتهه میں هی موجود هی † *

● چهٹي دلیل — الله صاحب نے سورة المائده میں فرمایا که " اور نبیوں کے پیچهے همنے

سورة المائده آیت ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ وقفینا علي آثارهم بعیسي ابن مریم مصدقا لما بین یدیه من التوراة و اتیناه الانجیل فیه هدي ونور مصدقا لما بین یدیه من التوراة و هدي و موعظة للمتقین' ولیحکم اهل الانجیل بما انزل الله فیه و من لم یحکم بما انزل الله فاولئک هم الفاسقون' وانزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیه من الکتاب و مهیمنا علیه فاحکم بینهم بما انزل الله ولاتتبع اهواءهم عما جاءک من الحق لکل جعلنا منکم شرعة و منهاجا ولوشاء الله لجعلکم امة واحدة ولکن لیبلوکم في ما اتیکم فاستبقوا الخیرات الي الله مرجعکم جمیعا فینبئکم بما کنتم فیه تختلفون *

بهیجا عیسي مریم کے بیٹے کو سچ کرتا هوا توریت کو جو آگے سے تهي ' اور أسکو دي همنے انجیل جسمیں هی هدایت اور روشني ' اور سچا کرتي هوئي اپنے آگے کي توریت کو اور هدایت اور نصیحت کرتي هوئي پرهیزگاروں کو ' اور چاهیئے که حکم کریں انجیل والے أس چیز پر جو أتارا الله نے أسمیں ' اور جو حکم نکرے أسپر جو أتارا الله نے پهر وهي لوگ فاسق هیں ' اور تجهه پر (یعني محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم پر) أتاري همنے کتاب برحق (یعني قرآن مجید) سچا کرتي هوئي اگلي کتابوں کو اور سب پر شامل ' سو تو حکم کر أن میں جو أتارا الله نے ' اور أنکي خوشي پر مت چل چهوڑکر سچي راہ جو تیرے پاس آئي ' هرایک کو تم میں سے دیا همنے ایک قانون اور دستور ' اور اگر چاهتا الله تو تمکو ایک گروہ کرتا ' لیکن تمکو آزمایا چاهتا هی اپنے دیئے حکم میں ' سو تم بڑہ کر نیکیاں لو ' الله کے پاس تم سب کو پهونچنا هی ' پهر جتادیگا جس بات میں تمکو اختلاف تها " اِس آیت سے بهي ثابت هوتا هی که جو انجیل أس زمانه میں تهي أسیکا ذکر قرآن مجید میں هی *

---

† قوانین ۲۴ — ۱۷ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ —

ساتوین دلیل — اللہ صاحب نے سورۃ البقر میں فرمایا ھی کہ "یہودیوں نے کہا کہ عیسائی نہیں کچھہ راہ پر، اور عیسائیوں نے کہا کہ یہودی نہیں کچھہ راہ پر، اور وہ سب (یعني یہودي اور عیسائي) پڑھتے تھے کتاب (یعني توریت و انجیل)" اِس آیت سے بھي ثابت ہوتا ھی کہ اُس زمانہ کے یہودي اور عیسائي جن کتابوں کو پڑھتے تھے اُنھي کا ذکر قرآن مجید میں ھی *

سورۃ البقرہ آیت ۱۱۳، وقالت الیھود لیست النصاریٰ علیٰ شیء وقالت النصاریٰ لیست الیھود علیٰ شیء وھم یتلون الکتاب *

ھم پہلے بیان کرچکے ھیں کہ وحي نبي اور غیر نبي دونوں پر آتي ھی، مگر جو وحي نبي پر آتي ھی اُسمیں کبھي غلطي نہیں ہوتي، نہ اصل وحي میں اور نہ تعبیر معني میں، اور جو وحي غیر نبي کو ہوتي ھی اُسمیں غلطي ہونا ممکن ھی خواہ باعتبار وحي سمجھنے اُس واقعہ کے جو ہوا خواہ باعتبار سمجھنے معني اور مراد وحي کے، اور علاوہ اِسکے غیر نبي کو ایسي وحي نہیں ہوتي جس سے کوئي نیا حکم شریعت کا پیدا ھو، اور اسي پچھلي بات کے مطابق مارتن لوتھر صاحب کا قول ھمنے نقل کیا ھی *

اسلیئے ھم مسلمان باوجودیکہ حواریین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہایت مقدس اور پاک اور صاحب وحي اور الہام سمجھتے ھیں، اور اُنکے کلام کو سچ اور واجب العمل جانتے ھیں، مگر انجیل میں داخل نہیں کرتے، کیونکہ حقیقت انجیل کي ھمارے مذھب میں وہ وحي ھی جو خدا کي طرف سے لوگوں کي ھدایت کو خاص حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام پر اُتري، اور خود حواري اور تمام لوگ اُس زمانہ کے اُسکے تابع اور اُسکے بجالانے والے تھے، کسیکا یہہ منصب نہیں تھا کہ اُس کلام کے سوا جو حضرت عیسیٰ پر اُترا اپنے الہام یا وحي سے کوئي نیا حکم پیدا کرے، اور حواریین حضرت عیسیٰ کے بھي اُسي حکم اور اُسي کلام کے پھیلانے والے تھے نہ اَور کسیکے، اس سبب سے ھمارا یہہ اعتقاد ھی، کہ نامہ ھاے حواریین اور اعمال حواریین اور مشاھدات حواریین اگرچہ پاک اور مقدس ھیں مگر انجیل میں داخل نہیں، بلکہ اُنکي تعظیم اور تسلیم ھمارے مذھب بموجب ایسي ھی جیسیکہ ھم اپنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم کے صحابہ کے کلام کو سچ اور واجب التعظیم اور واجب التسلیم سمجھتے ھیں *

نتیجہ اس اختلاف کا صرف اسقدر ھی کہ بالفرض اگر کسي حواري کا کلام حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے کلام کے برخلاف ھو اور کوئي تاویل ایسي نہ نکلے جس سے حضرت مسیح اور اُس حواري کے کلام کا ایک مطلب ھوجاوے، تو ھم حضرت مسیح علیہ السلام کے کلام کو واجب العمل سمجھینگے نہ حواري کے کلام کو، اور اگر دو حواریوں کے کلام میں باھم اختلاف پاوینگے تو جس حواري نے زیادہ تر تعلیم اور صحبت حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کي پائي ھی اُسکے قول کو اختیار کرینگے، اور باوجود اس اختلاف کے کسي

حواري کي بزرگي اور تقدس میں کچھه شبهه نهیں کرینگے اور نه اُنکے صاحب وحي اور الهام هونے میں کچھه شبهه کرینگے ' کیونکه اجتهادیات میں اختلاف هونا کسي بزرگ کي بزرگي میں کچھه خلل نهیں ڈالتا *

المقدمة الرابعة

توریت اور زبور اور صحف انبیاء اور انجیل پر مسلمانوں کا کیا اعتقاد هی

پهلے یهه بات جان لیني چاهیئے که اگلے نبیوں کي کتابوں کے چار طرح سے نام همارے مذهبي کتابوں میں آتے هیں *

اول توریت — یهه نام اگرچه خاص حضرت موسی کي کتاب کا هی مگر هم مسلمانوں کے استعمال میں کبهي اس نام سے خاص حضرت موسی کي کتاب مراد هوتي هی اور کبهي کل کتابیں عهد عتیق کي *

دوسرے صحیفه — اس سے عموماً بني اسرائیل کے پیغمبروں کي کتابیں مراد هوتي هیں ' مگر اُس صورت میں جب خاص کسي پیغمبر کا صحیفه کها جاوے تو اُس وقت اُسي پیغمبر کي کتاب مراد هوتي هی *

تیسرے زبور — یهه نام خاص حضرت داؤد علیه السلام کي کتاب کا هی *

چوتهے انجیل — یهه نام خاص حضرت عیسی علیه السلام کي کتاب کا هی *

اب سمجهنا چاهیئے که هم مسلمان دل سے اس بات پر یقین کرتے هیں که توریت اور زبور اور جمیع انبیاء کے صحیفه اور انجیل سب سچ اور برحق هیں اور خدا کي طرف سے اُترے هیں ' اور سب سے اخیر جو کلام الهي نازل هوا وه قرآن مجید هی ' اور بے شک محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم پر اُترا هی *

قرآن مجید هي سے همکو اسبات کي دلي تصدیق هی که توریت اور زبور اور صحف انبیاء اور انجیل برحق اور خدا کي طرف سے اُتري هوئي هیں ' چنانچه قرآن مجید کي ان آیتوں سے جو آگے آتي هیں یهه مطلب ثابت هی *

سورۃ النساء میں الله تعالی نے اپنے پیغمبر سے فرمایا که " تحقیق همنے وحي بهیجي تجهکو جس طرح وحي بهیجي همنے نوح کو اور اَور نبیوں کو جو اُسکے بعد هوئے ' اور وحي بهیجي همنے ابراهیم کو اور اسمعیل کو اور اسحاق کو اور یعقوب کو اور اُسکي اولاد کو اور عیسی کو اور ایوب کو اور یونس اور هارون کو اور سلیمان کو ' اور دي همنے داؤد کو زبور " *

سورۃ النساء آیت ۱۶۳ ' انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعده واوحینا الی ابراهیم و اسمعیل واسحق و یعقوب و الاسباط و عیسی و ایوب و یونس و هارون و سلیمن و آتینا داود زبورا *

سورة آل عمران میں الله تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ " اُتاری تجھہ پر کتاب بر حق سچا کرنے والی اگلی کتابوں کو جو تیرے سامنے ہیں ' اور اُتاری ہی توریت اور انجیل اس سے پہلے لوگوں کی ہدایت کو ' اور اُتارا فرقان (یعنی قرآن) حق اور باطل میں فرق کرنے والا " *

سورة آل عمران آیت ۳ ' نزل علیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیه و انزل التوریة والانجیل من قبل هدی للناس وانزل الفرقان *

اور اسی سورۃ میں الله صاحب نے فرمایا کہ " اے کتاب والو کیوں جھگڑتے ہو ابراهیم پر ' اور کیا نہیں اُتری توریت اور انجیل اُسکے بعد کیا تمکو سمجھہ نہیں " *

سورة آل عمران آیت ٦٥ ' یا اهل الکتب لم تحاجون فی ابراهیم وما انزلت التوراة والانجیل الا من بعده افلا تعقلون *

اور اسی سورۃ میں الله صاحب نے فرمایا اپنے پیغمبر کو کہ " تو کہہ ہم ایمان لائے الله پر اور جو کچھہ اُترا ہم پر (یعنی قرآن مجید) اور جو کچھہ اُترا ابراهیم و اسمعیل و اسحق و یعقوب اور اُسکی اولاد پر ' اور جو ملا موسیٰ کو (یعنی توریت) ' اور عیسیٰ کو (یعنی انجیل) ' اور نبیوں کو (یعنی صحیفے) اپنے رب کیطرف سے ' ہم فرق نہیں کرتے اُن میں کسیکو ' اور ہم اُسکے حکم پر ہیں " *

سورة آل عمران آیت ۸۴ ' قل امنا بالله وما انزل علینا وما انزل علی ابراهیم واسمعیل واسحق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسی وعیسی والنبیون من ربهم لا نفرق بین احد منهم و نحن له مسلمون *

اور اسی سورۃ میں الله صاحب اپنے پیغمبر کو فرماتا ہی کہ " پھر اگر تجھکو جھٹلاویں ' تو تحقیق جھٹلائے گئے ہیں بہت سے رسول تجھہ سے پہلے ' جو لائے معجزے اور صحیفے اور روشن کتاب (یعنی توریت یا انجیل) " *

سورة آل عمران آیت ۱۸۴ ' فان کذبوک فقد کذب رسل من قبلک جاؤا بالبینات والزبر والکتاب المنیر *

سورۃ البقر میں الله صاحب فرماتا ہی کہ " ہمنے دی موسیٰ کو کتاب (یعنی توریت) ' اور پے درپے بھیجے ہمنے اُسکے پیچھے رسول ' اور دیئے ہمنے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو معجزے ' اور قوت دی ہمنے اُسکو روح قدس سے " *

سورۃ البقر آیت ۸۷ ' ولقد اتینا موسی الکتاب و قفینا من بعده بالرسل و اتینا عیسی ابن مریم البینات و ایدناه بروح القدس *

سورۃ النساء میں الله صاحب نے حکم دیا کہ " اے ایمان والو یقین لاؤ الله پر اور اُسکے رسول پر اور اُس کتاب پر جو اُتاری ہی اپنے نبی پر (یعنی قرآن مجید پر) ' اور اُس کتاب پر جو نازل کی تھی اُس سے پہلے یعنی توریت و انجیل) ' اور جو کوئی یقین نرکھے الله پر اور اُسکے فرشتوں پر اور اُسکی کتابوں پر اور اُسکے رسولوں پر اور قیامت پر تو وہ بہت دور رستہ بھٹک گیا " *

سورۃ النساء آیت ۱۳۶ ' یا ایها الذین امنوا امنوا بالله و رسوله والکتاب الذی نزل علی رسوله والکتاب الذی انزل من قبل و من یکفر بالله و ملائکته و کتبه و رسله والیوم الاخر فقد ضل ضلالا بعیدا *

سورة الانعام میں الله صاحب نے فرمایا کہ " پھر دي همنے موسیٰ کو کتاب (یعني توریت) پورا فضل نیکي والے پر ' اور بیان هر چیز کا اور هدایت اور رحمت ' شاید وہ لوگ اپنے رب کا ملنا یقین کریں ' اور یهہ قرآن ایک کتاب هی کہ همنے أتاري برکت کي ' بس اُس پر چلو اور پرهیزگاري کرو شاید تم پر رحم هو ' تا نہ کہو کہ صرف أتاري گئي کتاب دو گروہ پر (یعني توریت یہود پر اور انجیل عیسائیوں پر) هم سے پہلے ' اور همکو اُنکے پڑھنے پڑھانے کي خبر نہ تھي " *

سورة الانعام آیت ۱۵۴-۱۵۷ ' ثم آتینا موسی الکتاب تماما علی الذي احسن و تفصیلا لکل شيء و هدی و رحمة لعلهم بلقاء ربهم یومنون وهذا کتاب انزلناه مبارک فاتبعوه واتقوا لعلکم ترحمون ان تقولوا انما انزل الکتاب علی طایفتین من قبلنا وان کنا عن دراستهم لغافلین *

سورة بني اسرائیل میں الله صاحب نے فرمایا " اور دي همنے موسیٰ کو کتاب ' اور اُسکو همنے کیا هدایت واسطے بني اسرائیل کے تا نہ پکڑیں میرے سوا کسیکو کام بنانے والا " *

سورة بني اسرائیل آیت ۲ ' واتینا موسی الکتاب وجعلناه هدی لبني اسرائیل الا تتخذوا من دوني وکیلا *

سورة مریم میں الله تعالیٰ نے فرمایا کہ " عیسیٰ نے یوں کہا کہ میں بندہ الله کا هوں ' اُسنے مجھکو دي هی کتاب (یعني انجیل) اور کیا هی مجھکو نبي " *

سورة مریم آیت ۳۰ ' قال اني عبد الله اتاني الکتاب وجعلني نبیا *

سورة الانبیاء میں الله صاحب فرماتا هی کہ تحقیق دي همنے موسیٰ اور هارون کو کتاب فیصلہ کرنے والي (یعني توریت) اور روشني اور نصیحت پرهیزگاروں کو " *

سورة الانبیاء آیت ۴۸ ' ولقد اتینا موسی و هارون الفرقان وضیاء وذکرا للمتقین *

سورة الفرقان میں الله صاحب نے فرمایا " تحقیق دي همنے موسیٰ کو کتاب (یعني توریت) ' اور کیا همنے اُسکے ساتھہ اُسکے بھائي هارون کو اُسکا وزیر " *

سورة الفرقان آیت ۳۵ ' ولقد آتینا موسی الکتاب و جعلنا معه اخاه هارون وزیرا *

سورة القصص میں الله صاحب نے فرمایا کہ " تحقیق دي همنے موسیٰ کو کتاب (یعني توریت) بعد اُسکے کہ هلاک کیں همنے اگلي سنگتیں ' بینائي واسطے لوگوں کے اور هدایت اور رحمت شاید وہ یاد رکھیں " *

سورة القصص آیت ۴۳ ' ولقد آتینا موسی الکتاب من بعد ما اهلکنا القرون الاولی بصایر للناس وهدی و رحمة لعلهم یتذکرون *

سورة السجدہ میں الله صاحب نے فرمایا کہ " تحقیق دي همنے موسیٰ کو کتاب (یعني توریت) ' پھر مت رہ دھوکہ میں اُسکے ملنے سے ' اور کیا همنے اُسکو هدایت واسطے بني اسرائیل کے " *

سورة السجدہ آیت ۲۳ ' ولقد آتینا موسی الکتاب فلا تکن في مریة من لقائه وجعلناه هدی لبني اسرائیل *

سورةالصافات آیت ۱۱۷ ، وآتیناهما الکتاب المستبین *

سورةالصافات میں الله صاحب نے فرمایا که " دي همنے أن دونوں کو (یعني موسی اور هارون) کو کتاب واضح (یعني توریت) " *

سورةالاحقاف آیت ۱۲ ، ومن قبله کتاب موسی اماما و رحمة و هذا کتاب مصدق لسانا عربیالینذرالذین ظلموا وبشری للمحسنین *

سورةالاحقاف میں الله صاحب فرماتا هی که " قرآن سے پہلے هی کتاب موسی کي ' پیشوا اور رحمة ' اور یهه قرآن ایک کتاب هی توریت کو سچا کرتي هوئي عربی زبان میں ' تاکه ڈراوے أن لوگوں کو جنهوں نے ظلم کیا ' اور خوشی خبري دے نیکي والوں کو " *

سورة النجم آیت ۳۶ و ۳۷ ، ام لم ینبأ بما في صحف موسی و ابراهیم الذي وفا *

سورةالنجم میں الله صاحب نے فرمایا " کیا أسکو خبر نهیں پهونچي جو هی موسی کے رسالوں میں اور ابراهیم کے (یعني رسالوں میں) جس نے الله کا حق پورا کیا " *

پس ان تمام آیتوں سے بخوبي ثابت هی که هم مسلمان دل سے یقین رکھتے هیں که توریت اور زبور اور سب اگلے پیغمبروں کي کتابیں اور انجیل سب سچي اور خدا کي طرف سے هیں ' مگر یهه بهي جاننا چاهیئے که یهودیوں اور عیسائیوں نے بعضي کتابیں اپنے هاتهه سے لکهیں اور مشهور کیا که یهه بهي خدا کي دي هوئي کتابیں هیں ' إسواسطے همکو اصلي اور سچي کتابوں کو جهوٹي کتابوں سے تمیز کرنا پڑتا هی ' اور جو کتابیں اصلي اور سچي معلوم هوتي هیں هم أنپر یهي اعتقاد رکھتے هیں که وه سب برحق اور خدا کي دي هوئي کتابیں هیں *

المقدمة الخامسة

یهه کتني کتابیں تهیں اور سب بیبل میں شامل هیں ؟

هم مسلمانوں کے مذهب میں جسقدر کتابیں انبیاء علیهم السلام پر أتریں أنکي تعداد کا حصر مذکور نهیں هی ' اسي سبب سے بغیر معین کرنے کسي تعداد کے هم ایمان رکھتے هیں که جسقدر کتابیں انبیاء علیهم السلام پر أتریں سب سچ اور برحق هیں ' مگر جهاں تک همکو علم هوا هی وهاں تک أن کتابونکو جانتے هیں ' اور أنکے نام اور أنکي تعداد بیان کرتے هیں *

علماے مسیحي نے إن کتابونکو دو حصوں میں تقسیم کیا هی ' ایک وه جو حضرت مسیح علیه السلام سے پہلے انبیاء کي هیں ' أنکا نام اولڈ ٹسٹمنٹ یعني عهد عتیق رکھا هی ' دوسري وه کتابیں جو حضرت مسیح علیه السلام کے حواریوں نے لکهیں اور جنمیں وه کلام

الهي شامل هي جو حضرت مسيح عليه السلام پر نازل هوا ، اُن كتابوں کا نام نیو تستمنت یعني عهد جدید رکھا هی ، جسکو هم مسلمان انجیل کهتے هیں *

علاوہ اُسکے علماء مسیحیي نے اُن کتابوں کو اور نامون کو جنکو خود حواریوں نے لکھا عہد جدید میں داخل کیا هی ، مگر هم مسلمان انکو انجیل میں شامل نہیں کرتے بلکه انجیل میں وهي کتابیں شمار کرتے هیں جنمیں وہ کلام الهي جو حضرت مسیح علیہ السلام پر اُترا ، شامل هی *

بیان عهد عتیق کا

یهه کتابیں عهد عتیق کي جو اب بیبل میں داخل هیں سب نہیں هیں ، اِسواسطے هم مسلمان (جس میں علماء عیسائي بهي کچهه عذر نهیں کرسکتے) عهد عتیق کي کتابونکو تین تسم میں تقسیم کرتے هیں *

اول — وہ جو بیبل میں داخل هیں *

دوم — وہ جو بلاشبهه ایک زمانه میں موجود اور مقدم اور معتمد تهیں مگر اب ناپید هیں *

سوم — وہ جنکو علماء عیسائي نے غیر مقدم سمجهه کر بیبل سے خارج کردیا هی ، اور اُنمیں کي بعضي اب بهي دستیاب هوتي هیں اور بعضي دستیاب نهیں هوتیں *

بیان قسم اول کي کتابوں کا

١ کتاب پیدایش یا سفر تکوین
٢ کتاب خروج
٣ کتاب احبار یا سفر لویان
٤ کتاب اعداد
٥ کتاب استثنا یا سفر توریة مثنی
٦ کتاب یوشع
٧ کتاب قضات
٨ کتاب روث
٩ کتاب اول شموئیل
١٠ کتاب دوم شموئیل
١١ کتاب اول سلاطین یا ملوک
١٢ کتاب دوم سلاطین یا ملوک
١٣ کتاب اول تواریخ ایام
١٤ کتاب دوم تواریخ ایام
١٥ کتاب عزرا
١٦ کتاب نحمیاہ
١٧ کتاب استهر
١٨ کتاب ایوب
١٩ کتاب زبور یا مزامیر داؤد
٢٠ کتاب امثال سلیمان
٢١ کتاب واعظه سلیمان
٢٢ کتاب غزل الغزلات یعني سرود سلیمان
٢٣ کتاب اِسعیاہ
٢٤ کتاب یرمیاہ
٢٥ کتاب نوحه یرمیاہ
٢٦ کتاب حزقیل
٢٧ کتاب دانیال
٢٨ کتاب هوشیع

۲۹ کتاب یوئیل
۳۰ کتاب عاموص
۳۱ کتاب عوبدیاہ
۳۲ کتاب یوناہ
۳۳ کتاب میکاہ
۳۴ کتاب ناحوم
۳۵ کتاب حبقوق
۳۶ کتاب صفنیاہ
۳۷ کتاب حجّي
۳۸ کتاب زکریاہ
۳۹ کتاب ملاکي

بیان قسم دوم کي کتابونکا

یهہ وہ کتابیں هیں جو ایک زمانہ میں موجود تهیں اور اب ناپید هیں ' مگر اُنکا ذکر اُن کتب عهد عتیق میں جو بیبل میں داخل هیں موجود هی ' اور کوئي شخص انکے صحیح اور معتبر هونے سے اور اِس بات سے کہ وہ ایک زمانہ میں موجود تهیں انکار نهیں کرسکتا ' چنانچہ اُن کتابوں کا نام معہ نشان اُن ورسونکے جنمیں اُنکا ذکر هی هم اس مقام پر لکهتے هیں *

	نمبر	کتاب
خروج ۱۴ — ۷	۱	کتاب عهدنامہ موسی
اعداد ۲۱ — ۱۴	۲	کتاب جنگنامہ موسی
یوشع ۱۰ — ۱۳؛ دوم شموئیل ۱ — ۱۸	۳	کتاب الیشهر
دوم تواریخ ۲۰ — ۳۴	۴	کتاب یاهو پیغمبر بن حنانی
دوم تواریخ ۱۲ — ۱۵	۵	کتاب شمعیاہ نبي
دوم تواریخ ۹ — ۲۹	۶	کتاب اخیاہ نبي
دوم تواریخ ۹ — ۲۹	۷	کتاب ناتهن نبي
دوم تواریخ ۹ — ۲۹	۸	کتاب مشاهدات عیدو غیببین
اول سلاطین ۱۱ — ۴۱	۹	کتاب اعمال سلیمان
دوم تواریخ ۲۶ — ۲۲	۱۰	کتاب اشعیاہ بن عاموص جسمیں حال بادشاہ یهود کا اول سے آخر تک تها
دوم تواریخ ۳۲ — ۳۲	۱۱	کتاب مشاهدات اشعیاہ جسمیں حزقیاہ بادشاہ کا حال تها
اول تاریخ ۲۹ — ۳۰	۱۲	شموئیل نبي کي تاریخ
اول سلاطین ۴ — ۳۲ و ۳۳	۱۳	ایکهزار پانچ زبور سلیمان کي
اول سلاطین ۴ — ۳۲	۱۴	کتاب خواص نباتات و حیوانات سلیمان کي
اول سلاطین ۴ — ۳۲	۱۵	کتاب امثال سلیمان
اول سلاطین ۴ — ۳۲	۱۶	مرثیہ یرمیاہ

† یہہ مرثیہ علاوہ نوحہ یرمیاہ کے هی جو بیبل میں داخل هی بشپ پیٹرک صاحب کا قول هی کہ یہہ مرثیہ جو کہا گیا بعد وفات یوشع کے اب گم هی ٬ اور یقیناً وہ نہیں هوسکتا جو نوحہ یرمیاہ مشہور هی ٬ اسلیئے کہ یہہ نوحہ غارت هونے اورشلیم اور هلاک هوئے صدقیاہ پر هی ٬ اور وہ مرثیہ موت یوشع پر *

بعض علماء مسیحی کہتے هیں کہ یہہ ماننے نے نقصان هی کہ مقدس تحریروں میں سے کوئی تحریر جاتی رهی هی ٬ بلکہ مقدس تحریروں میں سے نہ کوئی تحریر کهوئی گئی هی اور نہ کهوئی جاسکتی هی ٬ مگر اپنے دعوے کے اثبات پر وہ ایسی دلیلیں پیش کرتے هیں سو کسیطرح کافی نہیں هیں *

انکی دلیلونکا طرز کلام یہہ هی کہ مقتضی حکمت الهی کا یہہ نہیں هی کہ جو کتاب روح قدس کی تائید سے دی تهی پهر اُسکو ایسا معدوم کردے کہ پهر هاتهہ نہ آسکے ٬ اور اگر وہ انسان کی تربیت کے لایق نہ تهیں تو اُنکو پہلے هی کیوں دیا تها ٬ معہذا ایماندار لوگ همیشہ اُن کتابونکو عزیز رکهتے تهے ٬ اور وہ دور دور پهیل گئی تهیں ٬ پهر کیونکر معدوم هوسکتی تهیں ٬ علاوہ اسکے اگرچہ اُن کتابونکو الهامی لکهنے والوں نے لکها هو مگر یہہ ضرور نہیں کہ وہ بهی الهامی هوں اسلیئے کہ الهامی لکهنے والوں کی هر تحریر کا الهامی هونا ضرور نہیں هی ٬ اِس سبب سے وہ کتابیں مقدس کتابوں میں داخل نہ تهیں ٬ سوائے اسکے اگلے زمانہ میں هر ایک چهوٹی سی تحریر پر بهی کتاب کا اِطلاق کیا کرتے هے ٬ پس اُن کتابوں کے بعض مطالب موجودہ اِنهی کتابوں میں داخل هیں اور بعضے مطالب جو روحانی تربیت سے متعلق نہ تهے تو اُن کے نہونے سے بیبل میں کچهہ نقصان نہیں هی *

مگر ظاهر هی کہ ادنیٰ تامل کرنے سے معلوم هوتا هی کہ یہہ دلیلیں کافی نہیں هیں ٬ جو کتاب روح قدس کی تائید سے دی گئی هو اُسکے معدوم هوجانے سے حکمت الهی میں کچهہ نقصان نہیں آسکتا ٬ اگر ایک هی کتاب انسان کی هر حالت کی تربیت کو کافی هوتی تو اولاد سممت کے بعد همکو بدوستہ مفت کی حاجت کاهے کو هوتی ٬ ایماندار لوگ بلاشبہہ الهامی کتابوں کو عزیز رکهتے هیں ٬ مگر عام مصیبت کی حالتوں میں جو انسان کو بمقتضی اُسکی ضعیف فطرت کے نہایت درماندہ کر دیتی هیں (خصوصاً وہ پے در پے کی مصیبتیں جو یہودیوں پر پڑیں) ایسی عزیز تحریروں کا جاتا رهنا کچهہ خلاف نیچر کے نہیں هی ٬ علی الخصوص ایسی حالت میں کہ وہ ایک جگہہ جمع نہ تهیں بلکہ متفرق ٹکڑے لوگوں کے پاس تهے اُن کتابوں کے الهامی نہونے پر کوئی دلیل نہیں هی ٬ خصوصاً جب کہ خود الهامی لکهنے والوں نے اُن سے استخراج کیا یا اُن کی طرف اشارہ کیا هو ٬ فرض کیا جاوے کہ اُن کے تمام مطالب کتب مقدسہ میں هوں اور کتب مقدسہ

† تفسیر ڈائیلی مطبوعہ لندن ۱۸۵۷ ع جلد ۱ صفحہ ۹۳۶

کو اُن کي حاجت نرهي هو مگر اِس مقام پر اسکي بحث نهين هي بلکه صرف اتنا کهنا هي که اور بهي معتمد اور صحيح کتابين تهين جو اب معدوم هين اور يهه بات ايسي طرح پر ثابت هي که اُس سے بڑے بڑے علماے مسيحي نے بهي اقرار کيا هي *

سمرت صاحب اپني کتاب سوالات السوال مين جو سنه ۱۸۴۳ ع مين لندن مين چهپي هي ذيل سوال دوم کے لکهے هين که "يهه کتابين جن مين حضرت مسيح عليه السلام کو ناصري کها گيا تها (اور جسکا ذکر مقدس متي نے باب ۲ ورس ۲۳ مين لکها هي) نيست و نابود هوگئي مين اسليئے که جو کتابين نبيون کي اب موجود هين کسي مين حضرت عيسى عليه السلام کو ناصري نهين لکها هي" *

کريزاستم صاحب اپني هوملي يعني تفسير مين لکهتے هين که "پيغمبرون کي بهت سي کتابين ناپيد هوگئين اسليئے که يهوديون نے غفلت سے بلکه بے ديني سے بعض کتابون کو کهوديا اور بعض کو پهاڑ ڈالا اور بعض کو جلاديا" *

† تفسير ڈائيلي مين هي که اس بادشاه روشن ضمير يعني سليمان عليه السلام نے اُس دانائي کو جو اُسنے پائي انسانون کے فائده کے ليئے استعمال مين لانا چاها اور بهت سي کتابين اُنکي تعليم کے ليئے لکهين مگر حضرت عزرا نے اُن مين سے صرف تين کو مقدس کتابون مين داخل کيا اور باقي (يعني جنکو مقدس کتابون مين داخل نهين کيا) يا تو وه مذهبي تربيت کے ليئے نهين بنائي گئين تهين يا ايک زمانه کے گذرجانے کے سبب خراب اور ناقص هوگئين تهين *

‡ تفسير ڈائيلي مين ذيل شرح ورس ۲۵ باب ۱۴ کتاب دوم سلاطين کے لکها هي که يونس پيغمبر کا حال اس مقام پر هي اور اُس مشهور پيغام مين جو نينوي کو ليگئے تهے هي اور اُن پيشين گوئيون کو جنسے اُس نے بادشاه يربعام کو سريا کے بادشاه سے لڑنے پر دلهيري دي کسي جگهه لکها هوا نهين پاتے اسکا سبب صرف يهي نهين هي که بهت سے پيغمبرون کي تحريرين همارے پاس نهين هين بلکه يهه بهي هي که پيغمبرون نے اپني بهت سي پيشين گوئيون کو لکها هي نهين هي *

غرضکه هرطرح يهه بات ثابت هي که اُن مقدس کتابون کے سوا اور بهي مقدس کتابين تهين جو مدت سے ناپيد هوگئي هين *

بيان قسم دوم کي کتابون کا

يهه وه کتابين هين جو مستعمل بيبل مين داخل نهين هين مگر اِن مين سے بعضي ايسي هين جنکو اب تک بعض فرقه عيسائيون کے مانتے هين اور بعضي ايسي هين جنکو

† تفسير ڈائيلي مطبوعه سنه ۱۸۵۶ ع جلد ۲ صفحه ۱۳۹

‡ تفسير ڈائيلي مطبوعه سنه ۱۸۵۶ ع جلد ۱ صفحه ۸۰۶

ایک زمانہ میں صحیح ٹھہرا کر بیبل میں داخل کیا تھا ' اور پھر غیر معتبر ٹھہرا کر خارج کر دیا ' اور بعضی ایسی ہیں کہ اُنکو جمہور عیسائی جھوٹی اور جعلی کہتے ہیں ٭

۱ ۷ کتب شبعہ سبیت

۸ کتاب حنوک یعنی ادریس †

۹ کتاب مشاهدات ابراهیم

۱۰ کتاب مشاهدات موسی

۱۱ کتاب پیدایش صغیر — کونسل ترنت نے اس کتاب کو نا معتمد ٹھہرایا ‡

۱۲ کتاب قیاس موسی ‡

۱۳ کتاب الوصیت موسی ‡

۱۴ کتاب اسرار موسی ‡

۱۵ کتاب معراج موسی §

۱۶ کتاب عزرا نمبر ۱ یہہ کتاب سپتو ایجنت کے بعض نسخوں میں شامل تھی اور یونانی گرجے میں عموماً پڑھی جاتی تھی ||

۱۷ کتاب عزرا نمبر ۲ یہہ کتاب چند رومی ترجموں میں اور ایک عربی ترجمہ میں موجود هی ¶

۱۸ کتاب توبت ٭

۱۹ کتاب جودتھہ ‡

۲۰ باقی حصہ بابوں کتاب استھر کا — یہہ کتاب یونانی اور رومی نسخوں میں موجود هی ††

۲۱ وزدم سلومان یعنی کتاب دانائی سلیمان — یونانی زبان میں یہہ کتاب موجود هی ‡‡

---

† هارن صاحب کا انٹروڈکشن اوپر علوم بیبل کے مطبوعہ سنہ ۱۸۲۵ ع لندن جلد ۱ صفحہ ۶۳۷

‡ هارن صاحب کا انٹروڈکشن اوپر علوم بیبل کے مطبوعہ سنہ ۱۸۲۵ ع لندن جلد ۴ صفحہ ۲

§ لارڈنر صاحب کے ورکس مطبوعہ سنہ ۱۸۲۹ ع لندن جلد ۲ صفحہ ۵۱۲

|| تفسیر دائیلی مطبوعہ سنہ ۱۸۵۶ ع جلد ۲ صفحہ ۷۵۶

¶ ایضاً صفحہ ۷۷۶ ٭ ایضاً صفحہ ۸۰۹ ‡ ایضاً صفحہ ۸۲۶

†† تفسیر دائیلی مطبوعہ سنہ ۱۸۵۷ ع جلد ۲ صفحہ ۸۳۹

‡‡ ایضاً جلد ۲ صفحہ ۸۵۵

٢٢ ايکليزياسٹکس يعني کتاب الوعظ †

٢٣ کتاب باروق — قديم مصنفوں نے اس کتاب سے سند لي هى اور کونسل ٹرنٹ نے اسکو رد نهيں کيا کيونکه اسکے حصے گرجاميں پڑھے جاتے تھے ‡

٢٤ کتاب راگ تين پاک بچوں کي — بعض يوناني ترجموں ميں اور عموماً رومي بيبل ميں يهه کتاب بشمول کتاب دانيال موجود هى §

٢٥ کتاب تاريخ سسنّها — أنهي ترجموں ميں يهه کتاب بهي کتاب دانيال کے شروع ميں موجود هى ||

٢٦ بل اور ڈرگنوں کي درباسي کي تاريخ — يهه کتاب بهي أنهي ترجموں ميں کتاب دانيال کے اخير ميں موجود هى ¶

٢٧ دعاء منيسس بادشاه يهوديه *

٢٨ اول کتاب مقابيس — يهه کتاب اور نيز دوسري آگے آنے والي کتاب عبري ميں نهي تهي اور يوناني اور سريا زبان ميں اب بهي موجود هى ∤

٢٩ دويم کتاب مقابيس ††

٣٠ کتاب معراج اشعياه ‡‡

٣١ ملفوظات حبقوق ‡‡

بيان کتابوں عهد جديد کا

اس مقام پر عهد جديد کي کتابوں سے صرف وه کتابيں مراد هيں جنکو حواريوں نے لکها اور أنميں وه کلام الهي شامل هى جو حضرت مسيح عليه السلام کے اوپر أترا تها اور جنکو هم مسلمان انجيل کهتے هيں *

يهه کتابيں دو قسم کي هيں ' ايک وه جو بيبل ميں داخل هيں ' دويم وه جو بيبل ميں داخل نهيں هيں اور جنکو علماء مسيحي نے نا معتبر جانکر يا جهوٹي سمجهه کر خارج کرديا هي *

بيان قسم اول کي کتابوں کا

١ انجيل متى	٣ انجيل لوک
٢ انجيل مارک	٤ انجيل يوحناه

† تفسير ڈائيلي مطبوعه سنه ١٨٥٧ ع صفحه ٨٧٩ ‡ ايضاً صفحه ٩٣٢

§ ايضاً صفحه ٩٥٥ || ايضاً صفحه ٩٥٩ ¶ ايضاً صفحه ٩٦٣

* ايضاً صفحه ٩٦٦ ∤ ايضاً صفحه ٩٦٧ †† ايضاً صفحه ١٠١٧

‡‡ هارن صاحب کا انٹروڈکشن اوپر علوم بيبل کے مطبوعه سنه ١٨٢٥ ع لندن جلد ١ صفحه ٦٣٨

بیان قسم دویم کی کتابوں کا

۱ انجیل طفولیت جو متی نے لکھی †
۲ انجیل ولادت مریم †
۳ انجیل یعقوب †
۴ انجیل نیقودیما
۵ انجیل پیٹر
۶ انجیل دویم یوحناہ
۷ انجیل اندریاہ حواری
۸ انجیل فلپ
۹ انجیل بارتھا لومی
۱۰ انجیل توما حواری
۱۱ انجیل اول طفولیت جو توما نے لکھی
۱۲ انجیل دوم طفولیت جو توما نے لکھی
۱۳ انجیل متھی آز
۱۴ انجیل مرقس جو مصریوں کی کہلاتی ہی
۱۵ انجیل بارناباس
۱۶ انجیل تھی ڈفیس
۱۷ انجیل پال
۱۸ انجیل اپلس
۱۹ انجیل بےسیلی ڈس
۲۰ انجیل سرنتھس
۲۱ انجیل ابی اونیٹر
۲۲ انجیل انکار تینس
۲۳ انجیل حوا
۲۴ انجیل یہودیا
۲۵ انجیل حوۃ
۲۶ انجیل جوڈس
۲۷ انجیل مارشین
۲۸ انجیل امرن تھس
۲۹ انجیل ناصریان
۳۰ انجیل کاملیت
۳۱ انجیل سنی تھیٹس
۳۲ انجیل تٹی تن
۳۳ انجیل حقیقت جو ویلن ٹی نین پاس تھی
۳۴ انجیل ویلن ٹینس

اِن کے سوا جو کتابیں اور نامے کہ اپنی طرف سے حواریوں نے لکھے وہ بھی دو قسم ہیں ' ایک وہ جنکو علماء مسیحی نے عہد جدید میں داخل کیا ہی دوسرے وہ جنکو نامعتبر سمجھہ کر عہد جدید سے خارج رکھا ہی *

بیان پہلی قسم کی کتابوں کا

۱ اعمال حواریوں
۲ رومیوں کو پال کا خط
۳ گرنتھیوں کو پال کا پہلا خط
۴ گرنتھیوں کو پال کا دوسرا خط
۵ گلاتھیوں کو پال کا خط
۶ افسیوں کو پال کا خط

---

† هارن صاحب کا انٹروڈکشن اوپر علوم بیبل کے مطبوعہ سنہ ۱۸۲۵ ع لندن جلد ۱ صفحہ ۶۴۲

۷ فلپیوں کو پال کا خط
۸ کلسیوں کو پال کا خط
۹ تھسلنیکیوں کو پال کا پہلا خط
۱۰ تھسلنیکیوں کو پال کا دوسرا خط
۱۱ تمتھي کو پال کا پہلا خط
۱۲ تمتھي کو پال کا دوسرا خط
۱۳ تیتي کو پال کا خط
۱۴ فلیمن کو پال کا خط
۱۵ عبرانیوں کو خط
۱۶ سارہ فرقوں کو یعقوب کا خط
۱۷ سارے مسیحي لوگوں کے لئیے پیتر کا پہلا خط
۱۸ سارے مسیحي لوگوں کے لئیے پیتر کا دوسرا خط
۱۹ سارے مسیحي لوگوں کے لئیے یوحناہ کا پہلا خط
۲۰ یوحناہ کا دوسرا خط
۲۱ یوحناہ کا تیسرا خط
۲۲ سارے مسیحي لوگوں کے لئیے یہوداہ کا خط
۲۳ مشاهدات یوحناہ

بیان دوسري قسم کي کتابوں کا

۱ نامہ مریم بنام اگناشس
۲ نامہ مریم بنام سسلیان
۳ کتاب پیدایش مریم
۴ کتاب مریم
۵ تاریخ اور حدیث مریم
۶ کتاب مریم کي معجزات مسیح میں
۷ کتاب سوالات صغیر و کبیر مریم
۸ کتاب نسل مریم
۹ کتاب مریم انگشتري سلیماني
۱۰ کتاب عقاید حواریان †
۱۱ کتاب تعلیم حواریان ‡
۱۲ کتاب اعمال پترس ‡
۱۳ کتاب اول مشاهدات پترس ‡
۱۴ کتاب دویم مشاهدات پترس
۱۵ نامہ پترس بنام کلیمنس
۱۶ کتاب مباحثہ پترس
۱۷ کتاب تعلیم پترس
۱۸ کتاب وعظ پترس
۱۹ کتاب اداب نماز پترس
۲۰ کتاب خانہ بدوشي پترس
۲۱ کتاب قیاس پترس
۲۲ کتاب اعمال یوحناہ
۲۳ کتاب خانہ بدوشي یوحناہ
۲۴ کتاب حدیث یوحناہ
۲۵ نامہ یوحناہ بنام هردروپک
۲۶ مریم کا وفات نامہ جو یوحناہ نے لکھا

---

† هارن صاحب کا انترودکشن اوبر علوم بیبل کے مطبوعہ سنہ ۱۸۲۵ ع لندن جلد ۱ صفحہ ۶۴۲

‡ لارڈنر صاحب کے ورکس مطبوعہ سنہ ۱۸۲۹ ع لندن جلد ۲ صفحہ ۱۰۲

۲۷ تذکرہ مسیح اور اُنکے نزول کا صاحب سے جو یوحناہ نے لکھا تھا
۲۸ کتاب مشاھدات دوم یوحناہ
۲۹ کتاب آداب نماز یوحناہ
۳۰ کتاب اعمال اندریاہ
۳۱ کتاب آداب نماز متی
۳۲ کتاب اعمال فلپ
۳۳ کتاب اعمال توما †
۳۴ کتاب مشاھدات توما
۳۵ کتاب خانہ بدوشی توما
۳۶ کتاب آداب نماز یعقوب
۳۷ وفات نامہ مریم جو یعقوب نے لکھا
۳۸ کتاب حدیث متھی آز
۳۹ کتاب اعمال متھی آز
۴۰ کتاب آداب نماز مرقس
۴۱ مرقس کی کتاب پےشن
۴۲ نامہ بار ناباس ‡
۴۳ کتاب اعمال پال یا شہادت تھکلا اول §
۴۴ کتاب اعمال پال یا شہادت تھکلا دوم
۴۵ کتاب اعمال پال
۴۶ نامہ پال بنام لادو دیان ||
۴۷ — ۴۹ تین نامہ پال کے بنام تھسلنیحونیا
۵۰ - ۵۲ تین نامے پال کے بنام کرنتھیان ¶
۵۳ نامہ پال درجواب نامہ کرنتھیان
۵۴ - ۵۹ چھہ نامہ پال کے بنام سنیکا *
۶۰ کتاب مشاھدات اول پال
۶۱ کتاب مشاھدات دوم پال
۶۲ کتاب وزن پال
۶۳ کتاب وعظ پال
۶۴ پال کی کتاب مفتر سانپ
۶۵ کتاب پری سپٹ پال
۶۶ مکاشفات سرنتھس
۶۷ اعمال حواریان جو ابی اونتیز کے پاس ہے
۶۸ کتاب ھل کی سیٹس
۶۹ کتاب جیمس
۷۰ کتاب اعمال حواریان لیو شیس کی
۷۱ اعمال حواریان لن ٹی شیس
۷۲ اعمال حواریان لیان ٹیس
۷۳ اعمال حواریان لیوتھان
۷۴ اعمال حواریان جو منی چیز پاس ہے
۷۵ اعمال حواریان سلیوکس
۷۶ مکاشفہ ستفن

---

† ھارن صاحب کا انٹرڈکشن اوپر علوم بیبل کے مطبوعہ سنہ ۱۸۲۵ع جلد ۱ صفحہ ۶۳۲
‡ لارڈ نر صاحب کے ورکس مطبوعہ سنہ ۱۸۲۹ ع لندن جلد ۳ صفہ ۱۰۶
§ ھارن صاحب کا انٹرودکشن مطبوعہ سنہ ۱۸۲۵ ع جلد ۱ صفحہ ۶۳۴
|| نامہ کلسیان ۴ — ۱۹
¶ نامہ اول کارنتھیان ۵ — ۹ نامہ دویم ایضاً ۱۰ — ۹
* ھارن صاحب کا اِنٹرودکشن اوپر علوم بیبل کے مطبوعہ سنہ ۱۸۲۵ ع لندن جلد ۱ صفحہ ۶۳۲

٧٧ نامه نهمي سن مانتي نست
٧٨ نامه اول کليمنت بنام کارن تهينز
٧٩ نامه دوم کليمنت بنام کارن تهينز
٨٠ نامه اگني شيس بنام افي سينز
٨١ نامه اگني شيس بنام ميگنے شينس
٨٢ نامه اگني شيس بنام ترياينز
٨٣ نامه اگني شيس بنام روميان
٨٤ نامه اگني شيس بنام فلي ڈل فينس
٨٥ نامه اگني شيس بنام سمرنهنز
٨٦ نامه اگني شيس بنام پولي کارپ
٨٧ نامه پولي کارپ بنام فلي پينز
٨٨ گذريه هرمس کا
٨٩ احکام هرمس
٩٠ تماثيل هرمس

اِن کتابوں کے سوا چند کتابيں ايسي تهيں جنکو کہتے تهے که خود حضرت مسيح عليهِ‌السلام نے لکهي هيں ' اُنکي تفصيل يهه هی *

١ نامه بنام ايبگارس †
٢ نامه بنام پيترو پال
٣ کتاب تمثيلوں اور وعظ کي
٤ کتاب مناجات مسيح کي
٥ کتاب سحر کي
٦ کتاب پيدايش مسيح اور مريم
٧ نامے جو آسمان پر سے گرے ‡
٨ نامه حضرت مسيح جو ميني کيس نے پيدا کيا

جن کتابوں پر کسي کتاب کا حواله نهيں هی اُنکا نشان مليگا اکسهومو اور ايپو کريفل نيو تسٹمنٹ ميں جو سنه ١٨٢٠ ع ميں لندن ميں چهپي هی *

يهه تفصيل کتابوں کي جو لکهي گئي وه هی جو همنے اگلي کتابوں ميں پائي هی ' اور کچهه تعجب نهيں که انکے سوا اور بهي کچهه تحريريں معتبر يا نا معتبر هوں جنکي اِطلاع هم تک نه پهونچي هو *

المقدمة السادسة

اسباب کے معلوم کرنيکا که ان کتابوں ميں سے کون سي کتابيں معتبر هيں مسلمانوں کے مذهب ميں کيا قاعده هی

کتابوں کي معتبري اور غير معتبري دريافت کرنے کا اصلي مدار اُسکے مصنف کي معتبري اور غير معتبري پر هی ' پس جس کتاب کي معتبري يا غير معتبري دريافت کرني هو تو اول يهه بات ديکهني چاهيئے که اُسکا لکهنے والا معتبر شخص هی يا نهيں ' اگر معتبر هی تو وه کتاب بهي معتبر هی ' اور اگر معتبر نهيں هی تو وه کتاب بهي معتبر نهيں هی ' پهر اگر وه کتاب معتبر شخص کي طرف منسوب هوتي هی تو اِس بات کي سند درکار هوتي هی که درحقيقت يهه کتاب اُسي

---

† هارن صاحب کا انترودکشن اوپر علوم بيبل کے مطبوعه سنه ١٨٢٥ ع لندن جلد ٤ صفحه ٦٤٢
‡ ايضاً صفحه ٦٤٢

شخص کي لکھي هوئي هی ' اور یهه بات ثابت نهیں هوتي جب تک همارے زمانه سے اُس کتاب کے لکھنے والے تک سند متصل همارے پاس نهو ' اور سند متصل هم اُسکو کهتے هیں که کسي معتبر شخص نے اُس کتاب کو اصل لکھنے والے سے پڑھا هو ' پھر اُس سے دوسرے نے ' پھر اُس سے تیسرے نے ' یهاں تک که همارے زمانه تک ' اسیطرح اُسکي گواهي پهونچي هو ' چنانچه حاشیه پر بطور مثال کے قرآن مجید کي سند متصل جسطرح که مجهه تک پهونچي هی لکھا هیں ' † اِسي طرح پر اَوْر کتابوں کي بھي سند متصل هم چاهتے هیں ' مگر ان کتابوں کي نسبت ایسي سند متصل همارے پاس نهیں هی ' اسلئے اُن کتابوں کے معتبر اور غیر معتبر ٹهیرانیکو دوسرا قاعده بلحاظ شهرت اور قبول کے قرار پایا هی ' پس ان جمله کتابوں کي خواه وه بالفعل بیبل میں داخل هیں یا نهیں چار قسمیں قرار پائي هیں *

قسم اول جن کتابوں کو علماء هروقت نے بلا رد و انکار قبول کیا ' اور سب کا اُنکي صحت پر اتفاق هوا ' اور شهر بشهر مشهور هوئیں ' اور علماء اُنکي تعلیم و تعلم میں قرنا بعد قرن مشغول اور مصروف هوئے ' اور کبھي اور کسي زمانه میں اُنکي صحت اور اعتبار پر رد و انکار نهیں هوا ' وه سب معتمد اور صحیح هیں *

قسم دویم وه کتابیں هیں جنکو معتبر لکھنے والوں نے لکھا اور اکثر علماء نے اُن کتابوں کو تسلیم کیا ' مگر بعضوں نے اُن کے تسلیم کرنے سے انکار بھي کیا ' یا کسی عهد میں وه کتابیں اکثر علماء کے نزدیک مقبول رهیں اور معتبر اور مقدس لوگوں نے اُنسے سند لي ' اور اپني

---

† قد قرات القران المجید والفرقان الحمید علی الشیخ الاجل الافخم مولانا مولوي محمد مخصوص الله و هو علی الشیخ الاجل والحبر الابجل الذي فاق بین الاقران بالتمیز مولانا الشیخ عبدالعزیز و هو علی والده شاه ولي الله وهو علی حاجي محمد فاضل السندي وهو علی شیخ عبدالخالق التوفي وهو علی شیخ البصري و هو علی شیخ عبدالرحمن الیمي و هو علی شیخ سجاد و هو علی شیخ ابي النصر الطبلاوي و هو علی شیخ الاسلام الزکریا و هو علی شیخ رضوان الفلقیلي و هو علی امام محمد الجزري و هو علی امام احمد ابن شیخ الامام و هو علی امام ابي عبدالله الحسین و هو علی امام ابي محمد قاسم و هو علی شیخ ابي العباس احمد و هو علی شیخ ابي داؤد سلیمان و هو علی ابي عمرو الدواني و هو علی شیخ ابي الحسن الطاهر و هو علی شیخ علی ابن محمد و هو علی شیخ ابي العباس احمد ابن سهل الاشناني و هو علی شیخ ابي محمد عبیدة ابن الصباح و هو علی امام حفص و هو علی امام عاصم و هو علی شیخ ابي عبدالرحمن و زر ابن حبیش و هو علی حضرت امیرالمؤمنین عثمان ابن عفان جامع الناس علی القرآن و هو علی سید الانبیاء والمرسلین صاحب الوحي والکتاب المبین خاتم النبیین محمد رسول الله صلوات الله علیه و علی اله و اصحابه اجمعین و انا العبد المفتقر الی الله الصمد سید احمد *

تحریرات میں اُن کے اقوال اخذ کیئے ' مگر پھر کسی زمانہ میں متروک ہوگئیں ' یا یہہ کہ کسی زمانہ میں اُن کی شہرت ہوئی اور پھر وہ شہرت جاتی رہی ' اُن کتابوں کو بھی ہم صحیح اور معتمد مانتے ہیں ' مگر پہلی قسم سے درجہ اعتبار میں کمتر جانتے ہیں *

قسم سویم وہ کتابیں ہیں جنکو معتبر لکنے والوں نے تو لکھا ' مگر چنداں مشہور نہ ہوئیں ' اور علماء کی تعلیم و تعلم میں کثرت سے نہ آئیں ' اور نہ معتبر اور مقدس لوگوں نے اپنی تحریرات میں اُن کے اقوال اخذ کیئے ' نہ اُنکا حوالہ دیا ' اُن کتابوں کو ہم کتب صحاح میں داخل نہیں کرتے *

قسم چہارم وہ کتابیں ہیں جنکا اگلے وقتوں میں کچھہ نام و نشان مذکور نہ تھا ' بعد کے زمانہ میں نکلیں ' اور معتبر لوگوں نے اُن کی طرف التفات نکیا ' اُن کتابوں کو معتبر نہیں سمجھتے *

اس تقسیم بموجب ہم مسلمان اُن کتابوں کو بھی خواہ وہ بیبل میں داخل ہیں یا نہیں چار قسموں پر تقسیم کرتے ہیں ' اور جو کتاب جس قسم کی ہی اُس قسم میں داخل کرتے ہیں *

ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ اس امر میں علماء مسیحی کا بھی یہی مذہب ہی جو ہم مسلمانوں کا ہی ' اور ہم دونوں میں اُن کتابوں کے معتبر اور نا معتبر ٹھہرانے کے قاعدہ میں کچھہ اختلاف نہیں ہی ' لارڈ نر † صاحب لکھتے ہیں " کہ جب ہم کتابوں کا بیان کرتے ہیں ' اور متقدمین کے اقوال پر جو اُنکی نسبت ہیں لحاظ کرتے ہیں ' تو وہ کتابیں پانچ قسم کی معلوم ہوتی ہیں " *

اول وہ کتابیں جنکو سب مانتے تھے *

دوسرے وہ جنکو بہت سے مانتے تھے اور صرف چند آدمی اُنپر شک کرتے تھے *

تیسرے وہ کتابیں جنکو یوسی بیس نے متنازعہ ٹھہرایا ہی یعنی جنکو بہت سے لوگ تسلیم کرتے ہیں ' اور بہت سے لوگ اُنپر شک بھی کرتے ہیں ' *

چوتھے وہ کتابیں جنکو چند تسلیم کرتے ہیں ' یا یہہ کہ جنتے تسلیم کرتے ہیں اُس سے بہت زیادہ اُنکو تسلیم نہیں کرتے ہیں ' ایسی کتابیں جھوٹی کتابیں کہلاتی ہیں *

پانچویں وہ کتابیں جنکو علماء عیسائی عموماً رد کرتے ہیں اس سبب سے کہ متقدمین میں سے کسونے اُنکو بطور کتاب معتبر کے استعمال نہیں کیا ' یا اُن میں ایسی باتیں شامل ہیں جو حقیقی حوارانہ تعلیم کے برخلاف ہیں ' ایسی کتابیں بالکل جھوٹی ہیں *

اس تقسیم سے جو لارڈ نر صاحب نے بیان فرمائی صاف معلوم ہوتا ہی کہ یہہ قاعدہ ہم دونوں مسلمانوں اور عیسائیوں میں غیر متنازعہ ہی ' مگر اختلاف صرف اسقدر ہی کہ جن

---

† لارڈنر صاحب کے ورکس مطبوعہ سنہ ۱۸۲۹ ع لندن جلد ۴ صفحہ ۱۰۲ —

کتابوں کو علماء عیسائي معتبر نہیں جانتے ' اُن کتابوں کے کسي قول پر بھي اعتبار نہیں کرتے اور بالکل بیبل سے خارج سمجھتے ھیں ' مگر ھم مسلمان اُسکے اصلي مضامین پر خیال کرتے ھیں ' اور جسقدر مضامین اُسمیں مندرج ھوتے ھیں اُنکي تین قسمیں کرتے ھیں *

اول یہہ کہ اُسکي صحت اور صداقت اور کسي معتبر دلیل یا معتبر کتاب سے پائي جاتي ھی ' تو اُس مضمون کو صحیح اور واقعي مانتے ھیں *

دوسرے یہہ کہ اُس مضمون کا غلط اور جھوٹ ھونا اور کسي معتبر دلیل یا معتبر کتاب سے ثابت ھوتا ھی ' تو اُسقدر مضمون کو صحیح نہیں مانتے *

تیسرے یہہ کہ جس مضمون کي نہ صحت ھي ثابت ھی اور نہ غلط ھونا ثابت ھی ' اور نہ کوئي ایسي قوي دلیل ھی جس سے اُسکے غلط ھونے کا یقین ھو ' تو اِس مضمون کي نہ صحت کا اقرار کرتے ھیں اور نہ اُسکي صحت سے انکار کرتے ھیں ' بلکہ یہہ کہتے ھیں کہ جو کچھہ اللہ نے اپنے نبیوں پر اُتارا اُس سب پر ھم ایمان لائے ھیں ' اور سبب اس کا یہہ ھی کہ ھمارے مذھب میں یہہ بات فرض ھی کہ جو کلام الٰھي نبیوں پر اُترا اُس سب کي ھم دل سے تصدیق کریں ' پس جو کلام کہ کسي نبي کي طرف منسوب ھی اور اُسکا غلط ھونا ھمکو ثابت نہیں ھوا ' تو اُسکے انکار کرنے میں ھمکو یہہ اندیشہ ھی کہ شاید نبي کا کلام ھو اور اُسکے انکار کرنے سے ھمکو گناہ کا مرتکب ھونا پڑے ' اور اُسکي صحت کا اس واسطے اقرار نہیں کرسکتے کہ اُسکي صحت ھمکو ثابت نہیں *

بلحاظ اِن تقسیموں کے جسقدر کتابیں کہ بالفعل بیبل میں داخل ھیں ھم مسلمانوں کے نزدیک کوئي کتاب قسم چہارم میں داخل نہیں ھی ' بلکہ اکثر کتابیں قسم اول کي ھیں اور کچھہ تھوڑي قسم دوم کي ' اور بعض قسم سوم کي ' چنانچہ اُسکي تفصیل اور تحقیق ' ھم ھر ایک کتاب کي تفسیر میں وقتاً فوقتاً لکھینگے ' انشاء اللہ تعالی *

المقدمة السابعة

مسلمانوں کے مذھب میں کتب مقدسہ کي تحریف کا کیا مسئلہ ھی

امام فخرالدین رازي نے تفسیر کبیر میں لکھا ھی کہ تحریف کے معني ھیں تغیر و تبدیل کے ' اور تحریف پھیرنا ایک چیز کا ھی اُسکي سچائي سے ' یہہ معني جو امام صاحب نے بیان کیئے یہہ عام تحریف کے معني ھیں ' مگر کتب مقدسہ کي نسبت جو تحریف کا لفظ ھم مسلمانوں میں مروج ھی اُس سے اصطلاحي معنی مراد ھیں ' اور وہ یہہ ھیں کہ جان بوجھہ کر اور قصد کرکر کلام الٰھي کو اُسکے اصلي مقصد اور سچے مطلب سے دوسري طرف پھیرنا *

تفسیر کبیر
التحریف التغیر والتبدیل والتحریف ھو امالة الشيء عن حقه *

همنے تحریف کے اصطلاحي معنوں میں کئي قیدیں لگائي هیں *

اول یهه که جان بوجهه کر *

دوسرے یهه که قصداً کر *

تیسرے یهه که اصلي مراد سے اُس طرف پهیرنا جو مقصود نهیں هی *

پهلي قید همنے اسلیئے لگائي هی که قرآن مجید کے حکم بموجب تحریف ایک گناه عظیم هی ' پهر اگر تحریف سے جان بوجهه کر تحریف کرنا مراد نهو تو وه فعل گناه نهیں رهتا ' پس ضرور هی که جس تحریف کا قرآن مجید میں ذکر هی وه تحریف جان بوجهه کر هو ' علاوه اسکے قرآن مجید میں بعضي آیتوں میں تحریف کے ذکر کے ساتهه یهه بهي آیا هی که (سنتے کلام الله کا پهر اُسکو بدل ڈالتے سمجهه کر ' اور اُنکو معلوم هی) پس اُس سے صاف ثابت هوتا هی که تحریف سے وهي تحریف مراد هی جو جان بوجهه کر هو *

دوسري قید قصد اور اراده کي همنے اِسلیئے لگائي هی که بدلنا یا پهیرنا کسي چیز کا ایک فعل ' هی اور جبکه کوئي فعل کسي فاعل کي طرف منسوب کیا جاتا هی تو اُس سے یهي مراد هوتي هی که اُس نے بالقصد یهه کام کیا هی' چنانچه قرآن مجید میں بهي جهاں کهیں تحریف کا ذکر آیا هی وه فعل کے صیغه سے آیا هی' علاوه اِس کے گناه بهي اُسي فعل پر هوتا هی جو بالقصد اور بالعمد هو ' اس سے ثابت هی که تحریف سے وهي تحریف مراد هی جو قصداً اور اراده هو *

تیسري قید اصلي مراد سے پهیرنے کي همنے اِسلیئے لگائي هی که یهه معني نفس لفظ تحریف میں واقع هیں' کیونکه اصلي معني تحریف کے هیں پهیرنا ایک چیز کا اُسکي سچائي سے ' پس اگر فرض کیا جاوے که کسي چیز میں کوئي ایسي تغیر و تبدیل واقع هوئي جس سے اُسکي سچائي اور اصلي مطلب میں انحراف نهیں آیا ' تو وه اصطلاحي تحریف نهیں هی *

اب غور کرنا چاهیئے که اس طرح پر تحریف کتب مقدسه کي کئي صورت سے هوسکتي هی *

اول یهه که کتب مقدسه میں کچهه لفظ یا عبارت اپني طرف سے بڑهاویں *

دوسرے یهه که اُن میں سے کچهه لفظ یا عبارت گهٹاویں *

تیسرے یهه که لفظوں کو بدل دیں ' یعني اصلي لفظ نکال کر اُنکے بدلے اَور لفظ داخل کردیں *

چوتهے یهه که کتب مقدسه میں تو کچهه تغیر و تبدیل نکریں ' مگر اُنکے الفاظ کو یعني کلام الهي کو پڑهتے وقت تغیر کر کر لوگوں کو پڑه سناویں *

پانچویں یہہ کہ کتب مقدسہ کے بعض ورسوں کو بتاویں * اور بعض کو چھپا ویں *
چھٹی یہہ کہ کلام الہي میں جو احکام هیں لوگوں کو اُنکے بدلے اَور احکام بتاویں *
یہہ کہہ کر کہ حکم الہي یوں هي هی *
ساتوں یہہ کہ الفاظ مشترک المعنی کے وہ معنی بیان کریں جو مقصود نہیں هیں *
آٹھویں یہہ کہ آیات خفیہ اور متشابہ کي غلط تاویل بیان کریں *
اِن قسموں کے سوا بعضے لوگوں نے اس بات کو بھي تحریف میں داخل کیا هی کہ ایک
عبارت یا رسالہ اپنی طرف سے لکہہ کر مشہور کریں کہ یہہ خدا کا کلام هی ' مگر در
حقیقت یہہ تحریف میں داخل نہیں هی ' کیونکہ تحریف میں ضرور هی کہ کلام الہي
میں تغیر و تبدیل هو ' اور اپنی طرف سے کوئي عبارت یا رسالہ لکھنا اور اُسکو کلام الہي کہہ
کر مشہور کرنا کلام الہي میں تحریف کرنا نہیں هی بلکہ سرے سے جھوٹ بنانا اور موضوع
کرنا هی *

یہہ آٹھوں قسمیں تحریف کي جو مذکور هوئیں ان میں سے پہلي چار قسمیں تحریف
لفظي کہلاتي هیں اور پچھلي چار قسمیں تحریف معنوی ' ان آٹھوں قسموں کے بیان کرنے سے
اس مقام پر مطلب یہہ هی کہ اِن اِن صورتوں سے تحریف هونا ممکن هی ' اور یہہ مطلب
نہیں هی کہ یہہ آٹھوں قسموں کي تحریفیں کتب مقدسہ میں واقع هوئي هیں ' کیونکہ همارے
مذهب بموجب پہلي تین قسموں کي تحریف کا کتب مقدسہ میں واقع هونا ثابت نہیں
هی *

همارے مذهب کے بعض قدیم عالموں نے کتب مقدسہ میں پہلي تین قسموں کي
تحریف کا هونا بھي مانا هی ' اُن کي راے کي بنیاد تین باتوں پر هی *
ایک یہہ کہ وہ لوگ اِس بات کو بھي کہ اگر کوئي شخص خود کوئي رسالہ لکھے اور
اُسکو بطور جھوٹ کے کسي پیغمبر یا حواري کے نام سے مشہور کرے تحریف میں داخل کرتے
هیں *

دوسرے یہہ کہ اُن کو معلوم هوا هی کہ بعضے یہودیوں نے بعضي جگہہ قصداً تحریف
لفظي کي هی ' جیسے کہ سامریوں نے ورس ۴ باب ۲۷ کتاب استثنا میں ' بجائے " عیبال
کے پہاڑ " کے " گذرم کا پہاڑ " بنادیا هی *
تیسرے یہہ کہ بعض دیندار مسیحیوں کي نسبت بھي اُن کو تحریف لفظي کرنا
ثابت هوا هی *
† مثلاً انجیل مارک باب ۱۳ ورس ۳۲ میں سے بعض الفاظ نکال ڈالے هیں ' کیونکہ
وہ ایرین کے مذهب کي تائید کرتے تھے *

---

† هارن صاحب کا انٹرو ڈکشن اُوپر علوم بیبل کے مطبوعہ سنہ ۱۸۲۵ ع لندن جلد ۲
صفحہ ۳۱۳

اور لوک کي انجیل کے باب ۱ ورس ۳۵ میں کچھہ لفظ بڑھائے گئے ھیں واسطے رد کرنے مذھب یوتي شینز کے *

اور اسي انجیل کے باب ۲۲ کا ورس ۴۳ بعض نسخوں میں سے نکال ڈالا ھی ' تا که حضرت مسیح علیه‌السلم کي الوھیت میں شبهه نه پڑے *

اور متی کي انجیل کے باب ۱ ورس ۱۸ میں سے لفظ هم بستر هووین' اور ۲۵ میں سے اسکا پہلونٹا ' نکال ڈالا ھی ' تا که حضرت مریم علیها‌السلم کے همیشه کواري رهنے پر شبهه نه پڑے *

مگر غور کرنے سے معلوم هوتا هی که یهه تینوں دلیلیں اُن لوگوں کي ٹهیک نهیں هیں' اور قرآن مجید میں جس تحریف کا ذکر آیا هی ' اُس سے کچهه علاقه نهیں رکهتیں ' کیونکه هم پہلے بیان کرچکے هیں که اپني طرف سے کوئي رساله لکهکر کسي پیغمبر یا حواري کے نام سے مشهور کرنا تحریف نهیں هی بلکه سرے سے موضوعات میں داخل هی ' اور اگر کسي شخص نے کسي نسخه میں کوئي تحریف لفظي کي تو اُس سے همارے قرآن‌مجید میں بحث نهیں هی' بلکه همارے قرآن مجید میں اُس تحریف سے بحث هی جو عموماً یهودیوں اور عیسائیوں میں رائج هوگئي تهي ' بعض دیندار علماء مسیحي نے اگر کچهه لفظي تغیر و تبدیل کي تو وه بهي وه تحریف جسکا قرآن مجید میں ذکر هی هرگز نهیں هوسکتي ' کیونکه وه لوگ یقیني جانتے تهے ' که اُسکے صحیح اور اصلي اور سچّے معني وهي هیں جسطرح همنے لفظوں کو بدلا هی ' حالانکه قرآن مجید میں جس تحریف کا ذکر هی وه ایسي تحریف نهیں هی ' بلکه وه اُس تحریف کا ذکر هی جسکو وه لوگ جانتے تهے که صحیح اور سچّا اور اصلي مطلب یهه نهیں هی جو هم بیان کرتے هیں ' اور پهر دیده و دانسته اُس میں تحریف کرتے تهے ' اور جان بوجهکر غلط عبارت پڑهتے تهے ' یا غلط معني بیان کرتے تهے *

اس بیان سے صاف ظاهر هی که جن علماء نے کتب مقدسه میں پہلي تین قسموں کي تحریف کا هونا تسلیم کیا هی اُن سے درباب قرار دینے اصلي مراد تحریف کے لغزش هوئي هی' اسي لیئے همارے مذهب کے بڑے بڑے علما محققین نے کتب مقدسه میں پہلي تین قسموں کي تحریف کے واقع هونے سے انکار کیا هی ' اور جن لوگوں کي راے اُس طرف گئي هی اُنکا تخطئه کیا هی ' چنانچه هم اُنکے اقوال اس مقام پر نقل کرتے هیں *

امام محمد اسمعیل بخاري رحمة‌الله علیه نے اپني کتاب میں تحریف کي تفسیر یوں لکهي هی که تحریف کے معني هیں بگاڑ دینے کے ' اور کوئي شخص نهیں هی جو بگاڑے الله تعالی کي کتابوں سے لفظ کسي کتاب کا ' لیکن یهودي اور عیسائي خدا کي کتاب کو اُسکے اصلي اور سچّے معنوں سے پهیرکر تحریف کرتے تهے *

قال البخاري رحمة‌الله‌علیه في صحیحیه في بیان قوله تعالی یحرفون الکلم عن مواضعه یحرفون یزیلون و لیس احد یزیل لفظ کتاب من کتب الله و لکنهم یحرفونه یتاولونه علی غیر تاویله

فتح الباري شرح صحيح بخاري میں هی که ابن تیمیه سے تحریف کا مسئله پوچها

گیا ' اُنہوں نے جواب دیا که علماء کے اس میں دو قول هیں *
ایک یهه که تحریف لفظوں میں بهي هوئي هی اور دوسرے
یهه که تبدیل نہیں هوئي مگر صرف معنوں میں ' اور اس
دوسري بات پر بہت سي دلیلیں بیان کي هیں *

قد سئل ابن تیمیة عن هذا المسئلة فاجاب في فتاواه ان للعلماء في هذا قولین احدهما وقوع التبدیل في الالفاظ ایضا ثانیهما لا تبدیل الا في المعني واحتج للثاني

شاه ولي الله صاحب اپني کتاب فوز الکبیر میں لکهتے هیں
نه میرے نزدیک تحقیق یهي هوا هی که اهل کتاب توریت
اور اَور کتب مقدسه کے ترجمه میں (یعني تفسیر میں)
تحریف کرتے تهے نه اصل توریت میں' اور یهه قول ابن عباس
کا هی *

فوز الکبیر في اصول التفسیر
اما تحریف لفظي در ترجمه توریت وامثال آن بکار می بردند نه در اصل توریت پیش این فقیر چنین محقق شد و هو قول ابن عباس

امام فخرالدین رازي اپني تفسیر کبیر میں لکهتے هیں که ابن عباس سے روایت هی
که اهل کتاب توریت اور انجیل کي عبارت میں تحریف
کرتے تهے' مگر متکلمین کے نزدیک یعني اُن عالموں کے نزدیک
جو مذهبي امور کي تحقیق کرنے والے هیں یهه بات یعني
توریت و انجیل کی عبارتوں کا بدل ڈالنا ممتنع هی' کیونکه
وه دونوں کتابیں نہایت مشہور هو گئي هیں اور تواتر کو
پہونچیں هیں ' یہاں تک که اُنکي عبارتوں کا بدلنا متعذر
هوگیا هی' بلکه وه لوگ جو اصلي مطلب تها اُسکو چهپاتے تهے *

تفسیر کبیر سورة البقر آیت ۱۷۴
عن ابن عباس انهم کانوا یحرفون ظاهر التوراة والانجیل وعند المتکلمین هذا ممتنع لانهما کانا کتابین بالغا في الشهرة والتواتر الی حیث یتعذر ذلک فیهما بل کانوا یکتمون التاویل

اسي تفسیر میں امام فخرالدین رازي نے ایک سوال کیا هی که کیونکر ممکن هی
داخل کرنا تحریف کا توریت میں' باوجود اُسکي نہایت شہرت
کے لوگوں میں ' جواب شاید یهه کام تهوڑے سے آدمیوں نے
جنکا تحریف پر اکهٹا هوجانا ممکن هوگیا هو ' تو اِس صورت
میں ایسي تحریف هوني ممکن هی' مگر میرے نزدیک اُس
آیت کي بهتر تفسیر یهه هی ' که جو آیتیں توریت کی نبوت
محمد صلی الله علیه وسلم پر دلالت کرتي تهیں اُن میں غور

تفسیر کبیر سورة آل عمران آیت ۷۸
کیف یمکن ادخال التحریف في التوراة مع شهرة العظیمة بین الناس. الجواب لعله صدر هذا العمل من نفر قلیل یجوز علیهم التواتر علی التحریف ثم انهم عرضوا ذلک المحرف علی بعض العوام وعلی هذا التقدیر یکون هذا التحریف ممکنا والاصوب عندي في تفسیر الایة وجه اخر وهو ان الایات

الدالة على نبوة محمد صلى الله عليه و سلم كان يحتاج فيها الى تدقيق النظر وتامل القلب والقوم كانوا يوردون عليها الاسولة المشوشة والاعتراضات المظلمة فكانت تصير تلك الدلايل مشتبهة على السامعين واليهود كانوا يقولون مراد الله تعالى من هذه الاية ما ذكرناه لا ما ذكرتم فكان هذا هو المراد بالتحريف و بلي الالسنة و هذا مثل ان المحقق في زماننا اذا استدل باية من كتاب الله فالمبطل يورد عليه الاسولة والشبهات و يقول ليس مراد الله ما ذكرت فكذلك في هذه الصورة و الله اعلم بمراده ‎ه

اور فکر کی احتیاج تھی اور وہ لوگ اسپر سوالات مشوش اور بیجا اعتراضات کرتے تھے ' پھر وہ دلیلیں سننے والوں پر مشتبہ ہوجاتی تھیں ' اور یہودی کہتے تھے کہ ان آیتوں سے اللہ تعالیٰ کی مراد وہ ہی جو ہم کہتے ہیں ' نہ وہ جو تم کہتے ہو ' پس تب مراد ہی تحریف سے اور زبان بدلنے یا پھیر لینے سے ' اسکی ایسی مثال ہی جیسے کہ ہمارے زمانہ میں جب کوئی محقق کسی آیت کلام الہی سے استدلال کرتا ہی تو گمراہ لوگ اسپر سوالات اور شبہات کرتے ہیں ' اور کہتے ہیں کہ اللہ کی مراد یہہ نہیں ہی جو تم کہتے ہو ' اسیطرح پر اس تحریف کی صورت ہی ‎*

تفسیر کبیر سورة النساء آیت ۴۶

فان قيل كيف يمكن هذا في الكتاب الذي بلغت احاد حروفه وكلماته مبلغ التواتر المشهور في الشرق والغرب قلنا لعله يقال القوم كانوا قليلين والعلماء بالكتاب كانوا في غاية القلة فقدروا على هذا التحريف الثاني ان المراد بالتحريف القاء الشبهة الباطلة و التاويلات الفاسدة وصرف اللفظ من معناه الحق الى الباطل بوجوه الحيل اللفظية كما يفعله اهل البدعة في زماننا هذا بالايات المخالفة لمذهبهم هذا هو الاصح

اسی تفسیر میں امام فخرالدین رازی نے ایک اور سوال پیش کیا کہ کسطرح ممکن ہی تحریف ایسی کتاب میں جسکے ہر ہر حرف اور کلمے تواتر کو پہونچ گئے ہیں ' اور شرق سے غرب تک مشہور ہوگئے ہیں ' پہلا جواب شاید یوں کہا جاسکے کہ وہ لوگ تھوڑے تھے اور عالم کتاب الہی کے بہت ہی کم تھے ' پس ایسی تحریف کرسکے ' دوسرا جواب تحریف سے مراد ہی جھوٹے شبہوں کا ڈالنا اور غلط تاویلوں کا کرنا ' اور لفظ کو صحیح معنوں سے جھوٹے معنوں کی طرف کھینچنا ' لفظی حیلوں سے جیسے کہ اس زمانہ میں بدعتی اپنے مذہب کی مخالف آیتوں کے ساتھہ کرتے ہیں ' اسکو سمجھو اور یہی مراد تحریف کی بہت صحیح ہی ‎*

تفسیر کبیر سورة المائدة آیت ۱۴

التحريف يحتمل التاويل الباطل ويحتمل تغيير اللفظ وقد بينا فيما تقدم ان الاول اولى لان الكتاب المنقول بالتواتر لايتاتى فيه تغيير اللفظ

اسی تفسیر میں امام صاحب لکھتے ہیں کہ تحریف سے یا تو غلط تاویل مراد ہی اور یا لفظ کا بدلنا مراد ہے اور ہمنے اوپر بیان کیا ہی کہ پہلی مراد بہتر ہی کیونکہ جو کتاب بتواتر منقول ہو اُس میں تغیر لفظ کی نہیں ہوسکتی ‎*

تفسیر درّ منثور میں ابن منذر اور ابن ابي حاتم نے وهب ابن منبه سے روایت کي هی

درمنثور سورة البقرة و اخرج ابن المنذر و ابن ابي حاتم عن وهب ابن منبه قال ان التوراة والانجيل كما انزلهما الله لم يغير منهما حرف ولكنهم يضلون بالتحريف والتاويل والكتب كانوا يكتبونها من عند انفسهم ويقولون هو من عند الله و ما هو من عند الله فاما كتب الله فانها محفوظة لاتحول ٭

که توریت و انجیل جسطرح که ان دونوں کو الله نے اُتارا تہا اُسي طرح هیں، اُن میں کوئي حرف بدلا نہیں گیا، لیکن یہودی بہکاتے تھے لوگوں کو معنوں کے بدلنے اور غلط تاویل کرنے سے، اور حالانکه کتابیں تہیں وہ جنکو اُنہوں نے اپنے آپ لکها تها، اور کہتے تھے که وہ الله کي طرف سے هیں، اور وہ الله کي طرف سے نه تہیں، مگر جو الله کي طرف سے کتابیں تہیں وہ محفوظ تہیں، اُن میں کچهه بدلنا نہیں هوا تها ٭

اور اسي تفسیر درّ منثور میں ابن ابي حاتم نے ابن زید سے روایت کي هی که یهه

تفسیر درمنثور سورة النساء واخرج ابن ابي حاتم عن ابن زيد في قوله يحرفون الكلم عن مواضعه قال لايضعونه علي ما انزل الله

جو الله تعالی نے فرمایا هی " که تحریف کرتے هیں کلموں کو اُنکي جگهه سے " اُسکے یهه معني هیں که جسطرح پر الله نے اُن کو اُتارا هی اُسطرح پر اُن کو نہیں رکهتے ٭

اور اسي تفسیر میں ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کي هی که یهه جو الله تعالی

تفسیر درمنثور سورة المائدة واخرج ابن جرير عن ابن عباس في قوله يحرفون الكلم عن مواضعه يعني حدود الله في التوراة

نے فرمایا هی که " تحریف کرتے هیں کلموں کي اُن کي جگهه سے " اُسکے یهه معني هیں که جو حدیں احکام کي الله تعالی نے توریت میں مقرر کي هیں اُنکو تغیر و تبدل کرتے هیں ٭

پس اِن تمام روایتوں سے ظاهر هوتا هی که همارے مذهب کے علماء محققین نے اُن تینوں قسموں میں سے کسي قسم کي تحریف کا هونا کتب مقدسه میں نہیں مانا هی، اور جو کوئي شخص اسبات کا قایل هوا هی که تمام کتب مقدسه میں اُن تینوں قسموں میں سے کسی قسم کي تحریف هوئي تو اُس قول کا خود همارے مذهب کے بڑے بڑے علماء نے تخطیه کیا هی، باقي رهیں پانچ قسمیں اخیر کي منجمله آٹهه قسموں مذکورہ بالا کے، پس همارے مذهب میں اِنهي پانچ قسموں کي تحریف کا هونا کتب مقدسه میں مانا گیا هی ٭

اب هم یهه دعوی کرتے هیں که هماري مذهبي کتابوں سے بهي اِنهي پانچ قسموں کي تحریف کا هونا کتب مقدسه میں پایا جاتا هی، نه اَور کسي قسم کا، چنانچه هم اِس مقام پر اپنے مذهب کي کل روایتیں نقل کرتے هیں جو تحریف سے متعلق هیں، اُن سب روایتوں کے دیکهنے سے معلوم هوگا که اُن سب سے وهي پانچ قسموں کي تحریف پائي جاتي هی ٭

وہ روایتیں جنسے چوتھی قسم کی تحریف نکلتی ہی

پہلی روایت — سورہ بقر میں اللہ تعالی یہودیوں کا حال بیان فرماتا ہی کہ " جب ہمنے کہا یہودیوں کو گھسو اِس شہر میں (یعنی یریحو میں) اور کھاتے پھرو اُس میں جہاں چاہو محظوظ ہوکر ' اور گھسو دروازے میں سجدہ کرتے (یعنی جھک کر عاجزی سے) اور کہو (حطه) یعنی گناہ اُترے ' تو بخشیں ہم تمکو تقصیریں تمہاری ' اور زیادہ بھی دینگے نیکی والوں کو " پھر بدل لی بےانصافوں نے بات سواے اُسکے جو کہدی تھی (حطه کے بدلے حنطه کہا جسکے معنی گیہوں کے ہیں) پھر اُتارا ہمنے بےانصافوں پر عذاب آسمان سے اُنکی بے حکمی پر " اِس آیت میں اُن یہودیوں کی تحریف کرنے کا ذکر ہی جو حضرت یوشع علیہ السلام کے وقت میں تھے ' مگر اس آیت سے صاف صاف ظاہر ہی کہ اُنہوں نے کسی کتاب مقدس میں تغیر و تبدیل نہیں کی تھی بلکہ صرف زبانی پڑھنے میں لفظ " حطه " کے بدلے " حنطه " پڑھ دیا تھا ' اور اس آیت میں جو یہہ لفظ ہی کہ " اُن بےانصافوں نے بات بدل لی " اس سے صاف ثابت ہی کہ وہ تبدیل صرف زبانی تھی *

سورۃ البقر آیت ۵۸ و ۵۹
وان قلنا ادخلوا هذه القرية فكلوا منها حيث شئتم رغدا وادخلوا الباب سجدا وقولوا حطة نغفر لكم خطايا كم و سنزيد المحسنين فبدل الذين ظلموا قولا غير الذي قيل لهم فانزلنا على الذين ظلموا رجزا من السماء بما كانوا يفسقون

دوسری روایت — اللہ تعالی سورہ آل عمران میں فرماتا ہی کہ " اہل کتاب میں ایسے بھی لوگ ہیں کہ کتاب پڑھنے میں زبان پھیر لیتے ہیں کہ تم جانو وہ کتاب میں ہی ' اور وہ نہیں کتاب میں ' اور کہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالی کا کہا ہی ' اور وہ نہیں اللہ کا کہا ' اور اللہ پر جھوت بولتے ہیں جان کر " اِس آیت سے یہہ بات بخوبی ظاہر ہی کہ اہل کتاب کتب مقدسہ جو لوگوں کے سامنے پڑھتے تھے اُس وقت لفظ کچھہ ہوتا تھا اور پڑھ کچھہ دیتے تھے ' اور یہہ مطلب کسیطرح نہیں نکلتا کہ لکھی ہوئی کتاب میں کچھہ تغیر و تبدیل کردیتے تھے *

سورہ آل عمران آیت ۷۸
ان منهم لفريقا يلوون السنتهم بالكتاب لتحسبوه من الكتاب وما هو من الكتاب و يقولون هو من عند الله وما هو من عند الله و يقولون على الله الكذب

امام فخرالدین رازی اِس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے جو یہہ فرمایا کہ " کتاب پڑھنے میں زبان پھیر لیتے ہیں " اسکے یہہ معنی ہیں کہ وہ لوگ خراب کرتے ہیں لفظ کو اور بدل دیتے ہیں اُسکے اعراب کو کہ اُس تبدیل سے اُس لفظ کے معنی بگڑ جاتے ہیں *

تفسیر کبیر قوله و يلوون السنتهم معناه يعمدون الى اللفظ فيحرفونها في حركات الاعراب تحريفا يتغير به المعنى

تیسري روایت — الله تعالی سورة نساء میں فرماتا هی' که جو یهودي هیں بدلتے هیں کلموں کو اُنکي جگهه سے' اور کهتے هیں همنے سنا اور نه مانا' اور سن نه سنایا جائیو' اور رعنا کا لفظ کهتے هیں اپني زبان کو پهیرکر' اور عیب پکر دین میں' اور اگر وہ کهتے همنے سنا اور مانا اور سن اور هم پر نظر کر' تو بهتر هوتا اُنکے حق میں اور درست' لیکن لعنت کی اُنکو الله نے اُنکے کفر سے سو ایمان نهیں لاتے مگر کم *

سورة النساء آیت ۴۶
من الذین هادوا یحرفون الکلم عن مواضعه و یقولون سمعنا و عصینا و اسمع غیر مسمع و راعنا لیا بالسنتهم و طعنا في الدین ولو انهم قالوا سمعنا و اطعنا واسمع وانظرنا لکان خیرالهم واقوم ولکن لعنهم الله بکفرهم فلا یومنون الا قلیلا

اس آیت میں دو لفظ هیں' ایک یهه که " کهتے هیں " اور دوسرا یهه که " اپني زبان پهیر کر " ان دونوں لفظوں سے ثابت هوتا هی که یهودي زبان سے پڑهنے میں لفظوں کو بدل ڈالتے تھے اور کچهه کا کچهه پڑه دیتے تھے' نه یهه که کتاب کي عبارت بدل دیتے تھے *

چوتھي روایت الله تعالی سورة مائده میں فرماتا هی که " اُنکے عهد توڑنے پر همنے اُنکو لعنت کي' اور کر دیئے اُنکے دل سیاه' تحریف کرتے هیں کلموں کي اُن کي جگهه سے' اور بهول گئے فائده لینا اُس نصیحت سے جو اُن کو کي تهي " *

سورة المائده آیت ۱۳
فبما نقضهم میثاقهم و جعلنا قلوبهم قاسیة یحرفون الکلم عن مواضعه ونسوا حظا مما ذکروا به

اس سے اوپر جو آیت مذکور هوئي اُس میں بهي یهي لفظ تھے' که بدلتے هیں کلموں کو اپني جگهه سے' اور اِس آیت میں بهي یهي لفظ هیں' پس جو معني اُن لفظوں کے پهلي آیت میں لیئے گئے هیں' وهي معني ان لفظوں کے اِس آیت میں بهي لیئے جاوینگے' علاوه اِس کے خود اِس آیت میں جو یهه لفظ هیں که " اُس نصیحت سے فائده لینا بهول گئے " اِس سے پایا جاتا هی که جو مطلب اور مقصود تها اُسکو بدل دیا تها نه یهه که کتابوں کي عبارت بدل دي تهي *

پانچویں روایت — الله تعالی سورة بقر میں فرماتا هی که اے مسلمانو کیا تم توقع رکهتے هو که یهود مانیں گے تمهاري بات' اور ایک لوگ تھے اُن میں که سنتے کلام الله کا پهر اُس کو بدل ڈالتے سمجهه کر' اور اُن کو معلوم هی *

سورة البقر آیت ۷۵
افتطمعون ان یومنوا لکم و قد کان فریق منهم یسمعون کلام الله ثم یحرفونه من بعد ما عقلوه وهم یعلمون

اِس آیت میں جو یهه لفظ هیں که الله کا کلام سن کر بدل ڈالتے تھے اِس سے ظاهر هی که وه تحریف زباني تهي' جسطرح که سنا تها' نه یهه که کتاب کي لکهي هوئي عبارت کو بدل دیتے تھے *

غرض که جسقدر یهه آیتیں همنے نقل کیں ' اُن سے صرف چوتھي قسم کي تحریف پائي جاتي هی ' نه پهلي تين قسموں کي *

وہ روایتیں جنسے پانچویں قسم کي تحریف نکلتي هی

پهلي روایت – بخاري میں عبدالله ابن عمر سے ایک بڑي حدیث منقول هی ' اُس حدیث میں یهه بهي هی که جب توریت میں آیة رجم کو ڈهونڈ نے لگے تو یهودي توریت کے پڑهنے والے نے آیت رجم پر اپنا هاتهه رکهه لیا ' اور اِدهر اُدهر سے پڑهنا شروع کیا ' اور آیت رجم کو نه پڑها پهر عبدالله ابن سلام نے اُس کا هاتهه آیة رجم پر سے اُٹها لیا ' اور کہا که یهه کیا هی' جب اُنهوں نے دیکها تو کہا که یهه آیت رجم کي هی *

بخاري عن عبدالله ابن عمر و هذه قطعة من حديث طويل فوضع مدارسها الذي يدرسها منهم كفه على آية الرجم فطفق يقرو ما دون يده وما وراءها ولم يقرء آية الرجم فنزع يده عن آية الرجم فقال ما هذه فلما راوا ذلك قالوا هي آية الرجم

اِس حدیث سے صرف اسقدر معلوم هوتا هی که جو آیت رجم توریت میں موجود تهي اُسکو چهپایا تها نه یهه که کتاب میں سے اُس آیت کو نکال ڈالا تها' چنانچه اب بهي توریت مقدس میں آیت رجم موجود هی † *

دوسري روایت الله تعالی نے سورة بقر میں فرمایا هی که جو لوگ چهپاتے هیں جو کچهه اُترا صاف حکم اور هدایت بعد اِس کے که هم اُن کو ظاهر کرچکے لوگوں کے واسطے کتاب (یعني توریت میں) اُن کو لعنت دیتا هی الله ' اور لعنت دیتے هیں لعنت دینے والے *

سورة البقر آیت ۱۵۹
ان الذين يكتمون ما انزلنا من البينات والهدى من بعد ما بيناه للناس في الكتاب اولئك يلعنهم الله و يلعنهم اللاعنون

امام فخرالدین رازي نے تفسیر کبیر میں لکها هی که عبدالله ابن عباس نے روایت کي هی که ایک گروہ نے انصاریوں میں سے پوچها ایک یهودي سے کیا هی توریت میں نشاني محمد صلی الله علیه و سلم کي' اور بعض احکام بهي پوچهے' پهر اُنهوں نے چهپایا ' تب اُتري یهه آیت *

تفسیر کبیر
قال ابن عباس ان جماعة من الانصار سئلوا نفرا من اليهود عما في التوراة من صفته صلى الله عليه وسلم و من الاحكام فكتموا فنزلت الآية

اِس آیت سے بهي اسقدر ثابت هوتا هی که یهودیوں نے توریت کے ورسوں کو چهپایا تها ' نه یهه که اُس میں سے کوئي ورس نکال ڈالا تها *

---

† قوانین ۲۰ — ۲ و ۱۰ استثناء ۲۲ — ۲۳ و ۲۴

سورةالبقر آیت ۱۷۳
ان الذین یکتمون ما انزل الله من الکتاب و یشترون به ثمنا قلیلا اولئک ما یاکلون فی بطونهم الاالنار ولا یکلمهم الله یوم القیامة ولا یزکیهم ولهم عذاب الیم

تیسری روایت — الله تعالی نے سورۂ بقر میں علماء یہود کو یوں فرمایا هی که "جو لوگ چهپاتے هیں جو کچهه اُتارا الله نے کتاب سے، اور لیتے هیں اُسپر مول تهوڑا، وه نهیں کهاتے اپنے پیٹ میں مگر آگ، اور نه بات کریگا اُنسے الله قیامت کے دن، اور نه سنواریگا اُن کو، اور اُن کو دکهه دینے والا عذاب هی" *

امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں لکهے هیں "جاننا چاهیئے که الله تعالی کے اس قول میں که جو لوگ چهپاتے هیں کئی مسئله هیں — اول یهه که عبدالله ابن عباس نے روایت کی، که یهه آیت روساء یهود کے حق میں اُتری هی، اور وه یهه لوگ تهے، کعب بیٹا اشرف کا، اور کعب بیٹا اسد کا، اور مالک بیٹا صیف کا، اور حی بیٹا احطب کا، اور ابی یاسر بیٹا اخطب کا، یهه لوگ لیتے تهے اپنے تابعداروں سے نذریں، پس جب محمد صلی الله علیه و سلم نبی هوئے تو وه لوگ ڈرے که یهه فائدے جاتے رهینگے اسلیئے چهپایا محمد صلی الله علیه و سلم کی بشارتوں کو، اور آنحضرت کی شریعت کے نشانوں کو پس اُتری یهه آیت — دوسرا مسئله یهه هی که علماء نے اختلاف کیا هی اِس بات میں که وه کیا چیز چهپاتے تهے کہا گیا هی که چهپاتے تهے تعریف محمد صلی الله علیه وسلم کی، اور آنحضرت کی نشانی اور آنحضرت کی بشارت، اور یهه قول ابن عباس کا هی، اور قتاده اور سدی اور اصم اور ابی مسلم کا اور حسن کا یهه قول هی که وه احکام کو چهپاتے تهے، جیسے که الله تعالی نے فرمایا هی که "بهت عالم اور درویش اهل کتاب کے کهاتے هیں مال لوگونکا ناحق، اور روکتے هیں الله کی راه سے" — اس آیت میں بصراحت اسیقدر مذکور هی که جو احکام الله تعالی نے کتاب میں اُتارے تهے اُنکو اهل کتاب چهپاتے تهے، نه یهه که لکهی هوئی کتاب میں کچهه بدل دیتے تهے" *

تفسیر کبیر اعلم ان فی قوله تعالی ان الذین یکتمون مسائل المسئلة الاولی قال ابن عباس نزلت الایة فی رؤساء الیهود کعب ابن الاشرف وکعب ابن الاسد ومالک ابن الصیف وحی ابن احطب وابی یاسر ابن اخطب کانوا یاخذون من اتباعهم الهدایا فلما بعث محمد صلی الله علیه و سلم خافوا انقطاع تلک المنافع فکتموا امر محمد صلی الله علیه و سلم و امر شرایعه فنزلت هذه الایة المسئلة الثانیة اختلفوا فی انهم ای شئی کانوا یکتمون فقیل کانوا یکتمون صفة محمد صلی الله علیه و سلم و اية البشارة به وهو قول ابن عباس وقتادة والسدی و الاصم وابی مسلم وقال الحسن کتموا الاحکام وهو کقوله تعالی ان کثیر من الاحبار والرهبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل الله

چوتھي روايت — الله تعالى نے سورہ ال عمران ميں فرمايا هى" اور جب الله نے اقرار ليا كتاب والوں سے كه اُسكو بيان كرو لوگوں پاس اور نه چھپاو ' پھر پھينك ديا اُنھوں نے وہ اقرار اپني پيٹھه پيچھے ' اور خريد كيا اُسكے بدلے مول تھوڑا ' پھر كيا بُري چيز خريد كرتے هيں " اس آيت سے بھي صرف چھپانا احكام الهي كا پايا جاتا هى *

سورہ ال عمران آيت ۱۸۷
واذاخذ الله ميثاق الذين اوتوا الكتاب لتبيننه للناس ولاتكتمونه فنبذوه وراء ظهورهم واشتروا به ثمنا قليلا فبئس مايشترون

پانچويں روايت — الله تعالى سورہ مائدہ ميں فرماتا هى" اے كتاب والو آيا هى تم پاس رسول همارا ' كھولتا هى تم پر بهت چيزيں جو تم چھپاتے تھے كتاب كي (يعني كتاب الهي كي) اور در گذر كرتا هى تمهاري بهت تقصيروں سے ' تم پاس ائي هى الله كي طرف سے روشني اور كتاب بيان كرنے والي ' يعني قرآن مجيد " *

سورة المائدہ آيت ۱۶
ياأهل الكتاب قدجاءكم رسولنا يبين لكم كثيرا مما كنتم تخفون من الكتاب ويعفو عن كثير قدجاءكم من الله نور و كتاب مبين

اس آيت سے بھي يهي معلوم هوتا هى كه تحريف سے چھپانا آيات كتب الهي كا مراد هى ' نه نكالنا آيات كا كتب الهيه ميں سے *

وہ روايتيں جنسے چھٹي قسم كي تحريف پائي جاتي هى

اس قسم كي تحريف كرنے كو صرف ايك آيت كا نقل كرنا همكو كافي هوگا — الله تعالى سورہ توبه ميں فرماتا هى " اے ايمان والو بهت عالم اور درويش اهل كتاب كے كھاتے هيں مال لوگوں كے ناحق ' اور اٹكاتے هيں الله كي راہ سے " اس آيت ميں جو لفظ باطل يعني ناحق كا آيا هى اُس سے يهي مراد هى كه برخلاف احكام الهي كے لوگوں كو حكم بتاكر اور فتوى ديكر لوگوں كا مال بطور رشوت لينے تھے *

سورة التوبه آيت ۳۴
ياايها الذين امنوا ان كثيرا من الاحبار والرهبان لياكلون اموال الناس بالباطل و يصدون عن سبيل الله

امام فخرالدين رازي عليه الرحمة تفسير كبير ميں لكھتے هيں كه علماء نے باطل كے لفظ كي تفسير ميں اختلاف كيا هى كئي طرح پر — اول يهه كه اهل كتاب لوگوں سے رشوت ليتے تھے احكام كے گھٹانے ميں اور آنا كاني كرنے كي شريعت ميں — دوسرے يهه كه اهل كتاب عوام لوگوں كے سامنے كهتے تھے كه كسي كو خدا كي

في التفسير الكبير قد اختلفوا في تفسير هذا الباطل على وجوه الاول انهم يا خذون الرشاوي تخفيف الاحكام والمسامحة في الشرايع والثاني انهم كانوا يدعون عند الحشو والعوام انه لاسبيل

لاستدالي الفوز بمرضاةالله الا منخدستهم و طاعتهم وبذل الاموال في طلب مرضاتهم والعوام كانوا يغترون بذلك الاكاذيب

مرضي تک پهونچنے کا رستہ بھي نہيں ھی بجز أنكي خدمت اور تابعداري کے ' اور أنكي مرضي کے لیے روپیہ خرچ کرنے کے ' اور عوام ان جهوٹي باتوں پر بہک جاتے تھے *

وہ روايتيں جن سے ساتويں اور آٹهويں قسم کي تحريف پائي جاتي ھی

ساتويں قسم يعنی لفظ کے وہ معنی بيان کرنے جو مقصود نہيں ھيں ' اور آٹهويں قسم يعني آيتوں کي غلط تاويل کرني — يهہ دونوں قسميں قريب قريب ھيں ' صرف اتنا فرق ھی کہ پہلي صورت ميں لغت کے معني وہ بيان کرتے ھيں جو مقصود نہيں ھيں ' اور پچهلي صورت ميں أنكا مطلب غلط بيان کرتا ھی ' اس واسطے ان دونوں قسموں کے لئے متحد روايتيں ھيں جنكا هم ذکر کرتے ھيں *

سورة البقرة آيت ۴۲ ولا تلبسوا الحق بالباطل و تكتموا الحق و انتم تعلمون

پہلي روايت — الله تعالى نے سورہ بقر ميں فرمايا ھی يہوديوں کو خطاب کر کر " کہ نہ ملاؤ صحيح ميں غلط ' اور نہ چهپاؤ سچ کو جانکر " *

امام فخرالدين رازي عليہ الرحمة تفسير کبير ميں لکهتے ھيں کہ اس آيت کے

في التفسير الكبير والمعني ولا تلبسوا الحق بسبب الشبهات التي توردونها على السامعين وذلك لان النصوص الواردة في التورية والانجيل في امر محمد صلى الله عليه وسلم كانت نصوصا خفية تحتاج في معرفتها الى الاستدلال ثم انهم كانوا يجادلون فيها ويشوشون وجوه الدلالة على المتاملين فيها بسبب القاء الشبهات وهذا هو المراد بقوله لا تلبسوا الحق

معني يهہ ھيں کہ نہ ملاؤ صحيح ميں غلط بسبب أن شبہوں کے جو سننے والوں پر ڈالتے ہو ' اور يهہ بات اس سبب سے تهي کہ توريت و انجيل ميں جو آيتيں محمد صلى الله عليہ وسلم کے باب ميں آئي ھيں وہ آيات خفيہ ھيں ' أنکے جاننے ميں استدلال کي طرف حاجت ھوتي ھی ' پهر وہ لوگ أن ميں جهگڑا کرتے تھے ' اور مشوش کرديتے تھے دليلوں کو سوچنے والوں پر بسبب ڈالنے شبہوں کے ' اور يہي مراد الله تعالى کے قول کي ھی کہ نہ ملاؤ صحيح ميں غلط *

پس اس آيت سے صرف غلط معني بيان کرنے مراد ھيں نہ يهہ کہ لکهي ھوئي بات ميں کچهہ ملاديتے تهے *

سورة آل عمران آيت ۷۱ يا اهل الكتاب لم تلبسون الحق بالباطل و تكتمون الحق وانتم تعلمون

دوسري روايت — الله تعالى سورہ آل عمران ميں فرماتا ھی " اے کتاب والو کيوں ملاتے ھو صحيح ميں غلط اور چهپاتے ھو سچي بات جانکر " *

تفسیر کبیر میں ھی کہ یہہ جو اللہ تعالی نے فرمایا کہ چھپاتے ھو سچ کو' اس سے یہہ مراد ھی کہ توریت میں آیتیں موجود ھیں' جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ پر دلالت کرتی ھیں' اُن آیتونسے استدلال کرنے میں غور اور فکر درکار ھی' اور وہ لوگ اُن لفظوں کے چھپانے میں جن کے مجموع سے یہہ دلیل پوری ھوتی ھی کوشش کرتے تھے' جیسے کہ ھمارے زمانہ میں بدعتی اِسمیں کوشش کرتے ھیں' کہ محققین کی دلیلیں عوام تک نہ پہونچیں *

فی التفسیر الکبیر اما قولہ ویکتمون الحق فالمراد ان الآیات الموجودۃ فی التوراۃ الدالۃ علی نبوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کان الاستدلال بہا مفتقرا الی التفکر والتامل والقوم کانوا یجتہدون فی اخفاء تلک الالفاظ التی بمجموعہا یتم ہذا الاستدلال مثل ما ان اہل البدعۃ فی زماننا یسعون فی ان لا یصل الی عوامہم دلایل المحققین

اور یہہ بھی تفسیر کبیر میں لکھا ھی کہ جو شخص حق بات چھپانے میں سعی کرتا ھی اُسکو اسبات میں دو رستوں کے سوا کوئی رستہ نہیں ھی یا تو شبہہ ڈالے جو ناحق پر راہ بتاوے' یا سچا رستہ بتانے والی دلیل کو چھپاوے' پس اللہ تعالی کا یہہ قول کہ " کیوں ملاتے ھو صحیح میں غلط " اشارہ ھی پہلی بات کی طرف' اور یہہ قول اللہ تعالی کا " اور چھپاتے ھو سچی بات کو " اشارہ ھی دوسری بات کی طرف' مگر صحیح میں غلط ملانا اِسکی کئی صورتیں ھیں - اول تحریف توراۃ کی کہ ملاویں کلام الہی کو کلام محرف سے' یہہ روایت حسن اور ابن زید کی ھی مگر امام صاحب نے جا بجا بیان کیا ھے کہ ایسی تحریف توریت میں نہیں ھوسکتی' چنانچہ اُنکے قول اوپر مذکور ھوچکے اور کچھہ آگے آوینگے - پس یہہ راے حسن ابن زید کی درست نہیں ھی --- دوسرے یہہ کہ وہ لوگ صبح کو اپنا مسلمان ھونا ظاھر کرتے تھے اور شام کو پھر جاتے تھے لوگوں کو شک میں ڈالنے کے لیئے' اور یہہ روایت ابن عباس اور قتادہ کی ھی - تیسرے یہہ کہ توریت میں وہ آیتیں بھی ھیں جو دلالت کرتی ھیں اوپر نبوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بطور پیشین گوئی کے' اور حضرت کی نشانیوں پر' اور تعریف بتانے پر' اور توریت میں ایسی بھی آیتیں ھیں جنسے اِسکے برخلاف شبہہ پیدا ھوتا ھی تو ان آیتوں کی

فی التفسیر الکبیر اعلم ان الساعی فی الاخفاء لا سبیل لہ فی ذلک الا من احد الوجہین اما بالقاء الشبہۃ التی تدل علی الباطل او باخفاء الدلیل الذی یدل علی الحق فقولہ لم تلبسون الحق بالباطل اشارۃ الی المقام الاول و قولہ تکتمون الحق اشارۃ الی المقام الثانی اما لبس الحق بالباطل فانہ یحتمل ہہنا وجوہا احدہا تحریف التوراۃ فیخلطون المنزل بالمحرف عن الحسن و ابن زید و ثانیہا انہم کانوا یتواضعون علی اظہار الاسلام فی اول النہار ثم الرجوع عنہا آخر النہار تشکیکا للناس عن ابن عباس وقتادۃ و ثالثہا ان یکون فی التوراۃ ما دل علی نبوتہ صلی اللہ علیہ وسلم من البشارۃ والنعت والصفۃ ویکون فی التوراۃ ایضا ما یوہم خلاف ذلک فیکون کالمحکم والمتشابہ فیلبسون علی الضعفاء احد الامرین بالآخر

كطيفعله كثير من المشبهة و هذا قول القاضي ورابعها انهم كانوا يقولون ان محمدا صلى الله عليه و سلم معترف بان موسى حق ثم ان التوراة دالة على ان شرع موسى لا ينسخ و كل ذلك القاء الشبهات

مثال محكم اور متشابه كي هوئي پهر لوگ ان دونوں باتوں کو ملاکر لوگوں پر شبهه ڈالدیتے تھے، جیسے که اکثر شبهه ڈالنے والے ایسا کرتے هیں، اور یهه قول قاضي کا هی — چوتھے یهه که وہ لوگ کہتے تھے که محمد صلی الله علیه و سلم اقرار کرتے هیں که موسی برحق هیں، پهر توریت دلالت کرتي هی اسبات پر که شریعت موسی کي منسوخ نهیں هوئیگي، اور یهه سب باتیں شبهه ڈالنے کي هیں ٭

غرضکه ان روایتوں سے ظاهر هی که سچ میں جھوٹ ملانے سے کتاب میں کچھه عبارت بڑها دینا مراد نهیں هی بلکه سچے معنونکو جھوٹے معنوں میں ملانا مراد هی ٭

تیسري روایت الله تعالی سورة بقر میں فرماتا هی "جو لوگ چھپاتے هیں جو کچھه

سورة البقر آیت ١٧٤
ان الذين يكتمون ما انزل الله من الكتاب ويشترون به ثمنا قليلا اولئك ما يأكلون في بطونهم الا النار

أتارا الله نے کتاب سے، اور لیتے هیں اسپر مول تھوڑا وہ نهیں کھاتے اپنے پیٹ میں مگر آگ ٭"

تفسیر کبیر میں لکھا هی که علماء میں اختلاف هی طریقه چھپانے میں، یعني کسطرح

في التفسير الكبير اختلفوا في كيفية الكتمان فالمروي عن ابن عباس انهم كانوا يحرفون ظاهر التوراة والانجيل وعند المتكلمين هذا ممتنع لانهما كانا كتابين بلغا في الشهرة والتواتر الى حيث يتعذر ذالك فيهما بل كانوا يكتمون التاويل لانه قد كان فيهم من يعرف الايات الدالة على نبوة محمد صلى الله عليه وسلم فكانوا يذكرون لها تاويلات باطلة ويصرفونها عن محاملها الصحيحة الدالة على نبوة محمد صلى الله عليه و سلم فهذا هو المراد عن الكتمان فيصير المعني ان الذين يكتمون معاني ما انزل الله من الكتاب

چھپاتے تھے، عبدالله ابن عباس کا قول یوں نقل کیا هی که وہ اهل کتاب بدل دیتے تھے عبارت توریت اور انجیل کي، مگر متکلمین کے نزدیک یهه بات یعني توریت و انجیل میں عبارتونکا بدل دینا ممتنع هی، کیونکه وہ دونوں کتابیں نهایت مشهور هوگئي هیں، اور تواتر کو پهونچ گئي هیں، یهاں تک که اُنکي عبارتونکا بدلنا متعذر هوگیا هی، بلکه وہ لوگ چھپاتے تھے تاویلات کو، کیونکه اُن میں تھے جو جانتے تھے اُن آیتونکو جو دلالت کرتي هیں نبوة محمد صلی الله علیه وسلم پر پهر وہ کرتے تھے اُنکي غلط تاویلیں اور پهیرتے تھے اُنکو صحیح مطلبوں سے جو دلالت کرتے تھے اُوپر نبوة محمد صلی الله علیه وسلم کے، پس یهه مراد هی چھپانے سے، اب اِس آیت کے یهه معنی هوئے که جو لوگ چھپاتے هیں معني یا مطالب اُس چیز کے جو اُتارا الله نے کتاب سے ٭

چوتھی روایت ؛ الله تعالی سورة بقر میں فرماتا هی جنکو همنے دي هی کتاب پہچانتے هیں یہه بات یعني نبي هونا محمد صلی الله علیه و سلم کا جیسے پہچانتے هیں اپنے بیٹوں کو ؛ اور ایک فرقه اُن میں سے چهپاتے هیں حق کو جانکر *

سورة البقر آیت ۱۴۶
الذین اتیناهم الکتاب یعرفونه کما یعرفون ابناءهم وان فریقا منهم لیکتمون الحق وهم یعلمون

پس ان تمام دلیلوں سے ظاهر هی که مسلمانوں کے مذهب میں تحریف سے کتب مقدسه میں اُنکي عبارتوں کا تغیر و تبدیل کرنا مراد نہیں هی بلکه زباني لوگوں کو بدل کر لفظ پڑه سنانے یا کلام الهي کو اخفا کرنا یا احکام الهي کو بدلنا یا کلام الهي کے غلط معنے اور غلط تاویلیں بیان کرنا مراد هی *

اب رهي یہه بات که اپني لکهي هوئي عبارت اور اپنے لکھے هوئے رسالونکا مشہور کرنا که یہه خدا کا کلام هی اسکے لیئے هماري مذهبي کتابوں میں اور نیز عیسائي مذهب کي تاریخوں میں بہت سي سندیں موجود هیں جنکو هم یہاں نقل کرتے هیں *

سورة بقر میں الله تعالی فرماتا هی "که پس خرابي هی اُن کو جو لکهتے هیں رساله اپنے هاتهه سے پهر کہتے هیں یہه الله کے پاس سے هی که لیویں اُسپر مول تهوڑا ؛ سو خرابي هی اُن کو اپنے هاتهه کے لکهے هوئے سے ؛ اور خرابي هی اُنکو اپني کمائي سے " *

سورة البقر آیت ۷۹
فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیهم ثم یقولون هذا من عند الله لیشتروا به ثمنا قلیلا فویل لهم مما کتبت ایدیهم وویل لهم مما یکسبون

موشیم صاحب † اپني تاریخ میں ارقام فرماتے هیں که افلاطون اور فیسا غورث کے پیرووں نے اسبات کو صرف جائز هي خیال نہیں کیا تها بلکه قابل تحسین اور آفرین کے سمجهتے تهے که راستي اور خدا پرستي کي ترقي کو فریب دیں اور جهوٹ بولیں ؛ اس راے کو اُن یہودیوں نے جو مصر میں رهتے تهے سنه مسیحي سے پیشتر جیسا که بہت سي دلیلوں سے معلوم هوتا هی اُن سے سیکها تها ؛ اور اُن دونوں سے عیسائیوں میں یہه برائي ابتدا سے پهیلي تهي ؛ اسبات میں کوئي شخص شک نہیں کرنے کا جب اُن کتابوں کو جو بہت سے جهوٹ سے بهري هیں ؛ اور مشہور آدمیوں کے نام سے بنائي گئي هیں بغور دیکهیگا ؛ اور سبل لین کے اسعار اور اسیطرح کي بیقدر کتابوں پر توجهه کریگا ؛ جو بہت سي دوسري صدي اور اُسکي اگلي صدیوں میں نکلي هیں ؛ میں یہه نہیں کہتا که جو عیسائي اپنے مذهب پر پکے تهے اُنهوں نے اس قسم کي جهوٹي کتابیں بنائي تهیں ؛ بلکه غالبا وه

† موشیم صاحب کي تاریخ دوسري صدي باب ۳ صفحه ۷۰ مطبوعه سنه ۱۸۶۰ ع *

کتابیں بہت سی ناسک کے فرقہ سے نکلی تھیں تاہم اِسبات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جو عیسائي اپنے مذہب کے پابند تھے وہ اس خطا سے بالکل آزاد نہ تھے *

ولیم میور صاحب † اُردو تاریخ مسیحی کلیسا میں اُرقام فرماتے ہیں " کہ دوسري صدي میں مسیحیوں میں گفتگو رہي کہ جب بت پرست اور فیلسوف حکیموں کے ساتھہ دین کا مباحثہ کیا جاوے تو اُنہي کي بحث کا طرز اور طریقہ اختیار کرنا جایز ہي کہ نہیں' آخرکار ارجن وغیرہ کي راے کے بموجب طریقہ مذکور تسلیم ہوا ' اس سے اکثر مسیحي محققوں کي تیز عقلي اور نکتہ سنجي نے بحث میں زیادہ رونق پائي ' لیکن راستي اور معاني میں کچھہ خلل پڑا ' پھر اسي سبب سے بعض لوگ یہہ بھي جانتے ہیں ' کہ وہ جعلي تصنیفات پیدا ہوئیں ' جو کہ اس زمانہ کے بعد کثرت سے لکھي گئیں اسطرح سے کہ فیلسوف لوگ جب کسي طریقہ کي پیروي کرتے تھے تو کبھي کبھي اُسکے حق میں کتاب لکھہ کے کسي معروف حکیم کے نام سے اجرا کرتے تھے' کہ اس حیلہ سے لوگ اُس پر متوجہہ ہوکر اُسکي باتیں زیادہ مانینگے' اگرچہ اُسکي باتیں بر ملا خود مصنف کي ہوتیں سو اسیطرح مسیحي جو فیلسوفوں کي طرح بحث کرتے تھے کتاب لکھہ کے کسي حواري یا خادم حواري یا معروف اُسقف کے نام سے رواج دیتے تھے ' ایسا دستور تیسري صدي میں شروع ہوا اور کئي سو برس تک رومي کلیسا میں جاري رہا' یہہ بات بہت ھي خلاف حق اور قابل الزام شدید تھي " *

اسیطرح موشیم صاحب ‡ اپني تاریخ میں ارقام فرماتے ہیں کہ بہت سے ایسے باعث تھے جنکے سبب ابتداء زمانہ میں انجیلوں کو ایک نسخہ میں جمع کرنے کي ضرورت ہوئي خصوصا اِس باعث سے کہ بعد رفع ہونے حضرت عیسیٰ کے آسمان پر اُنکي زندگي اور تعلیمات کي تواریخ پر فریب اور کہاني امیز ایسے لوگوں سے جنکے ارادے بد نہ تھے مگر جو جھوٹے مذہب والے اور سادہ لوح اور خدا پرست فریبیوں سے رغبت رکھتے تھے تصنیف ہوئي تھیں ' اور اُسکے بعد بہت سي جھوٹي بنیاد کي تحریریں جنپر پاک پیغمبروں کے نام بطور مصنفونکے درج کیئے گئے تھے دنیا پر فریب سے رکھي گئیں تھیں *

غرضکہ اِسبات میں ہم اور عیسائي دونوں متفق ہیں کہ یہودیوں اور عیسائیوں میں یہہ رواج ہوگیا تھا کہ اپني طرف سے کوئي کتاب یا عبارت لکھکر اگلے بزرگوں یا پیغمبروں کے نام سے مشہور کردیتے تھے ' اور اسي بات کا ذکر ھمارے قرآن مجید میں ھي *

---

† ولیم میور صاحب کي اُردو تاریخ کلیسا مطبوعہ سنہ ۱۸۴۸ ع حصہ ۲ باب ۳ *

‡ موشیم صاحب کي تاریخ مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ ع صدي اول حصہ دویم باب دویم

المقدمة الثامنة

کیا یہہ کتابیں بالکل اُن اصل نسخوں کے مطابق ہیں جنکو الہامي لکھنے والوں نے لکھا تھا

اِسباب میں کہ یہہ کتب مقدسہ جو اب ہمارے ہاتوں میں ہیں بالکل اُن اصل کتابوں کے مطابق ہیں جنکو الہامي لکھنے والوں نے لکھا تھا یا نہیں ہیں ہماري مذہبي کتابوں سے صرف اتنی بات پائي جاتي ہی کہ یہہ کتابیں جو یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس تہیں اُن میں باہم اِختلاف تھا ' بخاري میں انس ابن مالک سے ایک بڑي حدیث ہی اُسکا تکرہ یہہ ہی " کہ حضرت حذیفہ نے حضرت عثمان سے کہا کہ اے مسلمانوں کے سردار اِن لوگوں کي (یعني مسلمانوں کي) اُس سے پہلے خبرلے کہ یہہ لوگ اپنی کتاب (یعني قرآن مجید) میں ایسے مختلف ہوجاویں جیسے یہودي اور عیسائي اپني اپني کتاب میں مختلف ہوگئے ہیں "

بخاري باب جمع القرآن فقال حذیفة لعثمان یاامیر المومنین ادرک ہذہ الامة قبل ان تختلفوا في الکتاب اختلاف الیہود و النصاری الی آخرہ

پس اِس حدیث سے اِسقدر پایا جاتا ہی کہ اِن کتابوں میں بلا شبہہ اِختلاف عبارت موجود ہیں ' چنانچہ تمام علماء مسیحي بہي اسکا اقرار کرتے ہیں ●

غور کرنا چاہیئے کہ ابتداء تحریر کتب مقدسہ سے زمانہ دراز تک جسقدر کثرت سے کتب مقدسہ کا رواج ہوا وہ بذریعہ قلمي نسخوں کے ہوا ' اِس سبب سے اُن میں غلطي کا اور اختلاف عبارت کا نہونا اور کمي اور بیشي سے محفوظ رہنا نا ممکن تھا ' جسقدر کثرت سے وہ پہیلیں اور جسقدر کثرت سے اُنکي قلمي نقلیں ہوئیں اُسیقدر غلطیاں اور اختلافات اُن میں پیدا ہوئے ' یہاں تک کہ کہا جا سکتا ہی کہ کوئي کتاب اصلي نسخہ کے مطابق نہیں رہي تہي ●

ہارن صاحب † اپني کتاب میں ڈاکٹر بنٹلي صاحب کا قول نقل کرتے ہیں کہ " اب کوئي ایک نسخہ قلمي یا چھاپہ کا مقدس لکھنے والونکي اصلي کتاب کے مطابق نہیں ہی ' مگر سب کتابوں میں پہیلے ہوئے اور متفرق ہیں ' اور یہہ کتابیں بلاشبہہ وہي کتابیں ہیں ' یہاں تک کہ غلط سے غلط قلمي نسخہ میں بہي جو اب موجود ہی کوئي بات مذہب کي یا تہذیب اخلاق کي یا نصیحت کي بدلي نہیں گئي ' اور نہ اُسمیں سے کم ہوئي ہی " غرضکہ تجربہ سے بہي جو ہم دن رات ہرقسم کي قلمي کتابوں میں دیکھتے ہیں اور نیز علماء مسیحي کے اقوال سے بہي بخوبي روشن ہی کہ کتب مقدسہ نقل ہوتے ہوتے غلط اور آپسمیں مختلف ہوگئی تہیں ●

† ہارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ صفحہ ۳۱۴ -

† هارن صاحب نسبت عبري کتابوں عهد عتيق کے لکھتے هيں ' که وه کتابيں اگرچه بغير کسي تغير و تبديل کے همارے پاس پهونچي هيں ' اور قديم نقل کرنے والوں نے کمال احتياط کي هی ' تو بهي اُنکو اُن غلطيوں سے آزاد رکهنا ناممکن تها جو غلطياں که عبري الف بے کے متشابه حرفوں کے بدلنے سے ' يا اور اور باتوں سے ' جو قديم نسخونکے نقل کرنے ميں هوتي هيں *

بهوتي عالم ساده لوحي سے يقين جانتے تهے ' که عبري کتب مقدسه ميں بالکل غلطي نهيں هی ' اور قلمي نسخوں ميں کوئي ايسا اختلاف نهيں نکل سکتا جو امر اهم کي نسبت هو ' مگر فادر مارن صاحب نے ' نهايت دليري سے اسبات کو رد کيا ' اور عبري کے قلمي نسخوں کي غلطياں اُن اختلافات سے نکاليں ' جو عبري اور سمرِيا کي کتب خمسه موسی ميں ' اور عبري اور سپٹو ايجنٹ کي کتب عهد عتيق ميں تهيں ' پهر لوئيس کيپل صاحب نے تائيد کي ' اور اسبات کا اقرار کيا ' که واسطے صحت عبري عهد عتيق کے کوئي عمده قاعده بنانا ضرور هی ' پهر سترهويں صدي ميں عموماً يهه بات قرار پائي ' که عبري عهد عتيق کے نسخوں کے مقابله کرنے کي بهت ضرورت هی *

اب مناسب معلوم هوتا هی که اسمقام پر کتب مقدسة کے چند پرانے نسخونکا ذکر کيا جاوے ' تاکه مطالب اس مقدمه کے بوضاحت معلوم هوں ' چنانچه ‡ هارن صاحب کے انٹروڈکشن سے جو اوپر علوم بيبل کے هی ' کتب مقدسه کے چند پرانے نسخوں کا ذکر کيا جاتا هی *

عهد عتيق کي کتابيں دراصل عبراني زبان ميں هيں اور وه دو ناموں سے پکاري جاتي هيں *

ايک آٹوگرافس (يعني وه کتابيں جنکو خود الهامي لکهنے والوں نے لکها تها) اُن ميں کے سب نسخے ناپيد هوگئے ' کوئي بهي موجود نهيں هی *

دوسرے ايپو گرافس (يعني وه نسخے جو اصلي نسخوں سے نقل هوئے تهے) اور جو مکرر اور سه کرر نقل هوتے هوتے بهت کثرت سے پهيل گئے تهے ' يهه پچهلے نسخے بهي دو قسم کے تهے - ايک پرانے جو يهوديوں ميں بهت معتبر اور سندي گنے جاتے تهے ' مگر يهه نسخے بهي مدت سے معدوم هوگئے هيں - دوسرے نئے ' جو سرکاري کتب خانوں ميں ' يا لوگوں کے پاس موجود هيں ' اور يهه بهي دو قسم کے هيں *

اول رولڈ مينيوسکربٹس - يعني وه قلمي نسخے جو معابد ميں کام ميں آتے هيں *

دويم سکيوئر مينيو سکربٹس - يعني وه قلمي نسخے جو مربع تقطيع پر لکهے هيں ' اور عام لوگوں کے کام ميں آتے هيں *

---

† هارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ صفحه ۲۴

‡ هارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ حصه ۱ باب ۲ فصل ۱

المقدمة الثامنة

کیا یہہ کتابیں بالکل اُن اصل نسخوں کے مطابق ہیں جنکو الہامي لکھنے والوں نے لکھا تھا

اِسباب میں کہ یہہ کتب مقدسہ جو اب ہمارے ہاتوں میں ہیں بالکل اُن اصل کتابوں کے مطابق ہیں جنکو الہامي لکھنے والوں نے لکھا تھا یا نہیں ہیں ہماري مذہبي کتابوں سے صرف اتني بات پائي جاتي ہی کہ یہہ کتابیں جو یہودیوں اور عیسائیوں نے پاس تھیں اُن میں باہم اِختلاف تھا ' بخاري میں انس ابن مالک سے ایک بڑي حدیث ہی اُسکا ٹکرہ یہہ ہی " کہ حضرت حذیفہ نے حضرت عثمان سے کہا کہ اے مسلمانوں کے سردار اِن لوگوں کي (یعني مسلمانوں کي) اُس سے پہلے خبرلے کہ یہہ لوگ اپني کتاب (یعني قرآن مجید) میں ایسے مختلف ہوجاویں 'جیسے یہودي اور عیسائي اپني اپني کتاب میں مختلف ہوگئے ہیں"

بخاري باب جمع القرآن فقال حذیفة لعثمان یاامیر المومنین ادرک ہذہ الامة قبل ان تختلفوا في الکتاب اختلاف الیہود و النصاری الی اخرہ

پس اِس حدیث سے اِسقدر پایا جاتا ہی کہ اِن کتابوں میں بلا شبہہ اِختلاف عبارت موجود ہیں ' چنانچہ تمام علماء مسیحي بہي اسکا اقرار کرتے ہیں •

غور کرنا چاہیئے کہ ابتداء تحریر کتب مقدسہ سے زمانہ دراز تک جسقدر کثرت سے کتب مقدسہ کا رواج ہوا وہ بذریعہ قلمي نسخوں کے ہوا ' اِس سبب سے اُن میں غلطي کا اور اختلاف عبارت کا نہونا اور دمي اور بیشي سے محفوظ رہنا نا ممکن تہا ' جسقدر کثرت سے وہ پہیلیں اور جسقدر کثرت سے اُنکي قلمي نقلیں ہوئیں اُسیقدر غلطیاں اور اختلافات اُن میں پیدا ہوئے' یہاں تک کہ کہا جا سکتا ہی کہ کوئي کتاب اصلي نسخہ کے مطابق نہیں رہي تہي •

ہارن صاحب † اپني کتاب میں ڈاکٹر بنٹلي صاحب کا قول نقل کرتے ہیں کہ " اب کوئي ایک نسخہ قلمي یا چہاپہ کا مقدس لکھنے والونکي اصلي کتاب کے مطابق نہیں ہی ' مگر سب کتابوں میں پہیلے ہوئے اور متفرق ہیں ' اور یہہ کتابیں بلاشبہہ وہي کتابیں ہیں ' یہاں تک کہ غلط سے غلط قلمي نسخہ میں بہي جو اب موجود ہی کوئي بات مذہب کي یا تہذیب اخلاق کي یا نصیحت کي بدلي نہیں گئي ' اور نہ اُسمیں سے کم ہوئي ہی " غرضکہ تجربہ سے بہي جو ہم دن رات ہرقسم کي قلمي کتابوں میں دیکھتے ہیں اور نیز علماء مسیحي کے اقوال سے بہي بخوبي روشن ہی کہ کتب مقدسہ نقل ہوتے ہوتے غلط اور آپسمیں مختلف ہوگئي تہیں •

---

† ہارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ صفحہ ۳۱۴ -

† هارن صاحب نسبت عبري كتابوں عهد عتيق كے لكھتے هيں ' كه وه كتابيں اگرچه بغير كسي تغير و تبديل كے همارے پاس پهونچي هيں ' اور قديم نقل كرنے والوں نے كمال احتياط كي هى ' تو بهي اُنكو اُن غلطيوں سے آزاد ركهنا ناممكن تها جو غلطياں كه عبري الف بے كے متشابه حرفوں كے بدلنے سے ' يا اور اَوْر باتيں سے ' جو قديم نسخونكے نقل كرنے ميں هوتي هيں *

پهونچي عالم سادة لوحي سے يقين جانتے تهے ' كه عبري كتب مقدسه ميں بالكل غلطي نهيں هى ' اور قلمي نسخوں ميں كوئي ايسا اختلاف نهيں نكل سكتا جو امر اهم كي نسبت هو ' مگر فادر هارن صاحب نے ' نهايت دليري سے اسبات كو رد كيا ' اور عبري كے قلمي نسخوں كي غلطياں اُن اختلافات سے نكاليں ' جو عبري اور سمهريا كي كتب خمسه موسى ميں ' اور عبري اور سرتو ايجنت كي كتب عهد عتيق ميں تهيں ' پهر لوئيس كيپل صاحب نے تائيد كي ' اور اسبات كا اقرار كيا ' كه واسطے صحت عبري عهد عتيق كے كوئي عمدة قاعدة بنانا ضرور هى ' پهر سترهويں صدي ميں عموماً يهه بات قرار پائي ' كه عبري عهد عتيق كے نسخوں كے مقابله كرنے كي بهت ضرورت هى *

اب مناسب معلوم هوتا هى كه اسمقام پر كتب مقدسة كے چند پرانے نسخونكا ذكر كيا جاوے ' تاكه مطالب اس مقدمه كے بوضاحت معلوم هوں ' چنانچه ‡ هارن صاحب كے انٹروڈكشن سے جو اُوپر علوم بيبل كے هى ' كتب مقدسه كے چند پرانے نسخوں كا ذكر كيا جاتا هى *

عهد عتيق كي كتابيں دراصل عبراني زبان ميں هيں اور وه دو ناموں سے پكاري جاتي هيں *

ايك آٹوگرافس (يعني وه كتابيں جنكو خود الهامي لكهنے والوں نے لكها تها) اُن ميں كے سب نسخے ناپيد هوگئے ' كوئي بهي موجود نهيں هى *

دوسرے ايپو گرافس (يعني وه نسخے جو اصلي نسخوں سے نقل هوئے تهے) اور جو مكرر اور سهكرر نقل هوتے هوتے بهت كثرت سے پهيل گئے تهے ' يهه پچهلے نسخے بهي دو قسم كے تهے — ايك پرانے جو يهوديوں ميں بهت معتبر اور مقدس گنے جاتے تهے ' مگر يهه نسخے بهي مدت سے معدوم هوگئے هيں — دوسرے نئے ' جو سركاري كتب خانوں ميں ' يا لوگوں كے پاس موجود هيں ' اور يهه بهي دو قسم كے هيں *

اول رولڈ مينيوسكرپٹس — يعني وه قلمي نسخے جو معابد ميں كام ميں آتے هيں *

دويم سكيوئر مينيو سكرپٹس — يعني وه قلمي نسخے جو مربع تقطيع پر لكهے هيں ' اور عام لوگوں كے كام ميں آتے هيں *

---

† هارن صاحب كا انٹروڈكشن جلد ۲ صفحه ۴۴

‡ هارن صاحب كا انٹروڈكشن جلد ۲ حصه ۱ باب ۲ فصل ۱

درمیان چھٹی اور دسویں صدي کے یہودیوں کے دو مدرسہ تھے - ایک بیبلن میں جو مشرق میں ہی - دوسرا ٹي بیریس میں جو مغرب میں ہی ' اِن دونوں مدرسوں میں یہودیوں کے علم کا بڑا چرچا تھا ' اور کتب مقدسہ بہت کثرت سے نقل کي جاتي تہیں ' اس سبب سے یہودیوں میں کتب مقدسہ کي دو قسمیں پیدا ہوئیں ' جو نسخے پہلے مدرسہ میں مروج تھے ' وہ اوري انٹل ریڈنگ (یعني مشرقي نسخے) کہلاتے تھے ' اور جو دوسرے مدرسہ میں تھے ' وہ آکسي ڈنٹل ریڈنگ (یعني مغربي نسخے) کہلاتے تھے ' آٹھویں یا نویں صدي میں ان دونوں نسخوں کا مقابلہ ہوا ' اور جہاں جہاں اختلاف تھا اُسپر نشان دیا گیا ' اور وہ اختلافات مختلف طور سے شمار ہوئے ' اور اُنکي تعداد ۲۱۰ و ۲۱۶ و ۲۲۰ تک تھي ' مشرقي نسخہ کے اختلاف ایسٹرن ریڈنگ ' اور مغربي نسخہ کے اختلاف ویسٹرن ریڈنگ کہلاتے ہیں *

ابتداے گیارہویں صدي میں عرن بن عشر پریسیڈنٹ مدرسہ ٹي بیریس ' اور یعقوب بن نفتالي پریسیڈنٹ مدرسہ بیبلن نے ' مشرقي اور مغربي یہودي قلمي نسخوں کا مقابلہ کیا ' اور جو ان نامي یہودي عالموں نے اختلاف پائے وہ ۸۶۴ سے زیادہ ہوتے ہیں ' ایک بات کو چھوڑ کر باقي اعراب سے متعلق ہیں ' اور اِس سبب سے چنداں لائق لحاظ نہیں ہیں ' مغربي نسخے اور عبري عہد عتیق کے چھپے ہوئے نسخے ' جو اب موجود ہیں ' اور ہمارے ملک میں بھي پائے جاتے ہیں ' وہ بہت کرعرن بن عشر کے نسخے کے پیرو ہیں *

یہودیوں میں پانچ نسخے بطور نمونہ کے تھے ' جنھوں نے بالتخصیص نہایت صحیح ہونے میں بہت شہرت پائي تھي ' اور اُنھي نسخوں سے تمام نسخے اُنکے بعد کے صحیح ہوتے تھے *

اول کوڈکس ہلل ' یہہ ایک مشہور قلمي نسخہ تھا ' اُسکو بعض یہودي عالموں نے بارھویں صدي میں دیکھا تھا ' مگر اسبات میں نہایت اختلاف ہی ' کہ یہہ ہلل کون تھا ' بعضوں نے خیال کیا ہی کہ یہہ وہ مشہور عالم ہلل ہی جو ساٹھہ برس پیشتر ولادت حضرت مسیح علیہ السلام سے تھا ' بعضوں نے کہا ہی کہ یہودا حکادوش جو مشہور عالم تھا ' یہہ ہلل اُسکا پوتا ہی ' جسنے مسنا لکھا ' اور جو چودھویں صدي میں نام آور ہوا ' اور بعضے کہتے ہیں کہ یہہ شخص ہلل نامي اسپین کا ایک یہودي تھا ' بایر صاحب زیادہ بھروسے کے ساتھہ کہتے ہیں ' کہ یہہ نسخہ زمانہ حال کا لکھا ہوا ہی ' اور اسپین میں لکھا گیا تھا ' کیونکہ اِس میں اعراب پائے جاتے ہیں ' اور صرف و نحو کے قواعد موجود ہیں ' ہلل کا نام فریبا اُسکي قدر بڑھانیکو اُسپر لکھہ دیا تھا *

دویم کوڈکس بن عشر
سویم کوڈکس بن نفتالي } ان دونون نسخوں کا حال ابھی بیان ہوچکا ھی ٭

ان دونوں میں سے پہلا نسخہ مصر میں اسبات میں مشہور تھا کہ اسکے بہت سے مقاموں کو خود ابن عشر نے صحیح اور نظرثاني کیا ھی' اور یہہ وہ نسخہ ھی جسکی میمونی دیز نے توریت کي نقل کرنے میں بموجب یہودیي رسم کے پیروی کی ھی ٭

چہارم کوڈکس جبری کو ' اس میں صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کي پانچوں کتابیں ھیں ' ایک بڑے یہودی عالم الیس لویمانے اسبات کي نہایت تعریف دي ھی ' کہ یہہ بہت صحیح نسخہ کتب خمسہ موسیٰ کا ھی ' اس میں صحیح لفظ اور غلط لفظ دونوں دکھلائے گئے ھیں ٭

پنجم کوڈکس سنی ' اس میں بھي صرف حضرت موسیٰ کي پانچوں کتابیں ھیں ' یہہ بھي بہت صحیح نسخہ کتب خمسہ موسیٰ کا ھی ' اور اگلے نسخہ سے صرف لہجہ میں متفاوت ھی ٭

ایک چھٹا نسخہ اور تھا جو کوڈکس سین بوکي کہلاتا ھی ' پیر سائیمن بیان کرتے ھیں ' کہ میں نے اسکو دیکھا ' مگر اس امر میں کہ وہ کب لکھا گیا ' اور کسنے اسکو لکھا ' کوئي بات تحقیق معلوم نہیں ھی ٭

گیارھویں صدي سے جسقدر یہودیي نسخے پڑھنے پڑھانے میں چلے آتے ھیں ' وہ کسي نکسي خاص نسخہ سے صحیح کیئے گئے ھیں ' اسلیئے اُنکو باعتبار اُس ملک کے ' جہاں اُنکا رواج تھا ' جدا جدا چار خاندانوں میں قرار دیا ھی ٭

اول اسپینش مینیو سکرپٹس (یعني وہ قلمي نسخے) جو اسپین کے لوگوں میں مروج تھے اور جو کوڈکس ھلال سے مقابلہ ھوکر صحیح کیئے گئے تھے ' اکثر یہودیي اُن نسخوںکي بہت قدر کرتے ھیں ' مگر بعض محقق یہودیي اُنکو زیادہ قدر کا نہیں جانتے ٭

دویم اُوری اینٹل مینیو سکرپٹس — یعني وہ قلمي نسخے جنکا مشرقي ملکوں میں رواج تھا ' یہہ نسخے اور اگلے نسخے ایک سے اور ایک ھي درجہ میں سمجھنے کے لایق ھیں ٭

سویم جرمن مینیو سکرپٹس — یعني وہ قلمي نسخے جنکا جرمن میں رواج تھا ' اِن نسخوں میں امر اھم کي عبارتیں اسطرح پر پائي جاتي ھیں ' کہ ویسي اسپینش مینیوں سکرپٹس میں نہیں ھیں مگر یہہ عبارتیں سمیرتین زبان کي کتب خمسہ سے اور قدیم ترجموں سے مطابقت رکھتي ھیں' یہودیي اِن نسخوں کو زیادہ معتمد نہیں سمجھتے مگر محققین بیبل اُن نسخوں کي نہایت قدر کرتے ھیں ٭

چہارم اِٹالین مینیو سکرپٹس — یعني وہ قلمي نسخے جو اٹلي میں مروج تھے' یہہ نسخے اسپین اور جرمني نسخوں میں اوسط درجے کا اعتماد رکھتے ھیں ٭

علاوہ اِن قسموں کے ' ایم ٹي راسي صاحب نے تمام قلمي نسخوں کو ' باعتبار زمانہ کے تین قسم میں تقسیم کیا هی *

اول جو بہت پرانے تھے ' یعني جو بارھویں صدي سے پیشتر کے لکھے ھوئے تھے *

دویم اوسط درجہ کے پرانے ' یعني جو تیرھویں اور چودھویں صدي کے درمیان کے لکھے ھوئے تھے *

سویم زمانہ حال کے یا وہ نسخے جو چودھوین صدي کے اختتام اور پندرھویں کے شروع میں لکھے گئے *

مگر ایم ٹي راسي صاحب زمانہ حال کے نسخوں کو ' یا اُنکو جو پندرھویں صدي سے لکھے گئے ھیں ' اور کثرت سے معبدوں میں پائے جاتے ھیں ' قابل اعتبار کے نہیں جانتے تھے جب تک کہ یہہ بات ثابت نہو ' کہ وہ کسي قدیم نسخہ ایپو گرافس سے نقل ھوئے ھیں *

ڈاکٹر کني کٹ صاحب نے عبري نسخہ صحیح کرنے کے لیئے عہد عتیق کے ۶۳۰ قلمي نسخوں کا مقابلہ کیا ' اور ایم ٹي راسي صاحب نے اپني کتاب مجموعہ اختلافات عہد عتیق کے بنانے کے لیئے ۴۷۹ قلمي نسخے ' اور ۲۸۸ چھپے ھوئے نسخوں کا مقابلہ کیا ' اُن میں سے جو نہایت قدیم نسخے تھے ' اور جنکا ڈاکٹر کني کٹ صاحب نے مقابلہ کیا تھا ' اُنکا بیان یہاں کیا جاتا هی *

(ا) کوڈکس لاسي ایئنس سنہ ۱۷۲ و سنہ ۱۹۲ ' ڈاکٹر کني کٹ صاحب کے یہودي نسخونکي فہرست میں اِس نسخہ کا اول نمبر هی ' یہہ نسخہ پرانا تھا اور اِس سبب سے اُسکے الفاظ بعض جگہہ سے اوڑ گئے تھے ' اور اُنکو پھر روشن سیاھي سے دوبارہ بھرا تھا ' اور پھر وہ بھي مٹ چلے تھے ' ڈاکٹر کني کٹ صاحب کہتے ھیں ' کہ یہہ نسخہ دسویں صدي کا لکھا ھوا هی ' اور ایم ٹي راسي صاحب کہتے ھیں ' کہ گیارھویں صدي کا لکھا ھوا هی *

یہہ نسخہ شروع ھوتا هی کتاب پیدایش باب ۲۷ ورس ۳۱ سے ' اِس نسخہ میں وانڈر ھوٹ صاحب کے عبري نسخہ سے چودہ ھزار اختلف ھیں ' جسمیں سے دو ھزار سے زیادہ حضرت موسیٰ کي پانچوں کتابوں میں ھیں ' اور یہہ اختلافات ۱۰۹ جگہہ میں سپٹواجنٹ سے مطابقت رکھتے ھیں ' اور ۹۸ جگہہ میں سریا زبان کے نسخہ سے ' اور ۸۲ جگہہ میں عربي زبان کے نسخہ سے ' اور ۸۸ جگہہ میں ولگٹ یعني لاطیني زبان کے نسخہ سے ' اور ۴۲ جگہہ میں کالڈي پارافریز سے ' اور یہہ نسخہ سمارٹین نسخہ کے کتب خمسہ موسیٰ سے ۷۰۰ مقام میں مطابقت رکھتا هی ' برخلاف چھپے ھوئے عبري نسخہ کے *

اِس نسخہ پر جو زیادہ اعتبار کیا جاتا هی ' اِسکي وجہہ یہہ هی ' کتاب دوم سموئیل باب ۲۳ ورس ۳ لغایت ۷ کے جس طرز کلام سے ' حضرت مسیح علیہ السلام کے آنیکي بشارت نکالي جاتي هی ' اور جس طرز پر وہ کلام سپٹواجنٹ میں تھا اُسیطرح اس نسخہ میں بھي محفوظ تھا *

(۲) کوڈکس کارلس ریوهینس پہلا ' ڈاکٹر کنی کت صاحب کے قلمی نسخوں کی فہرست میں ۱۵۴ نمبر پر یہہ نسخہ هی ' ایک مشہور عالم ریوکلن کے پاس یہہ نسخہ تھا ' پندرهویں صدی میں علم کے تروتازہ هونے میں اِس عالم نے نہایت کوشش کی تھی ' یہہ قلمی نسخہ مقام کالس روہ کے سرکاری کتبخانہ میں موجود هی ' جن نسخوں پر تاریخ تحریر لکھی هوئی پائی هی ' اُن سب میں سے یہہ نسخہ نہایت قدیم هی ' مربع تقطیع میں لکھا هی ' اور سنہ ۴۸۶۶ پیدایش عالم مطابق سنہ ۱۱۰۶ ع کا لکھا هوا هی ' اُسمیں پرافٹس سعہ تارگم یعنی صحف انبیاء معہ تفسیر زبان کیلڈی کے شامل هیں *

(۳) کوڈکس ڈی ایفی ' ڈاکٹر کنی کت صاحب کی فہرست میں اسکا ۵۹۰ نمبر هی اِس نسخہ میں پرافٹس اور هیجیوگریفا هیں ' اور چمڑے پر لکھا هوا هی ' اِسپر جو تاریخ لکھی هوئی هی (یعنی سنہ ۱۰۱۸ و سنہ ۱۰۱۹ ع) اگر وہ صحیح هو تو اگلے نسخوں سے بھی پرانا هی ' ڈاکٹر برنس صاحب نے بہسو اختلاف عبارت بڑی بڑی باتوں کے اِس نسخہ سے جمع کیئے هیں زمانہ حال میں کسی شخص نے اس میں اعراب بڑھا دیئے هیں *

(۴) کوڈکس سیزونی کتب خانہ میلاسنتا مقام بالوگنا نمبر ۵۳۶ فہرست کنی کت صاحب ' یہہ نسخہ گیارهویں صدی کے اخیر کا لکھا هوا هی ' اور اِس میں یہہ کتابیں هیں پینٹی ٹیک (یعنی کتب خمسہ موسیٰ) اور هیفتارتھہ ' یعنی پارہهاے کتب انبیاء ' اور مگلتھہ (یعنی پانچ کتابیں) کین تی ملر (یعنی گیت سلیمان) اور کتاب راعوت ' اور نوحہ یرمیاہ ' اور واعظ ' اور کتاب استر ' اِیم ڈی راسی صاحب اِس نسخہ کو نہایت پسند کرتے تھے ' اور بہت پرانا بتاتے تھے ' اور اُسکے حاشیہ پر اور بھی زیادہ قدیم نسخوں کے بعض بعض اختلاف عبارت لکھے هیں *

(۵) کوڈکس فلورن ٹینس ' دوم نمبر ۱۶۲ فہرست ڈاکٹر کنی کت صاحب ' یہہ نسخہ گیارهویں صدی کے اخیر کا یا بارهویں صدی کے شروع کا لکھا هوا هی ' اِس میں کتاب یوشع اور قضات ' اور سموئیل هیں ' جو لفظ کہ اِس نسخہ میں مٹ گئے تھے ' وہ دوبارہ لکھدیئے گئے هیں *

(۶) کوڈکس مڈی اولی ٹینسس ' نہم نمبر ۱۹۳ فہرست ڈاکٹر کنی کت صاحب ' یہہ نسخہ بارهویں صدی کے اخیر کا لکھا هوا هی ' اور اِس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پانچوں کتابیں هیں ' اور کتاب پیدایش کا شروع ' اور کتاب احبار اور استثناء کا انجام زمانہ حال میں زیادہ کیا گیا هی ' اِس نسخہ میں مٹ جانا حروف کا ' اور تبدیلیاں بھی واقع هیں ' اور بعض اوقات ایک بُری عبارت اچھی عبارت کی جگہہ لکھدی گئی هی ' باوجود اِسبات کے اِس میں بہت سی اچھی عبارتیں مختلف پائی جاتی هیں *

(۷) کوڈکس فارمبز جوینسس ، چہارم نمبر ۱۰۲ فہرست ڈاکٹر کنی کت صاحب - اس نسخہ میں صحف انبیاء اور اور مقدس کتابیں ہیں ، یہہ نسخہ بہت پرانا ہی ، اور اکثر جگہہ سے شکستہ ہوگیا ہی ، اس نسخہ کے حرفوں کی اور کوڈکس کارلس ویوھن سس کے حرفوں کی آپس میں بہت مشابہت ہی ، اِس سبب سے ڈاکٹر کنی کت صاحب ، اور ایم دي راسي صاحب نے اِس نسخہ کو بارھویں صدي کے شروع کا لکھا ہوا قرار دیا ہی *

(۸) کوڈکس پدري سي اِنسس ، بست ہفتم نمبر ۴۱۰ فہرست ڈاکٹر کنی کت صاحب ، یہہ نسخہ پوري دیبلي کا رومي خط میں ہی ، ڈاکٹر کنی کت صاحب اور ایم دي راسي صاحب اِسکو بہت پسند کرتے تھے ، اور بارھویں صدي کے شروع کا لکھا ہوا جانتے تھے *

(۹) کوڈکس رجي اومان تنس - یہہ نسخہ بھي رومي حرفوں میں اُسي زمانہ کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہی ، جس زمانہ کا اگلا نسخہ لکھا ہوا ہی ، اِس میں پرافتس اور ہیجو گرفا کي کتابیں ہیں ، مگر مختلف جگہہ سے شکستہ ہورہي ہیں *

(۱۰) کوڈکس پدري سي انسس ، بست و چہارم نمبر ۲۶۶ فہرست ڈاکٹر کني کت صاحب ، یہہ نسخہ بارھویں صدي کے شروع کا لکھا ہوا ہی ، اور کتاب یرمیاہ باب ۲۹ — ۱۹ سے ، لغایت باب ۳۸ — ۲ تک اور کتاب یوشع باب ۴ — ۴ سے ، لغایت تمام عاموس باب ۶ — ۱۲ تک ، ناقص ہی *

اب مناسب ہی ، کہ جن پرانے نسخوں کا ڈاکٹر ایم دي راسي صاحب نے معاملہ کیا اور اُنمیں جو قدیم نسخے ہیں ، اُنکا بھي اِس مقام پر ذکر کیا جاوے *

[۱] کوڈکس نمبر ۶۳۴ - اس میں ایک ٹکڑہ کتاب احبار ، اور اعداد کا ہی ، تمام احبار باب ۲۱ — ۱۹ سے لغایت کتاب اعداد باب ۱ — ۵۰ تک ہی ، نہایت قدیم ہونے کي اُس میں بہت سي علامتیں پائي جاتي ہیں ، ایم ڈي راسي صاحب کے نزدیک آٹھویں صدي کا لکھا ہوا ہی *

[۲] کوڈکس نمبر ۵۰۳ - اس نسخہ میں مشتمل کتب خمسہ حضرت موسیٰ کي کتاب پیدایش باب ۱۲ — ۴۱ سے ، کتاب استثناء باب ۱۵ — ۱۲ تک ہی ، اِس میں مختلف زمانوں کے ورق ملے ہوئے ہیں ، اور پرانے سے پرانے ورق ، نویں یا دسویں صدي کے لکھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں *

[۳] کوڈکس نمبر ۱۰ ، یہہ قلمي نسخہ بھي کتب خمسہ حضرت موسیٰ کا مع تارگم (یعني تفسیر زبان کیلدي) اور پانچ کتابوں گیت سلیمان ، اور کتاب راعوت اور نوحہ یرمیاہ اور وعظ اور کتاب اِستر کے ہی ، اور گیارھویں صدي کے اخیر یا بارھویں صدي کے شروع کا لکھا ہوا ہی ، بسبب پرانے ہونے کے جو حرف مٹے ہوئے تھے ، پھر کر بنائے گئے ہیں *

[۴] قلمي نسخه کتاب ایوب کا ' عمده نسخوں میں سے نہایت عمده یہه نسخه هی ' اور اگلے نسخه کا هم زمانه هی *

[۵] قلمي نسخه هیجو گریما کا نمبر ۳۷۹ تیسرے اور چوتھے نسخه کا هم‌عصر هی ' یہه نسخه زبور کے باب ۳۹ — ۱۵ سے ' کتاب یشعیا کے باب ۴۰ — ۴ تک هی *

[۶] قلمي نسخه پانچوں کتابوں حضرت موسی کا نمبر ۴۱۱ - یہه نسخه گیارهویں صدي کے اخیر کا ' یا بارهویں صدي کے شروع کا لکھا هوا هی ' پرانا هونے کے سبب روشنائی پھیکي پڑ گئي هی ' متن میں جو عبارت لکھنے سے ره گئي هی وه حاشیه پر لکھي هوئي هی *

ڈاکٹر کني کٹ صاحب بیان کرتے هیں که ' عهد عتیق کے عبري تمام قلمي نسخے جنکا موجود هونا اب همکو معلوم هی ' ایک هزار اور ایک هزار چار سو ساوں برسوں کے درمیان کے لکھے هوئے هیں ' اور اس سے وه یہه نتیجه نکالے هیں ' که تمام قلمي نسخے جو سات سو یا آٹهه سو برس پیشتر کے لکھے هوئے تھے ' یہودیوں کي سنهت (یعني مجداس أمرا) کے بعض حکموں کے بموجب معدوم کردیئے گئے تھے ' اِس سبب سے که اُن نسخوں میں اُن نسخوں سے جو اُسوقت میں خالص گنے جاتے تھے ' بہت اختلاف تها ' اِسبات کو بشپ والٹن صاحب بھي تصدیق کرتے هیں ' اور کہتے هیں که اسي سبب سے همارے پاس چهه سو برس کے نسخے چند هیں ' اور اسي وجهه سے سات سو یا آٹهه سو برس کے نسخے بہت کمیاب هیں *

علاوه اِن نسخوں کے ایک عبري قلمي نسخه تورت کا ' ریورنڈ ڈاکٹر بکینن صاحب کو سنه ۱۸۰۶ ع میں ملیبار میں کالے یہودیوں کے پاس سے دستیاب هوا ملیبار کے یہودي یقیناً اُن یہودیوں کے پس مانده هیں ' جنکو بخت نصر نے اول مرتبه جلاوطن کیا تها ' اس قلمي نسخه کي تاریخ ' که کب کا لکھا هوا هی ' تحقیق نہیں هوسکي ' مگر گمان هوتا هی ' که اُن نسخوں سے لیا گیا هوگا ' جو اُنکے باپ دادا هندوستان میں اپنے ساتهه لائے ' جب اُن یہودیوں سے اس نسخه کے باب میں پوچها گیا ' تو وه اُسکي نسبت کوئي ٹهیک بات نہیں نکرسکے ' بعضوں نے کہا که صنعاے عرب سے آیا هی ' اور بعضوں نے کہا که کشمیر سے ' اس نسخه میں کتاب احبار ' اور کتاب استثنا کا بہت سا حصه نہیں هی ' مسٹر ایٹس صاحب نے ' انڈرهوت صاحب کے چھپے هوئے نسخه سے اس نسخه کا مقابله کیا ' اُسکي تحقیقات کا نتیجه یہه هی ' که تمام نسخه میں چالیس سے زیاده اختلاف نہیں هیں ' اور اُن میں سے کوئي اختلاف عام عبارت سے بلحاظ معني اور مراد متن کے تفاوت نہیں رکھتا صرف حرفوں کي کمي یا بیشي کا اختلاف هی ' جنسے بلحاظ مشهور محاوره یہودي زبان کے الفاظ کامل یا معیوب

معلوم ہوتے ہیں، اور انہی آز صاحب کے چھاپے ہوئے نسخہ سے جو سنہ ۱۶۹۱ ع میں چھپا تھا اور بھی کم اختلاف ہیں، پس اسطرح پر یہودی متن کی صداقت اِس گراں بہا نسخہ سے بخوبی ثابت ہوتی ہی، اور اُسکی شہادت بغیر کسی اعتراض کے بہت بڑی ہی، چار مقام کی عبارتیں اسی نسخہ پر مخصوص ہیں، وہ عبارتیں ڈاکٹر کنی کٹ صاحب کی عبرانی بیبل کے نسخہ میں نہیں پائی جاتیں *

یہہ بات بھی جاننی چاہیئے، نہ جسطرح عہد عتیق کی کتابیں عبرانی زبان میں تھیں، اسیطرح سینٹ متی کی لکھی ہوئی انجیل بھی در اصل عبرانی زبان میں تھی، مگر بارہ سو برس نے قریب سے وہ انجیل معدوم ہوگئی ہی، اور اب عہد جدید کے یونانی زبان کی کتابیں اصلی گنی جاتی ہیں، اسواسطے مناسب ہی، کہ یونانی قلمی نسخوں کا بھی ہارن صاحب کی کتاب سے اِس مقام پر کچھہ ذکر کیا جاوے *

یونانی نسخے † بہت کم ہیں جنمیں عہد عتیق اور عہد جدید دونوں کی کتابیں موجود ہوں، بہت سوں میں صرف چاروں انجیلیں پائی جاتی ہیں، کیونکہ وہ نہایت کثرت سے گرجوں میں پڑھی جاتی تھیں، اور بعض نسخوں میں صرف اعمال حواریین اور کیتھلک نامے، اور بعضی میں اعمال اور سینٹ پال کے نامے اور چند نسخوں میں اپو کلیپس (یعنی مشاہدات سینٹ یوحنا) موجود ہیں، سب نسخے خصوصاً زمانہ قدیم نسخے زمانہ کے ضرر سے یا غفلت سے ناقص ہوگئے ہیں، نسلم نسخوں میں پہلے لکھے ہوئے کو متایا ہی اور اُس کو صحیح کیا ہی بعضی جگہہ خوب نہیں متایا ہی، اسلیئے اصلی لکھا ہوا بھی معلوم ہوتا ہی، جس مقام پر نقل کرنے والے نے صحیح کیا ہی وہ تصحیح بہ نسبت اُس تصحیح کے جو بعد کو کی گئی ہی معتبر سمجھی جاتی ہی، محو کرنا پہلے لکھے ہوئے کا کہیں تو اسطرح پر کیا ہی، کہ لفظوں پر لکیر کھینچ دی ہی، اور کہیں چاکو سے چھیلا ہی، اور اکثر جگہہ لکھنے والے نے اسفنج سے مٹا دیا ہی، اور اُسکی جگہہ اور لفظ لکھدیئے ہیں، اور اسطرح کا متا نا ایک حرف یا لفظ ہی پر موقوف نہیں ہی، جیسے کہ کوڈکس بیزی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی، صحت کے ساتھہ کتابوں میں سندیں پائی جاتی ہیں، جنسے معلوم ہوتا ہی، کہ اِسطرح پر ساری کتابیں کی کتابیں متائی جاتی تھیں، اور اَور کتاب بجاے اُس قلمی کتاب کے جو متائی گئی تھی لکھی جاتی تھی مگر جہاں کہیں تحریر بسبب زمانہ دراز کے اُڑگئی تھی، تو اُنکو بغیر زیادہ متانے کے بدستور قدیم رکھتے تھے، اور اُسی پر لکھہ دیتے تھے *

یہہ نسخے کہلاتے ہیں، کوڈ آئی سز پالمپ سستی یا ری سکر پتی (یعنی ایک ٹکرہ جسمیں سے ایک تحریر متائی گئی، اور اُسکی جگہہ دوسری لکھی گئی) بسبب قلت پارچہ

---

† ہارن صاحب کا انٹرو ڈکشن جلد ۲ حصہ ۱ باب ۲ فصل ۲

. مدت (یعني بنے ہوئے چمڑے یا کپڑے کتاب لکھنے کے) بہت سے لوگ اگلے مورخوں کي لکھي ہوئي کتابیں مٹانے لگے ' اس مطلب سے کہ اپنے یا کسي دوسرے مورخ کي کتاب جسکو وہ چاہتے ہیں اُسپر نقل کرلیں ' اس سبب سے بہت سي کتابیں مشہور مورخوں کي معدوم ہوگئیں ' خصوصاً بہت قدیم کتابیں 'کیونکہ زمانہ حال کي کتابیں اُسوقت کي حاجت روائي تو اُن قدیم کتابوں پر جو بسبب گذرے زمانہ کے دھندلي ہوگئي تھیں اور مٹائي گئي تھیں نقل کرلي گئیں تھیں ' مدت تک یہہ خیال کیا گیا تھا ' کہ یہہ بداستعمال گیارھویں بارھویں تیرھویں چودھویں صدي تک رہا اور بالتخصیص یونان میں جاري تھا ' مگر حقیقت میں یہہ ایک نتیجہ وحشت کا تھا ' جو اُن جہالت کے زمانوں میں پھیلا ہوا تھا ' چنانچہ یہي بد استعمال رومیوں میں بھي رایج تھا ' اور جیسا کہ عموماً خیال کیا گیا تھا ' اُس سے زیادہ اخیر زمانہ تک اُن لوگوں میں یہہ استعمال جاري رہا *

عہد جدید کے قلمي نسخے پورے یا ناقص جو علماء عیسائي کے ہاتھہ آئے' اور جنسے کل کا یا جزو کا مقابلہ کیا گیا ' اُن کل کي تعداد پانسو کے قریب تھي' اور یہہ تعداد بہت چھوٹا حصہ ہی اُن قلمي نسخونکا جو سرکاري اور لوگوں کے نیج کے کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں ' اُن مقابلوں کے نتیجہ سے یہہ ظاہر ہوا کہ بعض قلمي نسخے ایک دوسرے سے تسلسل رکھتے ہیں ' اور وہ اور نسخوں سے بلحاظ نشانوں کے پہچانے جاتے ہیں ' مشہور علماء محققین عیسائي خصوصاً گریس بک صاحب نے ' جسنے اپني تمام زندگي تحقیقات مقدس میں صرف کي عہد جدید کے اُن فقرات کو جو سکندریہ والو کلیمنٹ' اور اوریجن کي تحریروں میں ہیں اُن فقرات سے' جو ترتلین صاحب اور سائي پیرین صاحب نے لیئے ہیں نہایت کوشش سے مقابلہ کرکر دریافت کیا ' کہ بہت ابتداء زمانہ میں یعني تیسري صدي تک قلمي نسخوں کے دو سلسلہ موجود تھے' یا اسطوح پر تعبیر کیا جاوے ' کہ دو پورے مختلف نسخے عہد جدید کے وجود میں تھے' میکئلس صاحب نے یہہ دریافت کیا ' کہ مختلف ملکوں میں بموجب اُنکي خاص زبانوں کے مختلف ترجمے عہد جدید کے تھے ' اور اُنکے قلمي نسخے بالذات اپنے مخصوص ترجموں کے مطابق تھے' اور یہہ ترجمے ایسے قلمي نسخوں سے بنائے گئے تھے جو علم استعمال میں تھے ' غرضکہ مختلف طور سے پانچ طوح پر' عہد جدید کي کتابوں کے ڈاکٹر گریس بک صاحب میکئلس نے اور میتھي اور مسٹر نولن نے ' اور پروفسر ہک اور پروفسر اسکالز نے قسمیں نکالي ہیں *

ڈاکٹر گریس بک صاحب کے قاعدہ کي بموجب عہد جدید کے یوناني نسخے تین قسموں میں منقسم ہوتے ہیں' اور ہر ایک قسم واسطے اُن مختلف عبارتوں کے جو اُس قسم میں ہیں بطور ایک علاحدہ گواہ کے سمجھا جاتا ہی *

گریس بک صاحب نے کسی عبارت کی معتبری کو جہانتک کہ قلمی نسخہ کی سند پر لحاظا کی جاتی ہی صرف اُسی نسخہ کے بموجب جس میں وہ عبارت ہی قرار نہیں دیا ' بلکہ ملحوظ تعداد اُس تمام مسم کئے نسخوں کے جو اُسکی تائید کرتے ہیں قرار دیا ہی ' اور وہ قسمیں جنھیں ڈاکتر گریس بک صاحب نے یونانی نسخوں کو ترتیب دیا ہی ' حسب تفصیل ذیل ہیں ' اور ان قسموں میں کی ہر ایک قسم کو نسخہ کے نام سے تعبیر کرتے ہیں *

(۱) الکذنڈرین نسخہ اسکو مصری نسخہ بھی کہتے ہیں ' اس قسم میں وہ قلمی نسخے داخل ہیں جنکی مشہور عبارتیں الکذنڈریہ کے مورخوں کی اُن عبارتوں سے جو اُنھوں نے اپنی تالیفوں میں نقل کی ہیں مطابقت رکھتی ہیں ' خصوصاً اوریجن اور کلیمنت الکذنڈریہ والے کی نقل کردہ عبارتوں سے ' اور اُنکے بعد اسی نسخہ کو مصری یونانیوں نے اختیار کیا تھا ' مفصلہ ذیل نسخے اس قسم میں داخل ہیں *

کوڈکس الکذنڈرینس	گریس بک	کوڈکس بارجی	ڈاکٹر اس. لر
وٹیکن قلمی نسخہ	گریس بک	کوڈکس ریجی اس نمبر ۷۲	گریس بک
کوڈکس افریمی	ڈاکٹر اسکالز	کوڈکس ریجی اس نمبر ۱۴	ایضاً
کوڈکس ریجی اس نمبر ۶۲	ڈاکٹر اسکالز	کوڈکس مڈی سی اس	ایضاً
کیوڈل فری تینس الف	ڈاکٹر اسکالز	کوڈکس ریجی اس نمبر ۳۰۵	ایضاً
کیوڈل فریی تینس ب	ڈاکٹر اسکالز		

یہہ ترجمے جنکا آگے بیان آتا ہی اسی الکذنڈرین نسخہ کے پیرو ہیں *

کاپٹیکو میمفٹک	اتھوپک
کاپٹیکو باسنیورک	آرمینین
کاپٹیکو سہیدک	سائیرو فلاک سینین

(۲) آکسی ڈنٹل یا ویسٹرن (یعنی معربی نسخہ) یہہ وہ نسخہ ہی ' جو افریقہ اور اٹلی اور گال اور مغربی یورپ میں مروج تھا ' اس نسخے کے پیرو یہہ نسخہ ہیں *

کوڈکس الکذنڈرینس اعمال حواریوں' اور کیتھلک ناموں میں	کوڈکس لیسس ترین سس
کوڈکس بیزی یا کین تی بری جینسس	کوڈکس ونڈو بانن سس'
کوڈکس ریجی اس نمبر ۳۱۴ گریس بک	کوڈکس واٹیکینس نمبر ۳۶۰ گریس بک
کوڈکس ریجی اس نمبر ۵۰ گریس بک	کوڈکس واٹیکینس نمبر ۲ گریس بک
کوڈکس ریجی اس نمبر ۳۷۹ ایضاً	کوڈکس ریجی اس نمبر ۱۷۷
	کوڈکس ریجو اس نمبر ۳۷۵

ان نسخوں سے بعض جگہہ سہدک ترجمہ جو چوتھی صدی میں ہوا ' اور یروشام والا سریازبان کا ترجمہ ' اور وہ عبارتیں جو سیرو فلاکسینیس ترجمہ کے حاشیہ میں ہیں متفق ہوتی ہیں ' اور وہ پرانے رومی ترجمے بھی جو ولگیت ترجمہ سے پیشتر مستعمل تھے مطابقت رکھتے ہیں ' اسی طور صاحب بشپ سول کے ' اور ڈی جی اس صاحب ' اور ہق صاحب ' اور ریمس مارش صاحب ' اور ہیمو صاحب ' ایس سلم صاحب ' اور پیرو دمفی صاحب ' اور برنرڈ صاحب ' اور اور پچھلے مورخ '. جو ہزار سال گذشتہ میں رومی ترجمے سے علاقہ رکھتے تھے ' جس ولگت رومی ترجمے کی پیروی کرتے تھے وہ بھی اس نسخہ سے مطابقت رکھتا ھی ' اور اسیطرح دوسری کتابیں اور اس ترجمے کی مذہبی کتابیں سب اسی نسخہ کے مطابق ہیں *

(۳) بائیزنٹائن یا اوری اینٹل (یعنی مشرقی نسخہ) چوتھی صدی کے آخیر اور پانچویں اور چھٹی صدی کے درمیان میں محققین نے ایک ایسا نسخہ تلاش کیا جو اگلے دو نسخوں سے مختلف ہی ' اور انہوں نے اس نسخہ کا یہہ نام رکھا ہی ' جو اوپر مذکور ہوا ' اسلیئے کہ اسکا قسطنطنیہ میں جسکا نام بائیزنٹائن ہی ' عموماً مستعمل تھا ' اس زمانہ میں جبکہ یہہ شہر مشرقی شہنشاہی یوپ کا دارالخلافہ ہوگیا تھا *

اس نسخہ سے اس شہر کے قریب کے صوبوں کے سب نسخے مطابق ہیں ' جہاں کے باشندے قسطنطنیہ کے پوپ کے روحانی تسلط کے مطیع تھے ' عبارتیں بائیزنٹائن نسخہ کی وہ عبارتیں ہیں ' جو چھپے ہوئے ولگت یونانی نسخہ میں اور موجودہ نسخوں میں جو اسکے مطابق ہیں ' نہایت کثرت سے پائی جاتی ہیں ' گریس بک صاحب نے ایک سو سے زیادہ اس قسم کے نسخہ شمار کیئے ہیں ' کہ جو آپس میں بخوبی متفق نہیں ' بسبب بہت سے اختلافات کے جو عرصہ دراز میں ابتداے چوتھی صدی سے پندھرویں صدی تک بغیر ہوئے نہیں رہ سکتے تھے ' میکئلس صاحب نے بائیزنٹائن نسخہ کو قدیم نسخہ اور جدید نسخہ میں تقسیم کیا ھی ' مگر کوئی قاعدہ مقرر نہیں کیا جس سے ہم اُن دونوں قسموں کو تمیز کرسکیں ' الکزنڈرین نسخے میں ' جو چاروں انجیلیں ہیں ان میں بائیزنٹائن نسخہ کی مطابقت پائی جاتی ہی ' پرانے روسی ترجمہ کی اصل بھی یہی نسخہ معلوم ہوتا ہی ' کریزآستم اور تھیوفلیکٹ صاحب بشپ بلگیریا نے اس نسخہ کی عبارتوں کو بطور سند کے لیا ہی ' علاوہ اسکے میکئل صاحب نے ایک اور قسم کا نسخہ ان تین قسموں پر زیادہ کیا ہی جو چوتھی قسم شمار کی جاتی ہی *

(۴) اڈسین نسخہ پشکیتو یا پرانا سریا زبان کا ترجمہ عہد جدید کا ان اگلے تین نسخوں سے اختلاف رکھتا ہی ' اسلیئے میکئلس صاحب نے گریس بک صاحب کے بعد ایک اور نسخہ قرار دیا ہی جسکا یہہ نام مذکورہ بالا تھی ' اگرچہ مغربی اور سکندریہ اور اڈسین

نسخوں کي عبارتيں بعض اوقات آپس ميں اختلاف رکھتي هيں، مگر پھر بھي اکثر اُن ميں مطابقت پائي جاتي هي، کوئي عبارت جو ان تينوں کي سند سے استحکام پاوے وہ عبارت نہايت مستند مانی جاتي هی ؛ اسپر بھي صحيح عبارت بعضي دفعہ صرف چوتھے نسخہ هي ميں ملتي هی *

پروفسر هگ صاحب رومن کيتھلک نے تمام ترتيبوں کے برخلاف نسخوں کي ترتيب تجويز کي هي، اور تين نسخوں کے وجود کا اقرار کرتے هيں، اور نيوتستمنت کے متن کي تاريخ کو تين زمانوں پر تقسيم کرتے هيں *

† اول وہ جو ابتداء سے تيسري صدي تک کے لکھے هوئے هيں ، مگر کليمنت صاحب اسکندريہ والے اور اوريجن صاحب اور اريني آس صاحب اور اوٗر قدما بيان کرتے هيں ، کہ ابندا ميں وہ نسخے بے تميزي کے ساتھہ تبديليوں کي جاے نظر تھے ، اگرچہ اُنکے بيانات بہت مبالغہ سے بھرے هوئے هيں ، تاهم يہہ بات تحقيق هی ، کہ اُن ميں تبدلات کيئے گئے تھے ، هگ صاحب کے قول بموجب يہہ تبديل شدہ نسخہ وہ هی جو کامن يعني عام نسخہ پکارا جاتا تھا ، اگرچہ عموماً يہہ نسخے آپس ميں ايک سے هيں مگر پھر بھي دو طرح کے اور کچھہ ايک آپس ميں مختلف هيں ، اُن ميں سے ايک قسم گريس دک صاحب کے مغربي نسخہ کي مطابق هی ، اور دوسرے اُس سے ، جسکو اتسيں نام دیا گيا هی *

دويم وہ زمانہ جب اِن نسخوں کي تصحيح هوئي، جبکہ اِس عام نسخہ کي جو کامن کہلاتا تھا ، تيسري صدي ميں خرابياں معلوم هوئيں تو تين شخص جو بڑے عالم تھے اِس نسخہ کے صحيح کرنے پر مصروف هوئے ، تاکہ قلمي نسخونکي مدد سے اِسکو اصلي صورت پر بحال کريں ، چنانچہ اوريجن صاحب نے بمقام فلسطين اور هسي چيس صاحب نے مصر ميں جہاں کے وہ بشپ تھے ، اور لوشين صاحب نے سريا ميں يہہ کام شروع کيا ، هسي چيس صاحب نے جو نسخہ صحيح کيا تھا ، وہ مصر ميں عموماً تسليم هوا ، اور الکذنڈريق نسخے اُسي سے نکلے هيں ، اور لوشين صاحب نے جو نسخہ صحيح کيا تھا وہ زيادہ مشہور هوا ، اور سريا اور ايشيا مائنز اور تھريس اور کانستينٹ اِن اوپل ميں پھيل گيا ، اور بعض اوقات اُسکو عام نسخہ کہتے تھے ، اوريجن صاحب نے جو نسخہ صحيح کيا تھا وہ اُنکے بعد اُنکے شاگردوں نے مروج کيا مگر صرف فلسطين ميں اُسکا رواج هوا اور پھر بسبب مروج هونے لوشين صاحب کے نسخہ کے بالکل معدوم هوگيا *

سويم وہ زمانہ هی جسميں تيسري صدي کے دو چند و سہ چند نسخوں سے همارے زمانہ تک اختلاف هوگئے هيں، جاننا چاهيئے کہ کتاب هاے اقدس کے قلمي نسخوں کے مذکورہ بالا

† هارن صاحب کا انترو ڈکشن مطبوعہ سنہ ۱۸۲۵ع جلد ۲ صفحہ ۹۳

خاندانوں میں تقسیم کرنے سے عالموں کا مطلب یہہ تھا کہ اس تحقیقات سے ایک صحیح
اصلي قلمي نسخه کو ایک غیر اصلي نسخه سے اور ایک صحیح عبارت کو غلط عبارت سے
تمیز کرسکیں ضرورت اِن نکته چین تلاشوں کي خواه تو حواریوں کے اصلي تحریروں کے جاتے
رهنے سے پیدا هوئي یا اُن نسخوں کے جاتے رهنے سے جو نسخے خود حواریوں نے امتحان
کرلینے کے اور جنکي اصلیت پر اُنهوں نے اپني تحقیق راے ظاهر کي تهي *

اب مجهکو مناسب معلوم هوتا هی که اُن کوڈکسوں کا کچهه بیان کروں که جسسے
عالموں کو مطلب مذکوره بالا کي تحقیق میں کام پڑا تها چنانچه جو بیان آگے آتے هیں وه
هارن صاحب کے انٹروڈکشن سے لیئے گئے هیں *

بیان قلمي نسخوں کا جنمیں عهد عتیق اور عهد جدید هی

(۱) کوڈکس الکذنڈرینو مینو سکرپٹس (یعني سکندریه کا یوناني قلمي نسخه)
اس میں عهد عتیق اور عهد جدید کي سب کتابیں هیں ' تمام علماء عیسائي
اس نسخه کو نهایت معتبر اور نهایت قدیم جانتے هیں ' یهه نسخه چار جلدوں میں هی '
تین جلدوں میں عهد عتیق کي کتابیں هیں ' اور چوتهي جلد میں عهد جدید کي معه
نامه اول کلیمنٹ بنام کارنتهینز ' اور زبور سلیمان جنکو اب خارج کردیا هی *

اس نسخه میں چاروں انجیلیں هیں مگر پوري نهیں هیں متي کي انجیل ابتدا سے
باب ۲۵ — ۶ تک نهیں هی ' اور یوحنا کي انجیل باب ۶ — ۵۰ سے باب ۸ — ۵۲ تک
نهیں هی ' اور نامه دویم کارنتهینز باب ۴ — ۱۳ سے ساتویں باب ورس ۷ تک نهیں هی '
زبور سے پهلے ایک نامه اتهاني سیس کا بنام مارسي لینس ' اور اُسکے بعد ایک فهرست ایسي
زبوروں کي جو دن رات کے هر گهنٹه کي نماز میں استعمال کیجاتي تهیں مندرج هی ' اور
چند همز (یعني دهرم گیت بهي) اُس فهرست میں تهے ' اور اُنمیں سے گیارهواں حضرت مریم کي
تعریف میں تها ' اور دلایل یوسیبس زبوروں پر اور اُسکے قواعد انجیلوں پر لگائے هیں *

بعض عیسائي عالموں نے اِس نسخه کي بهت تعریف کي هی ' اور بعضوں نے مذمت
کي هی ' چنانچه وتستین صاحب اِس نسخه کي مذمت کرنے والونکے سردار تهے *

اِسبات میں بهي اِختلاف هی که یهه نسخه کهاں کا لکها هوا اور کسکا لکها هوا اور کب
کا لکها هوا هی ' گریب صاحب اور اسکالز صاحب اِسکو اخیر چوتهي صدي سے پهلے کا لکها
هوا بیان کرتے هیں ' اور وتستین صاحب پانچویں صدي کا ' اور ڈاکٹر سیمبلر صاحب
ساتویں صدي کا ' اور میکلس صاحب آٹهویں صدي کا اور آڈن صاحب دسویں صدي کا مونٹ فاکن
صاحب کهتے هیں که کوئي یوناني نسخه چهٹي صدي کے قبل کا غالباً نهیں هی *

یهه نسخه در اصل سریلس لوکئرس جزیره کریت کے باشنده کا تها ' جو کانسٹینٹ ناپل
اُوپل کا پیٹري ارک (یعني بڑا پادري تها) اُسنے معرفت سرٹامس رو صاحب کے جو

ایلچي انگلستان کے تھے ' سنه ۱۶۲۸ ع میں بادشاہ چارلس اول کو یہه نسخه نذر بهیجا • سنه ۱۷۵۳ ع میں برٹش موزیم کے کتب خانه میں داخل ہوا ' که وهاں اب تک موجود هی •

(۲) کوڈکس واتیکنٹس (یعني وہ نسخه جو واتیکن متحل میں تها) رومي ترجمه سپتوایجنت کا جو سنه ۱۵۹۰ ع میں چهپا اُس میں اس نسخه کا متن هی اور اس رومي نسخے کے دیباچه میں لکها هی ' که یہه نسخه پیشتر سنه ۳۸۷ ع یعني چوتهي صدي کے اخیر کا لکها ہوا هی ' پروفسر هگ صاحب اِس نسخه کو چوتهي صدي کے انتدا کا لکها ہوا کہتے هیں ' اور بشپ مارش صاحب پانچویں صدي کے اخیر کا ' اور مونٹ فاکن صاحب اور بلین کاین صاحب پانچویں یا چهٹي صدي کا • باایں همه تعجب یہه هی ' که یہه دونوں نسخے یعني کوڈکس الکذندرین اور کوڈکس واتیکنٹس ' باوجود قدیمي ہونے کے ' اور باوجود اِسکے که دونوں میں کتابوں کي تعداد برابر هی ' آپس میں اسقدر مختلف هیں که کسي قلمي دو نسخوں میں ایسا اِختلاف نہوگا •

اِس نسخه عہد جدید میں چهیالیس باب اول سے کتاب پیدایش کے نہیں هیں اور ۳۲ زبور ۱۰۵ سے ۱۳۷ تک نہیں هیں ' عہد جدید میں نامه عبرانیان کا پچهلا حصه یعني باب ۹ — ۱۳ سے اخیر تک نہیں هی ' اور سینٹ پال کے نامے بنام تمتهي اور ططوس اور فلیمن اور تمام مشاهدات یوحنا نہیں هیں ' مگر پندرهویں صدي میں کسي نے اُنکو لکهه کر شامل کردیا هی ' بہت جگهه سے لفظ مٹے ہوئے اور پهر درست کیئے ہوئے هیں •

اُن دونوں نسخوں میں کوئي نشان اُن نشانوں میں سے جو اوریجن صاحب نے بوقت مقابله کے مقرر کیئے تهے نہیں هیں اس سبب سے ڈاکٹر کني کٹ صاحب یہه دلیل پکڑتے هیں که یہه دونوں نسخے نه اصل نسخه اوریجن صاحب سے اور نه اُسکي اُن نقلوں سے جو قریب اُسکے زمانه کے ہوئي تهیں لکهے گئے هیں ' بلکه مدت کے بعد اُن نقلوں سے جنمیں وہ نشان نه تهے اور نقل نویسوں نے وہ نشان لکهنے موقوف کردیئے تهے نقل ہوئے هیں ' غرض که یہه قلمي نسخه بهي بہت پرانا هی ' اور کوڈکس الکذندرین کے هم پایه هی •

بیان قلمي نسخوں کا جو پورے یا جزوي هیں ' جن میں سپتوایجنت (یعني یوناني ترجمه عہد عتیق کا هی)

(۱) کوڈکس کا ٹونینٹس — یہه ایک بہت قدیم اور صحیح نسخه هی ' مگر اب اُسکے چند ورق رہ گئے هیں ' باقي سب اُس آگ میں جلگئے جو به مقام ویسٹ مِنسٹر کاٹن صاحب کے گهر میں جہاں وہ رکها ہوا تها لگي تهي ' اُسکو چوتهي صدي کے انجام ' یا

پانچویں صدی کے شروع کا لکھا ہوا مانا جاتا ہی ؛ اور کسی قلمی نسخہ یا چھپے ہوئے نسخہ سے بجز کوڈکس الکدنڈرینس کے جسکا ہم ابھی بیان کرچکے ہیں' یہہ نسخہ مطابقت نہیں رکھتا *

(۲ و ۳) کوڈکس ساراوئنس - اور کال برتینس' یہہ دونوں ایک ہی نسخہ کے تکڑے ہیں کوڈکس ساراوئنس میں کتاب خروج کے سات ورق ' اور کتاب احبار کے تیرہ اور کتاب اعداد کے دو ورق نہیں ہیں ' مگر یہہ ورق کوڈکس کال برتینس میں موجود ہیں ؛ ان دونوں نسخوں کو پانچویں یا چھٹی صدی کا لکھا ہوا کہا جاسکتا ہی ' کتاب احبار کے چند فقروں کے اغاز کے لفظ علانیہ زمانہ حال کے لکھے ہوئے ہیں *

(۴) کوڈکس سی ساریس' جسکو کوڈکس ارجینٹیس' اور کوڈکس ارجنٹیو پر پیوریس بھی اکثر اس وجہہ سے کہتے ہیں کہ وہ روپہلی حرفوں سے ارغوانی چمڑے پر لکھی ہوئی ہی یہہ نسخہ شہنشاہی کتب خانہ میں بمقام ویانا رکہا ہوا ہی' اسمیں صرف چھبیس ورق ہیں ' جنمیں سے اول کے چوبیس ' کتاب پیدایش کا ایک تکرا ہی ' جسمیں باب ۳ - ۴ سے باب ۲۴ آیت ۸ تک ہی' باقی دو صفحہ سینٹ لوک کے انجیل کا تکڑا ہی' جسمیں باب ۱۴ کی آیت ۲۱ سے آیت ۴۹ تک ہی ' اس نسخہ کو پانچویں یا چھٹی صدی کا لکھا ہوا قرار دیا جاتا ہی *

(۵) کوڈکس ایمبروسیئنس --اِس نسخہ کا یہہ نام کتب خانہ ایمبروسین واقع مقام ملن سے نکلا ہی جہاں وہ رکھا ہوا ہی' غالباً وہ ساتویں صدی کا ہی' اِس نسخہ میں لہجہ اور دیگر علامات سے علانیہ معلوم ہوتا ہی کہ زمانہ حال کے کسی شخص نے زیادہ کیا ہی *

(۶) کوڈکس کاٹیس لینی اینس میں دو سو چھبیس ورق چمڑے کے ہیں اور اِسمیں سابق میں پانچ کتابیں موسیٰ اور کتابہاے یوشع اور قضات اور رعوت اور دو کتابیں سموئیل اور دوکتابیں سلاطین کی ہیں اِس نسخہ میں بھی زمانہ حال کے کسی شخص نے لہجوں اور دیگر علامات کو زیادہ کیا ہی یہہ نسخہ چھٹی یا کم سے کم ساتویں صدی کا لکھا ہوا ٹھرایا جاتا ہی *

(۷) کوڈکس بی سی لیوری ٹیکینس -نویں صدی کا لکھا ہوا ہی خیال کیا جاتا ہی اور یہہ نسخہ آغاز اور انجام میں ناکامل ہی' ڈاکٹر ہال مس صاحب اِس نسخہ کو بہت باوقار اور امر اہم کا سمجھتے ہیں' چنانچہ اسمیں چند ایسی عمدہ عبارتیں پائی جاتی ہیں ' جو اور کسی جگہہ نہیں پائی جاتیں *

(۸) کوڈکس ٹیوری سینسس -کتاب زبور کا نسخہ ہی' جسکی تحریر سے یہہ ثابت ہوتا ہی کہ یہہ نسخہ گیارھویں صدی کا لکھا ہوا ہی ' اِس نسخہ میں جو حصے زبور کے نہیں ہیں وہ یہہ ہیں ' زبور باب ۱ سے باب ۲۵ تک اور باب ۳۰ - ۱ سے باب ۳۶ - ۲۰

تک اور باب ۴۱ — ۵ سے باب ۴۳ — ۲ تک اور باب ۴۸ — ۱۳ سے باب ۵۹ — ۴ تک اور باب ۶۹ — ۲ سے باب ۷۱ — ۴ تک اور باب ۹۲ — ۳ سے باب ۹۳ — ۷ تک اور باب ۹۶ — ۱۲ سے باب ۹۷ — ۸ تک •

بیان مقدم نسخوں کا جس میں نیوتستمنٹ پوری یا جزوی هی

ان نسخوں کا احوال بیان کرنے سے پیشتر هارن صاحب نے درباب اُنکے یهه گفتگو لکھی هی که عهد جدید کے وہ اصلی نسخے جنکو خود حواریوں نے لکھا تھا یا اُن شخصوں نے که جنکا لکھا اُن کے ملاحظه میں گذرا مدت سے معدوم هوگئے هیں ' اُنکی تاریخ کے باب میں هم کسیطرح کی اطلاع نهیں رکھتے' مقام وینس میں جس نسخه کو سینٹ مارک کی اصلی انجیل بتاتے تھے وہ نسخه رومی ترجمه کا صرف ایک نسخه هی' اور عهد جدید کے موجود نسخوں میں سے کوئی نسخه چوتھی صدی سے پیشتر کا نهیں پایا جاسکتا هی' اور اُسکے بهت سے نسخے اس سے بھی پچھلے زمانه کے هیں ' بعض نسخوں میں عهد جدید بالکل هی اور بعض میں خاص کتابیں هیں یا خاص ٹکڑے هیں' اور بهت سے ایسے نسخے هیں که جن میں بموجب معمولی ترتیب کے پوری کتابیں نهیں مرتب هیں ' بلکه ایسے متفرق حصے یا وعظ هیں جوگرجه عیسائی میں معین دنوں کی عام نماز میں پڑھے جاتے تھے' اور وعظوں اور متفرق حصونکی پوری کتابیں جمع کی گئی هیں اُنکو لکشنئیریا (یعنی وعظ کی کتابیں) کہتے هیں اور یهه دو قسم کی هیں — اول ایوین جالستیریا جنمیں چاروں انجیلوں میں کے وعظ هیں — دویم ایپاس تولس که جنمیں اعمال اورناموں میں کے وعظ هیں ' اور بعض اوقات صرف نامے هی هیں ' جبکه کسی نسخه میں یهه دونوں حصے هوتے هیں تب اُسکو ڈاکٹر میکئلس صاحب ایپاسٹولوای وین جیلوں کے نام سے پکارتے هیں ' ڈاکٹر گریس بک صاحب نے ۴۶ ایوین جیلس ٹیریا (یعنی انجیلوں میں کے وعظ کی کتابوں اور سیوین لکشنئیریا کا) اپنے نسخه عهد جدید کی چاروں انجیلوں کے واسطے مقابله کیا ' اور چند نسخوں میں صرف یونانی متن هی هی ' مگر اُنکے ساتھه ایک ترجمه بھی هوتا هی خواہ متن کی هرایک سطر کے نیچے لکھا هوا هوتا هی خواہ آدھے صفحه میں مقابل متن کے لکھا هوا هوتا هی ' ایسے نسخوں کو کوڈائیسز بلن گیوس کہتے هیں ' بهت سے ان نسخوں میں سے یونانی اور رومی متن رکھتے هیں اور رومی ترجمه عموماً اُن ترجموں میں سے هوتا هی جو سینٹ جیروم صاحب کے زمانه سے پیشتر موجود تھے ' سریا اور عربی اور فرانسیسی اور رومی متن میں نسخوں کے موجود هونے کے سبب سے ڈاکٹر میکئلس اسبات کو غالب خیال کرتے هیں که یونانی اور سریا اور فرانسیسی متن کے بھی سابق میں موجود هوں گے' اور ایسی قسم کے اَور نسخه بھی موجود هوں جنمیں اصلی متن اَور کسی دوسری زبان کا ترجمه دونوں اکھٹے لکھے گئے هوں ' جهاں کهیں کسی ناقل نے بجائے ایک

هي نسخه سے نقل کرنے کے کئی ہي نسخوں میں سے ایسي عبارتیں منتخب کرکے نقل کي هوں جو اُسکو نہایت عمدہ معلوم هوئي هوں ' ایسا نقل کیا گیا نسخه کوڈکس کرٹیکس کے نام سے پکارا جاتا هی (یعني ایک ایسا نسخه جو نکته چیني سے تیار کیا گیا هو) آگے آنے والے نسخے عهد جدید کے قلمي نسخے هیں --

(۱) کوڈکس کاٹوني ابدس - یهه نسخه عهد جدید کي کتابوں کا ایک ٹکڑا هی ' متی کي انجیل صرف باب ۲۶ — ۵۷ لغایت ۶۵ ' اور باب ۲۷ — ۲۶ لغایت ۳۴ هی ' اور یوحنا کي انجیل باب ۱۴ — ۲ سے ۱۰ تک ' اور باب ۱۵ — ۱۵ سے ۲۲ تک هی ' یهه نسخه چوتھي صدي یا شروع پانچویں صدي کا لکھا هوا خیال کیا گیا هی *

(۲) کوڈکس بیزي یا کوڈکس کین ٹی بریجي اینس ' اسمیں چاروں انجیلیں اور اعمال حواریین هیں ' مگر انجیل متی کي ابتدا سے کچھه گئي هوئي هی ' اس نسخه کے زمانه تحریر میں اختلاف هی ' بعضے دوسري صدي کا ' اور بعضے پانچویں صدي کا ' اور بعضے چھٹي صدي کا ' اور بعضے ساتویں صدي کا ' لکھا هوا خیال کرتے هیں ' اور اس نسخه میں بہت سي اصلاحیں کي گئي هیں ' جنمیں سے چند کا ڈاکٹر گریس بک صاحب نے بیان کیا هی اور چند صفحے جنمیں متی باب ۳ — ۸ سے لغایت ۱۶ ' اور یوحنا باب ۱۸ — ۱۳ سے لغایت ۲ و ۱۳ ' اور مارک باب ۱۵ سے انتہام تک هیں ' اُن سبھوں کو زمانه حال کے کسي شخص نے لکھا هی که جسکي تاریخ لکھے جانے کي وتستین صاحب دسویں صدي قرار دیتے هیں ' مگر گریس بک صاحب بارھویں صدي ' اس نسخے کي بہت سي علامتوں سے یهه معلوم هوتا هی که بہت سے شخصوں نے مختلف وقتوں میں اس نسخه میں اصلاحیں کي هیں ' اب وہ مقام کین برج کے مدرسه اعظم کے کتب خانه سرکاري میں رکھا هوا هی *

(۳) کوڈکس افریمي یا کوڈکس رجي آس - یهه نسخه مصر کا لکھا هوا هی اور ساتویں صدي کا لکھا هوا خیال کیا گیا هی اس نسخه کے عهد جدید میں بہت سي جگهه سے عبارتیں گئي هوئي هیں جنکا حال گریس بک صاحب نے اپني کتاب میں بیان کیا هی ' اس نسخه میں یوحنا کي انجیل کے پانچویں باب کا چوتھا ورس جسپر نہایت بحث هی حاشیه پر ثبت هی *

(۴) کوڈکس کلارو مان ٹینس بارجي اس ' اسمیں صرف سینٹ پال کے نامے هیں اور چھٹي یا ساتویں صدي کا لکھا هوا خیال کیا گیا هی مگر عبرانیوں کا نامه نیا لکھا هوا هی *

(۵) کوڈکس ارجنٹی ٹینس ' یهه نسخه چاروں انجیلوں کا ترجمه زبان گاتھه میں هی جو الفلس صاحب نے کیا تھا ' اس باب میں که یهه نسخه کب کا لکھا هوا هی نہایت اختلاف هی اور کوئي بات تحقیق نہیں هوئي *

(۶) کوڈکس پسکرپٹس - اِس نسخہ میں عہد جدید کي کتابوں میں سے صرف متی کي انجیل ھی' چونتیسہ ورق صرف پرانے لکھے ھوئے ھیں جنکو چھٹي صدي کا لکھا ھوا خیال کیا ھی *

(۷) کوڈکس لاڈي اینس - اعمال حواریوں کا یہہ نسخہ ھی مگر چھبیسویں باب کے آنتیسویں ورس سے اٹھائیسویں باب کے چھبیسویں ورس تک نہیں ھی' یہہ نسخہ سرہا کے قدیم ترجمہ سے بہت مطابقت رکھتا ھی' بعضے کہتے ھیں کہ ساتویں صدي میں سمام سارڈینیا لکھا گیا ھی' اور بعضے کہتے ھیں کہ مشرقي ملکوں کا لکھا ھوا ھی' اور پانچویں صدي یا آتھویں صدي کا لکھا ھوا خیال کیا گیا ھی *

(۸) کوڈکس بوارنیري اینس - اس نسخہ میں سینٹ پال کے نامے ھیں مگر عبرانیوں کے نام کا نامہ نہیں ھی جسکو روم کے گرجانے سابق میں خارج کردیا تھا' اس کا زمانہ تحریر بھي بخوبي تحقیق نہیں ھی مگر آتھویں اور دسویں صدي کے درمیان کا لکھا ھوا خیال کیا گیا ھی *

(۹) کوڈکس سي بوریس یا کال برتھینس — اس نسخہ میں چاروں انجیلیں ھیں اسکے زمانہ تحریر میں بھي اختلاف ھی بعضے آتھویں اور بعضے دسویں صدي کا لکھا ھوا خیال کرتے ھیں *

(۱۰) کوڈکس بیسي لین سس — اس میں بھي چاروں انجیلیں ھیں اور آتھویں یا نویں صدي کا لکھا ھوا خیال کیا گیا ھی مگر سینٹ لوک کي انجیل باب ۱ — ۶۹ سے باب ۲ — ۴ تک اور باب ۳ — ۲ سے پندرہ تک اور باب ۷ — ۵۸ سے باب ۱۳ — ۱۲ تک اور باب ۱۵ — ۸ سے ورس ۲۰ تک اور باب ۲۴ — ۴۷ سے انجیلوں کے آخر تک اُڑا لیا گیا ھي مگر لیوس باب ۱ — ۶۹ سے باب ۲ — ۴ تک اور باب ۱۲ — ۵۸ سے باب ۳ — ۱۲ تک اور باب ۱۵ — ۸ سے ورس ۲۰ تک جو کہ اُس میں نہیں ھیں اُنکو نیا لکھہ کر ملایا ھی *

(۱۱) کوڈکس ھاریي اینس — انجیلوں کي نصیحتوں کا ایک مجموعہ ھی جو سنہ ۹۹۵ع میں لکھا گیا تھا *

(۱۲) کوڈکس سین جرمی نینسس — اس میں پال کے نامے ھیں ساتویں صدي کے لکھے ھوئے *

(۱۳) کوڈکس آجي انسیس — اسمیں بھي پال کے نامے ھیں اور شروع سے رومیونکے نامہ کے باب ۳ ورس ۸ تک ناقص ھی اور نامہ عبرانیوں کا یوناني زبان میں نہیں ھی بلکہ رومي زبان میں ھی' اس نسخہ کو نویں صدي کا لکھا ھوا خیال کیا ھی *

(۱۴) کوڈکس رجي اُس — چاروں انجيليں اس ميں هيں مگر سينٹ متي کي انجيل باب ۴ — ۳۱ سے باب ٥ — ۱۴ تک اور باب ۲۸ — ۱۷ سے اخير تک نهيں هي اور سينٹ مارک کي انجيل باب ۱۰ — ۱۷ سے ۳۰ تک اور باب ۱٥ — ۲۰ سے ۲۰ تک اور سينٹ يوحنا کي انجيل باب ۲۱ — ۱٥ سے اخير تک نهيں هي *

(۱٥) کوڈکس اقي بيجي ايفس - نامه عبرانيوں کا ايک ٹکڑا هي اور صرف دو ورق هيں اول آيت دوسرے باب کي اِس نسخه ميں نهيں هي اور نويں يا گيارويں صدي کا لکها هوا خيال کيا گيا هي *

(۱٦) کوڈيسز ميفرز سٹيفيالي — يهه ايک مجموعه بهت سي کتابوں کا هي جنکي تفصيل هم نيچے لکهتے هيں *

نمبر ۱ — چاروں انجيليں دسويں گيارهويں يا بارهويں صدي کي لکهي هوئي هيں مگر متي کي انجيل کے باب اول کے شروع کي دو آيتيں نهيں هيں *

نمبر ۲ — چاروں انجيلوں کا قلمي نسخه بارهويں صدي کا لکها هوا *

نمبر ۳ — چاروں انجيلوں کا قلمي نسخه بارهويں صدي کا اول سے ناقص *

نمبر ۴ — چاروں انجيلوں کا قلمي نسخه دسويں صدي کا سينٹ متي کي انجيل کي سات آيتيں پوري اور کچهه آٹهويں آيت نهيں هي *

نمبر ٥ — چاروں انجيليں هيں بارهويں صدي کي ليکن آغاز اور انجام ميں ناقص هيں *

نمبر ٦ — } اعمال حواريين اور نامه کيتهلک اور نامه سينٹ پال کے قلمي نسخے
نمبر ۷ — } هيں بارهويں صدي اور چودهويں اور پندرهويں صدي کے لکهے هوئے *
نمبر ۸ — }

نمبر ۹ — سينٹ پال کے نامے اور مشاهدات باب ۱۹ — ۴ تک اور روميوں کا نامه باب ۱۲ — ۱٥ تک هي اور گيارهويں صدي کا لکها هوا خيال کيا گيا هي مگر يهه نسخه آغاز و انجام ميں ناقص هي *

نمبر ۱۰ — }
نمبر ۱۱ — } چاروں انجيلوں کے وعظ هيں تيرهويں صدي کے لکهے هوئے *
نمبر ۱۲ — }

نمبر ۱۳ — سابق ميں اعمال حواريين اور نامه کيتهلک اور سينٹ پال کے نامے تهے اب اول آخر سے اور بيچ ميں بهت شکسته هوگئے هيں اور تيرهويں صدي کے لکهے هوئے هيں *

نمبر ۱۴ — اعمال حواريان اور نامه هاے حواريان ميں کے وعظ هيں تيرهويں صدي کے لکهے هوئے آغاز و انجام ميں ناقص هيں *

نمبر ۱۵— } انمیں بھي اعمال حواریین اور نامه هاے حواریین کے وعظ هیں اور
نمبر ۱۶— } تیرهویں صدي کے لکھے هوئے هیں انمیں سے هرایک نسخه ناقص
نمبر ۱۷— } هی *

نمبر ۱۸—چاروں انجیلوں تیرهویں صدي کي لکھي هوئي هیں *

نمبر ۱۹—چاروں انجیلوں کے وعظ هیں تیرهویں صدي کے لکھے هوئے اور ناقص هیں انجام میں *

[۱۷] کوڈیسز ماسکو اینسس - اسمیں پچپن نسخه هیں مگر بہت قدیم نہیں هیں بعضے آتھویں صدي کے بعضے دسویں صدي کے بعضے گیارهویں صدي کے بعضے بارهویں بعضے تیرهویں صدي کے هیں *

[۱۸] کوڈکس برگزیي اینسس — قدیمي رومي ترجمه هی' آتھویں صدي کا *

[۱۹] کوڈکس بھسي لوں سس - کل عهد جدید سواے مشاهدات یوحنا کے هی دسویں صدي کا لکھا هوا *

[۲۰] کوڈکس کارسن ڈانسنس — کل عهد جدید سواے مشاهدات یوحنا کے هی اور بارهویں صدي کا هی جس نسخه سے نقل کیا هی اُسکے حاشیه پر جو عبارت بطور شرح کے لکھي تھي نقل کرنے والے نے متن میں ملادي هی *

[۲۱] کوڈکس مانٹ فارتي اینس — کل عهد جدید هی نامه اول یوحنا کا باب ۷-۸ جسپر نہایت بحث هی صرف اِسي قلمي نسخه میں هی اور گیارهویں یا تیرهویں یا پندرهویں یا سولھویں صدیکا لکھا هوا یهه نسخه خیال کیا گیا هی *

[۲۲] کوڈکس رجي اس- چاروں انجیلوں اسمیں هیں اور تیرهویں صدي کا لکھا هوا هی متی کي انجیل باب ۱—۱ سے باب ۲—۲۱ تک اور باب ۲۶—۳۳ سے ورس ۵۳ تک اور باب ۲۷—۲۶ سے باب ۲۸—۱۰ تک اور مارک کي انجیل باب ۱—۲ سے اخیر باب تک اور یوحنا کي انجیل باب ۱۱—۲ سے اخیر انجیل تک نہیں هی *

[۲۳] کوڈکس لھسس ترنسس - کل عهد جدید هی مگر متی کي انجیل شروع سے باب ۱۸—۱۵ تک اور اعمال باب ۱۰—۳۵ سے باب ۱۴—۷ تک اور نامه یهودا ورس ۷ سے اخیر تک اور مشاهدات باب ۱۹ سے اخیر تک نہیں هی' اور چودهویں صدي کا لکھا هوا خیال کیا هی *

[۲۴] کوڈکس وندو بانئنسس — چاروں انجیلوں کا قلمي نسخه گیارهویں یابارهویں صدي کا لکھا هوا هی *

[۲۵] کوڈکس ابنري اینس — کل عهد جدید هی مگر مشاهدات نہیں هیں *

یہہ بھي جاننا چاہیئے کہ ان کتابوں کا زمانہ تحریر معین کرنا دقت سے خالي نہ تھا' کیونکہ اگلے زمانہ میں سال تحریر کا کتابوں پر لکھنا مروج نہ تھا' مگر بڑے بڑے عالموں واقف کاروں نے ان کتابوں کو دیکھہ کر بلحاظ رسم خط اور قواعد تحریر کے جو وقتاً فوقتاً بدلتے رہے اور نیز بلحاظ رنگ اور روغن اُن چمڑوں کے جن پر یہہ کتابیں لکھی گئیں تھیں اور بلحاظ اُن کے شکستہ اور بوسیدہ اور پرانے ہونے کے ہرایک کتاب کا زمانہ تحریر قایم کیا ہی' کیونکہ اسکے سوا اور کچھہ چارہ نہ تھا اور اسي سبب سے نسبت زمانہ تحریر کے اختلاف راے ہوا' مگر سب کي راے سے اسقدر نتیجہ بالاتفاق نکلتا ہی کہ یہہ کتابیں پراني ہیں اور بلاشبہہ حال کے لکھے ہوئے نسخوں سے معتبر ہیں *

باایں ہمہ جبکہ یہہ سب کتابیں قلمي تھیں اور فن چھاپہ کا نامعلوم تھا علاوہ انکے اور بہت سے نسخے قلمي موجود تھے تو کسیطرح ممکن نہ تھا کہ اُن میں غلطیاں واقع نہوتیں † ہارن صاحب لکھتے ہیں کہ عہد عتیق اور عہد جدید کي کتابیں اور دیگر تمام تدیمي تحریریں عموماً بذریعہ نقل کے ہرایک پاس ہیں اور مروج ہوئي ہیں اسلیئے ممکن نہ تھا کہ اُن میں غلطیاں داخل نہوتیں اور جسقدر کثرت سے کتابیں بڑھیں اُسیقدر غلطیاں اُن میں پڑیں اور اختلاف عبارت اُن میں پیدا ہوئے *

میکلس صاحب ڈاکٹر بنتلي صاحب کا قول اپنے عہد جدید کے دیباچہ جلد اول صفحہ ۲۶۳ میں نقل کرتے ہیں کہ جن لوگوں کے پاس صرف ایک قلمي نسخہ بچا ہوا تھا جیسے رومي اور یوناني اُن میں یہودي معلموں کے ایسے قصور پائے گئے ہیں اور اُنکي اصلاح میں ایسے عیب ملے ہیں کہ باوجود دو پوري صدیوں کے نہایت عالم اور نیز فہم نکتہ چینونکي مصنفونکے وہ کتابیں ایک غلطیوں کا نرا انبار ہیں اور اسیطرح رہینگي برخلاف اسکے جہاں کہیں کسي مصنف کے بہت نسخے ہوتےہیں اگرچہ بموجب مقدار نسخوں کے اختلاف عبارت ہمیشہ بڑھتے جاتے ہیں مگر وہ اصلي نسخہ جسکا مقابلہ ہنرمند اور عقیل لوگوں کے ہاتوں سے ہوا ہمیشہ بہت صحیح ہوتا ہی اور مصنف کے اصلي الفاظوں کے قریب تر پہونچتا ہی *

اب ہمکو خیال کرنا چاہیئے کہ کتابوں کے نقل کرنے میں غلطیاں اور اختلاف عبارت کیوں واقع ہوتے ہیں اور علی الخصوص کتب عہد عتیق اور عہد جدید میں کیوں واقع ہوئے *

مگر اول یہہ بات جان لیني چاہیئے کہ مقابلہ کرتے وقت جو اختلاف نکلتے ہیں اُن میں ایک ہي صحیح ہوگا اور باقي غلط ہونگے خواہ وہ غلطي نقل کرنے والیکے جان بوجھہ کر کي ہو خواہ نادانستہ اُس سے ہوئي ہو مگر اِن غلطیوں کا یہہ حال ہی کہ اگر کاتب سے نادانستہ کسي لفظ کے لکھنے میں کسیطرح کي غلطي ہوگئي تو اُسکا صحیح ہوجانا بہت آسان ہی' لیکن اگر کاتب نے کسي لفظ کو دانستہ غلط لکھدیا ہی یا نا دانستہ اُس سے کچھہ الفاظ یا عبارت لکھنے سے رہ گئي ہی یا دانستہ کوئي عبارت یا لفظ اُسنے ملادیئے ہیں

---

† ہارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ صفحہ ۳۱۴

یا نا دانستہ کچھہ لفظ یا عبارت اصل کتاب میں مل گئي هی یا دانستہ یا نا دانستہ اولٹ پلٹ هو گئي هی ' تو اُسوقت اُسکا صحیح کرنا بہت مشکل هوجاتا هی ' هارن صاحب لکھتے هیں † کہ " اکثر اصلي یا خالص عبارت کو دروغ امیز عبارت سے تمیز کرنا مشکل هوتا هی " بہرحال مختلف الفاظ یا عبارت میں سے جب ایک کا غلط هونا علانیہ اور یقیني معلوم هوجاوے تو اُسکا نام غلط لفظ یا غلط عبارت هی ' جسکو انگریزي میں اِراٹا کہتے هیں ' اور جب اُن مختلف لفظوں یا مختلف عبارتوں میں سے کسي پر غلط هونے کا یقین نہو بلکہ شبہہ رهے کہ کون انمیں سے صحیح هی اور کون غلط ' تو اُسکو اختلاف عبارت کہتے هیں ' جسکا نام انگریزي میں ویریئس ریڈنگس هی *

‡ هارن صاحب لکھتے هیں کہ " دو مختلف عبارتوں پر جب کبھي ذراسا بھي شک آجاتا هی تب اُن سب عبارتوں کا نام ویریئس ریڈنگس هوتا هی ' مگر اُسوقت کہ جب ناقل نے علانیہ جھوت لکھا هو تو اُس عبارت کا نام اراٹا هوتا هی " اب دیکھنا چاهیئے کہ اِن اختلافوں کے واقع هونے کے کیا کیا سبب هوتے هیں *

هارن صاحب لکھتے هیں کہ تمام نسخوں کو نقل کرایا گیا تھا یا ناقلوں نے آپ هي نقل کیا تھا ' اور جو کہ ناقل غلطي کے امکان پر خدا کي طرف سے نگھباني نہیں کیئے گئے تے اسلیئے جو غلطیاں واقع هوئیں اُنکے چار سبب هیں *

اول — ناقلوں کي غفلت یا غلطیوں سے اختلاف کا هونا ' اور یہہ کئي طرح پر هوتا هی *

(۱) جبکہ ایک شخص منقول عنہ کو پڑھتا جاوے ' اور ایک یا بہت سے نقل کرنے والے اُسکو لکھتے جاویں اور جو شخص پڑھکر لکھواتا هی وہ اچھي طرح نہ بناوے بلکہ بےپرواهي سے پڑھے اور ایسے لفظ زبان سے نکالے جو اُس نسخہ میں نہوں جسکي وہ نقل لکھواتا هی ' اور اسي طرح مختلف الفاظ زبان سے بتاوے تو اِس سبب سے ناقل سے جو اُسکے بتلائے بموجب لکھتا هی بالضرور نقل میں اختلاف واقع هونگے *

(۲) عبري اور یوناني حرف آواز اور صورت میں مشابہ هیں' اس سبب سے غافل اور بیعلم نقل کرنے والا ایک لفظ یا حرف کو بجائے دوسرے لفظ یا حرف کے لکھہ کر عبارت میں اختلاف ڈالدیتا هی *

(۳) منقول عنہ جو لکیر کھینچ کر لکھے گئے تھے نقل کرنے والا اُسکو کسي حرف کا جزو سمجھہ گیا ' یا حرف کے کسي شوشہ کو غلطي سے لکیر سمجھہ گیا ' یا اُسنے اصلي لفظ کے

† هارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ صفحہ ۳۱۷
‡ هارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ صفحہ ۳۱۷

صحیح معني کو غلط سمجھہ کر اسطرح پر لفظ کو بدل دیا ' یا جب وہ غلط لفظ لکھہ گیا اور اُسنے جان بھي لیا کہ میں نے غلط لکھا مگر اس خیال سے کہ نقل میں کمت کٹ ہوکر بد صورت ہوجاوے گي اُسکو صحیح لکھا ' اور اپني نقل کي خوب صورتي پر اُسکي صحت کو قربان کردیا اور اس سبب سے نسخوں کي عبارتوں میں اختلاف پڑگیا *

(۴) نقل کرنے والا لکھتا کہیں تھا اور لکھہ گیا اور کہیں سے ' اور پھر اُسکو خبر نہوئي یا خبر ہوئي مگر اپنے لکھے کو مٹانا یا کاٹنا پسند نکیا اور جہاں سے چھوٹا تھا وہیں سے پھر شروع کیا ' اور اسطرح پر ایک لفظ یا جملہ نامناسب طرح سے داخل ہوگیا *

(۵) نقل کرنے والے نے کوئي لفظ چھوڑ دیا اور جب اُسکو معلوم ہوا تو اُسنے اُس چھوٹے ہوئے لفظ کو ' اُس جگہہ پر لکھدیا جہاں اُسکو خبر ہوئي ' اور اسطرح پر لفظ الٹ پلٹ ہوگئے ' یعني کہیں کا کہیں لکھا گیا *

(۶) عبري نسخوں میں اختلاف عبارت کا بڑا سبب یہہ ہی کہ سطروں کا اندازہ برابر رکھنے کے لیئے سطروں کے اخیر میں زیادہ لفظ بڑھاییئے جاتے تھے ' اور یوناني قلمي نسخوں میں اکثر الفاظ اور جملہ اسلیئے لکھنے سے رھگئے ' کہ ایک لفظ جو آچکا تھا تھوڑي دور بعد پھر وھي لفظ آیا ' اور نقل کرنے والے کي نگاہ پہلے لفظ پر سے چوک کر دوسرے لفظ پر جاپڑي اور وھاں سے لکھنے لگا ' اور اُن دونوں لفظوں کے درمیان میں جوکچھہ آیا وہ لکھنے سے رہ گیا *

(۷) تمام قلمي نسخے بڑے حرفوں میں لکھے جاتے تھے اور لفظوں بلکہ فقروں کے درمیان میں جگہہ نچھوڑتے تھے ' اس سبب سے کہیں لفظوں کے جزو لکھنے سے رہ گئے اور کہیں مکرر لکھے گئے ' یا بے پرواہ اور جاھل نقل کرنے والے نے اختصار کے نشانوں کو جو قدیم قلمي نسخوں میں اکثر واقع ہوتے ہیں غلط سمجھا *

(۸) بہت بڑا سبب اختلاف عبارت کا نقل کرنے والوں کي جہالت یا غفلت ھی کہ اُنہوں نے حاشیہ پر جو شرح لکھي ہوئي تھي اُسکو متن کا جزو سمجھا ' قدیم قلمي نسخوں کے حاشیہ میں مشکل مقامات کي شرح لکھنے کا اکثر رواج تھا ' اور آساني سے سمجھا جاتا تھا کہ یہہ حاشیہ کي شرح ھی پس اُن حاشیوں کي شرحوں میں سے تھوڑا یا سب اُن نسخوں کے متن میں آساني سے مل گیا ہوگا جو نسخے ایسے نسخوں سے نقل ہوئے جنکے حاشیہ پر شرحیں لکھي ہوئي ہونگي *

دویم — دوسرا سبب اختلاف عبارتوں کا اُس قلمي نسخہ میں غلطیوں کا ہونا ھی جس سے نقل لکھنے والے نے لي ھی *

علاوہ اُن غلطیوں کے جو بعض حرفوں کے شوشہ کم ہوجانے یا مٹ جانے سے واقع ہوني میں ' چمڑے یا کاغذ کے مختلف حالات سے بھي پیدا ہوتي ہیں ' کاغذ یا چمڑا پتلا ہو

جسمیں سے ایک ورق کا ایک طرف کا لکھا ہوا دوسری طرف بہوت اجاوے اور دوسری طرف
کے حرف کا ایک جزو معلوم ہونے لگے اور اوٗر لفظ سمجھہ میں آوے *

سویم - اختلاف عبارتوں کا سبب یہہ بھی ہی کہ نکتۂ چین قیاس سے اصلی متن کو
ارادتا بہتر اور درست کرنے کی مراد سے صحیح کیا گیا ہی *

جبکہ ہم ایک مشہور عالم کی تصنیف کی ہوئی کتاب پڑھتے ہیں اگر اُسکی کتاب
میں کوئی صرف نحو یا قواعد مناظرہ کی غلطی پاتے ہیں تب اُس غلطی کو زیادہ تر
چھاپ نے والے پر منسوب کرتے ہیں بہ نسبت اِسکے کہ مصنف کی طرف نسبت کریں اسی
طرح ایک قلمی نسخہ کا نقل کرنے والا جو اُس کتاب میں جس سے وہ نقل کرتا ہی غلطیاں
پائے تو اُسکو ناقل اول کی طرف منسوب کرتا ہی اور پھر اُنکو وہ اپنی دانست میں اسطرح
پر صحیح کرتا ہی کہ مصنف نے اُسکو یوں لکھا ہوگا ' لیکن اگر وہ اپنے نکتہچین قیاس کو
بہت وسعت دیتا ہی تب وہ خود اُس غلطی میں پڑتا ہی جسکے رفع کرنے کا اُسنے ارادہ
کیا تھا اور اُسکا غلطی میں پڑنا کئی طرح پر ہوسکتا ہی *

(۱) مثلاً نقل کرنے والا ایک لفظ کو جو حقیقت میں صحیح ہی غلط سمجھہ لے یا جو
مصنف کی مراد ہی اُسکو غلط سمجھے اور یہہ جانے کہ اُسنے صرف نحو کی غلطی پکڑی
حالانکہ وہ خود غلطی پر ہی یا یہہ بات ہو کہ وہ صرف نحو کی غلطی جسکے صحیح کرنے کا
اُسنے ارادہ کیا ہی حقیقت میں خود مصنف ہی نے کی ہو *

(۲) بعض نکتہ چین ناقلوں نے نادرست کلاموں کو صرف صحیح ہی نہیں کیا بلکہ
عمدہ طرز کلاموں کو بجائے غیر عمدہ طرز کلاموں کے بدلدیا اور اسی طرح اُنہوں نے اُن الفاظ
کو جو اُنکو فضول معلوم ہوئے یا جنکے فرق کو وہ نہ سمجھے لکھنے سے چھوڑدیا *

(۳) اختلاف عبارت کے سببوں میں سے بموجب قول مکیلس صاحب کے بہت بڑا سبب
جس سے عہد جدید میں دروغ آمیز مقامات نہایت کثرت سے پیدا ہوئے ہیں یہہ ہی کہ
یکساں مقامات کو اس طرح تبدیل کیا گیا ہی جس سے اُن میں ایک دوسرے سے زیادہ کامل
مطابقت کی جاوے اور خاص کر انجیلوں کو س طریقہ سے نقصان پہنچا اور سینٹ پال
کے ناموں کو اکثر مقامات میں سے اسلیئے اُلٹ پلٹ کیا گیا ہی کہ اُسکے عہد جدید کے
حوالوں کو اُن مقامات میں جہاں وہ سپٹو ایجنٹ ترجمہ کے معینہ الفاظ سے تفاوت رکھتے
ہیں سپٹو ایجنٹ ترجمہ سے مطابق کریں *

(۴) بعض نکتہ چینوں نے عہد جدید کے نسخوں میں اسطرح اختلاف عبارت ڈالدیئے
کہ اُنکو ترجمہ ولگت کے مطابق تبدیل کردیا *

چہارم - ایک سبب اختلاف عبارت کا ایسی خرابیاں یا تبدیلیاں ہیں جو کسی فریق
کے مطلب برائی کے لیئے دانستہ کی گئی ہوں خواہ وہ فریق درست مذہب رکھتا ہو یا
بدعتی ہو *

یہہ بات تحقیق ھی کہ اُن لوگوں نے جو دیندار کہلاتے ھیں ارادتاً بعض خرابیاں کیں جو خرابیاں یا تبدیلیاں اس دوراندیشی سے کي گئي تھیں کہ جو مسئلہ تسلیم کیا گیا ھی اُسکو تقویت ھو یا جو اعتراض اُس مسئلہ پر ھوتا ھو وہ نہوسکے یہاں تک بمیاء ھارن صاحب کے قول کي نقل ھی *

اسبات کا اقرار کرنا چاھیئے کہ نقل ھونے میں غلطیوں کا واقع ھونا کچھہ انھي کتابوں پر موقوف نہیں ھی بلکہ جو کتابیں ھاتھہ کي لکھي ھوئي ھونگي اُن سب میں غلطیاں واقع ھونگي یہانتک کہ قرآن مجید جسکے ھزارھا قلمي نسخے پائے جاتے ھیں وہ بھي اس سے خالي نہیں ھیں' مگر اتنا فرق ھی کہ کاتبوں کي غلطي سے ھمارے قرآن مجید کو کچھہ نقصان نہیں پہنچا اور نہ پہنچ سکتا ھی' کیونکہ ھم مسلمان صرف تحریر پر بھروسہ نہیں کرتے بلکہ روز نزول قرآن مجید سے آجتک جو سینہ بسینہ بہ سند متصل حفظ چلا آتا ھی اُس پر اعتماد کرتے ھیں' پس اگر کسی قلمي نسخہ میں کوئي غلطي یا اختلاف نکلے اُسي وقت اصلي اور غلط لفظ میں اس طرح پر تمیز ھوجاتي ھی جس میں کسي طرح کا شبہہ نہیں رھتا یہاں تک کہ اگر اسوقت تمام زمانے میں سے قرآن مجید کے قلمي اور چھاپہ کے نسخے معدوم ھوجاویں تو ھمکو قرآن مجید کے موجود کرنے کے لیئے کسي نسخہ کي حاجت نہیں ھی' کیونکہ ھر ایک شہر اور قصبہ میں ایسے بہت آدمي نکلینگے جنکو تمام قرآن مجید من اولہ الی آخرہ بقید آیت اور لفظ اور اعراب اور قرأت کے یاد ھوگا اور ھر ایک کے پاس اپنے سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم تک سند متصل موجود ھوگي جسکے سبب کسي طرح اُسکي صحت پر اور اسبات پر کہ درحقیقت وھي بعینہ اور بلفظہ نازل ھوا کسي طرح کا شبہہ نہیں ھوسکتا *

بہرحال جبکہ ھمکو قلمي نسخوں کے اختلاف کے اسباب معلوم ھوگئیے تو اب اسبات پر غور کرنا چاھیئے کہ اُنکي صحت کسطرح پر ممکن تھي' علماء مسیحي نے اِن کتابوں کو اصلي نسخہ کے مطابق صحیح کرنے پر بہت کوشش کي ھی اور چھہ اُصول قرار دیئے ھیں جنسے اُنھوں نے قلمي نسخوں کو حتی الوسع صحیح کیا ھی *

اول قلمي نسخے *

دوئم نہایت قدیم اور نہایت عمدہ اتشنز (یعني چھپے ھوئے نسخے) *

سویم قدیمي ترجمے *

چہارم یکساں مقامات *

پنجم اگلے مصنفوں کي کتابیں جن میں کتب مقدسہ کے فقروں کي نقلیں ھیں *

ششم قیاسي اصلاح *

(۱) علماء مسیحی نے اُن قلمی نسخوں کو جو یہودی اور سمارتین اور عیسائی گرجوں کی نگہبانی میں تھے بہت معتبر سمجھا ہی باوجود اسبات کے کہ اُن میں بھی کسی سبب سے جو غلطیاں داخل ہوگئی تھیں وہ اُن میں موجود ہیں *

علاوہ اسکے عیسائی علمانے ایک ہی معتبر صحیح نسخہ کی سند کو کئی نسخوں کی سند سے ترجیح دی ہی اور نسخوں کی عمدگی اور خوبی اور قدامت پر زیادہ خیال کیا ہی نہ اُسکی تعداد پر کیونکہ جو اچھا ایک نسخہ ہی ممکن ہی کہ اُس میں صحیح عبارت ہو اور بہت سے نسخوں میں نہو *

جو قلمی نسخے اُن نسخوں سے مطابقت رکھتے ہیں جنکو قدیم مترجموں نے استعمال کیا تھا اُن پر زیادہ بھروسا کیا ہی *

نئے لکھے ہوئے نسخوں کو بھی عموماً نا معتبر نہیں ٹھرایا کیونکہ ممکن ہی کہ شاید وہ نسخہ کسی عمدہ اور قدیم نسخے سے نقل کیا گیا ہو *

ایک اچھے لکھے ہوئے نسخہ کو بُرے لکھے ہوئے نسخہ سے ترجیح دی ہی *

جن قلمی نسخوں میں کوئی لفظ ۔ تاکو دوسرا لفظ لکھدیا تھا عموماً اس دوسرے لفظ کو صحیح تصور نہیں کیا بلکہ دونوں میں سے جونسا اچھا معلوم ہوا اُسکو پسند کیا ہی *

(۲) چھپے ہوئے نسخوں میں جو اختلاف عبارت ہی اُسی سے بھی غفلت نہیں کی گئی مناسب طرح سے اُسپر بھی لحاظ کیا گیا ہی *

(۳) قدیمی ترجمے اگرچہ غلطیوں سے آزاد نہیں ہیں مگر اُن سے صحیح اور اصلی عبارت کے تمیز کرنے میں نہایت مدد لی ہی *

(۴) جب کوئی عبارت مشکوک ہو یا کچھہ کم ہوگئی ہو اور تمام طریقے تصحیح کے اُسکی صحت سے قاصر ہوں اُسوقت مساوی مقامات سے مدد لی گئی ہی مثلاً ایک مقام کی عبارت کی صحت پر شبہہ ہی اور وہی مضمون دوسری جگہہ بھی آیا ہی تو اُسکی مطابقت سے مشتبہ عبارت کی صحت کی گئی ہی *

(۵) عہد عتیق اور عہد جدید کے فقرے اگلے مصنفوں کی کتابوں میں پائے جاتے ہوں اُن سے معلوم ہوتا ہی کہ اُس زمانہ میں کیا عبارت مستعمل تھی اُنکے مقابلہ سے بھی عبارت مختلف کی تصحیح کی گئی ہی مگر اسکام کے لیئے وہ کتابیں جو یونانی زبان میں تصنیف ہوئی ہیں معتبر ٹھرائی ہیں اور جسقدر پرانی تصنیف ہو اُسیقدر زیادہ معتبر ہی *

(۶) قیاسی اصلاح میں علماء مسیحی نے بہت احتیاط کی ہی اور نہایت غور سے اُسکو استعمال کیا ہی وہ کہتے ہیں کہ "ایک صاحب غرض کی قیاسی اصلاح اپنے ہی مقدمہ میں اور برخلاف مستحکم شہادت کے ایسے گناہ سے کچھہ ہی کم ہی جو گناہ اُنہوں کی

عدالت میں جھوٹی شہادت بنانے میں ہوتا ہی " اس سند سے نہایت اصلاح میں نہایت تامل سے دلیری کی گئی ہی *

مگر بعضی دفعہ ایسی قیاسی عبارتیں جو ازروے مراد یا ازروے تسلسل مضمون یا محاورہ زبان یا مشابہت نسخوں کے مناسب تھے مستعمل ... [illegible]
اسوقت جبکہ یہہ بات ثابت ہو کہ اُنکا ہونا ضرور چاہیئے تھا اور جو عبارتیں اسکے برخلاف یا ازروے عقاید مستعملہ کے ناجایز یا بے سند ہوتی تھیں اُنکو نہیں مانا جاتا تھا *

ہارن صاحب لکھتے ہیں کہ " کسی شخص کو جو زبان ہاے اقدس میں نہایت خوب واقف نہو نہ اس قسم کی اصلاح کا قصد کرنا چاہیئے اور نہ قیاسی اصلاح کو متن میں شامل کرنا چاہیئے کسواسطے کہ قیاسی عبارت کی صداقت ہرگز ہمکو تحقیق نہیں ہی ، بلاشبہہ اگر ان قیاسی اصلاحوں کو متن میں داخل کیا جاوے تو بالضرور نہایت پریشانی اور نا تحقیقی ہوگی ، اس مقدمہ میں مسورا کے قاعدہ کے بموجب ترجمہ لکھنے والوں کی محنت اور ادب اس لایق ہی کہ ہم اُنکی نقل کریں ، وہ لوگ ہمیشہ اپنے قلمی نسخوں کے حاشیہ پر اپنے خیالات یا قیاسی اصلاحوں کو لکھتے ہیں ، مگر نہایت مذہبی طور سے متن کو اپنے خیالات کے بموجب تبدیل کرنے سے پرہیز کرتے تھے ، اور یہہ بات جاے تاسف ہی کہ اُن کے طریق کی عہد عتیق اور عہد جدید کے مترجموں علی الخصوص عہد جدید کے زمانہ حال کے مترجموں نے پیروی نہیں کی ، ان لوگوں نے اُن مطالب کو جو تحریر ہاے اقدس میں کچھہ بنیاد نہیں رکھتے ہیں مستحکم کرنے کے لیئے اپنے خیالات کو متن میں داخل کرنے میں تامل نہیں کیا ہی ، بالتخصیص یہہ حال یونانی اور انگریزی عہد جدید کے اُس نسخہ کا ہی جسکو ڈاکٹر میسی صاحب نے چھپوایا ، اور اُسکی گستاخ اور ناپاک اصلاحوں کو ڈاکٹر تورلز صاحب نے گرفت کرکر ملزم کیا ، اور نیز عہد جدید کے ترقی شدہ ترجمہ سوشی کی متن کے چھاپنے والوں کا بھی یہی حال ہی ، جنکے خیالات اور غلط اصلاحوں اور ترجموں کو نیز صاحب اور لارنس صاحب نے جو مذہب کی ہر سہ ماہی کے امورات پر نظر ثانی کرنے والے ہیں ، اور اَور مشہور نکتہ چینوں نے گرفت کرکر الزام دیا ہی *

اِن تمام حالات کے دریافت ہونے کے بعد یہہ بات قابل تسلیم ہی ، کہ کتاب ہاے اقدس کے نسخے بسبب کثرت سے نقل ہونے کے نہایت مختلف ہوگئے تھے ، اور اُن کے صحیح کرنے پر علماء مسیحی نے نیک نیتی سے نہایت درجہ پر سعی و کوشش کی ، اور جہانتک ہوسکا اور جہانتک نیک نیتی سے اُنکی سمجھہ میں آیا اُنہوں نے اُن کو صحیح کیا ، اور یہہ بات چاہی کہ مطابق اصل کے ہوجاویں ، چنانچہ اسی ارادے سے علماء مسیحی نے کتب مقدسہ کے بہت سے نسخے جمع کیئے اور اُنکا مقابلہ کیا ، اور جسقدر غلطیاں یا اختلاف عبارت اُن میں

نقلی اُن کو بموجب اُنہیں قواعد کے جو ہمنے ابھی بیان کیئے صحیح کیا ' باایں ہمہ ہم مسلمانوں کے نزدیک اب بھی اسبات کا امکان باقی ہی کہ باوجود اسطرح پر مقابلہ اور تصحیح کے اب بھی ایسے مقامات ہوں کہ اُن اصلی نسخوں سے جنکو الہامی لکھنے والوں نے لکھا تھا مطابقت نہ رکھتے ہوں ' کیونکہ جسطرح نقل کرنے والے غلطی میں پڑنے سے خدا کیطرف سے بچائے نہیں گئے تھے اسیطرح صحیح کرنے والے بھی خدا کی طرف سے سہو میں پڑنے سے محفوظ نہ تھے ' پس یقین نہیں کیا جاسکتا ' کہ اُنہوں نے کاملیت کے ساتھہ سب کو صحیح کیا ' کیونکہ یہہ بات غور کرنے کی ہی کہ جن قلمی نسخوں یا چھپے ہوئے نسخوں سے مقابلہ کرکر جو عبارت اُنہوں نے اختیار کی ہی وہ عبارت اصل نسخہ کی جسکو الہامی لکھنےوالوں نے لکھا تھا نہو' بلکہ جو عبارت اختیار نہیں کی وہ عبارت اُس اصلی نسخہ کی ہو' یا یکساں مقامات کے مقابلہ سے جو عبارت صحیح کی ہی وہاں ویسی یکساں عبارت نہو جسطرح پر صحیح کی ہی' اگلے مصنفوں کی کتابوں میں کتب مقدسہ کے جو فقرات منقول ہیں اور اُن سے بھی علماء نے مختلف عبارتوں کی تصحیح کی ہی اُنکی صحت پر بھی یقین نہیں ہوسکتا اول تو اُس کتاب کی صحت پر جسمیں وہ فقرات منقول ہوں وہی مشکلیں پیش آتی ہیں جو کتب مقدسہ کے قلمی نسخوں کی صحت میں پیش آتی ہیں' اور اگر ہم یہہ تسلیم بھی کرلیں کہ وہ کتاب اُس مصنف کی اُسی اصلی نسخہ کے لفظ بلفظ مطابق ہی جسکو اُسنے لکھا تھا تو پھر ہم کسی طرح یہہ یقین نہیں کرسکتے کہ جو فقرہ کتب مقدسہ کا اُس میں منقول ہی وہ ایسے ہی نسخہ سے نقل ہوا ہی جو بالکل الہامی لکھنے والوں کے نسخہ سے مطابق تھا' قیاسی اصلاح علماء عیسائی کی گو وہ کیسی ہی ہوشیاری اور احتیاط سے کی گئی ہو کسیطرح یقین نہیں دلاتی کہ وہ بالکل الہامی لکھنے والوں کے نسخہ سے مطابق ہوگئی' جن قلمی نسخوں میں حاشیہ اور شرح کی عبارت متن میں شامل ہوگئی ہی یا جنمیں سے اصل متن کی عبارت لکھنے سے رہگئی یا جنمیں ناقلوں نے غفلت سے کچھہ گھٹا یا بڑھادیا اُن میں تمیز کرنا نہایت مشکل کام ہی *

ان وجوہات سے ہم مسلمان نتیجہ نکالتے ہیں کہ ممکن ہی کہ اب بھی کتاب ہاے اقدس میں ایسے مقام ہوں جو اصلی نسخوں سے جنکو الہامی لکھنے والوں نے لکھا تھا مطابقت نرکھتے ہوں *

ہماری اس گفتگو کا یہہ مطلب نہیں ہی کہ ہم تمام بیبل پر اسبات کا شبہہ رکھتے ہیں کہ وہ اصلی نسخوں سے جنکو الہامی لکھنے والوں نے لکھا تھا مطابقت نہیں رکھتی' بلکہ ہم یقین کرتے ہیں کہ جہاں تک ہوسکا یہہ کتابیں نیک نیتی سے اصلی نسخوں سے مطابق کرنے کے لیئے صحیح کی گئیں الا چند مقام اب بھی ایسے ہیں جو بلا شبہہ اصلی نسخوں کے مطابق نہیں ہوئے اور بعض ایسے ہیں جو اب تک مشتبہہ ہیں اور ممکن ہی کہ کوئی

اور ایسے هي مقام هوں جنکي اطلاع ابتک همکو نهو ' میں سمجهتا هوں که اس باب میں هم مسلمانوں اور عیسائیوں میں کچهه اختلاف نهیں هی بلکه تمام محققین علماء عیسائي کي بهي راے هی جو هم مسلمانوں کي هی چنانچه اسکا بیان آینده تفسیر میں اپنے اپنے مناسب مقام پر آویگا *

لهذا ان حالات کے هونے اثبات کي ضرورت پیش آئي هی که ان پاک کتابوں سے اصلي اور سچي روشني حاصل کرنے کو زیاده تر دقیقه رس فکر کو کام میں لاویں چنانچه هم وه قواعد اور اصول بیان کرتے هیں جنکي رو سے هم مسلمان اُن پاک کتابوں سے ایسي روشني حاصل کرتے هیں ' اور وه قواعد دو چیزوں سے علاقه رکهتے هیں *

اول --- اِن پاک کتابوں کے صحت الفاظ سے تاکه همکو وه اصلي الفاظ هاتهه آویں جو الهامي لکهنے والوں نے لکهے تهے *

دوم --- اُن الفاظ کے معني اور مراد سے تاکه همکو معلوم هو که الهامي لکهنے والوں نے کس معني میں اور کس مراد میں اُن الفاظ کو استعمال کیا تها *

پهلا مطلب حاصل هونے کے لیئے صرف دو اصول هیں *

اول --- مقابله کرنا اِن کتابوں کا جهاں تک ممکن هو پرانے اور صحیح نسخوں سے جیساکه علماء عیسائي نے کیا مگر اُنکے طریقه میں اور همارے طریقه میں تهوڑا سا اختلاف هی اور وه یهه هی که علماء عیسائي نے بعض مقامات میں اُن اختلافات کو ترجیح دي هی جن سے اُنکے عقاید مسلمه کی تائید هوتي تهي ' هم مسلمانوں کا طریقه یهه نهیں هی بلکه هم صحت عبارت کے وقت مطلق اسبات کا خیال نهیں کرتے که همارے یا دوسرے شخص کے عقاید مسلمه کیا هیں بلکه هم دو مختلف عبارتوں میں سے اُس عبارت کو اصلي قرار دیتے هیں جو ایک پر غور امتحان پر همکو اصلي ثابت هووے اور پهر اُسکے بموجب جو اعتقاد برآمد هو اُسکو اختیار کرتے هیں *

دوم --- هم تمام بیبل پر خیال کرتے هیں که اُس سے عام نصیحت اور عام هدایت کیا نکلتي هی اور عبارت مختلفه میں سے جونسي عبارت اُس عام نصیحت اور عام هدایت کے مطابق هوتي هی اُسکو هم ترجیح دیتے هیں *

دوسرا مطلب حاصل کرنے دو همارا اصول یهه هی که هم اسبات کا یقین کرتے هیں که تمام بیبل کے مطالب متحد هیں اور اُن میں کسیطرح کا اختلاف نهیں اسلیئے هر ایک لفظ اور هر ایک عبارت کے وه معني اختیار کرتے هیں اور ایسي مراد لیتے هیں جس سے بیبل کي کسي نصیحت اور هدایت میں اختلاف واقع نهو اور ایسے معني اور مراد هم هرگز اختیار نهیں کرتے جس سے بیبل کي هدایتوں مختلف هوجاویں *

اس پچھلے قاعدہ کے لیئے ہمارے ہاں یہہ قرار پایا ہی کہ اگر کوئي ورس عہد عتیق یا عہد جدید کا ایسا ہم پاویں جسکے ایسے الفاظ ہوں کہ اُن سے برخلاف اُس عام ہدایت کے جو اور مقاموں میں سے پائي جاتي ہی کوئي ہدایت نکلے تو اول ہم اُس ورس کي صحت الفاظ پر متوجہہ ہوتے ہیں اور جب ہم اُس سے کسی طرح مجبور ہوجاتے ہیں تو معاني کي طرف متوجہہ ہوتے ہیں اور وہ معني اختیار کرتے ہیں جن سے بیبل کے مطالب اہم میں اختلاف واقع نہو اور جب اس سے بھي مجبور ہوجاتے ہیں تو اُس ورس کو مشتبہہ قرار دیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اُسکي صحت ہمکو مطابق اصلي عبارت الہامي لکھنے والوں کے حاصل نہیں ہوئي مگر کسي طرح الہامي لکھنے والوں پر*بدظني کا گمان نہیں کرتے اور جو شخص کہ اُس ورس کے صحیح اور اصلي ہونے کا دعویدار ہوتا ہی اُس سے ہم ثبوت اسبات کا چاہتے ہیں کہ اُس ورس کے الفاظ درحقیقت اُنہي الفاظ کے مطابق ہیں جو الہامي لکھنے والوں نے لکھے تھے *

الفاظ کے معني اور مراد سمجھنے میں یہي ہمارا یہي قاعدہ ہی کہ ہر لفظ کے وہي معني اختیار کرتے ہیں جو عام مطالب بیبل سے مطابقت رکھتے ہیں اور اگر کوئی شخص اُن الفاظ کے ایسے معني بیان کرتا ہی جو بیبل کے اور مقاموں میں مستعمل نہیں ہوئے تو اُس سے اسبات کا ثبوت چاہتے ہیں کہ الہامي لکھنے والوں نے اُسکے وہ معني قرار دیئے تھے *

علاوہ اِسکے کتب مقدسہ میں کسي ایسي قسم کا اختلاف ہم پاتے ہیں جو تاریخ سے متعلق ہی یا جسکے لیئے کوئي عام مراد کتب مقدسہ میں نہیں ہی اگر ہمکو کچھہ اختلاف نظر پڑتا ہی تو اول تو ہم اُس اختلاف کي وجہہ دریافت کرنے پر متوجہہ ہوتے ہیں اور یہہ سمجھتے ہیں کہ اگر اسکي اصلي وجہہ معلوم ہوجاوے تو غالباً یہہ اختلاف نہ رہے اور جب کوئي وجہہ نہیں معلوم ہوتي یا یقیناً اُسکا مختلف ہونا پایا جاتا ہی تو ہم یقین کرتے ہیں کہ اُن دونوں مقاموں میں سے کسي مقام میں نقل کرنے والے یا اصلاح کرنے والے نے غلطي کي ہی اُن دونوں میں سے ایک صحیح ہوگا اور ایک غلط ہوگا مگر اصل الہامي لکھنے والوں پر ہم کسیطرح کا شبہہ نہیں کرتے *

بعض علماء مسیحي یہہ بیان کرتے ہیں کہ اگرچہ عہد عتیق اور عہد جدید کے قلمي نسخوں میں مقابلے کے وقت بہت سي غلطیاں اور بہت سے اختلاف عبارت نکلے مگر تاہم کوئي بات ایسي نہیں نکلي جو عمدہ عقاید ایمانیہ کے برخلاف ہو *

اگرچہ بعض لوگ اسپر تکرار کرتے ہیں اور یہہ کہتے ہیں کہ یہہ بات قابل تسلیم کے نہیں ہی کیونکہ ہر شخص جانتا ہی کہ اگرکسي کلام میں سے کوئي لفظ اولٹ پلٹ ہوجاوے یا ترکیب نحویہ اور قواعد صرفیہ میں جوکسي مطلب پر دلالت کرتے ہیں تفاوت ہوجاوے یا

کوئي قید بڑھ جاوے یا کم ہوجاوے یا کسي لفظ میں تغیر ہوجاوے تو معاني اور مراد میں نہایت نہایت تفاوت آجاتا ہی ' یہاں تک که بعضي دفعه وصل اور فصل کے تبدیل ہونے سے ' اور بعضي دفعه حروف روابط کے بدل جانے سے معني اور مراد میں تغیر آجاتا ہی مثلاً اگر بجاے اس لفظ کے که (خدا میں ہی) کہا جاوے که (خدا سے ہی) تو باوصف بدلنے ایک خفیف حرف کے تغیر عظیم معاني اور اعتقاد میں ہوجاتا ہی ' پھر کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہی که باوجود نکلنے بہت سي غلطیوں اور اختلاف عبارتوں کے اُن سے عقاید ایمانیه میں کچھه اختلاف نہیں آتا تھا ' علی الخصوص ایسي صورت میں که ہم دیکھتے ہیں که بعضے عیسائي فرقه (جیسے ابي اونیتز) اسي قسم کے اختلاف کے سبب بالکلیه عقاید ایمانیه میں اور عیسائي فرقوں سے مختلف ہیں *

مگر میري راے یہه ہی که جب ہم خود انہي کتب موجوده میں عقاید ایمانیه کو حضرت موسی سے لیکر خاتم النبیین صلوات الله علیہم اجمعین تک متحد پاتے ہیں ' تو ہمکو اس مضمون بحث اور تکرار میں پڑنے سے کیا فایده ہی *

المقدمة التاسعة

ان کتابوں کے ترجموں کي نسبت مسلمانوں کا کیا اعتقاد ہی

جاننا چاہیئے که ایک زبان کا ترجمه دوسري زبان میں درحقیقت ایک نہایت مشکل کام ہی سیدھا سیدھا مطلب البته ترجمه میں ادا ہوجاتا ہی مگر ایسا ترجمه جس سے دقیق دقیق مذہبي مسایل جو نہایت باریک ہیں اور اعتقادیات اور الہیات سے متعلق ہیں اُس سے اسیطرح پر نکلیں جسطرح اصل کتاب سے نکلتے تھے غیر ممکن ہی کیونکه اِس قسم کے مسایل صرف صحیح ترجمه ہي سے نہیں نکالے جاتے بلکه ماده لفظ اور طریقه اشتقاق اور ترکیب نحویه جو مخصوص اُس زبان کي ہی اُس سب سے ملکر نکلتے ہیں اور یہه باتیں سب کي سب اُسیطرح جسطرح اصل میں ہیں ترجمه میں ادا ہوني غیر ممکن ہیں *

اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہی که ایک لفظ یا ایک فقره کئي معني رکھتا ہی اور اُسکے معادل میں دوسري زبان کا ایسا لفظ نہیں ہوتا جس سے وه سب معني حاصل ہوں اسلیئے مترجم مجبوري یا تو اُسکا ترجمه کسي ایک پہلو پر کرتا ہی یا صرف بموجب اپني راے اور اپنے اعتقاد اور اپنے مسلمات کے اُسکا ترجمه کردیتا ہی جو درحقیقت کلام الہي کي وسعت کو نا واجب تنگي میں ڈالتا ہی کیونکه ہر شخص یہه حق رکھتا ہی که جبتک بذریعه الہام کے کوئي خاص معني کسي کلام الہي کے مقرر نہوئے ہوں اُسوقت تک کلام الہي سے جسقدر

مطالب نکلتے هوں اُن سب کو سمجھے اور سب پر غور کرے اور جو مطلب حق اور صحیح ثابت هو اُسکو اختیار کرے *

پس جبکہ مترجم نے اُس کلام الهي کو جس میں متعدد پہلو تھے ایک پہلو پر جو اُسکے اعتقاد کے مطابق تها ترجمہ کردیا تو اُسنے ایک عام حق تلفي کي خصوصاً اُس صورت میں جبکہ اُسکا اعتقاد جسکے بموجب اُسنے ترجمہ کیا درحقیقت غلط هو اِن وجوهات سے هم مسلمانوں کے هاں ضرور نرهی کہ جس زبان میں مذهب کي اصلي کتابیں هوں اُس زبان سے واقف هونا چاهیئے اور جب تک اصل زبان سے واقفیت نهو صرف ترجمہ پر اعتقادیات میں اعتماد نهیں هوسکتا دیکھو کیسي غلطي کي کتنے بڑے مترجم اکویلا اور تهیودوشن اور سیمیمس نے کہ کتاب اشعیاه باب ۷ ورس ۱۴ میں جو علمہ کا لفظ عبري زبان کا تها اُسکا ترجمہ بجاے کنواري کے جوان عورت کردیا اسلیئے همارے مذهب میں یہہ حکم هی کہ جب تک بخوبی صحت نهو جاوے اُسوقت تک ترجموں کي نہ تصدیق کرني چاهیئے اور نہ تکذیب کرني چاهیئے بلکہ یہہ کہنا چاهیئے کہ جو کچھہ خدا نے اوتارا هی اُسپر هم ایمان رکھتے هیں *

بخاري میں ابوهریرہ رضي الله تعالی عنہ سے روایت هی ' کہ رسول خدا صلی الله علیہ وسلم کے زمانہ میں یہودي عبراني میں توریت پڑھتے تھے ' اور مسلمانوں کے لیئے عربي میں اُسکا مطلب سمجھاتے تھے (مگر مسلمانوں کو یہہ معلوم نہ تها ' کہ وہ مطلب صحیح هی یا نهیں) اسلیئے رسول خدا صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اهل کتاب کو نہ سچا بتاؤ نہ جھٹلاؤ اور تم کہو همنے یقین کیا الله پر اور جو اُترا هم پر اور جو اُترا ابراهیم اور اسمعیل اور اسحق اور یعقوب اور اُسکي اولاد پر ' اور جو ملا موسی کو اور عیسی کو اور جو ملا سب نبیوں کو اپنے پروردگار سے هم فرق نهیں کرتے ایک میں اُن سب سے اور هم اُسي کے حکم پر هیں *

بخاري
عن ابي هریرة قال کان اهل الکتاب یقرون التوراة بالعبرانیة و یفسرونها بالعربیة لاهل الاسلام فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لاتصدقوا اهل الکتاب ولاتکذبوهم وقولوا امنا بالله ومانزل الینا ومانزل الی ابراهیم و اسمعیل و اسحاق ویعقوب و الاسباط و مااوتی موسی وعیسی و مااوتی النبیون من ربهم لانفرق بین احد منهم ونحن له مسلمون

یہہ مطالب جو همنے بیان کیئے اِن کي تصدیق اُسوقت بخوبي هوتي هی ' جب کتب مقدسہ کے قدیم اور جدید ترجموں کا حال معلوم هو ' اسلیئے میں مناسب سمجھتا هوں ' کہ هارن صاحب کے انٹروڈکشن سے کتب مقدسہ کے قدیم و جدید چند ترجموں کا ذکر اس مقام پر کروں ' اور جن جن ورسوں کے ترجمہ میں ایسا اختلاف واقع هوا هی جس سے عقاید ایمانیہ میں اختلاف پیدا هوتا هی اُسکے تذکرہ سے اس مقام پر باز رهوں کیونکہ اُن کا تذکرہ میري تفسیر میں هرایک ایسے ورس کي تفسیر میں آویگا انشاالله تعالی *

مگر یہہ بات سمجھہ لینی چاھیئے کہ اختلاف یا غلطی تراجم سے جو تو حقیقت مترجموں کا قصور ھی اصل کتب مقدسہ پر یا اُن کی صحت اور مطابقت پر الزام نہیں آسکتا جن لوگوں نے بسبب نقصان ترجموں کے اصل کتب مقدسہ میں نقصان تصور کیا ھی درحقیقت اُنھوں نے غلطی کی ھی اور حد انصاف سے گذرگئے ھیں واللہ غفورالرحیم *

کالدي یا ایسٹ ارمین یعني مشرقي ارمینیا کے ترجمے

کالسي پارافریز جسکو تارگم کہتے ھیں — یہہ سب ترجمے عہد عتیق کے کالدي زبان میں ھیں جسکہ یہودي بابلن کي قید سے چھوٹ کر آئے تو اُس زبان سے بخوبي واقف ھوگئے تھے تارگم کے معني مفصل ترجمہ کے ھیں جو صرف لفظي ترجمہ نہو بلکہ ترجمہ کے ساتھہ مختصر بیان یا تفصیل یا تفسیر بھي شامل ھو *

اغلب ھی کہ حضرت عزرا جب عبادت خانوں میں توریت پڑھکر سناتے تھے تو لوگوں کے سمجھانے کو اُسکي تفسیر بھي فرماتے تھے جب سے یہودیوں میں اس طرح پر توریت کے پڑھنے کا رواج ھوا مگر تفسیر کا اصل کتاب پر لکھنے کا دستور نہ تھا حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ کے قریب تفسیر کا کالدي زبان کے ترجموں کے ساتھہ لکھنے کا رواج ھوا اسطرح پر دس تارگمین عہد عتیق کي مختلف کتابوں پر لکھي گئیں اور جو کہ اُن تارگموں کے مصنف عبري زبان سے بخوبي واقف ھونے کا بہت اچھا قابو رکھتے تھے اس سبب سے اُن ترجموں پر کتاب اقدس کے عموماً صحیح معني دینے میں زیادہ بھروسا کیا گیا ھی خصوصا ایسے مقاموں میں جہاں اور کسي وسیلہ سے اُن معنوں کا پانا محال ھو مگر ھرایک تارگم برابر رتبہ کي نہیں ھی چنانچہ ھم ھر ایک کا مختصر حال بیان کرتے ھیں *

(۱) تارگم انکیلاس اِسکے مصنف کا حال تحقیق نہیں کہ کب تھا اور کس قوم کا تھا بعضے کہتے ھیں کہ یہودي نہ تھا بلکہ بیبلن کا رھنے والا تھا اور اُسنے یہودي مذھب اختیار کرلیا تھا ربي ھلل جو پچاس برس پیشتر حضرت مسیح علیہ السلام سے تھے اُنکا شاگرد تھا اور ھم عصر حضرت مسیح علیہ السلام کا اُسنے صرف حضرت موسیٰ کي پانچ کتابوں پر تارگم لکھي ھی اُس میں کچھہ قصے اور فضول باتیں نہیں ھیں اور یہہ تارگم نہایت قدر والي ھی سولھویں صدي تک یہودي اس تارگم کو اپنے عبادتخانوں میں پڑھتے تھے *

(۲) تارگم سي ڈوجانتھن — یہہ تارگم بھي حضرت موسیٰ کي پانچ کتابوں پر ھی اس میں افسانے بہت ھیں بعضے کہتے ھیں کہ یہہ تارگم جانتھن بن ازیل کي تصنیف ھی مگر یہہ قول صحیح نہیں ھی اور بہت وجوھات سے ثابت ھی کہ ساتویں یا آٹھویں صدي میں تصنیف کي گئي ھی *

(۳) تارگم یروشلیم — یہہ بھي حضرت موسیٰ کي پانچوں کتابوں پر ھی مگر سلسلہوار نہیں ھی کہیں کسي ورس کي کہیں کسي ورس کي اور کہیں باب کے باب کي تفسیر

میں لکھی ہی اور کہیں کسی آیت کے ایک ہی لفظ کی تفسیر لکھی ہی اسکی روش اور تارگم " سی تو جاتین" کی روش بہت توسب قریب ہی اور ساتویں یا آٹھویں یا نویں صدی کی تصنیف ہی *

(۴) تارگم جانتھن بن ازیال — یہہ تارگم عہد عتیق کی پیغمبرانہ کتابوں پر ہی اس میں قصے اور افسانے نہیں ہیں اور بہت معتبر اور بڑی قدر والی ہی *

(۵) تارگم سیتوسم و ہیجو گرافا — (یعنی تحریر ہاے اقدس) بعضے کہتے ہیں کہ ربی جوزف یہودی جو تیسری چوتھی صدی میں تھا اور اُسکا کانا یا اندھا لقب پڑگیا تھا اسکا مصنف ہی مگر تحقیق بات یہہ ہی کہ اسکا مصنف نا معلوم ہی *

(٦) تارگم متعلیتھہ — تاریخ اور غزل الغزلات اور نوحہ جرمیا اور روت اور استھر پر یہہ تارگم بہت سے مصنفوں کی تالیف معلوم ہوتی ہی اس میں افسانے بہت ہیں اور چھٹی صدی کی تصنیف معلوم ہوتی ہی *

(۷) (۸) (۹) } تارگم ہاے استھر — اس کتاب پر تین تارگمیں ہیں اور حال کی تصنیف معلوم ہوتی ہیں اور ان میں نامعقول افسانے بہت بھرے ہوئے ہیں *

(۱۰) تارگم تاریخ یر — یہہ تارگم پہلے زمانہ میں مشہور نہ تھی سنہ ۱۶۸۰ ع میں مشہور ہوئی اسکا اعتبار بہت کم ہی اور اس میں افسانے بہت ہیں *

قدیم یونانی ترجمے عہد عتیق کے

سپتو ایجنت یا الکذندرین — یہہ بہت پرانا ترجمہ ہی یہودی اور قدیم عیسائی سب مانتے چلے آئے ہیں اور اُن دونوں کے عبادتخانوں میں پڑھا جاتا تھا اور عربی اور آرمینیہ اور اتھوپیک اور گاتھک اور قدیم اٹالک یعنی قدیم لاطینی زبانوں میں جو ترجمے ہوئے ہے وہ سب اسی سے ترجمہ کیئے گئے تھے اور آج تک یونانی گرجا میں اور اور مشرقی گرجوں میں یہی ترجمہ پڑھا جاتا ہی *

یہہ بات تحقیق نہیں ہوئی کہ یہہ ترجمہ کس زمانہ میں ہوا ہی اور چند حکایتیں مشہور ہیں جنکا مطلب یہہ ہی کہ یہہ ترجمہ بطور کرامت اور اعجاز کے اور روح القدس کی تائید سے ہوا ہی مگر خود علماء مسیحی اِن حکایتوں کو قابل اعتبار کے نہیں سمجھتے صحیح بات اسقدر معلوم ہوتی ہی کہ دوسو پچاسی یا دوسو چھیاسی برس قبل ولادت حضرت مسیح علیہ السلام کے علماء یہود نے ملکر یہہ ترجمہ کیا یاتو اس سبب سے کہ وہ بہتر آدمی تھے یا اس سبب سے کہ یہودیوں کی بڑی عدالت نے جو سین ہیڈرن کہلاتی تھی اور اُس میں بہتر ممبر تھے اسکو منظور کیا تھا سپتو ایجنت اس ترجمہ کا نام ہوگیا مگر تمام قدما اسکو مانتے آئے اور اسکی تفسیریں لکھی گئیں اور اول صدی تک یہودیوں کے عبادت خانوں میں بھی بلا عذر مستند رہا مگر جبکہ یہودی اُن وجوہات کا پیش گوئی سے مقابلہ نہ کرسکے

جو اُنکے روبرو عیسائیوں نے اُسکی سند غیر معتبر کرنے کے لیئے پیش کیں تب یہودیوں نے اقرار کیا کہ یہہ ہماری عبری متن سے مطابق نہیں ہی *

(۱) ایکوئیلا — جب یہودیوں نے ترجمہ سپٹو ایجنٹ کو چھوڑ دیا تو نئیں ترجمے یونانی زبان میں اور ہوئے جن میں سے اول یہہ ترجمہ ہی اُسکا مترجم سنوب کا رہنے والا یہودی تھا پہلے عیسائی ہوا پھر مرتد ہوکر یہودی ہوگیا ' غالباً سنہ ۱۲۹ ع میں اُسنے یہہ ترجمہ کیا عبری زبان کا نہایت لفظی یہہ ترجمہ ہی *

(۲) تھیوڈوشن — یہہ شخص افی سس کا رہنے والا تھا اُسنے غالباً سنہ ۱۷۵ ع میں یہہ ترجمہ کیا اِس نے گویا ترجمہ سپٹو ایجنٹ پر نظر ثانی کی ہی کتاب دانیال کا جو اُسنے ترجمہ کیا تھا وہ عیسائی گرجوں میں بھی مروج ہوا اور یہہ سمجھا گیا کہ بہ نسبت سپٹو ایجنٹ کے زیادہ ٹھیک اور درست ہی *

(۳) سیمکس — یوسیبیس صاحب اور جیروم صاحب کے بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ مترجم ایبونایت یعنی نصف عیسائی تھا کیونکہ ایپی فینیس صاحب کے بیان سے ظاہر ہی کہ وہ اول سامری تھا پھر یہودی ہوا پھر عیسائی ہوا اور آخیر میں ایبونایت ہو گیا ' مگر یہہ بات قابل اعتماد کے نہیں ہی اور اس بات میں کہ وہ کب ہوا ہی عالموں میں اختلاف ہی جیروم صاحب علانیہ یہہ بیان کرتے ہیں کہ اُسکا ترجمہ تھیوڈوشن صاحب کے ترجمہ کے بعد مشہور ہوا پس مانت فاکن سیمکس صاحب کے زمانہ کو تھیوڈوشن صاحب کے تھوڑی ہی مدت بعد یعنی قریب دوسو سنہ عیسوی میں قرار دیتے ہیں اسکا ترجمہ جسکو اُنھوں نے دوبارہ نظر ثانی کرکے مشتہر کیا تھا ہرگز ایسا لفظی نہیں جیسا کہ ایکوئیلا صاحب کا ترجمہ ہی بلاشبہہ سیمکس صاحب بہ نسبت ایکوئیلا صاحب کے قواعد ترجمہ سے زیادہ تر واقفیت رکھتے تھے ' اور اُنھوں نے عبری محاورات کا یونانی میں درستی کے ساتھہ ترجمہ کرنے میں جو کوشش کی ہی اُسمیں بخوبی کامیاب ہوئے ہیں *

(۴ و ۵ و ۶) یہہ تین گم نام شخصوں کے ترجمے ہیں جنکو ہمیشہ پانچواں چھٹا اور ساتواں ترجمہ کہتے ہیں اُس ترتیب سے اُن کا نام رکھا گیا ہی جو اوریجن صاحب نے اپنے کالموں میں قرار دی ہی مصنف چھٹے ترجمہ کا کتاب حبقوق کے تیسرے باب کی تیرھویں آیت کے ترجمہ کے طرز سے عیسائی معلوم ہوتا ہی یہہ تینوں ترجمے ایکوئیلا صاحب اور تھیوڈوشن صاحب اور سیمکس صاحب کے ترجموں کے بعد کے ہیں اِن ترجموں کے متفرق حصوں سے جو مانت فاکن صاحب نے جمع کیئے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ اُن میں زبور اور صغیر پیغمبروں کی تحریریں تھیں اور پانچویں اور چھٹے ترجمے میں عہد عتیق اور راگ سلیمان بھی تھے اور پانچویں اور ساتویں ترجموں کے چند ٹکڑوں سے جو برنز صاحب نے زبان سریا کی

... سیرلر قلمی نسخه میں مقام پیوس میں پایا یہه معلوم هوتا هی که اُن دونوں ترجموں
...ں کتاب هاے سلاطین بهي تهي بلا هر صاحب کي یهه راے هی که ساتویں ترجمه کا مصنف
...ی یهودي تها *

ترجمه سپٹو ایجنٹ میں علاوه اُن تبدیلیوں کے جو یهودیوں نے ارادتاً کیں بهت سي
...لطیاں اور بهي زمانه دراز کے گذرنے سے بسبب غفلت اور بے احتیاطي نقالوں کے اور حاشیه
کي شرحوں کو متن میں داخل کردینے سے جو واسطے سهولت الفاظ مشکل کے لکهي گئي
تهیں پیدا هوگئیں اس بڑهنے والے برائي کے رفع کرنے کے واسطے اوریجن صاحب نے تیسري
صدي کے شروع میں اُسوقت کے یوناني متن مستعمله کو اصلي عبري متن اور اَور ترجموں سے
جو اُسوقت میں موجود تهے مقابله کرنے کے مشکل کام کو اختیار کرکے اُن سب سے ایک نیا
نسخه حاصل کرنا چاها اس عمده نسخه کے تیار کرنے میں اتهائیس برس صرف هوئے جنکے
اندر اُنهوں نے هرطرف سے نسخے جمع کیئے اور بیان کیا گیا هی که ایمبراس صاحب کے مدد
خرچ سے جو ایک امیر شخص تهے جنکو اُنهوں نے غلط بنیاد والے فرقه ویلن تینفین کے پیرووں
میں سے عیسائي کرلیا تها اور بمدد سات نقالوں اور بهت سے ایسے شخصوں کے جو عمده تحریر
کا کامل فن رکهتے تهے اوریجن صاحب نے یهه کام مقام سیزاریا میں سنه ۲۳۱ ع میں شروع
کیا اور معلوم هوتا هی که اُنهوں نے اپنا پالي گیلاٹ (یعني کئي متنوں کا مجموعه) مقام
ٹائیر میں پورا کیا مگر یهه تحقیق نهیں هوا که کس سنه میں پورا کیا اُن کے پالي گیلاٹ
میں نو کالم تهے جن میں سے اول کالم میں عبري متن عبري حرفوں میں تها اور دوسرے کالم
میں عبري متن یوناني حرفوں میں تها اور ایکوئیلا صاحب اور سمیکس صاحب اور تهیوتوشن
صاحب کے ترجمے اور سپٹو ایجنٹ تیسرے اور چوتهے اور پانچویں اور چهٹے کالم میں تهے
جب که پانچواں اور چهٹا ترجمه زیاده کیا گیا تب پالي گیلاٹ کے صفحه میں آتهه کالم
هوگئے اور ساتواں ترجمه زیاده کرنے سے نو کالم هوگئے *

قدیمي سریاني ترجمے عهد عتیق کے ترجمے سریا زبان کے

سریا زبان کے ترجموں میں سے نهایت مشهور ترجمه پهسکتو یعني لفظي ترجمه هی جو
اس نام سے بسبب اسبات کے که جس متن عبري سے وه ترجمه کیا گیا تها اُس سے نهایت
مطابق هی پکارا جاتا هی' در باب اسکي قدامت کے بهت سا مبالغه کیا گیا هی بعض لوگ
اُسکو زمانه حضرت سلیمان اور جیروم صاحب کا بناتے هیں اور بعض شخص زمانه آسامي
جو سامریوں کا پیوست تها منسوب کرتے هیں اور بعض تهدیس حواري کے وقت کا اُسکو بیان
کرتے هیں سوریا کے گرجوں میں اس اخیر روایت پر یقین کیا گیا هی مگر زمانه حال کے
مدقق چین اُسکو زیاده زمانه حال کا قرار دیتے هیں بشپ والٹن صاحب اور کارپ زور صاحب
اور سیوستن صاحب اور بشپ لوتهه صاحب اور ڈاکٹر کني کٹ صاحب اس ترجمه کو اول

صدي کا قرار دیتے هیں اور باؤمر صاحب اور چند دیگر جرمنی کے نکته چین دوسري صدي یا تیسري صدي کا قایم کرتے هیں اور جین صاحب کم سے کم دوسري صدي کا اور تي راسي صاحب بهت قدیم کهتے هیں مگر کوئي تاریخ نهیں مقرر کرتے هیں *

نهایت غالب راے میکیلس صاحب کي هی جو اس ترجمه کو اول صدي کے اخیر یا دوسري صدي کے شروع کا بتاتے هیں یعني جسوقت میں که سریا کے گرجوں کي اچهي ترقي هی اور مقام اِدِسا کے عیسائیوں نے یوروشلیم کے معبد کے طریق پر پرستش کے واسطے معبد بنا لیا تها یهه نهیں خیال کیاجاتا که اُن کے پاس عهد عتیق کا کوئي ترجمه نهوگا جسکے پڑهنے کا حواریوں نے وهاں رواج دیا هو *

زبور کے اول میں جو وجوهات مندرج هیں اُنکو علانیه ایک عیسائي نے لکها هوگا ظاهرا معلوم هوتا هی که یهه ترجمه اصلي عبري سے هوا جس سے وه بجز چند مقاموں کے جو ترجمه سپتو ایجنٹ سے زیاده تر مناسبت رکهتے هیں نهایت مطابق اور بعینه هی اِن چند مقاموں کے سپتو ایجنٹ سے مناسبت رکهنے پر جین صاحب کي یهه راے هی که سریا والے ترجمه کے مترجموں نے ترجمه کرتے وقت سپتو ایجنٹ ترجمه سے کچهه مدد لي هو یا یهه که سریا والوں نے بعد ازاں اپنے ترجمه کو سپتو ایجنٹ سے صحیح کیا هو *

لیو سڈن صاحب یهه خیال کرتے هیں که اس ترجمه کے مترجم نے نهایت صحیح عبري نسخوں کا استعمال نهیں کیا اور چند وجوهات سے اپني راے کو تقویت دي هی باوجود اِسکے ڈیتهه صاحب اس نسخه کي قدامت اور وفاداري پر نهایت مستحکم راے رکهتے هیں اور کهتے هیں که اس سریا کے ترجمه کو ایسا مقدم نسخه سمجهیں که جس سے هم دوسري صدي کے عبري متن کو جانچیں اور کني کٹ صاحب اور تي راسي صاحب نے اس نسخه میں بهت عمده عبارتیں پائي هیں *

تقریباً هر مشهور نکته چین اس نسخه کي عام مطابقت کو اصلي متن سے تسلیم کرتا هی اگرچه هر ایک بدرجه مساوي قبول نهیں کرتا اور یهه اُن کا تسلیم کرنا اُن مقاموں سے بخوبي ظاهر هوتا هی جن میں حضرت مسیح سے صفات الوهیت منسوب کي هیں *

جین صاحب یهه سمجهتے هیں که توریت کے ترجمه کرنے کا طریقه کتاب تاریخ کے ترجمه کرنے میں استعمال نهیں کیا گیا اور یهه بهي که کتاب پیدایش کے اول باب میں اور کتاب وعظ اور کتاب راگ میں چند کیلدي زبان کے لفظ پائے جاتے هیں جس سے جین صاحب یهه نتیجه نکالتے هیں که یهه ترجمه ایک شخص کا کیا هوا نهیں هی بلکه کئي شخصوں کا هی *

اور اَوْر ترجمه سریا زبان کے سپتو ایجنٹ سے هوئے هیں جنمیں سے اوربجن صاحب کے هکسپلر نسخه کا جو سریا زبان میں نهایت پسندیده اور مشهور ترجمه هی مختصر

بیان کرنا کافي هوگا ' یهه ترجمه ساتویں صدي کے شروع میں هوا هی ' اور مترجم اسکا نامعلوم هی *

پرفسر ڈي راسي صاحب جنهوں نے اول هي اس نسخه کا نمونه چهاپا اس بات کا تصفیه نهیں کرتے هیں ' که آیا اس ترجمه کو پٹار ابا صاحب یا جیمس صاحب ساکن ادسی سي ' یا پال بشپ معام تیلا یا طامس صاحب ساکن هویکلها سے منسوب کیا جاوے اے سي میهلي صاحب اسکو طامس صاحب سے منسوب کرتے هیں ' اگرچه اور علما یهه کہے هیں که اس شخص نے کتاب هاے اقدس کے مقابله کرنے کے سوا اس نسخه میں اور کچهه نهیں کیا *

یهه ترجمه سپٹو ایجنٹ کے متن سے خاص کر اُن مقاموں میں بعینه مطابقت رکهتا هی ' که جن مقاموں میں سپٹو ایجنٹ عبري متن سے اختلاف رکهتا هی *

عربي ترجمه

(۱) عالم سادي اس گان نے جو ایک مشهور یهودي عالم بیبلن کا تها عهد عتیق کا عربي میں ترجمه بطور تفسیر کے کیا ' اس ترجمه میں سے توریت مقام کانس ٹهنٹ اِن اوبل میں عبري حرفوں میں سنه ۱۵۴۶ میں چهاپي گئي تهي ' اور پیرس اور لندن کے مذهبي مجموعوں میں عربي حرفوں میں چهاپي گئي تهي کتاب اشعیاه کو پالس صاحب نے سنه ۱۷۹۰ و سنه ۱۷۹۱ ع میں چهاپا اس ترجمه کي باقي کتابیں اب تک نهیں ملیں *

(۲) وه عربي ترجمه توریت کا جو اِرپینیس نے سنه ۱۶۲۲ میں چهاپا ' تیرهویں صدي میں کسي افریقه کے یهودي کا جسنے ترجمه کرنے میں عبري متن کا بهت لحاظ رکها هی لکها هوا معلوم هوتا هی *

(۳) کتاب یوشع کا وه عبري ترجمه جو پیرس اور لندن کے مجموعه میں چهپا ' بموجب بائیو صاحب کي راے کے عبري میں سے هوا هی اُسکے مترجم اور تاریخ سے اطلاع نهیں هی *

(۴) سعدیا بن لیوي ابسفي کانت نے جو سترهویں صدي کے شروع میں هوا . توریت اور زبور اور کتاب دانیال کا عربي میں ترجمه کیا ' یهه ترجمے اب کتب خانه برٹش موزیم میں صرف قلمي نسخوں میں سے موجود هیں ' اور بهت بے قدر هیں *

فارسي ترجمے

اگرچه تمام فارسیوں کے عیسائي هوجانے کي کوئي صحیح خبر همارے پاس نهیں هی تاهم کریز اسٹم صاحب اور تهیوڈرٹ صاحب کے بیان سے معلوم هوتا هی ' که فارسي زبان میں کتاب هاے اقدس بهت قدیم زمانه میں ترجمه هوئي تهیں توریت کا وه فارسي ترجمه جو بشپ والٹن صاحب نے مجموعه کي چوتهي جلد میں چهپا ' اُسکو گیارهویں یا بارهویں صدي

میں کسی یہودی نے یہودیوں کے واسطے تیار کیا تھا ' یہہ ترجمہ عبری متن سے اکثر مطابق ہوا ہی *

بشپ والٹن صاحب زبور کے دو فارسی ترجموں کا ذکر کرتے ہیں ' اُن میں سے ایک کسی پورچگال والے ساکن اصفہان نے سنہ ۱۶۱۸ ع میں کیا ' اور دوسرا کسی یہودی کا ولگیٹ رومی ترجمہ سے کیا ہوا ہی *

مصری ترجمے

مصر سے یہودیا کے قریب ہونے کے سبب سے معلوم ہوتا ہی کہ علم انجیل کا مصر کے باشندوں میں زمانہ ابتدا میں پہونچا ' جنکی زبان دو قسم کی ہی ' اول سہدک یا زبان مصر کے اُوپر کے حصہ کی اور دوسری کاپٹک یا زبان نیچے کے حصہ کی ' منتر صاحب نے مقام روم میں سنہ ۱۷۸۶ ع میں کتاب دانیال کے نویں باب کا ان میں سے پہلی زبان میں ترجمہ کیا ' اور من گاری لی صاحب نے مقام باوگنا میں سنہ ۱۷۸۵ ع میں کتاب جریمہ کا نویں باب ورس ۱۷ سے باب ۱۳ تک اسی زبان میں ترجمہ کیا *

زبان کاپٹک قدیم مصری اور یونانیوں کی زبانوں سے مرکب ہی اس زبان میں عہد عتیق کا ترجمہ سپٹو ایجنٹ ترجمہ سے شاید دوسری یا تیسری صدی میں مگر بالتحقیق ساتویں صدی سے پیشتر ہوا ' ڈاکٹر وایٹ صاحب کی یہہ رائے تھی کہ کاپٹک اور سہدک دونوں زبانوں میں ترجمے یونانی زبان سے ہوئے ' اُن ترجموں میں سپٹو ایجنٹ ترجمہ کے بہت سے طرز کلام پائے جاتے ہیں *

اتھیوپیا یا ایبی سینیا کی زبان کے ترجمے

اتھیوپیا یا ایبی سینیا زبان کا ترجمہ جو اب بھی موجود ہی سپٹو ایجنٹ ترجمہ سے کیا گیا تھا ' اگرچہ اس ترجمہ کا مترجم اور زمانہ معلوم نہیں ہی لیکن نا قابل اعتراض قدامت کی علامتوں سے جو اُسمیں موجود ہیں اس بات کے یقین کرنے کی وجہہ ہی کہ یہہ ترجمہ دوسری صدی میں ہوا اس میں چند مخصوص عبارتیں پائی جاتی ہیں مگر جہاں کہیں کہ وہ اپنی اصل کے مطابق ہی وہاں وہ اپنے قدامت کے باعث سے بہت سی سند حاصل کرتا ہی اتھیوپیا کی زبان میں جو حصے کتاب ہاے اقدس کے اول چھپے ' وہ راگ سلیمان اور زبور تھے جن کو جان پاٹکن صاحب نے روم میں سنہ ۱۳۱۵ میں مرتب کیا تھا *

کسی ایبی سینیا کے پریسٹ نے مقام روم میں سنہ ۱۵۴۸ میں بزبان ایبی سینیا عہد جدید کو بھی چھاپا ' اور لنڈن کے مجموعہ میں بھی عہد جدید پھر چھاپی گئی مگر اسکے رومی نسخہ میں جو پرانے اور شکستہ قلمی نسخوں کا استعمال کیا گیا تھا اس لیئے

ایسے مقاموں کو جو اُسکے متن میں نہیں تھے چھاپنے والوں نے ولگت رومي ترجمہ سے ترجمہ کرکے بستعال کیا اسواسطے یہہ نسخے عہد جدید کے اُس زبان میں بہت قابل قدر کے نہیں ہیں * کیونکہ قدیم اتھوپیا کي زبان کے متن کي بعینہ نقلیں ان میں نہیں پائي جاتیں اور کتاب راعوت اور کتاب ھاے پیشین گوئي یو ایل اور یوحنا اور زفانیا اور ملاکي اور راگ موسي اور راگ حینا (اول سموئیل باب ۲) دعائیں ھیزیکیا اور میغیسا اور یوحنا اور ایزیریا اور تین بچوں کي اور کتاب یوشع اور حبقوق اور مریم کي ھمز اور کتاب ذکریا اور سائمن اور کتاب پیدایش کے اول کے چار باب سترھویں صدي کے درمیان کے قریب زبان اتھوپیا یا ابي سینیا میں یہہ سب چھاپي گئیں اتھوپیا کے زبان کے مجموعہ کتابھاے اقدس کے لیڈ الف صاحب کے نسخہ کو برنش اور بیبل سوسئیٹي نے سنہ ۱۸۱۵ ع میں دوبارہ چھاپا یہہ جنني کتابیں ھمنے بیان کیں اتھوپیا کي زبان میں انني ھي کتابھاے اقدس اب تک چھپي ھیں *

ارمینیا زبان کے ترجمے

ارمینیا زبان کا ترجمہ بھي الکذندریہ والے سپٹو ایجنٹ ترجمے سے ھوا اور اُسکے مترجم میزراب صاحب تھے جنہوں نے چوتھي صدي کے اخیر یا پانچویں صدي کے شروع میں ارمینیا زبان کے حروف ایجاد کئے بیان کرتے ھیں کہ اسکن صاحب ارمینیا کے بشپ نے جو اس ترجمہ کے اُس نسخہ کے چھپوانے کي درستي کے واسطے جو سنہ ۱۶۶۶ میں چھپا مقام ایم ستردیم کو بھیجے گئے تھے اس ترجمہ کو بموجب پیسکتو یا پرانے سریا ترجمہ کے اور بموجب ولگت رومي ترجمہ کے بعدہ تبدیل اور صحیح کیا ھی جو نسخہ اس ترجمہ کا مقام کانس تیغنت ان اوپل میں سنہ ۱۷۰۵ میں چھپا بریدن کیغپ صاحب نے پادري داکتر ھالمس صاحب کے سپٹو ایجنت کے نسخہ سے اُسکا مقابلہ کیا کتابھاے اقدس کے ارمینیا زبان کے ترجمہ کو کریزاستم صاحب سے منسوب کرتے ھیں مگر یہہ بات حسب دلخواہ سند نہیں رکھتي ھی *

رومي ترجمے

سکلیوانک یا قدیم رومي ترجمہ سپو ایجنت ترجمہ سے ھوا ھی سرل تھسي صاحب کوبیکا والے نے جو سکلیوانک زبان کے حرفوں کے موجد تھے اور میتھوڈیس صاحب نے شامل ھوکر نویں صدي میں یہہ ترجمہ کیا تھا اور ان دونوں صاحبوں نے بلگیریا والوں کو انجیل کا وعظ بھي کیا اور مقام پراگیو میں سنہ ۱۵۱۹ میں توریت اس زبان میں اول چھپي اور تمام بیبل سنہ ۱۵۷۰ میں اسي زبان میں چھپي سکلیوانک یا قدیم رومي زبان میں چھپي ھوئي کتابھاے اقدس کا وہ نسخہ جو مقام استراگ میں سنہ ۱۵۸۱ میں تیار ھوا مقدم نمونہ ھی جس سے تمام زمانہ حال کے رومي نسخے چھپے ھیں بیان کیا گیا ھی کہ

اُس پر بہت سي نطر ثانيان ہوئيں ہيں خاص کر پادري نالفن صاحب کے زمانہ ميں اور اس نسخہ کا عہد جديد بہ نسبت عہد عتيق کے زيادہ صاف عبارت ميں ترجمہ ہوا ہي *

قديم رومي ترجمے کتاب‌ہاے اقدس کے

(۱) سنہ عيسوي کے شروع ميں رومي زبان بجاے يوناني زبان کے رفتہ رفتہ لوگوں کي عام زبان ہوتي جاتي تھي پس وہ بہت جلد مغربي گرجے کي زبان کہلانے لگي اگستاين صاحب کي شہادت سے يہہ معلوم ہوتا ہي کہ کتابہاے اقدس کے بہت سے ترجمے جو مذہب عيسائي کے آغاز رواج ميں ہوئے تھے رومي گرجا ميں موجود تھے اور اُنکے مترجم معلوم نہ تھے ابتدا کے زمانوں ميں جوہيں کوئي شخص يوناني نسخہ پاتا تھا اور اپنے تئيں دونوں زبانوں يعني يوناني اور رومي ميں بخوبي قابل ديکھتا اُسکے ترجمہ کا قصد کرتا تھا ايک زمانہ کے بعد مختلف ترجموں کي کثرت سے بہت پريشاني پيدا ہوئي يعني ترجموں کے متفرق حصوں کو ملاکر پوري تاليف بناتے تھے اور حاشيہ کي شرح کو متن ميں داخل کرديتے تھے مگر اِن رومي ترجموں ميں سے معلوم ہوتا ہي کہ ايک نے بہ نسبت اوروں کے زيادہ شہرت حاصل کي تھي اور بہت سے برسوں تک بسبب اپني فصاحت عبارت اور اصل سے مطابق ہونے کے ويتس ايٹلا يا پرانے رومي ترجمہ کے نام سے پسنديدگي سے لوگوں کے استعمال ميں تھا يہہ ترجمہ جسکو جيروم صاحب کے زمانہ ميں مذہبي استعمال کي کتاب مانا جاتا تھا بمقابلہ نئے ترجمہ کے جو جيروم صاحب نے کيا بعض اوقات ولگٹ يعني عام ترجمہ کے نام سے پکارا جاتا ہي اور کبھي قديم رومي ترجمہ کے نام سے جيروم صاحب سواے اس ترجمہ کے کسي اور ترجمہ کا ذکر نہيں کرتے *

پورانے رومي ترجمہ کي عہد عتيق اور عہد جديد دونوں يوناني ترجمہ سے ہوئے ہيں کيونکہ مغربي يعني رومي گرجا ميں بہ نسبت مشرقي يعني يوناني گرجا کے چند ايسے اراکين تھے جو عبري زبان سے واقف تھے اگستاين صاحب نے کلام مذکورہ بالا سے يہہ نتيجہ نکالا گيا ہي کہ پورانا رومي ترجمہ سنہ عيسوي کي اول صدي ميں ہوا تھا مگر عہد جديد اُس زمانہ سے پيشتر جس زمانہ ميں کہ مذہبي کتابوں کي ترتيب قرار پائي جسکا قرار پانا بلاشبہہ اول صدي سے پيشتر نہوا ہوگا رومي زبان ميں ترجمہ نہوتي ہوگي اور بہت سي عبري اور سريا زبان کي اصطلاحوں کے عہد جديد ميں پائے جانے سے خاص کر متي اور مارک کي انجيلوں ميں بعض مشہور نکتہ چينوں نے يہہ خيال کيا ہي کہ اس قديم رومي ترجمہ کے مترجم ايسے يہودي ہونگے جو عيسائي ہوگئے ہوں ليکن اسبات کے يقين کرنے کي کامل وجہہ ہي کہ يہہ ترجمہ دوسري صدي کے شروع ميں ہوا القصہ ٹرنر لين صاحب نے اِسکو دوسري صدي کے آخير کا بيان کيا ہي مگر چوتھي صدي کے انجام سے پيشتر اِس ترجمہ ميں ايسي تبديلياں جو ارادتاً کي گئيں تھيں يا اتفاق سے پيدا ہوگئيں اور اجو

رومي بيبل کے ناقلون نے کئی اسقدر کثیر ہوگئی تهیں جسقدر یوناني بیبل میں اُس زمانه سے پیشتر جس زمانه میں که اوریجن صاحب نے اُسکو صحیح کیا تبدیلیاں تهیں *

(۲) اس بڑھنے والي برائي کے دفعه کرنے کے لیئے جیروم صاحب نے حسب الایما اور مدد پوپ ڈیمسکس صاحب کے چوتهي صدي کے اخیر میں اس ترجمه پر نظر ثاني کرنے اور اُسکو اصلي یوناني کے مطابق کرنے کا ارادہ کیا پس عهد جدید کي نظر ثاني اوریجن صاحب کے نسخه هکسپلر کے متن کے مطابق اُنهوں نے کي جس نسخه سے مطابق کرنے کے واسطے وہ تمام سي زاریا کو گئے اور عهد جدید کو اصل یوناني نسخه کے مطابق نظرثاني کیا اور اُنهوں نے یهه اپنا کام سنه ۳۸۴ ع میں پورا کیا اس ترجمه میں سے کتاب ایوب اور زبور جو همارے زمانه تک باقي رهي هیں اور کتب تاریخ اور امثال اور وعظ اور واعظ سلیمان یهه وہ سب کتابیں هیں جو کبهي چهاپي گئیں هیں جیروم صاحب کے قلمي نسخے جن میں کتاب اقدس کي باقي ماندہ کتابیں تهیں وہ قلمي نسخے بسبب دانسته غفلت یا فریب بعض شخصوں کے جنکا اُنهوں نے نام نهیں بیان کیا هی جاتے رهے اور برباد هوگئے *

مگر پیشتر اس سے که جیروم صاحب نے اُس ترجمه کو نظر ثاني کیا اُنهوں نے عهد عتیق کا عبري سے رومي میں اس ارادہ سے ایک ترجمه شروع کیا تها که مغربي عیسائي جو صرف رومي زبان کو استعمال کرتے تهے عبري متن کے اصلي معني جان سکیں تاکه اُسکے اصلي معنوں سے واقف هوکر یهودیوں سے مباحثه میں پهر قابلیت کے ساتهه مصروف هوں *

(۳) یهه ترجمه جو تمام پهلے ترجموں پر سبقت رکهتا هی مختلف ایام میں هوا هی کیونکه جیروم صاحب نے خاص خاص کتابیں جس ترتیب سے که اُن کے دوستوں نے چاهیں ترجمه کیں اگستاین صاحب کے بیان سے همکو معلوم هوتا هی که یهه ترجمه اس خوف سے که ضعیف العقل لوگوں کو ناراضي نهو گرجوں میں بتدریج مروج هوا آخرکار بسبب منظوري پوپ گریگري اول کے اس ترجمه نے ایسي بڑي عزت اور سند حاصل کي که ساتویں صدي سے رومي کیتهلک گرجے میں اسي کا ولگت ترجمه کے نام سے بالکل رواج هوگیا هی *

اور ایک فتوی کونسل ترنت سے سولهویں صدي میں یهه حکم هوا که جب کبهي بیبل عموماً پڑهي جاے تو صرف ولگت ترجمه هي استعمال میں لایا جایا کرے اور تمام قسموں کے وعظ اور تفسیروں اور مباحثوں میں اسي کا استعمال رهے اور اُس کونسل نے اس ترجمه کي سچائي کو تصدیق کیا یهه تصدیق کرنا ایک ایسي مشکوک اصطلاح هی جسکو ارکان کونسل نے زیادہ درستي کے ساتهه بیان کیا هوتا به نسبت اِسکے جیسا که اُنهوں نے اُسکا بیان کرنا پسند کیا هی یعني وجوهات اُسکي پسندیدگي کي بیان کرني چاهئے تهیں مگر اس کونسل کے اس فتوے سے لوگ جزماً یهه کهتے هیں که یهه ولگت ترجمه روح اقدس نے لکهوایا تها اور

انکي توجه یهه که روح اقدس نے اگر اُسکو نہیں لکھوایا تھا تو اُسنے غلط ہونے پر خدا نے ضرور مدد کي تھي اس سبب سے وہ بیان کرتے ھیں که یهه ترجمه الهیه سند رکھتا ھی اور اصل عبري اور یوناني متنوں سے بھي یهه زیادہ قابل لحاظ کے ھی ٭

في الحقیقت اس کونسل کے فتوے سے جسکو رومیوں کے بعض عاقل عالموں علم الهي نے شرح سے مقصود اور معتدل کیا ھی ایسي بڑي سند اور عزت ھوگئي ھی که سند پکڑنے میں بجاے اصل کے اسي کو اختیار کرتے ھیں کیونکه یهه رومي مترجم بجاے عبري اور یوناني متنوں کے ولگٹ کو اپنے ترجموں کي اصل بناتے ھیں اسلیے جب کبھي وہ ولگٹ ترجمه کو مطلب ظاھر کرنے میں ناقص دیکھتے ھیں تب وہ اصلي کتاب ھاے اقدس کي طرف توجهه کرتے ھیں اور اُن کي پیروي کرنے سے اپنے صادق ھادي یعني ولگٹ ترجمه سے علیحدگي اختیار کرتے ھیں مگر عموماً اُنکا اصل متن ولگٹ ھوتا ھی بس وہ ھمکو ترجمه کا ترجمه دیتے ھیں اور کتاب ھاے اقدس کے رومي ترجموں کے اور زبانوں میں ترجمه ھونے سے اصلي متن کے مطالب گم ھو جاتے ھیں اور صاف طبیعت عبارت کي اور زیادہ معدوم ھوجاتي ھی ٭

مغربي گرجا میں جیروم صاحب کے نئے ترجمه کے عام رواج ھونے سے بہت سے نسخوں کي کثرت ھوني لازم آئي اور بسبب گذرنے زمانه دراز کے قدیم رومي ترجمه اور جیروم صاحب کے ولگٹ ترجمه کے آپس میں ملجانے سے اُن میں نئي غلطیاں داخل ھو گئیں کیسیو دورس اس پریشاني کا پہلا باني تھا جسنے یهه حکم کیا تھا که یهه دونوں ترجمے موازي کالموں میں لکھے جاویں تاکه قدیم رومي ترجمه ولگٹ ترجمه کے مقابله سے صحیح ھوجاوے اگرچه ایل کائن صاحب نے آٹھویں صدي میں شہنشاہ چارلي مین کے حکم سے به نسبت سابق کے زیادہ صحیح نسخے تیار کرائے اور لینک فرائینک صاحب بزرگ پادري کینٹربوري نے گیارھویں صدي میں اور کارڈنل نکوس صاحب اور بعض دیگر محققین نے بارھویں صدي کے وسط کے قریب اور تیرھویں صدي کے درمیان میں اُسکے متن کے صحیح کرنے میں بہت سي کوششیں کیں مگر متن پھر بھي ایسي پریشان حالت میں رھا اور ناقلوں کي بے شمار غلطیوں سے اسقدر خراب ھو گیا که اوسط زمانوں کے قلمي نسخے اول کے چھاپے گئے نسخوں سے بہت اختلاف رکھتے ھیں ٭

رابرت ستیفن صاحب اول شخص تھے جنھوں نے سنه ۱۵۲۸ و سنه ۱۵۳۲ و سنه ۱۵۳۴ و سنه ۱۵۴۰ اور خاص کر سنه ۱۵۴۵ سنه ۱۵۴۶ میں اپنے نکته چین نسخوں ولگٹ کے چھاپنے سے اس پریشاني کے دور کرنے کا قصد کیا اور اِن نسخوں سے اور خاصکر پچھلے نسخوں کے مشتہر ھونے سے مقام ساربان کے علما نے اُن کے مصنفوں پر ملامت کي اسلیئے جان ھین تینٹس صاحب محقق ساربن کو ولگٹ کا ایک نیا نسخه تیار کرنے کے

واسطے مصروف کیا گیا اس نسخه کو اُنهوں نے ستیفن صاحب کے پہلے چھپے ہوئے نسخه سے بہت مدد لیکر سنه ۱۵۴۷ ع میں پورا کیا لیوکس بوجینسس صاحب نے بمدد بہت سے اور محققین ساوین کے تین جلدوں میں ایک اور تیسرا صحیح کیا گیا نسخه اس ترجمه کا سنه ۱۵۸۶ ع میں معه نکته چینی شرحوں لیوکس بوجنسس صاحب کے سنه ۱۵۷۳ میں چھاپا اور یہه نسخه ۱۵۸۶ میں دو باره چھاپا گیا تھا *

ساوین کے محققوں کے ترجمه کي ہر ایک بات کو پوپ سیکستس پنجم نے پسند کیا اس لیئے اُسنے حکم دیا که اس کے متن کي نہایت غور اور احتیاط سے نظرثاني کي جاوے اس کام پر اُسنے بہت سا وقت اور توجهه صرف کي اور اس ترجمه کا نسخه جو روم میں سنه ۱۵۹۰ میں چھپا وہ اُسکے پروف خود صحیح کیا کرتا تھا اس نسخه کے متن کي جب اسطرح سے نظر ثاني ہوچکي پوپ سیکستس صاحب نے اُسکو صحیح اور صادق ولگٹ ٹھرایا جسکي تحقیقات کونسل ٹرنٹ میں ہوئي اور حکم دیا که گرجا روم میں اسکو رواج دیا جاوے باوجود ان پوپ کي کوششوں کے یہه نسخه اسقدر غلط معلوم ہوا که اُنکے جانشین پوپ کلمنٹ ہشتم نے اُسکا رواج اُٹھادیا اور ایک اور صحیح نسخه ولگٹ کا سنه ۱۵۹۲ میں چھاپا سیکستس پنجم کے نسخه سے یہه نسخه به نسبت کسي اور نسخه کے زیاده اختلاف رکھتا ہی مگر ساوین کے چھپے ہوئے نسخه سے نہایت مشابه ہی *

ان بہت بڑے اختلافات کو جو ولگٹ کے نسخوں میں پائے جاتے ہیں اور جو پوپوں کے سبب سے بھي جنکو غلطي میں نه پڑنے کا دعوی تھا بہت زیاده ہوئے محققین پروتستنت نے بیان کرنے سے در گذر نہیں کي ہی اور ان اختلافات کو اسطرح سے ظاہر کیا ہی که جس سے گرجا روم کو بڑا نقصان پہنچتا ہی خاصکر کارتھولٹ صاحب نے بالرمائن صاحب کي وجوہات کو جنسے اُنہوں نے ولگٹ ترجمه کے عیب کو چھپایا ہی بہت سي دلایل سے نہایت عمده طرز کے ساتھه غلط کیا ہی اور لندن کے عالم طامس جیمس صاحب نے اپني کتاب بیلم پیپل وغیره مطبوعه لندن سنه ۱۶۰۰ ع میں بہت افزودگیوں اور فروگذاشتوں اور اختلافات کو جو سیکستس اور کیلمنٹ کے ولگٹ کے نسخوں میں ہیں ظاہر کیا ہی *

(۴) کیتھلک اور پروتستنت عیسائي ولگٹ ترجمه کے باب میں مختلف راے رکھتے ہیں کیتھلک عیسائي تو اسکي بیحد تعریف کرتے ہیں اور پروتستنت اُسکي بیقدري اور بے عزتي کرتے ہیں *

لندن کے عالم جان بائس صاحب اول شخص تھے جنہوں نے اس ترجمه کي اصلي قدر و منزلت اپني کتاب کالٹیو مطبوعه سنه ۱۶۵۵ ع میں ہویدا کي ہی اس کتاب میں جواب نہایت کمیاب ہی اُسکے مصنف نے کامیابي سے یہه ثابت کیا ہی که زمانه حال کے مترجموں نے بہت سے مقاموں میں ولگٹ ترجمه کي غیر واجبي طریق سے بیقدري کي

هی اور اُس سے ناحق کنارہ کیا هی۔ پائیس صاحب کے بعد فادر سائمن صاحب نے اپنے نکته چینی تاریخ بیبل کے ترجمه میں یهه ثابت کیا هی که یونانی قلمی نسخے اور اور ترجمے جسقدر قدیم هوتے هیں اُسیقدر زیادہ وہ ولگت ترجمه سے مطابق هوتے هیں اور سبب رچرڈ سائمن صاحب کے زمانه زمانه حال کے بیبل کے نکته چینوں نے بہ نسبت سابق کے ولگت ترجمه کی زیاده واجب طور سے قدردانی کی هی ٭

اگرچه رومی ولگت ترجمه نه تو الہام سے هوا کی اور نه ایسا هی که اُس میں غلطی بالکل هی نهو' جیسا که ماریَنس صاحب اور دیگر بیروں گرجا روم نے اُسکی پیرَوی کی هی تاهم اُسکو عموماً ایک درست نیک نیتی سے کیا هوا ترجمه مانا جاتا هی' اور بعض اوقات اُسمیں کتاب اقدس کے کلاموں کے معنی به نسبت زمانه حال کے ترجموں کے زیاده درست اور صحیح نکلے هیں کیونکه وہ سب ترجمے جنکو گرجا روم کے محققین نے زمانه حال میں کیا هی رومی ولگت سے هوئے هیں جو سبب تیری کونسل ٹرنٹ مذکورۂ بالا کے بجائے اصلی عبری اور یونانی متنوں کے قرار پایا هی' اسلیئے رومی ولگت سے علم بیبل کی تحصیل کرنے والے کو چاهیئے که ولگت سے بیخبر نه رهے چنانچه ان تی هیرونی میں رومی ترجمه بالسبه بہت قدیم هی اسلیئے ان دونوں نسخوں یعنی ولگت اور اس ترجمه سے بہت قدیم یونانی ترجموں کی عبارتیں تحقیق هوتی هیں اب جو نسخے به نسبت کسی نسخه موجود کے بہت پہلے موجود تھے باوجود بہت سے اختلافوں کے جو درمیان سیکستس اور کلیمنت کے نسخوں کے هیں' اور باوجود اسبات کے که گرجا روم کے خاص مسائل کی پرورش کرنے کے واسطے رومی ولگت کے بہت سے مقاموں کا غلط ترجمه کیا گیا هی اُن میں اس حالت میں بهی بہت سی ایسی صحیح عبارتیں موجود هیں جنکی عبری نسخوں میں تحریف هوگئی هی ٭

چاروں انجیلوں کے قدیم رومی ترجمه کو مقام روم میں بلنکنی صاحب نے اپنی جلالیه مصرحه نام رکھه کر دو جلدوں میں چھاپا اور سبیتیر صاحب نے مقام ریمس میں قدیم مسیحی ترجموں کے باقی ماندہ حصوں کو جمع کرکے سنه ۱۷۴۹ ع میں تین جلدوں میں چھاپا ولگت کے چھپے هوئے نسخے اسقدر کثرت سے هیں که اگر اُن کا کچهه بیان کیا جاوے تو اس کتاب کا بہت سا حصه بهر جاوے مگر ولگت ترجمه کا قائیپ صاحب کا نسخه جو مقام پیرس میں سنه ۱۷۸۵ ع میں دو جلدوں میں چھپا هی سبب اُسکی خوب صورتی اور درستی عبارت کے' اور عهد جدید کا نسخه جو باهتمام لیفنروالی اس صاحب کے نیسلہمنتم ولگت وغیرہ کے نام سے مقام روم میں سنه ۱۵۹۲ ع میں چھپا' یهه دونوں ذکر کرنے کے قابل هے ٭

قدیم نسخے عہد جدید کے

عہد جدید کے قدیم ترجموں کو تین قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہی یعنی مشرقی اور رومی اور مغربی رومی ترجموں کا جو اول فقرہ میں بیان کیا گیا ہی اسلیئے ہم اب مشرقی اور مغربی ترجموں کا بیان کرینگے ہی

سریا زبان کے ترجمے عہد جدید کے

قدیم سریا زبان کا ترجمہ پیسکتو یعنی صحیح اور بعینہ کہلاتا ہی اس ترجمہ میں چار انجیلیں اور اعمال حواریان اور نامہ ہاے سینٹ پال ہیں اور سینٹ پال کے ناموں میں وہ نامہ بھی جو یہودیوں کے نام تہا اور اول نامہ سینٹ جان کا اور اول نامہ سینٹ پیٹر کا اور سینٹ جیمس کا نامہ بھی ہی — مشہور مقام جو جان کی انجیل کے باب ۵-۶ میں ہی اور تاریخ اس عورت کی جو زنا کاری میں ماخوذ ہوئی (جان باب ۸ — ۲ لغایت ۱۲) اس نسخہ میں نہیں ہیں تمام عیسائی فرقے اور مشرقی عیسائی اسی نسخہ کا استعمال کرتے ہیں اور اسکی نہایت قدر کرتے ہیں میکیلس صاحب بسبب اس نسخہ کی سلیس عبارت اور مطابقت اصل کے اسکو یونانی انجیل کا ایسا نہایت عمدہ ترجمہ بتاتے ہیں کہ کبہی ان کے دیکھنے میں نہ آیا تھا *

اس میں بہت سے ایسے یونانی لفظ ہیں جو آسانی سے صحیح سریا میں آسکتے تھے متی کے باب ۲۷ میں گیارہ لفظ سے کم نہیں ہیں اور اسی طرح سے چند رومی الفاظ بہی اس میں پائے جاتے ہیں جنکو عہد جدید کے مترجموں نے رومی اطوار اور رسومات سے لیا اس سریا زبان کے ترجمہ میں چند غلطیاں بہی معلوم ہوتی ہیں جنکو صرف یونانی متن کے ہی الفاظ سے صحیح کیا جاسکتا ہی کیونکہ اسی متن سے وہ اول ہی زمانہ میں ہوا تہا یہہ ترجمہ فی الحقیقت نہایت قدیم ہی اور اسبات کے یقین کرنے کے لیئے بہت سی دلیلیں ہیں کہ اگر یہہ ترجمہ اول صدی میں نہیں ہوا تو دوسری صدی کے شروع میں ہوا ہوگا بلاشبہہ تیسری صدی سے یہہ ترجمہ پیشتر ہوا ہوگا کیونکہ وہ متن جسکا وہ پیرو ہی بموجب پرافیسر ہگ صاحب کے قول کے اس نسخہ کے مطابقت نہیں رکہتا ہی جسکو ایلکسنڈرین اور سریا کے گرجوں میں تیسری صدی کے بعد رواج دیا گیا تہا یہہ سریا زبان کا ترجمہ کسی نسخہ کا پیرو نہیں ہی اور کہیں کہیں اس میں قدیم رومی ترجمہ یا کوڈکس کیمبرجی جیسس کی قدیم اور مخصوص عبارتیں واقع ہوئی ہیں *

سینٹ پیٹر کے دوسرے نامہ کا اور یوحنا کے دوسرے اور تیسرے نامہ کا اور یہود کے نامے اور کتاب مشاہدات کا بہی ایک سریا زبان کا ترجمہ موجود ہی اور یہہ سب نامے وغیرہ پیسکتو ترجمہ میں نہیں ہیں بعض مورخ انکو ملوابا صاحب مشرق کے پرانیٹ سے سنہ ۵۳۵ اور سنہ ۵۵۲ کے درمیان میں منسوب کرتے ہیں اِن کتابوں کا ترجمہ اصل یونانی متن سے

هوا هی مگر سترجم اُس کا جسکا حال معلوم نہیں کہ وہ کون تہا دونوں زبانوں کا اچہا علم نہیں رکہتا تہا *

فیلاکزینین ترجمہ جسکو سائیروفیلاکزینین بہي کہتے ہیں فیلاکزینیس یا زکزینوس صاحب کے نام سے جو هیروپولس یا میلس واقع سریا کے سنہ ۴۸۸ سے سنہ ۵۱۸ تک بشپ رہے تہا هی جنہوں نے اپنے ماتحت بشپ پالی کارپ صاحب سے یونانی عہد جدید کا سریا زبان میں ترجمہ کرایا، یہہ ترجمہ سنہ ۵۰۸ میں پورا ہوا اور طامس صاحب هارکل یا هرکلیا والے نے بعد ازین سنہ ۶۱۶ میں اسپر نظر ثاني کي میکیلس صاحب کی یہہ راے هی کہ عہد جدید کا سریا زبان میں ایک تیسرا نسخہ بہي تہا اور ایک چوتہا ڈائیونیوسوس بارسیلبیس صاحب سے جو سنہ ۱۱۶۶ سے سنہ ۱۱۷۷ تک مقام ارمیڈیا کے بشپ رہے منسوب کیا جاتا هی مگر باوجود اسکے یہہ معلوم ہوتا هی کہ صرف دوہي نسخے سریا میں تہے اصلي نسخہ تصنیف کیا ہوا پالي کارپ صاحب کا تہا اور دوسرا نسخہ وہ تہا جسکو طامس صاحب هارکل والے نے نظر ثاني کیا اور چاروں انجیلوں کا اکیلا نسخہ جسکو بار سیلبیس صاحب نے بارہویں صدي میں کچہہ تبدیلیاں کرکے تیار کیا اُسکو ایک نیا نسخہ کہنا اچہا زیبا نہیں هی *

یہہ فیلا کزینین ترجمہ اگرچہ یوناني سے ابتداء میں ہوا لیکن پسکیتو ترجمہ سے بلحاظ اصلي متن سے مطابقت رکہني اور اپني طرز عبارت کے بہت کمتر هی لیکن تب بہي وہ بالکل ناکارہ نہیں هی اور ایسے نکتہ چین کے واسطے اصل ٹہیرانے کے لیئے یہہ بہت عمدہ هی جو مختلف عبارتوں کو اس منشا سے منتخب کرنا چاہتا ہو کہ یوناني اصلي نسخہ کا متن بحال کرے کیونکہ وہ یہہ یقین کرلے کہ اس نسخہ کا ہر جملہ اور کلم یوناني متن کا بعینہ ویسے هي نقل هی جیسا کہ وہ اُس نسخہ میں تہا جس سے یہہ ترجمہ ہوا مگر یہہ ترجمہ جو چہٹي صدي سے پیشتر کا نہیں هی اور پسکیتو ترجمہ خواہ تو اول صدي کے انجام خواہ دوسري صدي کے آغاز میں ہوا تہا اسی لیئے اُس یوناني نسخہ کي عبارتوں سے جس سے فیلا کزینین ترجمہ تیار کیا گیا تہا واقف ہونا اسقدر مفید نہیں هی جتنا کہ اصلي متن کي عبارتوں سے جس سے پسکیتو ترجمہ تیار کیا گیا تہا آگاہ ہونا فائدہ مند هی *

پیلسٹینو سریا زبان کے ترجمہ یا یورشلم کے سریا زبان کے ترجمہ کو بمقام روم کتب خانہ ویٹیکن میں ایڈلر صاحب نے گیارہویں صدي میں ایک قلمي نسخہ میں پایا تہا یہہ عہد جدید کا پورا ترجمہ هی مگر یہہ اُن متفرق حصوں کا صرف ایک مجموعہ هی جو گرجے کي نمازوں میں اتواروں اور تہواروں میں پڑہنے کے لیئے مقرر کیئے گئے تہے یہہ ترجمہ یورشلم کي سریا یا کیلڈی زبان میں لکہا ہوا هی اور علاقہ ایک رومي صوبہ میں تیار ہوا هی اس ترجمہ کا ابتک بالکل مقابلہ نہیں کیا گیا هی پس اسلیئے یہہ بات تحقیق نہیں ہوئي کہ یہہ کون سے نسخہ کے خاندان سے علاقہ رکہتا هی مگر جو کچہہ ہمکو اسکے باب میں معلوم ہوا

اروے اُسکے یہہ سمجھنا لازم هي که اِس نسخه میں مختلف خاندانوں کي عبارتیں مخلوط هیں *

مصري ترجمے عهد جدید کے

عهد جدید کے مصري زبان میں دو ترجمے موجود هیں ایک زبان کاپٹک میں هی جو نیچے کے حصه مصر کي زبان هی اور دوسرا زبان سہدک میں هي جو مصر کے اوپر کے حصه کي زبان هی *

بمقام آکس فرڈ سنه ۱۷۱۶ میں ڈیوڈ ولکنز صاحب نے جو ملک پرشیا کے عالم هیں کاپٹک ترجمه کو چھاپا اور اُنہوں نے اِسبات کے ثابت کرنے میں کوشش کي هی که یهه ترجمه تیسري صدي سے پہلے هوا هوگا مگر بہت سے عالم خاصکر لوئیس پیکویس صاحب جو اُس نسخه کو پانچویں صدي کا بتاتے هیں اُن کي رائے کے برخلاف هیں مشہور مقام جو اول یوحنا باب ۵-۷ میں هی اس ترجمه میں اور ایسے هي سریا زبان کے پسکیٹو اور فلاکریئین ترجمه میں نہیں هی عهد جدید کے ایک یوناني کاپٹک میں کے نسخه کا وہ ٹکڑا جس میں سینٹ یوحنا کي انجیل کا ایک حصه هی پادر جارجي صاحب نے بمقام روم سنه ۱۷۸۹ میں چھاپا اور ایک اور ٹکڑا جس میں عهد عتیق اور عهد جدید کے حصه هیں بمقام کوپن هیگن میں انجل برتھ صاحب نے مرتب کیا اور ڈاکٹر وائد صاحب کي کیفیت سے یهه معلوم هوتا هی که کاپٹک ترجمه به نسبت سہدک ترجمه کے الگذنڈرین نسخه سے زیادہ وابستگي رکھتا هی اور کاپٹک یا سہدک اور ولگیٹ ترجموں میں بہت مطابقت نہیں پائي جاتي هی اسبات میں همارے شبهه کرنے کي کوئي وجهه نہیں هي که کاپٹک ترجمه تبدیل کرکے سہدک ترجمه کے مطابق کرلیا گیا هی *

سہدک ترجمه کا زمانه قائم کرنے میں نکته چین متفق نہیں هیں لیکن ڈاکٹر وائد صاحب نے یهه ثابت کیا هي که یهه ترجمه غالباً دوسري صدي میں هوا هی اس سبب سے یوناني عهد جدید کي تصحیح میں وہ نہایت کارآمد هي ایک بحث سے جو اُس ترجمه پر هوئي جو مصري زبان میں لکھي هوئي هی اور اسکاٹسپ مارش صاحب نے اختصار کیا هے ڈاکٹر وائد صاحب یهه سمجھتے هیں که اب دو سہدک نسخے موجود هیں ایک تو وہ جو ڈاکٹر اسکیو صاحب کے قبضه میں تھا اور دوسرا وہ جسکو مشہور سیاح بروس صاحب لائے پہلے نسخه میں ایک سوفیا نام کتاب هي جسکو ویلن تینس صاحب نے دوسري صدي میں لکھا اس نسخه میں هدو عهد عتیق اور عهد جدید کے مقام پائے جاتے هیں جو سہدک ترجمه مذکور کے اُن ٹکڑوں سے جو اب موجود هیں مطابق هیں جس سے یهه نتیجه نکالا جاتا هی که صرف تمام سال کا سہدک ترجمه هي دوسري صدي میں موجود نهوگا بلکه وہ ترجمه ایسا هي هوگا جیسا که وہ ترجمه هی جسکے ٹکڑے اب همارے پاس هیں اگر اُن ٹکڑوں کو جمع کیا جاوے

تو شاید یورپی بیبل کا سہدک ترجمہ بن جاوے ایک اور نسخہ میں جسکی ڈاکٹر وائٹ صاحب اطلاع دیتے ہیں دو کتابیں ہیں * اُن نسخوں کے نام اور مضامین سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ یہہ دونوں اُسی باسنک کے لکھے ہوئے ہیں اسلیئے یہہ نتیجہ نکالا جاتا ہی کہ اُن کا مصنف دوسری صدی میں ہوا اور اس سہدک ترجمہ میں جو عہد عتیق اور عہد جدید کے بہت سے مقام نقل کیئے ہیں اُن سے ڈاکٹر وائٹ صاحب ویسا ہی نتیجہ نکالتے ہیں جیسا کہ پہلوں سے *

علاوہ کاپٹک اور سہدک زبانوں کے ترجموں کے فادر جارجی صاحب نے ایک نسخہ میں جو کارڈینل باجیا صاحب کا تھا ایک ترجمہ کا ایک ترجمہ پایا جو اُن دونوں سے ایک اور مختلف زبان میں لکھا ہوا تھا جس زبان کا نام ایموتی اکا پکارا جاتا ہی اس ٹکڑے میں صرف اول نامہ کرنتھیئس کے باب ۷—۳۹ سے لغایت باب ۹—۱۱ اور باب ۱۴—۳۳ سے لغایت باب ۱۵—۳۳ ہی ڈاکٹر فریڈرک منٹر صاحب نے اپنی تفسیر عہد جدید میں سہدک اور ایموثیک زبانوں میں اول نامہ کرنتھیئس کے باب ۹—۱۰ سے آیت ۱۶ تک اس ارادہ سے موازی کالموں میں چھاپا ہی کہ پڑھنے والا ان دونوں ترجموں کی مطابقت اور اختلاف کو اچھی طرح دیکھے بسبب مقدم اختلاف کے جو صرف لفظوں کی قوت اور آوازوں میں ہی فریڈرک منٹر صاحب نے ایموثیک زبان کو علاحدہ نہیں قرار دیا ہی *

عربی ترجمے عہد جدید کے

عہد جدید کے بہت سے اور عربی ترجمے علاوہ اُن ترجموں کے ہیں جو چھپے ہیں کیونکہ جس وقت سے عربی زبان بجائے سوریا وطن اور مصر کی زبان کے قرار پائی تب اُن ملکوں کے مسیحیوں نے مجبور ہوکر قدیم ترجموں کے ساتھہ جو اب سمجھہ میں نہیں آتے عربی ترجمے لگائے تھے خیال کیا جاتا ہی کہ یہہ عربی ترجمے مختلف ایام میں درمیان ساتویں یا گیارھویں صدی کے ہوئے یہہ ترجمہ عموماً سب اصلی متن سے نہیں ہوئے مگر اُن ترجموں سے ہوئے جن کے ساتھہ لگائے جانے کے واسطے اُن کو کیا گیا تھا مثلاً چند ترجمے جو یونانی متن کے ساتھہ لگے ہوئے ہیں وہ یونانی متن سے ہوئے اور باقی ترجمے سوریا اور کاپٹک ترجموں سے بلکہ رومی ولگٹ ترجمہ سے بھی ہوئے مقدم عربی ترجمے جو چھپے ہیں حسب تفصیل ذیل ہیں *

(۱) نسخہ چار انجیلوں کا جو بمقام روم سنہ ۱۵۹۰ ع اور سنہ ۱۵۹۱ ع میں چھپا اور چند اور نسخے ہیں جنکے سرنامے نئے ہیں اور تاریخ اُنکی سنہ ۱۶۱۹ ہی اسی زمانہ میں ایک عربی ترجمہ جسکے ساتھہ سطر بسطر اُسکا رومی ترجمہ ولگٹ سے لیا گیا ہی مگر عربی ترجمہ سے مطابق کرنے کے واسطے اُس میں کچھہ تبدیل کیا گیا ہی چھپا معلوم ہوتا ہی کہ یہہ رومی ترجمہ اصل یونانی متن سے ہوا ہوگا چاروں انجیلوں کا یہہ نسخہ معہ

چند اصلاحوں کے پیرس کے مجموعہ میں دوبارہ چھاپا گیا تھا اور پھر بشپ والٹن صاحب نے بہت سے نسخوں کی مدد سے اُس میں بہت سی اصلاحیں کرکے اُسکو لندن کے مجموعہ میں چھاپا *

(۲) ایک نسخہ سے جسکو بیان کرتے ہیں کہ سنہ ۱۳۴۲ عیسوی میں لکھا گیا اور سینٹ یوحنا کے عبادت خانہ واقع بیابان تھے بیس میں دستیاب ہوا اوربنیس صاحب نے مقام لندن میں سنہ ۱۶۱۶ میں ایک عربی ترجمہ چھاپا ان صاحب نے اپنے نسخہ کو عجیب مطابقت سے نقل کیا ہی یہاں تک کہ جہاں نہیں صرف و نحو کی غلطی بھی معلوم ہوئی اُسے بھی ویسے ہی رہنے دیا یہہ نسخہ نہایت عمدہ اور بہتر اور اصلی نسخہ عربی ترجمہ کا ہی مگر اسکا بہم پہونچنا مشکل ہی رومی ترجمہ سے یہہ نسخہ بعینہ مطابق ہی *

(۳) عربی اور رومی بیبل کو جسکو مذہبی مجلس نے مقام روم میں باہتمام سرجیس ریسیس صاحب بشپ دمشق کی تین جلدوں میں سنہ ۱۷۶۱ ع میں چھاپا رومی ولگٹ سے مختلف کردیا گیا ہی اور اس سبب سے یہہ نسخہ کتاب ہاے اقدس کی عبارت یا معنی کی صحت کرنے میں کچھہ کام کا نہیں ہی *

(۴) جو عربی ترجمہ عہد جدید کا مذہبی سوسئیٹی نے لنڈن میں سنہ ۱۷۲۷ ع میں ایشیا کے عیسائیوں کے استعمال کے لئے چھاپا اُسکی بھی کیفیت یہی ہی یعنی اُسکو بھی تبدیل کردیا گیا ہی پیرس اور لندن کے مجموعہ اس نسخہ کی بنیاد ہیں مگر اسکے مولف سالومن نگری صاحب نے اُسکو اُن مقاموں میں تبدیل کیا ہی جو ہمارے موجود یونانی متن کی عبارت سے اختلاف رکھتے ہیں *

اتھیوپیا زبان کے ترجمے عہد جدید کے

اتھیوپیا زبان کے مصنف کے حال سے ہمکو اطلاع نہیں ہی خیال کرتے ہیں کہ مصنف اُسکے ترومینٹس صاحب تھے جنہوں نے قریب سنہ ۳۳۰ ع کے اتھیوپیا میں مذہب عیسائی کا وعظ کیا یہہ ترجمہ زبان غیظ میں ہی یعنی اُس زبان میں جو اتھیوپیا میں مذہب کے لئے خاص ہی عہد جدید کا ایمہرک زبان میں بھی جو اتھیوپیا کی عام زبان ہی ایک ترجمہ ہی *

ارمینیہ زبان کے ترجمے عہد جدید کے

عہد جدید کے ارمینیہ ترجمے کو سب لوگ متفق مزراب صاحب سےجو ارمینیہ زبان کے (الف بے) کے موجد ہیں اور بشپ اسحاق سے منسوب کرتے ہیں اور چوتھی صدی کے

اخیر یا پانچویں صدي کے شروع کا خیال کرتے هیں، یهه ترجمه سریا ترجمه سے دو دفعه کیا گیا تها اور بعدهٔ یوناني متن سے کیا گیا تها، اس ترجمه کے نسخوں میں جو عهد جدید کي وه کتابیں پائي جاتي هیں جنکو پسکیتو یا قدیم لفظي سریا زبان کے ترجمه میں هرگز جائز نرکها گیا تها اس سے یهه علانیه معلوم هوتا هی که اس ترجمه کے موجود نسخے یوناني متن سے نیئے گئے تهے، سیملر صاحب کي رائے کے بموجب بڑے کام کا هی، کیونکه جن نسخوں سے وه هوا هی أنکي عبارتیں اس میں بعینه نظر آتي هیں مگر میکئلس صاحب یهه خیال کرتے هیں که یهه نسخه گویا ایک بیحد خزانه هوتا اگر زمانه اور کتب مذهبي کي خرابیوں سے محفوظ رهکر هم تک بجنسه پهونچتا قلیل حصه ارمینیه کے بادشاه مسمی هیتهوریاهتهم کے سنه ۱۲۲۴ سے سنه ۱۲۷۰ ع تک اس نسخه کو بهت سے مقاموں میں تبدیل کرکے رومي ولایت کے مطابق کرلیا هی یهه بادشاه گرجا روم سے تعلق رکهتا تها اور رومي زبان سے واقف تها *

فارسي ترجمے عهد جدید کے

چاروں انجیلوں کے دو فارسي ترجمے موجود هیں جنمیں سے نهایت عمده اور پسندیده نسخه کو بشپ والٹن صاحب نے ایک نسخه مقبوضه ڈاکٹر پاکوک میں سے سنه ۱۳۱۴ ع میں لیکر لندن کے مجموعه میں اول چهاپا یهه نسخه سریا ترجمه سے هوا اس میں کهیں کهیں سریا زبان کے الفاظ بهي مسلم رکهے هیں اور أسکے ساتهه ایک اور فارسي ترجمه لگا هوا تها *

دوسرا فارسي زبان کا ترجمه ویلاک صاحب نے اور أنکي وفات کے بعد پیرس صاحب نے سنه ۱۶۵۲ ع سے سنه ۱۶۵۷ ع کے درمیان تک تین نسخوں سے مقابله کرکے مرتب کیا اور چهاپا خیال کیا جاتا هی که یهه نسخه یوناني متن سے هوا *

قدیم مغربي ترجمے عهد جدید کے

عهد جدید کے گاتهک زبان کے ترجمے کو یوناني سے الفي لاس صاحب نے جو میسو گاٹ قوم کے مشهور بشپ تهے کیا اور کانستینٹ اِن اوپل کي کونسل جو سنه ۳۵۹ ع میں هوئي أسکي معاون تهي اور شهنشاه کانستینٹ ان اوپل کے پاس انهي کو بطور ایلچي کے سنه ۳۷۸ع میں بهیجا گیا تها بیان کرتے هیں که یهه صاحب مذهب ایرین تهینیٹز کے مسائل کے پیرو تهے اور أنهوں نے اصول مذهب مذکوره کو اپنے ملک کے لوگوں میں پهیلایا تها کهتے هیں که پوري بیبل کا زبان گاتهک میں ترجمه کرنے کے علاوه الفي لاس صاحب نے گاتهک زبان کے حرف بهي ایجاد کیئے مگر وه حرف جنمیں عهد جدید کا یهه ترجمه لکها هوا هی حقیقت میں أس زمانه کے رومي حرف هیں ترجمه کاملوت جو زبان گاتهک نے زمانه الفي لاس صاحب میں پایا تها دلیل اس بات کي هی که وه حرف تهوڑي مدت تک رهے *

ادي لس صاحب کا ترجمہ جنہوں نے وہاں میں تعلیم پائي تھي یوناني متن سے ہوا مگر بہت سے معاملوں میں جو یہہ ترجمہ یوناني متن سے مطابقت رکھتا ہی اسلیئے یہہ سمجھہ ہوا ہی کہ اُس میں رومي ولگٹ میں سے کچھہ لیکر زمانہ حال میں تغیر و تبدل دیا گیا ہی مگر اسکے بالکل اعتراض قدامت ہے اور اُسکے عموماً اصل سے مطابق ہونے سے اس ترجمہ کو بیبل کے نسخہ چیننے نے را مرتبہ دیا ہی مگر بد قسمتي سے یہہ حصہ همارے وقت تک پورا نہیں پہونچا اسکے حصے جو اب چھپے هیں وہ صرف چار انجیلوں میں کا حصہ اور سینٹ پال کے ناموں کے جو نام رومیوں کے هیں چند ٹکڑے هیں *

سکلیوانک یعني قدیم رومي زبان کے ترجمے

سکلیوانک یا قدیم رومي ترجمہ کو مسمیو سرل صاحب جو قدیم رومي زبان کے حرفوں کے موجد تھے اور میتھودیس صاحب دونوں نے بنائیں یوناني اصلي متن سے نویں صدي میں تیار کیا یہي دونوں صاحب عہد عتیق کے بھي مترجم ہیے تمام اُن نسخوں میں جو سنہ ۱۶۵۳ ع سے پہلے کے هیں مشہور آیت اول یوحنا باب ۵ – ۷ نہیں پائي جاتي ہی سنہ ۱۶۵۳ ء اور سنہ ۱۶۶۳ع کے نسخہ میں اس کو حاشیہ پر لکھدیا ہی مگر اس نسخہ سے بعد کے تمام نسخوں میں اس آیت کو متن میں شامل کردیا ہی *

اینگلو سیکسن یعني قدیم انگریزي زبان کے ترجمے

گرچہ مذهب عیساني ملک برطانیہ میں اول صدي میں آیا تھا مگر یہہ نہیں معلوم ہوتا ہی کہ اُس ملک کے باشندوں کے پاس آٹھویں صدي سے پہلے اُنکی زبان میں کتاب اقدس کا کوئي ترجمہ تھا یا نہیں قریب سنہ ۷۰۶ کے ایدھیلم صاحب سربارن کے اول سب سے زبان سیکسن میں کتاب زبور کا ترجمہ کیا اور اُنھی کے صاحب کي خواهش سے ایک بہت برا ادبود صاحب بشپ لیندس فارن یا مقدس جزیرہ والے نے چاروں انجیلوں کا زبان سیکسن میں اسکے تھوڑے دنوں بعد ترجمہ کیا اس ترجمہ کے ہونے سے تھوڑے دنوں بعد معزز عالم بید صاحب نے جنکا سنہ ۷۳۵ میں انتقال ہوا پوري بیبل کا اس زبان میں ترجمہ کیا علاوہ ان ترجموں کے سیکسن زبان کے دوسرے ترجمے تمام کتابہاي اقدس جواد مختلف حصوں کے زمانہ حال کے کیئے ہوئے تھے اور کتاب زبور کا ایک ترجمہ مشہور بادشاہ الفرڈ نے جنکا سنہ ۹۰۰ میں انتقال ہوا شروع کیا تھا اُسکي وفات تک صرف آدھا ہوئے پایا اور الفرک صاحب نے جو مقام کینٹربري کے بشپ اعظم تھے کتاب ہاے توریت اور یوشع اور جودس اور سلاطین کا تھوڑا سا حصہ اور کتاب استہر اور میکبیس کا اس زبان میں ترجمہ کیا *

اینگلو سیکسن زبان کا ترجمہ علانیہ قدیم رومی ترجمہ سے ہوا معلوم ہوتا ہی میکیلس صاحب کی یہہ راے ہی کہ یہہ ترجمہ قدیم رومی ترجمہ کی عبارتوں کی تصحیح میں کارآمد ہوسکتا ہی' اور سلر صاحب نے یہہ کیفیت بیان کی ہی کہ اس ترجمہ میں بہت سی ایسی عبارتیں ہیں جو یونانی اور رومی دونوں نسخوں سے اختلاف رکھتی ہیں اس اختلاف کے نمونہ میں اُنھوں نے چند مقام اپنی کتاب میں درج کیئے ہیں — ڈاکٹر مل صاحب نے اِس ترجمہ سے مختلف عبارتیں انتخاب کیں ہیں ' اور بسبب اختلاف طرز بیان اور دیگر بہت سی ناہمواریوں کے جو اس ترجمہ میں پائی جاتی ہیں ڈاکٹر مل صاحب کی یہہ راے ہی کہ اسکو کئی مترجموں نے تیار کیا ہی -- خیال کیا گیا ہی کہ یہہ ترجمہ آٹھویں صدی میں ہوا ہی *

زمانہ حال کے ترجمے عہد عتیق اور عہد جدید کے

عہد عتیق کے زمانہ حال کے رومی ترجموں میں سے جو گرجا روم کے پیرووں کے کیئے ہوئے ہیں پیگنینس صاحب اور مانٹینس صاحب اور میل وینڈا صاحب اور کیجتن صاحب اور ہوبی گینٹ صاحب کے ترجمے خاص کر قابل ذکر کرنے کے ہیں *

سینکٹس پیگنینس صاحب جو ایک ڈامینکا کے درویش تھے زمانہ حال کے مشرقی طالب‌علموں میں سے اول تھے جنھوں نے اصلی زبانوں سے کتاب‌ہاے اقدس کے نئے ترجمے کرنیکا ارادہ کیا — اُنھوں نے اپنے تحصیل علم کے زمانہ میں یہہ خیال کرکے کہ رومی ولگت ترجمہ جیروم صاحب کا جسکا ابھی بیان ہوچکا ہی بہت ناقص ہوگیا ہی عبری سے عہد عتیق کا ایک نیا ترجمہ تیار کرنے کا ارادہ کیا ' اسطرح پر کہ جہاں کہیں جیروم صاحب کا ترجمہ اصل سے مطابق پایا جائے اُن مقاموں میں اس نئے ترجمہ کے تیار کرنے میں اُسکی بھی پیروی کی جاوے — بہ استعانت دسویں پوپ لیو اور چھٹے ہیڈرین اور چھٹے کلیمنٹ کے اُنھوں نے اس ترجمے کام میں پچیس برس صرف کیئے — یہہ ترجمہ اول بمقام لاینز سنہ ۱۵۲۸ میں چھپا تھا ' جن یہودیوں نے اسکو پڑھا اُسکی اصل سے مطابق ہونے کو تصدیق کیا — پیگنینس صاحب کا بڑا قصور یہہ ہی کہ اُنھوں نے اصلی متن کی اس ترجمہ میں نہایت پیروی کی ہی ' اور اس مشکوک پیروی نے اس ترجمہ کو تاریک وحشت آمیز اور غیر محاورہ لفظوں سے معمور کردیا ہی — اُنھوں نے انسانوں اور شہروں کے عام تسلیم شدہ ناموں کو بھی تبدیل کیا ہی' اور بجاے اُن کے ایسے نام لکھے ہیں جنکا تلفظ میسوراٹینس کے قواعد تلفظ کے موافق ہوتا ہی *

اگرچہ اس مترجم کے ترجمہ کی طرز پر فادر سائیمن صاحب نے نہایت سخت نکتہ چینی کی ہی' تاہم وہ اُسکی قابلیت اور علم کا اقرار کرتے ہیں ' اور اُنسے پچھلے مُفسر اور نکتہ چین

اُسکے ترجمہکو ایسا جاننے میں از روے انصاف اتفاق کرتے ھیں کہ وہ ترجمہ اصلي عبري متن سے بعینہ اور مطابق ھی' اور اُسکے لفظي معني ظاھر کرنے کے لئے بہت مناسب ھی - پیگنینس صاحب نے بعد ازاں یوناني متن سے عہد جدید کا ترجمہ کیا ' اور اِس ترجمہ کو اپنے معاون آٹھویں پوپ کلیمنٹ صاحب کے نام پر مخصوص کیا - یہہ ترجمہ معہ ترجمہ عہد عتیق کے مقام لائنز میں سنہ ۱۵۲۸ میں چھپا تھا ' اور رابرٹ استیفینز صاحب نے پیگنینس صاحب کے ترجمہ کا نیا نسخہ معہ اصلاحوں کے دو جلدوں میں سنہ ۱۵۵۷ میں چھاپا ' مگر اس نسخہ میں صرف عہد عتیق چھپي ھی اور عہد جدید بیزا صاحب کے رومي ترجمہ میں جسکا بیان ھوچکا ھی چھپي ھی ٭

(۲) پیگنینس صاحب کے ترجمہ پر بینیڈکٹ ایریس مانٹینس صاحب نے جنکو رومي زبان کا ایک نیا مترجم غلطي سے سمجھا گیا ھی نظر ثاني کي - اِن صاحب کا مقصد ارادہ یہہ تھا کہ عبري الفاظ کو اسي قدر رومي الفاظ سے ترجمہ کریں کہ جسقدر عبري میں ھوں - پس اس التزام کے باعث سے اُنھوں نے اپنے تمام ترجمہ کو صرف نحو کے نہایت مشکوک قواعد کے بموجب کیا ھی' اور رومي زبان کي خوبي پر کسي طرح کا لحاظ نہیں کیا - اسلیئے مانٹینس صاحب کا نسخہ بہ نسبت اسکے کہ اُسکو حقیقي ترجمہ سمجھا جاوے زیادہ تر اسي تفسیر ھی جس میں صرف نحو کا زیادہ تر التزام ھی - عہد جدید میں ولگٹ ترجمہ کے چند الفاظوں ھي کو صرف تبدیل کیا ھی' یعني جہاں کہیں اُنھوں نے اصل یوناني متن سے اُنکو مختلف دیکھا ٭

(۳) طامس میل وینڈا صاحب کے ترجمہ میں بہ نسبت ترجمہ مانٹینس صاحب کے زیادہ تر صرف نحو کي پابندي ھی اور وحشت انگیز بھي ھی' اس لحاظ سے اسکي قدر کم کي جاتي ھی اور لوگوں نے دل سے اُسکو فراموش کردیا - ترجمہ جو کارڈینال کیجٹن صاحب کے نام سے مشہور ھی حقیقت میں اُنکا نہیں ھی' اُسکو دو شخصوں نے جن میں سے ایک یہودي تھا اور دوسرا عیسائي اور دونوں مقدس کتاب کي اصلي زبان سے خوب واقف تھے ترجمہ کیا تھا - اسیطرح سے تمام عہد جدید کا بھي ترجمہ سواے کتاب مشاھدات کے اُنھوں نے ھي کیا تھا - کیجٹن صاحب نے اُن وحشت انگیز کلموں کو جنکو وہ استعمال کرتے اگر اُن کا ترجمہ بھي صرف نحو کے بموجب لفظي ھوتا ھوشیاري سے فروگذاشت کیا ٭

(۴) عہد عتیق کا وہ رومي ترجمہ جو فادر ھوبي گینٹ صاحب نے عبري بیبل کے اپنے نکتہ چین نسخہ میں چھاپا عبري متن موجودہ کے بموجب ترجمہ نہیں کیا گیا ھی بلکہ بموجب ایسے متن کے ترجمہ کیا گیا ھی جسکا بمدد قدیم قلمي نسخوں اور قدیم ترجموں اور قیاسي اصلاحوں کے صحیح کرنا اُنھوں نے مناسب سمجھا - زمانہ رفارمیشن یعني ترمیم مذھب سے علماء پروٹسٹنٹ نے اصلي عبري سے بہت سے رومي ترجمے عہد عتیق کے کیئے ھیں -

اِن ترجموں میں نہایت قدر والے ترجمے اِن صاحبوں کے ھیں یعنی منستر صاحب لیو جوڈا صاحب اور دیستیلیو صاحب اور جونیس صاحب اور تریمیلیس صاحب اور سکمیڈت صاحب اور ڈیتھہ صاحب اور اسکاٹ صاحب اور ویفرز صاحب کے *

(۱) سیباستین منستر صاحب نے اصلی عبری متن سے عہد عتیق کا ایک نیا ترجمہ کرکے مقام بیسل میں سنہ ۱۵۳۴ میں چھاپا - اُنہوں نے ھي ایک دوسرا نسخہ معہ عبري متن اور چند شرحوں کے جنکي نسبت فادر سائیمن صاحب کي یہہ راے ھی کہ وہ کتاب ھاے اقدس کے طرز بیان کے سمجھنے کے واسطے مفید ھیں سنہ ۱۵۴۶ میں چھاپا ' اور لفظوں کے معنوں کي صرف نحو سے بہت پیروي نکرکے جیسا کہ پیگنینس صاحب اور مان تینس صاحب نے کی ھی زیادہ صاف اور سمجھنے کے لایق ترجمہ کیا ھی - عبري متن کے معنوں سے تجاوز جو یہیں کیا اس سبب سے عبري چند خاص محاورات اُن کے ترجمہ میں موجود ھیں - اس ترجمہ میں سیباستین منستر صاحب نے نہایت عمدہ یہودي عالموں کي تفسیروں سے مدد لي ھی *

سائیمن صاحب منستر صاحب کے ترجمہ کے خاص حصوں پر اعتراض کرتے ھیں ' لیکن پیگنینس صاحب اور مان تینس صاحب کے ترجموں کو بہ نسبت اُسکے زیادہ پسند کرتے ھیں ' مگر ھوویت صاحب منستر صاحب کو ایسا مترجم جانتے ھیں جو عبري زبان سے خوب آگاھي رکھتے تھے ' اور جنکا طرز بیان اصلي سے بالکل مطابق ھی *

(۲) وہ ترجمہ جسپر لیو جوڈا صاحب کا نام ھی اُنہوں نے ھي کرنا شروع کیا تھا ' مگر اُن کي زندگی نے وفا نکي ' آخر تھیوڈیر بائلي اینڈر پروفسر علم الہي مقام زیورچ والے کے حوالہ ھوا ' اور کان رڈ پیلیکن صاحب کے جو اُسي مقام میں عبري کے پروفسر تھے بلي اینڈر صاحب نے عہد عتیق کے باقي ماندہ حصہ کو عبري سے ترجمہ کیا — پیٹر کالن اور روڈالف گالتر صاحب نے جو دو عالم پروتستینٹ تھے اور اُسوقت مقام زیورچ میں سکونت رکھتے تھے عہد جدید کا ترجمہ کرنا اختیار کیا - اگرچہ اُن کا کیا ھوا ترجمہ مقام پیرس کے محققین نے پسند نہ کیا ' مگر سیلیمینکا کے محققین نے اُسکو اچھي طرح قبول کرکے قدر و منزلت کي اور پھر چھاپا - اس ترجمہ کو اصل سے بہت مطابق مانا جاتا ھی ' اور بہ نسبت منستر صاحب کے ترجمہ کے اس کا طرز بیان زیادہ پسندیدہ ھی ' مگر دونوں کے مترجم بعض باتوں میں لفظي معنوں سے بہت تجاوز کرگئے ھیں *

(۳) رومي ترجمہ سیباستین چیٹلن یا کیسٹلیو صاحب کا جنکو اس نام سے عموماً پکارتے ھیں مقام جینیوا سنہ ۱۵۴۲ میں تیار ھونا شروع ھوا ' اور مقام بیسل میں جہاں کہ وہ اگلے سال میں چھپا سنہ ۱۵۵۰ میں تمام ھوا - ان کا ارادہ تھا کہ عہد عتیق اور عہد جدید کو قدیم عمدہ رومي مورخوں کي مانند ترجمہ کریں ' مگر بعض نکتہ چینوں نے اُن کے طرز

بیان پر نہایت سخت اعتراض کیا ہی، گویا کہ وہ محتاج ہی عمدہ صفائي اور شان اور حرمت کا جو مقدس اصلي کتابوں کي علامتیں ہیں - مگر پروفسر ڈیتھہ صاحب نے اس عالم پروتستنیامت کے ذمہ پر سے یہہ اتہام دور کیا ہی *

(۴) فرینسس جونیس صاحب اور ایمانویل تریمیلیس صاحب کا ترجمہ اول مرتبہ سنہ ۱۵۷۵ میں چھپا، بعدہ جونیس صاحب نے اُسکو صحیح کیا تب دوبارہ چھپا - پروتستنٹ گرجوں نے اِس ترجمہ کو بہت پسند کیا، اور بسبب اُسکي سادگي اور سلاست عبارت اور اصل سے مطابق ہونیکے آجتک اُسکي بڑي قدر کي جاتي ہی - فادر سائمن صاحب نے اِس ترجمہ پر نہایت سخت نکتہ‌چیني اور اعتراض کیا، مگر میتھیو پول صاحب نے اپني کتاب سینوپسس کے دیباچہ میں اُسکو نہایت عمدہ ترجموں میں شمار کیا ہی، اور گرجا کي تاریخ لکھنے والے صاحب نے اس ترجمہ کي اس لحاظ سے کہ وہ عبري متن سے نہایت مطابقت رکھتا ہی تعریف کي ہی *

(۵) سیباستین سکمیڈت صاحب نے جو مشرقي زبانوں کے مقام سٹریس برگ میں پروفسر تھے بیبل کا ایک نیا رومي ترجمہ اُسکے مترجم کي وفات کے بعد سنہ ۱۶۹۶ع میں چھاپا - اس ترجمہ کے بہت سے نسخے ہیں، اور یہہ بہت لفظي ترجمہ خاص‌کر عبري زبان کے مبتدي طالب علموں کے لیئے نہایت مفید ہی *

(۶) جان اگستس ڈیتھہ صاحب کا ترجمہ جو مقام لیپ سک میں علوم مشرقي کے پروفسر تھے اس ملک میں اور تمام یورپ میں بسبب اسکے کہ وہ عموماً اصل سے مطابق اور عمدہ ہی بڑي شہرت رکھتا ہی *

(۷) ہنري اگسٹس اسکات صاحب اور جولیس فریڈرک وندر صاحب نے عہد عتیق کا ایک اَور نیا ترجمہ عبري سے کرکے سنہ ۱۸۱۶ میں چھاپا، ابتک اُسکي ایک ہي جلد جس میں توریت ہی چھپي ہی - یہہ ترجمہ اصل سے بہت مطابق معلوم ہوتا ہی *

علاوہ مذکورہ بالا نئے زمانہ حال کے رومي ترجموں کے بہت سے نسخے رومي ولگت ترجمے کے عبري اور یوناني متنوں سے اسقدر صحیح کیئے گئے ہیں کہ گویا نئے ترجمے سمجھے جاویں — ان ہي سب میں سے وہ رومي بیبلیں بھي ہیں جنکو کلیریس صاحب اور ایبر صاحب اور اُوسي ایںڈر صاحب نے مشتہر کیا *

۱ ایسي ڈور کلیریس صاحب کا نسخہ رومي ولگت کا اول مرتبہ مقام وینس میں سنہ ۱۵۴۲ میں مشتہر ہوا، اور بہت کمیاب ہی - پھر اُسي مقام میں یہہ نسخہ سنہ ۱۵۵۷ اور سنہ ۱۵۶۴ میں چھپا - اُنہوں نے قدیم رومي بیبل کو صرف بحال ہي نہیں کیا، بلکہ بہت سے مقاموں میں جہاں کہیں اُنہوں نے خیال کیا کہ وہ غلط ترجمہ ہوا ہی اس طرح سے صحیح کیا ہی کہ جس سے وہ اصل عبري متن سے مطابق ہوجاوے - اگرچہ اُنہوں نے چھہ

کہ وہ اپني کتاب کے دیباچہ میں بیان کرتے ہیں آٹھ ہزار مقام سے زیادہ صحیح کئے ' تاہم بہت سے اس خوف سے چھوڑدیئے کہ رومي ولگت میں بہت سي تبدیلیاں کرنے سے رومن کیتھلک برافروختہ نہوں *

(۲) پال ایبو صاحب جنہوں نے رومي ولگت لیوتھر صاحب کے جرمن زبان کے ترجمہ سے صحیح کیا کلاریس صاحب کے قاعدہ کے پیرو ہیں -- اِن کا نسخہ مقام ویٹم برگ میں معہ اُسکے جو لیوتھر صاحب کے ترجمہ سے اس میں زیادہ کیا گیا ہی اگسٹس صاحب کي سند سے جو مقام سیکسني کے ایلکٹر ہیں سنہ ۱۵۶۵ ع میں چھاپا گیا تھا ' اور سنہ ۱۵۷۴ ع میں یہي ترجمہ پھر چھپا *

(۳) نسخہ لیوک اوسي اینڈر صاحب کا سنہ ۱۵۷۸ ع میں مشتہر ہوا اور تب سے کئي بار چھپ چکا ہی ' جیسے کہ اُنکا جرمني ترجمہ ولگت کا کئي مرتبہ چھپا ' جس کا اول نسخہ مقام اسٹٹ گارڈ میں سنہ ۱۶۰۰ ع میں چھپا ' اور اینڈرو اوسي اینڈر صاحب کا ولگت نسخہ بھي سنہ ۱۶۰۰ ع میں چھپا ' اور پھر بعد کو بھي کئي دفعہ چھپ چکا ہی -- اِن دونوں صاحبوں نے ولگت کو بموجب اصل عبري کے صحیح کیا ہی -- جن حرفوں میں اُنہوں نے اپنے ولگت کو چھاپا ہی اُن حرفوں سے اور مختلف حرفوں میں اپني اصلاحوں کے چھاپنے سے اپني کتاب کے پڑھنے والے کو پریشاني میں ڈالا ہی *

اسي طرح سے عہد جدید کے بہت سے رومي نسخے ہیں ' جنکو دونوں فرقوں یعني کیتھلک اور پروٹسٹنٹ نے کیا ہی -- اِن ترجموں میں سے ایریسمس صاحب اور بیزا صاحب اور سیباسٹي ایني صاحب کے ترجمے خاص کر لایق بیان کرنے کے ہیں *

(۱) مشہور ایریسمس صاحب کو اس بات کي عزت ہی کہ اُنہوں نے اصلي یوناني متن سے رومي زبان میں عہد جدید کا سب سے پہلے ترجمہ کیا ' اُنکا مدعا یہہ تھا کہ ایک صاف اور اصل کے مطابق ترجمہ کریں ' جس ارادہ میں لوگ اسبات کو جایز رکھتے ہیں کہ وہ اسقدر کامیاب ہوئے جتنا کہ اُس زمانہ میں ممکن تھا -- اس ترجمہ کے تیار کرنیمیں اُنہوں نے صرف چھپے ہوئے نسخوں سے ہي کام نہیں لیا ' بلکہ چار قلمي یوناني نسخوں کا بھي استعمال کیا ہی ' اور بموجب قاعدہ جیروم صاحب کے اُنہوں نے ولگت سے کچھہ ہي اختلاف رکھا ہی -- اُنکے ترجمہ کا اول نسخہ سنہ ۱۵۱۶ ع میں مشہور ہوا ' اور دسویں پوپ لیو کے نام پر مخصوص کیا گیا ' جنہوں نے شکر گذاري کي ایک چٹھي میں جو بنام ایریسمس صاحب کے لکھي اس نسخہ کي بہت سي تعریف کي -- لیکن پوپ کي تعریفوں سے یہہ نہوا کہ یہہ صاحب بعض رومي کیتھلک نکتہ چینوں کے سخت اعتراض اور نکتہ چیني سے محفوظ رہتے ' جن کے مقابلہ میں ایریسمس صاحب نے بڑي ہمت سے آپ کو اُن کے اعتراضوں سے بري کیا -- ایریسمس صاحب نے اپنے ترجمہ کو اکثر خود چھاپا اور اَوروں نے بھي چھاپا *

(۲) تهيو دورت بيزا صاحب کا رومي ترجمه اول مرتبه سنه ۱۵۵۹ ع ميں چهپا اور اُس سے بعد کو بهي کئي بار چهپ چکا هی- اُسکے اصل سے مطابق هونے کے سبب سے هرفرقه کے پروٹستنٹ اُسکي همیشه قدر کرتے رهے - البته بشپ والٹن صاحب کي يهه راے تهي که اس ترجمه کے مصنف پر يهه الزام هونا واجب هی که اُس نے علم عبارتوں سے بدون سند قلمي نسخوں کے بلا ضرورت پرهیز کیا هی - مگر بیزا صاحب کے ترجمه کا غور سے امتحان کرنے پر ظاهر هوگا که وه مشهور بشپ يهه راے دينے ميں غلطي پر تهے *

(۳) لور پالف‌سباسٹي ايمي صاحب نے جو کتاب لائي‌کوفرن کے مرتب کرنے والے ایک بڑے عالم تهے ایک رومي ترجمه عهد جدید کا سنه ۱۸۱۷ ع ميں چهاپا ' اور يهه صاحب مشرق ميں خوب مشهور تهے ' اور انگلستان ميں بهي بالکل انکا نام چهپا هوا نهيں هی -- سبب نقصانوں کے جو اُن کو هوئے ' اور بد بختيوں کے سبب سے جو اُنهوں نے سرکار انگریزي کي اُن بڑي خدمات کے سرانجام دينے ميں اُسوقت ميں سهيں جبکه وه فارس ميں آئے مشنريز کے پريسيڈنٹ تهے جنکو گرجا روم نے اُسوقت ميں رواته کیا تها ' جبکه شهنشاه درنا پارٹ نے دربار اصفهان سے تعلق پیدا کرنے کا اراده کیا - يهه ترجمه الکذنڈرین نسخه سے هوا - مترجم بیان کرتا هی که میں نے اس نسخه سے بهت قلمي نسخوں اور مختلف عبارتوں کے مجموعوں کا مقابله کیا ' اور اُسکے ساتهه هي اُسے هر نکته چين مدد سے جو وه حاصل کرسکا خاص کر یوناني متقدمين کي تحریروں کي اور زمانه حال کے یوناني پادریوں میں سے بڑے عالموں کي مدد سے اپنے کو مستغني کیا - اخیر مدد کے حاصل کرنے کے واسطے سیباسٹي ایمي صاحب ظاهر هی که تمام یونان ميں پهرے - تمام مقدم مسائل ميں يهه ترجمه اُن قواعد کے مطابق هی جنپر گرجا روم ميں عمل هوتا هی *

یورپي ترجمے زمانه حال کي زبانوں کے

جرمن زبان کے ترجمے

جرمني کو جسمے اس بات کي عزت هی که اول چهاپه کا دو وهیں ایجاد هوا اسي طرح مقدس علوم کے دفتر ميں اُس کا نام اس سبب سے مشهور هی که کتاب اقدس اول اسکے باشندونکي زبان ميں چهاپے ميں چهپ کر مشتهر هوئي *

پهلے هي سنه ۱۴۶۶ ع ميں ایک جرمني ترجمه ولگت سے ترجمه هوکر چهپا ' جسکے مترجم کا نام نا معلوم هی - ابهي مذهب کي ترمیم شروع نهيں هونے پائي تهي که لیوتهر صاحب نے اپنے هموطنوں کے عام استعمال کے واسطے کتاب اقدس کا ایک نیا ترجمه کرنے کا قصد کیا *

* لوتهر صاحب کا اصل ترجمه جو کچهه تها جان ریو کان صاحب کے رومي متن سے سات سامز استغفار کا کیا هوا تها — یهه سامز سنه ۱۵۱۷ ع میں مشتهر هوئے اور انکے بعد سنه ۱۵۲۲ ع میں عهد جدید کا ترجمه مشهور هوا٭ اور اسکے بعد سنه ۱۵۲۳ع میں توریت کا ترجمه٭ اور اسکے بعد سنه ۱۵۲۴ع میں کتاب یوشع اور باقي مانده کتب تواریخ کا ترجمه چهپا٭ اور اسي سال میں کتاب هاے ایوب اور زبور اور امثال اور وعظ اور غزل الغزلات بهي چهپیں٭ اور سنه ۱۵۲٦ع میں پیشین گوئیاں یوحنا اور حبقوق کي مشتهر هوئیں٭ اور سنه ۱۵۲۸ع میں پیشین گوئیاں اشعیاه اور زکریا کي٭ اور سنه ۱۵۲۳ع میں خارج شده کتاب وزدم کي٭ اور سنه ۱۵۳۰ ع میں کتاب ڈانیال معه باقي مانده خارج شده کتابوں کے٭ اور سنه ۱۵۳۱ اور سنه ۱۵۳۲ ع میں باقي اور پیغمبروں کي کتابیں چهپي گئیں *

لوتهر صاحب کے ترجمه کے یهه سب حصے اب نهایت کمیاب هیں٭ اسکي نظر ثاني کرنے میں انهوں نے عالم صاف دل فلپ میلینکتهن صاحب کي بڑي مدد لي٭ جنهوں نے مشهور شخصوں سے بهول کي نکته چیني کي مختلف باتوں پر اس اراده سے خط کتابت کي که جہاں تک هوسکے صحیح ترجمه هووے٭ اور اس ترجمه کی درستي اور اصل سے زیاده تر مطابقت کرنے کے واسطے ایک منتخب مجمع عالموں کا لوتهر صاحب کے پاس مقام ویتم برگ میں هر فقره کي نظر ثاني کرنے کے لئے جو لوتهر صاحب نے صرف عبري اور یوناني متنوں هي سے کیا تها جمع هوا — میلینکتهن صاحب نے اصل یوناني سے مقابله کیا٭ کرو سیجر صاحب نے کالتي سے اور اور پروفسروں اور یهودي علما کي تحریروں سے مقابله کیا — جستس جونس صاحب اور جان بوجن هیگن صاحب اور میتهیو اروگهلس صاحب نے بهي مدد دي *

اس طرح سے نظر ثاني هوکر یهه تمام بیبل سنه ۱۵۳۰ع میں چهپي٭ اور سنه ۱۵۳۴ع اور سنه ۱۵۴۱ع اور سنه ۱۵۴۵ ع میں مکرر چهپي — لوتهر صاحب نے اپنا ترجمه صرف اصلي عبري اور یوناني متن سے کیا٭ اور ان کے بهت سے دشمنوں میں سے کوئي یهه اتهام نه لگا سکا که وه ان زبانوں سے ناواقف هیں — بیان کرتے هیں که انکا ترجمه بهت صاف اور اصل کے مطابق هي٭ اور اسکا طرز بیان بهت عمده هي *

اصل میں جو یهه ترجمه متفرق حصوں میں مشتهر هوا٭ چنانچه یهه حصے درجه بدرجه دست بدست رهے٭ اسلیئے لوتهر صاحب کے ترجمه سے بهت عجیب اثر پیدا هوئے٭ اور بے تعداد لوگوں کي طبیعتوں میں سے گرجا رم کے غلط مسایلوں اور کذب مذهبي استعمالوں کے نکال دینے کا یهه ترجمه بهت بڑا سبب هوا *

علاوه جیسا که لوتهر صاحب کا جرمني ترجمه کتابوں اقدس کا بهت قیمتي هي ویسا هي اسکے چهپنے کے بعد مذهب کي ترمیم کے دشمنوں نے جنکي کتابوں کو والجیس صاحب نے

شمار کیا ھی اُسپر سخت حملے کیئے ـ لیوتھر صاحب کے ترجمہ کو فرتہ‌زنگلین اور کیلر نست نے ترمیم کرکے بے شمار مرتبہ مختلف مقاموں میں چھاپا ھی *

۳ لیوجوتا صاحب نے مقام زیورچ میں سویس‌تریفسلیشن کي جرمني زبان میں کتاب‌ھاے اقدس کا ترجمہ سنہ ۱۵۲۵ ع اور سنہ ۱۵۲۹ ع میں چھاپا ـ جہاں تک ھوسکا اُنھوں نے لیوتھر صاحب کے ترجمہ کے ایسے حصوں سے جو اُسوقت میں چھپے تھے اس ترجمہ کے کرنے میں مدد لي ـ مقام زیورچ میں سنہ ۱۶۶۷ ع میں ایک نیا اور نظر ثاني کیا ھوا ترجمہ چھپا تھا ـ اس نسخہ میں تبدیلیاں اور اصلاحیں اُسقدر کثرت سے ھیں کہ اُسکو ایک نیا ترجمہ سمجھا جاتا ھی' اور اس نظر سے کہ لیوجوتا صاحب کے پورانے زیورچ ترجمہ کو اس نسخہ سے تمیز کرسکیں اسکو نیا زیورچ بیبل پکارتے ھیں *

۴ زیورچ نسخہ جو لیوتھر صاحب کے نسخہ سے بہت اختلاف رکھتا ھی اسلیئے جان پسکیتر صاحب نے جونیس اور تریمیلیس صاحب کے رومي ترجمہ سے جسکي اُنھوں نے نہایت پیروي کي ھی ایک اَور ترجمہ کرنا اختیار کیا ـ یہہ ترجمہ درمیان سنہ ۱۶۰۲ عیسوي اور سنہ ۱۶۰۴ ع کے متفرق حصوں میں مشتہر ھوا' اور سترھویں صدي میں پھر چھپا *

علاوہ مذکورہ بالا جرمني زبان کے ترجموں کے جو پروتستنت کے کیئے ھوئے ھیں رومن کیتھلک محققین کے کیئے ھوئے ترجمے بھي ھیں' جن میں ایک کا آگے بیان کیا جاتا ھی *

۵ جان‌دیتمبرجر صاحب کا ترجمہ' جس سے یہہ صاف معلوم ھوتا ھی کہ اُسکا مترجم اُس کام کے لایق نہ تھا جو اُسنے اختیار کیا ـ اس شخص نے بہت سا کچھہ لیوتھر صاحب کے ترجمہ میں سے لیا ھی' مگر لیوتھر صاحب کو بہت برا لکھا ھی *

۶ اُس زبان میں بھي عہد عتیق کے ترجمے ھیں جسکو ملک جرمني کے یہودي بولتے ھیں' اور جسکا نام یہودي جرمني ھی *

۷ یہودي جرمني زبان میں ایک ترجمہ عہد عتیق کا جسکو یہودي عالم جو کیتھیل ابن اسحاق بلیتز نے کیا ھی مقام ایمسترڈیم میں سنہ ۱۶۷۹ ع میں چھپا ـ کارتھولت صاحب اِسکے مترجم کو خدا کا برا کہنے والا فریبي بتاتے ھیں' اور یہہ الزام دیتے ھیں کہ اُسنے اپنے مذھب کی پچ سے چند پیشین گوئیوں متعلقہ مسیح کو چھپا دیا ھی *

اُن زبانوں میں کے ترجمے جو انگریزوں کے جزیروں میں بولي جاتي ھیں

اگرچہ ایسے دراز زمانہ کے گذرنے پر یہہ بات تحقیق کرني غیر ممکن ھی کہ انگلستان کے جزیرہ میں مذھب عیسائي نے اول ھي کب اور کس سے رواج پایا' اور پہلے پہل کتاب‌ھاے اقدس اُسکے باشندوں کي زبان میں کب ترجمہ ھوئیں' پھر بھي ھمکو یہہ معلوم ھی کہ بہت برسوں تک اُسکے باشندوں کے پاس مقدس کتاب کا کچھہ حصہ اُنکي خاص زبان میں تھا *

نهايت زمانه ابدا کا ترجمه جسکے باب میں هم اطلاع رکہتے هیں که زبور کا وہ ترجمه هی جو ایڈهیلم یا ایڈیلم صاحب نے جو شربورن کے اول بشپ تہے قریب سنه ۷۰۶ کے زبان سیکسن میں ترجمه کیا *

۲ ایکبرت صاحب بشپ لیمڈس فرن نے جنکا انتقال سنه ۷۲۱ میں ہوا چاروں انجیلوں کا سیکسن زبان میں ترجمه کیا *

۳ چند سال کے بعد معزز بیڈ صاحب نے تمام بیبل کا سیکسن زبان میں ترجمه کیا *

۴ قریب دوسو برس کے بعد بیڈ صاحب کے بادشاه الفرڈ نے خواه تو ایڈهیلم صاحب کے ترجمه کا نقصان پورا کرنے کے واسطے جسکو خیال کرتے هیں که ڈنمارک کی لڑائی میں معدوم هوگیا تها ، یا بیڈ صاحب کے ترجمه کو صفائی اور ترقی دینے کے واسطے زبور کا ایک اور ترجمه کیا *

۵ ایک سیکسن زبان کا ترجمه توریت کا ، اور کتاب یوشع اور کتاب سلاطین کے کچهه حصے ، اور کتاب استهر اور جودت کے خارج شده کتابوں اور کتابهاے موکبیز کا ترجمه ، الفرک یا الفرڈ صاحب سے جو سنه ۹۹۵ میں کینٹربری کے آرچ بشپ تهے منسوب کیا جاتا هی *

۶ اس زمانه کے بعد کئی صدیاں گذر گئیں جن میں معلوم هوتا هی که کتب مقدس تغافل میں پڑیں ، اور اُن کے عام پڑهے جانے کی ریت نے منامی دی اول انگریزی ترجمه بیبل کا جسکا موجود هونا معلوم هوا هی کسی نامعلوم شخص کا هی جسکو آرچ بشپ اسر صاحب سنه ۱۲۹۰ کا بتاتے هیں اس ترجمه کے تین قلمی نسخے کتب خانه بوڈلین اور آکسفورڈ میں گرجه عیسائی اور شهزادی کے کالجوں کے کتب خانوں میں محفوظ هیں *

۷ چودهویں صدی کے انجام کے قریب کہتے هیں که جان ڈی ٹریویسا صاحب نے جو مقام برکلی واقع صوبه گیلاسیسٹر کے پادری تهے اپنے مهربان لارڈ برکلی صاحب کی خواهش سے عهد عتیق اور عهد جدید کا ترجمه انگریزی زبان میں کیا ، مگر اُس ترجمه کے کسی حصه کا کبهی چهاپا جانا جو معلوم نهیں هوتا اس سبب سے یهه خیال کیا گیا هی که جو ترجمه اُس سے منسوب کیا جاتا هی وہ چند هی متنوں میں محدود رها جو جان ڈی ٹریویسا صاحب کے مهربان کے گرجه واقع قلعه برکلی کی دیواروں پر نقش کردیئے گئے ہے یا جو اُن کی کتابوں کے چند حصوں میں جنکے اب بهت سے قلمی نسخے موجود هیں متفرق پهیلے هوئے هیں *

۸ مذکوره بالا مصنف کے هم زمانه مشهور جان وکلف صاحب نے قریب سنه ۱۳۸۰ع کے تمام بیبل کا اُس زمانه کی انگریزی زبان میں ترجمه کیا ، کیونکه عبری اور یونانی زبانوں سے وہ بخوبی واقف نه تهے *

۹ انگلستان میں بھی اسیطرح سے جیساکہ یورپ کے اَوْر حصوں میں واقع ہوا مذہب کی ترمیم کی پاک نوشتوں کے پھیلنے سے باشندوں کی خاص زبان میں نئے ترجمہ ہوئے کتب مقدسہ کے اول چھپے ہوئے انگریزی ترجمہ کے واسطے ہم ولیم تنڈال صاحب کے ممنون ہیں جنھوں نے عہد جدید کا اصلی یونانی سے انگریزی میں ترجمہ کرنے کا قصد کیا - اور اسی نظر سے مقام اینٹورپ واقع فلینڈرز کو گئے - اس مقام میں بمدد عالم جان فرای یا فریتھ صاحب کے جنکو مقام اسمتھ فیلڈ میں مذہب کی بنیاد میں غلطی کرنے کے اتہام سے سنہ ۱۵۵۱ ع میں زندہ جلادیا گیا تھا' اور بمدد ایک مذہبی بھائی کے جسکا نام ولیم رائے صاحب تھا اور اُنکو بھی بسبب اسی اتہام کے مقام پور چگال میں قتل کیا گیا ولیم تنڈال صاحب نے اپنے ترجمہ کو پورا کیا اور خواہ مقام اینٹ ورپ یا ہمبرگ کے سنہ۱۵۲۶ ع میں یہہ ترجمہ چھپا *

۱۰ مائلس کور ڈیل صاحب نے جو خدا پرستی اور علم کتب مقدسہ اور وعظ کی جفا کشی کے سبب سے بہت معزز تھے تمام بیبل کے انگریزی ترجمہ کو سنہ ۱۵۳۵ ع میں چھاپ کر اپنے بادشاہ کے نام سے مخصوص کیا' اور اُن اوصاف کے سبب سے بادشاہ ایڈورڈ چوتھے نے اُنکو ضلع ایکسیٹر کی بشپی پر ممتاز کیا - یہہ اول انگریزی ترجمہ تمام بیبل کا ہماری زبان میں چھپا ہوا ہے - اور اس وجہہ سے خاص ترجمہ کہتے تھے کہ پہلے انگریزی ترجموں سے مختلف ہے جیسا کہ لویس صاحب نے اسکو تنڈال صاحب کے ترجمہ سے مقابلہ کرکے ثابت کیا ہے *

۱۱ گرفتن اور وٹ چرچ صاحب نے مقام ہیمبرگ میں بموجب قول چند شخصوں کے یا مقام مال برو یا ماربرگ واقع ہیسی یا بمقام مار بکہ واقع صوبہ وٹم برگ میں بموجب قول اوروں کے انگریزی بیبل کا ایک اَوْر نسخہ سنہ ۱۵۳۷ ع میں چھاپا اس ترجمہ پر طامس میتھیو صاحب کا نام تھا - ویتلی صاحب کی یہہ رائے ہے کہ کتاب تاریخ کا آخر تک اس نسخہ میں تنڈال صاحب کا ترجمہ ہے' اور وہاں سے آگے کتاب خارج شدہ تک کور ڈیل صاحب کا ترجمہ ہے - ویتلی صاحب نے یہہ بھی معلوم کیا تھا کہ تمام عہد جدید بھی تنڈال صاحب کی ترجمہ کی ہوئی ہے - ہیلن صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہہ نسخہ تنڈال صاحب اور کور ڈیل صاحب کے نسخہ میں سے کچھہ بدبدل کرکے بنا ہے - میتھیو صاحب کو اس ترجمہ کا مترجم چند وجوہ کے سبب سے نہیں قرار دیا گیا ہے' جن میں سے ایک وجہہ یہہ ہے کہ یادگاری تنڈال صاحب کی بہت سے لوگوں کو ناگوار ہوگئی تھی' اسلیئے میتھیو صاحب کا نام اُسپر لکھدیا گیا تھا - بیان کیا گیا ہے کہ جان راجرز صاحب کو جو ایک عالم مدرس تھے اور سلطنت شاہزادی میری میں جو لوگ جلادیئے گئے تھے اُنمیں سے یہہ اول تھے کربن مر صاحب نے اس نسخہ کے چھپنے کا اہتمام کرنے اور چند اصلاحوں اور افزودگیوں کے کرنے کے واسطے جو ضروری سمجھی گئی تھیں مقرر کیا تھا *

۱۲ انگلستان میں تب رجوں هي پوپ کي حکومت خارج هوئي ' اور پارليمنٹ نے سنه ۱۵۳۴ ع میں بادشاہ کي عظمت قرار دي تب کرينمر صاحب نے کتب مقدسه کے ترجمه کو عام زبان میں ترقي دینے کے واسطے بہت محنت کي ' کیونکه وہ یهه خوب جانتے تھے که اس تجویز پر مذهب کي ترمیم کي ترقي بہت منحصر هی - ماه اپریل سنه ۱۵۳۵ ع میں گریفتن اور وت چریچ صاحب نے وہ بیبل جسکو بیبل کلاں کہتے هیں چھاپي - اسکے متن میں رومي ترجمه کے اُن حصوں کو جو عبري یا یوناني متن میں نہیں پائے جاتے هیں چھوٹے حرفوں میں چھاپا هی ' مثلاً تین آیتیں چودھویں زبور کي جو انگریزي دعا کي کتاب کے ترجمه میں پانچویں چھٹي اور ساتویں آیتیں هیں اور معاهده اول یوحنا باب ۵ - ۷ و ۸ کا عبري اور کالدي متنوں کي عبارت کے اختلاف کو ظاهر کرنے کے واسطے ایک علامت مقرر کي گئي هی یهه نسخه گویا نظر ثاني کي هوئي میتهیو کي بیبل هی - اس ترجمه میں بہت سي تبدیلیاں اور اصلاحیں خصوصاً کتاب زبور میں کي گئي هیں - جانسن صاحب کتب مقدسه کے اس تیسري بار کے چھپے هوئے نسخه کو ایسي بیبل کے نام سے تمیز کرتے هیں جسکي بہت تعریف جلد هی ' اور اُسکو سنه ۱۵۳۹ ع کا بتاتے هیں - وہ بیان کرتے هیں که میلس کورڈیل صاحب نے اس ترجمه کو عبري سے مقابله کیا ' اور بہت سے مقاموں میں صلاح دي - اس نسخه کے مرتب کرنے میں وہ مقدم هوتا تھا *

۱۳ جان بیدل صاحب نے سنه ۱۵۳۹ ع نے ترمیان میں ایک اور بیبل جسکو ٹورنر صاحب کي بیبل اس سبب سے کہتے هیں که اُسکے مرتب کرنے والے کا نام ریچرڈ ٹیورنر تھا چھاپي - جس انگریزي بیبل کا هم ابهي اوپر بیان کرچکے هیں نه اُس بیبل کا نظر ثاني کیا هوا یهه نسخه هی نه نیا ترجمه هی ' مگر ایک اوسط درجه کي کتاب هی جس میں میتهیو صاحب کي بیبل کو صحیح کیا گیا هی ' جسمیں حاشیه کي شرح میں سے کسیقدر اس نسخه میں داخل کردیا گیا هی ' اور کسیقدر چھوڑ دیا گیا هی ' اور کتناهي اسکے مرتب کرنے والوں نے اپني طرف سے بھردیا هی *

۱۴ بیبل کلاں میں بہت سي افزودگیاں جو عام رومي ترجمه سے لیکر داخل کي گئي هیں اُنکو بشپ کي بیبل میں نہیں داخل کیا گیا ' جسکو بشپ کي بیبل اس وجهه سے کہتے هیں که اُسکو بشپوں نے تیار کیا تھا ' اور آیت ۷ اول یوحنا باب ۵ جسکو مختلف حرفوں میں چھاپنے سے امتیاز کیا گیا تھا اس بیبل میں بدون کسي امتیاز کے اُسکو چھاپا گیا هی - یهه بیبل سنه ۱۵۷۲ ع میں بہت سي اصلاحوں اور ترمیموں معه بہت سے دیباچه کي گفتگوؤں کے دوبارہ چھپي - بیبل کا یهه دوسري مرتبه کا چھپا هوا نسخه میتهیو پارکر صاحب کي بیبل کہلاتا هی *

۱۵ اخیر انگریزی ترجمہ جسکا تذکرہ کرنا باقی ہی وہ ترجمہ ہی جو اب مروج ہی — اسکو بادشاہ جیمس کی بیبل کہتے ہیں — یہہ بادشاہ سنہ ۱۶۰۳ میں انگلستان کا تخت نشین ہوا ' اور اُسکے اگلے سال میں دربار ہیمپٹن میں جو مجلس جمع ہوئی تھی وہاں بشپ کی بیبل پر بہت سے اعتراض پیش کیئے گئے تھے — پس بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک نیا ترجمہ کیا جاوے ' اور اس امر اہم کے سرانجام کے لیئے ۵۴ عالم مقرر ہوئے — یہہ علماء چھہ گروہوں میں منقسم ہوئے ' اور ہرگروہ کو معین حصے بیبل کے ترجمہ کرنے کے واسطے دیئے گئے ' اور جو کچھہ بادشاہ نے اُن عالموں کو اسکے باب میں ہدایتیں کیں اُنمیں سے چند ذیل میں درج ہیں *

• معمولی بیبل جو گرجے میں پڑھی جاتی ہی اور جسکو عموماً بشپ کی بیبل کہتے ہیں اس ترجمہ کرنے میں اُسکی پیروی کیجاوے ' اور اُس میں اسقدر تبدیلی کیجاوے جسقدر اصل کا مقتضا ہو *

پیغمبروں اور مقدس مورخوں کے ناموں کو معہ اَور اُن ناموں کے جو متن میں ہیں جہاں تک ممکن ہو اُسی طرح رہنے دیا جاوے جیسے کہ وہ عام استعمال میں ہیں *

جب کسی لفظ کے کئی معنی ہوں تو اُن میں سے وہ معنے لیئے جاویں جو مناسب موقع کے ہوں اور عقاید ایمانیہ کے برخلاف نہوں ' جنکو نہایت مشہور متقدمین کثرت سے عام استعمال میں لاتے تھے *

دوصدیوں سے زیادہ گذریں ہیں کہ یہہ اجازت دیا گیا ترجمہ کتب مقدسہ کا جو اب تک استعمال میں ہی انگریزوں کی قوم کو حاصل ہوا - اس مدت دراز کے اندر اگرچہ عالموں نے خاص کتابوں کے بہت سے مقامات کی تفسیر بہت خوبی اور قابلیت سے کی ہی' تاہم اُسکی سلاست عبارت اور بالکل اصل سے مطابق ہونے اور عمدگی سے ہمارا یہہ ترجمہ عیسائیوں کی راے میں جہاں کہیں انگریزی پڑھی جاتی ہی نہایت اعلیٰ اور برتر رتبہ رکھتا ہی — مگر چند سال سے اس مشہور ترجمہ پر جو سچے عیسائی دل کے لیئے بڑی ہمسائی ہی عجب تیزی سے حملہ ہوا ہی' اور اُسپر یہہ الزام لگایا گیا ہی کہ وہ اصل سے مطابق ہونے اور خوبی اور عمدگی عبارت میں ناقص اور مشکوک اور غلط یہانتک ہی کہ بڑے بڑے امر اہم کے امور میں بھی صحیح نہیں ہی *

اس ترجمہ کے مقدم دشمن اس زمانہ میں (علاوہ ڈاکٹر گیڈس صاحب اور اَوروں کے جنکی گستاخ اور بیہودہ تفسیروں کو ہم ذکر نہیں کرتے ہیں) جان بلیمی صاحب ہیں جنھوں نے اپنی بیبل کے نئے ترجمہ کی تجویز اور دیباچہ اور شرحوں میں اس ترجمہ پر اعتراضات کیئے ہیں اور دوسرے سرجیمس بلینڈ برجس صاحب ہیں جنہوں نے اپنی دلایل

متعلقہ ضرورت نئے ترجمہ کتب مقدسہ میں اس ترجمہ میں عیب نکالے ہیں — ان مورخوں میں سے پہلے نے اپنی تجویز میں جسکو اُنہوں نے سنہ ۱۸۱۸ع میں مشہور کیا یہہ اقرار دیا کہ سنہ ۱۲۸ عیسوی سے اصل عبرانی متن سے کوئی ترجمہ نہیں ہوا ہی' اور یہہ کہ چوتھی صدی میں جیروم صاحب نے اپنا رومی ترجمہ یونانی ترجمہ سے کیا تھا' اور اُنکے ترجمہ سے رومی ولگٹ ترجمہ ہوا' اور رومی ولگٹ سے تمام یورپ کے ترجمے ہوئے' اور اس تقریر سے اول مترجموں کی تمام غلطیوں کی ہمیشگی ثابت کرتے ہیں *

ملک ویلز کی زبان کے ترجمے

ڈاکٹر رچرڈ ڈیوس صاحب کے ایک نامہ سے جو سینٹ ڈیوڈ کے بشپ تھے' اور یہہ نامہ اس زبان کے اُس عہد جدید کے نسخہ میں جو سنہ ۱۵۶۷ع میں چھپا شامل تھا' ہمکو دریافت ہوتا ہی کہ قریب سنہ ۱۵۲۷ ع کے ایک برطانویہ یا ویلز زبان کا ترجمہ نسخہ توریت کا موجود تھا' اگرچہ اُسکے مترجم کا نام معلوم نہیں ہی — چند دیگر قلیل اور متفرق مقاموں کتابہاے اقدس کا ترجمہ معلوم ہوتا ہی کہ بادشاہ اڈورڈ چھٹے کی سلطنت میں ہوا' اور غالباً بادشاہ کے ہمراہی مذہبی گروہ کے استعمال کے واسطے چھپا' مگر ملکہ الزبت کی سلطنت تک اسباب کی کافی تدبیریں نہیں کی گئی تھیں کہ صوبہ ویلز کے باشندوں کو اُن کی خاص زبان میں کتاب اقدس کا ترجمہ بہم پہونچایا جاوے *

ولیم مارگن صاحب بشپ مقام لینڈاف نے تمام عہد عتیق کو معہ خارج شدہ کتابوں کے زبان ویلز میں ترجمہ کیا' اور عہد جدید کے پہلے ترجمہ کو بھی نظر ثانی کیا اور اصلاح دی — اُنکے یہہ دونوں ترجمے سنہ ۱۵۸۸ میں چھپے اور ڈاکٹر پیری صاحب نے بھی جو ضلع سینٹ اِساف کے بشپی میں مارگن صاحب کے جانشین ہوئے بادشاہ جیمس اول کی سلطنت میں ویلز زبان کے ترجمہ کا امتحان کیا اور تصحیح کی — یہہ صحیح کیا ہوا ترجمہ جو عموماً پیری صاحب کی بیبل کہلاتا ہی اُس زبان کے تمام اگلے نسخوں کی بنیاد ہی *

جزیرہ ایرلینڈ کی زبان کے ترجمے

جبکہ عہد جدید کا ترجمہ اس زبان میں ولیم ڈینیل صاحب توآم کے آرچ بشپ لے لیا تب ڈاکٹر بیڈل صاحب نے جو سنہ ۱۶۲۹ میں مقام کلمور اور ارداغ کی بشپی پر سر بلند ہوئے عہد جدید کا ترجمہ کرنے کے واسطے مسٹر کنگ صاحب کو بہم پہونچایا — ان صاحب نے بسبب اِس بات کے کہ وہ اصلی زبانوں سے واقفیت نرکھتے تھے اُسکا ترجمہ انگریزی ترجمہ سے کیا' اسلیئے بیڈل صاحب نے اس ترجمہ کو عبری متن اور سپتو ایجنت اور ڈایوڈیٹی کے رومی ترجمہ سے مقابلہ اور نظر ثانی کیا' اور بیڈل صاحب نے کنگ صاحب کے اس کام کی نہایت مدد کی *

گیلک زبان کے ترجمے

اس زبان میں عہد جدید کا ترجمہ پادری جیمس استوارٹ صاحب نے کیا ہی۔ اصل سے مطابق ہونے اور درستی کے سبب سے یہہ ترجمہ بہت معزز ہی۔ عہد عتیق کی بہت سی کتابوں کا ترجمہ حصوں میں مختلف ایام میں ترجمہ ہوکے چھپا *

فرانسیسی زبان کے ترجمے

۱ نہایت شروع زمانہ کا فرانسیسی ترجمہ کتب مقدسہ کا گائرس ڈی موئن صاحب نے کیا تھا۔ یہہ صاحب سینٹ پیٹر ڈی ایکر واقع بشپی ٹوروین کے کینن تھے۔ اس ترجمہ میں جو کام سے ہوا سنہ ۱۲۹۱ ع سے سنہ ۱۲۹۴ تک یہہ مصروف رہے۔ جیمس ڈی پیور صاحب ساکن اسیپلر نے جو جاکوبس فیبر اسٹیپولینسس والے کے نام سے زیادہ تر مشہور ہیں سینٹ پال کے ناموں کا ترجمہ معہ نسخہ چوبن سوحدوں اور ایک تفسیر کے سنہ ۱۵۱۲ ع میں چھاپا۔ اس ترجمہ میں رومی ولگت ترجمہ کو وہ آزادی سے ملامت کرتے ہیں۔ لی فیور صاحب کا ترجمہ کہتے ہیں کہ تمام اگلے فرانسیسی بیبل کے ترجموں کی بنیاد ہی جنکو خواہ رومن کیتھلکس نے کیا خواہ پروتستنٹ نے کیا *

۲ رابرٹ پیئرآلوتن صاحب نے جو مشہور ترمیم کنندہ مذہب جان کالون صاحب کے جو اُنکے قرابتی ہیں جنہوں نے آیفت ورپ مقام کے چھپے ہوئے نسخہ کو اُن مقاموں میں صحیح کیا جہاں جہاں عبری متن سے اختلاف رکھتا تھا۔ اول پروتستنٹ فرانسیسی بیبل کو چھاپا۔ یہہ بیبل معہ افزودگی کی اصلاحوں کالوں صاحب کے مقام جنیوا سنہ ۱۵۴۶ میں چھپا *

۳ مقام جنیوا میں ایک اور نسخہ سنہ ۱۵۸۸ میں چھپا جسکو جنیوا کے ترمیم شدہ گرجے کے پروفسروں اور پاسٹروں کے کالج نے نظر ثانی کیا، اور اُنہوں نے آلوتن صاحب کی بیبل کو طرز بیان اور عبارت کی درستی میں اسقدر ترقی دی کہ تب سے اُسکا نام جنیوا کی بیبل ہوگیا، جیساکہ وہ اب عموما مشہور ہی۔ علانیہ یہہ نہایت عمدہ فرانسیسی ترجمہ ہی جو اب موجود ہی، مگر بہت سے پروتستنٹ فرقہ والوں کی یہہ خواہش ہی کہ یہہ ترجمہ زیادہ پورا اور لفظی ہوتا *

۴ ایک اور فرانسیسی پروتستنٹ ترجمہ جوڈاڈوڈیتی صاحب کے ترجمہ سے ہوا سنہ ۱۵۶۲ ع میں چھپا۔ اس ترجمہ کی فرقہ کالونسٹ نے بہت قدر کی ہی، اور فرانسیسی ترجمہ سیبسٹین کیسٹلیو صاحب کا جو فرانسیسی زبان کا اچھی طرح علم رکھتے تھے مقام بیسل سنہ ۱۵۵۵ ع میں مشتہر ہوا۔ یہہ ترجمہ اُنہی صاحب کے رومی ترجمہ کے موافق ہوا تھا، اس سبب سے جو اُس ترجمہ پر اعتراض تھے وہ اس پر بھی تھے *

۵ چارلس کی سون صاحب نے پوری بیبل کا ترجمہ مقام امسترڈم میں چھاپا - تو کوالنجن کی گورنمنٹ نے اپنے ملک میں اس ترجمہ کے پھیلنے کی اس سبب سے ممانعت کی کہ اُس میں عقاید سوسنئوں کی پرورش کی گئی تھی *

۶ مشہور نکتہ چین ئی کلرک صاحب نے بھی عہد جدید کا ایک فرانسیسی ترجمہ مقام امسترڈم میں چھاپا - بیان کیا جاتا ہے کہ یہہ ترجمہ عقاید ایمانی سوسنئوں سے رنگین ہی اور یہہ پڑھنے میں کچھ نہیں آتا *

۷ امن لوت صاحب کا ترجمہ عہد جدید کا ولگت ترجمہ سے ہوکر سنہ ۱۶۶۶ و سنہ ۱۶۶۷ و سنہ ۱۶۶۸ ع میں چھپا - فادرسائمن صاحب نے اس ترجمہ کے عیبوں پر ازروے انصاف کے سخت نکتہ چینی اور اعتراض کیئے ہیں *

۸ عاقل نکتہ چین فادرسائمن صاحب کے فرانسیسی ترجمہ کو جو عہد جدید کے سنہ ۱۷۰۲ میں چھپا مستر ویبستر صاحب نے انگریزی میں ترجمہ کیا - کارڈینل نل تبی برئیس احمد آرچ بشپ پیرس کے حکم سے اور اُن دو ہدایتوں کے سبب سے بھی جو حکم بشپ آکس مسمی باسوئٹ صاحب نے جاری کیا یہہ ترجمہ ناپسند ہوا اور خارج ہوا *

ملک بلجیم کی زبان کے ترجمے

کتب مقدسہ کا ایک فلیمش زبان کا ترجمہ ولگت سے سولہوین صدی میں ہوا تھا - مدت تک سب ملکوں کے پروتستنت کے پاس صرف ڈچ زبان کا ترجمہ تھا جو لوتھر صاحب کے جرمنی ترجمہ سے جسکی ہم اطلاع دیچکے ہیں سنہ ۱۵۶۰ع میں ہوا تھا مگر اس سبب ایک حکم کے جو مجلس واقع ڈورٹ سے جاری ہوا تھا ایک نیا ترجمہ عبری اور یونانی متنوں سے کیا گیا تھا - جب یہہ ترجمہ پورا ہوچکا تب اُسکا اس نظر سے خوب امتحان کیا گیا کہ وہ اصلی کے مطابق ہوا یا نہیں *

رومی زبان کے ترجمے

رومی زبان میں بیبل کے چار ترجمے ہیں اُن میں سے نہایت زمانہ ابتدا کا مکولبری صاحب کا ترجمہ ہی - اُنہوں نے اس ترجمہ کو رومی ولگت سے کیا اور دوسرا ترجمہ انتونیو برکسیولی صاحب کا ہی - وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمنے یہہ ترجمہ عبری و یونانی سے کیا ہی مگر والنجیس صاحب کہتے ہیں کہ اُنھوں نے خاص کر سینکٹس پگنینس صاحب کے رومی ترجمہ کی پیروی کی ہی - بیان کیا جاتا ہی کہ پوپ سکستس صاحب پانچویں کی مد نظر سے ایک رومی ترجمہ چھپا ہی مگر اُسکی موجودگی میں بہت شک ہی اور ایک پروتستنٹ رومی ترجمہ عہد جدید کا بمقام جینوا سنہ ۱۵۶۱ میں چھپا اور پوری بیبل کا ترجمہ سنہ ۱۵۶۲ میں چھپا اس ترجمہ کو برکسیولی صاحب کے نسخہ کا نظر ثانی کیا ہوا نسخہ سمجھا جاتا ہی مگر والنجیس صاحب یہہ کہتے ہیں کہ

وہ بالکل ایک نیا ترجمہ ہی - جی لوویفی ڈایوڈیتی صاحب کا ترجمہ جو عمدہ اور اصلی سے مطابق ہی اور جو سنہ ۱۶۰۷ میں چھپا اس ترجمہ سے زیادہ قدر یافتہ ایک مدت سے رہا ہی - نہایت زمانہ حال کا رومی ترجمہ وہ ترجمہ ہی جسکو بمطابقت رومی ولگت ترجمے کے این ٹونیو مارٹنی صاحب آرچ بشپ مقام فلارنس نے اٹھارویں صدی کے اخیر پر تیار کیا - اس ترجمہ کو پوپ پایس چھٹے نے پسند اور منظور کیا *

اسپین کی زبان کے ترجمے

اس زبان میں کتب مقدسہ کا سب سے پہلا نسخہ رومی ولگت سے ترجمہ ہوا تہا - انٹورنی پینل صاحب نے یہودیوں کے واسطے عہد عتیق کا ترجمہ زبان اسپین میں سنہ ۱۵۵۳ع میں کیا - اس ترجمہ سے ایک بہت پہلے کا ترجمہ بیان کیا جاتا ہی کہ چند یہودیوں نے کیا تہا جسکو بغیر فکر کیئے ہوئے یہودی عالم داؤد کمچی سے منسوب کرتے ہیں *

عبرانی اور یہودیوں کی اسپین زبان میں عہد عتیق کا ایک نسخہ مقام وینا میں قسطنطنیہ کے یہودیوں اور ترکی کے اُن لکنہ چینوں کے استعمال کے واسطے جو قوم یہود میں سے رہنے والے اسپین کے ہیں سنہ ۱۸۱۳ و سنہ ۱۸۱۴ و سنہ ۱۸۱۵ و سنہ ۱۸۱۶ ع میں چھپا *

عیسائیوں میں سے کیسیو ڈورڈی رینا صاحب نے کتب مقدسہ کا ترجمہ زبان اسپین میں اصلی زبانوں سے کیا ' مترجم اس ترجمہ کرنے میں پیگنینس اور لیو جوڈا صاحب کے رومی ترجموں سے بہی مدد لی *

روسی زبان کے ترجمے

اسکلیوانک یا قدیم روسی زبان کے ترجمہ کی ہم ابہی اطلاع کرچکے ہیں' مگر یہہ ترجمہ اگرچہ یونانی گرجہ کا معین ترجمہ ہی مگر عام لوگوں کی سمجھہ میں اب نہیں آتا' اسلیئے گلک صاحب نے جولائی وونیا کے پادری ہیں بیبل کا زمانہ حال کی روسی زبان میں ایک ترجمہ کیا' اور سنہ ۱۶۹۸ع میں مقام ایمسٹرڈیم میں چھاپا' چنانچہ روسی زبان میں اتنے عرصہ میں بہت سی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں' اس سبب سے شہنشاہ الکزنڈر نے ایک فرمان مورخہ فروری سنہ ۱۸۱۶ع سے ماسکو کی مقدس مجلس کو ایک نیا ترجمہ تیار کرنے کی ہدایت کی *

کروٹیا کی زبان کے ترجمے

کروٹیا کی زبان میں عہد جدید اول مرتبہ بمقام تیوبنجن سنہ ۱۵۵۱ ع میں چھپے - اسکا ترجمہ پاسٹرتروبر صاحب نے کیا' اور اسی مقام میں پھر معہ چند اصلاحوں کے مترجم نے اسکو دوبارہ چھاپا *

بیسکوئٹ زبان کے ترجمے

اس زبان میں عہد جدید کو معہ ایک فرانسیسی دیباچہ کے جس میں جان تي المورت ملکہ نوار سے اس ترجمہ کو مخصوص دیا گیا تھا جان تي لئاریگ نے نوسکس صاحب نے بمقام روجال سنہ ١٥٧١ ع میں اول دفعہ چھاپا *

ھنگري زبان کے ترجمے

ھنگري زبان کا پروٹسٹنٹ ترجمہ کسپر کیرولي صاحب نے کیا اُنھوں نے وے تیلس اور پیگ نینس اور ملسٹر اور تریمیلیس صاحب کے ترجموں اور ولگٹ ترجمہ سے مدد لی' اور اس زبان میں ایک کیتھلک ترجمہ بھي ھی جسکو جارج کیلذي صاحب نے رومی ولگٹ سے کیا ھی *

پولینڈ کي زبان کے ترجمے

اس زبان میں تین ترجمے چھپے - اول ترجمہ رومن کیتھلک کے استعمال کے واسطے ہوا تھا ' اور دوسرا فرقہ ساسنیین نے بمدد اور خرچ شاھزادہ نیکولس ریڈزیول صاحب کے کیا اور تیسرا ترجمہ فرقہ کالونسٹ نے سنہ ١٥٩٦ ع میں کیا *

وہ عہد جدید کا ایک ترجمہ جو زبان جیوڈیوپولش میں ھی جس زبان کو پولینڈ والے یہودی جو کثرت سے ھیں بولتے ھیں پادري سالومن صاحب نے یہودیوں میں مذھب عیسائي کي ترقي دینے کے لئے لنڈن کي سوسئیٹي کے مدد خرچ سے تیار کیا ' اور سنہ ١٨٢١ ع میں چھاپا ' اور عہد جدید کا ایک اور ترجمہ زبان سیموجیشیا میں جو پولینڈ کا ایک صوبہ ھی سنہ ١٨٢٠ ع میں روس کي بیبل سوسئیٹي کے خرچ سے چھپا تھا *

بوھمیا کي زبان کے ترجمے

اس زبان میں اول ترجمہ کتب مقدسہ کا رومي ولگٹ سے ھوکر بمقام پریگ سنہ ١٤٨٨ ع میں چھپا - ایک اَور ترجمہ ایلبرٹ نکولے اور جان کیمیتو اور اسایاسي پولا صاحب اور دیگر عالم مذھب کے ترمیم کرنے والوں نے برھمیا کے استعمال کے واسطے اصلي متنوں سے کیا *

زمانہ حال کي یوناني زبان کے ترجمے

رومیک یعني زمانہ حال کي یوناني زبان قدیم یوناني زبان کے بگڑنے سے پیدا ھوئي - اس میں اور اُسمیں اب اسقدر اختلاف ھی کہ اُسکو ایک نئي زبان کہا جاسکتا ھی یہہ - زبان اب تحریر اور گفتگو میں ھی' قدیم یوناني زبان کا استعمال صرف مذھبي کار و بار کے لئے ھوتا ھی - عہد جدید کو اس زبان میں میکسیمس کیلیرجي صاحب نے ترجمہ کیا ' اور یہہ ترجمہ بمقام جھنوا سنہ ١٦٣٨ ع میں ایک بڑي جلد اور دو کالم میں چھپا ' جن میں سے ایک کالم میں قدیم یوناني زبان میں اور دوسرے میں زمانہ حال کي زبان میں متن تھا'

مگر یونانی اس ترجمہ سے خوش نہ ہوئے - اس ترجمہ کے اُس نسخہ میں جو سنہ ۱۷۰۵ ع میں چھپا سراین صاحب کے دیباچہ میں جو کچھہ قابل اعتراض کے مقام تھے اُنکو چھاپنے سے چھوڑ دیا گیا تھا ' اور میکسومس کیلوجی صاحب بمدد دو عالموں کے قدیم یونانی زبان سے مانہ حال کی یونانی زبان میں عہد عتیق کا ترجمہ بھی کررہے ھیں *

ولیشیا اور بلگیریا کی زبان کے ترجمے

عہد جدید کا ایک ترجمہ زبان ولیشی میں بمقام بلگریڈ سنہ ۱۶۴۸ ع میں چھپا تھا ' اور بھدایت ہینوز برگ کی بیبل سوسئیٹی کے بلگیریا کی زبان میں بھی عہد جدید کا ترجمہ ھو رہا ھے *

رومانیز زبان کے ترجمے

زبان رومانیز دو زبانوں یعنی چرویلش اور لیڈنایک میں منقسم ھے - اِن میں سے پہلی زبان کو باشندے انگڈاین کے جو ایک نہایت بلند وادی سوئیٹزرلینڈ میں ٹائیرال سے ملحق ھے بولتے ھیں' اور دوسری زبان قوم لیٹن جو اٹلی کی سرحدوں پر رھتی ھے بولتی ھے - کتب مقدسہ زبان چرویلش میں ترجمہ ھوکر بمقام اسکو آل کے جو انگڈاین کے نیچے کے حصہ کا ایک شہر ھے سنہ ۱۶۵۷ ع میں چھپی' اور زبان لیڈنایک میں بمقام کاپ سنہ ۱۷۱۹ ع میں چھپی - حال میں اِن ترجموں کے بہت سے نسخے بیسل کی بیبل سوسئیٹی نے بمدد برٹش فارن بیبل سوسئیٹی لنڈن کے چھاپے ھیں *

ترکی کی زبان کے ترجمے

عہد جدید اس زبان میں بمقام اکسفرڈ سنہ ۱۶۶۶ ع میں چھپی ' اور لازرس سیمین صاحب نے بھی عہد جدید کو اس زبان میں ترجمہ کیا ' اور معزز رابرٹ بائل صاحب اور لنڈن کی ترکی کمپنی کے مشمولہ خرچ سے ترکی کے عیسائیوں کے فائدہ کے واسطے جنھوں نے اس ترجمہ کو بہت احسانمندی سے لیا چھپا تھا - اسی سال میں تمام بیبل کا ترجمہ اس زبان میں البرٹس بابوسکی صاحب نے جو پورٹ کے اول مترجم ھیں پورا کیا ' اور پادری ڈاکٹر ھنڈرسن صاحب نے غلط ترجمہ کرنے اور ایسے لفظوں کے استعمال کرنے کے جو استعمال سے خارج ھوگئے ھیں چند سنجیدہ الزام اس مترجم پر لگائے ھیں *

پورچگل کی زبان کے ترجمے

اس زبان میں عہد جدید بمقام ایمسٹرڈیم سنہ ۱۶۸۱ ع میں چھپی ' اور مقام ترنکو بار کے مشنریز نے سترھویں صدی کے پہلے حصہ میں چند متفرق حصے کتب مقدسہ کے اس زبان میں چھاپے - عہد عتیق کا اسی زبان کا ایک ترجمہ جو جواو فریرا ڈی ایلمیڈا اور یعقوب الدین اقر نے کیا تھا مقام بٹویا میں سنہ ۵۳ - اور ۱۷۴۸ ع میں چھپا - یہہ ترجمے

پروٹسٹنٹ کے لکھے ہوئے ہیں؛ اور این تلفو پریرا صاحب نے مقام لسبن شہر سنہ ۱۷۸۱ ع میں عہد جدید کا اس زبان میں ترجمہ چھاپا' اور سنہ ۱۷۹۳ ع میں تمام بیبل بھی چھاپی۔ یہہ ترجمہ ولگٹ رومی ترجمہ سے ہوا ہی؛ تمام مسائل مذہبی میں گرجا روم سے اتفاق رکھتا ہی *

ایلبینین زبان کے ترجمے

ایلبینین ایک مضبوط قوم اُن ملکوں میں آباد ہی جو زمانہ قدیم میں الیریکم اور ایپرس کے نام سے مشہور تہی — اُن میں سے بہت سی قومیں میسیڈونیا اور موریہ یا پیلوپونیسس کے ملکوں میں بھی پھیل گئی ہیں۔ ڈاکٹر ایوین جی لاس موکسی کاس صاحب نے مدد اور خرچ برٹش اور فارن بیبل سوسئیٹی کے سنہ ۱۸۲۰ ع میں عہد جدید کا ایک ترجمہ تیار کیا جسکو دو کالموں میں چھاپنے کا ارادہ ہی؛ جن میں سے ایک میں یونانی متن ہوگا اور دوسرے میں ایلبینین زبان کا متن ہوگا *

ایشیا کی زبانوں کے زمانہ حال کے ترجمے

عبرانی ترجمے

عالم ایلیس ہٹر صاحب نے عبری میں عہد جدید کا اول ترجمہ کیا' اور اپنے عہد جدید کے مجموعہ میں جس میں اِن بارہ زبانوں کے متن ہیں (یعنی یونانی سریانی اور عبری اور رومی اور جرمنی اور بوہیمیا اور اٹلی اور اسپین اور فرانس اور انگلستان اور ڈنمارک اور پولینڈ کی زبانیں) اس ترجمہ کو بمقام نریم برگ سنہ ۱۵۹۹ اور ۱۶۰۰ ع میں چھاپا' اور ہٹر صاحب کے مجموعہ میں سے عبری متن معہ چند اصلاحوں کے ولیم رابرٹس صاحب کے اہتمام سے لنڈن میں سنہ ۱۶۶۱ ع میں علحدہ چھپا — پادری ڈاکٹر بکانن صاحب نے ہندوستان کے سفر میں ایک عبری نسخہ عہد جدید کا تراونکور کے ضلع میں سے حاصل کیا — یہہ نسخہ بمقام کیمبرج کتب خانہ یونیورسٹی میں اب موجود ہی' اور چھوٹے عبرانی حرفوں میں لکھا ہوا ہی؛ اسکا مترجم کوئی یہودی عالم ہوگا یہہ ترجمہ عموماً اصل سے مطابق ہی — اِسکے مترجم نے عہد جدید کا بعینہ ترجمہ اس نظر سے کرنا چاہا تھا کہ عہد جدید کی بنیاد ڈھا دے اور اپنے ہمسایہ سینٹ تھوم یعنی شامی عیسائیوں کی دلایل کو رد کرے *

کیلڈی زبان کے ترجمے

اس زبان میں عہد جدید اب تک نہیں چھپی ہی؛ مگر ایک قلمی نسخہ کتب خانہ ریٹی کن میں موجود ہی — اس قلمی نسخہ میں عہد عتیق اور عہد جدید دونوں ہیں اور سریانی زبان کے حرفوں میں بزبان کیلڈی لکھا ہی *

ترجمے مشرقي زبانون کے جلکو بیپٹسٹ مشنریز سیرام پور نے کیا یا ہندوستان کے مشنریز نے چھاپا

بیپٹسٹ مشنریز سنہ ۱۷۹۳ ع میں ہندوستان میں آئے اور سیرام‌پور میں جو ڈنمارک والوں کا شہر قریب کلکتہ کے ہی بود باش اختیار کي — پادریوں کے اُسي گروہ سے مذہب عیسائي کي ترقي بذریعہ ترجموں بیبل کے خاصکر متعلق ہی *

ہندوستان میں جو زبانیں بولي جاتي ہیں وہ تین قسم کي ہیں اول عربي ' دوسري شنسکرت ' اور تیسري چیني ' اور اَور زبانیں اُن سے مشابہت رکھتي ہیں یا اُن سے نکلي ہیں *

زمانہ حال کے ترجمے عربي زبان اور اُسکي متعلق زبانوں کے

تمام بیبل کا ایک عربي ترجمہ ہمارے وقت تک پہنچا ہی - اگرچہ اس سبب سے کہ وہ اصل سے مطابق اور درست ہی چند مشرقي علماء اُسکي بہت قدر کرتے ہیں ' مگر اُسکي زبان ایسي قدیم ہی کہ اب استعمال میں نہیں رہي - اس وجہہ سے اب علماء عرب اُسکو پسند نہیں کرتے - اسلیئے اب ایک نیا ترجمہ زمانہ حال کي زبان عربي میں باہتمام پادري ہنري مارٹن صاحب کے مشہور عربي عالم مسمی ثبات نے کرنا شروع کیا - عہد جدید کا ایک عربي نسخہ جو سریاني زبان کے حرفوں میں لکھا ہوا ہی بیبل سوسئیتي کے خرچ سے بمقام پیرس سنہ ۱۸۲۲ ع میں چھپا *

فارسي ترجمہ

جس فارسي ترجمہ کي ہمنے پہلے اطلاع دي ہی اُسکي زبان بھي بسبب قدامت کے غیر مستعمل ہوگئي ' اسلیئے لفٹننت کولبروک صاحب نے نیا ترجمہ کرنا شروع کیا - عہد جدید کا تمام ترجمہ بہت عمدہ سلیس فارسي میں پادري مارٹن صاحب نے کیا - اُنہوں نے اس غرض سے ہندوستان سے شیراز کا سفر کیا اور عہد عتیق کا ایک فارسي ترجمہ پونا کے پادري رابنسن صاحب نے باجازت پادري ریجینلڈ ہیبر صاحب بشپ کلکتہ کے کرنا شروع کیا ہی *

پشتو یا افغاني زبان کے ترجمہ

یہہ زبان دریاے انڈس کے پار ایک قوم جسکو ہر وجہہ سے یہہ مانا گیا ہی کہ اسرائیل کي دس قوموں میں سے ہی بولتي ہی - مشہور پادري جان لیڈن صاحب نے عہد جدید کا ایک ترجمہ اس زبان میں شروع کیا ' اور سنہ ۱۸۱۲ ع میں اُنکي وفات کے بعد سیرام پور کے بیپٹسٹ مشنریز نے اس ترجمہ کے تمام کرنے کے واسطے ایسے شخص بہم پہنچائے جو اس زبان سے واقف تھے *

بلوچي زبان کے ترجمے

یهه زبان دریاے انڈس کے مغربي کنارہ پر بولي جاتي هي - بلوچستان کا ملک مغرب کي طرف ایران تک پهیلا هوا هی - اس زبان میں عهد جدید کا ترجمه کرنے میں مشنریز نے بهت سي ترقي کي هی، چنانچه چاروں انجیلوں کو اس زبان میں چهاپا هي *

شنسکرت اور اُن زبانوں کے ترجمے جو اُس سے مشابه هیں یا اُس سے نکلي هیں

ترجمے شنسکرت زبان کے

اگرچه اس زبان سے وہ تمام زبانیں نکلي هیں جو مغربي اور جنوبي هندوستان میں بولي جاتي هیں، مگر فی‌الحال کسي ملک میں یهه زبان نهیں بولي جاتي، البته هندوستان میں چند پڑهے لکهے آدمي اسکو علماء بولتے هیں — عهد جدید کا ترجمه اس زبان میں بمقام سیرام پور سنه ۱۸۰۸ ع میں چهپا، اور توریت اور کتب تواریخ کا ترجمه سنه ۱۸۱۱ ع میں، اور اَوْر مقدّس تحریروں کا ترجمه سنه ۱۸۱۶ ع میں اسي مقام میں چهپا، اور پیغمبروں کي کتابوں کا ترجمه سنه ۱۸۱۸ ع میں پورا هوا *

مغربي هندوستان میں شنسکرت زبان سے انڈس سے کم زبانیں نهیں نکلي هیں، اُن میں سے سترہ زبانوں میں کتب مقدسه کا ترجمه کُلي یا جزوي هوا هی، جنکا ذیل میں بیان کیا جاتا هی *

سکهه یا پنجابي زبان جو صوبه پنجاب میں یا پانچ دریاؤں کے ملک میں بولي جاتي هی (یعني پنج کے معني پانچ اور آب کے معني پاني) - اس زبان میں کل بیبل کا ترجمه هوا هی *

آگے آنیوالي زبانوں میں صرف عهد جدید کا هي ترجمه هوا هی

آسام کی زبان میں عهد جدید کا ترجمه هوا هی *

کشمیري زبان میں بهي عهد جدید ترجمه هوکر چهپي هی - یهه زبان کشمیر کے بڑے صوبه میں جو هندوستان کے شمال میں هی بولي جاتي هی *

زبان وچ یا ملتاني میں، یهه ملک دریاے انڈس کے مشرقي کنارہ پر واقع هی اور پنجاب سے اوچ تک اسکی سرحد هی *

گجراتي زبان میں، یهه زبان گجرات میں بولي جاتي هی *

زبان بیکانیر میں، یهه زبان پنجاب کے جنوب میں بولي جاتي هی، اور مغرب میں اُس ملک تک جهاں سے زبان وچ شروع هوتي هی یهي زبان بولي جاتي هی *

زبان تلنگنا میں، یهه زبان وهاں سے شروع هوتي هی جهاں سے گجراتي زبان موقوف هوتي هی، اور یهه زبان بمبئي میں اور کنارۂ سمندر پر مقام گوانک بولي جاتي هی *

عهد جدید کے ترجمے آگے آنے والي زبانوں میں سنه ۱۸۲۵ ع تک نصف سے زیادہ هوئے تهے اور اُسکے بعد پورے هوگئے هیں

مارواڑي زبان میں، یهه زبان بیکانیر کے مغرب و جنوب میں بولي جاتي هی *

اوجیني یعني اوجین کي زبان میں *

نیپالي یعني سلطنت نیپال کي زبان میں *

هندي یا هندوستاني زبان سے جو زبانیں نکلي هیں اُن میں بہت اختلاف هیں، اور یهه زبان هندوستان کے بہت سے حصه میں بولي جاتي هی، اور تین مختلف ترجمے کتب مقدسه کے اس زبان میں چھپے هیں *

بنگالي یا صوبه بنگاله کي زبان میں تمام کتب مقدسه چھپي هیں *

اوڑیا یا اوڑیسه زبان اسي نام کے صوبه میں بولي جاتي هی — یهه زبان بنگالي زبان سے بہت مشابهت رکھتي هی، مگر حرف اسکے مختلف هیں اور لفظ بھي مختلف انجام هیں — اس زبان میں بپٹسٹ مشنریز نے تمام بیبل کا ترجمه کیا *

برج بهاشا زبان جو هندوستان کے اوپر کے صوبه میں بولي جاتي هی به نسبت کسي اَور زبان کے سنسکرت کي زیادہ آمیزش رکھتي هی — اس زبان میں چاروں انجیلوں کا ترجمه هوا *

کرناٹا یا کناري زبان اُس ملک میں بولي جاتي هی جو شمالي جانب نلي چري سے گواتک پهیلتا هی اور مشرقي جانب میں ملیبار کے کنارہ سے لیکر اُس ملک تک جهاں تامول زبان بولي جاتي هی، اور تمام میسور میں بھي اسکا استعمال هی — اس زبان میں عهد جدید کو پادري هینڈس صاحب کے ترجمه سے سنه ۱۸۲۰ ع میں چھاپا تها *

زبان تامول هندوستان کے جنوبي مشرقي حصه میں مدراس سے لیکر راس کماري تک بولي جاتي هی — اس زبان میں عهد عتیق اور عهد جدید کے مختلف ترجمے هوئے هیں — زبان تامول کے عهد جدید کا نسخه کلکته کي مددگار بیبل سوسئیٹي کے خرچ سے سیرامپور کے چھاپه خانه میں سنه ۱۸۱۴ ع میں چھپ کر تیار هوا، اور بسبب گذرنے ایک زمانه کے جو اس نسخه میں کچھه اصلاحیں ضروري هوئیں پادري ریئیس صاحب اور پادري ڈاکٹر راٹلر صاحب مدراس والے نے فبریسیس صاحب کے نسخه کي نظرثاني کي *

زبان تللگا جسکو کبھی تاو گو بھی کہتے ھیں شمالی سرکار میں بولی جاتی ھی — اس زبان میں جو نامول زبان سے نکلی معلوم ھوتی ھی مشنری شلتز صاحب نے بیبل کا ترجمہ کیا ' مگر یہہ ترجمہ کبھی چھپا نہیں 'لیکن مقدمہ ھر دو عہد عتیق اور عہد جدید کا ترجمہ مشنریز نے کیا اور چھاپا *

زبان جزیرہ سیلون (یعنی سرندیپ) میں ڈچ قوم کے لوگوں نے جو اس جزیرہ پر پہلے قابض تھے اور انگریزوں نے بھی جو اسوقت حال میں قابض ھیں کتب مقدسہ کا ترجمہ چھاپا *

زبان مالدیپھ میں سیرام پور کے مشنریز نے عہد جدید کا ترجمہ چھاپا ھی — یہہ زبان جزایر مالدیپ میں جو چھوٹے چھوٹے بہت کثرت سے ھیں بولی جاتی ھی *

زبان ملیا میں جو صرف جزیرہ ملاکا ھی میں نہیں بولی جاتی ھی بلکہ آرچی پلیگو ھند کے بہت سے جزیروں میں بھی بولی جاتی ھی تمام بیبل کے بہت سے ترجمے ھیں — تمام ملیا زبان کی بیبل رومی حرفوں میں اول مرتبہ سنہ ۱۷۳۱ع اور سنہ ۱۷۳۳ع میں چھپی' اور تمام بیبل کا ایک اور نسخہ عربی حرفوں میں بمقام بتھویا سنہ ۱۷۵۸ع میں چھپا *

زبان ملیبار مالابار کے کنارہ پر ملک تراونکور میں بولی جاتی ھی — اس زبان میں مقام کاتم کے سریا کے گرجے کے پادریوں نے کتب مقدسہ کا ترجمہ کیا *

ترجمے چینی اور دیگر اُن زبانوں کے جو اُس سے مشابہت رکھتی ھیں یا اُس سے نکلی ھیں

چینی زبان کو جسکے حرف اُسی سے مخصوص ھیں صرف چین میں ھی نہیں بلکہ کوچین اور جزایر جاپان میں بھی قریب تیس کروڑ سے زیادہ آدمیوں کے بولتے ھیں — اس زبان میں تمام بیبل کے دو ترجمے موجود ھیں ' ان ترجموں کے مترجموں کی مدد اس بڑے خرچ کے کام میں برٹش اور فارن بیبل سوسئیٹی نے کی ھی *

چینی زبان سے سات زبانیں اور نکلی ھیں جومشرقی ھندوستان میں بولی جاتی ھیں — ان میں سے تین زبانوں یعنی کھاسی اور منی پورہ اور برمی میں عہد جدید کا ترجمہ ھوا ھی *

کھاسی زبان ایک آزاد قوم پہاڑیوں کی بولتی ھی ' اور یہہ قوم بنگال کے مشرقی سرحد اور برما کی بادشاھت کی شمالی سرحد کے درمیان آباد ھی — اس زبان میں بیپٹسٹ مشنریز نے چاروں انجیلوں کا ترجمہ کرکے چھاپا ھی *

زبان منی پورہ اسي نام کي چھوتي سي بادشاهت میں جو درمیان برما اور آسام کے هے بولي جاتي هی — اس زبان میں متی کی انجیل چھپي هی *

زبان برما میں جو اسي نام کي بادشاهت میں بولي جاتي هی شلسکرت کے حرف آتے هیں — اس زبان میں عهد جدید کا ترجمه ویلکس کهري ساحب پسر ڈاکٹر ...ی صاحب سے سهرام پوري نے کیا هی *

دیگر ایشیائي زبانوں کے ترجمے کتب مقدسه کے

ترجمه زبان فارموسا ' جزیرہ فارموسا کے باشندوں کے واسطے متی اور یوحنا کی انجیلوں کا اُنکي زبان میں اُسیوقت میں ترجمه هوا جبکه ڈچ اُس جزیرہ پر قابض تھے ' مگر فارموسا والوں نے کچھه فائده اُن انجیلوں کے ترجمه سے نه اُٹھایا *

ترجمے تاتاري زبانوں کے — تاتاري ترکوں کي نسل میں سے هیں ' اگرچه وہ اب آسیۓ کے مختلف اور ایک علاحده قوم هیں ' اور اُنمیں پھر اَوْر کئی قومیں هوگئي هیں جنمیں سے هرایک قوم اپني زبان خاص رکھتي هی — اِن قوموں کی زبانوں میں سے پندرہ زبانوں میں کتب مقدسه کے ترجمے روسي بیبل سوسئیتي کے خرچ سے چھپے هیں — نام ان پندرہ زبانوں کے یهه هیں ' زبان نوگي تاتار ' اور منگولین ' اور کالمک ' اور اورن برگ تاتار ' اور اسدو ویستچین ' اور اسکریمشنین ' اور تاتاري عبري ' (یهه زبان اشیا کے درمیاني حصه میں بولی جاتي هی) اور مورڈ واسچین ' اور مورڈ ونئین ' اور اوستي ایکنین ' اور واگولین ' اور سمائي ڈین ' اور اسکیمو جنڈین ' اور زیرین ' اور آسی تنفین ' اور تاتار کي ایک اَوْر زبان جو سائبریا میں بولي جاتي هی *

زبان جارجیه کے ترجمے — اٹھارهویں صدي کے شروع میں شاهزادہ ویکتانغ کے حکم سے بمقام تفلس واقع جارجیه میں تمام عهد جدید اور زبور اور کتب پیغمبروں کا ترجمه جارجیه زبان میں چھپا ' اور ایلزبتھ ملکه روس کے خرچ سے بمقام ماسکو سنه ۱۷۴۳ ع میں کل بیبل کا ترجمه چھپا *

بموجب یوناني گرجا کي روایت کے زبان جارجیه کا ترجمه اصل میں یوتیمیس صاحب ساکن جارجیه نے آٹھویں صدي میں کیا جنھوں نے جارجیه کا عبادتخانه جو کوہ ایتھاس پر هی تعمیر کیا تھا ' اور اسي عبادتخانه میں اُنکا اصل نسخه سنه ۱۸۱۷ ع میں ملا تھا جو آجتک موجود هی *

زمانه حال کي زبان ارمینیه کے ترجمے — ایک ارمینیه والے عالم نے جو پیرس کے رهنے والے هیں قدیمي زبان ارمینیه کے متن سے زمانه حال کي ارمینیه زبان میں چاروں انجیلوں کا ترجمه کیا هی ' اور اسي شخص نے تمام عهد جدید کا بھي ترجمه کرنا شروع کیا *

زبان تهیتي کے ترجمے — مشنریز جو جزیرہ تهیتي کو بهیجے گئے تهے وہ کتب مقدسہ کا وعظ کرنے میں کامیاب ہوئے' اور اسي طرح سے وهاں کے باشندوں کي زبان میں کتب مقدسہ کا ترجمہ کرنے میں بهي کامیاب ہوئے *

افریقہ کي زبانوں میں زمانۂ حال کے ترجمے

۱ ترجمے زبان ایمهرک اور تائیگر کے جو ابیسنیا کي زبانیں هیں — جو ترجمہ گرجا کے یا اتهیوپیا یا ابیسنیا کي قدیم زبان میں هي جسکا هم ابهي ذکر کرچکے هیں وہ ترجمہ صرف گرجوں هي کے استعمال کے لیئے منحصر هي اور سوا پادریوں کے چند شخص اسکو سمجهتے هیں' اس سبب سے ام اسیلن تي جهولي صاحب نے جو مقام قاهرہ میں فرانس کے کاسل هیں ایمهرک زبان میں جو گونڈر کے دربار میں بولي جاتي هي اور شاهي زبان هي اور افریقہ کے اُن مشرقي حصوں کے بهي جو خط استوا کے قریب واقع هیں یهي زبان هي تمام بیبل کا ترجمہ کرنا چاها' اور تائیگر میں جو تائیگر کے بڑے صوبہ کي روز مرہ زبان هي منهانیل پیرس صاحب نے انجیلوں کا ترجمہ کیا *

۲ ترجمہ بلم زبان کا — افریقہ کے مغربي کنارہ پر بلم ایک بہت بڑي قوم کثرت سے هي جس میں گرجا کي مشنري سوسئیٹي کے مشنریز نے بہت سے برسوں تک وعظ کیا — ان لوگوں کي زبان میں چاروں انجیلوں اور اعمال حواریان کا ترجمہ هوا هي *

۳ زبان سسو کا ترجمہ — قوم سسو بهي افریقہ کے مغربي کنارہ پر قریب سیرا لیون کے کثرت سے آباد هي ' مذکورہ بالا سوسئیٹي کے مسمریز نے چاروں انجیلوں اور اعمال حواریان اور عهد جدید کے دیگر حصوں اور عهد عتیق کي کتني کتابوں کا اُن لوگوں کي زبان میں ترجمہ کیا *

امریکہ کي زبان میں زمانہ حال کے ترجمے — اگرچہ اُن زبانوں کي کثرت کے سبب سے جنکو شمالي امریکہ کي بت پرست قومیں بولتي هیں یهہ معلوم هوتا تها کہ جو جوانمرد شخص یهہ خواهش رکهتے تهے کہ اُن لوگوں کو کتاب اقدس کے علم سے آگاہ کریں اُنکي تمنا بر نہ آوے' لیکن اس بات کي تحقیق سے یهہ حرج رفع هوگیا کہ وہ زبانیں ایک دوسرے سے اسقدر قربت رکهتي هیں کہ ایک جوان جاهل باشندہ امریکہ اچهي سمجهہ والا اِن سب سے اپنے آپ کو ماهر کرسکتا هي — مفصلہ ذیل وہ زبانیں هیں کہ جنمیں تمام بیبل یا کچهہ حصہ اُسکا ترجمہ هوا هي *

۱ ورجنیا کي زبان میں بیبل کا ترجمہ پادري جان ایلیئٹ صاحب نے کیا هي — اُنکو بسبب اُنکي اُس مشقت کے جو اُنهوں نے امریکہ والوں میں مذهب عیسائي کے پهیلانے میں کي امریکہ والوں کا حواري خطاب دیا گیا *

۲ تالوبر کی زبان شمالی افریقہ کے بہت سے حصہ میں بولی جاتی ہی ' اِس زبان میں کتب مقدسہ کے متفرق حصے ترجمے ہوئے ہیں *

۳ مساچوسٹ کی زبان میں بھی مشنریز نے کچھہ حصہ کتب مقدسہ کا ترجمہ کرکے چھاپا *

۴ موہاک، زبان کو علاوہ اُس قوم کے جس سے اس زبان کا نام ملتا ہی مشہور پانچ قومیں امریکہ والوں کی اور قوم تسکیورا اور ویانڈوت یا ہورن بولی سمجھتے ہیں — اِس زبان میں بھی کتب مقدسہ کے مختلف حصے چھپے ہیں *

۵ مشنریز نے زبان موہیگن میں بھی کچھہ حصہ بیبل کا ترجمہ کیا ہی ' مگر یہہ نہیں معلوم ہوتا ہی کہ اُسکے چھاپنے اور مشتہر کرنے میں بھی وہ کامیاب ہوئے یا نہیں *

۶ زبان اسکوئی ماکس میں بیبل کے چند بہت مفید حصے ترجمہ ہوکر مشتہر ہوئے ہیں ' جو لوگ اس زبان کو بولتے ہیں اُن لوگوں نے اِن حصوں کے ترجموں کو بہت احسان‌مندی سے قبول کیا *

۷ گرین‌لینڈ کی زبان میں تمام عہد جدید کا ترجمہ ہوا ہی' اُسکے باشندوں نے اُسکو شکرگذاری سے لیا *

۸ عہد جدید کا ترجمہ زبان کریولیز میں عیسائی حبشیوں کے واسطے جو امریکہ کے جزیروں مقبوضہ قوم ڈچ میں رہتے ہوں کیا گیا تھا ' اور مقام کوپن ہیگن میں دنمارک کے بادشاہ کے خرچ سے سنہ ۱۷۸۱ ع میں مشتہر ہوا *

یہہ تمام حالات ترجموں کے جو میںنے اوپر بیان کئے ان سے بخوبی ظاہر ہوتا ہی کہ ترجموں کی جن مشکلات کا میںنے ذکر کیا ہی وہ صرف خیالی ہی نہیں ہیں بلکہ وہ مشکلیں تمام ترجموں میں پیش آئی ہیں ' اور بڑے بڑے عالموں نے جو دونوں زبانوں سے واقفیت رکھتے تھے ان مشکلات کے واقع ہونے کا اقرار کیا ہی ' اب میں ایک اَوْر ترجمہ کا ذکر کرتا ہوں جس سے اُن مطالب کی زیادہ تر تصدیق ہوتی ہی *

مذہبی رومن کیتھلک سوسیٹئی نے سنہ ۱۶۲۵ ع میں کتب خمسہ حضرت موسی علیہ‌السلام کا ایک عربی ترجمہ معہ لیٹن ترجمہ کے چھاپا ہی ' اُسکے مترجم نے اپنے ترجمہ پر ایک دیباچہ لکھا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ ترجمہ میں اُسکو کیا کیا مشکلیں پیش آئی ہیں ' چنانچہ وہ دیباچہ بعینہ اِس مقام پر لکھتا ہوں *

جو کلام کہ خدا پاک نے بھیجا اُسکو پہلے پہل نبیوں اور حواریوں نے اپنی زبان میں لکھا ' ہر ایک نے اُن میں سے اپنے شہر یا اپنی قوم کی بولی میں ' پھر اُسکے بعد مختلف زبانوں	اما الکلام الذی انزلہ اللہ سبحانہ فکتبہ اولا الانبیاء والرسل بلغاتہم کل واحد منہم بلغۃ بلدتہ او قومہ ثم من بعدہم نقل الی السنۃ مختلفۃ لیعرف جمیع الامم ما اوحی بہ اللہ لخلاصہم

میں اُسکے ترجمے ہوئے تاکہ تمام دنیا کے لوگ
جان لیں کہ کیا وہی بھیجی اللہ نے اُن سب
کی نجات کو ' اور اگرچہ مقبول کیئے ہوئے
نسخہ میں لفظوں کا اختلاف ہے جیسے کہ
ہر ایک لفظ کے اصل میں بہت سے معنی
ہونیکے سبب سے لغت میں اختلاف ہوتا ہی '
لیکن اُن سبکا اُس چیز میں جو حقیقت
سے ملی ہوئی ہی ایک ہی حکم ہی ' اور کوئی
چیز اُس میں حقیقت کی ضد نہیں ہی '
خصوصاً اس عام نسخہ میں جو مروج ہی
اور جس کو بڑا پاک کلیسہ رسولیہ روم کا
استعمال کرتا ہی ' اور یہہ حال صرف معنوں
ہی میں نہیں ہی بلکہ اکثر لفظوں میں
بھی وہ اصلی عبرانی اور یونانی متن کے
موافق ہی ' باوجود ان سب باتوں کے شاید تو
پاوے کوئی بات ناقص اور خراب کسی نسخہ
میں اُس کتاب کے کیا رومیوں کے پاس کے
نسخہ میں اور کیا اُن کے سوا اَور لوگوں کے
پاس کے نسخہ میں کاتبوں کی بھول سے یا
مترجموں کی کم سمجھی سے ' اور اسیطرح اصل
عبرانی اور یونانی نسخوں میں بھی تھوڑاسا
نقصان اور تھوڑی سی غلطی ہی ' اور بعید
نہیں کہ کتابوں میں سے کوئی کتاب ہو وہ
صحیح اور کامل ہی ہو نہ پائی جاوے مگر
یہہ کہ اُس میں کچھہ غلطی یا نقصان ہو '
مگر کوئی شخص حق‌گو یہہ نہ کہیگا کہ
اس سبب سے وہ کتاب کی کتاب ہی خراب
اور نکمی ہوگئی ' اور نسخے کتب مقدسہ کے
بہت ہیں موافق کثرت زبانوں اور حرفوں کے '
سو اگلے زمانہ سے عربی نسخہ بھی مشہور

اجمعين والكائن في نسخة المقبولة اختلاف
الكلمات كاختلاف اللغات لكثرة المعاني التي لكل
واحدة من الكلمات في اصلها لاكن لكلهن حكم
واحد فيما يلي الحقيقة وليس فيه شي مضادها
خاصة في هذه النسخة العامة المعروفة التي
يستعملها الكنيسة المقدسة الرسولية الجامعة
الرومانية فانها لا في المعاني فقط بل وفي اكثر
الالفاظ يوافق المتن الاصلي اي العبراني واليوناني
ومع ذلك كله لعلك تجد شيئا ناقصا مفسودا
في بعض نسخ الكتاب المذكورة اما عند الروم
واما عند غيرهم من الطوايف من سهو الكاتبين
او من قلة اجتهاد المترجمين وكذلك في اصل
العبراني واليوناني ايضاً يكون نقص يسير او غلطا
صغير ولا يكاد يوجد كتاب من الكتب و امكان
هو صحيحا كاملا الا وفيه غلطا او نقص لاكن لا قول
احد بالحق لاجل ذلك انه معطلنا كتاب مفسود
او مرفوض اما نسخ الكتب المقدسة هي كثيرة
كحسب كثرة اللغات والشعوب فكانت قديما
النسخة العربية ايضا مشهورة تامة في الفاظها و
في المعاني من زمن في نواحي الشرق دين
المسيح ولم يكن بعد انقلبت الامور من شدة
الاحزاب والهراطقة في تلك البلدان لاكن من
بعد ما نقص هناك العلم والايمان خسرت انها
النسخة المذكورة وبقيت منها مصاحف قليلة
فقط وفيها غلطات كثيرة و نقصانات غريزة ذلك
من قلة النساخ والعلماء ومن كثرة العشومة
والجهالة فهذا السبب دعا الاب المكرم المشهور
في العقل والجود المعتبر في العلم والحكمة
سركيس الهاروني من بيت الرز مطران الشام
ليحسن الي طايفة ويقوم باحتياجها علي

هی لفظوں کے پورے هونے اور معنوں کے
درست هونے میں، جب سے که مشرقی ملکوں
میں دین مسیحی چمکا هی اور اب تک
انقلاب امور بسبب لڑائیوں اور بربادیوں کے
اُن ملکوں میں نهیں هوا تها، لیکن جبکه وهاں
علم اور ایمان ناقص هوگیا تو اُس نسخه نے
بهی نقصان اُٹهایا اور صرف تهوڑے نسخے اُسکے
باقی ره گئے، اور اُن میں غلطیاں بهت هیں
اور نقصان بڑے هیں، یه بسبب قلت لکهنے
والوں اور عالموں کے اور بسبب کثرت نادانی
اور جهالت کے، یهی سبب باعث هوا پاپا
بزرگ کو که تقوی اور جودت طبع میں
مشهور اور علم و حکمت میں معتبر هی یعنی
سرکیس هارونی خاندان رزه مطران شام کو که
احسان کرے اپنے لوگوں پر اور مستعد هو اُنکی
حاجت روائی پر موافق اپنی طاقت کے اِس
سبب سے که رغبت کی تهی بعضے مطارنه اور
اساقفه مشرقی ملکوں نے حضرت سیدنا پاپا
اربانوس آٹهویں سے وه اُس سے اُسکا حکم چاهتے
واسطے اصلاح اُس عربی نسخه کے اور اُسکے
چهاپنے کے روم کبیر میں واسطے فایده اُنکے
کنیسوں اور اُنکی رعایا کے، پهر اجازت دی
اُس پاپا نے اُن لوگوں کو، پهر اِس کام کا متولی
کیا بزرگ پیشواؤں بلند مرتبه کردینالیه
کو جو متعین تهے مقدس سوسئیٹی پر واسطے
پهیلانے دین مسیحی کے، پهر اُنهوں نے سمجهایا
مطران سرکیس کو جسکا اوپر ذکر هوا جمع
کرنیکو اپنے شهر میں بهت سے عالموں علم
الهی کو اور پادریوں اور عابدوں اور عالموں
اور جاننے والوں عبرانی اور یونانی اور عربی

حسب قدرته بما قدكان رغبوا لبعض المطارنة
والاساقفة من بلاد الشرق الى قدس سيدنا البابا
اربانوس الثامن مستاذنين له في امره باصلاح
النسخة العربية وطبعها في رومية العظمى
لمنفعة كنايسهم و رعاياهم فاذن البابا المذكور
طالبتهم فولى هذا الامر للسادة المكرمين المتعالين
الكردينالية المتوكلين على المجمع المقدس
في انتشار الايمان المسيحي فاماهم فاوصوا
المطران سركيس المقدم ذكره بجمع في داره
كثيرا من العلماء اللاهوتيين قسوسا ورهبانا
وعلمانيين و معلمي للسان العبراني واليوناني
والعربي وغيرها ليصلح معهم النسخة العربية
فمدوا يفعلون ذلك لغاية الاجتهاد في سنة ١٦٢٥ ع
الف وستماة و خمسة وعشرين لميلاد المسيح
بعون الله تعالى وتوفيقه فاختاروا من كل
واحد في المصاحف العربية ما وجدوا فيه اصح
واصلح وموافق المصدر العبراني واليوناني
وجبروا الناقص واصلحوا الفاسد على مثل
المصدر المذكور والنقل العام الذي عند الكنيسة
الرومانية فكذلك ردوا على قدر طاقتهم الكتب
المقدسة الى الطايفة العربية المشهورة وغيرها
من الطوايف المستعمل عندهم اللسان العربي
كما كانت لهم في الزمان القديم اما في هذا
الامر الكبير كل سعي الناس و همم خفيف
قليل فلذلك امر المجمع المقدس ان يطبع
في هذا النقل المتن اللاطيني العام قبالة المتن
العربي حتى يكون لكل واحد قانونا امينا
يعرف به و يصلح كما بقي من العربي من نقص
او غلط ام يدره المترجمون والمصلحون ثم اعلم
ايها القاري الحبيب اننا في اصلاحنا هذا لم

وغیرہ زبانوں کو کہ اُن سب کے ساتھہ اصلاح
دیجاوے عربي نسخہ کو ' پھر اُنھوں نے یہہ
کام شروع کیا نہایت کوشش سے سنہ ١٦٢٥ ع
میں اللہ تعالی کي مدد اور اُسکي توفیق سے
پھر پسند رکھا اُنھوں نے ھر ایک عربي نسخہ
میں سے جس چیز کو کہ اُنھوں نے پایا
صحیح اور درست اور موافق صحیحوں عبراني
اور یوناني کے' اور درست کیا ناقص کو اور اچھا
کیا بُرے کو مانند اُن صحیحوں کے اور مانند
اُس عام نقل کے جو کنیسہ رومانیہ میں ھي'
اور اسیطرح اُنھوں نے پورا اپني طاقت کے
موافق کتب مقدسہ کو مشہور عربي گروہ کے
پاس اور اُنکے سوا جن لوگوں کے ھاں عربي
زبان مستعمل تھي جیساکہ پہلے زمانہ میں
اُنکے لیئے تھا ' اور اِس بڑے کام میں کوشش
آدمیوں کي اور اُنکي ھمت چھوتي اور تھوڑي
ھي اسلیئے اُس مقدس سوسئیتي نے حکم دیا
اس نقل کے ساتھہ عام لاطیني متن کے چھپنے
کا مقابل میں عربي متن کے تاکہ ھو ھرایک
کے لیئے اچھا قاعدہ ' اور اِس سے جان لیا جاوے
اور اصلاح کیا جاوے جو کچھہ باقي رہ گیا ھو
عربي میں نقصان اور غلطي جسکو چوک
گئے ھوں ترجمہ کرنے والوں اور اصلاح دینے والوں
سے ' پس جان لے اے میرے پیارے پڑھنے والے
ھمنے اپني اس اصلاح میں نہیں ملایا ھمیشہ
اصلي متن کو لفظ بلفظ بلکہ ھمنے پیروي کي
ھی اگلے مترجموں کي عادت کي ' پس بہت
جگہہ ھمنے نگاہ میں رکھا ھی صرف مطلب
کو اور ھمنے دھیان نہیں کیا لفظوں کي
ترتیب اور اُنکي گنتي کا ' اور جہاں کہیں

نلحق دايما المتن الاصلي كلمة بكلمة بل
اقتدينا عادة التراجمة السابقين فمرات كثيرة
حفظنا الحكم فقط و تغافلنا عن ترتيب الالفاظ
و عددها وحيث كان اختلاف بين الحكم العربي
واللاطيني بغير مضرة الحق لم نرد ان نغير
شيء بل ابقينا تاويل الاولين كرامة لهم
و قد صارت لاهل الشرق العادة فيه من زمان
طويل فكان التغير يكون لهم مكروها ثم ان المتن
الاصلي ايضا قبول في خط ذلك الحكم
بالسواء و بين الحكمين اختلاف فقط بالمتضادة
و في كليهما تصديق لامور ثم معروض عليك
اننا في اسماء التي تختص بها الناس والمواضع
و قفنا على اثار الخط العبراني و حروفه الا
ان العادة وفي اللسان العربي تارة منعتنا عن
ذلك كقولك ابراهيم عوض ابرهم و سليمان
عوض سلومه و اورشليم عوض يورشليم و مثل
ذلك فاما اسماء الاحجار والاشجار و ساير
النباتات والحيوانات ما تشابه بذلك ان كان
في اللفظ شك او ريب في معناه والمترجمون
في تاويلها مختلفون فتركناها بلا تغير في المتن
العربي ثم انك في هذا النقل تجد شياً من الكلام
غير موافق قوانين اللغة بل مضادا لها كالجنس
المذكر بدل المونث والعدد المفرد بدل الجمع
والجمع بدل المثنى والرفع مكان الجر والنصب
في الاسم والجزم في الفعل و زيادة الحروف
عوض الحركات و ماتشابه ذلك فكان سببا لهذا
كله سذاجة كلام السيحيين فصار لهم نوع
تلك اللغة مخصوصا ولكن ليس في اللسان
العربي فقط بل في اللاطيني واليوناني والعبراني
تغافلت الانبياء والرسل والاباء الاولون عن

مطلب کا اختلاف تھا عربي و لاطيني میں بغیر نقصان حق بات کے اُسکا کچھہ بھي بدلنا ہمنے مناسب نہیں دیکھا بلکہ اُسکو رہنے دیا جسطرح بیان کیا تھا پہلوں نے اُنکي بزرگي کے لحاظ سے اور ہوگئے تھے مشرق کے رہنے والے اُسیکے عادي بہت مدت سے

قياس الكلام لانه لم يرد روح القدس ان نقيد اتساع الكلمة الالهية بالحدود المضيقة التي حدتها الفرايض النحوية فقدم لنا الاسرار السماوية بعوز فصاحة و بلاغة بكلمات يسيرة مستسهلة لئلا تختص قوة البشر وحيلتهم بعمل خلاصهم العجيب النظم و بدخول العالم في دين المسيح انتهى *

سو اُسکا بدلنا اُنکو بُرا معلوم ہوتا اور جبکہ اصلي متن بھي موجود ہی اپنے خط میں تو پھر یہہ مطلب برابر ہی اور دونوں مطلبوں میں صرف اختلاف ہی بغیر تضاد کے اور اُن دونوں میں جو بات ہی اُسکي تصدیق ہی' پھر تسپے یہہ بھي کہا جاتا ہی کہ ہمنے ایسے ناموں کو جو آدمیوں کے لیئے اور مقاموں کے لیئے خاص ہیں موقوف رکھا ہی اوپر نشان عبراني خط کے اور حرفوں کے مگر زبان عربي کے محاورہ نے کبھي باز رکھا ہمکو اس سے جیسے کہ تو کہے ابراہیم بدلے ابرہم کے' اور سلیمان بدلے سلومہ کے' اور اُورشلیم بجائے یورشلیم کے اور مانند اسکے' مگر پتھروں کے نام اور درختوں کے اور نباتات کے اور جانوروں کے اور جو چیزیں کہ اُنکي مانند ہیں اگر لفظ میں شک ہی' یا اُسکے معني میں تردد ہی' اور مترجموں میں اُسکے معني بیان کرنے میں اختلاف ہی' تو اُسکو ہمنے بغیر بدلنے کے عربي متن میں چھوڑدیا ہی' پھر تو اس متن میں پاویگا بعض کلام خلاف قاعدہ زبان کے بلکہ اُسکے برعکس' جیسے مذکر بدلے مونث کے' اور مفرد بدلے جمع کے' اور جمع بدلے تثنیہ کے' اور پیش جگہہ زبر کے' اور زیر اسم میں' اور جزم فعل میں' اور زیادتي حرف کي بدلے حرکت کے' اور مانند اسکے' اس سب کا سبب ہی سادگي کلام عیسائیوں کي' پس ہوگئي ہی ایسي بولي خاص اُنکي' اور یہہ بات عربي ہي زبان میں نہیں ہی بلکہ لاطیني اور یوناني اور عبراني میں بھي ہی' دہیان نہیں کیا نبیوں اور رسولوں اور متقدمین بزرگوں نے کلام کے باقاعدہ بولنے میں' اسلیئے کہ روح القدس نے یہہ بات نہیں چاہي کہ کلام الہي کي وسعت کو مقید کرے تنگ حدوں میں جنکو نکالا ہی قواعد نحویہ نے' پھر پہنچے ہمارے پاس بھید آسماني بغیر فصاحت و بلاغت کے لفظوں تھوڑے میں جو آسان تھے شہر کے لیئے تاکہ نہ خاص ہوجاوے قوت اِنسان کي اور طیفت اُنکي اپني نجات کے کام میں عجیب نظم کي اور بسبب داخل ہونے عالم کے دین مسیحي میں *

اِس دیباچہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اگلے اور پچھلے مترجموں کو اِن ترجموں میں کسقدر مشکلیں پیش آئي ہیں' اور یہي سبب ہی کہ ہم ترجموں میں اختلاف پاتے ہوں' با اینہمہ جسقدر اختلافات کہ ترجموں میں واقع ہوئے ہیں وہ ایک نہایت بیش قیمت چیز ہی اُنپر غور کرنے سے ہرایک عالم کي راے معلوم ہوتي ہی' اور خیال کیا جاتا

هی کہ اُس عالم مترجم نے کلام الٰہی کا کیا مطلب سمجھا تھا، پس جو لوگ کہ کتب مقدسہ پر تحقیقات کرنے اور اصلی روشنی حاصل کرنے کا اُن سے ارادہ رکھتے ہیں اُنکو چاہیئے کہ اُن اختلافات تراجم کو بہت عزیز رکھیں، اور اُنپر نہایت تامل اور وقار سے غور کریں، نہ یہہ کہ اُن اختلافات سے یہہ سمجھیں کہ در اصل کلام الٰہی میں اختلاف ہی *

اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ چند ترجموں کا جو میرے پاس بالفعل موجود ہیں اور جنسے مجھے اپنی تفسیر لکھنے میں مدد ملی ہی اُنکا ذکر اُس مقام پر لکھوں *

۱ انگریزی ترجمہ لیٹن ولگٹ بیبل کا جسکو سوائے عبری اور یونانی متنوں کے مختلف زبانوں کے اَور نسخوں سے مقابلہ کیا گیا ہی جو مخطوطی رہبت ریورنڈ ڈاکٹر ٹرن ور صاحب کے بمقام لنڈن سنہ ۱۸۴۸ ع میں چھپا *

۲ انگریزی ترجمہ بیبل کا جو اصلی زبانوں سے ترجمہ ہوا اور جسکو بادشاہ جیمس کے حکم سے پہلے ترجموں سے خوب مقابلہ اور نظرثانی کرلیا گیا *

۳ عربی ترجمہ بیبل کا جسکو سارا ہاگسن صاحب نے بمقام نیوکیسل سنہ ۱۸۱۱ ع میں چھاپا *

۴ قلمی ترجمہ عربی زبور کا بطور تفسیر کے جسمیں مازنی کا نام لکھا ہی *

کچھہ تحقیق نہیں ہوسکتا کہ یہہ مازنی کون ہی، آیا وہ مشہور نحوی عالم جو سنہ ۲۰۴ ہجری مطابق سنہ ۸۱۹ ع میں مرا تھا اور کوئی، زمانہ تحریر بھی تحقیق نہیں ہی، طرز خط سے معلوم ہوتاہی کہ سولہویں یا سترہویں صدی کا لکھا ہی — جس شخص نے اول اُسکو خریدا اُسنے سنہ ۱۰۹۸ ہجری مطابق سنہ ۱۶۸۲ ع اُسپر لکھے ہیں، مگر تعجب یہہ ہی — کہ سوائے چند ورسوں کے اور کسی ورس کی مطابقت موجودہ زبور سے نہیں ہوتی معلوم ہوتا ہی کہ مترجم نے عربی محاورہ کی زیادہ‌تر پابندی کی ہی، اور ترجمہ اور تفسیر اسطرح پر ملادیا ہی کہ کچھہ تمیز نہیں ہوسکتی — بااینہمہ چند ورس جنکی مطابقت پائی جاتی ہی اسمقام پر نقل کرتا ہوں *

ترجمہ مازنی	ترجمہ اُردو
طوبیٰ لرجل لم یسلک طرق الخطائین و لم یجلس فی مجالس المستہزئین و لم یعمل باعمال المذنبین *	مبارک وہ آدمی جو نہیں چلا رستہ گناہگاروں کا اور نہ بیٹھا مجلس میں ٹھٹا کرنے والوں کی اور نہ کیئے کام گناہگاروں کے *
ولکنہ فی ناموس الرب یدرس اللیل والنہار *	بلکہ خداوند کی شریعت میں رات دن سوچ کرتا ہی *

فمثله تمثل شجرة على شطالمياه توتي اكلها و تقدس ربها ناضرة اوراقها و هي سامعة مطيعة لربها *

سو اُسكي مثال اُس درخت كي مانند هى جوپانيوں كے كنارہ پر هو اور اپنے وقت پر ميوے لاوے، اور خدا نے اُسكو ستهرا كيا اور سبز هيں پتے اُسكے فرمانبردار اور اطاعت كرنيوالا اپنے رب كا *

ليس كذلك المنافقون لان اعمال المنافقين تسفيها الرياح *

ليكن گناهگار ايسے نهيں كيونكه گناهگاروں كے عمل اُنكو هوا اُڑا ديتي هى *

من اجل ان الله يعلم سبيل المنافقين و سبيل المتحسنين *

اسليئے كه الله جانتا هى رسته گناهگاروں كا اور رسته نيكوں كا *

٥ ترجمه عهد جديد جسكو رچارتوانس صاحب نے بمقام لندن سنه ۱۸۲۱ ع ميں اُس نسخه كے مطابق چهاپا جو سنه ۱۶۷۱ ع ميں مقام روم ميں چهپا تها *

۶ ترجمه عربي قلمي چاروں انجيلوں كا جسميں يوحنا كي انجيل ناقص هى اگرچه اس كتاب كا كاغذ بهت كهنه اور جلد بهت پراني هى مگر معلوم نهيں هوتا كه كس كا ترجمه اور كب كا اور كهاں كا هى، يهه نهايت غالب هى كه يهه نسخه چاروں انجيلوں كے اُس نسخه سے جو روم ميں سنه ۱۶۷۱ ع ميں چهپا نقل هوا هو - چار چيزيں اسكي قابل اطلاع هيں، اول يهه كه يهه نسخه عهد جديد كے اُس نسخه سے جو لندن ميں سنه ۱۸۲۱ ع ميں چهپا بهت مطابق هى - دويم اسميں ورسوں كا نشان نهيں هى - سويم اس نسخه ميں به نسبت موجوده بيبل كے عهد جديد كے زياده باب هيں، غالباً اِسكے بابوں كي تقسيم نسخه مطبوعه سنه ۱۶۷۱ ع كي تقسيم سے مطابق هى - چنانچه هر انجيل كے بابوں كا شمار اِس مقام پر لكها جاتا هى - انجيل متى ۱۰۱ باب، انجيل مارك ۵۴ باب، انجيل لوك ۸۶ باب، انجيل يوحنا تمام نهيں هى ۶۱ باب سے زياده هيں، موجوده انجيل يوحنا كے چهٹے باب كي ساتهويں آيت تك هى - چهارم اِس ترجمه ميں هرايك انجيل كے سرے پر ايك عبارت لكهي هوئي هى كه وه عبارت كسي موجوده بيبل كي انجيلوں ميں نهيں پائي جاتي هى، اسليئے اُن چاروں عبارتوں كو بجنسه نقل كرتا هوں *

انجيل مقدس متى

بشارة يسوع المسيح كتاب مار متى واحد من اثنى عشر من تلامذة *

انجيل مقدس مارك

بسم الاب والابن والروح القدس الا له الواحد بشارة الاب بطريرك الرسول القديس ماري مرقس الانجيلي *

انجيل مقدس لوک

بسم الاب والابن والروح القدس الاله الواحد بشارة الاب الفاضل لوقا الانجيلي *

انجيل مقدس يوحنا

بسم الاب والابن والروح القدس الاله الواحد بشارة القديس الجليل التلميذ الرسول يوحنا ابن زبدي حبيب ربنا يسوع المسيح *

ياد رکهنا چاهيئے که عهد جديد کے اس ترجمه کو ميں اپني تفسير ميں عربي نسخه عهد جديد سنه ۱۶۷۱ ع کے نام سے هميشه بيان کرونگا *

۷ فارسي ترجمه کتب عهد عتيق کا جسکو بحکم اسکاٹليند کي مذهبي مجلس کے وليم گلن صاحب نے اصل عبري متن سے ترجمه کيا اور بمقام ايڈنبرا سنه ۱۸۴۵ ع ميں چهاپا *

۸ فارسي ترجمه کتب عهد عتيق کا جسکو ريورنڈ طامس رابنسن صاحب آرچ ڈيکن مدراس نے ترجمه کيا اور سنه ۱۸۳۸ ع ميں بمقام کلکته چهاپا *

۹ ترجمه کتب خمسه موسى کا جسکو ريورنڈ طامس رابنسن صاحب نے اصل عبري سے ترجمه کيا بمقام کلکته سنه ۱۸۲۸ ع ميں چهاپا *

۱۰ فارسي ترجمه زبور کا جو اصلي عبري سے هوا اور جسکو رچرڈ وانس صاحب نے بمقام لندن سنه ۱۸۳۵ ع ميں چهاپا *

۱۱ فارسي ترجمه زبور کا جسکو ريورنڈ طامس رابنسن صاحب نے ترجمه کيا اور بمقام کلکته سنه ۱۸۳۸ ع ميں چهپا *

۱۲ فارسي ترجمه عهد جديد کا جسکو هنري مارٹن صاحب نے ترجمه کيا اور سنه ۱۸۲۸ ع ميں بمقام کلکته چهپا *

۱۳ فارسي ترجمه هنري مارٹن صاحب کا جو بمقام کلکته سنه ۱۸۴۲ ع ميں چهپا *

۱۴ اُردو ترجمه بيبل کا جو رومن کيرکٹر ميں هى جسکو وليم گلوز صاحب وغيره نے بمقام لندن سنه ۱۸۶۲ ع ميں چهاپا *

۱۵ اُردو ترجمه بيبل کا جو رومن کيرکٹر ميں بمقام مرزا پور سپرنٹنڈنٹ ميتهر صاحب نے سنه ۱۸۴۵ ع ميں چهاپا *

۱۶ اُردو ترجمه عهد عتيق کا جو بمقام کلکته سنه ۱۸۴۲ ع يا سنه ۱۸۴۳ ع ميں چهپا *

۱۷ اُردو ترجمه عهد جديد کا جسکو هنري مارٹن صاحب نے ترجمه کيا اور بمقام لندن سنه ۱۸۱۹ ع ميں چهپا *

۱۸ اُردو ترجمہ عہد جدید کا جو کلکتہ کے بپٹسٹ مشنریز نے ترجمہ کرکے بمقام کلکتہ سنہ ۱۸۳۹ ع میں چھاپا *

۱۹ اُردو ترجمہ عہد جدید کا جو بمقام کلکتہ سنہ ۱۸۴۴ ع میں چھپا *

۲۰ اُردو ترجمہ عہد جدید کا جو بمقام لندن سنہ ۱۸۶۰ ع میں چھپا *

کتب مقدسہ کے ترجمے بہت زبانوں میں ہوئے ہیں' اور حق یہہ ہی کہ دنیا میں اور کوئی کتاب ایسی نہیں ہی جسکے اسقدر مختلف زبانوں میں ترجمے ہوئے ہوں' چنانچہ اِس مقام پر ایک کتاب میں سے جسکا نام بیبل ہرزمین ہی اُن تمام زبانوں کی فہرست جن میں کتب مقدسہ کا ترجمہ ہوا ہی درج کرتا ہوں - اِس فہرست میں اُن زبانوں کو آٹھہ جماعتوں میں تقسیم کیا ہی جنمیں سے ہر جماعت میں ایک مقدم زبان معہ اُن زبانوں کے ہی جو اُس سے نکلی ہیں *

واضح ہو کہ جن زبانوں میں کتب مقدسہ کا ترجمہ کرنا تجویز کیا گیا تھا یا خیال میں تھا مگر پورا نہیں ہوا یا رایج نہیں ہوا اُن زبانوں کے ناموں کو باریک حرفوں میں چھاپا ہی *

پہلي جماعت	دوسري جماعت
مانو سیلیبک	شیمیٹک
چیني	پراني عبري
برمي	نئي عبري
اراکاني یا رکھنگ	سامري
سیامي	کالڈي
قاوس یالا	سریا
کیم بوجي	سریا کي کالڈیي
انامي	حال کي سریا
پیکوئي یا تالین یا مان	کارشن
کارن	عربي
مني پوري	افریقي عربي
کھاسي	اتھیوپیا
تیتي	ڈئیکر
لپکا	ایمھرک

تیسري جماعت
انڈویورپین

(الف) خاندان میڈویرشین

فارسي
پشتو یا افغاني
بلوچي
پوراني آرمیني
نئي آرمیني
ارارت آرمیني
کردي
آسي تنين

(ب) خاندان شینسکرت

شینسکرت
پالي
اُردو
هندوي
برج یا برج بهاشا
قنوجي
تشالي
بهوج پوري
هریاني
بندیل کهنڈي
بگهیل کهنڈي
اوجیني
هروتي
اودے پوري
مارواڑي
جیپوري
شیکھا واٹي

تیسري جماعت
(تتمہ)

بیهانیري
نثانیري
بنگالي
مگدهي
مرهتي یا متهلي
اسامي
اڑیا یا اوڑیسه
نیپهي
سندهي
ملتاني
پنجابي
جلبو
کاشمیري
نیپالي
پلپا
کماؤني
گڈهوالي یا سري نگري
گجراتي
مرهٹي
کانکني
رامنی یا جیسي
تامول
تلنگا یا تلگو
کرناٹي یا کناري
تولو
ملایالم
سنگالي
مالدیوي

تیسري جماعت
(تتمه)

(ت) خاندان سلتک

ویلش
کهانک
آئرش
بریتنکس
بریتن یا ازوري کون

(ث) خاندان تیوتانک

گاتهک
مدیم سیکسن
اینگلو سیکسن
انگلش
فلیمش
ڈچ
ایلمینگک یا پوراني جرمني
جرمني
آئیسلینڈک
دینش
سوئیڈش
ناروینز

(ج) خاندان گروکوائهن

پوراني یوناني
نئي یوناني
رومي
فرانسیسي
اسپیني
پرتگالي
اِتالین
ڈاکو رومینا یا ولیکین
پوراوینکل یا رومانت
واڈایس
پیڈماننیز

تیسري جماعت
(تتمه)

رومینیز
کیتیلن
زبان ثالوس

(ح) خاندان تهریکو النرین

ایلبینین

(خ) خاندان اسلیوانک

اسلیوانک
روسي
لینش یا لیوولین
پولش
لتهیوایندن
سیموجتین
اُوپر کي وینڈش
نیچے کي وینڈش
هنگري کي وینڈش
بوهیمین
کارنیولن
کروشین یا ڈلمیشین سرو ن
ملکیرین
باسنین

چوتهي جماعت

اگروناتار

(الف) خاندان یوس کیرین

فرنچ باسک
اسپینش باسک یا اسکیوایرا

(ب) خاندان فنش

فنش
ایپرنیز
کواینین یا نارویَن لیپ لینڈش
هنگرین
کاري لین

چوتھي جماعت
(تتمه)

تلریت استهانین

ریول استهانین

اسکرمسین

مارتھي ریفین یا مارڈوین

زیوبن یا سریفین

اوارنغزین

واگولین

استي ایکن یا آست جیکین

واشیچین یا وات جیکین

(ت) خاندان تنگوسین

منچو

تنگوسین

(ث) خاندان مانگولین

مانگولین

کالمک

بریت

(ج) خاندان ترکش

ترکي

کازان یا ترکي تاتار

اورن برگ تاتار

کریمین تاتار

ٹرینس کاکیشین تاتار

اسکوویسچین

(ح) خاندان کاکیشین

جار جین

(خ) خاندان سیموئیڈي

سیموئیڈي

چوتھي جماعت
(تتمه)

(د) خاندان اُن زبانوں کا جو مشرقي
ایشیا اور کوریه کے جزیروں میں
بولي جاتي هیں

جاپاني

لوچوآن

ایلیوشین

کورین

پانچویں جماعت
پولي نیسین یا ملاین

ملایا

نیچے کي ملایا

فارموسا

جوانیس

ڈجک

باٹا

بما

بوجس

میکیسر

هوائي

تہیتي

راروتونگا

مارکوئیس

تونگا

نیوزیلینڈ یا ماوري

میلا گاسي

ساموآن

فیجین

نیوسئوتهه ویلز کي ایباري جینل

چهٽي جماعت

افريقن

كابنڪ
سهدك
باشموري
بونر
گهدمسي
مان ڏنگو
جولف
سسو
بلم
شوبرو
باريبا يا ياروبا
هاسا
تيماني
باسا
گريبو
ايكرا
فانتي
اشانتي يا اوجي
ديرالا
اِسوبو
فرنين ڏين
يونگ دي
سيكوآنا
سسوتا
كافر
نماكوا
✗
كسواهيلي
كيكمبا
كنيكا

ساتوين جماعت

امريكن

اسكوئماكس
گرين لينڏش
ويرگينين
مهسي چوست انڏين
سوهيگن
ڏلاوير
كري
چيپي وے يا اوجبوے
اوٽاوا
پاٽاواٽومي
مكميك
ابينا كوئي
شوانو
موهاك
سينكا
چروكي
چوكٽا
ڏيكوٽا يا سي اوكس
آئي اووا
پاني
ميكسي كن
آٽزي
نوواسكو
مسٽي كو
[illegible]
[illegible]
ماسكوئيٽو
پروين يا كيچوا

ساتویں جماعت (تتمہ)	آتھویں جماعت — مخلوط یا پٹائس زبانیں
ای مارا	مال مہر
گوارنی	جوڈیواسپینش
دریزیلی	جیویش جرمن
کارف یا کارب	جوڈوپولش
اراوک	کریولیو
	نیگرو زبان سرینم
	نیگرو زبان کریکوا
	انڈوپورر چوگیز

المقدمة العاشرة

مسلمانوں کے مذہب میں ناسخ و منسوخ کیا ہی

اول یہہ بات جان لینی چاہیئے کہ جسقدر مذہب دنیا میں ہیں اُن سب میں ناسخ اور منسوخ احکام پائے جاتے ہیں ' اگرچہ یہودی حضرت موسی علیہ السلام کی شریعت کو ابدی بتاتے ہیں لیکن اُنکو نسخ کا اقرار کرنا ناگزیر ہی کہ اُس سے پہلے کی شریعت بھی خدا کی طرف سے تھی اور اُسکے بعض احکام حضرت موسی کی شریعت سے منسوخ ہوگئے *

اکثر عیسائیوں نے اور مسلمانوں میں کے بعض فرقوں نے احکام الہی کے منسوخ ہونے سے انکار کیا اور کہا کہ خدا کے احکام میں ناسخ اور منسوخ ہونا خدا تعالی کے تقدس کے برخلاف ہی' مگر جو لوگ کہ کتب سماویہ پر اعتقاد رکھتے ہیں خواہ یہودی خواہ عیسائی خواہ مسلمان اُنکو کچھہ چارہ نہیں ہی بجز اِسکے کہ وہ اقرار کریں کہ بلاشبہہ احکام الہی میں ناسخ اور منسوخ ہی' چنانچہ ہم چند مثالیں بیان کرتے ہیں جنسے ناسخ و منسوخ کا احکام الہی میں ہونا ثابت ہوتا ہی *

۱ † حضرت موسی علیہ السلام نے اجازت دی کہ بعد نکاح کے اگر کسی سبب سے جورو ناپسند ہو تو اُسے طلاق دے اور طلاقنامہ لکھدے' حضرت عیسی علیہ السلام نے اُسکو منسوخ کیا اور فرمایا ‡ کہ بجز زنا کے اَور کسی سبب سے طلاق دینا درست نہیں *

---

† استثناء ۲۴ — ۱
‡ متی ۵ — ۳۱

۲ حضرت آدم علیہ السلام کي † شریعت میں حلال جانور چرند و پرند کا خون و چربي بھي حلال تھي ‡ حضرت نوح علیہ السلام کي شریعت میں وہ حکم منسوخ ہوا اور خون جانوروں کا حرام ہوا § حضرت موسیٰ کي شریعت میں وہ حکم بھي منسوخ ہوا اور خون اور چربي اور سور اور بعض اقسام جانوروں کے حرام ہوئے *

۳ حضرت ابراہیم کي ‖ شریعت میں سوتیلي بہن سے نکاح درست تھا حضرت موسیٰ کي ¶ شریعت میں یہہ حکم منسوخ ہوا *

۴ حضرت یعقوب کي شریعت میں حقیقي دو بہنوں سے ایک کے جیتے جي * نکاح کرنا درست تھا حضرت موسیٰ کي شریعت میں منسوخ ہوا *

۵ پہلي شریعتوں میں پھوپي سے ⸸ نکاح درست تھا حضرت موسیٰ کي شریعت میں منسوخ ہوا ⸸⸸ اور علیٰ ہذا القیاس اور بہت سے احکام ہیں جو منسوخ ہوگئے' مگر بحث ہي دو باتوں میں ایک یہہ کہ نسخ کے معني کیا ہیں دوسرے یہہ کہ نسخ کس چیز میں ہوتا ہي *

جاننا چاہیئے کہ نسخ کے لفظ کے ظاہري معني یہہ سمجھہ میں آتے ہیں کہ جو حکم پہلے دیا گیا تھا یا جو کام پہلے کیا گیا تھا اُسمیں کچھہ نقصان معلوم ہوا یا اُس سے زیادہ اچھا حکم سمجھہ میں آیا اسلیئے اُس پہلے حکم کو منسوخ کرکر دوسرا حکم جاري کیا ۰ مگر یہہ معني نسخ کے ہم مسلمانوں کے نزدیک ہرگز نہیں ہیں بلکہ اِسکو خدا کے تقدس کے برخلاف سمجھتے ہیں اور جو شخص ایسا اعتقاد رکھے اُسکو کافر جانتے ہیں *

ہم مسلمانوں کے مذہب میں نسخ کے معني صرف گذرجانے میعاد ایک حکم کے ہیں خواہ وہ میعاد پہلے سے معلوم ہو خواہ نہو' مثلاً اگر حکم دیا جاوے کہ فلاں کام ایک برس تک کیا جاوے تو جب وہ میعاد گذرجاویگي تو کہینگے کہ وہ حکم منسوخ ہوگیا مگر درحقیقت وہ منسوخ نہیں ہوا بلکہ پورا ہوا صرف اِتني بات ہوئي کہ اُسکے بجالانیکي میعاد باقي نرہي *

---

† پیدایش ۱ — ۳۰
‡ پیدایش ۹ — ۳
§ استثنا ۱۴ — ۹ اشعیاہ ۱۱ — ۴ لغایت ۸
‖ پیدایش ۲۰ — ۱۲
¶ احبار ۱۸ — ۹ — ۲۰ — ۱۷ استثنا ۲۷ — ۲۲
* پیدایش ۲۹ — احبار ۱۸ — ۱۸
⸸ خروج ۶ — ۲۹
⸸⸸ احبار ۱۸ — ۱۲ — ۲۰ — ۱۹

مثلاً ایک طبیب حاذق نے جسکی تشخیص اور تجویز اور تدبیر میں کسیطرح کی غلطی کا احتمال ہی نہیں ایک مریض کے لئے پہلی دفعہ ایک دوا تجویز کی اور اُسکو یہہ نہ بتایا کہ کب تک اُسکو استعمال میں لاوے' مگر وہ طبیب پہلے سے خوب جانتا تھا کہ اِتنے دنوں تک جب یہہ مریض اس دوا کو استعمال کرلیگا تو اُسکا مزاج دوسری دوا کے دینے کے لایق ہوگا' جب وہ دن گذر گئے اور اُسکا مزاج دوسری دوا کے استعمال کے لایق ہوا اُس طبیب نے وہ دوسری دوا اُسکو بتادی اور پہلی دوا کے استعمال کو منع کردیا' ظاہر میں پہلی دوا کا استعمال منسوخ کیا' مگر درحقیقت منسوخ نہیں ہوا بلکہ طبیب نے صرف پہلی دوا کے استعمال کی میعاد بتادی *

پس حقیقت میں کوئی حکم خدا کا منسوخ نہیں ہوتا' اُسکو منسوخ کہنا صرف ایک اصطلاح ہی' یہاں تک کہ جو حکم اب منسوخ ہوگئے ہیں اگر فرض کیا جاوے کہ اِس زمانہ کے آدمیوں کا ایسا حال اور ایسی طبیعت ہوجاوے جو اُس زمانہ کے آدمیوں کی تھی جب وہ حکم جاری تھے تو اب بھی سب کو اُنہی حکموں پر چلنا پڑیگا' جیسیکہ فرض کرو کہ اُس بیمار کو پھر وہی مرض شروع ہو جو پہلے ہوا تھا تو اُسکو وہی دوا استعمال کرلنی پڑیگی جیسا اُسنے پہلی دفعہ استعمال کیا تھا *

یہہ مذہب ہم مسلمانوں کا جو نسخ کے باب میں ہی بالکل حضرت مسیح علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق ہی' جنکہ طلاق کے باب میں آپ نے فروسیوں سے فرمایا کہ † "موسیٰ نے تمہاری سخت دلی کے سبب تمکو اجازت دی کہ اپنی جورو کو چھوڑ دو پر ابتدا میں ایسا نہ تھا" اس سے صاف پایا جاتا ہی کہ وہ حکم خدا کا اُس زمانہ کے لوگوں کے مزاج کے مناسب تھا' جب حضرت مسیح علیہ السلام کے آنے سے دلوں میں رحمت اور شفقت پیدا ہوئی تو اُسوقت دوسری دوا کا استعمال کیا گیا یعنی طلاق دینے کا حکم منسوخ ہوگیا *

باقی رہی دوسری بات اُسکی نسبت ہم مسلمانوں کا یہہ مذہب ہی کہ تمام انبیاء نے جسقدر صفات خدا تعالیٰ کی بیان فرمائی ہیں' اور حالات قیامت کے بتائے ہیں' یا جو گذشتہ واقعات کی خبریں دی ہیں' یا جو آیندہ کے واقعات کی پیشین‌گوئی کی ہی' اُسمیں کبھی نسخ نہیں ہوسکتا' اور اسیطرح جو دعائیں کہ انبیاء نے خود مانگیں یا اُنکے مانگنے کی اجازت دی' یا جو مناجاتیں خدا کے سامنے اُنہوں نے کیں یا کرنے کی اجازت دی' اُسمیں بھی کسیطرح پر نسخ نہیں ہوسکتا اور اسیطرح جو اصلی مقصد انبیاء کے بھیجنے سے ہی جسپر انسان کی نجات ابدی موقوف ہی' یعنی خدا کو واحد جاننا' اور اُسیکی عبادت کرنا' اور اپنی روح کو بری باتوں سے پاک کرنا' اور جو عمدہ صفتیں خدا کی ذات میں ہیں اُن صفات کو بقدر طاقت بشری اپنے میں پیدا کرنا اُسمیں بھی کسیطرح نسخ نہیں ہوسکتا' صرف باقی وہ گئی یہہ بات کہ خدا کی عبادت کسطرح پر کی جاوے' اور اپنے نفس

میں کسطرح جو وہ صفات پیدا کی جاویں اس میں البتہ نسخ کا احتمال ہی مگر انہی معنوں میں جو اوپر مذکور ہوئے کیونکہ رفتہ رفتہ انسان کی عقل اور اسکا علم روز بروز ایک حد تک ترقی پاتا ہی پس ضرور ہی کہ جب تک طریقہ اُن صفات کے حاصل کرنے کا نہایت حد تک نہ پہونچ جاوے اُس وقت تک اُس طریقہ میں ترقی ہوتی رہے *

اب سمجھنا چاہیئے کہ جو لوگ یہہ بات سمجھتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کے مذہب میں یہہ بات ہی کہ زبور کے آنے سے توریت اور انجیل کے آنے سے زبور اور قرآن کے آنے سے انجیل اس مراد سے منسوخ ہوگئی کہ اُنمیں کچھہ نقص تھا یہہ اُنکی سمجھہ محض غلط ہی نہ ہم مسلمانوں کے مذہب میں یہہ بات ہی نہ ہمارا یہہ اعتقاد ہی اور اگر کوئی جاہل مسلمان اسکے برخلاف کہے تو وہ اپنے مذہب اور اپنے مذہب کے احکام سے واقف نہیں *

الحمدللہ کہ مبادی تفسیر کے مقدمات تمام ہوئے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم *

تبئین الکلام

فی

تفسیر التوراة والانجیل علی ملة الاسلام

حصہ دوم

توریت مقدس

حضرت موسی علیہ السلام کی کتابوں میں سے پہلی کتاب

مسمی بہ

کتاب پیدایش

از باب اول تا باب یازدهم

بسم الله الرحمن الرحیم

دیباچہ عہد عتیق

بیبل یونانی لفظ ہی اور اُسکے معنی کتاب کے هیں' مگر اب یہہ لفظ ہرایک کتاب پر نہیں بولا جاتا بلکہ صرف اُس کتاب پر بولا جاتا ہی جسمیں خدا کی بہیجی ہوئی وہ وحیاں لکہی گئی ہیں جو انبیاء بنی اسرائیل اور حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کے حواریوں کو پہونچیں *

اسکرپچرز جمع ہی اسکرپچر کی اور اُسکے معنی هیں تحریروں کے' یہہ لفظ لیٹن کے لفظ سے نکلا ہی' لیٹن میں اِسکو اسکرپچرا کہتے ہیں اور وہ مشتق ہوا ہی اسکربو سے جسکے معنی ہیں تحریر کے' مگر اب یہہ لفظ بھی ہرایک تحریر پر نہیں بولا جاتا بلکہ خاص اُنہیں پاک تحریروں کے لئے کہا جاتا ہی جنمیں خدا کی بہیجی ہوئی وہ وحیاں لکہی گئی هیں جو انبیا بنی اسرائیل اور حضرت مسیح علیہ السلام اور اُن کے حواریوں کو پہونچیں' پس بیبل اور اسکرپچرز دونوں لفظوں سے ایک هی مراد ہی *

علماء مسیحی نے بیبل یا اسکرپچرز کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہی' ایک اولڈ ٹسٹمنٹ جسکے معنی هیں پرانے عہد نامہ کے اور جسکو کہا جاتا ہی عہد عتیق' دوسرا نیو ٹسٹمنٹ جسکے معنی ہیں نیا عہد نامہ اور جسکو کہا جاتا ہی عہد جدید *

عہد عتیق میں وہ کتابیں داخل هیں جو قبل حضرت مسیح علیہ السلام کے انبیاء بنی اسرائیل کو ملیں' اور عہد جدید میں وہ کتاب ہی جو حضرت مسیح کو دی گئی معہ اُن ناموں اور رسالوں کے جو اُنکے حواریوں نے لکھے *

علماء عیسائی عہد عتیق کی کتابوں کو ۳۹ شمار کرتے هیں' اور بہ ترتیب زمانہ تحریر کے اُنکو بیبل میں شامل کرتے هیں' مگر یہودی عالم اُنکو بہ تعداد عبری زبان کی الف بے کے حرفوں کے بائیس شمار کرتے هیں اور کئی کئی کتابوںکو ایک کتاب گنتے هیں' اور اُنکو تین سلسلوں میں منسلک کرتے هیں — اُنکا شمار اور اُنکے سلسلے اسطرح پر هیں *

پہلے سلسلہ میں حضرت موسی علیہ السلام کی پانچ کتابیں ایک کتاب میں تھیں جسکو وہ قانون کہتے تھے *

۱ کتاب پیدایش	۴ کتاب اعداد
۲ کتاب خروج	۵ کتاب استثنا
۳ کتاب احبار	

دوسرے سلسلہ میں تیرہ کتابیں ہیں اور اُنکو پرافٹس یعنی کتب پیغمبران کہتے ہیں *

۱ کتاب یوشع
۲ کتاب قضات معروث } ایک کتاب میں
۳ دونوں کتابیں شموئیل کی ایک کتاب میں
۴ دونوں کتابیں السلاطین کی ایک کتاب میں
۵ کتاب عزرا
۶ کتاب نحمیا } ایک کتاب میں
۷ کتاب استیر
۸ کتاب ایوب
۹ کتاب اشعیاہ
۱۰ دونوں کتابیں یرمیاہ کی ایک کتاب میں
۱۱ کتاب حزقیل
۱۲ کتاب دانیال
۱۳ بارہ کتابیں چھوٹے † پیغمبروں کی ایک کتاب میں
یعنی * هوشع * یوئیل * عاموس * عوبدیاہ * یوناہ * میکاہ * ناحوم * حبقوق * صفنیاہ * حجی * زکریاہ * ملاکی *

تیسرے سلسلہ میں چار کتابیں ہیں جنکو یہودی کتوبیم کہتے ہیں اور عبرانی میں هیجیوگرفا *

۱ زبور
۲ امثال سلیمان
۳ کتاب واعظ
۴ غزل الغزلات
} ایک کتاب میں

ان کتابوں کو یہودی بعضے وقت زبور بھی کہتے تھے اسلیئے کہ سب سے اول جو کتاب ہے اُسکا نام زبور تھا *

زمانہ حال کے یہودی عہد عتیق کی کتابوں کی تعداد جو گنتے ہیں اور چار سلسلوں میں منسلک کرتے ہیں *

اول قانون جسمیں پانچ کتابیں حضرت موسیٰ علیہ‌السلام کی ہیں *

۱ پیدایش
۲ خروج
۳ احبار
۴ اعداد
۵ استثنا

دوسرے اگلے پیغمبروں کی کتابیں جنمیں چھہ کتابیں شامل ہیں

۶ یوشع
۷ قضات
۸ دونوں کتابیں شموئیل کی
۹ دونوں کتابیں سلاطین کی

---

† چھوٹے پیغمبروں سے یہہ مراد ہی کہ اُنکی کتابیں چھوٹی ہیں اور یہہ مطلب نہیں ہی کہ وہ اَور پیغمبروں سے کمتر تھے

تیسرے پچھلے پیغمبروں کي کتابیں جن میں یہه کتابیں داخل هیں اور یہه دونوں قسم نبیئیم کہلاتي هیں

۱۰	اشعیاه	۱۲	حزقیل
۱۱	یرمیاه	۱۳	باره چهوٹے پیغمبر

چوتھے کتبیم یا هیجیو گرفا جن میں یہه کتابیں شمار هوتي هیں

۱۴	زبور	۲۰	استیر
۱۵	امثال سلیمان و غزل الغزلات	۲۱	دانیال
۱۶	ایوب	۲۲	عزرا
۱۷	روت	۲۳	نحمیاه
۱۸	نوحه یرمیاه	۲۴	دونوں کتابیں تاریخ کي
۱۹	واعظ		

معلوم هوتا هی که علماء مسیحی بهي عهد عتیق کو تین حصوں میں تقسیم کرتے هیں *
اول قانون جس میں پانچ کتابیں حضرت موسی علیه‌السلام کي داخل هیں

۱	کتاب پیدایش	۴	کتاب اعداد
۲	کتاب خروج	۵	کتاب استثنا
۳	کتاب احبار		

دویم باره کتابیں مورخوں کي

۱	کتاب یوشع	۷	دویم سلاطین
۲	کتاب قضاة	۸	اول تواریخ ایام
۳	کتاب روث	۹	دویم تواریخ ایام
۴	اول شموئیل	۱۰	کتاب عزرا
۵	دویم شموئیل	۱۱	کتاب نحمیا
۶	اول سلاطین	۱۲	کتاب استیر

سویم بائیس کتابیں نظم و نثر انبیا کي

۱	کتاب ایوب	۶	کتاب اشعیاه
۲	زبور داود	۷	کتاب یرمیاه
۳	امثال سلیمان	۸	نوحه یرمیاه
۴	واعظ سلیمان	۹	کتاب حزقیل
۵	سرود سلیمان	۱۰	کتاب دانیال

خداوند اپنے خدا کے عہد کے صندوق کے پہلو میں رکھو تا کہ وہ تمہارے برخلاف شاہد
رہے ' پس توریت اُسی وقت سے صندوق الضمان میں تھی اُسکے بعد جب بنی اسرائیل بیابان
سے نکل کر کنعان میں آباد ہوئے اور جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس یا
مسجد اقصی تعمیر کی جسکو اُورشلیم یا یروشلم یا جروشلیم کہتے ہیں تو وہ کتاب مع اور
تمام تبرکات اور تابوت سکینہ کے وہاں رکھی گئی ' اور حضرت سلیمان نے فرمایا کہ اُسکے بعد
جسقدر اور کتابیں نبیوں کی لکھی گئی ہیں وہ بھی اُسی مقدس جگہہ میں رکھی جاویں *
اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تمام کتابیں داؤد اور عاموص اور ہوشیع اور یوئیل اور میکاہ
اور ناحوم اور صفنیاہ اور یرمیاہ اور حبقوق اور تمام پیغمبروں کی جو اول کی قید سے
پیشتر لکھی گئی تھیں وہ سب بیت المقدس میں رکھی گئی تھیں *

سنہ ۵۸۸ قبل مسیح میں بخت نصر نے بیت المقدس کو جلا دیا ' اب یہہ بات معلوم
نہیں ہوتی کہ اُس آگ میں وہ قلمی نسخے بھی جلگئے یا نہیں ' مگر علماء عیسائی بہت سے
معقول دلیلوں سے ثابت کرتے ہیں کہ وہ نسخے بالکل معدوم نہیں ہوئے تھے بلکہ خود وہ
اصلی نسخے یا اُنکی نقلیں بچ گئی تھیں *

† وہ کہتے ہیں کہ اول تو اُس زمانہ کے لوگ یا وہ پیغمبر جو اُسکے بعد ہوئے
کتب مقدسہ کے جل جانے یا معدوم ہوجانے کی کچھہ شکایت نہیں کرتے ' دوسرے یہہ کہ
جب بخت نصر نے بیت المقدس کے خزانوں کو لوٹ کے لئے مقدس ستحقہ کو بیت المقدس
میں محفوظ رکھا تھا اغلبتہ غالب ہے کہ یہہ اصلی نسخے بھی اُس میں جمع کئے ہوں
بالتخصیص اس وجہہ سے کہ بخت نصر یہودی مذہب سے خاص دشمنی نرکہتا تھا - اور جو
ان سب باتوں کے اگر یہہ قول کریں کہ وہ اصلی کتابیں بیت المقدس کے ساتھہ جلا
ہوگئی تھیں تو بھی یہہ بات یقینی ہے کہ اُس وقت میں اُن کی بہت سی نقلیں تھیں
اور اس بات میں کچھہ شک نہیں ہوسکتا ہے کہ اُن میں سے چند کتابوں کو یہودی بابل
کو لیگئے ہوں اور باقی یہودیہ میں رہگئی ہوں — کتب مقدسہ کی اس قدر تعظیم تھی
اور ایسے دور دراز ملکوں میں پھیل گئی تھیں کہ اُن سب نسخوں کے ضایع یا تلف
ہوجانے کا امکان نہیں تھا - علاوہ اسکے کتاب دانیال باب ۹ — ۱۱ و ۱۳ سے پایا جاتا ہے
کہ زمانہ قید میں توریت کا نسخہ موجود تھا ' اور کتاب نحمیا کے باب آٹھویں سے پایا جاتا
ہے کہ قید کے تھوڑے دنوں بعد حضرت عزرا نے لوگوں کو توریت صرف سنائی اور سمجھائی
ہی نہیں بلکہ حضرت موسیٰ کے قانون اور رسومات کے بموجب تمام الہیہ پرستش اور تمام
قربانیوں کو جاری کیا تھا ' پس اُسوقت میں توریت کا کم سے کم ایک صحیح نسخہ ضرور ہوگا '
کیونکہ اسبات کا یقین نہیں ہوسکتا کہ اُنہوں نے ایسی عبادت کے ازسرنو قایم کرنے کا قصد کیا ہو

† تفسیر دائلی جلد ۲ صفحہ ۳۰

جس میں سب چھوٹی چھوٹی رسومات جنکو حضرت موسیٰ نے مقرر کیا تھا واجب التعمیل خیال کیجاتی تھیں اور اگر اُن سے ذرا بھی انحراف ہوتا تھا تو نہایت بےادبی کلام الہی کی سمجھی جاتی تھی؛ پس یہہ سب باتیں کیونکر ہوتیں اگر حضرت عزرا کے پاس خواہ اصلی نسخہ توریت کا خواہ ایک ایسی نقل جسکی صحت پر لوگوں کے دلوں میں کچھہ شک نہ تھا حقیقت میں نہوتی *

یہودیوں کے مذہب میں ایک ایسی روایت ہی جسپر کوئی اعتراض نہیں کرتا؛ وہ یہہ ہی کہ بیت المقدس کے دوبارہ بننے کے تقریباً پچاس برس بعد حضرت عزرا نے باتفاق علماے یہود نے کتاب ہاے اقدس کا ایک مجموعہ بنایا کہ جس میں یہودیوں کے قید میں جانے کے وقت سے یہہ کتابیں بن گئی تھیں، نوحہ یرمیاہ، کتاب حزقیل، کتاب دانیال، کتاب حگی، کتاب زکریاہ، جو کہ حضرت عزرا کو خود الہام ہوا تھا اسلیئے یقین کرنا چاہیئے کہ جو کچھہ اُنکی ہدایت سے کیا گیا تھا وہ سب صادق تھا؛ اس اصلی مجموعہ میں جو بموجب قدیم رسم کے بیت المقدس میں رکھا گیا تھا بعد کو وہ پاک کتابیں جنکو خود حضرت عزرا نے لکھا تھا شامل کی گئی تھیں، اور کتابیں نحمیا اور ملاکی کی بھی جو بعد وفات حضرت عزرا کے لکھی گئیں تھیں شامل کی گئی تھیں؛ اِن کتابوں کا ملانا غالباً سائیمن عادل نے جو علماے یہود معروف بہ سنیگاگ اعظم میں سے اخیر تھا عہد عتیق کی کتابوں کو پورا کرنے کے لیئے کیا تھا؛ کیونکہ ملاکی کے بعد کوئی پیغمبر حضرت یحییٰ تک پیدا نہوا تھا جسنے گویا دو عہدناموں کو شامل کیا اور جسکے حق میں ملاکی نے باب ۴ ـ ۵ میں پیشین گوئی کی کہ وہ عیسیٰ کے آنے سے پیشتر آویگا -- اب یہہ بات تحقیق نہیں کی جاسکتی کہ آیا حضرت عزرا کے نسخہ کتاب ہاے اقدس کو انطیوکس ایپی فینس نے بروقت تاراج کرنے بیت المقدس کے برباد کیا یا نہیں، اور نہ اسکا تحقیق کرنا کچھہ ضرور ہی؛ کیونکہ یہہ بات معلوم ہی کہ جوڈس مکابیس نے بیت المقدس کی مرمت کی اور خدا کی عبادت بجالانے کو ہرایک چیز اُسنے مہیا کی جس میں ایک صحیح نسخہ بھی تھا گو وہ حضرت عزرا کا اصلی نسخہ نہو؛ یہہ نسخہ خواہ حضرت عزرا کا تھا یا نہ تھا بیت المقدس میں اُسوقت تک رہا جبکہ ٹائیٹس نے اورشلیم کو فتح کیا؛ اور اُسکے بعد روم کبیر میں لیجایا گیا اور وسپیشین کے شاہی محل میں رکھا گیا *

یہہ تمام وجوہات اور دلایل جو علماء مسیحی نے بیان کیں ہم مسلمانوں کے مذہب سے کسی طرح مخالفت نہیں رکھتیں اور سب کی سب قابل تسلیم کے ہیں؛ اگرچہ ہمارے ہاں کی کتابوں سے یہہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ بخت نصر کے بیت المقدس* کے برباد کرنے کے بعد کوئی نسخہ توریت کا مطابق اُس نسخہ کے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خود لکھا تھا باقی رہا تھا؛ مگر یہہ بات ثابت ہی کہ حضرت عزرا علیہ السلام نے توریت

۱۱	کتاب هوشیع	۱۷	کتاب ناحوم
۱۲	کتاب یوئیل	۱۸	کتاب حبقوق
۱۳	کتاب اموص	۱۹	کتاب صفنیاہ
۱۴	کتاب عوبدیاہ	۲۰	کتاب حجی
۱۵	کتاب یوناہ	۲۱	کتاب زکریاہ
۱۶	کتاب میکاہ	۲۲	کتاب ملاکی

یہ سب ملکر انتالیس کتابیں ہوتی هیں *

هم مسلمانوں کی مذهبی کتابوں میں یہہ عہد عتیق کا نام کسی طرح پر آیا هی کہیں صرف لفظ اِسکا یا کہ عہد عتیق اور عہد جدید دونوں پر لفظ کتاب کا هی جو انکلش مطابق هی لفظ بائبل کے - اللہ تعالی سورہ بقرہ میں فرماتا هی کہ " یہودیوں نے کہا کہ عیسائی نہیں کچھہ راہ پر اور عیسائیوں نے کہا کہ یہودی نہیں کچھہ راہ پر اور وہ سب پڑھتے هیں کتاب " *

سورۃالبقرہ آیت ۱۱۳
وقالت الیهود لیست النصاری علی شیء وقالت النصاری لیست الیهود علی شیء وهم یتلون الکتاب

اور کہی الکتاب کا لفظ صرف عہد عتیق کی کتاب کے لیئے استعمال کیا گیا هی کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اکثر جگہہ صرف یہودیوں کو اهل کتاب کہکر پکارا هی *

اور اکثر عہد عتیق کی کل کتابوں پر صرف لفظ توریت کا استعمال کیا گیا هی کیونکہ ان میں سب سے اول جو کتابیں هیں وہ توریت کہلاتی تھیں اور اسطرح پر کل کتب کو ہمارے هاں کی اصطلاح میں تسمیۃالکل باسم الجز کہتے هیں اللہ تعالی سورہ المائدہ میں فرماتا هی کہ " اور ان کے پیچھے ہمنے بھیجا عیسی کو جو کہ ایسی کو سچ کرتا تھا اسے جو کچھہ کہ آگے سے توریت " *

سورہ المائدہ آیت ۴۹
وقفینا علی آثارهم بعیسی ابن مریم مصدقا لما بین یدیہ من التوریۃ

اس آیت میں بیان هوا کہ " ان نبیوں کے پیچھے همنے عیسی کو بھیجا " پھر فرمایا کہ " جو کچھہ اُس سے آگے تھا اُسکو سچّا کرتا هوا بھیجا " پس " جو کچھہ " کے لفظ میں اگلے نبیوں کی سب کتابیں داخل هیں پھر اللہ صاحب نے اُس " جو کچھہ " کے لفظ کا بیان فرمایا " توریت " اس سے ثابت هوا کہ لفظ توریت کا کل نبیوں کی کتابوں پر جو حضرت مسیح علیہ‌السلام سے پہلے تھے فرمایا گیا هی *

علاوہ اِسکے هماری مذهبی کتابوں میں بائبل کے هر ایک ٹکڑے پر صحف اور زبر اور سفر کے لفظ کا بھی اِطلاق آیا هی اللہ تعالی سورۃالنجم میں فرماتا هی " کیا خبر نہیں پہونچی جو هی موسی کے صحیفوں میں " پس حضرت موسی کی کتاب کے ٹکڑوں پر صحف کا لفظ اِس آیت میں فرمایا گیا *

سورۃالنجم آیت ۳۶
ام لم ینبأ بما فی صحف موسی

اور اللہ تعالی نے سورۃ شعراء میں فرمایا ھی کہ "یہہ لکھا ھی پہلوں کی کتابوں میں" یعنی اگلے نبیوں کی کتابوں میں پس اس آیت میں اگلے نبیوں کی کتابوں پر زبر کا لفظ فرمایا گیا *

سورۃالشعراء آیت ۱۹۶ وانہ لفی زبرالاولین

اور اللہ صاحب نے سورۃ جمعہ میں یہودیوں پر الزام دیکر فرمایا "مثال اُن لوگوں کی جن پر توریت رکھی گئی تھی پھر اُنھوں نے اُسکے حصوں کو نہ اُٹھایا گدھے کی سی مثال ھی جسپر اسفار یعنی کتابیں لدی ھوں" اور قاموس میں سفر کے معنے کتاب لکھے ھیں ورسفار کے کتاب بڑی کو *

سورۃالجمعہ آیت ۵ مثل الذین حملوا التوریۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا

غرضکہ عہد عتیق کی کتابوں کے ھماری مذھبی کتابوں میں متعدد نام ھیں مگر کوئی سلسلہ تقسیم کا قایم نہیں ھی البتہ حضرت موسی علیہ السلام کی پانچوں کتابوں کو بالتخصیص توریت کے نام سے پکارتے ھیں *

توریت یعنی حضرت موسی کی پانچوں کتابوں کو یونانی میں † پنٹیٹیوک کہتے ھیں جسکے معنی ھیں پانچ اوزار یا پانچ کتابیں یہودی اِسکو خومس کہتے ھیں جو الحال مشابہ پنٹیٹیوک کے ھی مگر اکثر اُسکو قانون یا قانون موسی کہتے ھیں اسلیئے کہ اُس میں مذھبی اور ملکی احکام ھیں جو خدا تعالی نے بنی اسرائیل پر بھیجے یہودی قلمی نسخوں میں آج تک پنٹیٹیوک ایک جلد میں اور بڑے چھوٹے حصوں میں تقسیم ھی اور کتاب پیدایش اور خروج اور احبار اور اعداد اور استثنا کا یہہ مرکب نام بہت قدیم ھی اگرچہ ھمکو اسباب کی اطلاع نہیں ھی کہ اس نام نے اول کب رواج پایا مگر غالبًا یہ ظاھر ھی کہ ان کتابوں کے نام یونانی سے لیئے گئے ھیں اور جوزیفس نے جو چند برس بعد عروج حضرت مسیح علیہ السلام کے تھا اپنی تصنیف میں حضرت موسی کی اِن پانچوں کتابوں کا بیان دیا ھی اسلیئے اسبات کے یقین کرنے پر ھر طرح سے ھمکو دلیل ھی کہ سکندریہ کے مترجموں نے پہلے پنٹیٹیوک کا نام سپٹو ایجنٹ ترجمہ پر رکھا تھا *

اس میں کچھہ شک معلوم نہیں ھوتا کہ توریت کو حضرت موسی علیہ السلام نے خود اپنے ھاتھہ سے لکھا تھا اور اپنے مرنے کے قریب قبۃ الضمان میں تابوت سکینہ کے ساتھہ رکھا تھا۔ کتاب استثنا کے باب ۳۱ ورس ۲۴ لغایت ۲۶ میں ھی کہ "اور ایسا ھوا کہ جب موسی اُس شریعت کی باتوں کو کتاب میں لکھہ چکا اور وہ تمام ھوئیں تو موسی نے لاویوں کو جو خداوند کے عہدنامہ کے صندوق کو اُٹھاتے تھے فرمایا کہ اس شریعت کی کتاب کو لیکے

† ھارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۴ صفحہ ۱ —

کو از سرنو لکھا ؛ اور کچھه شبهه نهیں که یهه نسخے توریت کے جو اب پائے جاتے هیں اُسیکی نقل هیں جو حضرت عزرا علیه السلام نے لکھے تھے *

امام فخرالدین رازی صاحب اپنی تفسیر میں ابن عباس سے روایت لکھتے هیں که

تفسیر کبیر سورہ توبه آیت ۳۰

عن ابن عباس ان الیهود اضاعوا التوراة وعملوا بغیر الحق فانساهم الله التوراة ونسخها من صدورهم فتضرع عزیر الی الله وابتهل الیه فعاد حفظ التوراة الی قلبه فانذر قومه به فلما جربوه وجدوه صادقا فقالوا ما تیسر هذا لعزیر الا انه ابن الله وقال الکلبی قتل بختنصر علماء هم فلم یبق فیهم احد یعرف التوراة وقال السدی العمالقة قتلوهم فلم یبق منهم من یعرف التوراة

" یهودیوں نے کھودیا تھا توریت کو اور جو اصلی حکم تھا اُسکے برخلاف کام کرنے لگے پھر الله نے توریت اُنسے بھلا دی اور اُنکے دلونسے بھی لے لی پھر عزیر نے الله کے سامنے عاجزی کی اور اُسکے سامنے دلی انکسار کیا پھر الله نے اُنکے دلکو توریت یاد دلادی پھر اُس سے اُنھوں نے بنی اسرائیل کو هدایت کی جب اُنھوں نے تجربه کیا تو اُنھوں نے صحیح پایا پھر کهنے لگے که عزیر تو آدمی نهیں هے مگر وہ خدا کا بیٹا هے اور کلبی نے یهه بات کهی که حضرت نصر نے یهودیوں کے عالموں کو قتل کرڈالا تھا اور اُنمیں کوئی نهیں رها تھا جو توریت کو جانتا * پھر حضرت عزیر کو الله تعالی نے یاد دلائی اور سدی نے یهه بات کهی هے که عمالقه نے یهودیوں کو قتل کرڈالا تھا اور اُن میں کوئی نهیں رها تھا جو توریت کو جانتا هو پھر حضرت عزیر کو الله تعالی نے یاد دلائی *

غرضکه ان روایتوں سے یهه بات ثابت هے که یهه توریتیں جو اب موجود هیں حضرت عزرا کی لکھی هوئی هیں ؛ اور هم مسلمانوں کے مذهب کے بموجب جیسا اعتبار اور عظمت اُس توریت کی تھی جسکو خود حضرت موسی نے لکھا تھا ویسا هی اعتبار اور عظمت اِس توریت کی هے جسکو حضرت عزرا نے خدا کے الهام سے لکھا هے کیونکه حضرت موسی اور حضرت عزرا دونوں نبی تھے اورهم مسلمان کسی نبی میں کچھه فرق نهیں کرتے *

علاوہ اسکے هم مسلمانوں کے مذهب بموجب اس توریت کے اصلی هونے کی ایک بڑی دلیل یهه هے که یهی توریتیں همارے جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم کے وقت میں مروج تھیں ؛ اور باوجودیکه یهودیوں کو تحریف کا بڑا الزام دیاگیا تھا مگر اسبات کا الزام که یهه توریت اصلی نهیں هے کبھی نهیں دیا گیا ؛ اسکا سبب یهی تھا که جو توریت حضرت موسی نے خود لکھی تھی اور اُسکے معدوم هوجانے کے بعد جو توریت عزرا نے الهام سے لکھی تھی اُن دونوں کا اعتبار اور عظمت برابر تھی کچھه فرق نه تھا *

اب مناسب هے که هم اس مقام پر اُن لوگوں کی طرف متوجهه هوں جو لوگ توریت مقدس کی صحت پر شبهه کرتے هیں گو اُنکے اعتراضات کیسے هی ناقابل التفات هوں *

کتاب استثنا باب ۳۴ میں حال وفات حضرت موسی علیہ‌السلام کا اور ذکر اُنکی قبر کا مذکور هی جس سے معلوم هوتا هی که یهه کتاب حضرت موسی علیہ‌السلام کی لکهی هوئی نهیں هی بلکه کسی اَور شخص کی لکهی هوئی هی *

اِن اعتراضات کے رفع کرنے میں البته اُن لوگوں کو مشکلیں پیش آئی هیں جو اسبات کے قایل هوئے هیں که توریت مقدس جو اب همارے هاتهه میں موجود هی اُسی نسخه کی نقل هی جس کو حضرت موسی علیہ‌السلام نے خود لکها تها ، مگر جبکه هم مسلمان اسبات کے قایل هیں که یهه توریت مقدس حضرت عزرا علیہ‌السلام کی لکهی هوئی هی تو کسیطرح کی مشکل باقی نهیں هی، کیونکه اِس توریت مقدس کو حضرت عزرا علیہ‌السلام نے لکها تو ضرور تها که حضرت موسی کو تمام کتاب میں غایب کی ضمیر سے لکها جاتا اور جو حالات که حضرت عزرا کے وقت تک گذر چکے تهے وہ اسیطرح لکهے جاتے جس طرح که توریت مقدس میں لکهے گئے هیں ، پس اگر انصاف سے دیکها جاوے تو یهه سب باتیں قوی دلیل هیں اوپر صحت توریت مقدس کے نه کسیطرح کا اُسپر شبهه کرنیکی *

قدیم مورخ بیان کرتے هیں که حضرت موسی علیہ‌السلام کی پانچوں کتابیں چوں ٹکڑوں میں منقسم نهیں – بهت سے یهودی اسبات کے قایل هیں که یهه تقسیم خود حضرت موسی علیہ‌السلام نے کی تهی، مگر غالباً یهه معلوم هوتا هی که حضرت عزرا علیہ‌السلام نے یهه تقسیم کی تهی، اس تقسیم کا منشاء یهه تها که ان ٹکڑوں میں سے ایک ایک ٹکڑا هر سبت کو یهودیوں کے معبد میں پڑها جاتا تها، اُن کے حسابی سال میں چوں سبت هوتے تهے ، مگر اُنکی معمولی سالوں میں سبتوں کی تعداد صرف باون تهی، اسلیئے وہ دو چهوٹے حصوں کو بڑے حصوں میں ملاکر اُن چوں حصوں توریت مقدس کو باون حصے کرلیتے تهے *

انطیاکس ابی فینس کے ظالم عہد تک یهودی اپنے معبدوں میں صرف توریت کو پڑهتے تهے مگر جب اُسکے پڑهنے کی ممانعت هوئی تو اُنهوں نے اُسکے بدلے پیغمبروں کی کتابوں کے چوں ٹکڑے کرکر اُنکا پڑهنا مقرر کیا، اور جب مکابیس نے پهر توریت کے پڑهے جانے کی اجازت دی تو هر سبت کو اول توریت مقدس میں کا ٹکڑا اور پهر پیغمبروں کی کتابوں میں کا ایک ٹکڑا پڑها جاتا تها *

یهه ٹکڑے چهوٹے چهوٹے ٹکڑوں میں منقسم تهے، اور غالباً یهه تقسیم حضرت عزرا نے خود کی تهی یا اُنکے بعد بهت قریب زمانه میں کی گئی تهی، اس تقسیم کے رواج کا غالباً یهه سبب تها که جب یهودی بابل کی قید سے چهوٹ کر واپس آئے تو عبری زبان کا استعمال بهت جاتا رها تها اور اُسکے بدلے کالدی زبان بولی جاتی تهی ، اسلیئے یهه قاعدہ ٹهیر گیا تها که اول توریت مقدس اصل عبری زبان میں پڑهی جاتی تهی، اور اُسکے بعد لوگوں کے سمجهانے

کے لیئے کالتي زبان میں ترجمہ سنایا جاتا تھا ' اور اس کام کے لیئے یہہ تقسیم بہت هي مفید تھي *

زبور کے سوا باقي کتب مقدسہ کي تقسیم بابوں میں جیسیکہ اب همارے پاس موجود هی بہت حال کے زمانہ کي هی' بعضے لوگ کہتے هیں کہ أستیفن نے یہہ تقسیم کي هی' مگر غالباً یہہ هی کہ اس تقسیم کو هیوگوڈي سینٹ کیرو نے ایجاد کیا هی جو هیوگوڈي کارتي نیلس کے نام سے مشہور هی — یہہ شخص سنہ ۱۲۴۰ ع میں نہایت مشہور عالم تھا' اسنے کتب مقدسہ پر ایک شرح بھي لکھي اور کنکارڈنس کا طریقہ ایجاد کیا ' اُسکا منشاء یہہ تھا کہ کتب مقدسہ کا جونسا لفظ یا مقام چاهیں آساني سے مل جاوے' اسلیئے ضرور هوا کہ کتب مقدسہ چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کي جاویں' اور هر ایک حصہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں' اور هر ٹکڑہ فقروں میں' کسواسطے کہ اُسوقت تک تمام بیبلوں میں مطلق تقسیم نہ تھي — یہہ حصے جب سے تقسیم هوئے بیبل کے باب هیں' مگر ان بابوں کي تقسیم ورسوں میں ایسي نہ تھي جیسے اب هی — هیوگو کي ترکیب اُنکي مکرر تقسیم کرنیکي بذریعہ حروف ا ب ت کے تھي جو حاشیہ پر ایک دوسرے سے برابر فاصلہ پر بقدر طوالت بابوں کے لکھي جاتي تھي — ان بابوں کي مکرر تقسیم ورسوں میں جیسیکہ اب همارے پاس موجود هی ایک مشہور یہودي عالم موردیکائي نیتھن نے قریب سنہ ۱۴۴۵ ع کے کي هی — اس عالم نے یہودیوں کے استعمال کے لیئے هیوگو کارڈي نیلس کي نقل سے عبري کتب مقدسہ کے لیئے ایک کنکارڈنس لکھا ' اگرچہ اُسنے هیوگو کي کتاب کے بابوں کي تقسیم میں پیروي کي' مگر اُسنے بابوں کو ورسوں کي تقسیم میں زیادہ آراستگي دي' اور هر باب کے لیئے ورس یعني آیتیں ایجاد کیں — یہہ ترکیب نہایت مفید اور زیادہ آرامدہ تھي' اور جسوقت سے ایجاد هوئي سب اُسکو بسلم کرتے آئے — بہر حال یہہ تقسیم بابوں اور ورسوں کی جب سے نکلي همیشہ مروج رهي' اور جسطرح کہ یہودیوں نے کتب مقدسہ کے بابوں کي تقسیم کو عیسائیوں سے لےلیا' اسیطرح عیسائیوں نے بابوں کي تقسیم کو یہودیوں سے حاصل کیا *

علاوہ اِسکے بیبل میں جو هر باب کے سرے پر اُس باب کا خلاصہ هوتا هی اور ورسوں کے حوالے جو حاشیہ پر لکھے جاتے هیں یہہ اصلي بیبل میں نہیں تھے حال کے زمانہ کے ایجاد هیں' مگر ان حوالوں میں بعض حوالے وہ هیں جنکا نشان اصل متن میں پایا جاتا هی اس قسم کے حوالوں کو هم الهامي سمجھتے هیں اور اُنمیں غلطي یا نقصان کا احتمال نہیں کرتے' باقي حوالے جو عالموں نے اپني رائے سے اضافہ کیئے هیں اُنکو هم الهامي نہیں

سمجھتے اور اُنمیں خطا اور غلطي کا امکان جانتے ھیں' تاریخیں جو بائبل کے حاشیہ پر لکھی جاتي ھیں یہہ بھي اصلي بائبل میں نہیں ھیں' حال کے زمانہ میں ڈاکٹر ولیم لایڈ صاحب نے جو بشپ وارسسٹر کے تھے اور سنہ ۱۷۱۷ع میں اُنہوں نے انتقال کیا' اِس کو ایجاد کیا ھی *

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ کتاب پیدایش

لفظ پیدایش ترجمہ ہی جینسس کا جو یونانی لفظ سے نکلا ہی — اس کتاب میں دنیا کی پیدایش اور انسان کی نسل کا بیان ہی اسلیئے اسکا کتاب پیدایش نام رکھا ہی — یہہ نام ترجمہ سبتو ایجنٹ میں رکھا گیا ہی، یہودی اسکا یہہ نام نہیں لیتے کیونکہ یہودیوں کی عادت ہوی کہ یا تو وہ کتابوں کا نام انکے مصنفوں کے نام پر لیتے ہے یا اُس کتاب کے شروع میں جو لفظ ہوتا تھا وہی نام اُس کتاب کا لیتے تھے — اِس کتاب کے شروع میں لفظ برشیت ہی جسکے معنی شروع کے ہیں، اسلیئے یہودی اس کتاب کا یہی نام لیتے ہیں *

جبکہ ہم مسلمان یہہ تسلیم کرتے ہیں کہ پانچوں کتابیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ حضرت عزرا علیہ السلام نے لکھی ہیں تو اس کتاب کو بھی ہم مسلمان حضرت عزرا کی لکھی ہوئی تسلیم کرتے ہیں، مگر جو لوگ اسبات کے قایل ہیں کہ یہہ کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لکھی ہوئی ہی اُنکو اسبات پر گفتگو کرنیکی ضرورت پیش آئی ہی کہ یہہ کتاب کب لکھی گئی تھی — یوسی بیس اور اوٗر علماء محققین عیسائی یہہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ نے اِس کتاب کو اُس زمانہ میں لکھا جبکہ وہ اپنی سسرال مدین کے جنگل میں بکریاں چراتے تھے — اِس راے پر بڑا اعتراض یہہ ہوتا ہی کہ اگر یہہ صحیح ہو تو لازم آتا ہی کہ یہہ کتاب حضرت موسیٰ نے نبی ہونے سے اور وحی آنے سے پیشتر لکھی ہی *

تھیوڈورٹ صاحب کی راے جسکو مولڈن ہوور صاحب اور اوٗر متاخرین علماء محققین عیسائی بھی اختیار کرتے ہیں یہہ ہی کہ " حضرت موسیٰ نے اِس کتاب کو اُسوقت میں لکھا ہی جبکہ وہ مصر سے بنی اسرائیل کو نکال کر لائے تھے اور جبکہ کوہ طور یا کوہ سینا پر اُنکو توریت عنایت ہوئی تھی کیونکہ قبل اِسکے کہ خدا نے حضرت موسیٰ کو پکارا جسکا ذکر کتاب خروج کے تیسرے باب میں ہی حضرت موسیٰ مثل اوٗر آدمیوں کے ایک انسان تھے اور نبی نہیں ہوئے تھے اور بدون نبی ہونیکے ایسی درستی سے تمام حالات پیدایش اور واقعات جو اُنکے وقت تک گذرے نہیں لکھہ سکتے تھے " اِس راے پر بجز اِسکے کہ ایک قیاسی بات ہی اور اِسکی کوئی سند موجود نہیں ہی اوٗر کچھہ اعتراض نہیں ہوسکتا *

ربي موسی بن نکمان اور اَور عالم یہودیوں کي یہہ راے هی که جبکه حضرت موسی کو کوہ طور پر چالیس دن خدا کے سامنے حاضر رهنے کي اجازت هوئي تهي اُن دنوں میں خدا تعالی نے حضرت موسی کو اس کتاب کا تمام مضمون بتا دیا تها' اور پهاڑ پر سے اُترنے کے بعد اُنہوں نے اُسکو لکها * اِس راے کي سند میں وہ لوگ کتاب خروج باب ۲۴ — ۱۲ پیش کرتے هیں جو یہہ هی " اور خداوند نے موسی کو کہا که پہاڑ پر مجهه پاس آ اور وهاں رہ اور میں تجهے پتهر کي لوحیں اور شریعت اور احکام جو میںنے لکهے هیں دونگا تاکه تو اُنہیں سکهلاوے" یہہ عالم کہتے هیں که پتهر کي لوحوں سے تو وہ دس احکام مراد هیں جو حضرت موسی کو ملے تهے' اور شریعت سے تمام وہ احکامات مراد هیں جو مذهبي رسومات اور شرعي باتوں سے متعلق هیں' اور اَور احکام سے تمام باقي تحریریں حضرت موسی علیہ السلام کی مراد هیں جو تعلیمانه یا مورخانه لکهی هیں — اس راے پر کوئي اعتراض واقع نہیں هوسکتا * کیونکه جو کتاب حضرت موسی علیہ السلام نے لکهی تهي وہ بلاشبهه اِن تمام واقعات کے بعد لکهي هوگي کیونکه اُس سے پہلے لکها جانا ممکن نه تها *

باوجود اِن تمام باتوں کے علماء محققین کي یہہ راے هی که درحقیقت زمانه تحریر اُس کتاب کا جسکو حضرت موسی علیہ السلام نے لکها تها تحقیق نہیں اور نه اُسکا تحقیق هونا ممکن هی' چنانچه † هارن صاحب نے ایک بڑے مذهبي مورخ کا قول نقل کیا هی که " اِس بات کو قرار دینا که اِن رایوں میں سے (یعني جو رائیں درباب اختلاف زمانه تحریر کتاب پیدایش کے هیں) کون سي راے نہایت عمدہ اصلیت رکهتی هی جیسا که غیر ضروري هی ویساهی غیر ممکن هی ' اور همارے لیئے یہہ جاننا کافي هی که موسی اِس مقدس کتاب کي تصنیف میں ناقابل تصور هوبت سے مدد کیا گیا تها ' اور جس کتاب کو موسی نے قوانین اور احکام کا جو آیندہ کي کتابوں میں هیں مناسب دیباچه سمجها هی *

هم مسلمانوں کے مذهب کے بموجب یہہ بات ناقابل شبهه کے هی که یہہ کتاب ازروے الہام کے لکهی هی کیونکه اِس میں دنیا کے پیدا هونے کے ایسے حالات لکهے گئے هیں جنکا بغیر الہام کے لکها جانا ممکن نہیں هی ' اور بہت سے قصص اگلے زمانوں کے جو قرآن مجید میں خدا تعالی نے فرمائے هیں ' اور جن میں هم مسلمان ذرا بهي شبهه نہیں رکهتے وہ اِس میں پائے جاتے هیں *

اُس کتاب میں بموجب عام حساب کے دو هزار تین سو اُنهتر برس کے حالات مندرج هیں ' اور داکٹر هیلز صاحب نے جو اِس زمانه کو وسعت دي هی اُن کے حساب بموجب تین هزار چهه سو اُنیس برس کے حالات هیں' اور دنیا کی پیدایش اور انسان کي خلقت '

---

† هارن صاحب کا انٹرو ڈکشن جلد ۴ صفحه ۳ —

اور اُن کا پھیلنا ' اور طوفان کا آنا' اور زمین کا انسانوں میں تقسیم ہونا ' اور زبانوں کا اختلاف ' اور نبیوں کے حالات حضرت یوسف علیہ‌السلام کي وفات تک اِس کتاب میں مذکور ھیں *

اِس کتاب کے پہلے اور دوسرے اور تیسرے باب پر بعض عیسائي عالموں نے بہت گفتگو کي ھی - علماء محققین جرمن اور علماء موحدین انگلستان جو یونی ٹیرین کہلاتے ھیں علی‌الخصوص بائیو صاحب اور روزن ملر صاحب اور ڈاکٹر گیڈس صاحب کی یہہ راے ھی که بیان پیدایش اور ذکر تنزل حضرت آدم علیہ‌السلام واقعات اصلیہ نہیں ھیں بلکہ دانائي سے ایک بنایا ھوا قصه ھی جسکو حضرت موسی علیہ‌السلام نے یونانی مورخوں کے طریق پر اثر قادیں کے باوقار ھونے کے لیئے بنا لیا تھا ' اور اُسکے ذریعہ سے گناہ کي اصلیت کا نشان بنایا تھا ' بس یہہ باب گویا بطور براعت‌استہلال یا تشبیہ شاعرانہ کے ھیں ' اسلیئے وہ عالم ان میں سے بہت باتوں کو صرف شاعرانہ جھوٹ سمجھتے ھیں روزن ملر صاحب کہتے ھیں کہ یہہ ایک ایسی حقیقي بات ھی جسپر اعتراض نہیں ھوسکتا *

یہودی عالموں کی جو حضرت مسیح علیہ‌السلام سے پیشتر تھے یہہ راے ھی که اس کتاب کے تینوں بابوں میں جوکچھہ مذکور ھی وہ اصلي اور حقیقي ھی' یعني جس طرح مذکور ھی اُسی طرح پر ھوا ھی *

بعض علماء مفسرین عیسائی نے یہہ طریقہ اختیار کیا ھی کہ اِن بابوں کے بعض حصوں کو بطور تمثیل کے سمجھتے ھیں اور بعض سے لفظي معنی مراد لیتے ھیں *

† ھارن صاحب نے اپنے انٹرو ڈکشن میں اسپر بہت سی گفتگو کی ھی اور عہد عتیق اور عہد جدید کی کتابوں کی بہت سی سندوں سے ثابت کیا ھی کہ اِن بابوں میں کوئی بات بھی بطور قصه کے مذکور نہیں ھی بلکہ سب اصلی اور حقیقي ھیں' ایک نہایت عمدہ دلیل اُنہوں نے یہہ لکھی ھی کہ " جب یہہ بات مانی جاوے کہ حضرت موسی علیہ‌السلام نے وحی کے بموجب توریت لکھی ھی تب یہہ خیال کرنا نا ممکن ھی کہ اُنہوں نے پیدایش اور تنزل انسان کا بیان جھوٹ لکھا اور بطور وحی کے لوگوں کو دیا کیونکہ یہہ بات خدا کی نسبت دشنام دھی سے کم نہوگی" *

ھارن صاحب اسبات کی بھي اجازت نہیں دیتے کہ ان بابوں کی کوئي بات بھی تمثیلی سمجھی جاوے' بلکہ وہ لکھتے ھیں کہ " حضرت موسی علیہ‌السلام کي تاریخ بیان اصلی حقیقتوں کا ھی اس تمام تاریخ کو تمثیلي سمجھنا اسپر نہایت پریشاني کا پردہ ڈالنا اور تمام توریت کو شک اور تاریکی میں مبتلا کرنا ھي نہیں ھی بلکہ مذھب عیسائي کی بنیاد کو زلزله دینا ھی جسکي ابتدا اُس وعدہ سے ھی کہ عورت کا تخم سانپ کے سر کو کچلیگا - فی‌الحقیقت اگر ھم تنزل انسان کي تاریخ کو سواے ظاھري لفظي مراد کے اور

---

† ھارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ صفحه ۱ — ۹

کسی مراد میں سمجھیں تو ہم بڑی پریشانیوں میں مبتلا ہونگے - بعض مفسروں نے ان تمام مشکلات کے دفع کرنے کو اسطرح پر کوشش کی ہی کہ حضرت موسی کی تاریخ کے بعض حصوں کو تمثیلی مراد میں لیا ہی اور بعض کو لفظی مراد میں، مگر ایسا کرنا ایک ایسا طور ہی کہ جو اُس تاریخ کے مضمون کی اصلیت اور منشاء سے اور ایک ایسے مورخ کی راؤں سے بالکل نامطابق ہی جسکی کتاب کی مشہور علامتیں سادگی اور صفائی اور راستی ہیں، اُس میں نہ ملاوٹ ہی اور نہ بناوٹ ہی، کل تمثیلی ہی یا کل لفظی ہی - اگرچہ چند اعتراض کتاب پیدایش کے زمانہ ہائے واقعات پر کیئے گئے ہیں اِس طور سے کہ اُسکی رو سے دنیا کی مدت کم ثابت ہوتی ہی بہ نسبت اسکے جیسا کہ بعض زمانہ حال کے جدت پسند حکماء کے خیالات سے ثابت ہوتا ہی، مگر جسقدر زیادہ امتحان دیا جاوے اور جو فضول اور ناعاقلانہ بیانات کالدیا والوں اور مصریوں اور چینیوں اور ہندیوں کی تاریخ میں ہیں اُن سے جسقدر زیادہ مقابلہ کیا جاوے اُتناہی زیادہ استحکام سے اس کتاب کے زمانوں کی تاریخ کی صداقت اور سچائی قایم ہوتی ہی، حاصل کلام یہہ ہی کہ بدون اِس تاریخ کے دنیا میں جسمیں اب روشنی ہی اسیقدر اُس میں تاریکی ہوتی، کیونکہ یہہ نہیں جانا جاتا کہ کہاں سے دنیا آئی اور کہاں کو جاتی ہی، اِس مقدس کتاب کے اول صفحہ سے ایک بچہ ایک گھنٹہ میں اُس سے زیادہ واقفیت حاصل کر سکتا ہی جتنی میں تمام حکماء نے دنیا کے بغیر اس کتاب کے ہزار برس میں حاصل کی ہی *

ہم مسلمان اِسباب میں ہارن صاحب کے بالکل طرفدار ہیں بلکہ ہمارے مذہب بموجب یہہ خیال کرنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عزرا علیہ السلام نے یہہ جھوٹا قصہ اپنی طرف سے بنادیا ہی محض کفر و الحاد ہی، مگر ہارن صاحب نے جو اسقدر سختی کی ہی کہ اِسمیں سے کسی مقام کو بھی تمثیلی مراد میں لینا جایز نہیں رکھے اس میں ہم اُن کے ساتھہ نہیں ہیں، ہم مسلمانوں کے ہاں قاعدہ ہی کہ ہمیشہ جہاں تک ہوسکتا ہی لفظ سے اُسکے اصلی اور حقیقی معنی مراد لینے ہیں، مگر جہاں کہیں کہ سیاق کلام سے یا اَور کسی دلیل سے معلوم ہوتا ہی کہ یہاں حقیقی معنی مراد نہیں ہیں بلکہ تمثیلی معنی مراد ہیں جسکو ہم مجاز یا استعارہ کہتے ہیں وہاں اُسکے تمثیلی معنی قرار دیتے ہیں، مگر دلیل سے خواہ وہ دلیل اسی مقام میں موجود ہو یا دوسرے مقام میں — پس اسیطرح ہم مسلمان اِن بابوں میں اور نیز تمام بیبل کے اَور مقامات میں اس طرح پر معنوں کا لینا جایز سمجھتے ہیں *

کلام الہی کی اصلی مراد سمجھنے کے لیئے بعض مقامات میں اسطرح پر معنوں کا لینا جایز ہی نہیں ہی بلکہ نہایت ضروری ہی - غور کرنے کی بات ہی کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری تہذیب اخلاق اور پاکیزگی روح کے لیئے انبیاء بھیجے اور اُنکو وحی عنایت کی، تاکہ اُس

سے ہم اپنے اخلاق بھي درست کریں اور نجات ابدي بھي حاصل کریں، پھر وہ تعلیمیں ہمارے خیال اور گمان میں بھي نہ تھیں ٭ علاوہ اِسکے اُن میں ایسے دقیق اور نازک مضامین بھي تھے جنکا سمجھہ میں آنا اور اُنکي اصلیت اور حقیقت کا دریافت کرنا انسان کي سمجھہ اور فکر سے باہر تھا' اور ایسے مضامین تو بہت کثرت سے تھے جنکا بغیر ترقي علم کے سمجھہ میں آنا غیر ممکن تھا، اور رحمت اور حکمت الهي مقتضي اسبات کي تھي کہ ہماري تمام جماعت انساني بقدر اپني اپني استعداد کے اُس سے فائدہ اُٹھاوے ' خصوصاً اُسوقت میں بھي جبکہ ہماري سوسئیٹي بچپن کي حالت میں تھي اور کسي طرح علم نے ترقي نہیں پائي تھي' اسلیئے مقتضاے حکمت یہہ تھا کہ خدا کي وحي ایسے طرز و انداز بیان سے نازل ہو کہ اُسکے اصلي نتیجہ سے کسي زمانہ میں اور کوئي شخص محروم نہ رہے - پس ضرور ہوا کہ ایسے مضامین جو درحقیقت انسان کي سمجھہ سے باہر ہیں یا بچپن کي حالت ہماري سوسئیٹي کي اُنکے سمجھنے کي لیاقت نرکھتي تھي وہ بطور مثال اور تشبیہہ کے بیان کیئے جاویں' اور گو کہ وہ مضامین مثالي اور تشبیہي کسي زمانہ میں حقیقي سمجھے گئے ہوں' مگر اُس سے کچھہ نقصان اور قباحت ہماري خلقي اور روحاني تربیت کو نہیں تھي کیونکہ اُسکے نتیجہ میں خواہ وہ مضامین مثالي اور تشبیہي سمجھے جاویں جسطرح پر کہ بیان ہوئے تھے خواہ اصلي اور حقیقي کسیطرح کا تفاوت نہ تھا ان باعثوں کے سبب ضرور تھا کہ کلام الهي صرف بطور حقیقت ہي کے نہ بیان کیا جاوے بلکہ بطور مثال اور تشبیہہ کے بھي ہو تاکہ ہماري ضعیف عقل اُسکے ذریعہ سے اُس اصلي تعلیم اور اُسکے مقصد نتیجہ سے محروم نرہے - پس کلام الهي کو بمنزلہ تمثیل اور تشبیہہ سے خالي سمجھنا اور اُسکے سیاق اور اُسکے مقتضي سے درگذرنا ایسا ہي ہی جیسیکہ اُسکے تمام کلام کو تمثیلي اور تشبیہي اور خیالات شاعرانہ سمجھنا ٭

جسطرح کہ اقسام مذکورہ بالا کے مضامین نے جو کلام الهي میں واقع ہیں اُسپر اعتقاد رکھنے والوں کو گھبرالیا ہی اُسیطرح اُن الفاظ نے بھي جو کلام الهي میں واقع ہیں اور حال کي ترقي علم نے اُنکے برخلاف ثابت کیا ہی حد سے زیادہ اُنکو گھبرا دیا ہی ٭ مگر وھي ترقي علم ہمکو یہہ بھي دکھاتي ہی کہ اُن الفاظ کے تعبیر معاني میں جسقدر قصور تھا ہمارے علم کا تھا نہ کلام الهي کا ' درحقیقت انبیاء کے بھیجنے اور وحي کے نازل کرنے سے اصلي مقصود انسان کي روحاني تربیت ہی' جو اُمور کہ تجربہ اور ترقي علم پر منحصر ہیں جو روز بروز انسان کو ہوتي جاتي ہی اُن سے کچھہ بھي علاقہ نہیں ہی - اِسلیئے ضرور تھا کہ جو الفاظ انبیاء کے دل میں ڈالے جاویں وہ انسان کي ہر حالت علم اور سمجھہ سے باہر نہوں مگر اُسکے ساتھہ یہہ بھي ضرور تھا کہ وہ الفاظ حقیقت کے بھي برخلاف نہوں تاکہ ہر ایک زمانہ کے آدمي بقدر اپنے علم کے جو اُس زمانہ میں رکھتے ہیں اُس سے روحاني فائدہ اُٹھاویں'

اور جبکه انسان کے علم کو زیاده تر ترقي هو اور حقیقت اشیاء نسبت سابق کے زیادهتر اُس پر منکشف هوں تو وه جان لے که جو الفاظ انبیاء کے دلوں میں ڈالے گئے تھے وه بھي اسي ترقي یافته علم کي طرف اشاره کرتے تھے' اُنکے معانی کي تعبیر میں جهاں تک قصور تھا همارے هي علم کا تھا نه اُن الفاظ کا - اِس بیان سے معلوم هوسکتا هی که کلام انبیاء کا کسقدر عظمت اور منزلت رکھتا هی که باوجود همارے مخالف اور متباین خیالات کے مطابق حیثیت اور هر ایک وقت هماري روحاني تربیت کو مفید اور کافي تھا *

انبیاء بلاشبهه خدا کي طرف سے حقیقت اشیاء اور اُن الفاظ کي حقیقي مراد سے واقف تھے' مگر جو که وه الفاظ صرف ترقي علم سے علاقه رکھتے تھے اور هر ایک زمانه کے آدمي مقدور اپنے علم کے اُن الفاظ کے جو معني تعبیر کرتے تھے اُس میں انبیاء کو مداخلت کرنی هرگز ضرور نه تھي' کیونکه وه لوگ روحانی تربیت اور ابدي نجات دینے کو آئے تھے نه اُن الفاظ اور اصطلاحات کي اصلاح کو' اور اگر وه ایسا نکرتے تو جو اصلي کام اُنکا تھا وه پیچھے پڑجاتا اور ایک نیا جھگڑا برپا هوتا جو اُس زمانه کے علم اور اُس زمانه کے آدمیوں کي سمجھه سے بالکل باهر هوتا *

بعضے خودپسند فلاسفه همکو طعنه سے یهه بات کهتے هیں که کلام الهی کے الفاظ کے جو معني قدیم سے لیتے چلے آئے هیں اُنکو اِس باعث سے که زمانه حال کي ترقي علوم سے اصلي حقیقت اُنکے برخلاف ثابت هوئي هی چھوڑنا نچاهیئے' کیونکه ایسا نهو که آیندہ کي ترقی علم سے کوئي اور ایسي بات ثابت هوجاوے جو اِسکے بھي برخلاف هو' اور پھر اُن معنوں کے چھوڑنیکي بھی فکر پڑے' مگر اُنکا یهه طعنه همکو کچھه رنج نهیں پهنچاتا کیونکه همارا علم کتنا هي هم اُسکو ترقي پر پهنچاویں کلام الهی کے دقایق کے سمجھنے میں قاصر هی' مگر کلام الهي بلاشبهه ایسي چیز هی که جهاں تک علم کي ترقی هو جب هم اُس پر غور کرینگے اُسکو حقیقت کے مطابق پاوینگے' اور جهاں تک قصور پاوینگے اپنے هي علم کا پاوینگے نه کلام الهي کا *

اگر مجھکو اندیشه طوالت کا نهوتا تو میں اِس مقام پر اپني اِس گفتگو کے اثبات پر بهت مثالیں کلام الهي سے لاتا مگر جو که میري تفسیر میں یهه تمام بحثیں اپنے اپنے موقع پر آنے والي هیں اس لیئے مناسب هی که اب میں اپني تفسیر پر متوجهه هوں *

توریت مقدس

کتاب پیدایش

پہلا باب

۱ آسمان اور زمین کی پیدایش ۳ روشنی کی ۶ فضا کی ۹ خشکی کا تری سے الگ کیا جانا ۱۱ اور سب نباتات ۔ درختوں کا گھا ۱۴ سورج اور چاند اور ستاروں کی پیدایش ۲۰ دریائی جانوروں اور پرندوں کی ۲۴ جنگلی جانوروں اور چارپایوں کی ۲۶ خدا کی صورت پر انسان کی پیدا ہونے کا احوال ۲۹ اُن کی خوراک کا بندوبست *

سورۂ براشیت

توریت مقدس	مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے
* قع ۴۰۰۰	* قم ۴۵۷۵
برشیت برا الوہیم ات ہشمیم وات ہارض	۱ الحمدالله الذي خلق السموات والارض (سورۂ انعام آیت ۱)
۱ † شروع میں پیدا کیا خدا نے آسمانوں کو اور زمین کو ‡	الله خالق كل شی و هو علی كل شی وكيل له مقاليد السموات والارض (سورۂ زمر آیت ۶۲ و ۶۳)
	سب تعریف الله کو جسنے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو الله پیدا کرنے والا ہی ہر چیز کا اور وہ ہرچیز کا مختار ہے والا ہی اُسیکے پاس ہیں کنجیاں آسمانوں اور زمین کی

† یوحنا ۱ — ۱ و ۲
نامہ عبرانیان ۱ — ۱۰
‡ زبور ۸ — ۳ — ۳۳ — ۶ — ۸۹ — ۱۱ و ۱۲ — ۱۰۲ — ۲۵ — ۱۳۶ — ۵ — ۱۳۶ — ۶
اشعیاہ ۴۴ — ۲۴
یرمیاہ ۱۰ — ۱۲ — ۵۱ — ۱۵
زکریاہ ۱۲ — ۱
اعمال ۱۴ — ۱۵ — ۱۷ — ۲۴
نامہ کلوسیان ۱ — ۱۶ و ۱۷
نامہ عبرانیان ۱۱ — ۳
مشاهدات ۴ — ۱۱ — ۱۰ — ۶
* (قع) سے اشارہ ہی سال قبل ولادت حضرت مسیح (قم) سے اشارہ سال قبل ولادت محمد مصطفی صلعم *

۱ پہلے ورس سے دنیا کی پیدایش کی ترتیب کا ذکر شروع نہیں ہوا بلکہ خدا کی عظمت اور اُسکی شان جتانیکو پہلے هي یہہ بات بتائي کہ تمام دنیا کا یعني آسمان اور زمین کا اور جو کچھہ اُسمیں هی پیدا کرنے والا خدا هی اور وهي کتاب اور شریعت دیتا هی جسکي تابعداري اُن سبکو جنکو اُسنے پیدا کیا کرني چاهیئے *

ربي شمعون بن یوحا یہودي عالم نے تفسیر رشي میں لکھا هی کہ پہلي آیت سے یہہ مت سمجھو کہ یہہ آیت مخلوقات کي ترتیب بتاتي هی بلکہ یہہ مطلب هی کہ آسمان اور زمین پہلے پیدا کیئے گئے یہہ مطلب نہیں هی کہ سب سے پہلے پیدا کیئے گئے کیونکہ " براشیت " کے لفظ سے همیشہ ابتداے اضافي مراد هوتي هی *

اِس باب میں جس طرح پر افرینش عالم کا بیان هوا هی اُس سے معلوم هوتا هی کہ افرینش عالم سے پہلے خدا کي ذات کے سوا کچھہ نہ تھا جب عالم شہادت اُسنے پیدا کرنا چاها تو سب سے پہلے پاني پیدا کیا پھر اندھیرا پھر نور پھر هوا پھر آسمان پھر زمین پھر نباتات پھر سورج چاند ستارے پھر حیوانات پھر حضرت انسان اور یهي مذهب عالم شہادت کے پیدا هونے میں هم مسلمانوں کا هی *

یہہ مت خیال کرو کہ یہہ کام خدا پر کچھہ مشکل تھے اسلیئے اُسنے رفتہ رفتہ اُنکو بنایا ' نہیں درحقیقت یہہ سب چیزیں ایک آن میں اُسکے کن † کے کہتے هي موجود هوگئي تھیں ' مگر اُسنے اپني حکمت کاملہ سے عالم شہادت کي ایک تقدیر ‡ یعني اندازہ مقرر کیا هی اور اُسکي حکمت کا مقتضي یہہ هوا کہ اُن سب چیزوں کا ظہور عالم شہادت میں ایک نہایت خوب صورت ترتیب سے اور مبني اسباب پر هو ' کیونکہ اُسنے اِس عالم کو عالم اسباب بنایا هی اِسلیئے ' ان سب چیزوں کا ظہور عالم شہادت میں بہ ترتیب اور بذریعہ اسباب کے کیا هی *

" الهیم " خدا کا اسم ذات نہیں هی بلکہ اسماء صفات میں سے هی ' علماء یہود اِس مقام پر ایک نکتہ لکھتے هیں کہ خدا نے اپنے کلام کو کیوں نہیں شروع کیا اسم ذات سے اور شروع کیا " الهیم " کے نام سے جو اسماء صفات میں سے هی ' پھر اسکا بیان یوں کرتے هیں کہ خدا جانتا تھا کہ اگر دنیا اسم ذات سے بسائي جائیگي جسکا مقتضي جلال اور عدالت هی تو دنیا آباد نرهیگي ' اسلیئے اُسنے اپني رحمت کو بڑها دیا یعني اپنے اسماء صفات میں سے اُس نام کے ساتھہ جسکا مقتضي رحمت هی آباد کیا اور پھر دونوں کو یعني

---

† زبور ۱۴۸ — ۵ سورۃ نحل آیت ۴۰ —

‡ زبور ۱۴۸ — ۶ سورۃ فرقان آیت ۲ —

عدالت اور رحم کو ملادیا جیسا کہا † " یہوہ الہیم " تاکہ انصاف اور رحم دونوں سے دنیا کا انتظام رہے ـ ہمارے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مخلوقات کے پیدا کرنے سے پہلے یہہ بات لکھی ہی کہ میری رحمت میرے غضب سے آگے بڑھی ہوئی ہی *

فی المشکوٰۃ
ان اللہ تعالی کتب کتابا قبل ان یخلق الخلق ان رحمتی سبقت غضبی

علماء عیسائی اس لفظ سے تثلیث ثابت کرتے ہیں ' وہ کہتے ہیں کہ " برا " فعل واحد ہی اور " الہیم " اُسکا فاعل صیغہ جمع کا ہی اس طرز کلام سے پایا جاتا ہی کہ حضرت موسی کو خدا کے وجودونکی تثلیث ظاہر کرنے کا ارادہ تہا چنانچہ یہہ جمع کا اسم وجودوں کی جمعیت ظاہر کرتا ہی اور فعل واحد کا اُسکے ساتہہ لگانے سے خدا کی یکتائی ظاہر ہوتی ہی *

اس خیال کو تمام اگلے اور حال کے یہودی جو عبری زبان کے محاورہ سے بخوبی واقف ہیں اور ہم مسلمان بہی صحیح نہیں جانتے کیونکہ اس مقام سے نہ تثلیث پائی جاتی ہی اور نہ جمعیت وجودوں کی ثابت ہوتی ہی *

" الہیم " کے لفظ کا مادہ " الہ " ہی بمعنی عبادت مگر یہہ لفظ یہودی زبان میں مستعمل نہیں ہی " الوہ " کا لفظ جو اُس سے مشتق ہوا ہی وہ مستعمل ہی اور معبود برحق اور معبود باطل دونوں معنوں میں اسکا استعمال آتا ہی " الہیم " اسی لفظ سے بنا ہی اِسکے معنی معبودان کے ہیں اِسکا استعمال بہی معبودان باطل اور معبود برحق دونوں پر آتا ہی علاوہ اِسکے یہہ لفظ بادشاہوں اور قاضیوں اور سرداروں اور فرشتوں کے معنی میں بہی آتا ہی جمعیت کے معنی اس لفظ میں لازمی نہیں ہیں بلکہ اکثر جگہہ اوپر واحد حقیقی شخصی کے استعمال کیا جاتا ہی چنانچہ جن ورسوں کا اشارہ حاشیہ پر ہی اُس میں خدا نے حضرت موسی کو کہا کہ میںنے تجہے فرعون کے لیئے " الہیم " بنایا اور یہہ بہی کہا کہ تو ہارون کے لیئے " الہیم " ہوگا ان ورسوں سے بخوبی ظاہر ہی کہ یہہ لفظ اکیلے حضرت موسی پر بولا گیا. جنمیں کسیطرح نہ تثلیث کے نہ جمعیت کے معنی ہیں بلکہ واحد حقیقی کے معنی میں استعمال کیا گیا ہی *

الوہ بمعنی معبود برحق　نحمیا ۹ — ۱۷
الوہ بمعنی معبود باطل　دانیال ۱۱ — ۳۷ و ۳۸
۲ — تواریخ ۳۲ — ۱۵
حبقوق ۱ — ۱۱
ایوب ۱۲ — ۶

خروج ۷ — ۱
خروج ۴ — ۱۶

---

† پیدایش ۲ — ۴ —

اب یہہ دیکھنا چاھیئے کہ عبری زبان کے محاورہ کے موافق اِس لفظ کا استعمال واحد اور جمع پر کیونکر آتا ھی سو ھم کتاب مقدس پر غور کرنے سے پاتے ھیں کہ اکثر اس لفظ کا استعمال جمعیت کے معنی میں معبودان باطل پر ھوا ھی اور بادشاھوں یا سرداروں اور قاضیوں یا فرشتوں پر اکثر بمعنی جمعیت اور کبھی بمعنی وحدت اور معبود برحق پر ھمیشہ بمعنی واحد حقیقی استعمال ھوا ھی پس بموجب اِس استعمال کے ثابت ھوا کہ اس مقام پر جو "اَلہیم" کا لفظ معبود برحق کے معنوں میں آیا ھی صرف وحدت حقیقی اُس سے مراد ھی اور کسی طرح معنی جمعیت کے اس میں نہیں ھیں پس جمعیت وجودوں کی اِس لفظ سے ثابت نہیں ھوتی اور اگر برتقدیر یہہ بات کہی جاوے کہ گو جمعیت وجودوں کی اس سے ثابت نہو مگر اِس لفظ کا بمعنی جمع بہی استعمال میں آنے سے ایک لطیفہ اور اشارہ جمعیت وجودوں کا نکلتا ھی گو یہاں بمعنی واحد حقیقی استعمال کیا گیا ھو مگر یہہ تقریر جب ھوسکتی ھی جب تثلیث وجودوں کی پہلے ثابت ھوجاوے حالانکہ ھم مسلمانوں کے نزدیک تمام اسکریپچرز سے بجز وحدت حقیقی کے اور کچھہ ثابت نہیں ھی *

(الوھیم) بمعنی جمع واسطے معبودان باطل کے

استثنا	۱۳ — ۱۷ — ۳۲ — ۳۹				
قضاۃ	۵ — ۸ — ۱۰ — ۱۳				
۱ سلاطین	۹ — ۲				
۲ سلاطین	۱۹ — ۱۸				
۱ تواریخ	۵ — ۲۵				
۲ تواریخ	۱۱ — ۹ — ۲۵ — ۱۴				
زبور	۹۷ — ۷				
	۱۳۶ — ۲				
یرمیاہ	۲۵ — ۱۱ — ۱۱ — ۱۲				
	۱۶ — ۲۰				

(الوھیم) بمعنی بادشاھان و سرداران و قاضیان

خروج	۲۲ — ۲۸

بموجب ترجمہ انگلش

استثنا	۱۰ — ۱۷

بموجب ترجمہ انگلش

زبور	۸۲ — ۱ — ۱۳۸ — ۱
پیدایش	۲ — ۲ د ۳

بموجب ترجمہ انگلش و ترجمہ عربی سنہ ۱۸۱۱ ع

خروج	۲۱ — ۶ — ۲۲ — ۸ — ۲۲ — ۹

(الوھیم) بمعنی فرشتہھا

۱ شموئیل	۳ — ۸ — ۲۸ — ۱۳
۲ شموئیل	۷ — ۲۳
زبور	۸۲ — ۶
	۸ — ۵

(الوھیم) بمعنی خداے واحد حقیقی

پیدایش	۱ — ۱
۱ سلاطین	۱۸ — ۲۴
	۳۹

" شمیم " اِس لفظ کا ترجمہ اکثر مترجموں نے آسمان واحد کے صیغہ سے کیا ھی مگر فارسی ترجمہ سنہ ۱۸۴۵ ع میں جمع کے لفظ سے ترجمہ ھوا ھی اور صیغہ جمع ھونا اِس لفظ کا کتاب مقدس کے اور † مقاموں میں سے بہی پایا جاتا ھی ' آسمان حقیقت میں ایک شی ھی اُسپر تعدد کا اطلاق باعتبار اُسکے انواع یا طبقات کے ھوتا ھی ' اسلیئے اُن پر خواہ مفرد کے صیغہ کا استعمال کیا جاوے خواہ جمع کے صیغہ کا دونوں کا نتیجہ صحیح ھوتا ھی *

† دیکھو کتاب ایوب ۲۸ — ۲۴ — ۳۷ — ۳ — ۲۱ — ۳ زبور — ۱۳۸ — ۴ — المیاہ ۱ — ۲

تمام متقدمین کیا یہودي اور کیا عیسائي اور کیا مسلمان یہہ خیال کرتے تھے کہ آسمان مثل گنبد کے مجسم هی اور زمین کے چاروں طرف محیط هی اور زمین کے گرد پھرتا هی اور چاند سورج ستارے سب اُس میں جڑے هوئے هیں اور اُسکے ساتھہ پھرتے هیں جوزیفس صاحب نے کہا هی کہ آسمان معلق قایم هی اور بلوري خانہ کي مانند هی *

وہ لوگ کتاب‌هاے اقدس † سے بھي اپنے اس خیال کي پختگي سمجھتے تھے اور مسلمان ‡ قرآن مجید کے الفاظ سے اسیطرح کے معني نکالتے تھے ' مگر درحقیقت اسکرپچرز یا قرآن مجید اِن معنوں کي طرف اشارہ نہیں کرتا ' اُن سے صرف اسیقدر ثابت هوتا هی کہ اللہ تعالی نے آسمان کو پیدا کیا اور یہہ بات کہ وہ کیسا هی اور کیونکر هی اس سے بحث نہیں کي ' چند جا کتاب مقدس اور قرآن مجید میں ایسے لفظ آئے هیں جن سے معلوم هوتا هی کہ آسمان صرف اُس جو کا نام هی جو همکو بلند دکھائي دیتا هی ' کیونکہ توریت مقدس میں لکھا هی کہ اللہ تعالی نے پاني میں پھیلاؤ پیدا کیا اور اُسکا نام § آسمان رکھا ' اور || قرآن مجید سے پایا جاتا هی کہ جسکا نام آسمان هی ' وہ دخان یعني بخارات هیں ' اور بہت جگہہ فرمایا هی کہ آسمان پر سے مینہہ برستا هی[*] جس سے پایا جاتا هی کہ اسي جو کا جہاں سے مینہہ آتا هی آسمان نام هی ' اگلے لوگوں کے دلوں میں جو ارسطو کي حکمت بس رهي تھي اور جسکے سبب وہ یقین کرتے تھے کہ آسمان بلوري گنبد کي مانند هی اُنھوں نے کتاب‌هاے اقدس میں جہاں ذرا بھي سہارا پایا وهي معني لگا لیئے * مگر کتاب هاے اقدس میں جو حقیقت تھي وہ بدستور قایم هی اور همیشہ قایم رهیگي گو همارا علم اور هماري عقل کتني هي بدلتي جاوے *

(ارض) زمین حقیقت میں ایک هی مگر بلحاظ اُسکي انواع کے کبھي جمع کے صیغہ سے بولي جاتي هی ¶ اور عبري زبان میں ארצות (اراصوث) اُسکي جمع آتي هی ' جیسے عربي میں ارضون اور ارضات اور اروض اور اراض اور اراضي اُسکي جمع آتي هی ' مگر یہہ اسم جنس هی اور جمع اور واحد دونوں کا نتیجہ واحد هی *

اسباب میں کہ کتاب‌هاے اقدس اور قرآن مجید سے زمین کي صورت کیسي بات هوتي هی مدت سے اُسکا کچھہ تنازع نہیں رها ' اور سب لوگ سمجھتے هیں کہ زمین گول هی ا

† حزقیل ۱ — ۲۲ — خروج ۲۴ — ۱۰ - زبور ۱۰۴ — ۲ —

‡ سورۃ بقر آیت ۲۲-سورۃ رعد آیت ۲- سورۃ مومن آیت ۶۴-سورۃ ملک آیت ۳-سورۃ طور آیت ۵ -

§ پیدایش ۱ — ۸ —

|| سورۃ حم سجدۃ آیت ۱۱ - سورۃالنمل آیت ۶۰ —

¶ ۲ تواریخ ۱۳ — ۹ - ۱۷ — ۱۰ —

کتب سماویہ اور تحقیقات علمي کو اسباب میں متحد جانتے هیں ' مگر درباب حرکت اور سکون زمین کے اُن لوگوں کے درمیان میں جنکے دل اِن امورات پر غور فکر سے خالي هیں اور صرف اپني موروثي راے کي پیروي پر سرگرم هیں اب تک تنازع باقي هی *

اِن لوگوں کے دلوں میں ارسطو کي حکمت نے اپنا ایسا مضبوط قدم گاڑھا هی که وہ یہہ سمجھتے هیں که اگر اسبات کا اعتقاد نه کیا جاوے که زمین ساکن هی اور وہ کسي طرح سرکتي نہیں اور آسمان اور چاند اور سورج اور ستارے سب زمین کے گرد پھرتے هیں تو تمام کتب سماویہ کي بنیاد ڈہ جاتي هی ' کیونکه وہ اپنے اعتقاد میں کتب سماویہ کے چند مقاموں میں † سے بھي اسي طرح سمجھتے هیں ' مگر یہہ اُنکي غلطي هی کیونکه کتب سماویہ اِس معاملہ میں چپ هیں اور جسطرح اُنمیں زمین کا متحرک هونا مذکور نہیں هی اُسیطرح اُن سے زمین کا ساکن هونا بھي ثابت نہیں هی ' پس خواہ زمین ساکن هو اور آسمان متحرک هو اور خواہ آسمان ساکن هو اور زمین متحرک کتب سماویہ جیسیکه تھیں اپني حقیقت پر قایم هیں ' باقي رهے وہ مقامات جن سے ارسطو کي حکمت کي پیروي کرنے والے زمین کا ساکن هونا اپنے خیالات کے موافق نکالتے هیں اُنکے خیالات کي غلطي هم اپني تفسیر میں مناسب مناسب مقامات پر هر ایک ورس کي تفسیر کے نیچے بیان کرینگے انشاء الله تعالی *

غرضکه اِس آیت میں آسمان اور زمین کي پیدایش کے بیان سے صرف اتني بات بتاني مقصود هی که هر چیز کا پیدا کرنے والا خدا هی اُسکے هاتھہ میں سب چیز کي کنجیاں هیں اور وهي سب چیز پر قادر هی *

مگر جب انسان کو یہہ بات معلوم هوئي که یہہ تمام عظیم‌الشان چیزیں اور جو کچھہ اُن میں هی وہ سب پیدا کیا هوا هی ' تو اُسوقت اُسکے دل میں یہہ خیال گذرتا هی که اِس تمام مخلوقات سے پہلے کیا تھا ' اُسکا بیان دوسرے ورس میں هی که خدا کے سوا کچھہ نہیں تھا اور عالم شہادت میں صرف پاني تھا اور خدا کي روح اُسکو سے رهي تھي *

---

† زبور ۹۳ — ۱ — ۱۰۴ — ۵ — ۱۹ — ۱,۳ —
سورة یسین آیه ۳۸ —
سورة الطارق آیه ۱۱ —
سورة کہف آیه ۸۶ آیه ۹۰ —
سورة النمل آیه ۶۱ —
سورة مومن آیه ۶۴ —
سورة حم آیه ۹ —

توریت مقدس

قبل مسیح ۴۰۰۰

(۲) وِ هَا اَرِص هَاتِي تُهُ تُوهُو وَ بُوهُو وِحُو شِخ عَلْ پِنِی تِہوم وِ رُواح اِلوهِیم مِرَحِفِیتِ عَلْ پِنِی هَمَّائِم *

(۳) وَیُّومِر اِلوهِیم یِهِي اُور وَیْهِي اُور *

(۴) وَیَّار اِلوهِیم اِیتْ هَا اُور کِي طُوب وَیَّبدِیل اِلوهِیم بِین هَا اُور وُبِین هَا حُو شِخ *

۲ اور زمین تھی ویران اور خالی اور اندھیرا اوپر منھہ پانی کے † اور روح خدا کی جنبش کرتی تھی اوپر منھہ پانیوں کے —

۳ ‡ اور کہا خدا نے ہو ‡ نور اور ہوا نور —

۴ اور دیکھا خدا نے نور کو کہ اچھا ہی اور § بدلا کردیا خدا نے درمیان نور کے اور درمیان اندھیرے کے —

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

قبل مسیح ۴۵۷۵

۲ § این کان ربنا قبل ان یخلق خلقه قال کان في عماء ماتحته هواء وما فوقه هواء || وكان عرشه على الماء

۳ || الحمد لله الذي خلق السموات والارض و جعل الظلمات والنور —

۴ || فالق الاصباح —

* تولج الليل في النهار و تولج النهار في الليل —

رسول خدا سے لوگوں نے پوچھا کہاں تھا ہمارا خدا پہلے پیدا کرنے اپنی خلقت کے فرمایا تھا بیچ عماء کے نہ نیچے اُسکے ہوا اور نہ اوپر اُسکے ہوا اور تھا عرش اُسکا پانی پر —

سب تعریف اللہ کو جسنے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور کیا اندھیرا اور اُجالا —

نکالنے والا صبح کے اُجالے کا —

تو لاتا ہی رات کو دن میں اور تو لاتا ہی دنکو رات میں —

---

§ مشکوٰۃ باب بدءالخلق —

† زبور ۳۳ — ۶ اشعیا ۳۰ — ۱۳ و ۱۲

| سورۃ ہود آیت ۷ —

|| سورۃ انعام آیت ۱ —

† زبور ۳۳ — ۹ —

‡ نامہ کارنتھیان ۲ — ۶ —

|| سورۃ انعام آیت ۹۶ —

§ (لفظاً) روشنی کو تاریکی سے تقسیم کیا —

* سورۃ آل عمران آیت ۲۷ —

(٥) وَيِقْرَا اِلوهيم لَاوُر يُوم وَلَحُوشِخ قَارَا لَائِيلاه وَيِهي عِرِب وَيِهي بُوقِر يوم اِحاد

٥ * و جعلنا الليل و النهار آيتين فمحونا آيت الليل و جعلنا آيت النهار مبصرة —

٥ اور کہا خدا نے نور کو دن || اور اندھیرے کو کہا رات اور ‡ تھی شام اور تھی صبح دن پہلا

اور کیا ہمنے رات اور دن کو دو نشان پھر مٹایا ہمنے نشان رات کا اور کیا ہمنے نشان دنکا دیکھنے کو —

تفسیر

۴ کوئی شخص اِس سے انکار نہیں کرسکتا کہ اِس دوسرے ورس میں بھی جو کچھہ بیان ہوا ہی وہ عالم شہادت کی ابتدا کا بیان ہی' کیونکہ کتاب ہاے اقدس سے ارواحوں کا اور فرشتوں کا بھی وجود پایا جاتا ہی اور اُن کی پیدایش کا اِس مقام پر کچھہ ذکر نہیں ہی *

حضرت موسی علیہ‌السلام نے اُنھیں چیزوں سے جو ہمکو دکھلائی دیتی ہیں انسانوں کو تربیت کرنا کافی سمجھا تھا' اسی لیئے اُنھیں کی پیدایش کا حال بتلانا شروع کیا ورنہ اِس سے پہلے یہہ سب کچھہ اور اور بہت کچھہ ہوچکا تھا *

ہم مسلمان جسطرح کہ ابتداے افرینش عالم پر اعتقاد کرتے ہیں وہ یہہ ہی' کہ ازل سے صرف ایک مقدس اور پاک ہستی تھی' جب حضرت موسی نے اُس مقدس اور پاک ہستی کا نام † پوچھا تو یہی جواب پایا کہ" میں وہ ہوں جو ہوں" اور تو میرا پیغام اسیطرح پہنچا کہ" وہ جو ہی اُس نے مجھے بھیجا ہی" اِس سے ثابت ہوتا ہی کہ ہستی مطلق وہی ایک پاک ہستی ہی' یہہ ہستی مطلق جس طرح ازل سے موجود تھی اسی طرح تمام صفات کمال بھی اُس میں ازل سے تھیں' اور وہ صفات کمال اور کہیں سے اُس کے پاس نہیں آئیں تھیں' بلکہ خود اُس کی ذات میں تھیں' نہ نہ بلکہ اُس کی ذات وہی اُس کی صفات تھیں' اور اُس کی صفات وہی اُس کی ذات تھی' اُنھی صفات میں سے ارادہ اور علم کی صفت بھی تھی' اُن کا مقتضی یہہ تھا کہ جو کچھہ خدا کو کرنا تھا اور جو کچھہ ہونا تھا وہ سب اُسکے علم میں موجود ہو' چنانچہ ہرایک ذرہ ذرہ اور جو کچھہ اُسپر گذرنے والا تھا وہ سب کچھہ اُس کے علم میں محفوظ تھا' اسی

---

* سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۲ —

|| زبور ۷۴ — ۱۶ — ۱۰۴ — ۲۰ —

‡ (نسخہ) شام اور صبح ہوئی اول دن =

† خروج ۳ — ۱۴ =

صفت باری کو ہم مسلمانوں کے ہاں لوح و قلم تعبیر کیا ہے، مشکواۃ میں حدیث ہے کہ "سب سے پہلے خدا نے قلم کو پیدا کیا پھر اُس کو کہا کہ لکھہ اُس نے کہا کیا لکھوں الله تعالی نے فرمایا کہ لکھہ اندازہ عالم کو پھر اُس نے لکھا جو تھا اور جو ابد تک ہونے والا ہے" یہہ مت سمجھو کہ یہہ قلم ہمارا سا نیزہ کا یا پر کا قلم تھا، بلکہ اُسی صفت ارادہ کو ان الفاظ سے تعبیر کیا ہے تاکہ لوگ محسوسات میں اُس کی مثال سمجھہ کر خدا کی عظمت اور اُس کی بزرگی پر اقرار کریں ●

مشکواۃ
ان اول ما خلق الله القلم فقال له اکتب قال ما اکتب قال اکتب القدر فکتب ما کان و ما هو کاین الی الابد ـ

اِسی طرح مشکواۃ میں حدیث ہے کہ "الله تعالی نے آسمان و زمین پیدا کرنے سے پہلے مخلوقات کا اندازہ لکھہ لیا تھا" اور بخاری میں ہے کہ ہرچیز کو لوح محفوظ میں لکھہ لیا تھا" کیا لوح محفوظ ہماری سی کاٹ کی تختی یا پتھر کی سلیٹ ہے؟ نہیں اُسی صفت علم کو عام لوگوں کے سمجھانے کو لوح محفوظ سے تعبیر کیا ہے ●

مشکواۃ
کتب الله مقادیر الخلایق قبل ان یخلق السموات والارض
بخاری
کتب فی الذکر کل شی ـ

غرضکہ جو کچھہ ہوا اور ہوگا یہہ سب چیزیں علم الہی میں موجود تھیں، پھر اُس کی صفت قدرت نے بمقتضی اپنے کمال کے یہہ چاہا کہ اُنہی صور علمیہ کا جو ذات باری میں تھیں ظہور ہو، چنانچہ اُنکا ظہور ہوا، اگرچہ اُنکا ظہور آنی ہو مگر نفس ظہور میں تدریج لازم تھی، اس لیئے ایک مرتبہ ظہور کا وہ تھا کہ اُن صور علمیہ کا ظہور علم باری سے تو ہوا مگر اُنہوں نے کچھہ امتیاز ایک دوسرے سے حاصل نہ کیا، دوسرا مرتبہ ظہور کا وہ تھا کہ اُنہیں صور علمیہ نے جو ایک طرح کا ظہور حاصل کیا تھا اُس کا ظہور اس درجہ تک ہوا کہ اُنہوں نے امتیاز بھی حاصل کیا اور آپس میں بھی ایک دوسرے کو پہچانا، اور میں اور تم کا اطلاق ہونے لگا، یہاں تک کہ وہیں ایک نے دوسرے سے دوستی و محبت بھی حاصل کی جس کا اثر ہم اس عالم میں بھی پاتے ہیں، اور اسی کا نام ہمارے مذہب میں عالم ارواح ہے، مشکواۃ میں بخاری اور مسلم سے حدیث نقل کی ہے کہ "رسول خدا صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا کہ ارواحیں لشکر ہیں جو اکٹھے تھے اُن میں سے وہاں جس نے جس کو جانا یہاں بھی آپس میں اُلفت ہوئی اور جس نے جس کو وہاں نجانا اُن میں یہاں بھی نا واقفیت رہی" مگر یہہ مرتبہ ظہور کا ایسا ہے کہ اس میں کوئی چیز قابل اشارہ حسی کے نہ تھی، جب تیسرے مرتبہ کا ظہور ہوا اُس میں ہر ایک چیز اشارہ حسی کے قابل ہوئی، اور یہہ اور وہ کا اُسپر اطلاق ہونے لگا اور اسی کا نام ہمارے مذہب میں عالم مثال ہے، اور جب اور زیادہ ظہور اُنہی صور علمیہ

بخاری و مسلم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الارواح جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف وما تناکر منها اختلف ـ

نا ہوا تو ہر چیز نے ایک ظاہری وجود بھی حاصل کیا جس کو ہم تم دیکھتے ہیں اور اسکا نام ہمارے مذہب میں عالم شہادت ہی ' اس دوسرے ورس میں حضرت موسی علیہ السلام نے بھی فرمایا کہ عالم شہادت سے پہلے کچھہ ظاہر میں نہ تھا اور سب چیز پردہ میں چھپی ہوئی تھی ' ابتداے عالم شہادت میں پانی تھا اور روح خدا کی اُس کو سے رھی تھی ' اور یہی بات ہمارے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی کہ عالم شہادت کے پیدا کرنے سے پہلے خدا عما میں یعنی پردہ میں تھا ' پانی پیدا ہوچکا تھا اور اُس کا عرش پانی پر تھا ' عما کے معنی لغت میں باریک ابر کے ہیں اور اُس سے مراد حجاب کی لی جاتی ہی ' مگر اس لفظ سے اس مقام میں نہ باریک ابر مراد تھا نہ پردہ جس سے آڑ ہو جاتی ہی بلکہ خود اپنے آپ میں پوشیدہ ہونا مراد تھا ' اس مطلب کے واضح کرنے کے لیئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس عما کے نہ اوپر ہوا تھی نہ نیچے ہوا تھی ' یعنی اُس سے یہہ ظاہری بادل یا یہہ ظاہری پردہ مت سمجھو ' بلکہ ہویت ذات کی غیبت سمجھو *

یہہ پانچ درجے ظہور عالم کے جو بیان ہوئے اُن میں سے " پہلے چار درجے قدیم ہیں کیونکہ خدا سے اُنکا وجود اور اُنکا ظہور بمقتضاے اُن صفات کمال باری کے ہوا ہی جو ازل سے اُس میں تھیں ' پس جب سے وہ تھیں جب ہی سے اُنکا ظہور بھی تھا ' اور جب ظہور عالم کا عالم مثال تک ہو گیا تو کوئی ایسی بات جس سے نقصان یا تعطل صفات باری میں ہو باقی نہیں تھی ' کیونکہ عالم شہادت میں کوئی زیادتی معنوی عالم مثال پر نہیں ہوئی ہی اسلیئے عالم شہادت کا قدیم ہونا کچھہ ضروری نہ تھا بلکہ وہ تمام چیزیں جو عالم مثال میں موجود تھیں جس ترتیب اور تدریج سے کہ اُس ہستی مطلق کی حکمت نے تقاضا کیا اُسیطرح اُنکا ظہور عالم شہادت میں ہوتا گیا ' کسی وقت اُسنے پانیکو ظاہر کیا اور کسی دن اندھیرے اور نور کو کسی دن آسمان اور زمین کو اور کسی دن چرند و پرند کو اور کسی دن آدم کو اور کسی دن ہم تم کو ' اور معلوم نہیں کہ ابھی اور کیا کیا اُسکو ظاہر کرنا ہی اور کب تک بیت —

چو شبہا نشستم دریں دیر گم
کہ حیرت گرفت آستینم کہ قم

مگر اِن تمام حالات پر غور کرنے سے ظاہر ہی کہ جو کچھہ ہم دیکھتے ہیں سب نقش بر آب ہی اور حی قایم اور دایم صرف وہی ایک ہستی ہی جسنے کہا کہ میں ہوں وللہ درمن قال مصرعہ —

الا کل شی ما خلا اللہ باطل

ایک بڑا نتیجہ جو اس گفتگو سے نکلتا ہی قابل غور کے ہی اور وہ یہہ ہی کہ تمام عالم کا وجود ایک ہی چیز سے ہوا ہی ' جس چیز سے کہ ہمارا وجود ہوا ہی اُسی چیز سے پتھر

اور درخت اور حیوانات کا بھی وجود ہوا ہی اور جو چیز ہم میں ہی وہی چیز اُن سب میں ہی ، صرف ظہور کے طریقہ کا فرق ہی جسکے سبب ہمکو انسان اور باقیوں کو حیوان اور درخت پتھر کہا جاتا ہی ، ورنہ اصلیت سب کی ایک ہی ، اور اسبات نے یہہ بات ضروری کردی ہی کہ تمام چیزیں جو عالم میں ہوں وہ سب ایک نسبت کے ساتھہ ہوں ، مثلاً معدنیات چاہیئے ایک قسم پتھر کی دوسری قسم پتھر سے نباتات کے قریب ہوتی جاویں یہانتک کہ اخیر قسم معدنیات کی نباتات سے نہایت مشابہ اور قریب قریب ہو ، اسیطرح نباتات چاہیئے کہ ایک قسم نباتات کی دوسری قسم نباتات سے حیوانات کے قریب قریب ہوتی جاوے یہاں تک کہ اخیر قسم نباتات کی نہایت قریب تر ہو حیوانات کے ، اور اسیطرح حیوانات کی قسمیں قریب تر ہوتی جاویں انسان کے یہاں تک کہ اخیر قسم حیوان کی نہایت قریب قریب انسان کے ہو ، اس ترتیب سے معدنیات و نباتات اور حیوانات کے پیدا ہونے پر اگرچہ ابھی لوگ یقین نکرینگے مگر ترقی علم کی جو روز بروز ہوتی جاتی ہی امید ہی کہ وہ ہمدو ان سب باتوں پر یقین کرادیگی ، اور جان لیا جاویگا کہ جو بات معلوم شخصوں کے ہونٹوں سے نکلی ہی وہ کیسی سچ تھی ، اسی جگہہ سے یہہ بات بھی سمجھہ لو کہ جسطرح ہم اپنے سے نیچے درجہ بدرجہ مخلوقات دیکھتے ہیں اسی طرح ہمسے اوپر بھی مرتبہ بدرجہ بہت سی مخلوقات خدا کی ہی جس سے اگر انکار کیا جاوے تو انکار کے لیئے کوئی دلیل نہیں ہی *

مگر ہمارے مذہب کے اکثر علماء کی یہہ راے ہی کہ دربارہ آفرینش عالم کے زیادہ کاوش اور بحث کوئی نہیں چاہیئے ، بلکہ صرف استقدر مضبوط اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ ابتدا میں صرف ذات باری تھی اور کچھہ نہ تھا ، بمجرد اُسکے حکم کے تمام چیزیں نیست سے ہست ہو گئیں اور اُسنے اپنے کمال قدرت سے اُنکو موجود کردیا ، چنانچہ یہی اعتقاد ہم مسلمانوں کا ہی اور یہودی اور عیسائی بھی یہی اعتقاد رکھتے ہیں *

(ویران اور خالی) یعنی زمین نے ابتک دوئی صورت نہیں پکڑی تھی اور اُسکا مادہ جس سے زمین بنی منتشر اور پانی میں ملا ہوا تھا *

(اندھیرا) تمام مفسرین اس لفظ سے یہی تاریکی سمجھتے ہیں جو بسبب ہونے روشنی کے موجودات کے دکھائی دینے سے باز رکھتی ہی ، یہہ معنی جو مفسروں نے لیئے صحیح ہیں اور یہہ بھی ممکن ہی کہ اس اندھیرے سے یہہ ظاہری اندھیرا مراد نہ لیا جاوے ، کیونکہ ابھی تک نہ کوئی چیز ظاہر ہوئی تھی اور نہ کوئی دیکھنے والا تھا ، بلکہ اس مقام پر اندھیرے سے وہی حجاب مراد لیا جاوے جسکو ہمارے ہاں کی مقدس کتابونمیں عما کہا ہی ، اور مراد یہہ ہی کہ تمام چیزیں جو اس کے بعد ظاہر ہوئیں سب پردہ میں تھیں اور اُس بڑے تماشا کرنے والیکے ابتک کوئی تماشا پردہ میں سے نہیں نکالا تھا بلکہ آپ ہی آپ تھا *

(تہوم) کا ترجمہ سب مترجموں نے پانی یا پانیوں یا سمندر کیا ہی اور عربی

عربي سنه ۱۸۱۱ ع } (غمر)
فارسي سنه ۱۸۴۸ ع }
اردو سنه ۱۸۴۹ ع } (لجه)

اور فارسي مترجم نے غمر اور لجه جسکو اردو میں پانیکے تھہر سے تعبیر کیا جاسکتا ہی اور درحقیقت اس سے بہتر ترجمہ نہیں ہوسکتا، اس ورس سے علانیہ ظاہر ہی سب سے پہلے پانی پیدا ہوچکا تہا *

(اور روح خدا کی) یہہ ایک لفظ نہایت غور طلب ہی اس کے معنی روح کے اور ریاح کے یعنی ہوا کے دونوں آئے ہیں کئی مترجموں نے

أنقلس کالڈي ترجمه
عربي سنه ۱۸۱۱ ع ریاح الله

اس لفظ کا ہوا ترجمہ کیا ہی † علماے یہودی اسکا مطلب یہہ لکھتے ہیں کہ " خدا کے جلال کا تخت قایم تہا بیچ جو کے خدا کے منہہ کی ہوا سے یعنی اُسکے حکم سے " یہہ مطلب بالکل مطابق ہی اُس مضمون سے جو ہمارے قرآن مجید میں آیا ہی کہ (خدا کا عرش پانی پر تہا) مگر اس کے معنی بیان کرنے میں ہمارے ہاں کے علماء میں اختلاف ہی بعضے کہتے ہیں کہ ہمکو اس پر زیادہ غور کرنی درکار نہیں ہی اور اسی پر اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ خدا کا ایک عرش ہی اور وہ پانی پر رکہا ہوا تہا، مگر مطلب جو صریحاً اس سے پایا جاتا ہی وہ یہہ ہی کہ عرش کے معنی بزرگی اور جلال کے آتے ہیں، پس مراد

فی القاموس العرش العز —

آیت کی صاف ہی کہ عالم شہادت کی آفرینش سے پہلے صرف پانی پیدا کیا گیا تہا اور خدا کی شان اور اُسکا جلال پانی پر تہا، کیونکہ وہ پانی ہی سے تمام چیزوں کو عالم شہادت میں پیدا کرنے والا تہا، اور اسی واسطے اُسکے جلال کو پانی پر ہونے سے مخصوص کیا گیا ہی، اور یہی مراد اس مقام میں روح کے پانی پر ہونے سے ہی *

مگر علماء مسیحی روح کے لفظ سے برخلاف یہودیوں کے اور برخلاف ہم مسلمانوں کے مراد لیتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ تثلیث میں کا تیسرا وجود جسکا نام روح القدس ہی وہ اس مقام پر روح کے لفظ سے مراد ہی، مگر ہم مسلمان اور نیز یہودی اسکو تسلیم نہیں کرتے ہیں، کیونکہ اول تو تمام اسکریپچرز سے تثلیث ثابت نہیں، اور اگر بالفرض اُس سے قطع نظر بہی کیا جاوے تو روح کے لفظ سے تثلیث میں کا تیسرا وجود مراد نہیں ہوسکتا، کیونکہ روح کا لفظ مضاف ہی الوہیم کی طرف اور جب الوہیم کو جمع کا صیغہ قرار دیا تو اُس میں تینوں وجود تثلیث کے یعنی باپ اور بیٹا اور روح القدس داخل ہیں اور مضاف ہمیشہ غیر ہوتا ہی مضاف الیہ کا پس تو یہہ روح بالضرور غیر ہونی چاہیئے باپ اور بیٹے اور روح القدس یعنی اقانیم ثلاثہ تثلیث کے، پھر کیونکر اس روح کے لفظ سے تثلیث میں کا تیسرا وجود مراد ہوسکتا ہی *

---

† دیکھو تفسیر رشی —

(مرحفت) بولنے والے عبري میں یہہ لفظ اُن معنوں میں بولا جاتا ھی جبکہ کوئي جانور انڈے سینے کے وقت پھول کر اور سب انڈوں کو اپنے تلے کرلیتا ھی اس مقام پر اس لفظ کا استعمال بہت مناسب تھا تا کہ خدا کي وہ شان جو اُس وقت میں تھي خیال میں آجاوے کیونکہ خدا تعالی پاني ھي سے سب چیز پیدا کرنیکو تھا *

(میم) (پانیکے) بعض مترجموں نے اس لفظ کا واحد کے صیغہ سے ترجمہ کیا ھی بعض نے جمع کے صیغہ سے کتاب اقدس میں اسپر جمع کا بھي اطلاق آیا ھی اسلیئے کہ کئي جگہہ اسکے لیئے † جمع کا فعل آیا ھی مگر حقیقت میں یہہ لفظ اسم جنس ھی اور اسپر باعتبار تعدد انواع کے جمع کا اطلاق ھوتا ھی پس واحد اور جمع دونوں کا نتیجہ واحد ھی *

۳ اس آیت سے عالم کي پیدایش کا ذکر شروع ھوا اس کلام سے کہ خدا نے کہا کہ " نور ھو " معلوم ھوتا ھی کہ تاریکي پہلے پیدا ھوچکي تھي بعض علماء ھمارے مذھب کے یہہ کہتے ھیں کہ تاریکي امر وجودي نہیں ھی بلکہ عدم النور کا نام تاریکي ھی مگر یہہ قول صحیح نہیں معلوم ھوتا کیونکہ اس سے لازم آتا ھی کہ تاریکي قدیم اور غیر مخلوق ھو اور یہہ صریح باطل ھی خدا تعالی نے اس دنیا کا انتظام اسطرح پر کردیا ھی کہ تاریکي جاتي ھی اور روشني آتي ھی اور تاریکي آتي ھی اور روشني جاتي ھی اور اس سبب سے ھمارے خیال میں جم رھا ھی کہ تاریکي ھوگي تو روشني نہوگي اور روشني ھوگي تو تاریکي نہوگي اور جیسے یہہ بات ھمارے خیال میں نہیں آتي کہ تاریکي اور روشني دونوں ایک ساتھہ موجود ھوں ویسے ھي ھمارے خیال میں یہہ بات نہیں آتي کہ تاریکي اور روشني دونوں ایک ساتھہ نہوں مگر یہہ تصور ھماري عقل کا ھی جیسا کہ ھم نہیں سمجھہ سکتے کہ جب کوئي چیز پیدا نہیں ھوئي تھي تو کیا تھا ویسے ھي ھم اسکو نہیں سمجھہ سکتے کہ جب تاریکي اور نور دونوں نہ تھے تو کیا تھا ھم یقین کرتے ھیں کہ ابتدا میں صرف خدا کي ذات تھي اُسکے سوا کچھہ نہ تھا نہ اندھیرا نہ روشني پھر اُسنے سب کو پیدا کیا پس تاریکي امر عدمي نہیں ھی بلکہ مخلوق اور امر وجودي ھی *

(ویومر) (اور کہا) ‡ بشپ پترک صاحب کہتے ھیں کہ جہاں کہیں پیدایش کے حال میں یہہ لفظ آیا ھی تو اس کے معنے یہہ سمجھنے چاھیئیں کہ خدا نے چاھا " بشپ پیرسن صاحب اسکي دلیل میں کہتے ھیں کہ " یہہ عجیب قوت خدا کي سزاوار تعریف ھی کہ اُس کا چاھنا کسي کام کا گویا کرلینا ھی اور ارادہکرنا گویا پورا کرنا ھی " عربي ترجمہ سنہ ۱۸۱۱ع میں جہاں یہہ لفظ آیا ھی اُسکا ترجمہ " شاء " کیا ھی یعني چاھا ھم مسلمان بھي اس لفظ کے یہي معني سمجھتے ھیں اور اِسبات کو یاد رکھنا چاھیئے کہ اس لفظ کے یہہ معني لینے میں ھم اور عیسائي دونوں متفق ھیں *

---

† پیدایش ۱ - ۹ - ۷ - ۲۲ -

‡ تفسیر ڈائیلي جلد اول صفحہ ۲ -

(اور) (نور) اس لفظ سے ایک قدرتي نور مراد هی جو قبل پیدایش آفتاب اور ستاروں کے پیدا کیا گیا تھا، اور وهي نور آفتاب اور ستاروں کے وجود کا مادة هی *

نور کي پیدایش پر جو اس ورس میں بیان هوئي هی بعض علماء عیسائي کو بہت مشکلیں پیش آئي هیں، جن لوگوں نے دنیا کے حالات پر موجودة علامتوں سے زیادة تحقیقات کي هی وہ کہتے هیں که روشني اول دن کے کام سے بهي مدتوں پیشتر موجود تهي، کیونکه حیوانات کي جو بقیه هڈیاں ایسے زمانوں کي هاتھ آئي هیں جو انسان کے ظہور سے مدتوں پیشتر گذر گئے تھے اُن هڈیوں میں آنکھیں موجود هیں، اور ظاهر هی که اُن حیوانات میں آنکھیں دیکھنے کو بنائي گئیں تھیں، اِس لیئے اُس زمانه میں بهي روشني کا هونا ضرور پڑا، اور یہه سب باتیں کتاب اقدس کے برخلاف معلوم هوتي هیں جس میں اول روز کا بیان اِس طرح † پر هی که خدا نے کہا نور هو پهر نور هوگیا، اور پهر چوتھے دن کے کام میں سورج چاند ستاروں کي ‡ پیدایش کا بیان هوا هی *

اس مشکل کا حل بعض علماء عیسائي نے اس طرح پر کیا هی که "اول مقام میں یہه نہیں کہا گیا هی که روشني ازسرنو پیدا کي گئي یا بنائي گئي تهي بلکه اُسکو طلب کیا گیا تھا اور اُسکو یہه حکم دیا گیا تھا که تاریکي میں سے جو پاني کے منهه پر تهي چمک نکلے، اور دوسرے مقام پر بهي یہه نہیں کہا گیا هی که آفتاب اور چاند اور ستارے چوتھے روز پر پیدا کیئے گئے تھے، بلکه جو عبري لفظ یہاں استعمال هوا هی وہ بمعني کیا اور مقرر کیا اور بنایا اور خاص مطلب یا استعمال کے لیئے مقرر کیا کے معنوں میں مستعمل هوا هی، قریب سو جگهه کتاب پیدایش میں یہه لفظ آیا هی اور ایک جگهه بهي پیدا کرنے کے معنوں میں اِستعمال نہیں کیا گیا" حاصل یہه که یہه سب چیزیں پہلے سے تهیں صرف اُن کو کاموں پر مقرر کیا گیا تھا *

مگر یہه تقریر جو بیان هوئي دلچسپ نہیں هی، بہله هي ورس سے تمام یہودي اور عیسائي اور مسلمان کتاب اقدس کا یہه منشاء سمجهے هیں که ان تمام چیزوں کا بیان ابتدا هي میں اسلیئے هوا هی تاکه اِس بات کے جاننے سے که تمام چیزوں کا پیدا کرنیوالا خدا هی لوگوں کے دل میں خدا کي عظمت اور بزرگي پیدا هو، اور اُس کي شریعت کي اطاعت پر سرگرم هوں، اور یہه بات جب هي حاصل هوتي هی جب کہا جاوے که پہلے ان چیزوں میں سے کوئي چیز نه تهي، خدا هي نے نور پیدا کیا، خدا هي نے سورج چاند ستارے پیدا کیئے، اور اگر برخلاف اس کے ایسا طرز کلام اختیار کیا جاوے جسکا یہه منشاء هو که

† پیدایش ۱ — ۳ —

‡ پیدایش ۱ — ۱۶ لغایة ۱۸ —

نور اور سورج پہلے سے تھے صرف اُنکو خدا نے طلب کیا تھا یا ایک خاص کام پر مقرر کیا تھا تو وہ مطلب حاصل نہیں ہوتا ؛ بلکہ یہہ شبہہ رہتا ہی کہ خدا سے بھی بڑا کوئی اور شخص ہی جس نے اُن کو پیدا کیا اور خدا صرف اُن کو کاموں پر مقرر کرنے والا اور صرف اُنکا منتظم ہی ' اس لیئے ہم مسلمان اِس تقریر کو تسلیم نہیں کرتے ' بلکہ ان درسوں کے سیدھے معنی سمجھتے ہیں کہ یہہ سب چیزیں معدوم تھیں درحقیقت خدا نے پہلے دن نور پیدا کیا اور چوتھے دن آفتاب پیدا کیا ؛ اور جو اعتراض کہ اس پر کیا جاتا ہی درحقیقت وہ اعتراض نہیں ہوتا چنانچہ عنقریب اُسکی بحث جو آگے ہم بیان کرینگے اُس سے معلوم ہو جاویگا *

(وَیَرْاَاِیلوہیم) (اور دیکھا خدا نے نور کہ اچھا ہی) اس سے یہہ مطلب نہیں ہی کہ خدا کو پہلے نور کی کیفیت معلوم نہ تھی جب اُس کو پیدا کرچکا تو یہہ بات جانی کہ اچھا ہوا ؛ بلکہ اس طرح کا طرز کلام صرف اُس چیز کی خوبی اور اچھا پن کے ظاہر کرنے کو استعمال ہوتا ہی' اور مراد اُس سے صرف اسقدر ہی کہ جو کچھہ بنا دیا ہی وہ اپنی طرح جاری رہے *

(وَیَبْدَل) (اور جدا کردیا) یعنی نور کو جدا کردیا اور اندھیرے کو جدا کردیا اس طرح پر کہ جہاں نور ہو وہاں اندھیرا نہو' اور جہاں اندھیرا ہو وہاں نور نہو' اس سے معلوم ہوا کہ نور کے پیدا ہونے سے اندھیرا بالکل معدوم نہیں ہوا تھا بلکہ نور اپنی جگہہ پر موجود رہا اور اندھیرا اپنی جگہہ پر موجود رہا *

۵ (شام اور صبح) اس درس میں دو لفظ ہیں ایک "عرب" جسکے معنی شام کے ہیں اور دوسرا "بقر" جس کے معنی صبح کے ہیں' حقیقت میں شام اُس وقت کو کہتے ہیں جب دن ختم ہوتا ہی اور رات شروع ہونے کو ہوتی ہی' اور صبح اُسوقت کو کہتے ہیں جب رات ختم ہوتی ہی اور دن شروع ہونے کو ہوتا ہی' مگر یہاں یہہ مراد نہیں ہی بلکہ یہاں اندھیرے کو شام اور نور کو صبح کہا ہی' پس معنی اس درس کے یہہ ہیں کہ اندھیرا تو پہلے دن کی رات تھی' اور نور پہلے دن کا دن تھا *

علماء عیسائی نے بھی اُن دونوں لفظوں کے یہی معنی لیئے ہیں † ڈاکٹر واٹز صاحب کہتے ہیں کہ شام سے اس مقام پر تاریکی کا تمام دور مراد ہی' اور صبح سے اُس کے آگے آنے والی روشنی کا تمام دور' اور شام کو صبح سے پہلے غالباً اسلیئے بیان کیا ہی کہ اندھیرا پیدایش کی تاریخ بموجب اوجالے سے پہلے وجود رکھتا تھا *

بشپ کدر صاحب کہتے ہیں کہ " یہی سبب ہی کہ یہودیوں کا قدرتی دن شام سے شروع ہوتا ہی ‡ ہم مسلمانوں کے ہاں بھی اسی سبب سے جتنے شرعی دن ہیں اُنکا حساب رات

---

† تفسیر ڈاٹزلی جلد ۱ صفحہ ۲ =

‡ احبار ۲۳ — ۳۲ —

سے جو اُس دن کے پہلے ہی شروع ہوتا ہی' اور دن کے پورا ہونے پر ختم ہوتا ہی' نہ یہہ کہ دن سے شروع ہو اور اُسکے آگے آنے والی رات پر ختم ہو *

اس ورس سے پایا جاتا ہی کہ جب اندھیرا پیدا ہوچکا تو وہ ایک زمانہ تک رہا اور جب نور پیدا ہوا تو وہ بھی ایک زمانہ تک رہا ' پھر وہ نور دوسری جگہہ چلا گیا اور اندھیرا پھر آگیا ' کیونکہ اگر نور کا دورہ بھی پورا نہولے تو اندھیرے اوجالے پر پہلے دن کا اطلاق نہیں ہوسکتا ' اسلیئے اس مقام پر دو سوال پیدا ہوتے ہیں *

ایک یہہ کہ اُس اندھیرے اور اوجالے کا زمانہ کسقدر تھا آیا یہی بارہ بارہ گھنٹہ کا یا کیا *

دوسرے یہہ کہ اس اندھیرے اور اوجالے نے کسطرح پر اپنا دورہ کیا *

پہلے سوال کا جواب ہم یہہ دیتے ہیں کہ اس رات اور دن کی مقدار ہمکو معلوم نہیں ہی' کیونکہ یہہ رات اور دن اُن سببوں سے نہیں ہوا تھا جنسے اب ہم اپنی رات اور اپنا دن رکھتے ہیں' بلکہ بغیر ظاہری سبب کے خدا نے اندھیرا اور اوجالا پیدا کیا تھا ' پس جب تک اندھیرا رہا رات تھی' اور جب تک اوجالا رہا دن تھا ' اور اُنکی مقدار معلوم نہیں' ممکن ہی کہ بارہ بارہ گھنٹہ ہوں یا اُس سے کم یا اُس سے بہت زیادہ ' اور اسی سبب سے پہلے تین دنوں کی مقدار ہم کچھہ معین نہیں کرتے' کیونکہ وہ تینوں دن بغیر ظاہری سبب کے محض قدرتی دن ہیں *

اور دوسرے سوال کا جواب ہم یہہ دیتے ہیں کہ ابھی تک نظام شمسی مرتب نہیں ہوا تھا ' اسلیئے جس طرح اندھیرے اور اوجالیکا پیدا کرنا محض قدرت سے تھا اسیطرح اُنکا دورہ بھی محض قدرت سے تھا *

ہم اسبات کو تسلیم کرتے ہیں کہ نیچر خدا کا کام ہی اور وحی اُسکا کلام ہی' اور اُسکے کام اور اُس کے کلام میں کبھی اختلاف ہونا نہیں چاہیئے' کیونکہ وہ ایک مبدء سے نکلے ہیں' ہم اُسکے نیچر کو دیکھتے ہیں کہ زمین کی حرکت سے اندھیرا اوجالا رات دن ہوتا ہی' پھر کیا جانسا ہی نہ برخلاف اس نیچر کے اندھیرے اوجالے نے تین دن تک کیونکر اپنا دورہ کیا *

مگر سمجھنا چاہیئے کہ اگر ابتدا ہی سے ہر ایک چیز کو قوانین نیچر کا پابند مانا جاوے تو تمام عالم کے وجود سے جو ہر دم ہماری آنکھوں کے سامنے ہی اور جس سے ایک بچہ بھی انکار نہیں کرسکتا انکار کرنا پڑتا ہی' کیونکہ جب کچھہ نہ تھا اور خدا ہی خدا تھا تو کونسے قوانین نیچر کی پابندی سے اُسنے عالم کو پیدا کیا ' ظاہر ہی کہ اُس وقت تک کوئی قاعدہ نیچر کا موجود نہ تھا جس کی پابندی کا ہم خیال کریں' بے شک اب ہمارے لیئے قاعدہ قدرت کا یہہ ہی کہ آفتاب کی روشنی اور زمین کی گردش سے ہم اندھیرا اوجالا رات دن رکھتے ہیں' مگر آفتاب اور زمین کی پیدایش کونسے قاعدہ قدرت پر تھی' بلاشبہہ ہماری آنکھوں کے سامنے قاعدہ قدرت یہہ ہی کہ ہم جو بوتے ہیں اور جو کاٹتے ہیں

اور گیہوں بوتے ہیں اور گیہوں کاٹتے ہیں، مگر جب، کوئي درخت دنیا میں نہ تھا تو کونسے قوانین قدرت کي پابندي سے ہمیے پھلدار درخت پائے تھ جن کا بیج اُنہی میں تھا نیچر کي پابندي جب سے ہوني چاہیئے جب سے نہ اُس قادر مطلق نے اپنے انتظام کو قدرتي قوانین کا پابند کیا، نہ اُس سے پہلے، تمیز کرو اس مقام پر خدا کے طرز کلاموں کو کہ وہ دو طرح پر بولے گئے ہیں، ایک اس طرح پر کہ ایک چیز دوسري چیز سے پیدا نہیں ہوئي بلکہ اُس نے کہا کہ ہو ہوگئي، یہہ طرز کلام صرف اُس قادر مطلق کي قدرت ہمکو بتاتا ہی اور اپنے قدرتي کاموں کو نیچر کے قوانین کي پابندي سے آزادي جتاتا ہی، دوسرے اس طرحپر کہ ایک چیز کو دوسري چیز سے بناتا ہی یہہ طرز کلام قوانین قدرت کي پابندي ہمکو سمجھاتا ہی، پس نیچر کي پابندي ہمکو جب ہي سے چاہیئے جب سے کہ اُس قادر مطلق نے اپنے کاموں کو نیچر کا پابند کیا *

اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہی کہ اگر بعد مرتب ہوجانے نظام شمسي کے اور پابند ہوجانے رات دن کے نیچر کے قوانین پر ہم اندھیرے اُجالے کے دورہ کو خلاف نیچر قرار دیں تو البتہ ہم خلاف قاعدہ نیچر کے بات کہتے ہیں، مگر جبکہ ہم اُسوقت، کي بات کہیں جونیچر کے قوانین کے مقرر ہونے سے پہلے کي ہی تو ہم پر قوانین نیچر کے توڑنے کا الزام نہیں آسکتا *

توریت مقدس

(۶) وَيُومِر الُوهِيم يِهِي رَقِيع بِتُوخ هَمَّايِم وِيهِي مَبدِيل بِين مَايِم لَمَايِم *

۶ اور کہا خدا نے ہو || پھیلاؤ درمیان پاني کے اور § ہو جدا‌کرنے والا درمیان پاني کے پاني کو -

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۶ † اولم یرالذین کفروا ان السموات والارض کانتا رتقا ففتقنهما و جعلنا من الماء کل شی حي افلا یومنون —

‡ ثم استوی الي السماء وهي دخان فقال لها وللارض ائتیا طوعا او کرها قالتا اتینا طائعین

کیا نہیں دیکھا ان منکروں نے کہ آسمان اور زمین دونوں تھے گٹھري پھر ہمنے اُنکو کھولا اور کیا ہمنے پاني سے ہر چیز کو زندہ پھر بھي یقین نہیں کرتے - پھر متوجہہ ہوا طرف آسمان کي اور وہ دھواں ہی پھر کہا اُس کو اور زمین کو آو خوشي سے یا زور سے کہا دونوں نے ہم آئے خوشي سے -

---

† سورۃ انبیاء آیت ۳۰ —

|| ایوب ۳۷ = ۱۸ — زبور ۱۳۶ — ۵ — یرمیاہ ۱۰ = ۱۲ — ۵۱ = ۱۵ =

§ (نسخہ) انگریزي مترجم نے آسمان ترجمہ کیا ہی =

‡ حم سجدہ آیت ۱۱ =

تفسیر

۶ اِس درس میں جو (رقیع) کا لفظ ہی اُس کا ترجمہ مختلف طرح سے مترجموں نے کیا ہی جنمیں عربي ترجمہ سب سے برا ہی کہ کسیطرح اُس سے عبري لفظ کي مراد حاصل نہیں ہوتي یہہ لفظ عبري کا بجنسہ عربي زبان میں بھي مستعمل ہی اور اِس کے معني † آسمان یا پہلے آسمان کے ہیں انگریزي ترجمہ اس کے بہت قریب قریب ہی ‡ بشپ ہارنصاحب کہتے ہیں کہ " یہہ لفظ ایسے مصدر سے نکلا ہی جس کے معني ہیں چاروں طرف پھیلنا اور کشادہ ہوجانا اور پتلا کرنا " بہر حال اس لفظ سے خواہ نخواہ سخت مادہ کے معني حاصل نہیں ہوتے' بلکہ جس طرح عربي میں سماء کے لفظ کا اطلاق بلندي اور وسعت اور جو پر آتا ہی اسیطرح اس عبري لفظ سے بھي وسعت اور پھیلاؤ مراد ہی' اور اسي لیئے مینے اُردو میں پھیلاؤ اُس کا ترجمہ کیا ہی *

عربي سنہ ۱۸۱۱ ع (ساد)
اُردو سنہ ۱۸۴۲ ع } (فضا)
رومن کیرکٹر سنہ ۱۸۵۵ ع }
رومن کیرکٹر سنہ ۱۸۶۰ ع }
فارسي سنہ ۱۸۲۸ ع (جو)
انگریزي رلگٹ سنہ ۱۸۳۸ ع انگریزي } (فرمنٹ)
فارسي سنہ ۱۸۳۵ ع (رقیع)

اس مقام سے ہوا کا پیدا ہونا ثابت ہوتا ہی' کسلیئے کہ نور کي حرارت نے پاني میں بخارات پیدا کیئے جسکے سبب وسعت پیدا ہوئي اور پاني پانیوں سے جدا ہوگئے' جیسے بلبلہ میں ہوا بند ہوکر پاني سے پاني جدا ہوجاتا ہی' اور بیچ میں وسعت پیدا ہو جاتي ہی *

توریت مقدس

(۷) وَیَّعس اِلُوهِیم اَیتہ ہا رَقِیع وَیَّبدِیل بِین ہَمائِم اَشَر مِتَّحَت لَرَقِیع وَبِین ہَمائِم اَشَر مِعَل لَرَقِیع وِیہِي خِین *

(۸) وَیِقرا اِلُوهِیم لَرَقِیع شَمائِیم وِیہِي عِرِب وِیہِي بُوقِر یُوم شِینِي *

۷ اور بنایا خدا نے پھیلاؤ کو اور § بدلا درمیان پاني کے جو تھا نیچے پھیلاؤ کے اور درمیان پانیکے جو تھا اوپر || پھیلاؤ کے اور ہوا ایسا ہي —
۸ اور کہا خدا نے پھیلاؤ کو آسمان اور تھي شام اور تھي صبح دن دوسرا —

---

† رقیع کاسیر السماء اوالسماء الاولی قاموس —
‡ تفسیر ڈائلي جلد اول صفحہ ۲ —
§ امثال ۸ — ۲۸ —
|| زبور ۱۴۸ — ۴ —

۷ ساتویں ورس میں جو یہہ کلام واقع ہوا ہی کہ خدا نے پھیلاؤ کو بنایا ' اور جو پانی پھیلاؤ کے اوپر تھے اور جو پانی پھیلاؤ کے نیچے تھے اُن میں فرق کیا ' اس کلام سے اکثر علماء یہودیی اور عیسائی یہہ نتیجہ سمجھتے ہیں کہ کتاب اقدس سے آسمان یا جو کے اوپر بھی پانی کا موجود ہونا ثابت ہوتا ہی ' اسلیئے اُنہوں نے آسمان پر کے پانیوں سے ابر میں کے پانی مراد لیئے ہیں ' یہہ بات تسلیم کرنی چاہیئے کہ چند جا کتاب ہاے اقدس میں آسمان پر کے پانیوں سے ابر میں کے پانی مراد لیئے گئے ہیں ' مگراس جگہہ اسطرح پر مراد لینے کی کچھہ ضرورت نہیں ہی ' کیونکہ اس مقام سے آسمان کے اوپر پانیوں کا موجود رہنا پایا نہیں جاتا *

اس مقام میں پانیوں کا پانیوں سے جدا ہونا صرف پھیلاؤ کے پیدا ہونے کے لیئے بیان ہوا گیا ہی ' یعنی جب پانی میں بسبب پیدا ہونے بخارات کے بلبلہ کی طرح وسعت پیدا ہوئی تو پانیوں سے پانی جدا ہوگئے ' مگر یہہ بات کہ اُس پھیلاؤ کے اوپر کے پانی بدستور موجود رہے کسی طرح کتاب اقدس سے پایا نہیں جاتا ' بلکہ نویں ورس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اُنہیں بخارات کے سبب اوپر کے پانی معدوم ہوگئے ' کیونکہ اُس ورس میں نیچے کے پانیوں کا بیان ہی ' اگر اوپر کے پانی موجود رہتے تو ضرور اُن کا بھی کہیں ذکر آتا *

قرآن مجید سے پایا جاتا ہی کہ آسمان و زمین سب ایک گٹھری میں بندھے ہوئے تھے ' یعنی سب اکھٹے تھے ' پھر اُنکو کھول لیا ' آسمان صرف بخارات ہیں کوئی سخت مادہ نہیں ہی ' یہہ بیان زیادہ تر آسمان کی حقیقت کو وضاحت سے ظاہر کرتا ہی ' اور بتاتا ہی کہ جو بات صدہا سال پیچھے تحقیقات علمی نے ہمکو بتائی وہ کسطرح پہلے ہی سے وحی کی زبان سے نکل چکی تھی *

۸ وہی پھیلاؤ جو پانی میں ہوا کے پیدا ہونے سے ہوا تھا اُسی کو خدا تعالی نے آسمان کہا ' اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ آسمان کوئی چیز متجسم نہیں ہی جیسا کہ اگلوں نے خیال کیا تھا ' بلکہ صرف وسعت کا جسکو ہم جو کہتے ہیں آسمان نام ہی *

اس ورس میں جو کام بیان ہوئے وہ دوسرے دن ختم ہوئے ' پانچویں ورس سے جہاں خدا نے پہلے دن کا ذکر کیا یہہ بات معلوم ہوئی تھی کہ پہلے اندھیرا تھا پھر اوجالا ہوا اور پھر اوجالا چلا گیا اور اندھیرا آیا کہ اُس کے سبب پہلے دن کا رات دن ختم ہوا ' اس ورس میں جو پھر یہہ بات کہی کہ تھی شام اور تھی صبح دوسرا دن ' اس سے ثابت ہوتا ہی کہ جسطرح پہلے دن اندھیرے اور اوجالینے دورہ کیا تھا اسیطرح اس دوسرے دن کے اندھیرے اور اوجالے نے دورہ کیا ' پہلے دن کے ختم ہونے پر جو اندھیرا آیا تھا وہ چلا گیا اور پھر اوجالا آیا اور وہ بھی چلا گیا جس کے سبب دن پورا ہوگیا ' اور اسی اندھیرے اوجالے کو خدا نے دوسرا دن کہا ' یعنی اندھیرا دوسرے دن کی رات تھی اور اوجالا دوسرے دن کا دن *

توریت مقدس

(۹) ویومر الوهیم یقاوو همائیم متحت هشمائیم ایل - مقوم
احاد وسروا ایه هیباشه ویهی خین *

(۱۰) ویقرا الوهیم لیباشه ارص ولمقوه همیم قارا یمیم
ویار الوهیم کی طوب *

(۱۱) ویومر الوهیم تدشی هاآرص دیشی عسب
مزریع زرع عص پری عسه پری لمینو آشر زرعو بو عل هاآرص
ویهی خسن *

۹ اور کہا خدا نے تھم جاویں † پانی نیچے سے آسمانوں کے بیچ جگہہ ایک کے اور دیکھائی دی خشکی اور ہوا ایساہی —

۱۰ اور کہا خدانے خشکی کو زمین اور تھواڑ پانی کو کہا سمندر اور دیکھا خدا نے کہ اچھا ہی —

۱۱ اور کہا خدا نے پھتارے ‡ زمین پھتار گھاس کے دینے والے بیج درخت پھل کے دینے والے پھل اپنی § قسم کے جنکا بیج اُنمیں ہو اوپر زمین کے اور ہوا ایساہی —

تفسیر

۹ و ۱۰ دوسرے ورس سے یہہ بات معلوم ہوئی تھی کہ زمین پانی میں تنردتر تھی اور کوئی صورت نہیں رکھتی تھی بسبب نور کی حرارت اور ہوا کی پیدایش کے اجزاے ارضیہ جو پانی میں ملے ہوئے تھے اُن میں زیادہ ترسختی آگئی تھی اب خدا نے حکم دیا کہ پانی ایک جگہہ جمع ہو جاویں اور تمام اجزاے ارضیہ مجتمع ہوکر خشکی ظاہر ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا اور خدا نے خشکی کا نام زمین اور پانیوں کے مجمع کا نام سمندر رکہا *

---

† ایوب ۲۶ — ۱۰ — ۳۸ — ۸ — زبور ۳۳ — ۷ — ۹۵ — ۵ — ۱۰۴ — ۹ — ۱۳۶ — ۶ — امثال ۸ — ۲۹ یرمیاہ ۵ — ۲۲ — نامہ پطرس ۳ — ۵ —

‡ نامہ عبریان ۶ — ۷ —

§ لوک ۶ — ۴۴ —

توریت مقدس

۱۲ وَتُوصِي هَاآرِص دیشي عِسیب زَرِیع زِرع لِمِیذِهُو وعِص عُسِه پِرِي اشر زَرعُو بُو لِمِیذِهُو ویاّر الُوهیم کي طُوب *

۱۲ اور نکالا زمین نے پھٹاز گھاس کے دینے والے بیج اپني قسم کے اور درخت لانے والے پھل کے جنکا بیج اُنمیں ہی اپنی قسم کا اور دیکھا خدا نے کہ ھی اچھا

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۱۲ § والارض مددناها والقینا فیها رواسي وانبتنا فیها من کل شي موزون وجعلنا لکم فیها معایش و من لستم له برازقین —

اور زمین کو ھمنے پھیلایا اور ڈالا ھمنے اُسپر بوجھ اور اُگائي ھمنے اُسمیں ھر چیز اندازہ کي اور بنادیں تمکو اُسمیں روزیاں اور جنکو تم نہیں روزي دیتے —

تفسیر

۱۲ زمین کے بنانے کے بعد خدا تعالی نے زمین کو حکم دیا کہ اپنے میں سے ھر قسم کي گھاس اور ساگ اور پھل دار درخت نکالے اور اُن کے بیج بھي اُنہي میں ھوں جسکے سبب آیندہ کو وہ تمام روئیدگیاں دنیا میں نیچر کے قاعدہ کے موافق پھیلتي رھیں اور انسان کي نسل اُسکي نسل سے فائدہ اُٹھاتي رھے *

توریت مقدس

۱۳ وَیهِي عِرِب وَیهِي بُوقِر یوم شلیشي *

۱۳ اور تھي شام اور تھي صبح دن تیسرا —

تفسیر

۱۳ یہہ کام تیسرے دن ختم ھوئے اور جسطرح پہلے اور دوسرے دن اندھیرے اور اوجالے نے اپنا قدرتي دورہ کیا تھا اسي طرح اس دن بھي اُس نے اپنا دورہ پورا کیا *

توریت مقدس

۱۴ وَیومِر الُوهیم یهِي مِاُروُت بِرَقیعْ هشَّمَیم لِهَبْدِیل بِین هَیوم وُبِین هَلایلَاه وَهَیوُ لِاُوتُوت وُلِموعدیم وُلیمیم وِ شَنیم *

۱۴ اور کہا خدا نے ھوں چمکدار † بیچ پھیلاؤ آسمانوں کے ‡ بدلنے کو درمیان دن کے اور درمیان رات کے اور ھوں نشانیوں کو اور عیدوں کو اور دنوں کو اور برسوں کو —

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۱۴ || هوالذي جعل الشمس ضیاء والقمر نورا و قدره منازل لتعلموا عددالسنین والحساب

وھي ھی جس نے بنایا سورج کو روشني اور چاند کو اُجالا اور ٹھہرائیں اُس کي منزلیں تاکہ پہچانو گنتي برسوں کي اور حساب —

---

§ سورۂ حجر آیت ۱۹ و ۲۰ —

|| سورۂ یونس آیت ۵ —

† استثنا ۴ — ۱۹ — زبور ۷۴ — ۱۶ — ۱۳۶ — ۷ —

‡ (ترجمہ انگریزي) تقسیم کرنے کو دن کو رات سے —

‡ وجعلنا الليل والنهار آيتين فمحونا آيت الليل وجعلنا آيت النهار مبصرة لتبتغوا فضلا من ربكم و لتعلموا عدد السنين والحساب —

* و يسئلونك عن الاهلة قل هي مواقيت للناس —

† وجعل الليل سكنا والشمس والقمر حسبانا ذلك تقدير العزيز العليم و هو الذي جعل لكم النجوم لتهتدوا بها في ظلمات البر والبحر قد فصلنا الايات لقوم يعلمون —

اور کیا ہمنے رات اور دن کو دو نشان پھر مٹایا ہمنے نشان رات کا اور کیا ہمنے نشان دن کا دیکھنے کو کہ تلاش کرو فضل اپنے پروردگار کا اور جانو گنتی برسوں کی اور حساب —

اور پوچھتے ہیں تجھسے نئے چاند کے نکلنے کو کہہ یہہ وقت ٹھیرے ہیں واسطے آدمیوں کے —

اور بنائی رات آرام اور سورج اور چاند حساب یہہ اندازہ رکھا ہے بڑے دانا نے اور اُسی نے بنادیئے تمکو تارے کہ راہ پاؤ اُن سے اندھیروں میں جنگل اور دریا کے ہمنے کھول کر بتائیں نشانیاں اُن لوگوں کو جو جانتے ہیں —

تفسیر

۱۴ اس ورس میں اور اس کے بعد کے ورسوں میں سورج اور چاند اور ستارے بنانے اور اُن کو رات دن کی حکومت پر مقرر کرنے کا اور نظام شمسی کے آراستہ ہوجانے کا ذکر ہے جس کے سبب رات اور دن کا ہونا نیچر کے قوانین کا پابند ہوگیا *

توریت مقدس

۱۵ וְהָיוּ לִמְאוֹרֹת בִּרְקִיעַ הַשָּׁמַיִם לְהָאִיר עַל־הָאָרֶץ

ویہی خین *

۱۵ اور ہوں چمکدار بیچ پھیلاؤ آسمانوں کے اوجالا پہونچانے کو اوپر زمین کے اور ہوا ایسا ہی —

---

‡ سورة بني اسرائيل آيت ۱۲ —

* سورة بقر آيت ۱۸۹ —

† سورة انعام ۹۶ و ۹۷ —

تفسیر

۱۵ چند لفظ ان ورسوں میں قابل بحث ہیں اول لفظ (مَأُورث) کا یہہ لفظ سورج اور ستاروں پر بھی بولا گیا ہے اور چاند پر بھی بولا گیا ہے بعض مترجموں نے اس کا ترجمہ روشنیاں کیا ہے اس غلطی ترجمہ کے سبب لوگوں نے یہہ اعتراض پیش کیا ہے کہ چاند بالذات روشن نہیں ہے بلکہ آفتاب کی روشنی سے چمکتا ہے پھر کیونکر خدا نے چاند کو بھی خلاف واقع کہا

انگریزی ترجمہ
انگریزی والگٹ (روشنیاں)
سنہ ۱۸۳۸ع
اُردو فارسی ترجمہ ... (نیر)
عربی سنہ ۱۱ ۱۸ع ... (انوار)

کہ آسمان میں روشنیاں بنائیں - بعض لوگوں نے اس کا یہہ جواب دیا کہ گو چاند بالذات روشن نہیں ہے مگر اس سبب سے کہ ہمکو وہ روشن دکھائی دیتا ہے اُس پر روشنی کا اطلاق کیا گیا ہے - مگر یہہ جواب ٹھیک نہیں کیونکہ در اصل عبری لفظ کے ترجمہ میں غلطی ہے عبری کا لفظ نری روشنی کے معنی نہیں دیتا بلکہ نورانی جسم کے معنی دیتا ہے جس کو عربی میں منور کہتے ہیں - پس تمام ستارے اور چاند سورج منور ہیں خواہ اُن کی نورانیت خود اُن کی ذات میں ہو خواہ دوسرے سبب سے وہ منور ہوئے ہوں *

توریت مقدس

۱۶ ویَّعَس اُلوهیم ایته شِنے هَمَأُورت هَگّدُولیم ایته هَمَا اور هَگّادول لِمم شِلیت هَیوم و ایته هَمَا اور هَقّطون لِمم شِلیت هَلَّیلاه و ایته هَکّو کَبیم *

۱۶ اور بنایا † خدا نے دو چمکداروں بڑوں کو چمکدار بڑا واسطے سرداری دن کے اور چمکدار ‡ چھوٹا واسطے سرداری رات کے اور ستاروں کو § —

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۱۶ † تبارک الذي جعل في السماء بروجا و جعل فيها سراجا و قمرا منيرا -
‡ هو الذي جعل الشمس ضياء والقمر نورا -
§ وجعل القمر فيهن نورا و جعل الشمس سراجا -

بڑی برکت ہے اُس کی جس نے بنائے آسمان میں برج اور رکھا اُس میں چراغ اور چاند اوجالا کرنے والا
وہی ہے جس نے بنایا سورج کو چمک اور چاند کو اوجالا —
اور کیا چاند اُن میں اوجالا اور رکھا سورج چراغ روشن —

---

† زبور ۱۳۶ — ۷ و ۸ و ۹ — ۱۳۸ — ۳ و ۵ (انگریزی ترجمہ) حکومت کرنے کو دن پر —
‡ زبور ۸ لغایت ۳ —
§ ایوب ۳۸ — ۷ —
† سورۂ فرقان آیت ۶۱ —
‡ سورۂ یونس آیت ۵ —
§ سورۂ نوح آیت ۱۶ —

† و جعلنا سراجا وهاجا –
‡ و لقد زینا السماء الدنیا بمصابیح –
اور بنایا ایک چراغ چمکتا —
اور ہمنے رونق دي ورلے آسمان کو چراغوں سے *

تفسیر

۱۶ اس ورس میں ہی کہ اللہ تعالی نے دو بڑي منور چیزیں بنائیں یعني چاند اور سورج' اسپر لوگوں نے یہہ اعتراض کیا کہ چاند بہ نسبت اور ستاروں کے بڑا نہیں ہی بلکہ اور بہت سے ستارے اُس سے بڑے ہیں پھر خدا نے چاند پر بڑے ہونے کا کیونکر اطلاق کیا *

§ ڈاکٹر ویلر صاحب اور بشپ پٹرک صاحب اور استیک ہوس صاحب نے یہہ جواب دیا ہی کہ " چاند کو اگرچہ وہ بلاشبہہ تاریک جسم اور بہ نسبت بہت سے سیاروں کے وہ ایک چھوٹا جسم ہی اگر بڑي روشني کہیں تو نا مناسب نہیں ہی کیونکہ زمین کے قریب ہونے کے سبب چاند بہ نسبت دیگر سیاروں کے ہمکو زیادہ روشني پہونچاتا ہی اور زیادہ فیض رساں اور کار آمدني ہی " *

مگر درحقیقت کتاب اقدس کے طرز کلام سے یہہ نہیں پایا جاتا کہ خدا نے چاند کو اور سیاروں سے بڑا بنایا ہی خصوصاً ایسي صورت میں جبکہ اسي ورس میں اُسپر چھوٹے ہونے کا بھي اطلاق کیا گیا ہی – اصل مطلب یہہ ہی کہ یہاں سے خدا تعالی کو اُن کواکب کا بیان منظور ہی جنکو رات دن پر اُسنے حکومت بخشي ہی' اسلیئے اس مقام پر فرمایا کہ دو منور چیزیں بنائیں اُن میں سے جو بڑي ہی اُسکو دن پر حکومت دي اور جو چھوٹي ہی اُسکو رات پر حکومت دي' شروع ورس میں جو دونوں پر بڑے ہونے کا اطلاق ہوا ہی وہ ایک محاورہ زبان کي بات ہی کیونکہ اکثر یہہ ہوتا ہی کہ جب دو چیزوں کا ایک ساتھہ ذکر کرتے ہیں تو دونوں کو ایک ہي حکم میں شامل کرلیتے ہیں گو وہ آپس میں کیسي ہي مختلف ہوں' جیسے مشرق اور مغرب دونوں پر تغلیباً مشرقین یا مغربین کا اطلاق ہوتا ہی پس اس طرز کلام سے چاند کا اور سیاروں سے بڑا ہونا پایا نہیں جاتا *

توریت مقدس

۱۷ وَیِّتِّن اوتَم اِلوهیم بِرقیعَ هَشَّمَائیم لِهَاایر عَل هَاآرِص

۱۷ اور رکھا اُنکو خدا نے بیچ پھلاؤ آسمانوں کے اوجالا پہونچانے کو اُوپر زمین کے —

---

† سورۃ نبا آیت ۱۳ –
‡ سورۃ ملک آیت ۵ –
§ تفسیر ڈائلي جلد ۱ صفحہ ۳ —

(۱۸) ولِمشِل بیوم ُوبلیلاه ولهبدیل بین هااور و بین ها
حوشیخ وبّار الوهیم کی طوب *

(۱۹) ویهي عرب ویهي بوقر یوم رببعي *

۱۸ اور † سرداری کے لیئے دن پر اور رات پر اور جدا کرنے کے لیئے درمیان نور کے اور درمیان اندھیرے کے اور دیکھا خدا نے کہ ہی اچھا *
۱۹ اور تھی شام اور تھی صبح دن چوتھا *

تفسیر

۱۷—۱۹ اٹھارھویں ورس سے ظاہر ہی کہ اللہ تعالی نے چاند اور ستارے اور سورج پیدا کرنے کے بعد اندھیرے اور اوجالیکا دورہ اُن سے متعلق کیا اور جو کام پہلے وہ صرف اپنی قدرت کاملہ سے کرتا تھا اب اُسنے بمقتضاء اپنی حکمت کاملہ کے اُسکو نیچر کے قوانین کا پابند کیا اسلیئے یہہ رات اور یہہ دن جسکا اس ورس میں ذکر ہی اُسی نیچر کی پابندی سے ہوا یعنی زمین کی حرکت سے جو ابہی پیدا ہوچکی ہی رات گئی اور دن آیا اور یہہ رات دن بہی معمولی دن تھا یعنی بارہ گھنٹہ کی رات اور بارہ گھنٹہ کا دن *
ان ورسوں میں کئی دفعہ خدا نے سورج اور چاند اور ستاروں کا پیدا کرنا اور اُنکا آسمان میں روشنی کے لیئے رکھنا بیان فرمایا اسکی نسبت بشپ پترک صاحب ‡ لکھتے ہیں کہ اس مضمون کو مکرر بیان کرنے سے لوگوں کے دلوں میں اسبات کا جما دینا مقصود ہی کہ گو آسمانی اجرام کیسے ہی شان دار ہیں لیکن اُنکو بہی خدا ہی نے بنایا ہی جیسے اور مخلوق کو اور اپنی ترتیب اور انتظام سے ہمکو روشنی دینے کے واسطے اُنکو مقرر کیا اسلیئے اُسیکی پرستش کرنی چاہیئے نہ اُن اجرام نورانی کی *

توریت مقدس

(۲۰) ویومِر الوهیم یشرصو همّیم شرص نِفش حیّه
وعوف یعوفِف عل هاارِص عل پنی رقیع هشّمائم *

۲۰ اور کہا خدا نے کہ بہرجاوے پانی کلبلانے والی جان جیتی کے اور § اڑنے والے اڑیں زمین || پر اوپر منہہ پہیلاؤ آسمانوں کے —

† یرمیاہ ۳۱ — ۳۵ —
‡ تفسیر ڈایلی جلد ۱ صفحہ ۳ —
§ (ترجمہ انگریزی) پرند جو اُڑے —
|| (ترجمہ انگریزی) بیچ کہلی ہوئی وسعت آسمان کے *

(۲۱) وَیِّبرا اِلُوهِیم اَیت هَتَّنِینِم هگّادُلِیم وِایت کول نِفِش هَحَیَّه هارُو مِیشِیت آشِر شارصُو هَمَّیِم لِمِینیهِم و ایت کول عُوف کَنَاف لِمِینِهُو وَیَّار اِلُوهِیم کے طُوب *

(۲۲) وَیِّبارِخ اُوتام اِلُوهِیم لِیمُر پِیرُو اُور بُو اُمِل اُو ایت هَمَّایِم بِہمَّیِم وهَا عُوف یِرِب بَاآرِص *

(۲۳) وَیہی عِرِب وَیہی بُوقِر یُوم حَمِیشِی *

۲۱ اور پیدا کیا † خدا نے مچھلیوں بڑی کو اور ہر جیتی جان والی چلنے والی کو جنکو کلبلایا تھا پانی نے اُنکی قسموں کو اور ہر پرند بازو والے کی قسموں کو اور دیکھا خدا نے کہ ہوا اچھا –

۲۲ اور برکت دی اُنکو خدا نے کہہ کر ‡ پھلو اور بڑھو اور بھرو پانیکو دریا میں اور پرند بڑھیں زمین پر –

۲۳ اور تھی شام اور تھی صبح دن پانچواں –

تفسیر

۲۰ لغایت ۲۲ ان ورسوں میں اللہ تعالی نے تمام دریائی اور پرند جانوروں کا پیدا ہونا بیان فرمایا ہی ان ورسوں میں (تنینیم) کا لفظ آیا ہی جسکے معنوں پر بحث کی گئی ہی یہہ لفظ اور جگہہ بھی کتاب اقدس میں آیا ہی وہاں اسکے § معنی اژدھے کے ہیں مگر تمام مترجموں نے اسمقام پر اس لفظ کا ترجمہ دریائی بڑے جانور یا مگر مچھہ کیا ہی ڈاکٹر ویلز صاحب کہتے ہیں کہ اس سے تمام قسموں کی بڑی مچھلیاں مراد ہیں بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ شاید اس لفظ سے وہیل مراد ہو جو سمندر کا بہت بڑا جانور ہی بلکہ یہہ اصطلاح اُن تمام دریائی جانوروں کے لیئے لی جاسکتی ہی جنکا خون گرم ہوتا ہی اور جو اپنے بچوں کو دودہ پلاتے ہیں بہر حال اس میں کچھہ شک نہیں ہوسکتا کہ یہاں اس لفظ سے دریائی بڑے جانور مراد ہیں *

۲۳ یہہ پانچواں دن جو اس ورس میں مذکور ہی یہہ بھی وہی دن ہی جو سورج کی روشنی اور زمین کی گردش سے قوانین نیچر کی پابندی سے ہوا تھا *

---

† باب ۶ – ۲۰ – ۷ – ۱۴ – ۸ – ۱۹ – زبور ۱۰۴ – ۱۶ –

‡ باب ۸ – ۱۷ –

§ خروج ۷ – ۹ و ۱۰ و ۱۲ –

توریت مقدس

(۲۴) وَیُّومِر اِلُوهِیم تُوصِي هَاآرِص نِفِش حَیَّه لِمِینَه بِهِمَه وَ رِمِس وحَیتُو اِرِص لِمِینَه وَیِهِي خِهن *

(۲۵) وَیَعَش اِلُوهِیم اِیة حَیَّه هَاآرِص لِمِینَه و اِیة هَبِّهِمَه لِمِینَه واِیه کُول رِمِش هَاَدَمَه لِمِینَهُو و یَّار اِلُوهِیم کِے طُوب *

۲۴　اور کہا خدا نے نکالے زمین جیتی جان والے اُنکي قسموں کو چوپائے اور رینگنے والے اور جانور زمین کے اُنکي قسموں کو پھر ہوا ایسا ہي —

۲۵　اور بنایا خدا نے جانوروں زمین کو اُنکي قسموں کو چوپاؤں کو اُنکي قسموں کو اور سب زمین کے چلنے والوں کو اُنکي قسموں کو اور دیکھا خدا نے کہ ہے اچھا —

تفسیر

۲۴ و ۲۵　ان ورسوں میں تمام صحرائي حیوانات کے پیدا ہونیکا جو زمین پر چلتے ہیں بیان ہوا ہے اور کوئي لفظ ان ورسوں میں ایسا نہیں ہے جس پر کچھہ بحث کي جاوے *

نوریت مقدس

(۲۶) وَیُّومِر اِلُوهِیم نَعسِه آدَم بِصَلمِنُو کَد مُو تِنُو وِیرِدُو بِدِگَت هَیَّام اُو یعُوف هَشَّمَیِم اُو بَبِهِمَه اُو بَکُول هَاآرِص اُو بَکُول هَرِمِش هَرُمِش عَال هَاآرِص *

۲۶　اور کہا خدا نے بناویں ہم † آدم کو اپني پرچھائیں سے مانند اپني شبیہ کے اور ‡ غالب ہو مچھلیوں دریا پر اور پرند آسمانوں پر اور چوپاؤں پر اور ساري زمین پر اور سب رینگنے والوں پر جو رینگتے ہیں زمین پر —

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۲۶　¶ واذقال ربک الملائکة اني جاعل في الارض خلیفه *

اور جب کہا تیرے پروردگار نے فرشتوں کو مجھے بنانا ہے زمین میں ایک نایب —

¶ سورہ بقر آیت ۳۰ —

† باب ۵ — ۱ و ۹ — ۶ — زبور ۱۰۰ — ۳ واعظ ۷ — ۲۹ اعمال ۱۷ — ۲۰ و ۲۸ و ۲۹ ۱ — نامہ کارنتھیان ۱۱ — ۷ — افیسین ۴ — ۲۴ — کلسیان ۳ — ۱۰ — یعقوب ۳ — ۹ —

‡ باب ۹ — ۲ — زبور ۸ — ۶ —

تفسیر

۲۶ (نصنع آدم) اس ورس کے یہہ الفاظ ہیں کہ خدا نے کہا یا حکم دیا کہ ہم بناویں آدم کو یہہ بات اوپر بیان ہوچکي کہ علماء یہود اور علماء مسیحي اور ہم مسلمان بالاتفاق اسبات کے قایل ہیں کہ کتاب پیدایش میں جہاں کہیں یہہ لفظ آیا ہی کہ خدا نے حکم دیا اُس سے یہہ مراد ہی کہ خدا نے چاہا پس اِس جگہہ بھي اس لفظ سے یہي مراد ہی کہ خدا نے آدم کا بنانا چاہا *

انگریزي مترجموں نے اس ورس کے شروع کا ترجمہ اسطرح پر کہا ہی " اور خدا نے کہا بنانے دو ہمیں آدمي " یہہ طرز ترجمہ ایسي ہی جیسیکہ کئي شخص ہوں وہ سب ملکر ایک کام کرنا چاہیں اور آپس میں کہیں کہ ہم کو یہہ کام کرنے دو اس طرز کلام کو سوچنے اُردو کے محاورہ کے اسطرح پر کہنا چاہیئے اور خدا نے کہا آؤ ہم بناویں آدمي کو جب انگریزي مترجموں نے اسطرح پر اسکا ترجمہ کیا جس سے انسان کے پیدا کرنے پر خدا کا مشورہ کرنا اور ملکر کام کرنا نکلتا تھا تب علماء عیسائي نے کہا کہ اس طرز کلام سے الوہیت میں جمعیت وجودوں کي پائي جاتي ہی *

ایبي فینیس صاحب نے کہا کہ خدا نے یہہ کلام صرف اپنے پیدا کیئے ہوئے بیٹے سے کہا ہی جیسیکہ تمام ایماندار یعني عیسائي یقین کرتے ہیں اور پھر یہہ بات کہي کہ آدم باپ اور بیتے اور روح قدس کے ہاتھہ سے بنا *

آرچ بشپ دیک صاحب کہتے ہیں کہ سینٹ بارنا باس کا کلام جو متقدمین حواریوں میں سے ہی یہہ ہی کہ اسلیئے خداوند (یعني حضرت مسیح علیہ السلام) ہماري جانوں کے لیئے ایذا اُتھانے پر راضي ہوئے اگرچہ وہ تمام دنیا کے مالک تھے اور جلسے خدا نے آغاز دنیا کے پیشتر یہہ کہا کہ بنانے دو ہمیں آدمي *

بشپ ولسن صاحب کہتے ہیں کہ سینٹ کریزا سستم صاحب نے اسي کلام پر آگے آنے والي فصیح باتوں میں چند کیفیتیں بطور نتیجہ کے لکھي ہیں کہ — کون تھا وہ جس سے خدا نے کہا آؤ ہم انسان کو بنائیں کون اور ہوسکتا ہی سواء اُسکے جو بڑي کونسل کا فرشتہ بڑا صلاح کار — اور بڑا قوي مطلق اور شاہزادہ امن پدر زمانہ آیندہ کا یعني پیدا کیا ہوا بیٹا خدا کا ہی اور جو اصلیت میں اپنے باپ کي برابر ہی کہ جسلئے تمام چیزوں کو پیدا کیا اُسي ہي سے یہہ کہا گیا تھا کہ بنانے دو ہمیں آدمي *

مگر جب غور کیا جاوے تو یہہ ترجمہ جو انگریزي مترجموں نے اختیار کیا ہی وہ کسي طرح عبري لفظوں سے نہیں نکلتا اس مقام پر عبري کے صرف چار لفظ ہیں ایک (ویومر) جسکا ترجمہ ہی (اور حکم کیا) اور اگر بطور حاصل مطلب ترجمہ کیا جاوے تو اُسکا ترجمہ یہہ ہی (اور کہا) دوسرا لفظ ہی (الوہیم) جس کے معني خدا کے ہیں تیسرا

لفظ ہی (نعسه) جسکے معنی ہیں بناویں یا بناویں ہم چونہا لفظ (آدم) کا ہی پس تحت لفظي ترجمہ اس کا یہہ ہوا کہ (اور حکم کیا خدا نے بناویں ہم آدم کو) تمام کتاب پیدایش میں جہاں پہلا لفظ آیا ہی اُس سے یہہ مراد لی گئی ہی نہ خدا نے چاہا اس تقدیر پر ترجمہ ان الفاظ کا یہہ ہوتا ہی کہ (اور چاہا خدا نے بناویں ہم آدم کو) پس ان عبري لفظوں سے کسي طرح یہہ بات نہیں نکلتي کہ آدم کے بنانے پر خدا نے کسي سے مشورہ کیا ہو یا خدا کے ساتھہ کسیکے ملکر آدم کو بنایا ہو خصوصاً اسصورت میں کہ اُسنے بارہا احکام کو اپنے ہي اوپر موقوف رکھا ہی یہہ کہتے ہوئے کہ میں نہ دونگا عزت احکام کي کسیکو *

باقي رہا لفظ (نعسه) کا جو صیغہ جمع متکلم کا ہی اُسکا استعمال ہر بڑا شخص اپنے لوئے کرتا ہی خدا تعالی نے انسان کي عزت اور اُس کي قدر اور اُس کا مرتبہ جتانے کو بہت سے مضامین یہاں فرمائے ہیں جیسے اُس کو اپني † صورت پر بنانا اور تمام حیوانات پر اُس کو سرداري دینا اسي طرح اپنے آپ کو بھي ایسے لفظ سے بتایا ہی جس لفظ کا استعمال اُس زمانہ کے محاورہ کے موافق جب کہ حضرت موسی کو وحي دي گئي ایک بڑے ذي اقتدار اور عظیم‌الشان بادشاہ کو زیبا تھا تاکہ اپنے تئیں انسان کا ایسا عظیم‌الشان پیدا کنندہ ظاہر کرکر زیادہ تر انسان کي عظمت اور شرافت اور دیگر مخلوقات پر جن کا پیدا ہونا ابھي بیان ہوچکا ہی ثابت کرے اس طرح کا استعمال بہت دفعہ انسان بھي اپنے پر کیا کرتے ہیں مگر کبھي کسي کو ایسے متکلم کے وجودوں کي جمعیت کا خیال بھي نہیں گذرتا چہ جائیکہ اُس واحد حقیقي کے اس طرح پر کلام کرنے سے اُس پر وجودوں کي جمعیت کا گمان گذرے جس نے بارہا بتایا کہ میں اکیلا اور نرالا ہوں میرا شریک دوسرا کوئي نہیں *

(آدم) یہاں یہہ سوال ہی کہ یہہ آدم جسکو خدا نے پیدا کیا ہی وہي آدم ہی جسکا ذکر دوسرے باب کے ساتویں ورس میں ہی یا یہہ اَور کوئي آدم تھا یہہ سوال ایسا ہی کہ لوگ اسکے جواب کو دیکھکر تعجب کرینگے اَور کچھہ دور نہیں کہ اسکو ایک نئي بات سمجھکر مجھکو بھي اسیطرح مجرم ٹھہراویں جسطرح کلیلیو کو زمین کي حرکت پر مجرم ٹھہرایا تھا مگر میں مجبور ہوں کیونکہ کتاب اقدس جس پر میں مضبوط اعتقاد رکھتا ہوں یہي ہدایت کرتي ہی کہ یہہ آدم اور تھا اور وہ آدم ہمارا باپ جسکا ذکر دوسرے باب کے ساتویں ورس میں ہی اور تھا اور معلوم نہیں کہ ان کے درمیان میں اور کتنے آدم گذر گئے اور کتني پشتیں حیوانات اور نباتات کي اس درمیان میں ہوگئیں اللہ تعالی سورہ کہف میں اپنے پیغمبر کو فرماتا ہی کہ تو کہدے کہ اگر سمندر ہووے خدا کے کلمات لکھنے کو سیاہي ہو تو سمندر نبڑ جاویگا اس سے پہلے کہ میرے خدا کے کلمات نبڑیں اور گو ویسا ہي

سورہ کہف آیت ۱۰۹
قل لوکان البحر مدادا لکلمات ربي لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربي ولو جئنا بمثله مددا

† پیدایش باب ۱ ۲۶

دوسرا سمندر اُس کی حدہ کو بھی لے آویں اور ہمارے ہاں یہہ بات ٹہر چکی ہی کہ کلمات اللہ خدا کی مخلوقات کو کہتے ہیں پس اِس آیت سے ثابت ہوتا ہی کہ خدا کی مخلوقات بے حد و عد ہی *

دیکھو اس ورس میں خدا نے اس آدم کا بنانا چاہا اور ستائیسویں ورس سے ظاہر ہی کہ اُس کو پیدا کردیا اور اُس کو اکیلا نہیں بنایا بلکہ نر و مادہ جوڑے کا جوڑا بنایا پھر اُنکو حکم دیدیا کہ زمین † کو معمور کرو اور پھلو اور بڑھو اور تمام حیوانات پر سرداری کرو اور جمیع اقسام کے ‡ نباتات کے پھل کھانے کی اُن کو اجازت ہی اور پھر ایساہی ہوگیا اور خدا نے § سب پر جو اُس نے بنایا تھا نظر کی اور دیکھا کہ بہت اچھا ہی اس سب کچھہ ہوچکنے کے بعد ‖ مقدس مورخ فرماتا ہی کہ آسمان اور زمین اور اُس کی ساری آبادی تیار ہوگئی پس اُس سے صاف ثابت ہی کہ یہہ کارخانہ جو خدا نے بنایا تھا وہ سب پورا ہوچکا تھا کوئی بات اُسمیں ہونی باقی نہیں رہی تھی *

اب غور کرو کہ دوسرے باب کے ساتویں ورس میں ہمارے باپ آدم کے بنانے کا ذکر ہی وہاں مذکور ہی کہ اب تک یعنی ہمارے باپ آدم کے پیدا ہونے تک ¶ میدان کے سب نباتات زمین پر نہ تھے اور میدان کی سب گھاس نہ اوگی تھی اور اُس پہلے آدم کے پیدا ہونے سے پہلے تمام * نباتات اوگ چکی تھی † پہلے آدم کو سب نباتات کے پھل کھانے کی اجازت دی تھی اور اس ہمارے باپ آدم کو سب درختوں کے پھل کھانے کی ‡ اجازت نہ تھی *

اُس آدم کو خدا نے جوڑا بنایا § اور اس آدم کو اکیلا بغیر جوڑے کے بناکر باغ عدن ‖ میں رکھا اور پھر اُس کی پسلی سے اُسکا جوڑا پیدا کیا *

پہلے آدم کو صرف درختوں کا ¶ پھل کھانیکی اجازت تھی حیوانات کے کھانیکی اجازت نہ تھی اور معلوم ہوتا ہی کہ دوسرے آدم * کو جانور کھانیکی اجازت تھی *

---

† پیدایش ۱—۲۸ —
‡ پیدایش ۱—۲۹ —
§ پیدایش ۱—۳۱ —
‖ پیدایش ۲—۱ —
¶ باب ۲—۵ —
* پیدایش ۱—۱۱ —
† پیدایش ۱—۲۹ —
‡ پیدایش ۲—۱۷ —
§ پیدایش باب ۱—۲۷ —
‖ پیدایش ۲—۱۸ و ۲۲ —
¶ پیدایش ۱—۲۹ —
* پیدایش ۲—۷ و ۳ —

اگلے زمانہ کے † پرندے اور چرندے سب درختوں کی پتی کہاتے تھے حالانکہ ہمارے زمانہ کے پرندے اور درندے درختوں کی پتی نہیں کہاتے *

دیکھو خدا تعالی اُس پہلے آدم کے بنانے کو اور جو کچھہ سامان اُسکو دیا تہا اُسکے بیان کو دوسرے باب کے تیسرے ورس پر بالکل پورا کرتا ہی اور پھر پانچویں ورس سے از سرنو ہمارے باپ آدم کے پیدا کرنے کا ذکر کرتا ہی پس صاف ظاہر ہی کہ وہ جدا مخلوقات اسی زمین پر اور اسی آسمان کے تلے تھی اور یہہ جدا مخلوقات اسی زمین پر اور اسی آسمان کے تلے ہی اور نہیں معلوم اور کتنی پشتیں مخلوقات کی اسی زمین پر اور اسی آسمان کے تلے گذر گئیں اور گذرتی جاویں گی *

اب کہاں ہیں وہ خود پسند فلاسفر اور کہاں ہیں وہ جیالوجسٹ جو چند حیوانوں کی پرانی ہڈیاں پاکو کتاب مقدس پر حملہ کرتے ہیں اور یہہ نہیں جانتے کہ خود کتاب مقدس ہمکو ہدایت کرتی ہی کہ اس زمین پر ہمارے باپ آدم سے پیشتر بہت سی پشتیں گذر چکی ہیں اُن لوگوں نے تو ابہی اُنتیس ہی قسم کی حیوانی اور نباتی پیدایشیں پائیں ہیں جو ایک دوسرے سے بسبب واقعات اخیر کے علاحدہ ہوگئی ہیں اور اُتنے ہی پر کتاب اقدس پر حملہ کرنے کو طیار ہوگئے ہیں اگر وہ لوگ اُنتیس کی جگہہ اُنتیس ہزار اُنتیس لاکھہ پاویں تب بہی کتاب مقدس اپنی جگہہ صحیح اور سچی ہی گو اُس کے معنی سمجھنے میں ہم نے اپنی کم زور عقل کے سبب کیسی ہی غلطی کی ہو *

(اپنی پرچھائیں سے مانند اپنی شکل کے) (صلم) کا لفظ جو اس ورس میں آیا ہی اُس کا ترجمہ سب مترجموں نے صورت کیا ہی اس کے معنی صورت کے بہی آئے ہیں مگر اصلی معنی اس کے سایہ کے ‡ ہیں جسکو پرچھائیں کہتے ہیں اس ورس میں دوسرا لفظ (دموت) کا آیا ہی جس کے معنی بہی شکل اور صورت کے ہیں اسلیئے پہلے لفظ کے وہ معنی لینے چاہیئیں جو اُسکے اصلی معنی ہیں *

دوسرا لفظ (دموت) کا جو اس ورس میں آیا ہی اُس پر کاف تشبیہ کا بہی ہی جسکا ترجمہ سب مترجموں نے چھوڑ دیا ہی حالانکہ وہ حرف ایک بڑے عمدہ مطلب کی طرف اشارہ کرتا ہی *

اب سمجہنا چاہیئے کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ ہم بناویں آدم کو اپنے سایہ سے مانند اپنی شکل کے اس طرز کلام سے صاف جانا جاتا ہی کہ اس سے یہہ مراد نہیں ہی کہ یہہ قد و قامت ہاتھہ پاؤں آنکھہ ناک کان جو انسان کے ہیں ایسی ہی خدا کی صورت ہی بلکہ انسان خدا کے سایہ سے بنا ہی اور اُس کے مشابہ بنا ہی یعنی جو صفتیں خدا میں

---

† پیدایش ۱ — ۳۰ *

‡ زبور ۳۹ — ۷ —

هيں اُنهي كا پوچهانوا اس ميں هى اور اُس كے مشابه صفتيں اس ميں بهي هيں جيسے علم اور رحيمي اور ربوبيت اور ايجاد اور عدالت اور قدرت وغيره *

الله تعالى نے انسان كو دنيا كي تمام مخلوقات پر سرداري دي هى يهه منصب انسان كا انسان سے چهينا نهيں گيا جيسا كه يهودي اعتقاد كرتے هيں بلكه هر انسان ميں موجود هى مگر خود هم اپني اصليت كو بهول گئے هيں اور جس چيز كے ليئے هم بنے هيں وه چيز همنے چهوڑ دي هى اگر هم خود اپنے منصب كے لايق بنيں تو هم وهي هيں جو هيں *

تورىت مقدس

۲۷ וַיִּבְרָא אֱלֹהִים אֶת־הָאָדָם בְּצַלְמוֹ בְּצֶלֶם ... בָּרָא אֹתוֹ זָכָר וּנְקֵבָה בָּרָא אֹתָם *

۲۷ اور پيدا كيا خدا نے آدم كو اپني پرچهائيں سے || خدا كے سايه سے پيدا كيا اُسكو نر ... ماده § پيدا كيا اُنكو *

مطابقت قران مجيد اور حديث سے

۲۷ † لقد خلقنا الانسان في احسن تقويم * و صوركم فاحسن صوركم

‡ عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم خلق الله آدم على صورته (و في رواية على صورة الرحمن)

همنے بنايا آدمي خوب سے خوب اندازه پر اور تمكو صورت بنائي پهر اچهي بنائي صورتيں تمهاري

ابو هريره نے كها كه فرمايا رسول خدا صلى الله عليه و سلم نے پيدا كيا الله نے آدم كو اپني صورت پر اور ايك روايت ميں هى كه اوپر صورت رحمن كے

تفسير

۲۷ (پيدا كيا اُنكو نر و ماده) يعني اِس انسان كو جسكا ذكر ان درسوں ميں هى ساتهه كے ساتهه جوڑيكا جوڑا پيدا كيا برخلاف اُس انسان كے جسكا ذكر آگے آتا هى كيونكه اُسكو اول صرف اكيلا پيدا كيا تها اُس كے بعد اُسكي پسلي سے اُسكا جوڑا بنايا هى *

---

† سورة تين آيت ۴ *
* سورة مومن آيت ۶۴ *
|| ۱ كارنتهيان ۱۱ — ۷ *
‡ مشكواة كتاب الاداب باب السلام *
§ پيدايش ۵ — ۲ — پهلا ني ۲ — ۱۵ — متى ۱۹ — ۴ — مارك ۱۰ — ۶ *

توریت مقدس

(۲۸) ویبارخ اوتم الوهیم ویومر لهم الوهیم پرو اوربو
اومل او ایة ها ارص وخبشوها اردو بدگات هیم او بعوف
هشمائیم ا بخول حیة هارومیسیة عل ها ارص *

(۲۹) ویومر الوهیم هنه نتتی لخم ایة خول عسب
زرع زرع اشر عل پنی خول ها ارص و ایة خول هعص
اشربو فری عص رع زرع لخم یهیه لاخلاه *

(۳۰) اول خول حیت ها ارص اول خول عوف
هشمائم اول خول رمس عل ها ارص اشر بو نفش حیه
ایة کول یرق عسب لاخلاه ویهی خین *

۲۸ اور برکت دي اُنکو خدا نے اور کہا اُنکو خدا نے † پھلو اور
بڑھو اور بھرو زمین کو اور لو اسکو اور غالب ہو مچھلیوں دریا پر اور
پرند آسمانوں پر اور سب جانوروں پر جو چلنے والے ہیں زمین پر —

۲۹ اور کہا خدا نے خبردار میں نے دي تمکو تمھارے لیئے سب
گھاس دینے والي بیج کي جو اُوپر منہہ تمام زمین کے ہی اور سب
درخت جنکے ساتھہ ہی پھل درخت دینے والے بیج کا ‡ تمھارے لیئے
ہو کھانیکو —

۳۰ اور واسطے § سب جانوروں زمین کے اور واسطے سب || پرند
آسمانوں کے اور واسطے تمام رینگنے والوں زمین پر کے جنکے ساتھہ جیتي
جان ہی سب پتے گھاس کے کھانیکو اور ہوا ایسا ہي —

† پیدایش ۹ — ۱ و ۷ — احبار ۲۶ — ۹ — زبور ۱۲۷ — ۳ — ۱۲۸ — ۳ و ۴ —
‡ پیدایش ۹ — ۳ — ایوب ۳۶ — ۳۱ — زبور ۱۰۴ — ۱۴ ۱۵ — ۱۳۶ — ۲۵ — ۱۴۶ —
۷ — اعمال ۱۴ — ۱۷ —
§ زبور ۱۴۵ — ۱۵ و ۱۶ — ۱۴۷ — ۹ —
|| ایوب ۳۸ — ۴۱ —

توریت مقدس

(۳۱) וַיַּרְא אֱלֹהִים אֶת־כָּל־אֲשֶׁר עָשָׂה וְהִנֵּה־טוֹב מְאֹד וַיְהִי־עֶרֶב וַיְהִי־בֹקֶר יוֹם הַשִּׁשִּׁי *

۳۱ اور دیکھا † خدا نے سب جو اُسنے بنایا اور جانا کہ وہ اچھے ہیں بہت اور تھی شام اور تھی صبح دن چھٹا ــ

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۳۱ ‡ ان ربکم اللہ الذي خلق السموات والارض في ستة ایام *

§ اللہ الذي خلق السموات والارض وما بینهما في ستة ایام *

|| الذي خلق سبع سموات طباقا ما تری في خلق الرحمن من تفوت فارجع البصر هل تری من فطور ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئا و هو حسیر *

تمہارا پروردگار اللہ ہی جسنے بنائے آسمان اور زمین چھہ دن میں ــ

اللہ ہی جسنے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور جو اُن کے بیچ میں ہی چھہ دن میں ــ

جسنے بنائے سات آسمان درجہ بدرجہ کیا دیکھتا ہی بنائے رحمن میں کچھہ فرق پھر دوہراکر نگاہ کر کہیں دیکھتا ہی کچھہ خرابي پھر دوہراکر نگاہ کر دو دو بار اولٹي آوے تیرے پاس تیري نگاہ رد ہوکر تھک کر ــ

۲۸ لغایت ۳۱ اور اللہ تعالی نے انسان کے اُس جوڑیکو برکت دي کہ زمین پر پھیلیں اور بڑھیں اور سب کچھہ اُنکے کھانیکو دے دیا اور جو کچھہ اُسنے بنایا تھا اُسکو دیکھا کہ اچھا ہی اور یہہ چھٹا دن تھا *

علماء مسیحي نے یہہ خیال کیا ہی کہ عمر کتاب مقدس کي رو سے دنیا کي پیدایش صرف چار ہزار چار برس پیشتر سنہ حضرت مسیح علیہ السلام کے ہوئي ہی جسکے بموجب آج تک دنیا کي عمر صرف ۵۸۷۶ برسکي ہوتي ہی مگر اِس خیال پر اُنکو سخت سخت مشکلیں درپیش آئیں کیونکہ زمانہ حال میں جو تحقیقات حالات زمین اور تجربہ اشیاء موجود کے علم نے ترقي پکڑی اُسکي بہت سي دلیلوں سے جنکو مشاہدہ کہنا چاہیئے ثابت ہو گیا کہ زمین اِس زمانہ سے بہت پہلے کي بني ہوئي ہی اور اُسپر متعدد پشتیں حیواني

‡ سورۃ اعراف آیت ۵۴ ــ سورۃ یونس آیت ۳ ــ سورۃ ہود آیت ۷ ــ

† زبور ۱۰۴ ــ ۲۴ اتمودي ۴ ــ ۴ ــ

§ سورۃ سجدہ آیت ۴ ــ

|| سورۃ ملک آیت ۳ و ۴ ــ

و نہاناتي گذر چکي هيں اور يہہ کہ روشني بہت پہلے سے تهي بہ نسبت اُسکے جب سے کہ اُسکا پيدا هونا خيال کيا گيا هى *

ان مشکلوں کے حل کرنيکے ليئے اور کتاب اقدس کو ان اعتراضات سے محفوظ رکھنے کے ليئے علماء عيسائي نے بہت سي کوششيں کيں معضوں نے کہا کہ آفتاب پہلے هي دن يا اُس سے بهي پہلے بنايا گيا تها اور چوتهے روز صرف اُسکو دن کي حکومت پر مقرر کيا گيا تها معضوں نے چهہ دن کے کاموںکو چهہ زمانے قرار ديا هى اور ساتويں دن سبت کو وهي معمولي دن مگر جو طرز اور منشاء کتاب اقدس کا هى جب اُسپر غور کي جاتي هى تو صاف پايا جاتا هى کہ اسطرح کي باتيں بيان کرني خواه نخواه کتاب اقدس کو اپني مرضي کے موافق زبردستي سے کهينچنا هى حالانکہ کتاب اقدس ابهي جيسي سچي هى اور بالکليہ تحقيقات علمي کے مطابق هى جيسا کہ ميں نے اوپر بيان کيا هى اور کسيطرح کتاب اقدس ميں اس قسم کے تکلفات کي حاجت نهيں *

ز عشق نا تمام ما جمال يار مستغنى است

بہ آب و رنگ خال و خط چہ حاجت روے زيبا را

دوسرا باب

۱ پہلا سبت ہوا ۴ خلقت کی وضع کا بیان ۸ عدن میں ایک باغ کا لگایا جانا ۱۰ اُسکی نہروں کا بیان ۱۷ نیک و بد کی پہچان کے درخت سے کھانے کا منع ہونا ۱۹ و ۲۰ سب جانوروں کے نام رکھے جانے ۲۱ عورت کی پیدایش اور شادی کے دستور کے جاری کرنے کا بیان —

توریت مقدس

(۱) وَیְכֻלּוּ הַשָּׁמַיִם וְהָאָרֶץ וְכָל־צְבָאָם ‏*

(۲) וַיְכַל אֱלֹהִים בַּיּוֹם הַשְּׁבִיעִי מְלַאכְתּוֹ אֲשֶׁר עָשָׂה וַיִּשְׁבֹּת בַּיּוֹם הַשְּׁבִיעִי מִכָּל־מְלַאכְתּוֹ אֲשֶׁר עָשָׂה ‏*

(۳) וַיְבָרֶךְ אֱלֹהִים אֶת־יוֹם הַשְּׁבִיעִי וַיְקַדֵּשׁ אֹתוֹ כִּי בוֹ שָׁבַת מִכָּל־מְלַאכְתּוֹ אֲשֶׁר־בָּרָא אֱלֹהִים לַעֲשׂוֹת ‏*

۱ اور بن چکے آسمان اور زمین اور سب لشکر ‡‡

۲ † ‖ اور خالی ہوا خدا دن ساتویں میں اپنے کام سے جسکو بنایا اور آرام کیا دن ساتویں میں ہر اپنے کام سے جسکو بنایا —

۳ اور برکت § دی خدا نے دن ساتویں کو اور ستھرا کیا اُسکو کیونکہ اُسمیں آرام کیا ہر اپنے کام سے جسکو پیدا کیا خدا نے بنانیکو —

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۱ و ۲ ‡ ان ربکم الله الذي خلق السموات والارض في ستة ايام ثم استوى على العرش يدبر الامر ما من شفيع الا من بعد اذنه ذالكم الله ربكم فاعبدوه افلا تذكرون *

۳ ‡ هذا يومهم الذي فرض عليهم يعني يوم الجمعة فاختلفوا فيه فهدانا الله له والناس لنا فيه تبع اليهود غدا والنصاري بعد غد *

بے شک تمہارا پروردگار خدا ہی جسنے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں پھر ٹھہرا عرش پر تدبیر کرتا کام کی نہیں ہی کوئی سفارش کرنے والا مگر اُسکی اجازت کے بعد وہ ہی الله پروردگار تمہارا پھر اُسیکو پوجو کیا تم دھیان نہیں کرتے —

یہہ دن ہی اہل کتاب کا جو مقرر کیا اللہ نے اُنپر یعنی دن جمعہ کا پھر اختلاف کیا اُنہوں نے اُسمیں پھر بتادیا ہمکو اللہ نے وہ دن اور آدمی یعنی اہل کتاب اُسمیں ہمارے پیچھے ہیں یہود ایک دن پیچھے اور عیسائی دو دن پیچھے -

---

‡ سورة یونس آیت ۳ —

† چھٹے روز خدا نے ختم کیا اپنے کام کو جس کو وہ کرچکا تھا اور اُس نے آرام لیا ساتویں دن تمام اپنے کام سے جو اُس نے پورا کرلیا تھا — سپٹو ایجنٹ —

‡‡ زبور ۳۳ — ۶ —

† ‖ خروج باب ۲۰ — ۱۱ — ۳۱ — ۱۷ — استثنا باب ۵ — ۱۴ — نامہ عبرانیان باب ۴ — ۴ —

‡ مشکواة باب الجمعہ —

§ نحمیا باب ۹ — ۱۴ — اشعیاہ باب ۵۸ — ۱۳ —

توریت مقدس

(۴) ئلّه تولدوت هشّمیم وهاآرص بهبّارآم
بیوم عشوت یهوه الوهیم ارص وشمیم *

(۵) وکل سیح هسّاده طرم یهیه بارص وکل
عسب هسّاده طرم یصماح کي لو همطیر یهوه
الوهیم عل ها آرص و آدم آین لعبد ایة ها آدماه *

(۶) و اد یعله من ها آرص و هشقه ایة کل پني
ها آدمه *

۴ یہہ † ہی جنم پتري آسمانوں اور زمین کا جبکہ پیدا کیا
بیچ دن بنانے خداے معبود کے زمین اور آسمانوں کو —

۵ اور سب درخت ‡ جنگل کے ابتک نہیں تھے زمین میں
اور سب گھانس جنگل کي اب تک نہیں اوگي تھي کیونکہ نہیں
برسایا § تھا خداے معبود نے اوپر زمین کے اور آدم نہیں تھا واسطے
کمانے || زمین کے —

۶ اور کہر چڑھتي تھي زمین سے اور تر کرتي تھي تمام منہہ
زمین کو —

توریت مقدس	مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے
(۷) و ییصر یهوه الوهیم ایة ها آدم عفر من ها آدمه و یپح باپاو نشمت حییم و یهي ها آدم لنفش حیه *	(۷) ¶ ان الله خلق آدم من قبضة قبضها من جمیع الارض *
۷ اور بنایا خداے معبود نے آدم کو * متي زمین سے اور پھونکي † اسکي ناک ‡ میں دم زندگي کي پھر ہوگیا آدم § جیتي جان —	الله نے پیدا کیا آدم کو خاک کي مٹھي سے جو لي تھي تمام زمین سے —

---

† پیدایش ۱ — ۱ – زبور ۹۰ — ۱ و ۲ —　‡ پیدایش ۱ — ۱۲ — زبور ۱۴۴ — ۱۴ —
§ ایوب ۳۸ — ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ —　|| پیدایش ۳ — ۲۳ —
¶ مشکواة باب بدءالخلق —
* پیدایش ۳ — ۱۹ و ۲۳ — زبور ۱۰۳ — ۱۴ — واعظ ۱۲ — ۷ — اشعیاہ ۶۴ — ۸ —
۱ نامہ کرنتھیوں ۱۵ — ۴۷ —　† ایوب ۳۳ — ۴ — اعمال ۱۷ — ۲۵ —
‡ پیدایش ۷ — ۲۲ — اشعیاہ ۲ — ۲۲ —　§ ۱ نامہ کرنتھیوں ۱۵ — ۴۵ —

† اذ قال ربک للملٰئکة اني خالق بشرا من طين فاذا سويته و نفخت فيه من روحي فقعوا له سجدين —

‡ اذ قال ربک للملٰئکة اني خالق بشرا من صلصال من حماء مسنون فاذا سويته و نفخت فيه من روحي فقعوا له سجدين —

§ خلقته بيدي و نفخت فيه من روحي —

جب کہا تیرے پروردگار نے فرشتوں کو میں بنا تا ھوں ایک آدمي مٹي سے پھر جب ٹھیک بنا چکوں اور پھونکوں اُسمیں اپني روح پھر گر پڑو اُسکے اپنے سجدہ کرتے —

جب کہا تیرے پروردگار نے فرشتوں کو میں بناونگا ایک آدمي مٹي کرندھي ھوئي سے پھر جب ٹھیک بنا چکوں اُسکو اور پھونکوں اُسمیں اپني روح گرپڑو پر واسطے اُسکے سجدہ کرتے —

بنایا میں نے اُسکو اپنے ھاتھہ سے اور پھونکي میں نے اُس میں اپني روح —

(۸) وَيِطَّع يہوہ الُوہیِم گن بعدن مقدم ويسم شم ايت هادم اشر يصر *

۸ اور لگایا ¶ خداے معبود نے باغ عدن * میں پہلے سے † اور رکھا ‡ وھاں آدم کو جسے بنایا تھا —

(۸) || قال ابوالقاسم البلخي و ابومسلم الاصفهاني هذه الجنة في الارض و حمل الاهباط على الانتقال من بقعة الى بقعة كما في قوله تعالى اهبطوا مصرا *

کہا ابوالقاسم بلخ کے رھنے والے نے اور ابو مسلم اصفہان کے رھنے والے نے کہ یہہ باغ زمین میں ھی اور الله تعالی نے جو اُتارنے کا لفظ کہا ھی اُسکے معني ایک جگہہ سے دوسري جگہہ جانے کے ھیں جیساکہ دوسري جگہہ الله تعالی نے فرمایا ھی کہ اُترو شہر میں —

---

† سورہ ص آیت ۷۱ و ۷۲ —
‡ سورہ حجر آیت ۲۸ و ۲۹ —
§ مشکواۃ باب بدءالخلق —
|| تفسیر کبیر سورہ بقر آیت ۳۵ —
¶ پیدایش ۱۳ — ۱۰ — اشعیاہ ۵۱ — ۳ — حزقیل ۲۸ — ۱۳ — یوئیل ۲ — ۳ —
* پیدایش ۳ — ۲۴ —
† پیدایش ۴ — ۱۶ — ۲ — سلاطین ۱۹ — ۱۲ — حزقیل ۲۷ — ۲۳ —
‡ پیدایش ۲ — ۱۵ —

توریت مقدس

(۹) وَیَصمح یہوہ اَلوہیم مِن ہادامہ کُل عص نِحمد لمرئہ وطوب لماخل وعص ہحییم بتوخ ہگن وعص ہدعت طوب ورع *

(۱۰) ونہر یصی معدن لہشقوت اِت ہگن ومشم یفرد وہایہ لاربعہ راشیم *

۹ اور اُگایا خداے معبود نے زمین سے ہر § درخت اچھا دیکھنے میں اور ستھرا کھانے میں اور درخت || زندگی کا بیچ میں باغ کے اور درخت ¶ پہچان بھلائی اور برائی کا —

۱۰ اور نہر نکلی عدن سے واسطے سینچنے باغ کے اور وہیں سے الگ ہوئی اور ہوی چار دھاریں —

† و قال المعتزلة (وهم من المسلمين) انها بستان كان بارض فلسطين او بين فارس و كرمان خلقه الله تعالى امتحانا لادم *

اور کہا معتزلیوں نے جو ایک فرقہ مسلمانوں میں کا ہے کہ وہ جنت ایک باغ تھا فلسطین کے ملک میں یا درمیان فارس اور کرمان کے اُس کو بنایا تھا اللہ تعالی نے آدم کے آزمانے کو —

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

(۹) ‡ قال القاضي ان سدرة المنتهى (اے شجر علم الخير والشر) في الارض سميت بها لان علم الملئكة ينتهي اليها *

(۱۰) * ورفعت الى سدرة المنتهى — في اصلها اربعة انهار نهران باطنان و نهران ظاهران وسئلت جبريل فقال اما الباطنان ففي الجنة و اما الظاهران فالفرات والنيل *

کہا قاضی عیاض نے کہ سدرۃ المنتہی یعنی درخت پہچان بھلائی برائی کا زمین میں ہے اُس درخت کا سدرۃ المنتہی اسلیئے نام ہوا ہے کہ فرشتوں کا علم وہیں تک رہ جاتا ہے —

رسول خدا نے فرمایا کہ مجھکو سدرۃ المنتہی دکھایا گیا اُس کی جڑ میں (یعنی جہاں وہ ہے) چار نہریں ہیں دو نہریں چھوٹی ہیں اور دو نہریں بڑی ہیں اور پوچھا میں نے جبرائیل سے پھر کہا اُنہوں نے کہ چھوٹی نہریں باغ میں ہیں اور بڑی نہریں ہیں فرات اور نیل —

---

† بیضاوی سورۃ بقر آیت ۳۵ —

‡ مرقاۃ —

§ حزقیل ۳۱ — ۸ —

|| پیدایش ۳ — ۲۲ — امثال ۳ — ۱۸ — ۱۱ — ۳۰ — مشاهده ۲ — ۷ — ۲۲ — ۲ و ۱۴ —

¶ پیدایش ۲ — ۱۷ —

* بخاري في حديث المعراج —

توریت مقدس

(۱۱) شم هَاَحَد فیشُون هُو هَسُّوبِب ایة کُول
اِرِص هَحَوِیلَه اَشِر شَم هَزّاهَب *

(۱۲) او زَهَب هَا آرِص هَهُوطوب شَم هَبِّدُلَح
وِاِبِن هَشُّهَم *

(۱۳) وَشِم هَنَّهَر هَشِّینی گیحُون هُو هَسُّوبِب
ایة کُول اِرِص کُوش *

(۱۴) وِشِم هَنَّهَر هَشِّلِیشی حِدَّقِل هُو هَهُولِخ
قِدمَت اَشُّور وِهَنَّهَر هَرِبیعِي هُو فِرات *

(۱۵) وَیِّقَح یِهوَه اِلُوهِیم ایة هَاادَم وَیَّنِّحِیهُو
بِگَن عِدِن لِعبِدَه اُولِشَمرَه *

۱۱ نام پہلي کا فیشون هی † وه پهونچتي هی تمام ‡ زمین حویلہ کو جس جگهہ هی سونا *
۱۲ اور سونا اُس زمین کا اچھا هی جہاں § هی || موتي اور پتهر جواهرات کے —
۱۳ اور نام نهر دوسري کا جیحون هی وه پهونچتي هی تمام زمین ¶ کوش * کو —
۱۴ اور نام نهر تیسري کا دجلہ هی ‡‡ وه جاتي هی آگے § اشور کے || اور نهر چوتهي وه فرات هی —
۱۵ اور لیا خداے معبود نے آدم کو اور رکها اُسے ¶ باغ عدن میں اُس کي سیوا کو اور اُس کي باغباني کو —

---

† في ترجمه سنه ۱۸۱۱ ع نیل —
‡ پیدایش ۲۵ — ۱۸ —
§ اعداد ۱۱ — ۷ —
|| في ترجمه سنه ۱۸۱۱ ع الماس —
¶ في ترجمه سنه ۱۸۱۱ ع بلاد الحبشه —
* (انگریزي ترجمه) اتهیوپیا —
‡ دانیال ۱۰ — ۴ —
‡ دجله —
§ (انگریزي ترجمه) طرف مشرق —
|| في ترجمه سنه ۱۸۱۱ ع موصل —
¶ پیدایش ۲ — ۸ —

کُول عوف هشّمَیم وپیّابي ال هاآدم لِراوت مه یّقرا لُو و کُول اشِر یِقرا لُو هاآدم نِفِش حَیّه هُو شمو *

(۲۰) ویِقرا هاآدم شموت لِکُول هبّهمه و لعوف هشّمیم و لِکُول حیّت هسّادِه اُول آدم لُو مّصا عزر کّنِگدو *

لایا ‡ پاس آدم کے دیکھنے کو کیا کہتا ھی اُس کو اور جو کچھ کہے اُس کو آدم جیتي جان والے کو وہ ھو اُس کا نام —

۲۰ اور کہا آدم نے نام ھر ایک چوپایہ کے لیئے اور پرند آسمانوں کے لیئے اور ھر جانور جنگل کے لیئے اور آدم نے نہ پایا مدد گار اپني مانند —

(۲۱) وَیّپل یہوه الوهیم تردمه عل هادم ویِیشن و یقح احت مصّلعتاو و یِسگر بسر تحتنه *

۲۱ اور اُتاري خداے معبود نے نیند § اوپر آدم کے پھر وہ سوگیا اور لي ایک اُس کي پسلیوں میں سے اور جوڑ دیا گوشت اُس کے نیچے —

صدقون قالوا سبحنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم قال یا آدم انبئهم باسمائهم فلما انبئهم باسمائهم قال الم اقل لکم اني اعلم غیب السموات والارض و اعلم ما تبدون و ما کنتم تکتمون *

سچے ہوئي تو سب سے نرالا ھی ھم جانتے نہیں مگر جو تونے ھمکو سکھایا بے شک تو ھي ھی جاننے والا اور پائیکار کہا اے آدم بتادے اُنکو نام اُنکے پھر جب اُس نے بتا دیئے نام اُن کے کہا میں نے نہ کہا تھا تمکو مجھکو معلوم ھیں پردے آسمان اور زمین کے اور معلوم ھی جو تم ظاھر کرو اور جو چھپاتے ھو —

۲۱ و ۲۲ و ۲۳ † ذکر السدي عن ابن مسعود و ابن عباس و ناس من الصحابه ان الله لما اسکن آدم الجنه فبقي فیها وحده و ما کان معه من یستانس به فالقي الله تعالی علیه النوم ثم اخذ من اضلاعه من شقه الایسر

روایت کي سدي نے ابن مسعود اور ابن عباس اور بہت سے صحابیوں سے کہ اللہ تعالی نے جب رکھا آدم کو باغ میں تو وہ گیا وہ اُس میں اکیلا اور نہیں تھا اُس کے ساتھہ کوئي جس سے دل لگے پھر ڈالي اللہ تعالی نے آدم پر نیند پھر لي اُس کي پسلیوں میں سے بائیں طرف سے —

‡ زبور ۸ — ۶ — پیدایش ۱ — ۲۰ —

§ پیدایش ۱۵ — ۱۲ — ۱ سموئیل ۲۶ — ۱۲ —

† تفسیر کبیر سورۃ بقر آیت ۳۵ —

(۲۲) وَیِبِن یَہوٗہ اِلوٗھیم اِیت
ھَصِّلَع اَشِر لَقَح مِن ھَاآدَم لِاِشَّہ وَیِبِاِیہَ
اِل ھَاآدَم ٭

(۲۳) وَیُّوٗمِر ھَاآدَم زوٗت ھَپَّعَم عِصِم
مِعَصَمَی اوٗ بَاسَر مِبِّسَرِی لِزوٗت یِقَّرِی
اِشَّہ کِی مِاِیش لُقَحَہ زوٗت ٭

۲۲ اور بنایا خداے معبود نے پسلي کو جو
لي تھي آدم سے عورت اور لایا ‡ اُس کو پاس
آدم کے —

۲۳ اور کہا آدم نے یہہ ھی اب ھڈّي § میري
ھڈّي میں سے اور گوشت میرے گوشت میں
سے اس لیئے کہي جاوے ناري کیونکہ نر سے لي گئي
|| ھی یہہ —

و وضع مکانہ لحما و خلق حوا منہا فلما استیقظہ وجد عند رأسہ امراۃ قاعدۃ فسالہا من انت قالت امراۃ قال و لم خلقت قالت لتسکن الي فقالت الملئکۃ ما اسمہا قال حوا قالوا لم سمیت حوا قال لانہا خلقت من شی حی ٭

† قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم استوصوا بالنساء خیرا فان المراۃ خلقت من ضلع ٭

اور رکھا اُس کي جگہہ گوشت اور پیدا کیا حوا کو اُس سے پھر جب آدم جاگا پائي اپنے سرھانے عورت بیٹھي ھوئي پھر پوچھا اُس سے تو کون ھی اُس نے کہا میں عورت ھوں آدم نے کہا تو کیوں پیدا کي گئي ھی بولي تاکہ رھے تو میرے ساتھہ پھر فرشتوں نے پوچھا اس کا کیا نام ھی آدم نے کہا حوا انھوں نے کہا کس لیئے تونے نام رکھا حوا کہا اس لیئے کہ وہ پیدا ھوئي ھی جیتي چیز سے —

فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کرو تم عورتوں کو بھلائي کي کیونکہ عورت پیدا ھوئي ھی پسلي سے —

توریت مقدس

(۲۴) عَل کِن یَعزَب اِیش اِیت اَبِیو وَاِیت
اِمّو وَدَبَق بِاِشتُّو وَھَیُو لِبَسَر اِحَد ٭

۲۴ اسي ¶ سبب سے چھوڑیگا مرد اپنے باپ کو اور اپني ما کو
اور ملیگا اپنی عورت سے اور ھوگا گوشت ایک —

---

† بخاري کتاب الانبیاء باب خلق ادم —
‡ امثال ۱۸ — ۲۲ نامہ عبرانیان ۱۳ — ۴ —
§ پیدایش ۲۹ — ۱۴ قضاۃ ۹ — ۲ — ۲ سموئیل ۵ — ۱ — ۱۹ — ۱۳ نامہ بنام افسیاں ۵ — ۳۰ —
|| پہلا نامہ کرنتھیان ۱۱ — ۸ —
¶ پیدایش ۳۱ — ۱۵ — زبور ۴۵ — ۱۰ — متی ۱۹ — ۵ — مارک ۱۰ — ۷ — ۱ نامہ کرنتھیان ۷ — ۱۶ — نامہ افسیان ۵ — ۳۱ —

توریت مقدس	مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے
(۲۵) وَيِّهْيُو شْنِيهِم عَرُومِّيم هَاآدَم وَاشْتُّو وِلُو يِتْبُشَشُو *	۲۵ † ان لک الاتجوع فیها ولا تعری و انک لا تظمؤ فیها ولا تضحی *
۲۵ اور ‡ تھے وہ دونوں ننگے آدم اور اُسکی عورت اور نہ شرماتے § تھے *	تجھکو یہہ ملا ہی کہ نہ بھوکا ہو تو اُس میں نہ ننگا اور یہہ کہ نہ پیاس لگے تجھکو اُس میں نہ دھوپ ـ

تفسیر

(۱) اس آیت میں (یخلوا) عبری لفظ ہی اور عربی لفظ خلو کا اسی سے نکالا ہی جسکے معنی ہیں فارغ ہونے کے اور کام چھوڑ دینے کے پس ورس کا مطلب یہہ ہی کہ فارغ ہوئے آسمان اور زمین اور تمام لشکر یعنی سب بن چکے *

(لشکر) اس لفظ سے وہ تمام چیزیں جو آسمان و زمین میں ہیں مراد ہیں اور بسبب کثرت اور نہایت عمدہ ترتیب کے جو اُن میں ہی اُن پر لشکر کا اطلاق ہوا ہی *

(۲) (اور خالی رہا اور آرام کیا) پہلے لفظ سے صرف یہہ مراد ہی کہ اللہ تعالی اُن تمام چیزوں کو جنکا پیدا کرنا اُس کو منظور تھا پیدا کرچکا اور دوسرے لفظ سے یہہ مراد ہی کہ ساتویں دن اُس نے کچھہ پیدا نہیں کیا *

انگریزی میں ترجمہ اس فقرہ کا اس طرح پر کیا ہی " اور خدا نے ساتویں دن ختم کیا اپنے کام کو اس سے پایا جاتا ہی کہ ساتویں دن بھی کچھہ کام ہوا حالانکہ اُس دن کچھہ کام نہیں ہوا اسی لیئے || بشپ پٹرک صاحب نے فرمایا کہ زیادہ تر بہہ کہنا چاہیئے کہ وہ پورا کرچکا تھا کیونکہ خدا نے ساتویں روز کچھہ کام نہیں کیا *

سپٹو ایجنٹ ترجمہ میں اس شبہہ کے رفع کرنے کو کہ ساتویں روز کچھہ کام ہوا تھا زیادہ وضاحت کی ہی اور اُس میں ترجمہ اس ورس کا اس طرح پر کیا ہی " چھٹے روز خدا نے ختم کیا اپنے کام کو جس کو وہ کرچکا تھا اور اُس نے آرام لیا ساتویں دن تمام اپنے کام سے جو اُس نے پورا کرلیا تھا *

---

† سورہ طہ آیت ۱۱۸ و ۱۱۹ ـــ

‡ پیدایش ۳ ـــ ۷ و ۱۰ و ۱۱ ـ

§ خروج ۳۲ ـ ۲۵ ـ اشعیا ۴۷ ـ ۳ ـ

|| تفسیر ڈائلی صفحہ ۶ ـ

اس ورس میں جو یہہ مضمون ھی کہ ساتویں دن خدا نے آرام دیا بالکل مطابق ھی اس مضمون کے جو قرآن مجید میں آیا ھی کہ (خدا نے چھہ دن میں آسمان اور زمین پیدا کیا پھر ٹھیرا عرش پر) یعنی اُس دن کوئی چیز پیدا نہیں کی *

(۳) (برکت دی اور ستھرا کیا) یعنی ساتویں دن کو ایسا خیال کرنا چاھیئے کہ خدا کی عبادت کرنے کا اور اُس کی برکت حاصل کرنے کا دن ھی *

ساتواں دن سبت کا وہ مبارک اور پاک دن ھی جسکو یہودی اور عیسائی اور ھم مسلمان سب مانتے ھیں یہودیوں کو اس دن کی تعظیم کرنے کی بہت تاکید تھی یہاں تک کہ اُس کے نہ ماننے پر اُن کو سخت سخت عذاب ھوئے مگر دو باتیں اسمیں بحث طلب ھیں *

اول یہہ کہ سبت کی تعظیم ابتداے پیدایش عالم سے تھی یا حضرت موسی علیہ‌السلام کی شریعت میں مقرر ھوئی تھی *

دوسرے یہہ کہ سبت کا دن کونسا ھی *

پہلے سوال کے جواب میں یہودی علماء میں اور نیز عیسائی علماء میں اختلاف ھی بعضوں کی یہہ راے ھی کہ ابتداے آفرینش عالم سے سبت کے ماننے کا حکم تھا بعضوں کی یہہ راے ھی کہ حضرت موسی علیہ‌السلام کی شریعت میں اس کے ماننے کا حکم ھوا ھم مسلمانوں کا یہہ مذھب ھی کہ جس طرح وہ دن ابتداے آفرینش عالم سے مبارک اور پاک بنایا گیا تھا اُسی طرح جب ھی سے اس کے ماننے کا حکم ھی مگر احکام اس دن کی تعظیم کے ھر زمانہ کے نبی کی شریعت کے بموجب مختلف ھوتے رھے حضرت موسی علیہ‌السلام کی شریعت میں حکم تھا † کہ اُس دن کوئی شخص کچھہ کام نہ کرے اور نہ وہ اور نہ اُس کا بیٹا نہ اُس کی بیٹی اور نہ اُس کا خدمتگار نہ اُس کی مویشی اور نہ اُسکا مہمان ‡ حضرت مسیح علیہ‌السلام کی شریعت میں سبت کے دن ایسے کام کرنے کا جس سے دوسرے کو نیکی پہونچے ثواب ٹھہرا اور دنیا کے ضروری کام کرنے کی بھی اجازت ھوئی ھم مسلمانوں کے § مذھب میں سبت کے دن جو عبادت کا معین وقت ھی اُس سے پہلے دنیا کے کام کرنے کو اچھا نہیں ٹھیرایا اور عبادت کے معین وقت پر دنیا کے کاموں کو منع فرمایا اور عبادت کے بعد دنیا کے کاموں کی اجازت ھوئی مگر دوسرے کو نیکی پہونچانا ھر وقت ثواب رہا جیسا کہ حضرت مسیح علیہ‌السلام کی شریعت میں تھا *

---

† خروج ۲۰ — ۱۰ —
‡ متی باب ۱۲ — ۱ — ۱۳ —
§ سورۂ جمعہ آیت ۹ و ۱۰ —

دوسرے سوال کے جواب میں بھی اختلاف ہی اگرچہ کتاب‌مقدس سے صرف ساتواں دن سبت کا معلوم ہوتا ہی اور اس بات کی تفصیل نہیں ہی کہ وہ کونسا دن تھا مگر اس میں کچھہ شک نہیں کہ اگلے زمانہ کے یہودی سبت کے اصلی دن کو بخوبی جانتے تھے لیکن جب اُن میں مہینوں اور ہفتوں کے گھٹانے بڑھانے اور ادلنے بدلنے کا رواج ہوگیا تھا تو خیال کیا جاسکتا ہی کہ اُس سبب سے یا اس سبب سے کہ اُنھوں نے یہہ خیال کیا کہ ساتوں دنوں میں سے ایک دن سبت کا ہونا چاہیئے اور اسی لیئے جس دن کہ اُندر خدا کی برکت اور بخشش ہوئی تھی اُس کو اُنھوں نے سبت کا دن قرار دیا اصلی سبت کے دن کو کھو بیٹھے اور اسی سبب سے اُنھوں نے ہفتہ یعنی سنیچر کو سبت کا دن قرار دیا *

حضرت مسیح علیہ‌السلام نے بھی اگرچہ سبت کے مقدس ہونے کو موقوف نہیں کیا مگر یہہ بات نہیں فرمائی کہ وہ کونسا دن ہی فروسیوں سے جو گفتگو سبت کے دن کی بابت ہوئی اُس سے سبت کے دن کا مقدس ہونا تو پایا جاتا ہی مگر جس دن کو اُس زمانہ کے یہودیوں نے سبت کا دن ٹھہرایا تھا اُس کی تسلیم نہیں پائی جاتی پس عیسائیوں نے اتوار کے دن کو سبت کا دن ٹھہرایا کیونکہ اُس دن حضرت مسیح علیہ‌السلام زندہ ہوکر اُٹھے تھے اور اُس سے زیادہ اور کوئی دن مبارک نہیں ہوسکتا اس تقریر کو عیسائی حضرت مسیح کے حواریوں پر سند کرتے ہیں بلکہ یہہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ‌السلام کے زندہ ہونے کے بعد دو سبت اُن کے سامنے بھی ہوئے مگر اس میں کسی کو عذر نہیں ہوسکتا کہ نہ حضرت مسیح علیہ‌السلام نے سبت کا کوئی دن مقرر کیا اور نہ یہودیوں کا جو سبت تھا اُس کی تبدیلی کا اتوار سے حکم دیا *

ہمارے مذہب میں یہہ بات ہی کہ رسول خدا صلی‌الله علیہ وسلم نے فرما دیا کہ سبت کا دن جس کو خدا نے فرض کیا تھا وہ جمعہ کا دن ہی یہودی اور عیسائی اُس دن کے معین کرنے میں مختلف ہوگئے مگر ہمکو خدا نے بتا دیا کہ وہ جمعہ کا دن ہی اس لیئے ہم مسلمان جمعہ کے دن کو سبت کا دن مانتے ہیں *

(۴) اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ جس مطلب کا بیان ابتدا سے شروع ہوا ہی وہ یہاں ختم ہوتا ہی پس پہلے باب کا اس جگہہ ختم ہونا چاہیئے *

(۵) پہلے ورسوں سے علانیہ ظاہر ہی کہ خدا تعالی تمام مخلوقات کی پیدایش کا بیان کرچکا اور جو جو کچھہ اُس کو پیدا کرنا تھا وہ پیدا کر چکا اب اس مقام پر جو پھر پیدایش کا ذکر شروع کیا ہی اس کی نسبت یہودی اور عیسائی یہہ بات کہتے ہیں کہ پہلے تمام چیزوں کی پیدایش سلسلہ وار مختصراً بیان کی تھی اب اُنھی میں سے بعض چیزوں کی خصوصاً حوا اور آدم کی پیدایش کا مفصل حال بیان ہوتا ہی *

مگر یہہ بات ٹھیک نہیں معلوم ہوتی کیونکہ اس ورس میں بیان ہی کہ اب تک درخت نہ تھے اور گھانس نہ اُگی تھی اور خدا نے مینھہ نہ برسایا تھا اور آدم نہ تھا کہ زمین کا کام کرے اس بیان سے صاف پایا جاتا ہی کہ جو کچھہ کارخانہ اشجار اور حیوان کا پہلے پیدا ہوچکا تھا وہ سب برباد ہوگیا تھا صرف آسمان اور زمین رہ گئے تھے مگر اسپر نے اشجار اور حیوان معہ انسان کے کچھہ باقی نہیں رہا تھا اور زمین خالی اور سنسان تھی پھر خدا نے اُس کو آباد کرنا چاہا اور ایک اَوْر آدم کو پیدا کیااور پھر زمین کو آباد کیا *

میں نے پہلے باب کی تفسیر میں بہت سی مثالیں بیان کی ہی جن سے ثابت ہوتا ہی کہ پہلا آدم اس دوسرے آدم سے بہت سی باتوں میں مختلف تھا پس ایسی حالت میں کسی طرح نہیں ہوسکتا کہ یہہ بیان پہلے بیان کی تفصیل ہو کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو دونوں بیان مختلف نہوتے *

اس ورس میں (طرم) کا عبری لفظ ہی جس کا ترجمہ سب مترجموں نے قبل کا کیا ہی اور اس ترجمہ نے اُن کو اس بات پر زیادہ دلیر کیا ہی کہ جو بیان یہاں ہوا ہی اُس کو پہلے بیان کی تفصیل سمجھیں مگر در حقیقت ترجمہ اس لفظ کا قبل نہیں ہی ربی شمعون جو معتبر علماے یہود سے ہیں اُنہوں نے اپنی تفسیر ربتی میں لکھا ہی کہ طرم کے معنی قبل کے نہیں بلکہ اس کے معنی ہیں اب تک نہیں جس کا نتیجہ یہہ ہی کہ کوئی درخت اب تک زمین پر نہ تھا اور کوئی گھانس اب تک زمین پر نہ اُگی تھی اس سے ثابت ہوتا ہی کہ ان ورسوں میں جو بیان ہی وہ پہلی آبادی کی تفصیل نہیں ہی بلکہ نئی پیدایش اور نئی آبادی کا ذکر ہی *

(۶) اس ورس سے بھی یہی پایا جاتا ہی کہ اس میں بھی پہلی آبادی کے ویران ہونے کے بعد دنیا کی جو حالت تھی اُس کا بیان ہی یعنی زمین اور آسمان سب کچھہ موجود تھے مگر زمین خالی اور ویران پڑی تھی اور شبنم زمین کے منھہ کو تر کردیتی تھی *

(۷) (عفر) کا عبری لفظ جو اُس ورس میں ہی اس کے معنی نرے مٹی کے نہیں ہیں بلکہ گوندھی ہوئی مٹی کے ہیں جس طرح کمہار برتن یا کھلونے بنانے کو مٹی کو گوندہ کر طیار کرتے ہیں " یہہ اشارہ ہی اس بات کا کہ انسان ہمیشہ اپنی اصلیت کو یاد رکھے اور جو جو ظاہری اور روحانی کمالات آیندہ اُس کو حاصل ہونے جاویں اُس پر مغرور نہو کیونکہ اُس کی اصلیت صرف اتنی ہی ہی کہ وہ کیچڑ سے بنا ہوا ہی *

(دم زندگی K) یعنی اُس مٹی کے پتلے میں اللہ تعالی نے جان ڈالی جس کے سبب

وہ جاندار ہوگیا اب سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالی نے انسان کے کالبد کو متي سے بنایا جو ایک پیدا کي ہوئي چیز ھي " یہہ اشارہ اس بات کا ھی کہ اُس کے وجود کو ہمیشہ بقا اور قیام نہیں ھی مگر روح جو اُس میں ڈالي گئي ھی وہ کسي پیدا کي ہوئي چیز میں سے نہیں نکلي بلکہ وہ خود خدا سے نکلي ھی جس میں اشارہ اس بات کا ھی کہ انسان کي روح کو فنا ہونا نہیں ھی وہ ہمیشہ دایم و قایم و باقي ھی کیونکہ ایک نا فاني ھستي سے نکلي ھی اور یہہ بھي سمجھنا چاہیئے کہ اگرچہ ہمارا جسم اور ہماري روح دونوں خدا سے نکلے ھیں مگر ہمارے جسم کے خدا سے نکلنے میں بہت سے درجے بیچ میں ھیں کیونکہ وہ متي سے بنا ھی مگر ہماري روح کے خدا سے نکلنے میں کوئي درجہ بیچ میں نہیں کیونکہ وہ خود خدا ھي سے نکلي ھی اس لیئے ہماري روح ہمارے جسم سے ایسا برتر اور اعلی درجہ رکھتي ھی جس کے سبب ہم کہہ سکتے ھیں کہ وہ دونوں مختلف اصلیت رکھتے ھیں *

پہلے باب میں کہا گیا تھا کہ ہر ایک جاندار پیدا کیا گیا اس مقام پر انسان کي نسبت کہا گیا کہ اُس میں زندگي کا دم پھونکا جو خود خدا ھي سے نکلا تھا اس لیئے ہم میں اُس روح کے سبب صرف دم لینا اور چلنا پھرنا اور کھانا پینا اور سونا جاگنا ھي نہیں ھی بلکہ اُس میں ایک اَور چیز بھي ھی جو اور حیوانوں میں نہیں اور جسکے سبب ہم ہر ایک چیز کو سوچتے ھیں اور سمجھتے ھیں اور گفتگو کرتے ھیں *

(۸ لغایت ۱۴) (پیشون) دریا کا نام ھی بعضے کہتے وہ † دریا ھی جو فیسس کہلاتا تھا اور اب فاز کہلاتا ھی اور جو مسچک پہاڑوں میں بہکر کالسس کے ملک میں ہوکر بحر اسود میں گرتا ھی اور بعضے کہتے ھیں کہ وہ دریاے سیرس ھی جو اس زمانہ میں کر کہلاتا ھی اور جو دریاے ارکسز میں شامل ہو جاتا ھی اور بیان کرتے ھیں کہ یہہ دریا پہلے الگ بہتا تھا اور سمندر کیسپین میں گرتا تھا اور علماء یہود کي یہہ تحقیق ھی کہ وہ دریاے نیل ھی اس لیئے کہ پیشون کپاس کے پشتوں کو کہتے ھیں جو دریاے نیل کے کناروں پر بہت کثرت سے ہوتي تھي اور اسي سبب سے اس کا یہہ نام ہوگیا تھا اور بعض عیسائي علما کہتے ھیں کہ دریاے فرات کا ایک مغربي بازو تھا جو علاحدہ دھار ہوکر خلیج فارس میں گرتا تھا اُس کا یہہ نام ھی اور یہہ بازو سکندر اعظم کے وقت تک بہتا تھا مگر اب خشک ہوگیا ھی *

(حویلہ) باغ عدن کے پاس جو ملک ھی اُس کا یہہ نام ھی اور حویلہ بن کوش کے نام سے نکلا ھی اور اُس میں سونا اور جواہرات بہت ہوتے تھے اور یہہ ملک دریاے پیشون

---

† بیبل کا جغرافیہ —

سے گھرا ہوا تھا اور جو ملک بعد کو مشرقی سرحد بنی اسمعیل کا بیان کیا گیا ہی اُس کو اسی حویلہ کے مطابق سمجھتے ہیں اُس کی مغربی حد زمین شور کی ہی جو مصر کے مقابل واقع ہی اور جس کا پھر بیان ہوا ہی پہلے سموئیل باب ۱۵ — ۷ میں کہ وہ ہی مشرقی سرحد عمالقہ کی جنکے قتل کو ساؤل بھیجا گیا تھا اس بیان سے حویلہ مطابق ہوتا ہی شمالی شرقی حصہ عرب سے جو قریب کولدیا یعنی عراق عرب کے ہی اور بعض لوگ حویلہ کو ملک کالسس میں قایم کرتے ہیں جہاں دریاے فاز ہی اور جو ملک بحر اسود کے مشرقی اخسام پر ہی جو سونے کے لئے مشہور ہی اور سونے کی اون کی کہانی وہیں کی ہی *

(جیحون) یہہ بھی عدن کے چاروں دریاؤں میں کا ایک دریا ہی بعضے کہتے ہیں کہ دریاے ٹیگرس یعنی دجلہ کے نیچے کے حصہ کا یہہ نام ہی اور جس کا نام قدیم زمانہ میں پاس ٹیگرس یعنی شاخ دجلہ تھا اور عدن سے بہکر خلیج فارس میں گرتا تھا بعضے خیال کرتے ہیں کہ دریاے ارکسز یا ایوس ہی دریاے جیحون ہی جس کو اب بھی اہل فارس جیحون کہتے ہیں اور جو سیرس سے شامل ہوکر سمندر کیسپین میں گرتا ہی *

(کوش) وہ ولایتیں جن میں کوش بن حام کی اولاد آباد تھی اور جس کا انگریزی میں عموماً ایتھیوپیا ترجمہ ہوا ہی بسبب کثرت سے ہونے اولاد کوش اور اُن کے مختلف جگہہ جاکر بسنے کے اُن ملکوں کو جنکو اس نام سے بیان کیا ہی محدود اور معین کرنا آسان نہیں ہی البتہ بہت سے لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہودی اس لفظ کا استعمال ایسی وسعت اور غیر محدود طور سے کرتے تھے جیسے کہ یونانی ایتھیوپیا کے لفظ کا استعمال کرتے تھے اور جیسا کہ انگریز انڈیز کے لفظ کا استعمال کرتے ہیں اور یہہ کہ وہ لوگ ہر گرم ملک کو اور وہاں کے باشندوں کو جنکا سیاہ رنگ تھا کوش اور کوش کے باشندے کہتے تھے کوش کے معنی اور اُس کی وسعت کے قرار دینے میں دقت اس سبب سے بھی ہوئی ہی کہ یونانی اور رومی مورخ ایتھیوپیا کے نام کو اُنہیں ملکوں پر جو مصر کے جنوب کی طرف افریقہ میں ہیں بولتے تھے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی زمانہ میں تمام ملک جو جانب شرق ٹیگرس اور نیل کے ہی وہ کوش کہلاتا تھا ایک مدت بعد اس نام کا استعمال زیادہ محدود اور منقسم طریق پر ہونے لگا اس وجہہ سے کہ جن لوگوں نے کوش کے خاندان سے علاحدگی کی وہ اور ملکوں میں جا بسے انگریزی ترجمہ میں اصلی لفظ کوش کا مندرجہ حاشیہ مقامات میں استعمال ہوا ہی مگر جو کہ اصلی متن میں صرف ایک ہی لفظ کا ہر جا استعمال ہوا ہی اس لئے کوش اور ایتھیوپیا کا فرق الفاظ

پیدایش	۲	—	۱۳
اعداد	۱۲	—	۱
اشعیاہ	۱۱	—	۱۱
یرمیا	۴۶	—	۹
حبقوق	۳	—	۷

کا معنی ایک عام اصطلاح کے طریق پر استعمال کرنا بہتر ہی۔ اس لئے یہہ بات بالاتفاق معلوم ہوتی ہی کم سے کم تین بڑی قسمتیں ہیں جو کوش کے نام سے بائبل میں بیان ہوئی ہیں۔ جنکو اس طرح پر قرار دینا چاہیئے یعنی مشرقی کوش عربی کوش افریقی کوش *

(مشرقی کوش) کتاب پیدایش باب ۲ — ۱۳ میں بیان ہوا ہی کہ دریاء جیحون یعنی دریاء تھگرس کوش کی تمام زمین کو گھیرتا ہی جس سے صرف اسیریا کی طرف اشارہ ہو سکتا ہی اشعیاہ ۱۱ — ۱۱ اور صفنیاہ باب ۳ — ۱۰ سے موجودہ بحالی بنی اسرائیل کی کوش سے انڈیا کی طرف اشارہ سمجھا جاتا ہی اور سریا کیلڈیا ترجموں میں اس لفظ کا اسی طرح ترجمہ ہوا ہی اور صفنیاہ باب ۲ — ۱۲ میں جہاں اتھوپیا کے باشندوں کو ڈرایا ہی کہ تمکو تباہ کردیا جاویگا اُن کو اسیریا اور نینوے سے متعلق کہا جاتا ہی حزقیل باب ۳۸ — ۵ میں بھی انہی ملکوں کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہی جس مقام میں ایتھوپیا کا یہہ بیان ہوا ہی کہ بمقابلہ اسرائیل کے ایتھوپیا والوں نے یاجوج کی فوجیں جمع کیں اور عاموس باب ۹ — ۷ میں بھی انہی ملکوں کی طرف اشارہ ہی جس مقام میں اسرائیل کے گھر کو ایتھوپیا والوں کی اولاد سے مقابل کیا گیا ہی *

۲ (عربی کوش) کتاب اعداد باب ۱۲ — ۱ میں حضرت موسی کی بیبی کو ایتھوپیا کی رہنے والی بیان کیا ہی جس سے بلحاظ اس کے کہ وہ میدان کی رہنے والی تھی عرب کی طرف اشارہ لازم آتا ہی اور حبقوق باب ۳ — ۷ سے عربی کوش کا بیان اس طرح پایا جاتا ہی کہ جب اس میں کوش یا کوشان اور مدیان کا ایک غم میں شامل کر کر بیان ہوا ہی اور ایوب باب ۲۸ — ۱۹ میں ایتھوپیا کے جواہرات کا ذکر ہی جس سے خیال کیا جاتا ہی کہ وہ اشارہ ہی اُن جواہرات کی طرف جو عرب کے جنوبی حصوں کی کانوں سے آتے تھے اور حزقیل باب ۲۹ — ۱۰ میں خدا تعالی مصر کو اس طرح پر ڈراتا ہی کہ تجھکو سین کے برج یعنی تیری جنوبی حد سے تا بہ کنارہ ایتھوپیا کے جو تیری مشرقی حد ہی تباہ کرونگا ازروے جس کے ایتھوپیا مقام عرب میں قرار پاتا ہی اور دوسری کتاب تواریخ باب ۲۱ — ۱۶ میں ایتھوپیا کے رہنے والوں کو عرب کے قریب بیان کیا ہی اور یہہ بات مصر والے کوش کی نسبت نہیں ہو سکتی کیونکہ اُس سے عرب کے رہنے والے شوریہ یعنی ریڈسی کے بالکل علاحدہ ہو جاتے ہیں اور نہ یہہ بات مشرقی کوش کی نسبت کہی جاسکتی ہی کیونکہ اُس سے عرب کے باشندے ایک بڑے جنگل کے سبب جو درمیان میں آتا ہی علاحدہ ہو جاتے ہیں اور دوسری کتاب سلاطین ۱۹ — ۹ اور کتاب اشعیاہ ۳۷ — ۹ میں یہہ بیان ہی کہ ترہاقہ بادشاہ ایتھوپیا اسیریا کے رہنے والوں سے

لرتا هي جو اِن دنوں میں یهودیه کو تباه کر رهے تھے اور دوسري کتاب تاریخ باب ۱۴ — ۹ و ۱۲ و ۱۳ و باب ۱۶ — ۸ میں یهه بیان هوا هي که زیره باشنده ایتهیوپیا اعدا باشنده یهودا کے مقابله میں هزاروں آدمي لیکر لڑنے کو آتا هي اور جس بادشاه نے اُس کو فتح کیا اور بھگا دیا ان دونوں تاریخوں کي رو سے عرب به نسبت اَوْر کسي مقام کے زیاده مناسب معلوم هوتا هي اور زبور ۶۸ — ۳۱ و زبور ۸۷ — ۴ میں مقام ایتهیوپیا میں کتاب اقدس کي ترقي کے بیان سے عرب کیطرف اشاره معلوم هوتا هي اور اسي طرح سے کتاب اشعیاه باب ۴۳ — ۳ اور باب ۴۵ — ۱۴ سے بهي یهي بات ثابت هوتي هي ان مقاموں میں سے اول مقام میں خدا تعالی یهه فرماتا هي که همنے ایتهیوپیا کو اسمعیل کي غنیمت میں دیا اور دوسرے مقام میں ایتهیوپیا اور سیبیا کے لوگوں کي سوداگري کا ذکر هي *

۴ (افریقي کوش) یهه خیال کیا جاتا هي که اولاد کوش عرب سے نکل کر اور ریڈسي کو تنگ آبنائے عرب کي راه سے جس کو اب باب المندب کهتے هیں طی کرکر مصر کے جنوب میں دریائے نیل کي اوپر کي شاخوں کے پاس آباد هوئي † جس مقام پر بعدازاں نیوبیا اور سینار میں میرو کي مشهور سلطنت هوئي اُن ملکوں کے باشندے اب بهي اسي ملک کا نام ایتهیوپیا اور غز جس پر کوش کا گمان هوتا هي کهتے هیں اور اپنے تئیں آغازي اور ایتهیوپیا وان کهواتے هیں بلحاظ اس مقام کے غالباً هم اشاره کرسکتے هیں استهر باب ۱ — ۱ اور باب ۲۸ — ۹ پر جن میں یهه بیان هي که اهاسویرس کي شهنشاهي انڈیا سے ایتهیوپیا تک تهي اور نیز اشعیاه باب ۱۸ و باب ۲۰ — ۳ و ۴ و ۵ اور حزقیل باب ۳۰ — ۴ و ۵ و ۹ پر بهي اشاره کرسکتے هیں ان مقاموں میں ایتهیوپیا اور اُس زمین کو جو ایتهیوپیا کے دریاؤں کے مقابل هي بد دعا دي گئي هي اور دوسري کتاب تاریخ باب ۱۲ — ۳ سے بهي یهه معلوم هوتا هي که ایتهیوپیا والے سیشک بادشاه مصر کي فوج کے ساتهه جاتے هیں جبکه رحعام بادشاه نے یهودا پر حملهٔ کیا اسي طرح سے آگے آنے والے مقاموں سے جن میں مصر اور لوبیا کو ایتهیوپیا سے ملا دیا هي اُن ملکوں کي طرف جو دریائے نیل پر واقع تهے به نسبت کسي اَوْر مقام کے زیاده اشاره پایا جاتا هي اور وه مقام یهه هیں یرمیاه باب ۴۶ — ۹ نحمیاه باب ۳ — ۹ دانیال باب ۱۱ — ۴۳ جس امیر ایتهیوپیا والے کو فلپ نے بپتسمه ‡ کیا جو ایتهیوپیا والوں کي شاهزادیکا خزانچي تها رأس کا انهي اطراف سے آنا مشهور هي اور یهه بات بهي که جب وه گیا تو کاسپهل کو ایبي سینا میں اپنے ساتهه لیگیا *

---

† جرنت باب ۱ — ۱۰ —

‡ اعمال باب ۸ — ۲۷ —

(دقل) یعني دجلہ جسکو ٹیگرس کہتے ھیں مغربي ایشیا کے دریاؤں میں سے بڑا دریا هی ارمینیا کے پہاڑوں میں سے نیفیتس پہاڑ میں سے نکلا هی اور ایسریا اور میسور پتومیا کي پراني سرحد کو بناتا ھوا اور بابل اور سسیانا کي حدوں میں هوکر فرات سے مل جاتا هی اور پھر خلیج فارس میں گرتا هی اور خیال کیا جاتا هی کہ ٹیگرس وہ دریا هی جس کو حضرت دانیال † پیغمبر نے ایسا دریا بیان کیا هی جسکے کنارہ پر اُنھوں نے مشہور عجیب خواب دیکھا تھا اس لیئے وہ دریا اُس ھدقل سے مطابق هوگیا جو عدن کے چار دریاؤں میں سے ایک تھا ‡ فرات اور ٹیگرس یعني دجلہ پہلے دو علحدہ علحدہ دھاروں میں بہہ کر خلیج فارس میں گرتے تھے مگر مدت سے وہ دونوں اُس مقام کے قریب مل گئے هیں جو اب کارني کہلاتا هی اور وھاں سے ایک بڑي دھار سے سمندر میں گرتے ھیں اس دھار کو متقدمین میں سے فرات یا ٹیگرس اور بعض اوقات پاس ٹیگرس کہتے تھے مگر اب عموماً شط‌العرب کہلاتا هی *

(اسور) یعني ایسریا یہہ بہت مشہور ملک ایشیا کي شہنشاهی کا ٹیگرس دریا کے کنارہ پر هی اُس کا نام اشور بیتے سام § سے نکلا هی بسبب ترقي فتوحات کے اس کي حدود مختلف ھوتي گئیں مگر اُس کي اعلی حد تھي شمال کي جانب ارمینیا اور مشرق کي جانب میدیا اور مغرب کي طرف سسیانا اور مغرب ‖ پر دریاے ٹیگرس اور یہہ بہت مطابق تھا اُس سے جو اب کوردستان کہلاتا هی مگر بموجب قول ستراپو صاحب کے شہنشاهي ایسریا میں پہاڑ تارس کے جنوبي ایشیا کي ملک بجز آري اینا اور عرب اور فلسطین کے شامل ھوتي تھي *

(فرات) مشہور دریا هی دو علحدہ منبعوں سے نکلا هی شمالي منبع اس تارس کے پہاڑ کي قطار میں شمالي مغربي کونہ ارمینیا میں محدود پر کپي دوشیا اور پانتس کالچس کے هی اور یہہ دھار فرات کہلاتي هی جنوبي منبع پہاڑ نفیتس کے اُس حصہ میں هی جو پہاڑ ایبس یا ارارات سے مل جاتا هی اور یہہ دھار دریاے مراد کہلاتي هی یہہ دونوں دھاریں مقابل شہر سینوا کي جو ایشیا مینر میں هی مل جاتي هیں اور پھر خلیج فارس میں جا کر گرتي هیں *

(عدن) یہہ پوچھا جاتا هی کہ عدن سے کیا مراد هی آیا کوئي خاص جگہہ یا کوئي شہر یا کوئي وسیع ملک هم لوگ عدن سے ایک وسیع ملک مراد لیتے هیں اور اگر بلحاظ

---

† دانیال ۱۰ — ۴ —
‡ پیدایش ۱۱ — ۱۴ —
§ پیدایش ۱۰ — ۲۲ ارل تاریخ ۱ — ۱۷ —
‖ پیدایش ۲ — ۱۴ — ۲۵ — ۱۸ —

اُن بیانات کے جو ہمارے ہاں کی مقدس تحریروں میں پائے جاتے ہیں اُس کی حدیں معین کریں تو اس طرح پر ہو سکتی ہیں کہ شمال میں بحر اسود اور ملک روس اور مغرب میں بحر قلزم اور اُس کے جزیرے اور صحراے لیبیون اور اور جنگل جو افریقہ میں ہیں اور جنوب میں وہ ٹکڑا جہاں کالا قومیں آباد ہیں اور خلیج عرب اور بحر عرب اور شرق میں خلیج فارس اور فارس اور کیسپین ہے کہ اُن حدوں میں ایشیائی ترکستان اور تمام ملک عرب اور ایک حصہ شرقی افریقہ کا جس میں مصر اور نوبیا اور ابی سینا ہیں داخل ہوتا ہی *

بلحاظ اُن چاروں نہروں کے جو عدن میں تھیں ہم یہہ کہتے ہیں کہ کتاب اقدس کے یہہ معنی لینے کہ عدن میں سے ایک نہر باغ کے سیراب کرنے کو نکلی تھی اور پھر اُسی نہر کی باغ کے پاس سے چار دھاریں ہو گئی تھیں ضروری نہیں ہیں بلکہ اُس کے معنی یہہ ہیں کہ عدن میں جو نہریں تھیں اُن میں سے ایک نہر باغ کے سیراب کرنے کو نکلی تھی اور عدن میں چار نہریں تھیں جو فرداً فرداً یعنی الگ الگ بہتی تھیں اس لیئے ہم لوگ پیشون خیال کرتے ہیں رود نیل کو اور جیحون خیال کرتے ہیں اُس ٹکڑہ دریاے سیرس اور ارکسز کو جہاں وہ دونوں مل کر بہتے ہیں اور کبھی اُن دونوں دریاؤں کی جدا جدا دھاروں میں سے ارکسز کو جیحون اور سیرس کو سیحون کہتے ہیں اور حدقل دجلہ کو اور پرات دریاے فرات کو کہتے ہیں یہہ چاروں دریا ملک عدن میں بہتے تھے جب انسان کی نسل بڑھنے لگی اور ہر ایک کی اولاد ملک عدن میں پھیلنے لگی تب ہر ایک ٹکڑہ کا جدا جدا نام اُن لوگوں کے نام پر ہو گیا جنکی اولاد وہاں جاکر بسی *

یاد رہے کہ ہمارے ہموطن عوام الناس میں جو یہہ بات مشہور ہی کہ حضرت آدم علیہ‌السلام جزیرہ سراندیپ یعنی لنکا میں رہے تھے یہہ محض غلط اور بے اصل بات ہی جس کا پتا نہ توریت مقدس سے اور نہ ہمارے ہاں کی مذہبی کتابوں سے پایا جاتا ہی *

(درخت زندگی کا) † بشپ ولسن صاحب کہتے ہیں کہ اس درخت کا یہہ نام اس سبب سے تھا کہ اُس میں سے پھل کو جو کوئی کھاوے وہ اُس درخت کی تاثیر سے خواہ خدا کے حکم سے ہمیشہ زندہ رہے کیونکہ شریعت خدا کا فضل حاصل کرنے کا وسیلہ ہی بعض علماء عیسائی یہہ کہتے ہیں کہ یہہ باغ بہشت کا ایک نمونہ تھا اس درخت سے شاید خدا نے اُس غیر فانی زندگی کے بیان ‡ کا ارادہ کیا جو اُس نے انسان کو مانند اپنی زندگی کے بخشنی چاہی *

---

† تفسیر ڈاٹلی جلد ۱ صفحہ ۷ —

‡ مشاہدات ۲۲ — ۲ —

(درخت پہچان بھلائي و برائي کا) بشپ واسن صاحب فرماتے ھیں کہ یہہ ایسا درخت تہا کہ جس سے وہ شخص جو اُس کے پہل کہاویں نیکي اور بدي سے آگاہ ھوں *

داکٹر هیلز صاحب کہتے ھیں کہ اس درخت کا یہہ نام اس لیئے تہا کہ وہ ھمارے اول مربیوں کي اطاعت یا نا فرماني کے آزمانے کے لیئے مقرر کي گئي کسوٹي تہي جس سے اول حالت میں بھلائي یعني خوش نصیبي حاصل ھوتي اور دوسري حالت میں برائي یا بد بختي حاصل ھوتي *

مگر یہاں یہہ ایک سوال ھی کہ کیا یہہ دونوں درخت ایسے ھي تہے جیسے ھم درخت دیکھتے ھیں جو زمین سے اُگتے ھیں اور پتے اور شاخیں رکھتے اور پھولتے پھلتے ھیں اگرچہ ھمارے مذھب کے اکثر عالموں کي یہي راے ھی جو علماء عیسائي کہتے ھیں اور اسي پر علماء یہود بھي اتفاق کرتے ھیں مگر نہیں اصل میں یہہ نہیں ھی حضرت موسی علیہ السلام نے اس مضمون کو باغ کي مناسبت سے درخت کے استعارہ میں بیان کیا ھی نہ یہہ کہ یہہ دونوں سچ مچ کے درخت تہے *

خدا تعالی نے انسان کے پتلے میں روح ڈالي جو بلا شبہہ اور تمام حیوانوں کي روح سے زیادہ تر برتر تھي اُس روح کا مقتضا یہہ تہا کہ انسان بہ نسبت دیگر حیوانات کے اُن باتوں میں جو روح سے علاقہ رکھتي ھیں فوقیت لیجاوے اور وہ صرف دو چیزیں تہیں ایک وجوب وجود یعني هستي مطلق جس کو خدا نے کہا کہ میں ھوں اور دوسرا بھلائي اور برائي کا جاننا پس ماھیئت ان دونوں چیزوں کي خدا نے آدم پر ظاھر کي اور ان دونوں چیزوں کي ماھیت کے ظہور اور انکشاف کو خدا نے زندگي کے درخت اور معرفت نیک و بد کے درخت سے تعبیر کیا نہ یہہ کہ وہ مثل باغ کے اور درختوں کے درخت تہے *

(۱۷) بشپ پٹرک صاحب لکہتے ھیں کہ یہہ ممانعت آدمؑ ھی کو نہ تھي بلکہ حوا کو بھي کي گئي تھي ھم مسلمانوں کا بھي یہي مذھب ھی کہ دونوں کو ممانعت تھي چنانچہ قرآن مجید میں تثنیہ کے صیغہ سے ممانعت کا لفظ آیا ھی *

قرآن مجید میں جو یہہ لفظ آیا ھی کہ اُس کے نزدیک مت ھو اس سے یہہ مطلب نہیں ھی کہ آدم و حوا کو اُس درخت کے پاس جانے یا چھونے کي بھي ممانعت تھي بلکہ اس طرح سے بولنا عربي زبان کا محاورہ ھي اور مطلب اس سے یہي ھی کہ اُس کو مت کہاؤ جیسے کہ قرآن مجید میں آیا ھی کہ نماز کے پاس مت جاؤ جب تم نشہ میں ھو اس کا مطلب یہي ھی کہ ایسي حالت میں نماز مت پڑھو علاوہ اس کے اس مطلب کے ثبوت پر ایک بڑي دلیل یہہ ھی کہ قرآن مجید میں بیان ھوا ھی کہ جب آدم و حوا نے اُس درخت میں سے کہایا تو اُن کي برھنگي ظاھر ھوئي اس سے ظاھر ھی کہ کہانے

هي سے منع کیا گیا کیونکہ اگر پاس جانے سے بھي منع ہوتا تو بمجرد پاس جانے کے کھانے سے پہلے اُن کي برھنگي ظاہر ھو جاتي *

† بشپ پٹرک صاحب فرماتے ھیں کہ آدم پر یہہ تھوڑي سي بندش اس لیئے رکھني مناسب تھي کہ وہ جان لیوے کہ گو اُس کو تمام چیزوں پر حکومت دي ھی تو بھي وہ اُن چیزوں کا مالک نہیں ھی بلکہ نہایت عظمت والے خدا کا خادم ھی جس نے اُس ممانعت سے بکنایہ اپني اطاعت اور ثبوت اپني فرمانبرداري کا چاھا ھی *

یہہ تقریر اُن کي نہایت پسندیدہ ھی اور ھم مسلمانوں کو بدل تسلیم ھی مگر اس مقام سے ھم یہہ مطلب سمجھتے ھیں کہ خدا تعالی نے یہہ ممانعت آدم کو صرف اُس کے فائدہ اور نفع کے لیئے کي تھي کوئي شرعي گناہ نہ تھا کیونکہ اسي آیت میں آگے کہا گیا ھی کہ اگر تو کھاویگا تو ایک قسم کے مرنے سے مرجاویگا جو نتیجہ ھی صرف اُس ھدایت سے غفلت کرنے کا اور اگر اُس کا کھانا شرعي گناہ ھوتا تو زیادہ سخت وعید آدم کو دي جاتي یعني کہا جاتا کہ تو اُس کے کھانے سے خدا کے غصہ اور غضب میں پڑیگا ‡ چنانچہ ھمارے مذھب کے ایک گروہ علما کا یہي مذھب ھی گو کہ بہت سوں نے اس سے اختلاف بھي کیا ھی *

(مرنے سے مریگا تو) علماء عیسائي اس سے مرجانا ھي مراد لیتے ھیں اور § بیان کرتے ھیں کہ اس سے یہہ غرض نہیں ھی کہ وہ في الفور مرجاویگا بلکہ یہہ کہ وہ فاني ھو جاویگا اور بقا جو اُس کو بخشي گئي تھي اُس سے محروم رھیگا *

بشپ پٹرک صاحب کہتے ھیں کہ بیماریاں اور تکلیفیں اور بے چینیاں جو موت کے مقدمات ھیں خدا کي اس تنبیہہ میں آگئیں *

بشپ پیورج صاحب کہتے ھیں کہ اس تنبیہہ سے یہہ وعدہ نکلتا ھی کہ اگر وہ پھل تو نہ کھاویگا تو وہ نہ مریگا بلکہ زندہ رھیگا یہہ اول وعدہ تھا جو خدا نے انسان سے کیا *

مگر ھم مسلمان اسکے یہہ معني نہیں کہتے کیونکہ اُسوقت تک آدم موت کو جانتا بھي نہ تھا کہ کیا چیز ھی اس لیئے کہ اب تک موت دنیا میں آئي بھي نہ تھي پھر آدم کو موت سے ڈرانا کیا معني ھیں بلکہ یہاں موت کے لفظ سے مرنا مراد بھي نہیں ھوسکتا کیونکہ عبري جو لفظ ھیں اُن کا مطلب یہہ ھی کہ ایک قسم کي موت سے مریگا اور نہ اس سے روحاني موت مراد لی جا سکتی ھی کیونکہ ابتک نہ گناہ تھا نہ روحاني موت کي ماھیت

---

† تفسیر ڈائلي جلد ۲ صفحہ ۱ —
‡ دیکھو تفسیر کبیر سورۂ بقر آیت ۳۵ —
§ تفسیر ڈائلي جلد ۱ صفحہ ۸ —

معلوم تھي پس ان الفاظ سے صرف یہہ مراد ھی کہ تو اپنے حق میں بڑا کریگا جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ھی کہ اگر اس درخت میں سے کھاؤ گے تو اپنے پر ظلم کروگے یعني تمھاري جو یہہ حالت ھی اور جس کو تم بخوبي دیکھتے ھو اور جانتے ھو نہ رھیگي *

(۱۸) بشپ پٹرک صاحب کہتے ھیں کہ درخت کا پھل کھانے کي ممانعت سے پہلے خدا نے کہا کہ آدم کا اکیلا رکھنا اچھا نہیں تاکہ یہہ نتیجہ نکلے کہ ممانعت کا حکم آدم و حوا دونوں کو ھوا تھا *

اس ورس میں ایک عبري لفظ ھی جس کے معني مددگار کے ھیں پس آدمي کو خیال کرنا چاھیئے کہ جورو در حقیقت صرف واسطے نفساني خواھش کے نہیں بنائي گئي ھی بلکہ اس لیئے بني ھی کہ دین اور دنیا کے کاموں میں اُس کي مددگار ھو *

(۲۰) (اور کہا آدم نے نام) قدیم اور زمانہ حال کے عالم حکمت ایپیکیورینس کے یہہ بیان کرتے ھیں کہ (زبان) ایک عقل سے بنایا ھوا طریقہ کلام کرنے کا ھی جسکو وحشیوں کے متفق گروہ نے آپس میں آمد و رفت کے آرام کے لیئے اور حاجتوں اور خواھشیں ظاھر کرنے کے واسطے بتدریج ایجاد کرایا تھا یہہ طریقہ کلام کرنے کا آپس کے اتفاق سے قایم ھوا مگر ھمارا بڑا عالم یہہ ٹھیک بیان کرتا ھی کہ زبان ضرور ھی کہ الہام سے حاصل ھوئي ھو ھزاروں بلکہ لاکھوں لڑکے ایک زبان نہیں ایجاد کرسکتے کیونکہ جب اعضا کلام کرنے کے اس قابل ھونے ھیں تو سمجھہ اس قابل نہیں ھوتي کہ ایک زبان بنائي جاوے اور جب سمجھہ کافي ھوتي ھی تب اعضا کلام کے عمر پاکر اس قابل نہیں رھتے ھم خوب جانتے ھیں کہ ایک زمانہ مقررہ کے بعد ھم زبان نہیں سیکھہ سکتے — ڈاکٹر جانسن صاحب کا حیات نامہ مصنفہ ڈاکٹر باسویل صاحب — یہہ بات تجربہ سے بھي استحکام پاتي ھی مثلاً الکذنڈر سیلکرک کو جو جوان فرنانڈز کے جزیرہ کے جنگل میں ڈالدیا گیا تو اُس کو وھاں چند برس رھنے کے بعد اپني زبان کا استعمال بالکل نرھا جوان وحشي جس کا نام پیٹر تھا اور ھینوور کے جنگلوں میں سے پکڑا گیا تھا اگرچہ وہ ھل مل گیا مگر اُس کو کلام کرنا ھرگز نہ سکھایا جاسکا اور زمانہ حال میں جوان وحشي ایویرن کا جو فرانس میں ھی اگرچہ اُس کو مشھور سیکرڈ صاحب کے سپرد کیا گیا جو بہري اور گونگوں کے مدرسہ کے معلم ھیں مگر اب تک کبھي نہیں دیکھا گیا کہ اُس نے انسان کي طرح کوئي ذراسا بھي جزو کلام منہہ سے نکالا ھو *

یہہ بات معلوم کرنے کے قابل ھی کہ آدم کو اُس کي حالت تنہائي میں کلام کرنے کي قوت بخشي گئي تھي اور اُس نے حوا کے پیدا ھونے سے پیشتر حیوانوں کي جنسوں کے نام رکھے *

۲۱ لغایت ۲۲ خدا تعالی نے حوا کو مٹي سے پیدا نہیں کیا جس طرح کہ آدم کو پیدا کیا تھا بلکہ آدم کي پسلي میں سے پیدا کیا تاکہ اُن دونوں میں زیادہ محبت ہو اور وہ سمجھیں کہ ہم ایک ہي کل میں کے جزو ہیں *

جس عورت کو خدا نے بنایا تھا اُس کو آدم کے حوالہ کیا اس بات کے کرنے سے تمام انسانوں پر شادي کو جائز کیا کہ گویا قدرت ہي میں اس کي بنیاد ہوئي تاکہ مرد اور عورت کے مل جانے سے انسان کا جسم پھر پورا ہوجاوے بشپ پٹرک صاحب ایک لطیفہ لکھتے ہیں کہ خود خدا نے اُن کي نسبت ٹھہرائي (اگر میں ایسا کہہ سکوں) اور اُنکي شادي کرکے ملا دیا *

† بشپ پٹرک صاحب یہہ بھي کہتے ہیں کہ اس مقام پر اس بات کا کچھہ ذکر نہیں ہی کہ خدا تعالی نے جس طرح آدم میں روح ڈالي تھي اسي طرح سے حوا میں بھي ڈالي تھي کیونکہ حضرت موسی علیہ السلام صرف اُس شی کا بیان فرماتے ہیں جو حوا کي بابت خاص خاص باتوں تھیں اور باقي حال اُن الفاظ سے نکالا جاتا ہی کہ " میں اُس کے لیئے معقول مددگار بنونگا " جس کلام کا رومي ولگٹ میں درستي سے یہہ ترجمہ ہوا ہی بھي ایک مددگار " مانند اُس کي " اسي طرح یہہ پہلے بھي کہا گیا تھا کہ انسان اور عورت دونوں خدا کي مشابہت پر بنائے گئے ہیں *

اس گفتگو کا جو بشپ پٹرک صاحب نے لکھي منشا یہہ ہی کہ خدا تعالی نے حوا میں بھي اپني روح پھونکي جس طرح آدم میں پھونکي تھي مگر ہم مسلمان حوا میں اس طرح پر روح کے پھونکے جانے کے جس طرح کہ آدم میں پھونکي گئي تھي قایل نہیں ہیں ہمارے نزدیک یہہ بات ہی کہ حوا جاندار چیز سے بنائي گئي تھي اس لیئے جاندار ہي پیدا ہوئي اور اس سبب سے اُس میں روح پھونکنے کي حاجت نہ تھي *

۲۳ (یہہ ہی اب ہڈي میري ہڈي میں سے) یعني پہلے جس قدر جانور آدم کے سامنے آئے تھے اُن میں سے کسي کو آدم نے اپنا ہمجنس نہیں پایا جب حوا پیدا ہوئیں تو کہا کہ ہاں یہہ میري ہڈي میں کي ہڈي اور میرے گوشت میں کا گوشت ہی یعني میري ہمجنس ہی *

۲۴ (چھوڑیگا) یعني اپني جورو سے سب سے زیادہ محبت اور موانست کریگا یہہ اشارہ ہی اس بات کي طرف کہ اللہ تعالی نے انسان میں ایک قدرتي اور جبلي رغبت عورت کي طرف رکھي ہی جس کے سبب مرد عورت سے ایک طبعي رغبت اور محبت رکھتا ہی *

---

† تفسیر ڈائلي جلد ایک صفحہ ۸ =

(عورت) بعضی لوگ اس سے یہہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ قانون قدرت کے بموجب ایک آدمی کو صرف ایک عورت کا حق ہی کیونکہ خدا جانتا تھا اور خدا کے سوا کون اس بات کو جان سکتا تھا کہ نا محدود آمیزش کے کیا کیا برے نتیجے ہوتے ہیں اور یہہ کہ نر و مادہ شمار میں خوب برابر ہونے چاہئیں کیونکہ اگر جیسا خدا نے حکم دیا ہی اسکے برخلاف عمل میں آوے تب بہت سے اُن میں کے شادی کے آراموں سے محروم رہینگے *

مگر جب غور سے دیکھا جاوے تو ایک اَور نتیجہ اس سے نکالا جاتا ہی کیونکہ یہاں اس بات سے کہ آدمی کو صرف ایک ہی عورت کا حق ہی کچھہ بحث نہیں ہی اور اگر ایسا ہوتا تو آیندہ بیبیوں کو کئی عورتوں کرنے کی اجازت نہوتی اور نیز ضرور ہوتا کہ دنیا میں ہمیشہ مرد و عورت شمار میں برابر پیدا ہوتے اور اُن دونوں کا بقا بھی برابر زمانہ تک ہوتا یا ایک کے مرجانے کے بعد نہ مرد کو اور نہ عورت کو دوسری شادی کرنے کا حق ہوتا بلکہ یہاں سے یہہ نتیجہ نکلتا ہی کہ آدم کی پریشانی اور تنہائی رفع کرنے کو اور اُس کی مددگار ہونے کو اللہ تعالیٰ نے اُس کے لیئے جورو بنائی' پس حقیقت میں جورو ایک معاون اور مددگار ہی خدا کی عبادت اور نیک کاموں کے بخوبی انجام ہونے کے لیئے ' مگر جب یہہ نتیجہ حاصل نہو تو انسان کا نہ ایک عورت کا حق ہی نہ زیادہ کا ' دوسرا نتیجہ یہہ ہی کہ جب تک مرد عورت کو اور عورت مرد کو بالتخصیص اپنے قام کا نہ کرلے اور ایسا نہ سمجھہ لے کہ گویا یہہ میرے بدن کا جزو ہی اُس وقت تک کوئی عورت کسی مرد کو اور کوئی مرد کسی عورت کو مباح نہیں ہی گویا خدا نے پہلے ہی سے اُس چیز کو جس کو پیغمبروں کی شریعت میں نکاح بیان کیا ہی مقرر کیا تھا جو کسی شریعت میں اور کسی پیغمبر کے وقت میں بدلا نہیں گیا یہاں تک کہ تمام نسلیں انسان کی اس قدرتی تقرر کی اپنے اپنے قاعدہ کے بموجب پابند ہیں اب ہمکو یہہ بھی غور کرنا چاہیئے کہ زنا کرنا جو اس مضبوط قدرتی قاعدہ کو توڑنے والا ہی کس قدر سخت اور کیسا بڑا گناہ ہی *

۲۵ (نہ شرماتے تھے) بعض علماء عیسائی اس کی وجہہ یہہ بیان کرتے ہیں کہ وہ بے گناہ تھے اور اب تک اُنہوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی تھی جس سے اُن کو شرم آتی *

ہم مسلمان اس کی وجہہ یہہ بیان کرتے ہیں کہ اب تک آدم اور حوا کو نیک و بد کی پہچان نہیں آئی تھی اس سبب سے اُن کو ننگے ہونے سے کچھہ شرم نہ تھی اس جگہہ سے معلوم ہوتا ہی کہ ایک کا دوسرے کے سامنے ننگا ہونا ایسا برا ہی کہ ابتدا سے عیب گنا گیا ہی اور اسی لیئے شرع میں گناہ شمار ہوا ہی *

تیسرا باب

۲ سانپ کا حوا کو فریب دینا ۶ انسان کا گناہ سے شکستہ حال ہوجانا ۹ خدا کا مرد عورت کو اپنے حضور میں بلانا ۱۴ سانپ پر لعنت کا بھیجا جانا ۱۵ عورت کی خاص نسل کا وعدہ ۱۶ انسان کی سزا کے احوال ۲۱ اُنکی پہلی پوشاک ۲۲ اُن دونوں کا باغ عدن سے نکالا جانا *

توریت مقدس

(۱) وِ هَنّحاش هٰایا عٰروم مِکّول حیّة هَسّادِه آشِر عٰسٰه یِهوٰواه اِلُوهیم وَیومِر اِل هااِیشّه آف کِي آمَر اِلُوهیم لُو تُو خلُو مِکّول عص هَگّان *

۱ اور سانپ تھا ‡ متفنّی§ سب جاندار جنگلہ سے جس کو بنایا خدا نے معبود نے اور کہا عورت کو تحقیق کیا کہا خدا نے نہ کھاؤ سب درخت جنت سے —

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۱ † فوسوس لهما الشیطن لیبدي لهما ما ووري عنهما من سوأتهما *

پھر بہکایا اُن کو شیطان نے تا کھولے اُن پر جو ڈھکے تھے اُن سے اُن کے عیب —

توریت مقدس

(۲) وَتومِر ها اِیشّه اِل هَنّحاش مِپّرِي عص هَگّان نُو خِل *

(۳) اُو مِپّرِي هٰا عِص آشِر بِتُوخ هَگّان آمَر اِلُوهیم لُو تُو خلُو مِمِّنّو ولُو تِگّعُو بُو پِن تِمُو تُون *

۲ اور کہا عورت نے سانپ کو پھل درخت جنت سے ہم کھاتے ہیں —

۳ اور || پھل درخت سے جو بیچ میں جنت کے ہی کہا خدا نے مت کھاؤ اُس سے اور مت چھوؤ اُسکو کیونکہ مروگے تم —

---

† سورۂ اعراف آیت ۲۰ —

‡ مشاہدہ ۱۲ — ۹ — ۲۰ — ۲ —

§ متی ۱۰ — ۱۶ — ۲ نامہ کرنتھیان ۱۱ — ۳ —

|| باب ۲ — ۱۷ —

توریت مقدس

(۴) وَیُومر ہنّاحاش اِل ہا ایشہ لُو مُوت تمُو تون *

(۵) کِي یُدعَ اُلوہیم کِي بیُوم اَخلخیم مِمنُو ونفقحُو عیذیخیم وِہیِیتم کالوہیم یُدعیِ طُوب وَرَع *

(۶) وَتیری ہا ایشہ کِي طوب ہاعص لِما خول وخي تاوَاہ ہُو لعینیم ونحمد ہاعص لہشکیل وتقح مِپریو وتوخل

۴ اور کہا ‡ سانپ نے عورت کو نہ مرنا مروگے تم —

۵ کیونکہ جانتا ہی خدا کہ بیچ دن کھانے تمہارے کے اُس سے جب کھل جائینگی آنکھیں ¶ تمہاری تب ہو جاؤگے تم مانند فرشتوں کے جانتے بھلائی اور برائی کو —

۶ *اور دیکھا عورت نے کہ اچھا ہی درخت کھانے کو اور ہی بھلا وہ واسطے آنکھوں کے اور اچھا ہی درخت دانشمندی کو اور لیا اُس کے پھل سے

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۴ † فوسوس الیه الشیطن قال یا آدم هل ادلک علي شجرة الخلد وملک لا یبلي *

۵ || و قال ما نهیکما ربکما عن هذه الشجرة الا ان تکونا ملکین او تکونا من الخلدین و قاسمهما اني لکما لمن النصحین فدلهما بغرور *

۶ * و لولا حوا لم تخن انثی زوجها * ✝ فیه اشارة الی ما وقع من حوا في

پھر جي میں ڈالا اُس کے شیطان نے کہا اے آدم میں بتاؤں تجھکو درخت ہمیشگي کا اور بادشاہي § جو پرانی نہو —

اور کہا تمکو جو منع کیا ہی تمہارے رب نے اس درخت سے مگر یہہ کہ کبھی ہو جاؤ فرشتہ یا ہو ہمیشہ رہنے والے اور اُن سے قسم کھائي کہ میں تمہارا دوست ہوں پھر ڈگمگایا اُن کو فریب سے —

اگر نہوتي حوا نہ خرابي میں ڈالتي عورت اپنے خاوند کو —

اس میں اشارہ ہی اُسکي طرف جو ہوا حوا سے اچھا دکھانے میں آدم کو کھانے درخت سے یہانتک کہ

---

† سورة طه آیت — ۱۲۰ —

‡ باب ۳ — ۱۳ —

§ جو بادشاہت پرانی نہیں ہوسکتی یہ علم ہی —

|| سورة اعراف آیت — ۲۰ و ۲۱ —

¶ باب ۳، — ۷ — اعمال ۲۶ — ۱۸ —

* بخاري کتاب الانبیاء —

✝ فتح الباري —

وَ تِتِّین گم لایِشہ عِمّہٗ وَیّوخَل *

اور کھا لیا † اور دیا اپنے مرد کو بھی اپنے ساتھہ اور اُس نے کھا لیا ‡ —

توریت مقدس

(۷) وَ تِپا قَہنہ عِینِي شِینِیم وَ یِدعُو کِي عَرومِیم هِم وَ یِتپِرو عَلِه تِینَہ وَ یَعَسو لَہم حَگو روث *

۷ اور کھل گئیں آنکھیں * اُن دونوں کي اور جانا + اُنھوں نے کہ ننگے هیں هم اور سیئے پتے انجیر کے اور بنایا اپنے لیئے تہ بند —

تزئینها لادم الاکل من الشجرة حتی وقع في ذلک فمعنی خیانتها انها فعلت ما زین لها ابلیس حتی زینه لادم *

§ انا عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنها و اشفقن منها و حملها الانسان انه کان ظلوما جهولا *

پڑا اُس میں پس معنی خرابی میں ڈالنے کے یہہ هیں کہ اُس نے قبول کیا اُس کو جو اچھا دکھایا اُس کو شیطان نے یہاں تک کہ اچھا دکھایا اُسے آدم کو —

همنے دکھائي امانت آسمان کو اور زمین کو اور پہاڑوں کو پھر سب نے قبول نہ کیا کہ اُس کو اُٹھاویں اور اُس سے ڈر گئے اور اُٹھا لیا اُس کو انسان نے یہہ هی بڑا ہے ترس نادان —

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۷ || فلما ذاق الشجرة بدت لهما سوأتهما و طفقا یخصفن علیهما من ورق الجنة *

¶ فاکلا منها فبدت لهما سوأتهما و طفقا یخصفن علیهما من ورق الجنة و عصی آدم ربه فغوی ثم اجتبه ربه فتاب علیه و هدی *

پھر جب چکھا درخت کھل گئے اُن پر عیب اُنکے اور لگے جوڑنے اپنے اوپر پتے جنت کے —

پھر دونوں کھا گئے اُسمیں سے پھر کھل گئیں اُنپر اُنکی بری چیزیں اور لگے جوڑنے اپنے اوپر پتے باغ کے اور حکم ٹالا آدم نے اپنے رب کا پھر راہ سے بہکہ پھر نوازا اُسکو اُسکے رب نے پھر متوجہہ ہوا اُس پر اور راہ پر لایا —

† اول تمہتی ۲ — ۱۴ —
‡ باب ۳ — ۱۲ و ۱۷ —
§ سورۃ احزاب آیت ۷۲ —
|| سورۃ اعراف آیت — ۲۲ —
¶ سورۃ طہ آیت ۱۲۱ و ۱۲۲ —
* باب ۳ — ۵ —
+ باب ۲ — ۲۵ —

† یبنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوأتکم و ریشا ولباس التقوی ذلک خیر ذلک من آیات الله لعلهم یذکرون یبنی آدم لایفتننکم الشیطن کما اخرج ابویکم من الجنة ینزع عنهما لباسهما لیریهما سوأتهما انه یریکم هو و قبیله من حیث لا ترونهم انا جعلنا الشیطین اولیاء للذین لا یومنون *

اے اولاد آدم کی ہمنے اوتاری تم پر پوشاک کہ ڈھانکے تمھارے عیب اور رونق اور لباس پرہیزگاری کا یہہ اچھا ہی یہہ نشانیاں ہیں اللہ کی شاید وہ لوگ دھیان کریں اے اولاد آدم کی نہ بہکاوے تمکو شیطان جیسا نکالا تمھارے ما باپ کو باغ سے اترواٹے اُن کے کپڑے کہ دکھاوے اُنکو عیب اُنکے وہ دیکھتا ہی تمکو اور اُسکی قوم جہاں سے تم اُنکو نہ دیکھو ہمنے رکھے ہیں شیطان رفیق اُن کے جو ایمان نہیں لاتے —

توریت مقدس

(۸) وَیِّشمعُو اِیتّه قُول یہو وَاہ اِلُوهیم متہلّخ بگّان لِرُوَاح هَیّوم وَیّتحبّی هَا آدم وَ اِشتُو مِپّنی یہو وَاہ اِلوہیم بتُوخ عص هگّان *

(۹) وَیِّقرا یہو واہ الوهیم اِیل ها آدم و یُومِر لو اَییکّه *

۸ اور سنی اُنھوں نے آواز ‡ خداے معبود کی چلتے ہوئے جنت میں وقت ٹھنڈی ہوا دنکے اور چھپ § گیا آدم اور اُسکی عورت منہہ سے خداے معبود کے بیچ میں درخت جنت کے —

۹ اور پکارا خداے معبود نے آدم کو اور کہا اُسکو کہاں ہی تو —

---

† سورۃ اعراف آیت ۲۶ و ۲۷ —

‡ ایوب ۳۸ — ۱ —

§ ایوب ۳۱ — ۳۳ — یرمیاہ ۲۳ — ۲۴ — عاموس ۹ — ۳ —

*

توریت مقدس

(۱۰) ویومر ایت قولخَ شمعتي بگّان و ایرا کي

عروم انوخي و احابي *

۱۰ اور کہا تیري آواز تو سنا میں نے جنت میں اور ڈرا میں
† نہ ننگا ہوں میں اور چھپ گیا میں —

توریت مقدس

(۱۱) ویومر مي هگّید لخ کي
عروم اتّه همِن ها عص اشر صوّیتيخ
لبلتي اخل ممنو اخلتا *

(۱۲) ویومر ها آدم ها ایشه اشر
نتتّه عمّادي هي ناتنه لي من ها عص
و اخل *

۱۱ اور کہا کسنے خبر دي تجھکو کہ ننگا ہی
تو کیا اُس درخت سے جس سے سمجھایا میں نے
تجھکو ہرگز نہ کھانا اُس سے کھایا تونے —

۱۲ اور کہا آدم نے وہ عورت ¶ جو دي تونے
میرے ساتھہ اُس نے دیا مجھکو اُس درخت سے اور
کھایا میں نے —

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۱۱ ‡ و نادیهما ربهما الم انهکما عن تلکما
الشجرة و اقل لکما ان الشیطن لکما عدو مبین *

۱۲ § قالا ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر
لنا و ترحمنا لنکونن من الخسرین *

|| فتلقی آدم من ربه کلمت فتاب علیه
انه هو التواب الرحیم *

اور پکارا اُنکو اُنکے رب نے کہا منع نکیا تھا میں
نے تمکو اس درخت سے اور نہ کہا تھا تمکو کہ
شیطان تمھارے اپنے کھلا دشمن ہی —

کہا اُنھوں نے اے رب ہمارے ہمنے زیادتي کي
اپني جانوں پر اور اگر تو نہ بخشے ہمکو اور ہم پر رحم
نکرے تو ہم ہو جاویں نامرادوں سے —

پھر سیکھہ لیں آدم نے اپنے رب سے کئي باتیں پھر
متوجہہ ہوا اُسپر بےشک وهي ہی معاف کرنے والا
مہربان —

---

† باب ۲ — ۲۵ — خروج ۳ — ٦ — ۱ — یوحنا ۳ — ۲۰ —
‡ سورة اعراف آیت ۲۲ —
§ سورة اعراف ایت ۲۳ —
|| سورة بقر آیت ۳۷ —
¶ باب ۲ — ۱۸ — ایوب ۳۱ — ۳۳ — امثال ۲۸ — ۱۳ —

توریت مقدس

(۱۳) ویومر یہو واہ الوهیم لایشه مه زوت عسیت
و تومر ها ایشه هنحاش هشیئنی و اخل *

۱۳ اور کہا خداے معبود نے عورت کو کیا یہہ کیا تونے اور کہا
عورت نے سانپ نے † بہولایا مجھکو اور کہایا میں نے —

توریت مقدس	مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے
(۱۴) ویومر یہو واہ الوهیم ال هنحاش کی عسیت زوت ارور اته مکول هبہمه و مکول حیة هساده عل گحو نخ تلخ و عفار توخل کل یمی حییخ *	۱۴ ‡ قال فاخرج منها فانک رجیم و ان علیک لعنتی الی یوم الدین *
۱۴ اور کہا خداے معبود نے سانپ § کو اسلیئے کہ کیا تونے یہہ ملعون هی تو تمام چوپایوں سے اور تمام جاندار جنگل سے اوپر اپنے پیٹ کے چلیگا تو اور مٹی ‖ کہاویگا تو تمام دن اپنی زندگی کے —	کہا تو نکل یہاں سے کہ تو مردود هوا اور تجھپر میری پھٹکار هی جزا کے دن تک —

† روس ۳ — ۲ نامہ کرنتھیان ۱۱ — ۳ — ۱ تیموتی ۲ — ۱۴ —

‡ سورة ص آیت ۷۷ و ۷۸ — سورة حجر آیت ۳۵ —

§ عروج ۲۱ — ۲۹ و ۳۲ —

‖ اشعیاہ ٦٥ — ۲۵ — میکاہ ۷ — ۱۷ —

توریت مقدس

(۱۵) وَاَیبَہ آسِیت بینخ اُو بین ہَا اِیشہ اُو بین زَرعِیخ اُو بین زرعَہ ہُو یشُو فِخَ رُوش وِ اَتّہ تشُو فِنُو عَقب *

۱۵ اور دشمنی رکھونگا درمیان تیرے اور درمیان عورت کے اور درمیان اولاد تیری ¶ کے اور درمیان اولاد اُسکی * کے وہ ┼ کچلیگا ‡‡ تیرا سر اور تو کچلیگا اُسکی ایڑی —

مطابقت قرآن مجید و احادیث سے

۱۵ † قال اهبطوا بعضکم لبعض عدو *

‡ قال اهبطا منها جمیعا بعضکم لبعض عدو *

§ قال رب بما اغویتنی لازینن لهم فی الارض ولاغوینهم اجمعین الا عبادک منهم المخلصین قال هذا صراط علی مستقیم ان عبادی لیس لک علیهم سلطان الا من اتبعک من الغاوین *

|| قال فبعزتک لاغوینهم اجمعین الا عبادک منهم المخلصین قال فالحق والحق اقول لاملان جهنم منک وممن تبعک منهم اجمعین *

کہا تم نکلو ایک دوسرے کے دشمن ہوکے —

کہا نکلو یہاں سے سب ایک دوسرے کے دشمن —

کہا اے رب جیسا تونے مجھکو راہ سے کھویا میں انکو بہاریں دکھاؤنگا زمین میں اور راہ سے کھوؤنگا ان سب کو مگر جو تیرے پیارے بندے ہیں کہا یہہ راہ ہی مجھہ تک سیدھی جو میرے بندے ہیں تجھکو انپر کچھہ زور نہیں مگر جو تیری راہ چلا خراب لوگوں میں —

کہا تو قسم ہی تیری عزت کی میں گمراہ کرونگا ان سب کو مگر جو بندے ہیں اُنمیں تیرے پیارے فرمایا تو ٹھیک بات یہہ ہی اور میں ٹھیک ہی کہتا ہوں مجھکو بھرنا دوزخ تجھہ سے اور جو انمیں تیری راہ چلے اُس سے سارے —

---

† سورہ اعراف آیت ۲۴ — سورہ بقر آیت ۳۶ —

‡ سورہ طہ آیت ۱۲۳ —

§ سورہ حجر آیت ۳۸ لغایت ۴۳ —

|| سورہ ص آیت ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ —

¶ متی ۳ — ۷ — ۱۳ — ۳۸ — ۲۳ — ۳۳ — یوحنا ۸ — ۴۴ — اعمال ۱۳ — ۱۰ — ۱ یوحنا ۳ — ۸ —

* زبور ۱۳۲ — ۱۱ — اشعیاء ۷ — ۱۴ — میکاہ ۵ — ۳ — متی ۱ — ۲۳ و ۲۵ — لوقا ۱ — ۳۱ و ۳۲ و ۳۵ — نامہ گلیتیان ۴ — ۴ —

┼ نامہ رومیان ۱۶ — ۲۰ — نامہ کلسیان ۲ — ۱۳ — نامہ عبریان ۲ — ۱۴ — ۱ یوحنا ۵ — ۵ — مشاہدہ ۱۲ — ۷ و ۱۷ —

‡‡ (بموجب لاطینی اور انگریزی ترجموں کے کاٹیگی) —

توریت مقدس

(۱۶) ایل ها ایشه امر هربه اربه عصبونخ وهرو نخ بعصب تلدي بنیم وایل ها ایشخ تشو قانخ وهو یمشال بخ *

(۱۷) ولادم امر کي شمعت لقول اشتخ وتوخل من ها عص اشر صوي تیخ لیمور لو توخل ممنو اروره ها ادمه بعبو رخ بعصبون توخلنه کل یمي حیخ *

۱۶ عورت کو کہا بہت بڑھیگا رنج تیرا اور حمل تیرا ساتھہ مشقت † کے جنیگي تو لڑکوں کو اور طرف اپنے مرد کے شوق ‡ تیرا اور وہ مسلط § رهیگا تجھپر —

۱۷ اور آدم کو کہا کہ سنا ‖ تونے کہنا عورت اپني کا اور تونے کہا لیا ¶ اُس درخت سے جس سے * منع کیا میں نے تجھکو کہہ کر نہ کہائیو تو اُس سے هوئي ملعون ┼ زمین واسطے تیرے ساتھہ مشقت ┼┼ کے کہاویگا تو تمام دن اپني زندگي کے —

---

† زبور ۴۸ — ۶ — اشعیاہ ۱۳ — ۸ — ۲۱ — ۳ — یوحنا ۱۶ — ۲۱ — ۱ تموتي ۲ — ۱۵ —

‡ باب ۴ — ۷ — اور ترجموں میں تابع —

§ ۱ نامہ کرنتهیان ۱۱ — ۳ — ۱۴ — ۳۴ — نامہ افیسیان ۵ — ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ —

۱ تموتي ۲ — ۱۱ و ۱۲ تیتس ۲ — ۵ — ۱ پطرس ۳ — ۱ و ۵ و ۶ —

‖ ۱ سموئیل ۱۵ — ۲۳ —

¶ ورس ۶ —

* باب ۲ — ۱۷ —

┼ واعظ ۱ — ۲ و ۳ — اشعیاہ ۲۴ — ۵ و ۶ — نامہ رومیان ۸ — ۲۰ —

┼┼ ایوب ۵ — ۷ — واعظ ۲ — ۲۳ —

توریت مقدس

(۱۸) وِ قُوص وِ دَرڈَر تصمِیَحْ لَخ وِ اَخلت ایت

عیسب هسّاده *

۱۸ اور کانٹا ‡ اور اونٹ کٹارا تیرے واسطے اوگاویگی اور کھاویگا تو

گھاس کو میدان کی —

توریت مقدس

(۱۹) بزعة اَپّیخ تو خَل لِحم عد

شو وخ ایل ها ادمه کی مِمّنّه لقحت

کی عفر اتّه وِ ال عفر تشوب *

۱۹ پسینا ¶ سے اپنے منھ کے کھاویگا تو طعام

تا موڑ تیری طرف زمین کی کہ اُس سے لیا گیا ہی تو

کیونکہ مٹی * ہی تو اور طرف ǂ مٹی کے عود

کریگا تو —

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۱۹ § و لکم فی الارض مستقر و متاع الی

حین قال فیها تحیون و فیها تموتون و منها

تخرجون *

|| منها خلقنا کم و فیها نعیدکم و منها

نخرجکم تارة اخری *

اور تمکو زمین پر ٹھیرنا ہی اور برتنا ہی

ایک وقت تک کہا اسمیں تم جیئوگے اور اُسیمیں مروگے

اور اُسی سے نکالے جاؤگے —

اسی زمین سے ہمنے تمکو بنایا اور اسی میں

تمکو پھر ڈالتے ہیں اور اُسی سے نکالینگے تمکو

دوسری بار —

توریت مقدس

(۲۰) وِ یِقرا ها آدم شِم ایشتو حَوّه کی هی

هائته ام کُل حی *

۲۰ اور پکارا آدم نے نام اپنی عورت کا حوا کہ وہ تھی ماں

تمام زندونکی —

---

† ایوب ۳۱ — ۴۰ —

‡ زبور ۱۰۴ — ۱۴ —

§ سورۂ اعراف آیت ۲۴ و ۲۵ — سورۂ بقر آیت ۳۶ —

|| سورۂ طٰه آیت ۵۵ —

¶ واعظ ۱ — ۱۳ — ۲ نامۂ تھسلنیان ۳ — ۱۰ —

* باب ۲ — ۷ —

ǂ ایوب ۲۱ — ۲۶ — ۳۴ — ۱۵ — زبور ۱۰۴ — ۲۹ — واعظ ۳ — ۲۰ — ۱۲ — ۷ —

نامۂ رومیان ۵ — ۱۲ نامۂ عبریان ۹ — ۲۷ —

توریت مقدس

(۲۱) وַיַּעַשׂ יְהוָה אֱלֹהִים לְאָדָם וּלְאִשְׁתּוֹ כָּתְנוֹת עוֹר וַיַּלְבִּשֵׁם *

(۲۲) וַיֹּאמֶר יְהוָה אֱלֹהִים הֵן הָאָדָם הָיָה כְּאַחַד מִמֶּנּוּ לָדַעַת טוֹב וָרָע וְעַתָּה פֶּן יִשְׁלַח יָדוֹ וְלָקַח גַּם מֵעֵץ הַחַיִּים וְאָכַל וָחַי לְעֹלָם *

۲۱ اور بنایا خداے معبود نے واسطے آدم اور واسطے اُسکی عورت کے لباس چمڑے کا اور پہنایا اُنکو —

۲۲ اور کہا خداے معبود نے † اب آدم ہوگیا مانند ایک کے اُس میں سے بسبب جاننے بھلائی اور برائی کے اور اب شاید بڑھاوے اپنا ہاتھ اور لیوے ‡ بھی درخت زندگی سے اور کھا لیوے اور جیتا رہے ہمیشہ —

توریت مقدس

(۲۳) וַיְשַׁלְּחֵהוּ יְהוָה אֱלֹהִים מִגַּן עֵדֶן לַעֲבֹד אֶת הָאֲדָמָה אֲשֶׁר לֻקַּח מִשָּׁם *

۲۳ اور نکالا اُسکو خداے معبود نے جنت عدن سے واسطے ¶ کمانے زمین کے جو لیا گیا تھا وہاں سے —

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

§ ۲۳ قلنا اهبطوا منها جميعا فاما ياتينكم مني هدى فمن تبع هداي فلا خوف عليهم و لاهم يحزنون *

|| فاخرجهما مما كانا فيه *

ہمنے کہا نکلو یہاں سے سارے پھرکبھی پہونچے تمکو راہ کی خبر تو جو کوئی چلا میرے بتائے پر پھر نہ ڈر ہوگا اُنکو اور نہ غم —

پھر نکالا اُنکو اُس سے جسمیں وہ دونوں تھے —

---

† ورس ۵ مشابہ اشعیاہ ۱۹ — ۱۲ — ۳۷ — ۱۲ — ۱۳, ۱۲ — یوحنا ۸ ۲۲ — ۲۳ —
‡ باب ۲ — ۹ —
§ سورۃ بقر آیت ۳۸ —
|| سورۃ بقر آیت ۳۶ —
¶ باب ۴ — ۲ — ۹ — ۲۰ —

توریت مقدس

(۲۴) و یگرش ایته ها آدم و یشقن میقدم لگن
عدن ایته هکرو بیم و ایه لهط هحرب همتهپکه لشمو
ایته و رخ عص هحیم *

۲۴ اور نکالدیا آدم کو اور مقرر کیا † سامنے جنت عدن ‡ کے
فرشتوں کو اور چمک تلوار گهومتي کو واسطے حفاظت رستہ درخت
زندگي کے —

تفسیر

(سانپ) تمام علماء یہودي اور عیسائي اور مسلمان اس پر اتفاق رکهتے هیں که سانپ سے اس مقام پر شیطان مراد هي — کتاب وزدم کا مصنف جو یهودي مذهب کے مسائل سے خوب واقف تها اُسي کتاب کے باب ۲ — ۲۴ میں لکهتا هی که شیطان کے حسد سے دنیا میں موت کا ظهور هوا — مقدس یوحنا کي انجیل باب ۸ — ۴۴ میں لکها هی که شیطان شروع پیدایش سے قاتل هی اور مشاهدات باب ۱۲ — ۹ باب ۲۰ — ۲ و ۱۰ میں شیطان کو ایک بڑا اژدها پرانا سانپ کها هی جس نے تمام دنیا کو دغا دي " قرآن مجید میں سانپ کا لفظ نهیں هی بلکه اُس کي جگهه شیطان هي کا لفظ آیا هی اس سے معلوم هوتا هی که سانپ سے شیطان مراد لینے پر تینوں مذهبوں کا اتفاق هی *

مگر بحث اس پر هی که شیطان نے کیونکر فریب دیا — علماء یهودي اور عیسائي کهتے هیں که شیطان نے سانپ کي صورت بنکر یهه کام کیا تفسیر § هنري واسکات میں لکها هی که " شاید آدم اور حوا نے اپني صاف دلي اور بے سمجهي کے رغبت کرنے سے یهه سمجها تها که سانپ میں ایسي حیواني دانائي هی جو به نسبت حیواني دانائي کسي جانور کے انسان کي عقل کے اثروں سے زیاده مشابه هی اس لیئے شیطان کو اُن کي یهه راے دریافت هوکر اُن کے بهکانے میں اُسي جانور کي صورت بننا خیال میں آیا کیونکه سانپ گفتگو کرتا هوا معلوم هوا مگر حقیقت میں سانپ کے ظهور میں شیطان نے گفتگو کي جیسا کا حضرت مسیح علیه‌السلام کے زمانه میں ناپاک روحیں آسیب زده شخصوں کي زبانوں سے

---

† باب ۲ — ۸ —
‡ زبور ۱۰۴ — ۴ — نامه عبریاں ۱ — ۷ —
§ تفسیر هنري واسکات مطبوعه سنه ۱۸۵۲ع جلد ۱ صفحه ۵ —

بولا کرتي تهیں عام راے اور تمام کتاب اقدس اس نتیجه کي طرف لیجاتي هی که سانپ صرف آله تها اور شیطان اصلي کام کرنے والا جس کو اسي لیئے شروع زمانه سے سانپ اور قدیم اژدها اور جهوٹا اور قاتل کہا جاتا هی" *

بعض عیسائي عالم یهه خیال کرتے هیں که یهه سانپ به سبب دغا بازي کے حوا کو فرشته معلوم هوا اور اُس کي سند میں مقدس یوحنا حواري کا قول هی جو گرنتهیوں کے دوسرے نامه کے باب ۱۱ — ۳ و ۱۴ میں هی لاتے هیں اور وہ قول یهه هی که " شیطان بهي اپني صورت کو روشن فرشته سے بدل ڈالتا هی " اور اُسي باب میں یهه بهي هی که " سانپ نے اپني دغابازي سے حوا کو فریب دیا " *

مگر مجهکو یهه بتانا چاهیئے که مسلمان کیا کہتے هیں هم مسلمانوں کے عالم جو درجه تحقیق تک اپنا قدم بڑهانا نهیں چاهتے اسي قسم کي باتیں بناتے هیں مگر اس مقام کي تحقیق اس بات پر موقوف هی که اول بیان کیا جاوے که شیطان کیا چیز هی *

جبکه هم مسلمان اپنے مذهب کي مقدس کتابوں پر غور کرتے هیں تو یهه پاتے هیں که شیطان کوئي علاوہ وجود انسان سے نهیں رکهتا بلا شبهه جیسا که هم دیکهتے هیں که هم سے نیچے بہت سے درجے مخلوقات کے هیں اسي طرح همکو اس بات سے انکار کي کوئي وجهه نهیں هی که هم سے اوپر بهي بہت سے درجے مخلوقات کے هوں بلکه اُن کے هونے کي بہت سي سندیں هولي بیبل میں اور اپنے مذهب کي مقدس کتابوں میں بهي پاتے هیں مگر شیطان اُن سلسلوں میں سے کسي سلسله میں داخل نهیں هی *

حقیقت یهه هی که الله تعالی نے اپني حکمت کامله سے انسان کا خمیر اور اُس کي بناوٹ ایسي قوتوں سے مرکب کي هی جس میں خیر و شر دونوں هیں اور جو قواے ملکوتي اور قواے بهیمي کہے جاتے هیں اُن میں سے قواے بهیمي جو انسان کو برائي اور شرارت کي طرف ترغیب دیتے هیں اُن کا نام شرع میں شیطان رکها گیا هی نه یهه که وہ انسان سے علاحدہ کوئي مخلوق هی' اب میں اسکے ثبوت پر چند سندیں پیش کرتا هوں *

مشکواة شریف میں بخاري و مسلم سے حدیث نقل کي هی که حضرت انس سے روایت هی که " رسول خدا صلی الله علیه وسلم نے فرمایا که بےشک شیطان پهرتا هی انسان میں جگهه پهرنے خون کے پس اس حدیث کي رو سے کیا تم یهه خیال کرسکتے هو که شیطان کا ایک علاحدہ وجود هی جو انسان میں دوڑا پهرتا هی *

مشکواة باب الوسوسة
عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الشیطان یجري من الانسان مجري الدم متفق علیه

اور اسي کتاب میں اُنہیں کتابوں سے حدیث نقل کي هی که حضرت ابوهریره سے روایت هی که "رسول خدا صلی الله علیه وسلم نے فرمایا که آتا هی شیطان تم میں سے ایک کے پاس اور کہتا هی کس نے پیدا کیا اس کو اور کسنے پیدا کیا اُس کو یہانتک که کہتا هی که کسنے پیدا کیا تیرے خدا کو پھر جب وہ یہاں تک پہونچے تو چاهیئے که پناه مانگے خدا سے اور بس کرے" دیکھو اس قسم کے وسوسے انسان کے دل میں اُٹھتے هیں مگر کوئي دوسرا وجود انسان کے سامنے یا اُس کے خیال میں نہیں هوتا اس سے ثابت هوتا هی که اُنهي خیالات کو جو شریر قوتوں سے خود انسان میں اُٹھتے هیں شیطان کہا گیا هی *

مشکوٰة
عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلي الله عليه وسلم ياتي الشيطان احدكم فيقول من خلق كذا من خلق كذا حتي يقول من خلق ربك فاذا بلغه فليستعذ بالله ولينته متفق عليه

اُسي کتاب میں مسلم سے حدیث نقل کي هی که حضرت عثمان ابن ابی العاص سے روایت هی که "اُنهوں نے رسول خدا صلی الله علیه وسلم سے عرض کیا که شیطان میرے اور میري نماز کے اور میرے پڑھنے کے درمیان میں آکھا متشابه کرتا اُس کو مجھه پر پھر فرمایا رسول خدا صلی الله علیه وسلم نے وہ شیطان هی جس کو خنزب کہتے هیں پس جس وقت که تو اُس کو معلوم کرے تو اُس کي برائي سے خدا سے پناه مانگ اور بائیں طرف تین بار تھو تھو کردے (یہه ایک فعل وسوسه مٹانے کا هی) راوي نے کہا که میں نے اسي طرح کیا پھر دور کیا اُس کو خدا نے مجھه سے" پس غور کرو که جو حالت اس حدیث میں مذکور هی ایسي حالت میں کوئي دوسرا وجود انسان میں اور اُس کي نماز میں حایل نہیں هوتا مگر خود خیالات اُسي انسان کے جو صاف دلیل هی اس بات کي که اُنهي وسوسوں کا نام شیطان رکھا گیا هی *

مشکوٰة
عن عثمان بن ابي العاص قال قلت يا رسول الله ان الشيطان قد حال بيني و بين صلوتي و بين قراتي يلبسها علي فقال رسول الله صلي الله عليه وسلم ذاك شيطان يقال له خنزب فاذا احسسته فتعوذ بالله منه واتفل علي يسارك ثلاثا ففعلت ذلك فاذهبه الله عني رواه مسلم

اُسي کتاب میں ترمذي سے حدیث نقل کي هی که "حضرت ابن مسعود سے روایت هی که رسول خدا صلی الله علیه وسلم نے فرمایا که ابن آدم یعني انسان میں ایک حصه شیطان کا هی اور ایک حصه فرشتے کا ' شیطان کا حصه ڈالنا هی آدمي کا برائي

مشکوٰة
عن ابي مسعود قال قال رسول الله صلي الله عليه وسلم ان للشيطان لمة بابن آدم وللملك

---

† سورة ص آیت ۷۷ و ۷۸ سورة حجر آیت ۳۵ —
‡ خروج ۲۱ — ۶ — و — ۳ —

لمة فاما لمة الشيطان فايعاد بالشر و تكذيب بالحق و اما لمة الملک فايعاد بالخير و تصديق بالحق فمن وجد ذلک فليعلم انه من الله فليحمد الله و من وجد الاخرى فليتعوذ بالله من الشيطان الرجيم ثم قراء الشيطان يعدكم الفقر و يامركم بالفحشاء رواه الترمذي

ميں اور سچ کے جھٹلانے ميں' اور فرشتے کا ڈالنا هی آدمي کا بھلائي ميں اور سچ کو قبول کرنے ميں ' پھر جو کوئي اُس کو پاوے تو جانے که بے شک خدا کي عنايت سے هی اور خدا کا شکر کرے' اور جو شخص اُس دوسرے کو پاوے تو چاهيئے که خدا سے پناه مانگے شيطان مردود سے - پھر حضرت نے قرآن مجيد کي آيت پڑھي که شيطان وعده ديتا هی تمکو تنگي کا اور حکم کرتا هی بے حيائي کا " اس حديث سے نهايت صفائي سے ظاهر هی که يهي قواے ملکوتي و بهيمي جو هم ميں هيں اُنهي ميں سے ايک کا نام شيطان هی *

اُسي کتاب ميں مسلم سے حديث نقل کي هی که " ابن مسعود سے روايت هی که رسول خدا صلی الله عليه وسلم نے فرمايا که تم ميں سے (يعني بني نوع انسان ميں سے) کوئي نهيں هی جس کے ساتھه ايک اُس کا ساتھي جن يعني شيطان سے اور ايک ساتھي فرشتوں ميں سے نهو - لوگوں نے عرض کيا که يا رسول الله آپ کے بھي - آپنے فرمايا که ميرے بھي' ليکن الله تعالی نے ميري مدد کي هی اُس پر پھر وه مطيع هوگيا هی مجھکو کچھه نهيں کهتا مگر بھلائي کا " اس حديث سے معلوم هوتا هی که شيطان وهي قواے بهيمه هيں جنسے انسان کي ترکيب هوئي هی نه اور کچھه *

مشکواة
عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم ما منکم من احد الا و قد وکل به قرينه من الجن و قرينه من الملائکة قالوا و اياک يا رسول الله قال و اياي ولکن الله اعانني عليه فاسلم فلا يامرني الا بخير رواه مسلم

اُسي کتاب ميں بخاري و مسلم سے حديث نقل کي هی که" رسول خدا صلی الله عليه وسلم نے فرمايا که کوئي بچه بني آدم کا نهيں هی جسکي پيدايش کے وقت شيطان نے اُس کو نه چھوا هو ' پھر وه چلاتا هی شيطان کے چھونے سے سواے حضرت مريم اور اُن کے بيٹے حضرت مسيح کے " بس غور کرو که رونا بچه کا بروقت پيدا هونے کے هوتا هی به سبب تحريک قواے بهيمه کے جسکو اِس جگهه شيطان کے چھونے سے تعبير کيا گيا هی حضرت مريم اور حضرت مسيح عليه السلام کو اِس بات سے اسليئے مستثنی کيا هی که قواے بهيمه غالب تر قوت جو انسان ميں هی اور جو اُس کي عفت و عصمت ميں خلل ڈالتي هی اُس سے اُن کا پاک هونا هر طرح پر ثابت کيا جاوے *

مشکواة
عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه واله وسلم مامن بني آدم مولود الا يمسه الشيطان حين يولد فيستهل صارخا من مس الشيطان غير مريم و ابنها متفق عليه

شیخ محب الله الہ آبادی در شرح فصوص میفرماید چیزیکه باز دارد ترا از حق و یاد حق پس آن شیطان تست شیطان دشمن ترین دشمنان تست که دمی از تو جدا نشود و شب و روز در تو بادم سیر کند و جز ہلاکت ترا دوست ندارد *

شیطنت گردن کشی بد در لغت * مستحق لعنت آمد این صفت
اسپ سر کش را عرب شیطانش خواند * نے ستورے را که در مرعی بماند

کچھ عجب نہیں کہ بعض مسلمان اور بعض علماء عیسائی بھی اس گفتگو سے موافقت نہ کریں، مگر حقیقت یہی ہی جو میں نے بیان کی اور انجیل مقدس سے بھی پایا جاتا ہی جو میں کہتا ہوں *

مارک باب ۴ — ۱۵ میں ہی کہ " شیطان فی الفور آکے اُس کلام کے بیج کو جو اُنکے دلوں میں بویا گیا تھا لیجاتا ہی " کیا تم خیال کرسکتے ہو کہ یہہ شیطان کوئی علاحدہ وجود انسان سے رکھتا ہی اور ہوا کی مانند انسان کے بدن میں گھس جاتا ہی، اگر فرض کرو کہ ایسا ہو تو تم خیال کرسکتے ہو کہ کلام جو ایک عقلی چیز ہی اور عقل ہی میں اُسکا وجود یا عدم وجود ہوتا ہی اُس کو کوئی دوسرا خارجی وجود وہ شیطان ہی کیوں نہو لیجا سکتا ہی *

یوحنا باب ۱۳ — ۲۷ میں ہی کہ " بعد اُس نوالہ کے شیطان اُس میں بیٹھا " کیا تم یہہ جان سکتے ہو کہ شیطان ہوا کی مانند یہوداہ اسکریوتی کے پیٹ میں بلکہ اُس کے تمام قوی میں گھس گیا *

مقدس پال کا تھسلیوں کو پہلا خط باب ۲ — ۱۸ میں یہہ فقرہ ہی کہ " ایک یا دو بار چاہا کہ تمہارے پاس آؤں پر شیطان نے ہمیں روکا " کیا یہہ خیال کیا جاسکتا ہی کہ جیسے ہم یا تم ایک آدمی کو آنکر جانے سے روک دیتے ہیں اسی طرح شیطان اپنے وجود سے جیسا اُس کا وجود ہو آیا اور جانے سے روک دیا *

غرض کہ جب تدقیق نظر کلام الہی پر کی جاوے تو بجز اُس کے اَور کوئی متفق نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ ہمارے قوی جو ہم ہی میں موجود ہیں اور جو برے اور بد کام کرنے کے باعث ہوتے ہیں اُنہی کو شیطان کہا گیا ہی نہ اَور کسی وجود کو، کتابہاے مقدس کے بعضی ایسے ورس یا قرآن مجید کی بعضی ایسی آیتیں جن سے ظاہر میں شیطان کا ایک اصلی وجود پایا جاتا ہی قابل بحث کے باقی رہیں مگر اُن سے اس مقام پر بحث کرنی ضرور نہیں کیونکہ اُن میں جو گفتگو ہی وہ اپنے اپنے مناسب مقام پر آویگی *

مگر اتنی بات یاد رکھنی چاہئیے کہ باوجودیکہ یہہ قوی ہم ہی میں سے ہیں اور ہماری زندگی کے لیئے ایک جزو ہیں پر ہماری روح سے ایک ایسی دشمنی رکھتے ہیں جو کبھی

جانے والي نہيں اِس زہريلے پرانے سانپ کا ايسا اثر ہی کہ اُس سے انسان کو (بجز اُنکے جن پر خدا رحم کرے) نجات نہيں حقيقت ميں يہي اژدہا جہوٹا دغاديني والا ہمسے باتيں کرتا ہی ہمکو بہکاتا ہی اور ہم اُسکے فريب سے غافل رہتے ہيں' يہہ ايسا دشمن دوست سا ہی کہ انبيا کو ضرور تہا کہ اُسکے حال سے اور اُسکے کاموں سے بخوبي سبکو خبردار کريں' اسواسطے الہام کي زبان ميں اکثر اِس کو اِسطرح بيان کيا جاتا ہی جيسے ايک وجود مقابل ميں انسان کے تاکہ انسانکي طبيعت پر اُسکي برائي اور بد خصلتي کا ايسا اثر پيدا ہو جيسےکہ مقابل کے دشمن کي برائي کا اثر ہوتا ہی اور اسواسطے جو سوال وجواب کہ ہم خود اپنے آپ سے (يعني اُس شيطاني حصہ سے جو خود ہم ميں ہی) کرتے ہيں اُنکو اسطرح تعبير کيا جاتا ہی جيسےکہ ايک مقابل کے وجود سے سوال وجواب کرتے ہيں اور اسواسطے کبھي اِسکے اثرات کو بطور وجودوں کے تعبير کيا جاتا ہی اور جو انتظام کہ اُن اثرات ميں ہيں اُنکو بطور ايک لشکر کے بيان کيا جاتا ہی تاکہ انسان اِس بغلي دشمن سے نہايت خبردار ہو جاوے ورنہ حقيقت ميں کوئي علحدہ وجود نہيں ہی ہم خود ہي شيطان ہيں اور ہم خود ہي رحمن ہيں' پس اُنہي قواے بہيميہ کو جنسے آدم وحوا بنائے گئے تہے اور جو نہايت زہريلا اثر اور نہايت دشمني انسان کي روح سے رکہتے تہے خدا نے سانپ تعبير کرکر بيان فرمايا تاکہ ظاہري سانپ کي دشمني اور اُسکے زہريلے اثر سے ہم اُس پرانے سانپ کي جو ہم ميں ہی دشمني اور زہريلے پن پر پے لے جاويں نہ يہہ کہ وہاں کوئي ايسا شيطان تہا جو آدم وحوا سے جدا وجود رکہتا تہا اور وہ سانپ کي صورت بن گيا تہا يا اصلي سانپ ميں گہس گيا تہا *

(اور کہا) آدم وحوا جو يہہ بات جان چکے تہے کہ جس درخت کے کہانے سے خدا نے منع کيا ہی وہ درخت بہلائي † اور برائي کي پہچان کا ہی اِسبات نے حوا کو اُس درخت کے کہانے کي طرف رغبت دلائي اور وہ حصہ شرارت اور شيطنت کا جو انسان ميں ہی حرکت ميں آيا اور حوا خود بخود اُس سے سوال وجواب کرنے لگي' اُسي حالت رغبت ميں حوا کے دل ميں آيا يعني اُس شيطان نے حوا سے کہا کہ کيا خدا نے اس باغ کے سب درختوں کے کہانے سے منع کيا ہی *

۲ و ۳ – اِس وسوسہ کے دلميں آنے پر حوا کو خدا کا منع کرنا ياد آيا اور جسقدر کہ خدا نے حکم ديا تہا اُسميں زيادہ سختي کي اور خود اُس وسوسہ کا يعني شيطان کا جواب ديا کہ باغ کے سب درختوں ميں سے ہم کہاتے ہيں' خدا نے صرف اُس درخت کے کہانے بلکہ اُسکے چہونے سے منع کيا ہی جو باغ کے بيچوں بيچ ميں ہی تاکہ ہم ايک قسم کے مرنے سے نہ مرجاويں *

† پيدايش ۲ — ۱۷ —

۴ — حوا نے جو یہہ بات کہی کہ اُس درخت کے چھونے سے بھی منع کیا ہی خدا کے حکم میں زیادہ سختی کی کیونکہ خدا نے صرف کھانے سے منع کیا تھا اور اُس کے چھونے کی ممانعت نہیں کی تھی' اسی سختی نے جو حوا نے خدا کے حکم میں کی حوا کو دھوکے میں ڈالا اور شیطان کو یہہ کہنے کا قابو ملا کہ نہیں تم نہ مروگی *

۵ — حوا اسبات کو جانتی تھی کہ یہہ درخت بھلائی اور برائی کی پہچان کا ہی پھر اُسکے کھانے سے مرجانا کیا چیز ہی اور جس قسم کی موت کو خدا نے بتایا تھا اُسکی اصلی ماھیت اب تک کھلی نہ تھی کیونکہ اُس درخت کے کھانے کے بدون اُسکی ماھیت کا کھلنا غیر ممکن تھا — قدر این بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی — اسلیئے حوا کے دلمیں وسوسہ آیا یعنی شیطان نے کہا کہ اُس درخت کے کھانے سے تمہاری آنکھیں کھل جاوینگی اور تم فرشتوں کی طرح بھلائی اور برائی کے جاننے والے ہوجاؤ گے *

یہہ شیطانی وسوسہ حوا کی آنکھہ میں روشنی کے فرشتہ کی مانند دکھائی دیا کیونکہ وہ یہہ سمجھی کہ اِس درخت کے کھانے سے ہماری موجودہ حالت کو زیادہ ترقی ہوگی اور ہم فرشتوں کی مانند بھلائی اور برائی کے پہچاننے والے ہوکر زیادہ درجہ خدا کی بارگاہ میں حاصل کرینگے *

۶ — اِس خیال سے حوا نے اُس درخت کا پھل لیا اور کھایا اور آدم کو بھی دیا اور اُسنے بھی کھایا † تفسیر ھنری واسکات میں لکھا ہی کہ " ترغیب دینے والا اپنا مطلب پاکر زیادہ دلیر ہوگیا اور حکم الہی کے برخلاف حوا کو سیدھی رہنمائی کی اور اپنے دلیر کلاموں پر زیادہ اعتماد حاصل کرنے کے لیئے اور اُنہیں مستحکم کرنے کے لیئے اُس نے قسم کھائی اور بے ایمانی سے اپنے بڑے جھوٹوں کو سچ کرنے کے لیئے خدا کا نام لیا *

شیطان کے قسم کھانے کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہی جس کی مراد صرف اِس قدر ہی کہ وہ شیطانی وسوسہ جو حوا کے دل میں آیا تھا اُس نے خدا کی درگاہ میں زیادہ مقرب ہو جانے کی غلط نمائی سے نہایت استحکام پیدا کیا اور درجہ یقین کو پہونچ گیا اور وہ بغیر کسی شک کے یہہ بات سمجھی کہ بلاشبہہ اس درخت کا کھانا نہایت اعلی درجہ کا پھل دیگا *

کیا تم یہہ سمجھتے ہو کہ یہہ سچ مچ کا ایک درخت تھا اور اُس کا پھل توڑ کر حوا نے کھالیا اور آدم کو بھی کھلادیا' نہیں اس درخت کی ماھیت میں پہلے بیان کرچکا ہوں کہ حقیقت میں یہہ درخت مثل باغ کے اور درختوں کے نہ تھا بلکہ بھلائی اور برائی کی پہچان کی ماھیت کے ظہور اور انکشاف کو جو انسان پر ہوئی تھی خدا نے بھلائی اور برائی

---

† تفسیر ھنری واسکات مطبوعہ سنہ ۱۸۵۴ع جلد ۱ صفحہ ۶ —

ني پهچان کے درخت سے تعبیر کیا تھا، پھر اُس درخت کا پھل کھانا صرف اُس ... کا قبول کرلینا هی انسان نے اپني ناداني اور بے وقوفي سے خواهش کي که وہ صفت پہچان نیک و بد کي اُس میں ڈالي جاوے اور اس بھاري بوجھہ کے اُٹھانے پر (جسے آسمان و زمین نہ اُٹھا سکے تھے) راضي هوگیا اور اپنے سر پر دھر لیا جیسا کہ قرآن مجید میں آیا هی که

"همنے دکھائي امانت آسمانوں کو اور زمین کو اور پہاڑوں کو پھر سب نے قبول نه کیا کہ اُس کو اُٹھاویں اور اُس سے ڈر گئے اور اُٹھا لیا اُس کو انسان نے وہ هی بہت زیادتي کرنے والا اپنے پر اور نادان -آسمان بار امانت نتوانست کشید- قرعه فال بنام من دیوانه زدند *

† اناعرضنا الامانةعلی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنها و اشفقن منها و حملها الانسان انه کان ظلوما جهولا

حاصل اس تمام کلام کا جو الهام کي زبان سے نکلا صرف اس قدر هی که جب خدا تعالی نے انسان کو پیدا کیا اور اُس میں جان ڈالي تو انسان مثل اور جانوروں کے محض بے عقل تھا ، اُس میں خود کسي بات کي بھلائي برائي جاننے کا مادہ نہ تھا ، جس قدر که خدا اُس کو بتاتا تھا اُسي قدر جانتا تھا اور اسي سبب سے غیر مکلف اور محض بے گناہ تھا اور کسي قسم کي موت کا اُس کو اندیشه نه تھا کیونکه جو کام اُس کے تھے وہ اپني سمجھه سے نه تھے خدا نے مادہ پہچان بھلائي اور برائي کي اُس کے سامنے ظاهر کي اوریهه بات جتا دي که اُس کو مت لو اگر لوگے تو ایک قسم کي موت سے مرجاؤگے یعني ایک سخت مصیبت میں پڑوگے اور اپنے کام کے خود ذمه دار هوگے هر ایک بات بھلي یا بري خود تمکو سمجھه کر کرني هوگي اور بھلے کام کا بھلا پھل اور برے کام کا برا پھل پاؤگے انسان نے خدا کي اس نصیحت کو نمانا اور علم خیر و شر کو حاصل کیا جس کے سبب همنے تمام حیوانات پر برتري حاصل کي هی اور جس کے سبب هم اب اپنے کاموں کے جوابدہ هوئے هیں اور برے کاموں میں پکڑے جاتے هیں اور بھلے کاموں کا بدله پاتے هیں گویا انسان پر گناہ آنے کي یهي اصلي بنیاد هی ——

من ملک بودم و فردوس برین جایم بود * آدم آورد درین دیر خراب آبادم

۷ —— (اور کھل گئیں آنکھیں اُن دونوں کی) یعني آدم اور حوا کو علم خیر و شر حاصل هوگیا اور اُنھوں نے بھلي برائي ننگے هونے کي جو اُن میں تھي اُس کو جانا *

علماء عیسائي ‡ اس مقام پر لکھتے هیں که عورت کا گناہ بڑا اور کئي قسم کا تھا یعني وہ مجرم هوئي بلند نظري کی اور نااعتمادي اور ناشکري کي اور خواهش تلاش علم کي

---

† سورۂ احزاب آیت ۷۲ —

‡ ڈائلي جلد ایک صفحه ۱۰ *

اور ممنوعہ چیز کي خواهش کي اور علانیہ خدا سے سرکشي کرنے کي اور اپنے خاوند کو بھي خدا کے حکم سے پھر جانے کي ترغیب کرنے کي اور اُس کو اور اُس کي اولاد کو گناہ میں اور بدبختي میں مبتلا کرنے کی' یہہ قول هی بشپ کیڈر صاحب کا *

اور نسبت آدم کے وہ یہہ کہتے † هیں کہ جس طرح حوا فریب میں آئي تھي اُسطرح آدم فریب میں نہیں آیا تھا کیونکہ تمتھي کے نامہ اول کے باب ۱ — ۱۴ میں هی کہ آدم نے فریب نہیں کھایا پر عورت فریب کھاکر گنھگار هوئي" مگر بااین همہ وہ کہتے هیں کہ اگر اس واقعہ کے تمام حالات پر غور کریں تو اُس کو خدا کي اُن تمام نافرمانیوں کا مربي اور نمونہ کہہ سکتے هیں جو اُس وقت سے واقع هوئیں" غرض کہ علماء عیسائي کے نزدیک آدم و حوا دونوں اس نافرماني کے سبب گنھگار هوئے اور اسي سبب سے انسان کي نسل میں گناہ آیا *

اس گفتگو پر یہہ سوال هوتا هی کہ خدا تعالی کے انصاف سے نہایت بعید هی کہ باپ کے گناہ کے سبب اُسکي تمام نسل کو جو اُس وقت وجود میں بھي نہ تھي گنھگار ٹھہراوے' کوئي وجہہ نہیں معلوم هوتي کہ باپ کے گناہ میں بیٹا پکڑا جاوے معہذا اگر انسان کي نسل پر گناہ آنے کي یہہ وجہہ هو تو کیا وجہہ هی خود آدم پر پہلے پہل گناہ آنے کي کیونکہ اُس سے پہلے نہ وہ کسي گناہ کا مجرم تھا اور نہ اُسکے کسي مربي نے گناہ کیا تھا *

مگر یہہ اعتراض هم مسلمانوں پر وارد نہیں هوتا کیونکہ هم مسلمان بموجب قول علماء محققین کے اِس ممانعت کو جو خدا کیطرف سے تھي شرعي ممانعت نہیں سمجھتے اور نہ حوا اور آدم کے اس فعل کو شرعي گناہ جانتے هیں کیونکہ همارے نزدیک یہہ ممانعت صرف انسان کي بھلائي کے لیئے تھي نہ کوئي شرعي ممانعت' اسي لیئے جو وعید اُسکے خلاف کرنے پر وارد هی اُس میں خدا کي ناراضي یا قہر کا ذکر نہیں هی بلکہ جو مضرت کہ انسان کو اُس نافرماني سے هونے والي تھي اُسیکا ذکر هی اسلیئے آدم وحوا باوجود اِس نافرماني کے شرعي گناہ سے پاک اور صاف تھے مگر جبکہ اُنکو علم خیر و شر حاصل هوگیا اب وہ مکلف اور بھلے اور برے کام کرنے کے مختار هوئے اِسکے بعد وہ یا اُنکي نسل اگر کوئي برا کام کریگي تو البتہ خود اپنے کیئے هوئے کام میں ماخوذ هوگي حاصل هونا علم خیر و شر کا البتہ آدم اور اُسکي نسل کے لیئے جن میں علم خیر و شر برابر چلا آتا هی گناہ آنے کي بنیاد هی مگر وہ فعل جو آدم سے هوا آدم یا اُسکي نسل پر گناہ آنے کي وجہہ نہیں *

مگر اس گفتگو پر بلکہ مسلمانوں کے مذهب کے ایک بڑے اصول پر خود اُنھي کے مذهب سے ایک اعتراض پیدا هوتاهی اور وہ یہہ هی کہ حضرت آدم علیہ السلام بموجب قول صحیح

† هنري واسکات جلد ۱ صفحہ ٦ —

کے روز پیدایش سے نبي تھے اور مسلمانوں کے مذھب بموجب تمام انبیاء معصوم اور گناھوں سے پاک ھیں اور خود قرآن مجید میں آیا ھی کہ آدم نے گناہ کیا پھر کیونکر یہہ گفتگو کہ یہہ فعل جو آدم سے ھوا گناہ نہ تھا اور یہہ اصول مذھب کہ انبیا گناہ سے پاک ھوتے ھیں صحیح ھوسکتا ھی *

اس شبہہ کے رفع کرنے کو ضرور ھی کہ نسبت عصمت انبیا کے کچھہ گفتگو کي جاوے' اگرچہ ھمارے مذھب کے عالموں نے اس میں بہت گفتگو کي ھی اور نہایت مختلف رائیں بیان کي ھیں مگر مجھکو اُس جھمیلے میں پڑنا اور ھرایک کي دلیل کو لانا اور رد و مدح کرنا ضرور نہیں ھی بلکہ جو میرے نزدیک تحقیق اور قول فیصل ھی اُسکا بیان کردینا کافي ھی *

جاننا چاھیئے کہ غلام کو اپنے آقا کا حکم نہ بجالانا یا پورا نکرنا یا جیسي خدمت کہ اُس آقا کي چاھیئے ویسي خدمت ادا کرنے میں قاصر رھنا درحقیقت گناہ میں شمار ھوتا ھی' لیکن اگر یہہ سب باتیں اسیطرح کے گناہ شمار ھوں جیسیکہ ایک شرعي گناہ تو خدا کے انصاف سے بعید ھی کہ اُس کام کے کرنے کی تکلیف دے جو طاقت سے زیادہ ھی کیونکہ یہہ بات طاقت سے باھر ھی کہ جس خدمت بجالانے کے لایق خدا کي ذات ھی ویسي ھي اُسکي خدمت ادا ھوسکے' اسلیئے ضرور ھی کہ مطلق گناہ دو قسم کا گنا جاوے ایک گناہ شرعي دوسرا گناہ عرفاني' گناہ شرعي سے ھم یہہ مراد لیتے ھیں کہ خدا نے شریعت کي روسے کسي کام کے کرنے کو منع کیا ھو اس حکم کے برخلاف جو کوئي شخص کوئي کام کریگا وہ شریعت کے بموجب گنہگار ھوگا' اور گناہ عرفاني سے ھم یہہ مراد لیتے ھیں کہ جس شخص کو جسقدر خدا کي ذات سے زیادہ تقرب ھوتا جاتا ھی اور جسقدر معرفت الھي بڑھتي جاتي ھی اور جو خدمت اور آداب اُس عرفان کے سبب لازم آتے ھیں اُس میں کسي قسم کا قصور ھونے سے گناہ لازم آتا ھی' پس گناہ عرفاني ھرایک شخص کے حال اور اُس کے درجہ تقرب سے جو خدا کے ساتھہ ھی متفاوت درجہ سے علاقہ رکھتا ھی بہت سي باتیں ایسي ھیں جو گناہ شرعي نہیں مگر گناہ عرفاني ھیں' اور بہت سي باتیں ایسي ھیں جو ھم تم کریں تو گناہ نہیں مگر جن کو عرفان الھي حاصل ھی اگر وہ کریں تو گناہ ھی' کیا تم اس دنیا میں نہیں دیکھتے کہ بہت سے کام ایسے ھیں کہ جو عام آدمي کریں تو عیب میں نہیں گنے جاتے برخلاف اُس کے وھي کام اگر کوئي اعلی شخص کرے تو عیب میں داخل ھوتا ھی' اس پچھلے قسم کے گناہ سے کوئي خالي نہیں یہاں تک کہ انبیا بھي اس قسم کے گناہ کے گنہگار ھیں اسي بات کي طرف حضرت مسیح علیہ السلام نے † اشارہ کیا جب ایک شخص نے آکر اُن سے پوچھا کہ

---

† متی ۱۹ – ۱۶ و ۱۷ –

" اے نیک مرشد میں کون سی نیکی کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں اُسنے اُس سے کہا تو مجھے کیوں نیک کہتا ہی کہ نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا " غرضکہ کوئی شخص ایسا نہیں ہی کہ جو ایسی بندگی اور ایسی خدمت جو خدا کے لایق ہی بجا لاسکے اور اسیواسطے سب آدمی خدا کے سامنے گنہگار ہیں انہیں باتوں کے سبب انبیا اپنے تئیں گنہگار جانتے تھے اور اسی قسم کے گناہوں کی معافی خدا سے چاہتے تھے نہ یہہ کہ وہ کسی شرعی گناہ کے گنہگار تھے *

باقی رہا شرعی گناہ اُس سے تمام انبیا پاک ہیں ' ہم مسلمانوں کا یہہ اعتقاد ہی کہ جو گناہ فطرت انسانی کے برخلاف ہیں اور جنکے ارتکاب سے رزالت نفس کی پائی جاتی ہی وہ کبھی انبیا سےصادر نہیں ہوتے ' نہ زمان نبوت میں اور نہ اُس سے پہلے ' کیونکہ اُنکے نفس اس قسم کے رزایل سے باعتبار اپنی خلقت کے پاک و صاف ہیں ' اور نیز کسی حالت میں کوئی شرعی گناہ کبیرہ دانستہ یا نا دانستہ اور کوئی گناہ صغیرہ دیدہ و دانستہ اُن سے سرزد نہیں ہوتا نہ حالت نبوت میں اور نہ اُس سے پہلے ' البتہ نبوت کے بعد اُن سے نیک ارادہ اور زیادہ نیکی حاصل کرنیکی نیت سے خطاے اجتہادی کا ہونا ممکن ہی ' اور ظاہر ہی کہ جو کام نیک ارادہ سے کیا گیا ہو وہ کسیطرح شرعی گناہ بلکہ در حقیقت گناہ نہیں ہوسکتا ' مگر انبیا کی نسبت وہ بھی گناہ ہی ' انبیا کا معاملہ خدا کے ساتھہ ایسا نہیں ہی جیسا کہ ہمارا تمہارا ہی ' وہاں اور ہی راز و نیاز کی باتیں ہیں ' انبیا سے یہہ چاہا گیا ہی کہ وہ بھلائی اور بُرائی سے کچھہ غرض نرکھیں جو حکم پاویں وہ بجالاویں ' پھر اُنکو خود کسی بھلائی یا نیکی کا قصد کرنا بھی اُنکے حق میں گناہ ہی ' یہی بات تھی جسنے آدم پر خفگی کروائی اور اسی سبب سے کہا گیا کہ آدم نے اپنے پروردگار کا گناہ کیا ' مگر یہہ وہ گناہ نہیں ہی جس میں ہم تم گرفتار ہیں — کار پاکان را قیاس از خود مگیر * گرچہ ماند درنوشتن شیر شیر *

۸ — (اور سنی اُنہوں نے آواز خداے معبود کی) علماء عیسائی اس ورس کی یوں تفسیر کرتے ہیں † کہ اس جگہہ خدا سے باپ خدا سمجھا جاتا ہی مگر مقدس یوحنا کی انجیل باب ۱ — ۱۸ و باب ۶ — ۴۶ سے ثابت ہی کہ باپ خدا کو نہ کسی آدمی نے کبھی دیکھا اور اُسی کتاب کے باب ۵ — ۳۷ سے ظاہر ہی کہ نہ کسی نے اُسکی آواز کو کبھی سنا ہی اور نہ صورت کو دیکھا ہی اسلیئے یہہ آواز معرفت عیسی مسیح کے تھی جو خدا کا کلم یا بیٹا اور باپ کا قاصد یا وکیل ہی اور اُس کے جلوہ کی روشنی اور اُسکے وجود کی ظاہری صورت ہی اور یہی جلال کے بادل میں معہ اپنی بہشت کے فرشتوں کے گروہ کے جو اُس جلال کے بادل کے ساتھہ ہوتے تھے ظاہر ہوتا تھا اور ہم کلام ہوتا تھا یہہ وہی بادل

---

† ڈائلی جلد ۱ صفحہ ۱۰ —

روشني كا هى جس ميں خدا تعالى آدم اور نوح اور اور مقدسين بزرگوں كے ساتهه گفتگو كرتا تها اور بني اسرائيل كو اپني مرضي سے اطلاع ديتا تها *

مگر يهه تمام گفتگو اُس عقيده پر مبني هى جو علماء عيسائي نے تسليم كر ركها هى يعني الهيت ميں تين وجوديوں كا هونا ورنه كتاب اقدس كا كوئي لفظ ان معنوں كي طرف جو عيسائي علما نے بيان كيئے هيں اشاره نهيں كرتا *

هم مسلمان يقين كرتے هيں كه تمام هولي بيبل خدا كي وحدانيت حقيقي كي همكو هدايت كرتي هى اور الهيت ميں كسي وجود كا شريك هونا نهيں بتاتي اسليئے هم مسلمان اِس ورس كي يوں تفسير كرتے هيں كه يهه آواز خود اُسي خدا كي تهي جو اپني ذات ميں اور اپني صفات ميں سب طرح پر واحد حقيقي هى اور جيسا كه كتاب مقدس كے لفظوں سے پايا جاتا هى خود وهي بغير كسي كي معرفت كے هم كلام هوا اور وه آواز خود اُسكي آواز تهي نه كسي دوسرے كي *

مقدس يوحنا كي انجيل باب ۵ — ۳۷ ميں يهه نهيں لكها كه كسي نے اُسكي آواز كو كبهي نهيں سنا بلكه حضرت مسيح عليه السلام نے اُن يهوديوں كو جو حضرت كے قتل پر آماده هوئے تهے فرمايا كه (تمنے كبهي اُسكي آواز نهيں سني اور اُسكي صورت نهيں ديكهي) اِس سے يهه ثابت نهيں هوتا كه كسي نے اُسكي آواز كو كبهي نهيں سنا *

مگر مسلمانوں كے مذهب كے بموجب ايك اَور بات قابل بحث كے هى كه خدا كي آواز سننے كے كيا معنى هيں كيونكه خدا تعالى اپني ذات اور اپني صفات ميں قديم اور ازلي هى اور كوئي كلام جو لفظوں كے ذريعه سے ادا كيا جاوے اور جو بذريعه آواز كے سنا جاوے قديم اور ازلي نهيں هوسكتا *

مگر هم مسلمان يهه اعتقاد كرتے هيں كه خدا تعالى كي تمام صفات جيسے سننا اور جاننا اور بولنا اور پكارنا همارا سا سننا اور جاننا اور بولنا اور پكارنا نهيں هى بلكه بجز مناسبت اسمي كے اَور كسي طرح كي مشاركت نهيں، وه جانتا هى نه بذريعه كسي جاننے والي چيز كے، وه بولتا هى مگر نه بذريعه كسي بولنے والي چيز كے، وه پكارتا هى نه بذريعه كسي پكارنے والي چيز كے *

خيال كرو كه تم سوتے ميں خواب ديكهنے كي حالت ميں باتيں كرتے هو اور دوسريكا كلام سنتے هو اور بخوبي تمهارے كان ميں آواز آتي هى حالانكه وهاں كوئي آواز نهيں اور بغير آواز كے ذريعه كے تم آواز سنتے هو پهر اگر خداے قادر مطلق كي بهي آواز بغير ذريعه آواز كے سني جاوے تو كيوں تعجب كرتے هو، وه تمام قدرت اور تمام نور هى وه كسي كام كرنے ميں كسي ذريعه كا محتاج نهيں، وه آپ هي آواز هى اور آپ هي اپني آواز سناتا هى مگر بغير

ذریعہ آواز کے ' وہ آپ ہی پکار ہی اور آپ ہی پکارتا ہی مگر بغیر ذریعہ کسی پکارنے والی چیز کے ' اور بےشک وہ اِن سب باتوں پر قادر ہی *

(چلتی ہوئی جنت میں) یعنی اُنہوں نے خدا کی آواز اسطرح پر سنی کہ باغ میں سے آرہی ہی † بشپ پٹرک صاحب بھی کہتے ہیں کہ چلنے کو آواز کی طرف منسوب کیا جاتا ہی نہ خدا کی طرف *

(بیچمیں درخت جنت کے) یعنی باغ کے درخت کے پتوں میں اپنے تئیں چھپا لیا خدا کے سامنے ننگے آنے سے شرما کر ' اِس سے پایا جاتا ہی کہ ننگا ہونا ابتدا سے معیوب اور حیاکرنے کی چیز ہی اور اسیواسطے شریعت کے بموجب ہمارے ہاں گناہ میں داخل ہی *

۹ — (کہاں ہی تو) بشپ پٹرک صاحب ‡ نے اِس مقام پر نہایت عمدہ تقریر لکھی ہی وہ کہتے ہیں کہ " ایسے سوالوں سے جو شخص اُنکو پکارتا ہی اُسکی ناواقفیت نہیں نکلتی بلکہ اُس سے یہہ مقصود ہی کہ مجرم اپنے گناہ پر اقرار کرے جیساکہ باب ۴—۹ سے معلوم ہوتا ہی جہاں پر یہہ بیان ہی کہ تیرا بھائی ہابل کہاں ہی ' اور چونکہ قابن نے خوبرکی سے اُسکا حال بیان کرنے سے انکار کیا تب خدا نے اِس نعار سے کہ یہہ معلوم ہو کہ اُسکو اطلاع کی حاجت نہ تھی فی‌الفور یہہ کہا کہ تیرے بھائی کے خون کی آواز زمین میں سے مجھہ سے فریاد کرتی ہی *

۱۱ — (کسنے خبر دی تجھکو) یعنی اُس درخت کا پھل کھانے سے پہلے انسان خیر و شر سے واقف نہ تھا اور خدا نے ننگے ہونے کی برائی اُسکو بتائی نہ تھی اسلیئے خدا تعالی نے پوچھا کہ کسنے تجھکو خبر دی کہ تو ننگا ہی کیا اِس درخت علم خیر و شر میں سے تونے کھا لیا *

۱۳ — (اور کہا خداے معبود نے عورت کو) § جوزف میڈ صاحب نے اِس مقام پر نہایت عمدہ تقریر کی ہی وہ کہتے ہیں کہ " وہ جس سے کوئی راز چھپا نہیں ہی جسنے انسان کے دل کو بنایا ہی اور جو کچھہ ہم کرتے ہیں سب جانتا ہی اور دل کو اور اُسکے رجوعات کو ڈھونڈھتا ہی اور آزماتا ہی وہ بھی اول حقیقت کا امتحان کریگا اور جو کچھہ کہ بدبخت انسان اپنے لیئے کہہ سکے اُسکو سنیگا پہلے اِس سے کہ اُسپر حکم جاری کرے اور وہ یہہ بات سرگذشت سے ناواقف ہونے کے سبب سے نہیں کریگا کیونکہ ہر شی کا علم رکھنے والا خدا کیونکر ناواقف ہوسکتا ہی بلکہ اپنے عجیب رحم اور اعتدال ناقابل بیان سے جو وہ انسان

---

† ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۱۰ —
‡ تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۱۱ —
§ ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۱۱ —

کي طرف رکھتا هی اُس کا رحم انسان کي نسبت جو میں کہتا ہوں اُسکي وجهه یهه هی که انسان هي پر وہ یهه عنایت کرتا هی کیونکه سانپ کو هم دیکھتے هیں که خداے تعالی اُس سے کچھه بهي نهیں پوچھتا هی (همکو یهه کہنا چاهیئے که بطور عذر سننے کے کچھه نهیں پوچھتا) اور نه منتظر اسبات کا رهتا هی که وہ اپنے حق میں کچھه عذر کرے بلکه فی الفور بلا استفسار اُس پر اپنا حکم جاري کرتا هی ●

۱۴ — (ملعون هی تو) خداے تعالی نے سانپ کو ملعون کہا اور تین باتیں اُس کي نسبت فرمائیں ایک یهه که تو پیٹ کے بل چلیگا دوسرے یهه که تو خاک کهاویگا اِس کي نسبت علماء یهودي اور مسیحي یهه خیال کرتے هیں که پہلے سانپ کي صورت ایسي نه تهي بلکه اُس کا سیدها قد تها بعضے کہتے هیں که اُس کے چار پاؤں تھے اور گهوڑے یا اُونٹ کي مانند تها لعنت کے سبب اُس کے پاؤں گر پڑے اور پیٹ کے بل چلنے لگا ●

مگر یهه سب باتیں کتاب اقدس کے ظاهري الفاظ کي مناسبت سے بنا لي گئي هیں ورنه حقیقت میں کتاب اقدس کي یهه مراد نهیں هی ان الفاظ سے که تو پیٹ کے بل چلیگا یا خاک کهاویگا صرف یهه مراد هی که تو ذلیل رهیگا چنانچه هم دیکھتے هیں که قواے بهیمیه جو انسان میں هیں اور جن کو شیطان کہا گیا هی همیشه سب کے نزدیک ذلیل اور خوار هیں یہاں تک که جو لوگ اُن قوی کے مطیع هوتے هیں اور اُس کے جذبات اور اثرات اُن میں ظاهر هوتے هیں وہ بهي عموماً انسان کي تمام نسل کي آنکھوں میں ذلیل اور بیقدر هیں ●

۱۵ — (دشمني رکھونگا) یهه تیسري بات هی جو سانپ یعني شیطان کي نسبت خدا نے فرمائي٬ مگر اس مقام پر جو شیطان کو یهه بات کہي گئي هی که تجهه میں اور عورت میں دشمني ڈالونگا تو اُس سے کچھه عورت کي خصوصیت دشمني میں مراد نهیں هی بلکه اس سبب سے که شیطاني وسوسه اول عورت کے دل میں آیا تها دشمني میں بهي عورت کا نام لیا گیا اور حقیقت میں مراد یهه هی که شیطان اور انسان میں دشمني ڈالونگا ●

اِس مقام سے یهه نه سمجهنا چاهیئے که اب تک شیطان اور انسان میں دشمني نه تهي اِس واقعه کے بعد رکھي گئي بلکه انسان کي پیدایش کے وقت سے اُن میں دشمني تهي ' کیونکه پہلے سے اگر یهه دشمني نهوتي تو شیطان کبهي فریب ندیتا ' اور یهه بات ظاهر هی که انسان کي روح میں جس کے سبب انسان انسان کہلاتا هی اور اُس کے قواے بهیمیه میں جو شیطان کہلاتے هیں ابتداهي سے عداوت اور مخالفت هی ●

(وہ تاکیگا) جس عبري لفظ کا میں نے " تاکیگا " ترجمه کیا هی انگریزي مترجموں نے اُسکا ترجمه (زخمي کریگا یا کچلیگا) کیا هی اگرچه دونوں ترجموں کا نتیجه واحد هی مگر

علماء عیسائی اس مقام پر بہت زیادہ غرض سے توجہ کرتے ہیں اور یہاں سے حضرت مسیح علیہ السلام کے ہونے کی بشارت نکالتے ہیں *

اس مقام پر ایک عبری لفظ ضمیر کا ہے کہ وہ " ہو " اور " ہی " دونوں پڑھا جاسکتا ہے، پروٹسٹنٹ علماء عیسائی اُس کو " ہو " پڑھتے ہیں اور اُس کا ترجمہ اس طرح پر کرتے ہیں کہ جس سے وہ ضمیر راجع ہوتی ہے عورت کے تخم کی طرف اور وہ یہہ مراد لیتے ہیں کہ عورت کا تخم شیطان کا سر کچلیگا اور جو کہ حضرت مسیح علیہ السلام بغیر باپ کے صرف عورت سے پیدا ہوئے ہیں اس لیئے اُن کو عورت کا تخم قرار دیتے ہیں *

مگر لیٹن † ولگٹ میں اس کا ترجمہ اس کے برخلاف کیا ہے اُس میں اس لفظ کا اس طرح پر ترجمہ کیا ہے جس سے وہ ضمیر راجع ہوتی ہے خود عورت کی طرف یعنی وہ عورت تیرا سر کچلیگی اور تمام رومی ترجے اس کام کو یعنی گناہ اور شیطان پر فتحیاب ہونے کو حضرت مریم علیہا السلام کی طرف نسبت کرتے ہیں یہاں تک کہ اُنہوں نے اپنی نماز میں بھی یہہ مضمون داخل کیا ہے اور وہ حضرت مریم کیطرف خطاب کرکر نماز میں یوں کہتے ہیں کہ " میں تیرے نہایت پاک قدم کو پوجتا ہوں اور برکت دیتا ہوں جس سے تونے پرانے سانپ کے سر کو زخمی کیا " *

اس بات کا تصفیہ کہ اِن دونوں ترجموں میں سے کونسا ترجمہ صحیح ہے نہایت مشکل کام ہے، کیونکہ وہ عبری لفظ اگر ضمیر مذکر کی ہو تو انگریزی ترجمہ صحیح ہے اور اگر ضمیر مونث کی ہو تو ولگٹ ترجمہ صحیح ہے، عبری زبان میں مذکر اور مونث کی ضمیر کی صورت ایک ہی ہے صرف اعراب کا فرق ہے اگر یہہ لفظ " ہو " پڑھا جاوے تو مذکر کی ضمیر ہے اور " ہی " پڑھا جاوے تو مونث کی ضمیر ہے، اور اب کوئی سند متصل حضرت موسی یا حضرت عزرا تک موجود نہیں ہے جس سے معین کیا جاوے کہ وہ ان دونوں میں سے کونسی ضمیر ہے، مگر جو کہ ولگٹ ترجمہ نہایت قدیم ترجمہ ہے اسلیئے اُس ترجمہ کو غلط ٹہیرانے کے لیئے بہت قوی اور روشن وجہہ چاہیئے *

علماء عیسائی نے اس مسئلہ کو ایک اصل اصول اپنے مذہب کا ٹہیرا رکہا ہے کہ آدم و حوا کی نافرمانی سے تمام انسانوں پر گناہ آیا اس لیئے سب آدمی گنہگار ہیں پھر اگر اُنکے گناہ بغیر کسی بدلے کے معاف ہوں تو انصاف کے خلاف ہے اور اگر ہرایک کو اُس کے گناہ کی سزا دی جاوے تو رحم کے خلاف ہے اس لیئے اُس نے ایک نجات دینے والے کا یعنی عیسی مسیح علیہ السلام کے ہونے کا وعدہ کیا جو حقیقت میں خود خدا ہے اور عیسی مسیح علیہ السلام کی صورت میں ظاہر ہوا ہے اور وہ نجات دینے والا عورت کا تخم ہے نہ مرد کا

† تفسیر ڈائلی جلد ۱ صفحہ ۱۲ —

جو سانپ کے سر کو کچلیگا اسلیئے اُنکو ضرور پڑا ھی کہ اس ضمیر کو عورت کے تخم کیطرف راجع کریں کیونکہ اگر اُسطرف راجع نہو تو یہہ اصول مذھب کا درست نہیں رھتا *

مگر ھم مسلمانوں کے مذھب کے بموجب یہہ ضمیر خواہ عورت کیطرف راجع ھو خواہ عورت کے تخم کیطرف دونوں حالت میں کچھہ نقصان نہیں' کیونکہ ھم مسلمان آدم و حوا کی اس نافرمانی کو شرعی گناہ نہیں سمجھتے اور نہ اس واقعہ کے سبب انسان کی نسل پر گناہ کا آنا ٹھیراتے ھیں بلکہ اس واقعہ کو باعث علم خیرو شرکا انسان کی نسل کے لیئے قرار دیتے ھیں جس کے سبب انسان کی نسل مثل اور حیوانوں کے غیر مکلف نہیں رھی' پھر انسان کی نسل میں سے جو کوئی خداتعالی کی ھدایت پر چلیگا نجات پاویگا اور جو کوئی اُس کے برخلاف کریگا سزا پاویگا *

اِس مقام پر جو یہہ کہا کہ نہ عورت خواہ عورت کا تخم سانپ کا سر کچلیگا یہہ صرف اسواسطے کہا گیا کہ وہ شیطانی وسوسہ اول عورت ھی کے دل میں آیا تھا سانپ کا سر کچلنے کے لیئے کوئی خاص شخص مراد نہیں رکھا گیا ھی بلکہ ھر نیک بندہ جو خدا کی ھدایتوں پر چلتا ھی بقدر اپنی نیکی کے شیطان کا سر کچلتا ھی' ابراھیم نے بھی شیطان کا سر کچلا جبکہ اُن سے کہا † گیا کہ اپنے چاھیتے بیٹے کو قربانی کر' ایوب نے بھی شیطان کا سر کچلا جبکہ وہ امتحان ‡ میں ڈالا گیا اور شیطان نے اُن کے تمام مال اور اولاد اور بدن پر تسلط کیا اور اُسنے اپنے لبوں سے خطا نکی' حضرت مسیح علیہ‌السلام نے بھی شیطان کا سر کچلا جبکہ وہ § چالیس دن اور رات امتحان میں ڈالے گئے' اسیطرح تمام نیک بندے بقدر اپنی نیکی کے شیطان کے سر کو زخمی کرتے آئے ھیں اور آیندہ بھی خدا کے اِس وعدہ کے بموجب زخمی کرتے رھیں گے *

(اور تو کاٹیگا اُسکی ایڑی کو) بشپ کیڈر صاحب ‖ اِس کے یہہ معنی بیان کرتے ھیں کہ تو (یعنی شیطان) عورت کے تخم کا تعاقب کریگا مگر تو اُس کو برباد نکرسکیگا *

یہودی ¶ عالم ان دونوں ٹکڑوں کی یعنی سر کچلنے اور ایڑی کاٹنے کی تفسیر صرف اسقدر کرتے ھیں کہ وہ (یعنی انسان) یاد دلاویگا تجھکو (یعنی شیطان کو) جو تونے اُس کے ساتھہ پہلے کیا اور تو (یعنی شیطان) ھوگا اُس کے درپے اخیر تک *

---

† پیدایش ۲۲ — ۲ —

‡ ایوب ۲ — ۱۰ —

§ متی باب ۴ —

‖ ڈائلی جلد ا صفحہ ۱۲ —

¶ دیکھو تفسیر رشی —

ہم مسلمان اِس ورس کی یوں تفسیر کرتے ہیں کہ شیطان اخیر دنیا تک انسان کے بہکانے اور نافرمانی کرانے میں سعی کرتا رہیگا مگر جو نیک بندے ہیں وہ اُسکا سر کچلتے رہینگے اور اُس کا غلبہ اور اُس کا تسلط اُن پر نہوگا (دیکھو قرآن مجید میں سے سورہ حجر آیت ۳۸ لغایت ۴۳) *

۱۶ — (عورت کو کہا) یعنی اُسکو جتایا کہ تونے جو اِس درخت کا پھل کھایا جس سے تجھکو تمیز اور علم خیر و شر حاصل ہوا جو امر حیوانوں میں نہیں ہی وہ تو اُن مصیبتوں میں گرفتار ہوئی جو اس ورس میں مذکور ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اور حیوان جو انسان کی سی عقل و تمیز نہیں رکھتے اُن کے اوپر بچہ جننے میں وہ سختی جو عورت پر ہوتی ہی نہیں ہوتی *

۱۷ لغایت ۱۹ — (اور آدم کو کہا) یعنی آدم کو جتایا کہ تونے جو اِس درخت کا پھل کھاکر خود اپنے تئیں عالم خیر و شر کا بنایا اب تجھکو تمام کام اپنی زندگی بسر کرنیکے خود کرنے ہونگے زمین پر رہوگے اور اپنی محنت سے کھاؤگے اور اُسی میں پھر جاؤگے *

۲۱ — (اور بنایا خدا نے) علماء عیسائی یہہ خیال کرتے ہیں کہ یہہ پوشاک آدم و حوا کی خود خدا نے بنائی تھی جیسا کہ کتاب اقدس کے ظاہری الفاظ سے پایا جاتا ہی اور اِس پر بحث کرتے ہیں کہ یہہ کھالیں کہاں سے آئی تھیں † بشپ پٹرک صاحب کہتے ہیں کہ "یہہ غالب ہی کہ وہ اُن حیوانوں کی کھالیں تھیں جو اُس قربانی میں مارے گئے تھے جو اُس وقت میں اُس فیاض عہد و پیمان کی مضبوطی کے لیئے قرار پائی تھی جو خدا نے ہمارے اول مربیوں سے ابھی کیا اور جس قربانی سے اُن پر اُن کے جرم کا خیال رکھنے کی غرض تھی اور یہہ ظاہر کرنے کی کہ وعدہ کیا گیا تخم (یعنی حضرت مسیح علیہالسلام) اپنا خون بہانے سے شیطان کو مغلوب کریگا اور اُن کو نجات دیگا *

مگر ہم مسلمان یہہ کہتے ہیں کہ انسان کا ہر فعل اسوجہہ سے کہ وہ خدا کے علم سے خارج نہیں ہی اور نیز انسان کے ارادہ پر خود خدا اُس فعل کا سرانجام کرنے والا ہی خدا کی طرف منسوب ہوسکتا ہی اس لیئے یہہ پوشاک خود آدم نے اپنے لیئے بنائی تھی گو اس طرحپر کہا گیا ہی کہ خدا نے بنائی اسلیئے کہ اب آدم خود خیر و شر کا جاننے والا یعنی صاحب عقل ہوچکا تھا جیسا کہ ساتویں ورس میں ہی کہ اُنہوں نے اپنے تئیں ننگا جانکر انجیر کے درخت کے پتوں سے اپنے لیئے تہبند بنایا تھا *

اُس وقت قربانی کا حکم ہونا کتاب اقدس کے کسی لفظ سے پایا نہیں جاتا اس واسطے ایک عام طور پر خیال ہوسکتا ہی کہ یہہ کھالیں اُن جانوروں کی تھیں جو اپنی معمولی

---

† ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۱۳ —

حالت میں اس واقعہ کے بعد مرے تھے یا خود آدم نے اپني خوراک حاصل کرنے کے لیئے اُن کا استعمال کیا تھا *

۲۲ — (مانند ایک کي اُس میں سے) اس ورس میں جو عبري یہہ لفظ ہیں " کا حد ممنو " اس پر علماءِ مسیحئي نے بہت بحث کي ہی وہ کہتے ہیں کہ " ممنو " جمع متکلم مع الغیر کا صیغہ ہی اور اس لیئے وہ اس ورس کا ترجمہ اسطرح پر کرتے ہیں " اور خداوند خدانے کہا دیکہو کہ آدم نیک اور بد کي پہچان میں ہم میں سے ایک کي مانند ہوگیا " اور جبکہ اُنہوں نے اس ورس کا اسطرح پر ترجمہ کیا تو اب وہ اس ورس سے علاوہ الہیت میں وجودوں کي تثلیث ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ " † بلاشبہہ کوئي ایسا طرز کلام نہیں ہی کہ جس میں کوئي تنہا شخص یہہ کہہ سکے (ہم میں سے ایک) یہہ ایسا طرز کلام ہی جس کے کنچھہ معني نہیں ہوسکتے جب تک کہ اُس میں ایک شخص سے زیادہ شامل نہوں *

مگر ہم مسلمان اس کو تسلیم نہیں کرتے اور یہہ بات کہتے ہیں کہ " ممنو " صیغہ جمع متکلم مع الغیر کا نہیں ہی بلکہ غایب کا صیغہ ہی اور اُس کے معني ہیں (اُس میں سے) اصل میں یہہ لفظ " من نہو " تہا اور یہہ دو لفظ تھے ایک " من " دوسرا " ہو " ان دونوں لفظوں کے بیچ میں ایک اور نون دونوں کے ملانے کو آیا ہی جیسےکہ عربي زبان میں اسي عبري کے قاعدہ کے مطابق نون وقایہ کا آتا ہی بعد اُسکے " ھے " نون سے بدلی گئي اور " من ننو " ہوگیا اور تین نون ایک کلمہ میں جمع ہوگئے اسلیئے پہلا نون میم سے بدلا گیا اور دوسرا نون تیسرے نون میں ادغام ہوگیا اور عبري زبان کے قاعدہ کے مطابق اُسپر داغش یعني تشدید دي گئي جو علامت ہی حذف یا ادغام کي اور اسطرح پر یہہ لفظ " ممنو " ہوگیا *

اب ہم کو اسبات کي سند بیان کرني چاہیئے کہ کس وجہہ سے ہم اس لفظ کو غایب کا صیغہ کہتے ہیں اُسکي سند میں ہم یہہ بات کہتے ہیں کہ تمام اربع عشرین میں " ممنو " کا لفظ جسمیں داغش ہو جمع متکلم مع الغیر کے معنوں میں نہیں آیا بلکہ غایب کے معنوں میں آیا ہی چنانچہ غالباً تمام مقامات کتاب ہاے اقدس کا حوالہ جنمیں لفظ " ممنو " کا مع داغش آیا ہی حاشیہ ‡ پر دیتے ہیں انمیں سے تمام مقامات ایسے ہیں جنمیں کوئي شخص انکار نہیں کرتا کہ یہہ لفظ غایب کا صیغہ نہیں ہی صرف تین مقام ایسے ہیں جن میں

---

† ڈ'ٹلي جلد ۱ صفحہ ۳ —

‡ پیدایش ۲ — ۱۷ و ۳ — ۳ — ۱۱ — ۱۷ — ۲۲ و ۲۳ — ۶ و ۲۶ — ۱۲ و ۲۸ — ۱۹ — احبار ۲ — ۱۱ و ۳ — ۱۳ و ۴ — ۱۹ و ۵ — ۲ — ۳ — ۴ و ۶ — ۸ و ۷ — ۳ — ۱۴ — ۱۵ — ۱۶ — ۱۸ و ۱۱ — ۸ و ۱۵ — ۱۹ —
خروج ۱ — ۹ و ۴ — ۲۶ و ۵ — ۸ و ۱۰ — ۲۶ و ۱۲ — ۹ — ۱۰ و ۱۴ — ۱۲ —

تکرار هوسکتي هی مگر بهت سي دليلیں ایسي هیں جن سے ثابت هوسکتا هی که اُن مقاموں میں بهي وه لفظ غایب کا صیغه هی ' غور کرنے کا مقام هی که ابهي اس مقام سے پهشتر یهي لفظ متعدد جگهه آیا هی اور سب نے بلا اختلاف اُسکے معني غایب کے لیئے هیں پهر کیا وجهه هی که اسمقام میں اُس کے وه معني چهوڑ کر دوسرے معني جمع متکلم مع الغیر کے جو کسي مقام پر نهیں لیئے گئے لیئے جاویں پس کچهه شبهه نهیں هی که یهه لفظ غایب کا صیغه هی اور اس کے معني (اُس میں سے) کے هیں *

ایک دوسرا عبري لفظ " کا حد " کا جو اِسي ورس میں هی اُسکا بهي ذکر کرنا مناسب هی اُسکا ترجمه علماء عیسائي نے " ایک " کیا هی حالانکه اُسکا ترجمه " یکه " هونا چاهیئے جسکو عربي میں " وحید " کہتے هیں † چنانچه انقلس نے جو ایک بہت بڑا عالم یهودي زبان کا هی اُسکا ترجمه " یحیدي " کیا هی جو بمعني " وحید " کے هی علاوه اِسکے کتاب اقدس کے چند مقاموں میں اس لفظ کے یهي معني آئے هیں جنمیں سے دو مقاموں کاحواله حاشیه پر لکهتے هیں پس اِس تمام گفتگو کے بعد اِس ورس کا صحیح

ایوب ۲۳ — ۱۳ — ترجمه جو بالکل عبري لفظوں کے مطابق هی اسطرح پر پڑهنا چاهیئے غزل الغزلات ۶ — ۹ — " اور کها خداے معبود نے اب آدم هوگیا یکه اُن میں سے (یعني حیوانوں میں سے) بسبب جاننے بهلائي اور برائي کے " *

اب غور کرو که ان الفاظ سے جو اس ورس میں الهام کي زبان سے نکلے هیں کسیطرح الهیت میں وجودوں کي جمعیت پائي نهیں جاتي وه حقیقت میں ایک هی کسیطرح اُس میں جمعیت نهیں تمام مقدس کتابیں همکو یهي هدایت کرتي هیں اور یهي بات همکو ابراهیم اور موسی اور عیسی علیهم السلام اور تمام انبیاء بتاتے چلے آئے هیں *

ربي شمعون یهودي عالم نے اسمقام کي تفسیر تفسیر رشي میں یوں لکهي هی " که خدا نے کها دیکهو وه یکتا هی نیچے والوں میں جیسا که میں یکتا هوں اوپر والوں میں اور کیا هی اُسکي یکتائي جاننا نیک و بد کا *

---

† تفسیر رشي ۱۶ — ۱۹ — ۱۹ — ۲۰ — ۳۲ و ۱۷ — ۶ و ۱۹ — ۲۱ و ۲۵ — ۱۵ و ۲۷ — ۲ و ۳۰ — ۲ — ۱۳ — ۳۳ و ۳۷ — ۲۵ —
خروج ۳۸ — ۲ و ۳۹ — ۵ —
اعداد ۱۴ — ۱۲ و ۱۸ — ۲۶ — ۲۸ — ۲۹ — ۳۰ — ۳۲ و ۳۱ — ۳۹ —
استثناء ۱ — ۲۸ و ۲ — ۳۶ و ۴ — ۲ و ۹ — ۱۴ و ۱۳ — ۱ و ۱۸ — ۲۲ و ۲۰ — ۱۹ و ۲۲ — ۳ — ۸ و ۲۶ — ۱۴ و ۲۸ — ۳۱ —
یرمیاه ۲۰ — ۱۰ و ۳۰ — ۲۱ و ۳۱ — ۱۱ و ۳۸ — ۲۷ و ۴۲ — ۱۱ — ۱۶ —
حزقیل ۱۵ — ۳ و ۳۵ — ۷ و ۴۸ — ۱۴ —

(اور اب شاید بڑھاوے اپنا ھاتھہ) یہہ بات ظاہر ھی کہ اللہ تعالی نے آدم کو زندگی کے درخت کے کھانے سے منع نہیں کیا تھا بلکہ صرف نیک و بد کی پہچان کے درخت کے کھانے † سے منع کیا تھا پھر اِس جگہہ زندگی کے درخت میں سے کھالینے کا اندیشہ کرنے سے کیا مراد ھی *

مگر جان لینا چاھیئے کہ اس طرز کلام سے یہہ مراد نہیں ھی کہ در حقیقت خدا کو اسبات کا کچھہ خوف ھوا تھا کیونکہ اُسکی ذات پاک اِن خوفوں سے پاک ھی بلکہ یہہ کلام صرف مطابق محاورہ ھماری بول چال کے وارد ھوا ھی، آدم نے برخلاف نصیحت خدا تعالی کے ایک درخت کے پھل کو حاصل کرلیا تھا اِسلیئے بطور طعنہ کے کہا گیا ایسا نہو کہ دوسرے درخت کا پھل بھی کھالے اُسے یہاں سے نکال دو " حالانکہ دوسرے درخت کا پھل کھانا انسان کی طاقت اور اُسکی قدرت سے باھر تھا اور اسیلیئے اُسکے کھانے سے ممانعت کرنے کی حاجت نہ تھی *

۲۴ — (سامنے جنت عدن کے) علماء عیسائی اِس مقام کی تفسیر اسطرح پر لکھتے ھیں کہ " اِس شعلہ دار تلوار کو یا جیسا کہ اُسکا ترجمہ ھوسکے مثلاً تلوار کی مانند یا نوک دار شعلہ کو خدا کی موجودگی کا عموماً نمایاں نشان سمجھا جاتا ھی شاید یہہ شعلہ اُس شعلہ سے مشابہہ تھا جو حضرت موسی کو جھاڑی میں دکھائی دیا (خروج باب ۳ — ۲) یا جو بعد ازاں حواریوں کے سر پر عید فصح کے روز آتشی شعلوں کی مانند ظاہر ھوا (اعمال باب ۲ — ۳) اور قدیم یہودی ترجمہ میں اس طرح پر ھی کہ وہ یہاں پر درمیان دو نشان دار فرشتوں کے رکھا گیا تھا جس سے غالباً سکینہ یعنی مقدم

---

† پیدایش ۲ — ۱۷ —
ھوشیع ۱۰ — ۵ , ۱۴ — ۵ —
عاموس ۵ — ۱۱ —
ناحوم ۱ — ۵ — ۶ —
حبقوق ۱ — ۷ — ۱۳ —
ذکریاہ ۱۰ — ۴ —
زبور ۲ — ۳ , ۱۸ — ۹ , ۲۲ — ۲۴ , ۳۳ — ۸ , ۳۵ — ۱۰ , ۵۵ — ۱۳ , ۶۲ — ۲ — ۶ , ۱۰۳ — ۱۲ , ۱۰۹ — ۱۷ —
امثال ۱۹ — ۷ , ۲۲ — ۱۵ , ۲۶ — ۱۲ , ۲۹ — ۲۰ —
ایوب ۲۱ — ۱۴ , ۲۲ — ۱۷ , ۲۳ — ۱۵ , ۳۲ — ۴ —
واعظ ۶ — ۲ — ۳ — ۱۰ —
استیر ۵ — ۹ —
دانیال ۸ — ۱۱ , ۱۱ — ۳۱ —
عزرا ۸ — ۲۱ , ۱۰ — ۱۴ —

نشاني مقصود تھي اول یہہ شعلہ جنگل میں خیمہ عبادت میں اور بعد ازاں سلیمان کے معبد میں تھا — ڈاکٹر ھیلز *

مگر جو تفسیر کہ زیادہ تر اس مقام سے مناسب رکھتي ھی وہ یہہ ھی کہ زندگي کے درخت کا رستہ بند کرنے سے یہہ مقصود ھی کہ اُس درخت تک جو حقیقت میں ظہور تھا وجوب وجود کا جس کا ذکر ھم پہلے کر آئے انسان کا پہونچنا ممکن نہ تھا کیونکہ وہ ایسي چیز تھي کہ جو خدا کي ذات کے سوا اَور کسي میں ھو ھي نہیں سکتی اُسي بات کو حضرت موسی نے اس تمثیلي طور میں بتایا کہ ھستي مطلق اور وجوب وجود جو خاصہ صرف خدا کا ھی اُس کا رستہ شعلہ دار تلواروں سے بند ھی وہ کسي طرح انسان کو حاصل نہیں ھوسکتا تاکہ ھم اپني اُن خوبیوں پر جو ھمکو خدا کے فضل سے حاصل ھوویں اور نیز اس نعمت سے جو معرفت نیک و بد کي ھمکو حاصل ھوئي ھی مغرور نہوں اور یہہ جانتے رھیں کہ ھم سب فنا ھونے والے اور خدا کے سامنے حاضر ھونے والے ھیں بقاے دایم اور وجوب وجود اُسي ذات واحد کو ھی جس نے ھمیں پیدا کیا اور ھستي مطلق وھي ایک ھی جس نے کہا میں ھوں اُس کے سوا کوئي دوسري ھستي نہیں ھی *

بعض علماء نے زندگي کے درخت سے وہ ھمیشہ کي زندگي مراد لي ھی جو گناھوں سے نجات ھوجانے کے بعد حاصل ھوتي ھی مگر میں جو اس مقام پر یہہ مراد نہیں لیتا اس کا سبب یہہ ھی کہ اس مقام پر اُس رستہ کے کھلنے کي کچھہ توقع نہیں دي گئي ھی پس اگر ھم اس درخت سے وہ مراد لیویں تو ھمکو حیات ابدي کے رستہ کھلنے سے نا اُمیدي ھوتي ھی حالانکہ یہہ بات صریح غلط ھی کیونکہ خدا کا فضل اس کا مقتضي نہیں ھی کہ اپنے فضل میں داخل ھونے کے رستہ کو کسي وقت میں بند رکھے اُس کے فضل کا رستہ ھر وقت کھلا ھوا ھی جس وقت کہ ھم اُس کے فضل سے اُس رستہ کو چلنا چاھیں *

---

۱ تاریخ ۱۸ — ۳ —
۲ تاریخ ۱۲ — ۱۲ ۱۳ — ۱۹ ۱۸ — ۳۱ ۲۳ — ۲۵ ۲۸ — ۵ ۳۵ — ۲۲ —
قضاة ۳ — ۹ ۱۱ — ۲۲ ۱۵ — ۱۹ ۲۰ — ۲۵ ۲۱ — ۱ —
۱ سموئیل ۳ — ۱۸ ۷ — ۸ ۹ — ۲ —
۲ سموئیل ۷ — ۱۵ ۸ — ۴ ۱۲ — ۱۴ ۲۲ — ۹ —
۱ سلاطین ۲ — ۳۲ ۲۰ — ۷ و ۲۳ ، ۳۳ — ۲۱ — ۳ —
۲ سلاطین ۳ — ۲۶ ۴ — ۳۹ ۲ — ۱ —
یوشع ۱ — ۷ ۲۲ — ۱۷ و ۲۹ — ۲۳ — ۲ ، ۱۴ —
یسعیاہ ۵۳ — ۳ ۵۹ — ۹ ، ۱۱ — ۶۴ — ۲ —

چوتھا باب

۱ قاین اور هابل کی پیدایش اور اُن کی گذران کے طور اور چالوں کا بیان (۸) هابل کا قتل (۱۱) قاین پر لعنت کیا جانا (۱۷) پہلے شہر کا حنوک کے نام پر تعمیر ہونا (۱۹) لامک اور اُس کی جوروؤں کا سوال (۱۵) شیث کی پیدایش (۱۹) انوش کی پیدایش *

توریت مقدس

(۱) وِهاآدم یدع اِت حواه اِشتّو وَتَہَر وَتلِد اِت قَیِن وَتومر قَنیتی اِیش اِت یہوه *

(۲) وَتوسِف لَلِدِت اِت آحیو اِت هَبِل وَیہِی هِبِل رُعه صون وَقَیِن هایه عُبِد اَدمه *

(۳) وَیہِی مِقّص یمیم وَیابی قَیِن مِپّری هاادمه مِنحه لَیہوه *

۱ اور آدم واقف ہوا حوا اپنی عورت سے اور حاملہ ہوئی اور جنی قاین کو اور بولی لیا میں نے مرد اللہ سے —

۲ اور پھر واسطے جننے اُسکے بھائی هابل کے اور تھا هابل چرواہا بھیڑوں کا اور قاین تھا کمانے§ والا زمین کا —

۳ اور ہوا کتنے[illegible] پر دنوں کے کہ لایا قاین پھلوں|| سے زمین کے نذر واسطے اللہ کے —

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۱ لغایت ۵ † واتل علیهم نبأ ابنی آدم بالحق اذ قربا قربانا فتقبل من احدهما ولم یتقبل من الاخر *

‡ و هما ای ابنی آدم قابیل و هابیل و ان هابیل کان صاحب الغنم و قابیل کان صاحب الزرع فقربا کلو احد منهما قربانا فطلب هابیل احسن شاة معه وجعلها قربانا و طلب قابیل حنطة کانت معه فجعلها قربانا ثم تقرب کلو احد بقربانه الی الله فنزلت

اور سنا اُن کو احوال تحقیق آدم کے دو بیٹوں کا جب نیاز کی دونوں نے کچھ پھر قبول ہوئی ایک سے اور نہ قبول ہوئی دوسرے سے —

اور دونوں بیٹے آدم کے قابیل اور هابیل ہیں اور هابیل تھا رکھنے والا بکریوں کا اور قابیل تھا کرنے والا کھیتی کا پھر لایا ہر ایک اُن میں سے قربانی پھر لایا هابیل اچھی بکری اپنے ساتھ اور کیا اُس کو قربانی اور لایا قابیل گیہوں جو تھے اُسکے ساتھ پھر کیا اُن کو نذر پھر قبول ہونا چاہا ہر ایک نے اپنی قربانی کا خدا سے پھر اُتری آگ آسمان سے

† سورۃ مائدۃ آیت ۳۰ —

‡ تفسیر کبیر —

§ باب ۳ — ۲۳ ۹ — ۲۰ —

|| اعداد ۱۸ — ۱۲ —

(۴) وهبل هبي گم هو مبكورت
صونو ومحلبهن ويشع يهوه إل هبل و إل
منحتو *

(۵) و إل قين و إل منحتو لو
شعه ويحر لقين مأد ويپلو پناو *

۴ اور هابل لايا وه بهي پهلونٹهوں † بهيڑوں سے
اور أنکي چربيوں سے اور متوجهه ‡ هوا الله طرف
هابل اور أسکي نذر کے —
۵ اور طرف قين کے اور طرف أسکي نذر کے
نه متوجهه هوا اور غصه آيا قاين کو بهت اور § بگاڑا
أس نے اپنا منهه —

نار من السماء فاحرقت قربان هابيل و لم
يستعمل قربان قابيل فعلم هابيل ان الله قبل
قربان اخيه و لم يقبل قربانه فحسده و قصد
قتله *

پهر أتها ليگئي قرباني هابيل کي اور نه أتهائي نذر
قابيل کي پس جانا قابيل نے بيشک الله نے قبول کي
قرباني بهائي کي اور نه قبول کي نذر أسکي
پهر حسد کي أس نے اور اراده کيا أس کے قتل کا —

توريت مقدس

(۶) ويومر يهوه إل قين لما حره لخ و لما نافلو
فنيخ *

(۷) هلو ام تطيب سئت و ام لو تطيب لپتح
حطات ربص و إليخ تشو قتو و اته تمشل بو *

۶ اور کہا الله نے قاين کو کسليئے غصه آيا تجهکو اور کسليئے
بگڑا تيرا منهه —
۷ کيا نہيں اگر اچها کرتا أتها || تا ¶ اور اگر نه اچها کرے تو
دروازه پرگناه بيٹها هے اور * طرف †† تيرے شوق أسکا اور تو مسلط
أسپر —

---

† اعداد ۱۸ — ۱۷ — امثال ۳ — ۹ —
‡ نامه عبرانيان ۱۱ — ۴ —
§ باب ۳۱ — ۲ —
|| انگريزي ترجمه کيا تجهکو نظر نهوتا —
¶ نامه عبريان ۱۱ — ۴ —
* انگريزي ترجمه تابع تيرے —
†† باب ۳ — ۱۶ —

توریت مقدس

(۸) ویومر قین ال هبل احیو ویهی بهیوتم بسادہ ویقم قین ال هبل احیو ویهرگهو *

۸ اور کہا ‡ قاین نے هابل اپنے بهائي کو اور تھے ساتھ دونوں جنگل میں اور اُٹھا قاین طرف هابل اپنے بهائي کے اور مارڈالا اُسکو § —

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۸ † قال لاقتلنک قال انما یتقبل الله من المتقین لئن بسطت الی یدک لتقتلني ما انا بباسط یدي الیک لاقتلک اني اخاف الله رب العالمین اني ارید ان تبوأ باثمي و اثمک فتکون من اصحب النار و ذلک جزاوالظلمین فطوعت له نفسه قتل اخیه فقتله فاصبح من الخسرین *

کہا میں تجھکو مارڈالونگا وہ بولا کہ الله قبول کرتا هی ادب والوں سے اگر تو هاتھ چلاویگا مجھ پر مارنے کو میں نہ هاتھ چلاؤنگا تجھ پر مارنے کو میں ڈرتا هوں الله سے جو صاحب هی سب جہان کا میں چاهتا هوں کہ تو حاصل کرے میرا گناہ اور اپنا گناہ پھر هو دوزخ والوں میں اور یهي هی سزا بے انصافوں کي پھر اُسکو راضي کیا اُسکے نفس نے خون پر اپنے بهائي کے پھر اُسکو مارڈالا تو هوگیا زیاں والوں میں —

توریت مقدس

(۹) ویومر یهوہ ال قین ای هبل احیک ویومر لو یدعتي هشمر احي انوخي *

۹ اور کہا الله نے قاین کو کہاں ‖ هی هابل بهائي تیرا اور کہا نهیں جانتا ¶ میں کیا نگهبان اپنے بهائي کا میں هوں —

---

† سورہ مائدہ آیت ۳۰ — ۳۳ —

‡ (نسخہ سامري و سریا و سپٹو ایجنٹ و والگت) قاین نے کہا اپنے بهائي هابل سے آؤ چلیں میدان میں — عربي سنہ ۱۸۳۱ ع و قال قاین لهابیل اخیه انخرج الی الحقل و لما صار في الحقل —

§ متی ۲۳ — ۳۵ — ۱ یوحنا ۳ — ۱۲ —

‖ زبور ۹ — ۱۲ —

¶ یوحنا ۸ — ۴۴ —

توریت مقدس

(۱۰) وَيُّومِر مَه عَسِيتَ قُول دِمي اَحِيخ صُعَقِيم

إِلَاي مِن هَا اَدَمَه *

(۱۱) وَعَتَّه اَرُور اَتَّه مِن هَا اَدَمَه اَشِر فَصدَه اِيت

پِيهَا لَقَحَت اِيت دِمي اَحِيخ مِيَّدِخ *

(۱۲) كِي تَعبُد اِيتَه هَا اَدَمَه لُو تُسِف تِيت-

كُوحَه لَخ نَع وَنَاد تِهيِه بَا اَرِص *

(۱۳) وَيُّومِر قَيِن اِل يِهوَه گَادُول عَوُونِي مِنسُو *

(۱۴) هِن گِرشِتَا اُتِي هَيُّوم مِعَل پِنِي هَا اَدَمَه

وُمِپَّنِيخ اِسَّاتِر وَهَييتِي نَع وَنَاد بَا اَرِص وَهَايَا خُول

مُصِي يَهَرگِنِي *

۱۰ اور کہا کیا کیا تونے آواز خون بھائي تیرے کي چلاتي † ھی طرف میرے زمین سے —

۱۱ اور اب ملعون ھی تو زمین سے جس نے کھولا اپنے منھ کو واسطے لینے خون بھائي تیرے کے ھاتھ تیرنے سے —

۱۲ کہ تو خدمت کریگا زمین کي پھر نہ دیگي اپني قوت تجھکو ڈانواڈول ھوگا تو زمین پر —

۱۳ اور کہا قاین نے اللہ کو بڑا ھی گناہ ‡ میرا برداشت سے —

۱۴ اب § نکالا تونے مجھکو آج کے دن اوپر منھ اس زمین سے اور منھ تیرے ‖ سے چھپونگا میں اور ھونگا میں ڈانواڈول زمین پر اور ھوگا جو ¶ پاویگا مجھکو مارڈالیگا مجھکو —

---

† نامہ عبریان ۱۲ — ۲۴ — مشاھدہ ۶ — ۱۰ —

‡ ترجمہ انگریزي میري سزا زیادہ ھی میري برداشت سے نسخہ ترجمہ انگریزي ظلم میرا زیادہ ھی اس سے جتنا کہ معاف ھو سکتا ھی —

§ ایوب ۱۵ — ۲۰ — ۲۴ —

‖ زبور ۵۱ — ۱۱ —

¶ باب ۹ — ۶ — اعداد ۳۵ — ۱۹ و ۲۱ و ۲۷ —

توریت مقدس

(۱۵) ویومر لو یہواہ لاکن کول ۔ ہرگ قین شبعتیم یقام ویشم یہواہ لقین اوت لبلتي ہکوت اُتو کول مُصاُو *

(۱۶) ویصي قین ملفني یہواہ ویشب بارص نود قدمت۔ عدن *

(۱۷) ویدع قین ایت ایشتو وتہر وتلد ایت حنوخ ویہي بنہ عیر ویقرا شم ہعیر کشم بنو حنوخ *

(۱۸) ویولد لحنوخ ایت عیراد و عیراد یلد ایت محویا ایل و محویا ایل یلد ایت متو شا ال و متو شا ال یلد ایت لمخ *

۱۵ اور کہا اُسکو اللہ نے ایکن جو مارے قاین کو سات † گنا بدلا پاوے اور رکھا ‡ اللہ نے واسطے قاین کے ایک نشان واسطے نہ مارنے کے اُسکو جو پاوے اُسے —

۱۶ اور نکلا § قاین مواجھہ سے اللہ کے اور ٹھہرا بیچ زمین نود کے آگے عدن کے —

۱۷ اور واقف ہوا قاین اپني عورت سے اور حاملہ ہوئي اور جني حنوک کو اور تھا باني شہر کا اور || پکارا نام اُس شہر کا نام پر اپنے بیٹے حنوک کے —

۱۸ اور پیدا ہوا حنوک کے ایراد اور ایراد کے پیدا ہوا محویائیل اور محویائیل کے پیدا ہوا متوشائیل اور متوشائیل کے پیدا ہوا لمک —

---

† زبور ۷۹ — ۱۲ —

‡ حزقیل ۹ — ۴ و ۶ —

§ ۲ سلاطین ۱۳ — ۲۳ — ۲۴ — ۲۰ — یرمیاہ ۲۳ — ۳۹ — ۵۲ — ۳ —

|| زبور ۴۹ — ۱۱ —

توریت مقدس

(۱۹) ویقح لو لمخ شتی نشیم شم ہا احت
عدہ و شم ہشنیت صلہ *

(۲۰) وتلد عدہ ایت یابل ہو ہایا ابی یشب
اہل و مقنہ *

(۲۱) و شم احاو یوبل ہو ہایا ابی کول تفش
کنور و عوگاب *

(۲۲) و صلہ گم ہی یلدہ ایت توبل قین لطش کول
حرش نحشت و برزل و احت توبل قین نعمہ *

(۲۳) ویومر لمخ لنشاو عدہ و صلہ شمعن قولی
نشی لمخ ہا زنہ امراتی کی ایش ہرگتی لفصعی
و یلد لحبراتی *

۱۹ اور لیں اپنے لیئے لامک نے دو عورتیں نام ایک کا عادہ اور نام دوسری کا صلہ —

۲۰ اور جنی عادہ یابل کو وہ تھا باپ رہنے والے خیمہ کا اور ریوڑ کا —

۲۱ اور نام اُس کے بھائی کا یوبل وہ تھا باپ † تمام بجانے والوں طنبورہ اور بانسلی کا —

۲۲ اور صلہ وہ بھی جنی توبل قین کو اُستاد تمام کاریگر تانبے اور لوھے کا اور بہن توبل قاین کی نعمہ —

۲۳ اور کہا لامک نے اپنی عورتوں عادہ اور صلہ کو سنو بات میری عورتوں لامک کی کان رکھو میری بات پر نہ مرد ‡ مارڈالا میں نے اپنے زخم سے اور لڑکے کو اپنی ضرب سے —

† نامہ رومیان ۴ — ۱۱ و ۱۲ —

‡ ترجمہ انگریزی یا میں مارڈالتا —

توریت مقدس

(۲۴) . کي شبعتيم يقم-قين و لمخ شبعيم و شبعه *

(۲۵) و يدع ادم عود ايت ايشتو و تلد بن

و تقرا ايت شمو شيت کي شت - لي الوهيم زرع احر

تحت هبل کي هراگو قين *

(۲۶) و لشيت گم هو يولد بن و يقرا ايت شمو

انوش از هو حل لقرو بشم يهواه *

۲۴ پس سات گنا بدلا قاین † کا اور لامک کا ستر اور سات —

۲۵ اور واقف هوا آدم پهر اپني عورت سے اور جني بیٹا اور پکارا ‡ نام اُسکا شیث که بخشي مجھکو خدا نے نسل دوسري جگهه هابل کے جسکو مارڈالا قاین نے —

۲۶ اور شیث اُس § سے بھي پیدا هوا بیٹا اور پکارا اُسکا نام انوش اب شروع هوا لینا || نام ¶ الله کا —

---

† درس ۱۵ —

‡ باب ۵ — ۳ —

§ باب ۵ — ۶ —

|| ترجمه انگریزي اب اپنے تئیں خدا پرست پکارنے لگے —

¶ ا سلاطین ۱۸ — ۲۴ — زبور ۱۱۶ — ۱۷ — یوئیل ۲ — ۳۲ — صفنیاه ۳ — ۹ — ا نامه گرنتهیان ا — ۲ —

تفسیر

۱　(بولی لہا میں نے) علماء عیسائی † اس مقام کی تفسیر میں لکھے ہیں کہ " خدا کے ایک نجات دینے والے کے وعدہ پر جسطرح کہ آدم نے اول ہی کلام سے جو اُسکے منھہ سے نکلا اُس ‡ وعدہ پر اپنا اعتماد اور بذریعہ تخم عورت کے زندگی اور نجات کی اُمید ظاہر کی تھی اسیطرح حوا نے بھی اول کلام میں جو اُسکی نسبت لکھا ہی ایساہی کیا چنانچہ قاین کے پیدا ہونے پر اُس نے یہہ کہا کہ میں نے خدا سے ایک آدمی پایا *

حاصل اس تقریر کا یہہ ہی کہ جب قاین پیدا ہوا تو حوا یہہ سمجھی کہ یہہ وہی وعدہ کیا گیا عورت کا تخم (یعنی مسیح) ہی جس کے ذریعہ سے خدا نے نجات دینے کا وعدہ کیا تھا مگر یہہ بات ظاہر ہی کہ کتاب اقدس کا کوئی لفظ اس مطلب پر جانے کو ہمیں اشارہ نہیں کرتا *

ہم مسلمان یقین کرتے ہیں کہ بلاشبہ حضرت مسیح علیہ‌السلام شفیع ہیں اللہ تعالیٰ سورہ آل‌عمران میں فرماتا ہی کہ جب کہا فرشتوں نے اے مریم اللہ تجھکو بشارت دیتا ہی ایک اپنے کلمہ کی جسکا نام ہی مسیح عیسیٰ بیٹا مریم کا رویت والا دنیا میں اور آخرت میں اور مقربوں سے " اس آیت میں جو لفظ وجیہاً کا یعنی رویت والا آیا ہی اُسکی تفسیر میں تمام مفسر لکھتے ہیں کہ رویت والا دنیا میں بسبب نبوت کے اور رویت والا آخرت میں بسبب شفاعت کے پس ہم مسلمان حضرت مسیح علیہ‌السلام کے شفیع ہونے میں کچھہ بھی شبہہ نہیں رکھتے اور یقین جانتے ہیں کہ جو لوگ اُن پر ایمان لائے وہ نجات پاوینگے اور ہم مسلمان اُنہی لوگوں میں ہیں جو سچے دل سے حضرت مسیح علیہ‌السلام پر ایمان لائے ہیں مگر صرف یہہ گفتگو ہی کہ اس مقام میں جو مطلب علماء مسیحی بیان کرتے ہیں اُس مطلب پر کتاب اقدس کا کوئی لفظ اشارہ نہیں کرتا *

سورہ آل‌عمران آیت ۴۵
اذ قالت الملئکۃ یمریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسی ابن مریم وجیہاً فی الدنیا والاخرۃ و من المقربین

بیضاوی
الوجاھۃ فی الدنیا النبوۃ وفی الاخرۃ الشفاعۃ ــــ

۲　(اور متوجہہ ہوا اللہ طرف ہابل کے) اسبات پر گفتگو ہی کہ خدا ہابل کی نذر پر کیوں متوجہہ ہوا اور قاین کی نذر پر کیوں نہ متوجہہ ہوا بشپ پیٹرک صاحب § بیان

---

† ڈائلی جلد ۱ صفحہ ۱۴ ــــ

‡ باب ۳ ــــ ۲۰ ــــ

§ تفسیر ڈائلی جلد ۱ ــــ

کرتے ہیں کہ مجھکو صاف یہہ وجہہ معلوم ہوتی ہی کہ قاین نے صرف زمین کی پیداوار نذر کی تھی جس سے حضرت مسیح علیہ‌السلام کیطرف کچھہ بھی اشارہ نہیں پایا جاتا تھا بلکہ صرف خدا ہی کی طرف اسطرح اشارہ تھا کہ وہ پیدا کنندہ دنیا کا ہی اور ہابل نے اپنے ریوز کے پہلوٹوں کو اور اُن میں سے چربیلوں کو نذر کیا تھا جو ایک خونریز قربانی تھی جس سے حضرت مسیح علیہ‌السلام کی قربانی ہونے کی علامت نکلتی تھی " جنکو شروع دنیا سے قربانی کی بھیڑ کہا گیا ہی " اور اسطرح کی نذر کرنے سے ہابل نے مسیح موعود کی طرف اپنا اعتقاد ازروے عمل کے دیکھایا اسلیئے † حواری نے کہا کہ اعتقاد سے ہابل نے بہ نسبت قاین کے بہت زیادہ عمدہ قربانی پیش کی یعنی اُس وعدہ کا جو خدا نے مسیح علیہ‌السلام کی نسبت انسان سے کیا تھا یقین کیا اور ایسی قربانی کرنے سے اپنا اعتقاد ظاہر کیا جس میں حضرت مسیح علیہ‌السلام کی قربانی کی نشانی ظاہر تھی جنکے سبب سے اُس کی قربانی خدا کے نزدیک زیادہ پسندیدہ اور مقبول ہوئی *

تفسیر ڈائلی میں لکھا ہی کہ " یہہ بات غالب ہی اور اِسکی گواہی خود کتاب مقدس سے بھی ہوتی ہی کہ ان نذروں میں بڑا فرق تھا یعنی قاین نے اپنے مال میں سے خراب اور نکمی اور ہابل نے نہایت عمدہ چیز نذر کی اسلیئے اُن میں سے ایک کے حق میں بغیر کسی تعریف کے کہا گیا ہی کہ اُس نے زمین کی پیداوار نذر کی اور دوسرے کی نسبت کہا گیا کہ اپنے ریوڑ میں کے پہلوٹوں کو اور اُن میں سے چربیلوں کو نذر لایا اگر یہہ بات اسیطرح ہوئی تو اسلیئے قربانی ہابل کی بہ نسبت قربانی قاین کے زیادہ پسندیدہ اور مقبول ہوئی کیونکہ اُسمیں خدا تعالی کی عنایت کی زیادہ گرم احسان مندی پائی جاتی تھی *

اِس تقریر پر بشپ کانی بیئر صاحب کا قول زیادہ کیا ہی کہ " غالباً قاین کی زندگی کا عام طریقہ برا اور بد خلق تھا اور اُسکی قربانی نذر کرنے میں جسقدر کہ جاں نثاری اور انکسار ہونا چاہیئے تھا اُسقدر اُس میں نہ تھا یہہ راے جو ہمنے دی اُسکو حواری کے اُس کلام سے جو اُس نے نامہ عبرانیاں میں کہا ‡ ہی نسیقدر استحکام ہوتا ہی کہ " ایمان سے ہابل نے قاین سے بہتر قربانی خدا کو گذرانی جس سے گواہی پائی کہ وہ نیک ہی کہ خدا نے اُس کی قربانیوں پر گواہی دی " اور سینٹ یوحنا نے زیادہ خوبی سے کہا § ہی کہ " قاین کی مانند نہ ہوویں جو اُس خبیث سے ہوا اور اپنے بھائی کو قتل کیا اور اُس نے اُسے کیوں قتل کیا اسواسطے کہ اُسکے کام برے تھے اور اُسکے بھائی کے کام نیک تھے *

---

† نامہ عبرانیاں ۱۱ — ۴ —
‡ نامہ عبرانیاں ۱۱ — ۴ —
§ ۱ یوحنا ۳ — ۱۲ —

هم مسلمان بشپ کانی بیئر صاحب کے قول سے متفق هیں کیونکه همارا یهه مذهب هی که هابل کی قربانی صرف بسبب اُسکی روحانی نیکی کے مقبول هوئی تهی تفسیر کبیر میں لکها هی که " دونوں قربانیوں میں سے جو ایک مقبول هوئی اور دوسری نامقبول هوئی اسکا سبب یهه هی که روحانی نیکی اعمال کے قبول هونے میں شرط هی " اور قرآن مجید میں هابل کی قربانی کی نسبت صاف آیا هی که " † الله اُنهی کی قربانی قبول کرتا هی جو روحانی نیکی رکهتے هیں " اور دوسری جگهه قرآن مجید میں قربانی کے حق میں الله تعالی نے صاف صاف فرمایا هی که " نهیں پهونچتے الله کو اُن کے گوشت نه اُن کے خون اور پهونچتی هی اُسکو تمهارے دلکی نیکی پس ان دلیلوں سے ثابت هی که صرف روحانی نیکی کے سبب خدا نے هابل کی قربانی کو قبول فرمایا تها *

تفسیر کبیر
انما صار احد القربانین مقبولاً والاخر مردوداً لان حصول التقوی شرط فی قبول الاعمال —

سورة الحج آیت ۳۷
لن ینال الله لحومها ولا دماؤها ولکن یناله التقوی منکم —

بشپ پیرک صاحب فرماتے هیں که " خدا تعالی نے هابل کی قربانی بذریعه آگ کے قبول کی تهی جو آسمان پر سے آئی تهی جس آگ کے اثار هم کتاب پیدایش ‡ میں پاتے هیں اور بہت سی اور مثالیں اُسکی ایام آینده میں ملتی هیں مثلاً جبکه اولاً حضرت § موسی نے بموجب شریعت کے بڑی قربانیاں سوختنی نذر کیں اور جبکه گدعون || نے پہاڑ پر نذر دی اور جبکه ¶ حضرت داؤد نے وبا کو دور کیا اور جبکه * حضرت سلیمان نے معبد کو خدا کے نام سے مخصوص کیا اور جبکه †† ایلیاه نے بعل کے پوجنے والوں کو سرزنش کی اس سبب سے بنی اسرائیل اپنے بادشاه کی هر طرح کی اقبال مندی کے خواهش مند هوکر یهه دعا مانگا کرتے هیں که خدا تعالی قبول کرے زبور ‡‡ میں هی که خاک کردے اُسکی قربانی سوختنی کو *

---

† سورة مائده آیه ۳۰ —
‡ پیدایش ۱۵ — ۱۷ —
§ احبار ۹ — ۲۴ —
|| قضات ۶ — ۱ —
¶ ۱ تاریخ ۲۱ — ۲۶ —
* ۲ تاریخ ۷ — ۱ —
†† ۱ سلاطین ۱۸ — ۳۸ —
‡‡ زبور ۲۰ — ۳ —

علماء † یہودیوں بھی اسی بات کے قایل ھیں کہ آگ آسمان پر سے اُترتی تھی اور قربانی کو لیجاتی تھی ھم مسلمان بھی اسی بات کے قایل ھیں کہ اُس زمانہ میں جسکی قربانی قبول ھوتی اُس قربانی کو آسمان پر سے آگ آن کر جلا دیتی تھی تفسیر کبیر میں ھی کہ اکثر مفسروں کا یہہ قول ھی کہ آگ کا کھا لینا قربانی قبول ھونے کی نشانی تھی اور یہہ بھی کہا گیا ھی کہ اُس زمانہ میں کوئی محتاج نہ تھا کہ جو چیز خدا کی نذر کی ھی وہ اُسکو دی جاوے اسلیئے آگ آسمان پر سے اُترتی تھی اور قربانی کو کھا لیتی تھی *

تفسیر کبیر
قیل کانت علامۃ القبول ان تاکلہ النار وھو قول اکثر المفسرین ۔ قیل ما کان فی تلک الوقت فقیر یدفع الیہ ما تقرب بہ الی اللہ فکانت النار ینزل من السماء فتاکلہ ۔

۸ (اور کہا قاین نے) اس ورس میں یہہ بات نہیں بیان ھوئی کہ قاین نے ھابل کو کیا کہا ظاھرا قرینہ مقام پر چھوڑا گیا مگر خدا تعالی نے قرآن مجید میں بتادیا کہ قاین نے یہہ کہا کہ میں تجھے مارڈالونگا ھابل نے کہا اللہ تو اُنھی کی قربانی قبول کرتا ھی جو روحانی نیکی رکھتے ھیں اگر تو ھاتھہ چلاویگا مجھہ پر مارنے کو میں نہ ھاتھہ چلاؤنگا تجھہ پر مارنے کو میں ڈرتا ھوں اللہ سے جو صاحب ھی سب جہان کا میں چاھتا ھوں کہ تو حاصل کرے میرا گناہ اور اپنا گناہ پھر ھو دوزخ والوں میں اور یہی ھی سزا بے انصافوں کی *

اِس ورس میں جو اختلاف عبارت ھی اُسکو ھارنصاحب نے اپنے ‡ انٹروڈکشن میں اسطرح پر لکھا ھی کہ " قاین نے کہا اپنے بھائی ھابل سے آؤ چلیں میدان میں اِسکے بعد وہ لکھتے ھیں کہ یہہ بات جاننی پڑھنے والے کو اچھی ھوگی کہ یہہ اختلاف عبارت اُن سامری اور سریا اور سپٹواجنٹ اور ولگٹ ترجموں میں پایا جاتا ھی جو بشپ والٹن صاحب کے پالی گلاٹ میں چھپی ھیں ڈاکٹر کنکن صاحب کہتے ھیں کہ ڈاکٹر کنی کٹ صاحب نے تجویز کی کہ عبری متن کی اصلاح کی جاوے کیونکہ بلا شبہ یہہ صحیح عبارت ھی *

۱۱ (ملعون ھی تو زمین سے) بشپ پٹرک صاحب اسکی تفسیر میں لکھتے ھیں کہ " خدا یوں کہتا ھی کہ میں تجھہ پر اس ملک سے ھمیشہ کی جلاوطنی کا فتوی دیتا ھوں جسنے تیرے بھائی کا خون پیا ھی اُسوقت تک آدم اور اُسکی اولاد باھم رھتے تھے مگر اب قاین ایک ایسی ولایت میں جلاوطن کیا گیا جو اُسکے باپ کی ریاست واقع ھمسایہ جنت سے بہت دور تھی *

---

† دیکھو تفسیر رشی ۔
‡ ھارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ صفحہ ۱۹۰ ۔

۱۵ (سات گنا) بشپ پیٹرک صاحب فرماتے ہیں کہ سات کا عدد ایک غیر مقرر مگر بڑی شمار کی نشانی ہے جس سے یہہ مراد نکلتی ہے کہ اُس پر بہت سزائیں عاید ہونگی ' خدا نے ارادہ کیا کہ قاین کی زندگی کو بطور مثال اُس کے انتقام کے ایک بدبخت حالت میں طول دے تاکہ اور لوگ اسطرح کے گناہ سے باز رہیں *

ہم مسلمانوں کے نزدیک بھی یہی بات ہے کہ ایسے مقام پر جو عدد بیان کیا جاتا ہے اُس سے حقیقی شمار مراد نہیں ہوتی بلکہ کثرت کے معنی لئے جاتے ہیں اور ہم مسلمان اِتنا اور زیادہ کرتے ہیں کہ اس کام کے لئے سات ہی کے عدد کی کچھ خصوصیت نہیں سمجھتے بلکہ سات کا اور ستر کا اور اور عدد بھی اس کام کے لئے مستعمل ہوتے ہیں صرف قرینہ مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ کہاں حقیقت میں شمار مراد ہے یا کثرت اور یہہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس قسم کے اشارات سے ایسے معنی لینے میں ہم مسلمان اور عیسائی دونوں متفق ہیں *

(نشان لگایا) عیسائی مفسر اس بات میں متفق نہیں ہیں کہ وہ نشان جو قاین کو دیا گیا تھا وہ کیا نشان تھا بشپ کانی بیئر صاحب کہتے ہیں کہ غالباً بسبب اندرونی خوف کے اُسکی صورت ڈراونی ہوگئی تھی اور بالحاظ ترجمہ سپٹواجنٹ کے یہہ کہنا چاہیئے کہ یہہ بات بطور ایک معجزہ کے تھی کہ جو کوئی قاین سے ملے اُسکو قتل نکرے *

ہم مسلمانوں کی کتابوں میں بلحاظ اس نشان کے یہہ لکھا ہے کہ قاین ہابیل کے قتل کے بعد سیاہ پڑگیا تھا مگر کوئی معتبر سند اس بیان کے لئے نہیں ہے *

تفسیر کبیر
روی انه لما قتله اسود جسده
و کان ابیض ——

علماء† یہود کہتے ہیں کہ خدا تعالی نے قاین کی پیشانی میں اُسی کے نام کے حرفوں میں سے ایک حرف کا نشان کردیا تھا یہہ راے کتاب اقدس کے الفاظ سے نہایت مطابقت رکھتی ہے اور اگر صحیح مانی جاوے تو کہا جاسکتا ہے کہ مجرم کی پیشانی گودنی بہت پرانی رسم سزا دینے کی ہے *

۱۶ (خدا کی حضور سے) بشپ پیٹرک صاحب کہتے ہیں کہ '' بہت سے مفسروں کی یہہ راے ہے کہ ایک جلوہ الہی تھا جس کو یہودی سکینہ کہتے تھے اور یہہ شروع سے ظہور کرتا تھا اس جلوہ الہی کو اُس وقت کے بعد قاین کبھی نہ دیکھہ سکا بلکہ اُس سے خارج ہوگیا اور جو کہ خدا تعالی نے اپنی فیاض حضور کو اُس سے ہٹا لیا اسی طرح اُسنے اُس سے کنارہ کیا اور اپنی خاص حفاظت سے اُسے محروم کیا *

---

† دیکھو تفسیر رشی ——

(زمین نود) جسکے معنی ہیں زمین جلا وطنی کے ڈاکٹر ہیلز صاحب کہتے ہیں کہ زمین نود کو شرقی اہل جغرافیہ پست ولایت سسیانہ یا کوہستان عموماً شمار کرتے ہیں۔ اور بعض اہل جغرافیہ کہتے ہیں کہ یہہ زمین پارتھیا کی تھی جو ایران کے شمال پر ایک ملک ہی مگر جبکہ عدن سے ایک ملک مراد لیا جاوے جو آدم کو رہنے کو دیا گیا تھا جسکی تفصیل باب اول میں بیان ہوئی ہی تو زمین نود کی بموجب اشارہ کتاب اقدس کے زمین فارس کی قرار پاتی ہی اور اُس کی صحت پر ہمارے ہاں کی کتابوں کے بموجب ایک یہہ دلیل بھی لائی جاسکتی ہی کہ قاین نے بعد اس واقعہ کے آگ کی پرستش اختیار کی جو ایک قدیم پرستش اہل فارس کی ہی اسلیئے میں زمین نود کو زمین فارس کی کہتا ہوں تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ "جب قابیل نے اپنے بھائی کو مار ڈالا تو وہ بھاگ گیا عدن کی طرف زمین یمن سے پھر آیا اُس کے پاس شیطان اور کہا کہ ہابیل کی قربانی جو آگ کھا گئی اس کا سبب یہہ تھا کہ وہ آگ کی خدمت اور پرستش کرتا تھا پھر اگر تو بھی آگ کی پرستش کرے تو مطلب حاصل ہو پھر قابیل نے ایک آتشکدہ بنایا اور وہ پہلا شخص ہی جس نے آگ کو پوجا *

تفسیر کبیر

قیل ان قابیل لما قتل اخاہ ھرب الی العدن من ارض الیمن فاتاہ ابلیس و قال انما اکلت النار قربان ھابیل لانہ کان یخدم النار و یعبدھا فان عبدت النار ایضا حصل المقصود فبنی بیت نار وھو اول من عبد النار ۔

۱۷ (حنوک) اول اسی شہر کا نام کتاب مقدس میں آیا ہی جو لوگ زمین نود کو سسیانہ خیال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ نشانی اس شہر کی انخما شہر کے نام میں پائی جاتی ہی جس کو توملی سسیانہ کے قرب و جوار میں قرار دیتا ہی *

۲۰ (وہ تھا باپ) بشپ پٹرک صاحب کہتے ہیں کہ یہودی اُس شخص کو جو کسی شی کا موجد ہوتا ہی اُس شی کا باپ یا نہایت عمدہ اُستاد اُس فن کا پکارتے ہیں *

۲۲ (نعمہ) یہہ بہن ہی توبل قاین کی اسکا خاص نام لینے کی کوئی وجہہ کتاب اقدس سے نہیں پائی جاتی مگر علماء † یہود بیان کرتے ہیں کہ یہی نعمہ بعد کو حضرت نوح علیہ السلام کی جورو ہوئی ہی اگر اس کو تسلیم کیا جاوے تو البتہ اسکا خاص نام لینے کی یہی وجہہ معلوم ہوتی ہی *

۲۳ (لامک نے) اس ورس کی تفسیر میں علماء عیسائی لکھتے ہیں کہ ‡ لامک کے اس کلام کی وجہہ یا موقع الہام کی روسے کسی جگہہ بیان نہیں ہوا ہی اسلیئے

† دیکھو تفسیر رشی ۔

‡ تفسیر ڈائلی جلد ۱ صفحہ ۱۷ ۔

معقول طور سے یہہ توقع نہیں ہوسکتی کہ کوئی آدمی اس کلام کی مراد کو بخوبی قرار دیسکے اسپر بھی بعض عالم خیال کرتے ہیں کہ لامک نے یہہ الفاظ فخریہ طور پر کہی ہیں اور بعضوں نے یہہ خیال کیا ہی کہ لامک کے بیٹوں میں سے ایک نے ہتیار بنانے ایجاد کرلیئے تھے اسلیئے اُسکی جوروؤں کو اندیشہ ہوا کہ کوئی اُسکو مار نہ ڈالے اسلیئے لامک نے اُنکی تسلی کی کہ جب میں نے کسی کو نہیں مارا تو کوئی مجھکو کیوں ماریگا *

علماء یہود یہہ بات کہتے ہیں کہ لامک نے دادے اور اپنے بھتیجے تیبل قاین کو مارڈالا تھا اگر یہہ بات تسلیم کی جاوے تو ورس کے معنی بہت صاف ہوجاتے ہیں کیونکہ اِس مرد اور لرکے کے مارڈالنے کے سبب لامک کی جوروؤں کو اندیشہ تھا کہ کوئی اُسکو بھی مارڈالیگا اُنکی تسلی کو لامک نے کہا کہ جو کوئی مجھکو مارڈالیگا وہ ستتر گنی سزا پاوے گا *

۲۵ (شیث) ہمارے ہاں کی کتابوں میں لکھا ہی کہ اس لفظ کے معنی ہیں ہبہ للہ یعنی خدا بخش اور علماء عیسائی لکھتے ہیں کہ اسکے معنی ہیں مقرر کیا گیا یا دوسرے کی جگہہ قایم کیا گیا بشپ † النز صاحب لکھتے ہیں کہ "حوا نے اِس بیٹے کا نام شیث اس وجہہ سے رکھا کہ وہ اسکو ایسا سمجھتی تھی کہ خدا نے اُسکو اُس جگہہ پر مقرر کیا ہی جس پر اُسنے قاین کو اُسوقت تک سمجھا تھا کہ خدا نے اُسکی قربانی کو رد کیا اور اُسنے ہابل کو قتل کیا

فصوص الحکم سمی شیثا لان معناه هبةالله ــــ
قیصری
ومعنی شیث فی اللغة العبرانیة هبةالله ــــ

پس حوا نے یقین کیا کہ قاین کی جگہہ خدا نے اس بیٹے کو وہ تخم مقرر کیا ہی جس سے دنیا کا نجات دینے والا پیدا ہو" مگر کتاب اقدس سے صاف پایا جاتا ہی کہ حوا نے شیث کو قاین کی جگہہ کبھی خیال نہیں کیا تھا بلکہ ہابل کی جگہہ سمجھا تھا *

مورخین بیبل نے قاین کا پیدا ہونا دوسرے سال پیدایش میں اور ہابل کا پیدا ہونا تیسرے سال پیدایش میں اور شیث کا پیدا ہونا ایکسو تیسویں سال پیدایش میں قرار دیتے ہیں اور کتاب مقدس میں شیث اور ہابل کے درمیان میں آدم کے کسی اَور اولاد کے ہونے کا ذکر نہیں ہی اور یہہ بات خیال کرنی کہ دو برس کے عرصہ میں تو دو بیٹے پیدا ہوئے اور ایک سو ستائیس برس کے درمیان میں کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا نہایت مشکل بلکہ ناممکن معلوم ہوتی ہی اسلیئے قاین اور ہابل کے سنہ پیدایش غور طلب ہیں *

---

† ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۱۸ ــــ

۲۶ (خدا کا نام لینے لگے) بشپ پترک † صاحب لکھتے ہیں کہ یہہ بات مشکل سے یقین ہوسکتی ہی کہ اس زمانہ سے پیشتر آدمی خدا کا نام لینے کو جمع نہ ہوتے تھے اسلیئے بڑے مشہور آدمیوں نے اُس عبارت کی جو انگریزی بیبل کے حاشیہ پر لکھی جاتی ہی پیروی کی هی جسکا ترجمہ یہہ هی کہ اُس وقت آدمی یعنی اولاد شیث کی اپنے تئیں خدا کے نام سے پکارنے لگی یعنی یاسمیاز اولاد قابیل کے اور بامنیاز اور کافر شخصوں کے جنھوں نے خدا سے انحراف کیا تھا اپنے تئیں خدا کا خادم اور خدا کا پوجنے والا پکارا *

بشپ ولسن صاحب لکھتے هیں کہ اِس مختصر بیان سے اُن حالات میں جو طوفان سے پیشتر گذرے حضرت موسی نے قربانیوں کے تقرر کا اور سبت کے ماننے کا اور تقرر کا اور اُن احکام کا جو نیکی اور اخلاق سے متعلق هیں اور یہہ سب احکام بلاشبہ حضرت آدم کو دئیے گئے تھے کچھہ اطلاع نہیں کی کیونکہ یہہ سب باتیں فرض سمجھی جاتی ہیں اور سب نیک آدمی شروع سے اُنکے علم اور استعمال سے مستفید تھے *

ہمارے بشپ ولسن صاحب کی نہایت درست هی جسکو بلا عذر ماننا چاہیے اور اتنی بات زیادہ کہنی چاہیئے کہ اُس زمانہ کی شریعت کے جو احکام تھے اُنکے بیان کرنے سے کچھہ غرض زمانہ پر متعلق نہ تھی اسلیئے حضرت موسیٰ علیہ‌السلام نے اُنکا ذکر نہیں کیا *

مگر اس تقریر بشپ ولسن صاحب سے جو ایک عمدہ نتیجہ نکلتا هی اُس پر غور کرنا چاہیئے اور وہ یہہ هی کہ اُن تمام حالات سے جو مذکور هوئے ظاهر هوتا هی کہ حضرت موسی علیہ السلام نے یہہ قصد نہیں کیا کہ تمام واقعات کو اپنی کتاب میں لکھیں بلکہ صرف اُنہیں واقعات کا لکھنا چاہا تھا جو ضروری تھے یا جنکا لکھنا مناسب سمجھا تھا اور بہت سے واقعات ایسے هیں جو حقیقت میں واقع هوئے تھے مگر اُن کا بیان کتاب مقدس میں نہیں هوا پس اگر کوئی ملہم شخص الہام کی روسے کوئی ایسا واقعہ پہلے زمانہ کا بیان کرے جسکا ذکر کتاب مقدس میں نہیں هوا تو اُس واقعہ پر اس وجہہ سے کہ اُسکا ذکر کتاب مقدس میں نہیں هی کچھہ اعتراض یا انکار نہیں هوسکتا کیونکہ بہت سی دلیلوں سے ظاهر هی کہ بہت سے واقعات ایسے هیں جو بلاشبہ واقع هوئے مگر اُنکا ذکر کتاب هاے مقدس میں نہیں هوا دیکھو مقدس متی کی انجیل باب ۲ — ۲۳ *

---

† ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۱۸ =

پانچواں باب

۱ آدم سے لیکر نوح تک سب باپ دادوں کا تولد نامہ اور اُن کی عمر کی بزرگی اور اُن کی وفات کا بیان (۲۴) حنوخ کی پیدائش اور اُس کے جیتے جی خدا کے حضور آسمان پر چلے جانے کی خبر —

توریت مقدس

(۱) زِه سِفِر تُولِدُت آدَم بِیُوم بِرُو اِلُوهِیم آدَم بِدمُوت اِلُوهِیم عَسَة اُتُو *

(۲) زَخَر وُنقبه بِرَاَم وَیبَرِخ اُوتَم وَیقرا اِتّه شِمَم آدَم بِیُوم هِبرِاَم *

(۳) وَیحی آدَم شِلشِیم وُمات شَنَه وَیُّولِد بِدمُوتُو بِصَلمُو وَیقرا اِیته شِمُو شِیث *

۱ یہہ ھی کتاب † پیدایش آدم کی جس دن پیدا کیا خدا نے آدم کو صورت ‡ پر خدا کی بنایا اُسکو —

۲ نر § اور مادہ پیدا کیا اُنکو اور برکت دی اُنکو اور پکارا اُن کا نام آدم دن اُنکی پیدایش کے —

۳ اور عمر آدم کی تیس || اور سو برس کی تھی کہ اُسکے پیدا ہوا اُسکی صورت پر اور مانند اُسکی پرچھائیں کے اور پکارا ¶ اُسکا نام شیث —

---

† اول تاریخ ۱ — ۱ — لوک ۳ — ۳۸ —

‡ پیدایش ۱ — ۲۶ — نامہ افیسیان ۴ — ۲۴ — نامہ کلیسیان ۳ — ۱۰ —

§ پیدایش ۱ — ۲۷ —

|| (سپتو ایجنٹ) دو سو تیس برس کی تھی —

¶ پیدایش ۴ — ۲۵ —

توریت مقدس

(۴) וַיִּהְיוּ יְמֵי אָדָם אַחֲרֵי הוֹלִידוֹ אֶת שֵׁת שְׁמֹנֶה מֵאֹת שָׁנָה וַיּוֹלֶד בָּנִים וּבָנוֹת *

(۵) וַיִּהְיוּ כָּל יְמֵי אָדָם אֲשֶׁר חַי תְּשַׁע מֵאוֹת שָׁנָה וּשְׁלֹשִׁים שָׁנָה וַיָּמֹת *

(۶) וַיְחִי שֵׁת חָמֵשׁ שָׁנִים וּמְאַת שָׁנָה וַיּוֹלֶד אֶת אֱנוֹשׁ *

(۷) וַיְחִי שֵׁת אַחֲרֵי הוֹלִידוֹ אֶת אֱנוֹשׁ שֶׁבַע שָׁנִים וּשְׁמֹנֶה מֵאוֹת שָׁנָה וַיּוֹלֶד בָּנִים וּבָנוֹת *

۴ اور † تھے دن آدم کے بعد پیدایش شیث کے آٹھہ سو ‡ برس اور § پیدا ہوئے اُسکے بیٹے اور بیٹیاں —

۵ اور تھے کل دن آدم کے جنمیں جیتا رہا نو سو برس اور تیس برس پھر مر || گیا —

۶ اور عمر شیث کی پانچ برس ¶ اور سو برس کی تھی کہ پیدا * ہوا اُس کے انوش —

۷ اور جیتا رہا شیث بعد پیدا ہونے انوش کے سات ⟊ برس اور آٹھہ سو برس اور پیدا ہوئے اُسکے بیٹے اور بیٹیاں —

---

† اول تاریخ ۱ — ۱ وغیرہ —

‡ (سپٹو ایجنٹ) سات سو برس —

§ پیدایش ۱ — ۲۸ —

|| پیدایش ۳ — ۱۹ — نامہ عبریان ۹ — ۲۷ —

¶ (سپٹو ایجنٹ) دو سو پانچ برس —

* پیدایش ۴ — ۲۶ —

⟊ (سپٹو ایجنٹ) سات سو برس —

توراۃ مقدس

(۸) وَیِہْیُو کُل یِمِی شیت شْتَیِم عَسْرِہ شْنَہ وَتْسَع مأوت شَنَہ وَیَموت *

(۹) وَیحِی اِنُوش تِشْعِیم شَنَہ وَیُولِد اِیت قِینَان *

(۱۰) وَیحِی اِنوش اَحَرِی ہُو لِیدُو اِیت قِینَان حَمِش عَسْرِہ شَنَہ وشْمُونِہ مأوت شَنَہ وِیُولِد بَنِیم وبَنوت *

(۱۱) وَیِہْیُو کُل یِمِی اِنُوش حَمِش شْنَیِم وِتْشَع مأوت شَنَہ وَیَموت *

(۱۲) وَیحِی قِینَان شِبْعِیم شَنَہ وَیُولِد اِیت مَہلَلْ اِیل *

۸ اور تھے کل دن شیث کے بارہ برس اور نو سو برس پھر مرگیا —

۹ اور عمر انوش کی نوہ † برس کی تھی کہ پیدا ہوا اُسکے قینان —

۱۰ اور جیتا رہا انوش بعد پیدا ہونے قینان کے پندرہ برس اور آٹھہ سو ‡ برس اور پیدا ہوئے اُسکے بیٹے اور بیٹیاں —

۱۱ اور تھے کل دن انوش کے پانچ برس اور نو سو برس پھر مر گیا —

۱۲ اور عمر قینان کی ستر برس § کی تھی کہ پیدا ہوا اُسکے || مہلل ایل —

---

† (سپٹو ایجنٹ) ایک سو نوہ برس کی —

‡ (سپٹو ایجنٹ) سات سو پندرہ برس —

§ (سپٹو ایجنٹ) ایک سو ستر برس —

|| مہلیلیل ترجمہ یونانی —

توریت مقدس

(۱۳) وَیְחִי قِینָן اَחֲרֵי הוֹלִידוֹ אֶת מַהֲלַלְאֵל

ارבעים شנה وשמונה מאות שנה ויולד בנים ובנות *

(۱۴) ویהיו כל ימי קינן עשר שנים ותשע

מאות שנה וימת *

(۱۵) ویחי מהללאל חמש שנים וששים שנה

ויולד את ירד *

(۱۶) ویחי מהללאל אחרי הולידו את

ירד שלשים שנה ושמנה מאות שנה ויולד בנים ובנות *

(۱۷) ויהיו כל ימי מהללאל חמש ותשעים

שנה ושמנה מאות שנה וימת *

۱۳ اور جیتا رہا قینان بعد پیدا ہونے مہال ایل کے چالیس برس اور آٹھہ † سو برس اور پیدا ہوئے اُسکے بیٹے اور بیٹیاں —

۱۴ اور تھے کل دن قینان کے دس برس اور نو سو برس پھر مرگیا —

۱۵ اور عمر مہال ایل کی پانچ ‡ برس اور ساٹھہ برس کی تھی کہ پیدا ہوا اُسکے یارد —

۱۶ اور جیتا رہا مہال ایل بعد پیدا ہونے یارد کے تیس برس اور آٹھہ § سو برس اور پیدا ہوئے اُسکے بیٹے اور بیٹیاں —

۱۷ اور تھے کل دن مہال ایل کے پچانوے برس اور آٹھہ سو برس پھر مرگیا —

---

† (سپٹو ایجنٹ) سات سو چالیس برس —

‡ (سپٹو ایجنٹ) ایک سو پینسٹھہ برس کی (بموجب دوسرے نسخہ کے) پینسٹھہ برس کی —

§ (سپٹو ایجنٹ) سات سو تیس برس (بموجب دوسرے نسخہ کے) آٹھہ سو تیس برس —

توریت مقدس

(۱۸) وَیحِی یرِد شتَیم و ششیم شنہ وماَت شنہ ویولِد ایت حنوخ *

۱۸ اور عمر یارد کی باسٹھ § برس اور سو برس کی تھی کہ پیدا ہوا اُسکے حنوخ || —

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۱۸ † و اذکر فی الکتاب ادریس انہ کان صدیقا نبیا *

‡ اعلم ان ادریس علیہ السلام هو جد ابی نوح علیہ السلام و هو نوح ابن لامک ابن متوسالح ابن حنوخ ۰ هو ادریس قیل سمی ادریسا لکثرة دراستہ و اسمہ حنوخ *

اور ذکر کر کتاب میں ادریس کا وہ تھا سچا نبی —

جاننا چاهیئے کہ حضرت ادریس علیہ السلام وہ دادا هیں باپ نوح علیہ السلام کے اور وہ نوح بیٹے هیں لامک بیٹے متوسالح بیٹے حنوخ کے اور انهی کا نام ادریس هی٬ کہتے هیں کہ اُن کا نام ادریس رکھا تھا بسبب اُن کی زیادہ دراست کے اور اُن کا نام حنوخ هی —

توریت مقدس

(۱۹) وَیحِی یرِد اَحرِی هُولیدُو ایت حنوخ شمُنہ ماوت شنہ ویولد بنیم و بنُوت *

۱۹ اور جیتا رها یارد بعد پیدا هونے حنوخ کے آٹھ سو ¶ برس اور هوئے اُسکے بیٹے اور بیٹیاں —

---

† سورہ مریم آیت ۵۶ —

‡ تفسیر کبیر —

§ (سپٹو ایجنٹ) ایک سو باسٹھ برس (بموجب دوسرے نسخہ کے) دو سو باسٹھ برس (سامری باسٹھ برس) —

|| نامہ یہو داہ ۱۴ و ۱۵ —

¶ (سپٹو ایجنٹ) آٹھ سو برس (بموجب دوسرے نسخہ کے) سات سو برس (سامری) نو سو برس —

توریت مقدس

(۲۰) وَیِہْیُو کُل یِمֵי یֶרֶד שְׁ... شְׁתַּיִם وֳ شִׁשִּׁים شָׁנָה
وُ تِشَع مֵאוֹت شָׁנָה وַיָּמֹت *

(۲۱) وَیְחִי حֲנוֹך حָמֵש وְ شִׁשִּׁים شָׁנָה و يּוֹלֶד
ایت מְתוּشָׁלַח *

(۲۲) وַיִּתְהַלֵּך حֲנוֹך ایت هَا الُوهِيم أَحَرِي
هُو لِيدُو ایت مִתُو شֶׁلַח شְׁלֹش مֵאוֹت شָׁנָה و يوֹلֶد بָּنִים
و بְּنُوت *

(۲۳) وَ يְהִي كُل يְמֵي حֲנוֹך حָמֵש وְ شִׁשִּׁים
شָׁנָה وُ شְׁلֹש مֵאוֹت شָׁנָה *

۲۰ اور تھے کل دن یارد کے باسٹھہ برس اور نو سو برس
پھر مرگیا —

۲۱ اور جو حنوخ کی † پینسٹھہ برس کی تھی اور. پیدا ہوا
اُسکے متوشالح ‡ —

۲۲ اور چلتا رہا حنوخ § خدا میں بعد پیدا ہوتے متوشالح کے
تین || سو برس اور پیدا ہوئے اُسکے بیٹے اور بیٹیاں —

۲۳ اور تھے کل دن حنوخ کے پینسٹھہ برس اور تین سو برس —

---

† (سپتو ایجنت) ایک سو پینسٹھہ برس (بموجب دوسرے نسخہ کے) پینسٹھہ برس —

‡ یونانی ترجمہ ماتو سالح —

§ باب ۶ — ۹ — ۱۷ — ۱ — ۲۴ — ۴۰ — ۲ سلاطین ۲۰ — ۳ — زبور ۱۶ — ۸ — ۱۱۶ — ۹
۱۲۸ — ۱ — میکاہ ۶ — ۸ — ملاکی ۲ — ۶ —

|| (سپتو ایجنت) دو سو برس (بموجب دوسرے نسخہ کے) تین سو برس —

توریت مقدس

(۲۴) وَیِّتْهَلِّخ حنوخ ایت هاَ

اِلُوهِیم وِ ایِنِّنُو کِی لَقَح اُتُو اِلُوهِیم *

۲۴ اور چلتا تھا حنوخ ‡ خدا میں اور غایب

هوگیا کیونکہ اُٹھالیا اُسکو خدانے —

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۲۴ † و رفعناه مکانا علیا *

اور اُٹھا لیا ھمنے اُس کو ایک اونچے مکان پر —

توریت مقدس

(۲۵) وَیحِي مِتُو شِلَح شِبَع وُ شمونیم شنه

وُمائت شنه و یُولِد ایت لَمِخ *

(۲۶) وَیحِي مِتُو شِلَح اَحَري هُولیدُو ایت

لِمِخ شِتَّیِم و شِمُنِیم شنه و شِبَع مِاُوت شنه و یُولِد بَنِیم

وُ بنوت *

(۲۷) وَیهیو کل یمي مِتُو شِلَح تِشَع و شِشِیم

شنه و تِشَع مِاُوت شنه و یمت *

۲۵ اور عمر متو شلح کي ستاسي § برس کي اور سو برس کي

تھي اور پیدا هوا اُس کے لامخ —

۲۶ اور جیتا رها متوشلح بعد پیدا هونے لامخ کے بیاسي برس

اور سات سو || برس اور پیدا هوئے اُس کے بیٹے اور بیٹیاں —

۲۷ اور تھے کل دن متوشلح کے اُنهتر برس اور نو سو برس

پھر مرگیا —

---

† سورة مریم آیت ۵۷ —

‡ ۲ سلاطین ۲ — ۱۱ — نامه عبریان ۱۱ — ۵ —

§ (سپٹو ایجنٹ) ایک سو ستاسي برس (بموجب دوسرے نسخه کے) دوسو ستاسي برس

(سامري) سوسٹهه برس —

|| بموجب دوسرے نسخه سپٹو ایجنٹ کے چهه سو بیاسي برس (سامري) نو سو دو برس —

توریت مقدس

(۲۸) وَیحي لمخ شتیم و شمنیم شنه و مات شنه و یولد بن *

(۲۹) و یقرا ایت شمو نوح لامر زه ینحمنو ممعسنو و ممعصبون یدینو من ها ـ ادمه اشر اره یهواه *

(۳۰) و یحي لمخ احري هو لیدو ایت ـ نوح حمش و تشعیم شنه و حمش مایت شنه و یولد بنیم و بنوت *

(۳۱) و یهي کل یمي لمخ شبع و شبعیم شنه و شبع مات شنه و یمت *

۲۸ اور عمر لامخ کي بیاسي † برس اور سو برس کي تھي اور پیدا ھوا اُس کے بیٹا ـــ

۲۹ اور پکارا اُس کا نام ‡ نوح § کہتے ہوئے کہ یہہ چھڑائیگا ھمکو ھمارے کاموں سے اور مشقتوں ھمارے ھاتوں کي سے زمین سے جسے || لعنت کي اللہ نے ـــ

۳۰ اور جیتا رھا لامخ بعد پیدا ھونے نوح کے پچانوے برس ¶ اور پانچ سو برس اور پیدا ھوئے اُس کے بیٹے اور بیٹیاں ـــ

۳۱ اور تھے کل دن لامخ کے ستتر برس اور سات سو برس پھر مرگیا ـــ

---

† (سپٹو ایجنت) ایک سو اٹھاسي برس (سامري) ترپن برس ـــ

‡ یوناني ترجمہ ' نوح ' یعني آرام یا تسلي ـــ

§ ارک ۳ ـــ ۳۶ ـــ نامہ عبریان ۱۱ ـــ ۷ ـــ ۱ پطرس ۳ ـــ ۲۰ ـ

|| باب ۳ ـــ ۱۷ ـــ ۴ ـــ ۱۱ ـــ

¶ (سپٹو ایجنت) پانسو نواسي برس (سامري) سات سو چوالیس برس ـــ

توریت مقدس

(۳۲) وَیְהִי نوَاحِ بِن حمش مِاوت شنه ویولِد

نوَاح اِیت شِم اِیت حَم وِ اِیت یَفِت *

۳۲ اور تھا نوح پیدا ہوا پانچ سو برس کا اور پیدا ہوئے نوح کے ہم † حام یافث ‡ —

تفسیر

۱ (آدم) یہہ باپ ہیں تمام انسانوں کے جو اِس دور میں ہیں ہم مسلمان اِنکو نبی جانتے ہیں اور اسلیئے کہتے ہیں کہ سب سے اول نبی حضرت آدم علیہ‌السلام ہیں خدا نے اِن سے کلام کیا اور تمام چیزیں خود خدا نے اُنکو سکھائیں مشکواۃ میں حدیث ہی کہ ابو ذر نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون نبیوں میں پہلا تھا اپنے فرمایا آدم ابو ذر نے کہا کہ کیا وہ نبی تھے آپنے فرمایا کہ ہاں نبی تھے اُن سے اور خدا سے باتیں ہوئی تھیں

مشکواۃ باب بدء الخلق عن ابی ذر قال قلت یا رسول اللہ ای الانبیاء کان اول قال ادم قلت ۔ نبی کان قال نعم نبی متکلم —

اور بعض عالموں نے باتیں ہونے سے یہہ مراد لی ہی کہ اُنپر صحیفے اُترے تھے *

۲ (پکارا اُن کا نام آدم) بشپ پترک § صاحب اسمقام پر آدم سے آدمی مراد لیے ہیں تاکہ دونوں جنسوں یعنی مذکر و مونث کو شامل ہو جیسےکہ (ہوموں ! رومی زبان میں تفسیر اسکاٹ میں لکھا ہی کہ یہہ نام زمین کے سرخ رنگ سے جس سے اُنکا جسم بنایا گیا تھا لیا گیا ہی *

۳ (عمر آدم کی) اس باب میں جو اختلاف ہو ایک بزرگ کی عمر میں بروقت پیدا ہونے اُن کے بیٹوں کے اور اُنکے زندہ رہنے میں بعد پیدا ہونے بیٹوں کے ہی وہ سب حاشیہ پر بمقابلہ متن لکھا گیا ہی اسمقام پر اُسکا حساب لکھا جاتا ہی *

واقعات		عبری	سبتواجنت	سامری
عمر آدم کی وقت پیدا ہونے شیث کے	...	۱۳۰	۲۳۰	۱۳۰
عمر شیث کی بروقت پیداہونے انوش کے	...	۱۰۵	۲۰۵	۱۰۵

† باب ۲ — ۱۰ —

‡ باب ۱۰ — ۲۱ —

§ ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۱۸ —

واقعات	عبري	سپٹوايجنت	سامري
عمر انوش کي وقت پيدا هونے قينان کے ...	۹۰	۱۹۰	۹۰
عمر قينان کي وقت پيدا هونے مهلال ابل کے...	۷۰	۱۷۰	۷۰
عمر مهلال ابل کي وقت پيدا هونے يارد کے...	۶۵	۶۵	۶۵
عمر يارد کي وقت پيدا هونے حنوخ کے ...	۱۶۲	۲۶۲	۶۲
عمر حنوخ کي وقت پيدا هونے متوشلح کے...	۶۵	۶۵	۶۵
عمر متوشلح کي وقت پيدا هونے لامک کے...	۱۸۷	۲۸۷	۶۷
عمر لامک کي وقت پيدا هونے نوح کے ...	۱۸۲	۱۸۸	۵۳
عمر نوح کي وقت پيدا هونے شم حام يافث کے	۵۰۰	۵۰۰	۵۰۰
وقت طوفان ...	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰
ميزان	۱۶۵۶	۲۲۶۲	۱۳۰۷
بيشي به نسبت عبري کے ...	*	۶۰۶	*
کمي به نسبت عبري کے ..	*	*	۳۴۹

دوسرا حساب

واقعات	عبري	سپٹوايجنت	سامري
زندگي آدم کي بعد پيدا هونے شيث کے ...	۸۰۰	۷۰۰	۸۰۰
زندگي شيث کي بعد پيدا هونے انوش کے...	۸۰۷	۷۰۷	۸۰۷
زندگي انوش کي بعد پيدا هونے قينان کے...	۸۱۵	۷۱۵	۸۱۵
زندگي قينان کي بعد پيدا هونے مهلال ابل کے	۸۴۰	۷۴۰	۸۴۰
زندگي مهلال ابل کي بعد پيدا هونے يارد کے	۸۳۰	۷۳۰	۸۳۰
زندگي يارد کي بعد پيدا هونے حنوخ کے ...	۸۰۰	۷۰۰	۹۰۰
زندگي حنوخ کي بعد پيدا هونے متوشلح کے...	۳۰۰	۳۰۰	۳۰۰
زندگي متوشلح کي بعد پيدا هونے لامک کے	۷۸۲	۶۸۲	۹۰۲
زندگي لامک کي بعد پيدا هونے نوح کے ...	۵۹۵	۵۸۹	۷۲۳
عمر نوح کي بروقت طوفان کے ...	۶۰۰	۶۰۰	۶۰۰
زندگي نوح کي بعد طوفان کے ...	۳۵۰	۳۵۰	۳۵۰
ميزان	۷۵۱۹	۶۸۱۳	۷۸۶۸
بيشي به نسبت عبري کے ...	*	*	۳۴۹
کمي به نسبت عبري کے ...	*	۷۰۶	*

تفسیر اسکات † میں نسبت اختلاف سپتو ا یجنٹ کے لکھا ھی کہ یونانی ترجمہ بیبل کا جسکا نام سپتو ایجنٹ ھی انگریزی ترجمہ سے جو عبری سے ہوا ھی اِس نسب نامہ میں اختلاف رکھتا ھی یہہ اختلاف خاص تر زیادہ کرنے سے سو سو برس عمر آدم میں اور چیہ اگلوں کی عمر میں پیشتر ولادت اُنکے بیٹوں سے جنکا یہاں ذکر ھی اور اُن کی عمروں کے پچھلے حصہ میں سے اُنھیں سو برس کو وضع کرنے سے علاوہ رکھتا ھی جس سے کل تعداد عمر کی یکساں ہوجاتی ھی پس اُس زمانہ میں جو درمیان پیدایش اور طوفان کے ھی سات سو برس زیادہ دیئے ھیں بہ نسبت ہمارے حساب کے مگر اصل عبری نسخہ ہمارے اعتماد کرنے کا زیادہ مستحق ھی " پس مجھکو بھی نسبت اِس اختلاف کے کچھہ لکھنا چاھیئے مگر جو کہ یہہ اختلاف حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیدا ہونے تک برابر چلا جاتا ھی اسواسطے اسمقام پر اِن اختلافات کی نسبت بحث کرنا میں مناسب نہیں سمجھتا بالفعل بھی بات کافی ھی کہ اِن تمام اختلافات کو حاشیہ پر لکھتا جاؤں اور جب یہہ سب ختم ہوئیں اُسوقت اِنکی نسبت جو لکھنا ھی سو لکھوں *

(اُس کی صورت پر) علماء ‡ عیسائی اِس مقام پر لکھتے ھیں کہ آدم بنایا گیا تھا خدا کی صورت پر اور جب آدم نے ممنوعہ پھل کھایا تو وہ اُس کی پہلی صورت اگرچہ بالکل جاتی نہیں رہی تاھم اُس میں نقصان آ گیا تھا اُسی نقصان شدہ شبیہہ پر یہہ بیٹا پیدا ہوا تھا اسلیئے یہاں کہا گیا کہ آدم کی صورت پر پیدا ہوا *

ھم مسلمان اس کے یہہ معنی نہیں لیتے بلکہ ھم یہہ مطلب نکالتے ھیں کہ یہہ الفاظ بزرگی دکھاتے ھیں شیث میں اور آدم کے اور بیٹوں میں کیونکہ اور کسی بیٹے کے لیئے یہہ لفظ نہیں کہے گئے حالانکہ سب بیٹے آدم ھی کی صورت پر پیدا ہوئے تھے پس اِن الفاظ سے ظاہری صورت کی مشابہت مراد نہیں ھی بلکہ سیرت کی مشابہت مراد ھی اور یہہ دلیل اسبات کی ھی کہ جسطرح حضرت آدم نبی تھے اسیطرح حضرت شیث بھی نبی تھے چنانچہ ھم مسلمان حضرت شیث علیہ السلام کو نبی مانتے ھیں اور اِن کے نام کے سات صحیفے بھی مشہور ھیں *

۱۸ (حنوخ) جن کو حنوک بھی کہتے ھیں انگریزی میں اینک ان کا نام ھی ھم مسلمان انکا نام ادریس لیتے ھیں اور قرآن مجید میں بھی اِنکا یہی نام آیا ھی *

ھم مسلمانوں کے اعتقاد میں حضرت حنوک علیہ السلام بھی نبی ھیں اور ان پر صحیفے بھی خدا کیطرف سے اُترے تھے چند صحیفے اِن کے اب تک مشہور ھیں علماء

† تفسیر اسکات جلد ۱ صفحہ ۷ —
‡ تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۱۸ —

عیسائي اُن کو الہامي هوئي کتابیں نہ مانتے هیں جان الّدي صاحب نے اپني کتاب سیکلوپیڈیا میں لکہا هی کہ " ایک رسالہ مسمی بہ کتاب اینک اب بهي موجود هی اور اُس کتاب کا ترجمہ زبان انهیوپیا سے انگریزي اور جرمني میں کیا گیا هی یہہ ترجمہ انهیوپیا کا معلوم هوتا هی کہ ایک یوناني ترجمہ سے هوا اور وہ یوناني ترجمہ اصل عبري سے ترجمہ هوا هی *

۲۴ ‡ چلتا تہا خدا میں (یعني خدا کے حکموں پر قایم تہا اور نہایت سچا اعتقاد خدا میں رکہتا تہا *

(اُٹہا لیا) علماء یہود اور علماء † عیسائي اور هم مسلمان اس بات پر متفق هیں کہ اللہ تعالی نے حضرت ادریس علیہ‌السلام کو زندہ اُٹہا لیا

تفسیر کبیر

ان المراد الرفعة فی المکان الی موضع عالي و هذا اولی لان الرفعة المقرونة بالمکان تکون رفعة فی المکان لافي الدرجة *

تفسیر کبیر میں لکہا هی کہ اُٹہا لیا کے لفظ سے ایک عالی مکان میں اُٹہا لینا مراد هی کیونکہ جب کہا جاتا هی کہ فلانے ایک مکان میں اُٹہا لیا تو اُس سے بهي مراد هوتي هی کہ دوسري جگہہ اُٹہا لیا صرف مرتبہ کي بلندي مراد نہیں هوتي " پس حضرت ادریس علیہ‌السلام آسمان میں یا بہشت میں هیں اور بموجب صحیح قول کے زندہ هیں مرے نہیں ‡ *

۲۹ (نوح) اس کے معنی هیں آرام کے یا ترو تازگی کے خدا تعالی نے حضرت آدم سے کہا تہا کہ زمین تیرے § لیئے ملعون هوئي محنت کے ساتہہ تو اپني عمر بهر اُس سے کہاویگا اس لیئے حضرت آدم کي زندگی میں جسقدر اولاد پیدا هوئي تهي اُن سے اُس محنت اور مشقت کے دور هونے کي فال نہیں لی جا سکتی تهي بعد وفات حضرت آدم علیہ‌السلام کے جب حضرت نوح پیدا هوئے تو لامک نے اُس محنت کے دور هونے کي نوید دي چنانچہ عموماً یہہ بات خیال کي گئي هی کہ حضرت نوح علیہ‌السلام نے کاشتکاري کو بہت ترقی دی ‖ اور جسقدر محنت زمین کے جوتنے بونے میں پہلے هوتی تهي ویسی محنت نہیں رهی تهي *

---

† * دانیل ۱۱ — ۵ و ۶ —

‡ میري تحقیق اب اس کے برخلاف هی و رفعناہ مکاناً علیاً سے بلندي مرتبہ مراد هی اور ادریس کے زندہ هونے کا بهي مجهے اعتقاد نہیں هی تفسیر قرآن میں اس کي بحث هي —
سید احمد (سنہ ۱۸۸۲ ع)

§ پیدایش ۳ — ۱۷ —

‖ دیکهو پیدایش ۹ — ۲۰ —

۳۲ (شم حام یافت) معلوم ہوتا ہے کہ یافت سب سے بڑے بیٹے † حضرت نوح کے تھے اور شم منجھلے ‡ بیٹے تھے اور حام ان تینوں میں چھوٹے § بیٹے تھے مگر باوجود اسکے اس مقام میں بہی اور اس سے بہوڑی دور آگے شم کو اول بیٹا بیان کیا گیا ہی اسکی وجہہ || سیتک ہوس صاحب یہہ بیان کرتے ہیں کہ یا تو حقوق نسل کے اُسکے حق میں تبدیل کیئے گئے ہونگے (اگرچہ مقدس مورخ نے اسکی نسبت کچھہ نہیں کہا) یا یہہ کہ خدا تعالی نے اسباب کے ظاہر کرنے پر جلد توجہہ کی کہ اپنی عنایتوں کی ترتیب میں جو وہ اکثر چھوٹے بچوں پر کیا کرتا ہی قدرت کی ترتیب کا وہ پابند نہیں تھا یا یہہ وجہہ ہو جسکو وہ نہایت قابل سمجھتے ہیں کہ یہودیوں کی قوم انہی سے پیدا ہونے والی تہی اور وہ اور اُسکی اولاد اس تمام تاریخ کا خاص مضمون ہونے کو تہی ؛

---

† دیکھو پیدایش ۱۰ — ۲۱ —

‡ دیکھو پیدایش ۱۰ — ۲۱ —

§ دیکھو پیدایش ۹ — ۲۴ —

|| داؤلی جلد ۱ صفحہ ۱۰ —

---*---

چهٹا باب

ا دنیا کے لوگوں کی شرارت اور خدا کے قہر کا نازل ہونا اور طوفان کا بھیجا جانا ۸ نوح کا مہربانی پانا ۱۴ کشتی بنانے کا حکم اور اسکی ترتیب اور طول اور اس مواد کا بیان جس سے اسکے بنانے کا حکم ہوا —

توریت مقدس

(۱) وَیہی کی ہیحِل ہاآدم لَرُوب عَل پنِی ہاآدمہ وبنُوت یلدو لہم *

(۲) وَیراؤ بنِی ہا اِلُوہیم ایت بنُوت ہاآدم کی طوبُت ہِنّہ ویقحو لہم ناشیم مِکل اشر بحرؤ *

(۳) وَیّومِر یہوواہ لویدُون روحی باآدم لعولام بِشگم ہو بشر وہیو یاماو ماٗہ وعِسریم شانہ *

۱ اور ہوا جب † شروع ہوا آدمی بڑھنے کو اوپر منہہ زمین کے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں انکے —

۲ جب دیکھا بیٹوں ‡ خدا نے بیٹیوں آدمی کو کہ اچھی ہیں وہ تب لیں § اپنے لیئے عورتیں سب میں سے جسکو پسند کیا —

۳ اور کہا اللہ نے نہ ٹھہریگی روح میری || ساتھہ آدمی کے ہمیشہ کو کیونکہ * وہ بشر ہی تو ہوں دن اسکے سو اور بیس برس —

† باب ۱ — ۲۸ —

‡ (حاصل ترجمہ) خدا کی پرستش کرنے والوں نے —

§ استثنا ۷ — ۳ و ۴ —

|| نامہ گلاتیان ۵ — ۱۶ و ۱۷ ا پطرس ۳ — ۱۹ و ۲۰ —

* زبور ۷۸ — ۳۹ —

توریت مقدس

(۷) وَیُّومِر یَہوَہ اِمحہ ایت ہآ آدم اَشِر براتی

مِعَل پنِي ہآدمہ مِآدم عد بہمہ عد رِمس وعد عوف

ہشّمیم کے نِحمتي کے عسیتیم *

۷ اور کہا اللہ نے مٹاؤں آدمی کو جسے بنایا میں اوپر سے
منہہ زمین کے آدمی سے چرپایوں تک اور رینگنے والے تک اور پرند
آسمان تک کیونکہ مقدر کیا † میں نے جب بنایا میں نے اُنکو۔

توریت مقدس	مطابق قرآن مجید اور حدیث سے
(۸) وَنُحَ مَصَا حِن بعینی یہوہ *	۸ ‡ ولقد ارسلنا نوحا الی قومه فقال یقوم اعبدوا الله مالکم من اله غیره افلا تتقون *
۸ اور نوح نے پائی § رحمت نظروں میں اللہ کے۔	اور ہمنے بھیجا نوح کو اُسکی قوم کے پاس پھر اُسنے کہا اے قوم بندگی کرو اللہ کی نہیں ہی تمہارے لیئے کوئی معبود بجز اُسکے کیا تمکو ڈر نہیں

سورة نوح

(۹) اِلّہ تُولدُت نُحَ نُحَ ایش صَدّیق تمیم ہَیہَہ

بِدُرتاو ایت ہآلوہیم ہتّحلخ نُحَ *

۹ یہہ ہی جنم پترہ نوح کا نوح ‖ مرد صدیق اکامل تھا اُن
زمانوں میں خدا کے ساتھہ چلتا تھا * نوح۔

---

† اس لفظ کا ترجمہ جو (مقدر کیا) گیا ہی اسکی سند کے لیئے دیکھو ایوب ۷ — ۱۳ —
۱ سموئیل ۱۵ — ۱۱ —

‡ سورة مومنون آیت ۲۳ —

§ باب ۱۹ — ۱۹ خروج ۳۳ — ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۷ لوقا ۱ — ۳۰ اعمال ۷ — ۴۶ —

‖ باب ۷ — ۱ حزقیل ۱۴ — ۱۴ و ۲۰ نامہ رومیان ۱ — ۱۷ نامہ عبریان ۱۱ — ۷
۲ پطرس ۲ — ۵ —

* باب ۵ — ۲۲ —

توریت مقدس　　　　مطابق قران مجید اور حدیث سے

۱۰) ویولد نح شلشة بنیم ایت شم ایت حم و ایت یفت *

(۱۱) و تشحت هارص لفني هالوهیم و تمالي هارص حمس *

(۱۲) و یر الوهیم ات هارص و هنه نشحته کي هشحیت کل بشر ایت درکو عل هارص *

۱۰ اور پیدا کیا نوح نے تین بیٹے شیم کو اور حام کو اور یافت کو —

۱۱ اور خراب هوگئي زمین سامنے ¶ خدا کے اور بهر گئي * زمین بدکاري سے —

۱۲ اور دیکها † خدا نے زمین کو که اب خراب هوگئي کیونکه مٹادیا سب بشر نے رستہ اپنے کو اوپر زمین کے —

۱۰ † قال سعد ابن المسیب کان ولد نوح ثلثه سام و حام و یافث *

۱۱ ‡ و قوم نوح من قبل انهم کانوا قوما فسقین *

۱۲ § وقوم نوح من قبل انهم کانوا هم اظلم و اطغي *

کہا سعد ابن مسیب نے که تهي اولاد نوح کي تین سام اور حام اور یافث —

اور قوم کي قوم کو اس سے پہلے بےشک وہ تهے لوگ نافرمان بدکار —

اور قوم نوح کي اس سے پہلے بےشک وہ تهي بڑي ظالم اور سرکش —

---

† ترمذي و تفسیر معالم التنزیل —

‡ سورة الذاريات آیت ۴۶ —

§ سورة نجم آیت ۵۲ —

‖ باب ۵ — ۳۲ —

¶ باب ۷ — ۱　۱۰ — ۹　۱۳ — ۱۳　۲ تواریخ ۳۴ — ۲۷　لوقا ۱ — ۶
نامه رومیان ۲ — ۱۳　باب ۳ — ۱۹ —

* حزقیل ۸ — ۱۷　۲۸ — ۱۶　حبقوق ۲ — ۸ و ۱۷ —

† باب ۱۸ — ۲۱　زبور ۱۴ — ۲　۳۳ — ۱۳ و ۱۴　۵۳ — ۲ و ۳ —

توریت مقدس

(۱۳) وَيُّومِر اِلُوهِيم لِنُحَ قِص كل بسر بَا لِفَنَاي كِي مَلاَه هَارِص حَمَس مِپِّنِيهِم وهنني مَشحِيتَم ايت هَارِص *

(۱۴) عسه لِخَ تِبَت عصي گُفِر قِنِيم تعسه ايت هَتِبَه وِ كَفَرت اُتَه مبّيت وُمحوص بكوفر *

۱۳ اور کہا خدا نے نوح کو || وقت ہر بشر کا آیا میرے سامنے کیونکہ بھر گئی زمین بدکاری میرے سامنے کی سے اُنکی اور ¶ اب میں مٹاونگا اُنکو زمین سے * —

۱۴ بنا اپنے واسطے کشتی لکڑی شمشاد کی خانہدار بنا تو کشتی کو اور روغن کر اُسکو اندر اور باہر ساتھہ قیر کے —

مطابق قران مجید اور حدیث سے

۱۳ و ۱۴ † واوحي الی نوح انه لن یومن من قومک الا من قد آمن فلاتبتئس بما کانوا یفعلون واصنع الفلک باعیننا و وحینا ولاتخاطبني فی الذین ظلموا انهم مغرقون *

‡ و حملنه علی ذات الواح و دسر تجري باعیننا جزاء لمن کان کفر *

§ قوله و اوحینا اشارة الی انه تعالی یوحی الیه انه کیف ینبغي جعل السفینة لکی یحصل منه المطلوب *

اور وحي هوئي نوح کو کہ اب ایمان نہ لاویگا تیری قوم سے بجز اسکے جو ایمان لاچکا پھر کڑہ مت اُن کاموں پر جو کرتے ہیں اور بنا کشتی ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے اور مت بول مجھہ سے ظالموں کے واسطے بےشک وہ ڈوبینگے —

اور اُٹھایا ہمنے اُسکو اوپر تختوں والی اور کیلوں والی پر بہتے تھے ہماری آنکھوں کے سامنے بدلا اپنے کو اُس شخص کا جسپر یقین نہ لائے تھے —

یہہ جو خدا نے کہا کہ ہمنے وحي بھیجی اشارہ اسبات کا ہی کہ اللہ نے وحي سے بتایا نوح کو کہ کسطرح بنانا چاہیئے کشتی کو تاکہ اس سے مطلب حاصل ہو —

---

† سورہ ہود آیت ۳۶ و ۳۷ —

‡ سورہ قمر آیت ۱۳ و ۱۴ —

§ تفسیر کبیر —

|| یرمیاہ ۵۱ — ۱۳ حزقیل ۷ — ۲ و ۳ و ۶ اموس ۸ — ۲ پہلا پطرس ۴ — ۷ —

¶ آیت ۱۷ —

* انگریزي ترجمہ معہ زمین کے —

توریت مقدس

(۱۵) وزه اشر تعسه أتم شلش
مأوت امه أرخ هتبه حمشيم امه رحبه
وشلشيم امه قومته *

(۱۶) صحر تعسه لتبه يال امه
تخلنه ملمعله وفتح هتبه بصدح تشيم
تحتيم شنيم وشلشيم تعسه *

۱۵ اور یہہ ہی جو بناوے تو اُسکو تین سو ہاتھہ طول کشتي کا پچاس ہاتھہ عرض اُسکا اور تیس ہاتھہ ارتفاع اُسکا —

۱۶ روشندان بنا تو واسطے کشتي کے اور قریب ہاتھہ کے چھوڑ دے اُسکو اوپر سے اور دروازہ کشتي کا اُسکے پہلو میں رکھہ نیچے کا دوسرا اور تیسرا بنا تو اُسکا —

مطابق قران مجید اور حدیث ہے *

۱۵ † فيل كان طولها اي طول السفينة ثلثمائة ذراع وعرضها خمسون ذراعا وطولها في السماء ثلثون ذراعا و كان من خشب الساج *

۱۶ ‡ وجعل لها ثلثة بطون فحمل في البطن الاسفل الوحوش والسباع و الهوام و في البطن الوسطه الدواب والانعام و في البطن الا على جلس هو و من كان معه مع ما احتاجو اليه من الزاد *

کہا گیا ہی کہ تھا طول کشتي کا تین سو ہاتھہ اور اُسکا عرض پچاس ہاتھہ اور اُسکي اُنچائي تیس ہاتھہ اور تھي سال کي لکڑي کي —

اور بنائے اُسکے لیئے تین طبقے پھر رکھا نیچے کے طبقہ میں صحرائي جانوروں اور درندوں اور کیڑے مکوڑوں کو اور بیچ کے طبقہ میں چوپائوں اور مویشي کو اور اوپر کے طبقہ میں بیٹھا وہ اور جو تھا ساتھہ اُسکے اُن چیزوں سمیت جنکي احتیاج تھي کھانے کے لیئے —

توریت مقدس

(۱۷) وأني هنني مبيا ايت همبول ميم
عل هارص لشحت كل بسر اشربو روح حييم متحت
هشميم كل اشر بارص يگوع *

۱۷ اور § میں اب لانے والا ہوں طوفان پاني کا اوپر اس زمین کے واسطے مٹادینے تمام بشر کے جسکے ساتھہ ہی روح زندگي کي نیچے سے آسمانوں کے سب جو زمین پر ہی مرجائیگا —

† تفسیر کبیر —
‡ تفسیر کبیر —
§ آیت ۱۳ · باب ۷ — ۴ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ ۲ پطرس ۲ — ۵ —

توریت مقدس

(۱۸) وَ هَقِمَتِي اِیتْ بِرِیتِي اِتّخ * وُباتَ اِل هَتِبَه اَتَّه وُبَنیخ وِاِشْتخ وَ نْشِي بَنیخ اِتّخ *

(۱۹) وُ مِکّل هَحَي مِکّل بَسَر شْنَیِم مِکّل تَبِي اِل هَتِبَه لَهَحَیُت اِتّخ زَکَر و نِقِبَه یِهیُو *

(۲۰) مِهَعُوف لَمِینِهُو وُمِن هَبِهِمَه لَمِینَه مِکّل رِمِس هَادَمَه لَمِینِهُو شْنَیِم مِکّل یَبُو اِلیخ لَهَحیُوت *

۱۸ اور قایم کرونگا میں اپنے عہد کو ساتھہ تیرے اور آوے طرف کشتي کے تو § اور بیٹے تیرے اور عورت تیري اور عورتیں بیٹوں تیرے کي ساتھہ تیرے —

۱۹ اور سب جاندار سے سب جسم سے دو ‖ ہر ایک سے لا تو طرف کشتي کے تاکہ زندہ رہیں ساتھہ تیرے نر اور مادہ ہوویں وہ —

۲۰ پرند سے واسطے اُسکي قسم کے اور چوپایوں سے واسطے اُسکي قسم کے سب رینگنے والوں اس زمین سے واسطے اُسکي قسم کے دو سب سے آویں ¶ پاس تیرے تاکہ زندہ رہیں —

مطابق قران مجید اور حدیث سے

۱۸† و ۱۹ و ۲۰ فاوحینا الیه ان اصنع الفلک باعیننا و وحینا فاذاجاء امرنا وفارالتنور فاسلک فیها من کل زوجین اثنین واهلک الامن سبق علیه القول منهم ولاتخاطبني في الذین ظلموا انهم مغرقون فاذا استویت انت ومن معک علی الفلک فقل الحمدلله الذي نجینا من القوم الظالمین *

‡ (اعلم) ان المراد من التنور لیس تنورالخبز و علی هذاالتقدیر انفجرالماء من وجه الارض والعرب یسمي وجه الارض تنورا *

پھر ہمنے وحي بھیجي اُسکو کہ بنا کشتي ہماري آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے پھر جب پہونچے ہمارا حکم اور اُبلے تنور (یعني زمین) تو تو ڈال اُس میں ہر جوڑي کا جوڑا اور اپنے گھر والے مگر جسپر آگے ہوچکي بات ان میں سے اور نہ بول مجھہ سے اِن ظالموں کے واسطے بیشک انکو ڈوبنا ہی پھر جب چڑہ لے تو اور جو تیرے ساتھہ ہی کشتي پر پھر کہہ شکر اللہ کا جسنے چھوڑایا ہمکو گنہگار لوگوں سے —

جاننا چاہیئے کہ تنور سے روٹي پکانے کا تنور مراد نہیں ہی اور جب یہہ مراد نہ لي جاوے تو معني یہہ ہونگے کہ پھوٹ نکلا پاني زمین کے منہہ سے اور عرب والے روے زمین کو تنور کہتے ہیں —

---

† سورہ مومنون آیہ ۲۷ —

‡ تفسیر کبیر —

§ باب ۷ — ۱ و ۷ و ۱۳ ۱ پطرس ۳ — ۲۰ ۲ پطرس ۲ — ۵ —

‖ باب ۷ — ۸ و ۹ و ۱۵ و ۱۶ —

¶ باب ۷ — ۹ و ۱۵ دیکھو باب ۲ — ۱۹ —

توریت مقدس

(۲۱) وِاَتّه قَح لِخ مِکّل مَاَخَل اَشِر یّاَخِل وِ آسَفتَه
اِلیخ وهایه لِخ وِلَهِم لِاَخلَه *

(۲۲) وَیَعَس نُح کِخُل اَشِر صِوَّه اُتو اِلُوهِیم کِن
عَسَه *

۲۱ اور تو اپنے لیئے هر کهانے سے جو کهائے جاتے هیں اور اکهٹا کرکے تو پاس اپنے رکه هو واسطے تیرے اور اُنکے واسطے کهانے کے —
۲۲ اور کیا † نوح نے مانند ‡ سب کے جو سمجهایا اُسکو خدا نے ویسا هي کیا —

تفسیر

۲ (بیٹوں خدا نے) جس لفظ کا ترجمه خدا کیا گیا هی وه لفظ الوهیم هی اور اس کي مراد بیان کرنے میں اختلاف هی متقدمین یهودي خدا کے بیٹوں سے فرشتے مراد لیتے هیں جو دنیا میں امتحاناً بهیجے گئے ہے اور بعض کهتے هیں که خدا کے بیٹوں سے بڑے آدمي اور سردار اور امرا اور حاکم اور قاضی مراد هیں جنهوں نے آدمیوں کی یعنی عوام‌النّاس کي خوب صورت بیٹیوں پر فریفته هوکر جنکي چاهیں جبراً چهین لي تهیں اور بعض قدیم اور زمانه حال کے مفسر خدا کے بیٹوں سے اولاد حضرت شیث کي مراد لیتے هیں جو سچے خدا کي پرستش کرنے والے § ہے اور جنهوں نے انسان کي بیٹیوں سے یعنی قابین کي نا خدا پرست نسل کي دختروں سے راه و رسم شروع کي تهي *

اِن اخیر معنوں سے میں بالکل اتفاق رکهتا هوں مگر اُسکی تقریر یوں بیان کرتا هوں که خدا کے بیٹوں سے سچے ایمان والے اور خدا پرست آدمي مراد هیں اور آدمي کي بیٹیوں سے عوام‌الناس ناخداپرست آدمیوں کي بیٹیاں مراد هیں جن میں باهم شادي هونے کے سبب ناخدا پرست اور شریر اولاد پیدا هوئي *

یهه واقعه همکو نصیحت دیتا هی شادي کرنے کي ایک بڑے اصول پر که جب هم شادي کرني چاهیں تو همکو فریفته نهونا چاهیئے عورتوں کے حسن و جمال اور کرشمه و ناز پر بلکه فریفته هونا چاهیئے اُن کي اچهي خصلت اور سچے ایمان پر تاکه هماري اولاد بهي اگلوں کي

---

† نامه عبریان ۱۱ — ۷ دیکهو خروج ۴۰ — ۱۶ —
‡ باب ۷ — ۵ و ۹ و ۱۶ —
§ باب ۴ — ۲۶ —

اولاد کیطرح گمراهي اور خدا کے غضب میں مبتلا نہو اسي واسطے خدا تعالی نے قران مجید میں همکو نصیحت کي هی که " نکاح میں نه لاؤ مشرک عورتوں کو جبتک که ایمان نه لاویں اور بے شک ایک مسلمان لونڈي بهتر هی مشرک عورت سے اور اگرچه وہ تمکو اچھي لگے اور نه نکاح کرو مشرک مردوں سے جب تک که ایمان نه لاویں بے شک ایک مسلمان غلام اچھا هی مشرک سے اور اگرچه تمکو اچھا لگے وہ لوگ بلاتے هیں دوزخ کي طرف اور الله بلاتا هی جنت کي طرف اور بخشش کي طرف اپنے حکم سے اور بتاتا هی اپنے حکم لوگوں کو شاید وہ چوکس هوجاویں *

سورہ بقر آیت ۲۲۱ و لاتنکحوا المشرکت حتی یؤمن ولامة مؤمنة خیر من مشرکة ولو اعجبتکم ولاتنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا ولعبد مؤمن خیر من مشرک ولو اعجبکم اولئک یدعون الی النار و الله یدعوا الی الجنة و المغفرة باذنه و یبین آیتہ للناس لعلهم یتذکرون

۳ (روح میري) بشپ پٹرک صاحب † لکھتے هیں که خدا کي روح سے یا تو بذریعه اپنے پیغمبروں کے (جیسیکه ادریس اور نوح) بات کرنا مراد هی یا تمام انسانوں کے دلوں میں بات کا ڈالنا مراد هی میرے نزدیک خدا کي روح سے انسان کے وہ جذبات مراد هیں جن سے خدا کي اطاعت اور اُسکي محبت اور خواهش نفساني کے مٹانے پر انسان کو تحریک هوتي هی پس خدا نے کہا که یہه حالت انسان کي همیشه نہیں رهتي بلکه وہ اپني نفساني خواهشوں کا مطیع هوجاتا هی اسلیئے اُسکو ایک مہلت دیني چاهیئے که اُسمیں اپني شرارتوں سے باز آوے اور خدا کي طرف رجوع کرے *

(هوں دن اُسکے سو اور بیس برس) ظاهرا معلوم هوتا هی که طوفان لانے اور انسان کے هلاک هونے کي یہه مدت هی یعني اگر اس عرصه میں انسان خدا پرستي اختیار نه کرینگے تو اُنپر طوفان کے ذریعه سے خدا کا قہر نازل هوگا چنانچه حضرت نوح علیه السلام اُنکو نصیحت کرتے رهے مگر اُنمیں سے کوئي ایمان نه لایا جیسا که قران مجید سے پایا جاتا هی *

علماء یہود کہتے هیں که اس مقام میں اشارہ هی که انسان کي خدا پرستي درست هوگي حضرت موسی علیه السلام کے آنے پر کیونکه ایک سو بیس برس سے اشارہ هی حضرت موسی کي عمر پر اور (بشجم) کے لفظ سے اشارہ هی حضرت موسی کے نام پر اسطرح سے که جو عدد (بشجم) لفظ کے هیں وهي عدد موسی کے نام کے هیں جیسا که حاشیه ‡ پر بیان هوا هی *

---

† تفسیر ڈائیلي جلد اول صفحه ۲۰ —

‡

ب	۲	م	۴۰
ش	۳۰۰	ش	۳۰۰
ج	۳	ه	۵
م	۴۰		
	۳۴۵		۳۴۵

۴ اس ورس میں ,(نفیلیم) عبري لفظ هی تمام مترجموں نے جبارین اُس کا ترجمه کیا هی اس لفظ کے یهه معني بهی کتاب اقدس میں آئے هیں مگر اس مقام پر یهه معني مراد نهیں هیں بلکه یهاں یهه بیان کرنا چاهیئے که یهه لفظ نکالا گیا هی (نفل) سے جسکے معني گرنے کے هیں جبکه خدا تعالی نے قاین کي قرباني قبول نهیں کي تو وهاں کها گیا که گرایا یعني بگاڑا اُسنے اپنا منهه اس سبب سے نفیلیم کے لفظ سے وہ لوگ مراد لیئے جاسکتے هیں جو خدا کي نظر سے گرے هوئے هیں پس اس مقام پر اسکا ترجمه ناخدا پرست یا گنهگار لوگ یا اشقیا یا خدا کي نظر سے گرے هوئے لوگ کرنا چاهیئے اب معني ورس کے بهت صاف هوگئے " که اُن دنوں میں اور اُس کے بعد بهي زمین پر نا خدا پرست لوگ تهے جب خدا پرست لوگوں نے اُنکي بیٹیوں سے شادي کي تو اُنسے جدا رس یعني شریر اور بےرحم اور نا خدا ترس اولاد پیدا هوئي اس مضمون کو همارے قران مجید نے بهت صفائي سے بیان کیا هی جهاں کها هی که " نهیں پیدا هونگے اُنسے مگر کافر بدکار *

اس مقام سے همکو نصیحت پکڑني چاهیئے که ما کي برائي اور اُس کي بد تربیت اولاد کے حق میں کس قدر بد اثر رکهتي هی پس اگر هم اپني اولاد کا برخوردار اور نیک هونا چاهتے هیں تو همیشه همکو نیک خصلت اور صاحب ایمان اور تربیت یافته عورتوں کي طرف رغبت کرني چاهیئے اور کسي کے حسن و جمال پر جو مثل موسم بهار کے جلد خزاں میں آنے والا هی هرگز فریفته هونا نه چاهیئے *

۶ (تاسف کیا) جو که کتاب هاے اقدس کے اکثر مقاموں سے پایا جاتا هی که انسان کا نیک کاموں میں مشغول رهنا باعث رضامندي اور خوشنودي خدا تعالی کا هوتا هی اور بدکاموں میں مبتلا هونے سے خدا تعالی ناراض هوتا هی اب که انسان نے بد کاریاں اختیار کي تهیں اس لیئے اس مقام پر کها گیا که خدا نے تاسف کیا اور اپنے دل میں غصه کیا یعني اُس کي بد کاریوں سے ناراض هوا *

† ستیک هوس صاحب نے ایسے مقاموں پر جهاں خدا تعالی کي نسبت ایسي باتیں کهي گئي هیں جیسي انسانوں کي نسبت کهي جاتي هیں نهایت عمدہ گفتگو کي هی اور وہ گفتگو هم مسلمانوں کے مذهب کے بالکل مطابق هی اس لیئے اس مقام پر اُس کو لکهتا هوں وہ کهتے هیں که " جبکه مقدس کتابوں میں خدا کا ذکر هوتا هی تو اُس سے آنکهیں هاتهه پاؤں منسوب کیئے جاتے هیں نه اس غرض سے که ان اعضا میں سے کوئي عضو بموجب لفظي مراد اُس لفظ کے خدا میں هی بلکه معني یهه هیں که اُن تمام کاموں کے کرنے پر جن کے کرنے کے لیئے همکو یهه اعضا بطور آلات کے دیئے گئے هیں وہ قادر هی یعني انسانوں سے

---

† تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحه ۲۱ —

وہ گفتگو کرسکتا ھی ایسی خوبی سے کہ گویا اُس کی زبان یا منھہ ھی اور جو کچھہ ہم کرتے ھیں یا کہتے ھیں اُس سب کو جان اور پہچان سکتا ھی ایسی ھی کاملیت سے کہ گویا اُس کی آنکھیں اور کان ھیں اور ہم تک رسائی کرسکتا ھی ایسی خوبی سے کہ گویا اُس کے ھاتھہ اور پاؤں ھیں علی ھذالقیاس مقدس کتاب میں خدا کی نسبت اکثر ایسا بیان ہوا ھی کہ ایسی قسم کے جذبات جو ہم اپنے آپ میں دیکھتے ھیں گویا اُس میں بھی ھیں مثلاً خفا اور خوش ھونا محبت اور نفرت کرنا افسوس اور رنج کرنا وغیرہ مگر غور کرنے پر ہم یہہ نہیں خیال کرسکتے ھیں کہ ان جذبوں میں سے کوئی جذبہ لفظی مراد سے الٰہیہ حقیقت پر اثر کرسکتا ھی اس لیئے مراد یہہ ھی کہ شریر لوگوں کو وہ اس طرح سے سزا دیگا کہ گویا اُس کی طرف جذبہ غصہ کا ہوا اور نیک کو اس طرح پر بیشک انعام دیگا جیسے کہ ہم اُن لوگوں کو دیتے ھیں جن سے ھمکو ایک خاص محبت ھی اور یہہ کہ جب وہ اپنی مخلوقات میں کبھی تبدیلی کا ھونا خواہ واسطے اُن کی بہتری یا بدتری کے مناسب سمجھے تو اُن کے ساتھہ جو اُس کے عہد و پیمان ھیں اُن میں ایسی طرح سے تبدیلی کریگا کہ گویا اُس نے حقیقت میں افسوس کیا یعنی اپنے دل کو تبدیل کیا پس یہہ بات بطور تمثیل اور مشابہت کے استعمال کی جاتی ھی اور انسانوں کی خاصیت اور جذبوں کو خدا سے منسوب کیا جاتا ھی پس جبکہ اُس کو افسوس کرنے والا یا رنجیدہ بیان کیا جاتا ھی تب اُس سے مراد یہہ نہیں ھوتی کہ اُس نے کوئی شی کہ جس سے اُس کو پہلے واقفیت نہ تھی اپنی پریشانی پیدا کرنے کے لیئے اب معلوم کی کیونکہ شروع ھی سے خدا پر اُس کے تمام کام ظاھر ھیں بلکہ صرف یہہ مراد ھوتی ھی کہ اُس نے اپنے چلن کو بلحاظ انسانوں کے تبدیل کیا جبکہ انسانوں کی طرف سے اُن کے چلن جانب خدا میں تبدیل آئی ٹھیک اسی طرح سے خدا کی طرف سے عمل میں آتا ھی جیسے کہ ہم کیا کرتے ھیں جبکہ ایسے ایسے جذبوں اور محبت کی تبدیلیوں سے ھمارے دل پر حرکت ھوتی ھی " *

۷ (مٹاؤں آدمی کو) اس مقام پر یہہ بحث ھی کہ انسان نے خدا کا گناہ کیا تھا اس لیئے طوفان کا اُس پر غضب نازل ہوا مگر حیوانات کسی گناہ کے مجرم نہ تھے اُن کی پیدایش سے جو غرض تھی وہ سب پوری ھوتی تھی پھر وہ حیوانات کیوں اس غضب میں شامل ھوئے *

* † سٹیک ھوس صاحب اس مقام پر بہت چستی سے یہہ لکھتے ھیں کہ " جو کہ یہہ عام طوفان تھا اور اُن حیوانات کا زندہ بچا لینا بغیر ایک معجزہ کے ناممکن تھا پس اگرچہ وہ بے گناہ تھے تو بھی کسی قدر بسبب اس کے کہ انسان کے استعمال میں آتے تھے انسان

† تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۲۳ ـ

کي بد ذاتي کے پيدا هونے کے جزو تھے اُن سب کو اس منشاء سے کہ گناہ کي بد خاصيت اور خدا نے اُس سے نفرت ظاهر هو برباد کرنا منظور تها کيونکہ طوفان کے بهيجنے ميں خدا تعالے کي بڑي حکمت گنهگاروں کو سزا دينے سے اس قدر نہ تهي جس قدر کہ اپنے قهر کي دائمي يادگاري چهوڑنے سے تهي تاکہ جس سے آيندہ زمانہ کے لوگوں کو اس قسم کي خرابيوں سے باز رکهے کيونکہ حواري بهي تمام اپني قوموں متعلقہ زمانہ قديم سے يهي نتيجہ نکالتے هيں چنانچہ وہ يهہ کهتے هيں کہ " خدا نے † گنهگار فرشتوں پر رحم نہ کيا بلکہ جهنم ميں ڈالا اور قديم ‡ دنيا پر بهي رحم نہ کيا بلکہ ناخدا پرستوں پر طوفان لايا اور § شهروں سدوم اور عمورا کو خاکستر کرکے بربادي کي سزا دي يهہ باتيں اُن لوگوں کے ليئے نمونہ هيں جو بعدہ ناخدا پرست رهے يعني گو وہ اس زندگي ميں بچ جاويں ليکن خدا نے ظالم کے ليئے روز قيامت پر سزا منحصر رکهي هي *

|| علماء يهود يهہ بات کهتے هيں کہ اُس زمانہ کے حيوانات بهي بدکار تهے يعني اپني غير جنس کے ساتهہ نر و مادہ کي طرح رهتے تهے اس ليئے خدا نے اُن پر بهي عذاب کيا مگر اسپر يهہ سوال هوتا هي کہ اگر يهہ بات صحيح بهي هو تو بهي حيوانات جو گناهگار هونے کے لايق نهيں اس فعل سے بهي (جو قياس سے باهر هي) کيونکر مجرم هوسکتے تهے *

غرضيکہ يهہ دونوں گفتگوئيں ايسي هيں کہ کتاب اقدس کے مطلب کو بخوبي روشني ميں نهيں لاتيں ميں يهہ کهتا هوں کہ الله تعالی نے انسان کو بسبب اُس کے گناهوں کے ايک قهر سے برباد کرنا چاها تها اور يهہ بات بهي اُس نے چاهي تهي کہ وہ شان قهر کي بطور نيچر کے يعني قدرت کے قاعدہ پر ظاهر هو کہ پاني کي طغياني سے جو نيچر کے قاعدہ پر هلاک کرنے والا تمام زمين کے رهنے والوں ذي روح کا هي انسان هلاک کيا جاوے پس پاني کي طغياني هوئي اور اُس نے تمام اُن چيزوں کو جو نيچر کے قاعدہ پر پاني سے هلاک هونے والي تهيں هلاک کيا حيوانات اور اسي طرح نباتات کے برباد هونے سے جو در حقيقت گنهگار هونے کے قابل نہ تهے خدا پر کيا الزام آسکتا هي کيا اُس عادل مطلق پر اِسباب سے ظلم کي نسبت کي جاسکتي هي ؟ (جبکہ هم ايک ذرہ بهي اُس کي حکمت کے کاموں پر پہنچ نهيں ليجاسکتے هيں) ظلم کے معني هيں دوسرے کے حق کو تلف کرنا تمام مخلوقات کا جو خدا نے پيدا کي خدا پر کچهہ حق نهيں هي بجز اُس کے جسکا خود اُس نے اپنے نبيوں کي

---

† ۲ پطرس ۲ — ۴ —

‡ ۲ پطرس ۲ — ۵ —

§ ۲ پطرس ۲ — ۶ —

|| ديکهو تفسير رشي —

معرفت وعدہ فرمایا ہی پس اُس نے جو تمام حیوانات کو ایک نیچر کے قاعدہ پر ہلاک کردیا کس دوسرے کے حق کو اُس نے تلف کردیا جس سے اُسکي طرف ظلم کي نسبت کي جاوے تمام دنیا اُسیکا مال اور اُسیکا حق ہی اگر وہ سب کو برباد کردے تو اور اگر سب کو نہال کردے تو وہ اپنے مال کا مالک ہی جو چاہے سو کرے اور جو کرے وہ اُسکو سزاوار اور اُسکا عین اِنصاف ہی اُس کے کسي فعل سے ظلم کا ہونا ممکن ہي نہیں کیونکہ وہاں کسي دوسرے کے حق کا وجود ھي نہیں ہی جس میں تصرف کرنے سے ظلم کا اِطلاق ہوسکے تمام حیوانات اور نباتات کے برباد کرنے میں جو اصلی حکمت اُس حکیم مطلق نے رکھي ہو وہ ہماري ناچیز عقل میں نہیں آ سکتي مگر ظاہرا جو معلوم ہوتي ہی وہ یہي ہی کہ اُس قہار نے اپنيشان قہاري دیکھانے کو حیوانات بھي اِنسان کے ساتھہ برباد کردیئے تاکہ لوگ جان لیں کہ جب اُس قہاري کي شان قہار کا ظہور ہوتا ہی تو اُس سے بجز اُن لوگوں کے جن پر وہ خاص رحم کرے اور کوئي زمین کے رینگنے والوں سے ہوا کے اُوڑنے والوں تک بچ نہیں سکتا *

بہ تہدید گر بر کشد تیغ حکم * * بمانند کر و بیاں صم و بکم
و گر در دہد یک صلائے کرم * * عزازیل گوید نصیبی برم

۸ (نوح نے پائي رحمت) اِس ورس میں حضرت نوح نے جو احکام الہي اپنے زمانہ کے لوگوں کو سنائے اُنکا کچھہ بیان نہیں ہی حالانکہ سینٹ پیٹر کے نامہ ۲ باب ۲ ورس ۵ سے ہم پاتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نیکي کے وعظ کرنے والے تھے اِس لیئے † بشپ ولسن صاحب لکھتے ہیں کہ " اگر بذریعہ سینٹ پیٹر کے اُسي روح نے جس نے موسیٰ کو خبر دي ہمکو اِطلاع ندي ہوتي کہ نوح نیکي کا واعظ تھا تو ہمکو اِسبات کي اِطلاع نہوتي اس سے ثابت ہوتا ہی کہ موسیٰ کے اس مختصر بیان میں بہت سي باتیں بیان نہیں کي گئي ہیں " غرضکہ اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ علماء مسیحئی بھي اس بات کے قایل ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کي کتاب میں گذشتہ واقعات کا مختصر بیان ہوا ہی اسکا نتیجہ یہہ ہی کہ اگر وحي کي زبان سے اُس زمانہ کا ہمکو اور کوئي ایسا حال معلوم ہو جو توریت مقدس میں مذکور نہو تو اُس پر اِس وجھہ سے کہ وہ توریت مقدس میں نہیں ہی کچھہ اعتراض نہیں ہوسکتا *

۱۵ (ہاتھہ ‡) شکفورڈ صاحب لکھتے ہیں کہ یہودي اُس پیمانہ کو جسے یہاں ہاتھہ کرکر تعبیر کیا ہی تین قسم کا اِستعمال کرتے تھے اول عام پیمانہ جو قریب ڈیڑہ فیٹ کے ناپ

† تفسیر ڈائلي جلد ۱ صفحہ ۲۳ —
‡ تفسیر ڈائلي جلد ۱ صفحہ ۲۳ —

میں تھا دوم مقدس پیمانہ جو عام پیمانہ سے دوگنا تھا تیسرے ریاضی کا پیمانہ جو قریب نو فٹ کے تھا کشتی کو عام پیمانہ سے ناپنا چاہیئے عام پیمانہ اتنا بڑا ہوتا تھا جسقدر ایک آدمی کا ہاتھ کہنی سے بیچ کی انگلی کے سرے تک اگر ہم موسیٰ کے عہد کے انسانوں کے قد و قامت کو اب کے آدمیوں کی نسبت زیادہ بڑا سمجھیں تو ہم عام پیمانہ کو جیسا کہ اب ہم اُس تو شمار کرتے ہیں اُس سے کچھہ زیادہ بڑا سمجھیں اور اگر ایسا نکریں تو کشتی کا ٹھیک ناپ طول میں چار سو پچاس فیٹ اور عرض میں پچہتر فیٹ اور بلندی میں پینتالیس فیٹ ہوگا اور نہایت عمدہ مورخ عموماً اِسبات پر اتفاق کرتے ہیں کہ سب انسانونکا عام قامت ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہی جیساکہ وہ اب ہی *

وزن کشتی کا علماے عیسائی نے اُس طرحپر قرار دیا ہی کہ " عام ہاتھہ کو اٹھارہ انچھہ شمار کرنے سے کشتی بیالیس ہزار چار سو تیرہ تن بوجھہ اُٹھانے کے قابل تھی (ایک تن اٹھائیس من کا ہوتا ہی) اول قسم کا جہاز دو ہزار دو سو اور دو ہزار تین سو تن کے درمیان میں بوجھہ اُٹھاتا ہی اِس سبب سے وہ کشتی زمانہ حال کے بڑے بڑے جہازوں میں سے اٹھارہ جہاز کے برابر تھی اور اُس میں بیس ہزار آدمی معہ ذخیرہ چھہ مہینے کے علاوہ اٹھارہ سو توپوں کے اور تمام لوازمات جنگ کے آسکتے تھے پس نوح کی کشتی نہایت بڑا جہاز تھا جیسا کبھی دنیا میں نہیں بنا ہم اُس کے آٹھہ شخصوں اور قریب دو سو یا دو سو پچاس چار پاؤں کے جوڑوں کے (یہہ تعداد بموجب بفون صاحب کے تمام مختلف قسموں جانوروں کی ہی) اور تمام خوراک وغیرہ بارہ مہینے کے خرچ کے لایق اُٹھانے کے قابل ہونے میں کیا کچھہ شک کرسکتے ہیں ؟ *

۱۸ (اپنے عہد کو) یہہ پہلا مقام ہی جہاں عہد وپیمان کا ذکر کتاب مقدس میں آیا ہی مگر جو الفاظ یہاں استعمال ہوئے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ نیا عہد نہیں ہی بلکہ جو عہد و پیمان پہلے سے ہو چکا تھا وہی عہد و پیمان نوح سے قایم ہوا ہی کیونکہ یہاں کہا ہی کہ میں اپنا عہد قایم کرونگا جس سے وجود عہد کا پہلے سے پایا جاتا ہی اب غور کرنا چاہیئے کہ وہ پہلا عہد و پیمان کیا تھا کتاب مقدس سے پہلا عہد و پیمان وہی پایا جاتا ہی جہاں کہا ہی کہ اولاد † اُس کی شیطان کے سر کے خاک میں رہے گی حضرت نوح کی قریباً تمام اُمت بدکار اور ناخدا پرست ہوگئی تھی جب اللہ تعالی نے اُنکا برباد کرنا چاہا تو حضرت نوح کو اپنا وہ عہد یاد دلایا کہ میں اپنا عہد تیرے ساتھہ قایم کرونگا یعنی تیری اولاد میں سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اُس پرانے اژدھے قدیم دشمن پر فتح مند ہونگے *

---

† پیدایش ۳ — ۱۵

۱۹ (سب جاندار سے سب قسم سے دو) بشپ کٹر صاحب کہتے ہیں کہ یہاں یہہ مراد ہی کہ کم سے کم دو یعني ہر قسم کے نر و مادہ ضرور ہوں ہمارے ہاں کے علماء بھي یہي مراد لیتے ہیں کہ دو سے ایک نر اور ایک مادہ مراد ہی اور یہہ مراد نہیں ہی کہ ہر قسم کے دو دو ملا لحاظ نر و مادہ کے لے لیئے جاویں چنانچہ تفسیر کبیر میں اس مطلب کو وضاحت سے لکھا ہی *

تفسیر کبیر
اسلکه من كل زوجين من الحيوان الذي يحضره في الوقت لكي لاينقطع نسل ذلك الحيوان و كل واحد منهما زوج لاكمايقوله العامة ان الزوج هوا لاثنان روي انه لم يحمل الامايلد ويبيض وقري من كل بالتنوين اے من كل امة زوجين واثنين تاكيد و زيادة بيان —

۲۰ (دو سب سے آویں پاس تیرے) بشپ پیٹرک صاحب کہتے ہیں کہ "پہلے ورس میں خدا تعالی نے کہا تھا کہ تو کشتي میں ہر قسم کے دو کو داخل کیجیو جس بات کو نوح نے ناممکن سمجھا ہو کیونکہ وہ اُن سب کو کیونکر جمع کرسکتا تھا اس لیئے اس مقام پر ان الفاظ سے کہ وہ تیرے پاس آئینگے یہہ منشاء ہی کہ گویا خدا کي حفاظت یا تدبیر سے جس نے اُنہیں بنایا اور کشتي کي طرف لے گیا *

۲۲ (ویساهي کیا) قرآن مجید سے ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ جب حضرت نوح نے کشتي بنانی شروع کي تو جو لوگ اُن پر گذرتے تھے اُن سے ٹھٹھا کرتے تھے حضرت نوح فرماتے تھے کہ اگر تم ہم سے ٹھٹھا کرتے ہو تو ہم تم سے ٹھٹھا کرتے ہیں جیسے تم ٹھٹھا کرتے ہو اب آگے جان لوگے کہ کنیر آتا ہی عذاب کہ رسوا کرے اُس کو اور اوترتا ہی اُس پر عذاب ہمیشہ کا † سٹیک ہوس صاحب لکھتے ہیں کہ یہہ کام جو حضرت نوح نے کیا صرف بڑي لاگت کا اور محنت طلب هي نہ تھا بلکہ سب لوگ اُس کام کو حمق اور لغو سمجھتے تھے خاص کر ایسي حالت میں جبکہ لوگوں نے بہت سے برسوں تک تمام دنیا کے کارخانوں کو سابق دستور اور پر امن پایا تھا *

سورہ ہود آیت ۳۸ و ۳۹ و
يصنع الفلك كلما مر عليه ملا ومن قومه سخروا منه قال ان تسخروا منا فانا نسخر منكم كما تسخرون فسوف تعلمون من ياتيه عذاب يخزيه و يحل عليه عذاب مقيم —

---

† تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحہ ۳۴ —

ساتواں باب

۱ نوح کا معہ اپنے گھرانے اور جانداروں کے جوڑے کے کشتی میں داخل ہونا ۱۷ طوفان کا آنا اور پانی کا بڑھنا اور دیر تک ٹھہرنا —

توریت مقدس

(۱) وَیُومِر یہوہ اِلوهیم لِنُوح بُوا اَتَّه وِکُل بیتخ ال هَتِّبَه کِي اُتخ رایتي صَدِیق لِفَنَي بَدُور هَزه *

(۲) مِکُل هَبِهمَه هَطِهوره تِقَح لِخ شِبعه شِبعَه ایش و اِشتُو و مِن هَبِهمَه اَشِر لُو طِهوره هُو شِنَیِم ایش و اِشتُو *

(۳) گَم مِعُوف هَشَمَیِم شِبعَه شِبعَه زَخَر و نِقِبَه لِحَیُوت زِرع عَل پِني خُل هَارِص *

۱ اور کہا اللہ نے نوح کو آ † تو اور سب گھر تیرا کشتی میں کہ ‡ تجھکو دیکھا میں نے صدیق اپنے سامنے اس زمانہ میں —

۲ سب § چوپائے پاک سے لے تو اپنے واسطے سات سات نر اور اس کی مادہ اور اس چوپائے سے ‖ جو نہیں پاک ہیں وہ دو نر اور اس کی مادہ —

۳ لیکن اُڑنے والے آسمانوں سے سات سات نر و مادہ واسطے زندہ رکھنے تخم کے اوپر منھہ تمام اس زمین کے —

† ۷ — ۷ و ۱۳ متی ۱۴ — ۳۸ لوک ۱۷ — ۲۶ عبرانیان ۱۱ — ۷ ۱ پیٹر ۳ — ۲۰ ۲ پیٹر ۲ — ۵ —
‡ باب ۶ — ۹ زبور ۳۳ — ۱۸ و ۱۹ امثال ۱۰ — ۹ ۲ پیٹر ۲ — ۹ —
§ باب ۷ — ۸ احبار ۱۱ —
‖ احبار ۱۰ — ۱۰ حزقیل ۴۴ — ۲۳ —

توریت مقدس

(۴) کِي لِيَمِيم عُود شِبْعَه آنُخِي مَمْطِير عَل هَارِص اَرْبَعِيم يوم وِ اَرْبَعِيم لَيلَه وَمَحِيتِي اِيت كُل هَيقُوم آشِر عَسِيتِي مِعَل پِنِي هَادَمَه *

۴ کیونکہ دنوں بعد سات کے میں مینھہ برسانے والا ہوں اوپر اس زمین کے چالیس ‡ دن اور چالیس رات اور مٹادونگا میں تمام اس موجود کو جو بنایا میں نے اوپر منھہ اس زمین کے —

مطابقت قران مجید اور حدیث سے

۴ † و يصنع الفلك و كلما مر عليه ملاء من قومه سخروا منه قال ان تسخروا منا فانا نسخر منكم كما تسخرون فسوف تعلمون من ياتيه عذاب يخزيه و يحل عليه عذاب مقيم *

اور نوح کشتی بنا رہے تھے اور جب وہاں سے نوح کی قوم کے سردار جاتے تو اُن سے ھنسی کرتے نوح نے کہا کہ اگر تم ھمسے ھنستے ھو تو ھم تمسے ھنستے ھیں جیسیکہ تم ھنستے ھو اب جان لوگے کس پر آتا ھی عذاب جو رسوا کرے اُس کو اور اُترتا ھی اُس پر عذاب ھمیشہ کا —

توریت مقدس

(۵) وَيَعَس نُح كِكُل اَشِر صِوَّهُو يهوه *

(۶) وِنُح بِن شِش مِاوُت شِنَه وِهَمَبُول هَيَه مَيِم عَل هَارِص *

۵ اور کیا نوح نے مانند سب کے جو سمجھایا اُس کو اللہ نے —

۶ § اور نوح تھا پیدا ھوا چھہ سو برس کا کہ طوفان ھوا پانی کا اوپر اُس زمین کے —

توریت مقدس

(۷) وَيَبُو نُح وِبَنَاو وِاِشْتُو وِنِشِي بَنَاو اِتُّو اِل هَتِبَه مِفْنِي مِي هَمَبُول *

۷ ¶ اور آیا نوح اور بیٹے اُس کے و عورت اُس کی و عورتیں بیٹوں اُس کے کی ساتھہ اُس کے کشتی میں بوجھہ پانی طوفان کے —

مطابق قران مجید اور حدیث سے

۷ ‖ قال ابن عباس رضي الله عنه كان في السفينة نوح و امرته و ثلث بنين سام و حام و يافث و ثلثة نسوة لهم *

حضرت ابن عباس نے کہا کہ کشتی میں نوح اور اُن کی بیوی اور تین بیٹے سام اور حام اور یافث اور تین اُن کی عورتیں تھیں —

† سورہ ھود آیت ۳۷ — ۳۹ —
‡ باب ۷ — ۱۲ و ۱۷ —
§ باب ۶ — ۲۳ —
‖ تفسیر کبیر —
¶ باب ۷ — ۱ —

توریت مقدس

(۸) مِن ہَبِہمہ ہطہورہ ومِن ہَبِہمہ اشر اینِنَہ طہورہ ومِن ہعوف وکُل اشر رومس عل ہادمہ *

(۹) شنیم شنیم باؤ ال نح ال ہتبہ زکر ونقبہ کاشر صوہ الوہیم ایت نح *

(۱۰) ویہی لشبعت ہیمیم ومی ہمبول ہیو عل ہارص *

۸ چرپایوں پاک سے اور چرپایوں سے جو نہیں ہیں پاک اور اُڑنے والے سے اور سب سے جو رینگتے ہیں اوپر زمین کے —

۹ دو دو آئے پاس نوح کے کشتی تک نر و مادہ جیسا سمجھایا خدا نے نوح کو —

۱۰ † جب ہوئے سات دن نو پانی طوفان کا ہوا اوپر اُس زمین کے —

توریت مقدس

(۱۱) بشنت شش مأوت شنہ لحیی نح بحدش ہشنی بشبعہ عشر یوم لحدش بیوم ہزہ نبقعو کل معینوت تہوم ربہ وارُبت ہشمیم نفتحو *

۱۱ بیچ سنہ چھ سو برس زندگی نوح میں مہینے دوسرے میں سترھویں دن میں مہینے کو بیچ اس دن کے § پھٹ گئے سب چشمے لجۂ عظیم کے اور || کھڑکیاں آسمانوں کی کھل گئیں —

مطابقت قران مجید اور حدیث سے

۱۱ ‡ ففتحنا ابواب السماء بماء منہمر و فجرنا الارض عیونا فالتقی الماء علی امر قد قدر *

پور کھول دیئے ہمنے دروازے آسمان کے پانی کے ریل سے اور بہا دیئے ہمنے زمین کے چشمے پور مل گیا پانی ایک کام پر جو ٹہر چکا تھا —

---

† (ترجمہ انگریزی) بعد سات دن کے (اور ترجمہ) ساتویں دن پر —

‡ سورۃ قمر آیت ۱۱ — ۱۲ —

§ باب ۸ — ۲ امثال ۸ — ۲۸ حزقیل ۲۶ — ۱۹ —

|| (اور ترجمہ) طوفان کے دروازہ باب ۱ — ۷ ۸ — ۲ زبور ۷۸ — ۲۳ —

توریت مقدس

(۱۲) وَیِہِي هَگِّشِم عَل هَارِص اَربَعِيم يوم وَ اَر بَعِيم لَيلَه *

۱۲ † اور تھا مینہ اوپر اُس زمین کے چالیس دن اور چالیس رات —

توریت مقدس	مطابقت قران مجید اور حدیث سے
(۱۳) بِعِصِم هَيوم هَزِه بَا نُحَ وِ شِم وِ حَم وَ يِفِت بِنِي نُحَ وِاِشِت نُحَ وِشَلشِت نِشِي بَنَاو اِتَّه اِل هَتِبَه *	۱۳ ‡ قال ابن عباس رضي الله عنه کان في السفينة نوح و امرته و ثلث بنين سام و حام و يافث و ثلثه نسوةلهم *
(۱۴) هِمَه وَخَل هَحَيَه لَمِينَه وَخَل هَبِهمَه لَمِينَه وَخَل هَرِمِس هَرمِس عَل هَارِص لَمِينِهو وَخَل هَعُوف لَمِينِهو كُل صِفُور كُل كَنَف *	۱۴ و ۱۵ و ۱۶ § اسلکه من کل زوجين من الحيوان الذي بحضره في الوقت اثنين الذکر والانثی لکی لاينقطع نسل ذالک الحيوان روي انه لم يحمل الا ما يلد و يبيض و قري من کل بالتنوين اى من کل امة زوجين*
۱۳ بیچ اُسي دن کے ‖ آیا نوح اور شیم اور حام اور یافت بیٹے نوح کے اور عورت نوح کي اور تین عورتیں بیٹوں اُس کے کي ساتھہ اُن کے ساتھہ کشتي میں —	حضرت ابن عباس نے کہا کہ کشتي میں نوح اور اُنکي بیوي اور تین بیٹے سام اور حام اور یافث اور تین اُن کي عورتیں تھیں —
۱۴ ¶ وے اور سب جاندار اپني قسم اور سب چارپائے اپني قسم کے اور سب رینگنے والا جو رینگتا هی اوپر زمین کے اپنے جنس کے اور سب اُڑنے والا اپنے جنس کے سب چڑیا * سب ذي جناح —	بٹھا لے اُس کو هر جوڑي حیوان میں سے جو حاضر هو اُس کے پاس اُس وقت میں دو ایک نر ایک مادہ تاکہ نہ جاتي رهے نسل اُس حیوان کي اور کہا گیا هی کہ اُنہوں نے نهیں بٹھایا مگر اُن کو جو بچہ دیتے تھے اور انڈہ دیتے تھے اور یوں بھي آیا هی کہ هر قسم میں سے جوڑا بٹھا لیا تھا —

---

† باب ۷ — ۴ و ۱۷ —

‡ تفسیر کبیر —

§ تفسیر کبیر —

‖ باب ۷ — ۱ و ۷ ۹ — ۱۸ عبرانیوں ۱۱ — ۷ ۱ پیٹر ۳ — ۲۰ ۲ پیٹر ۲ — ۵ —

¶ باب ۷ — ۲ و ۳ و ۸ و ۹ —

* (ترجمہ انگریزي) هر قسم —

توریت مقدس

(۱۵) وَیَّابُو اِلْ نُحَ اِلْ هَتِّبَه شْنَیِم شْنَیِم مِکُّلْ هَبَّسَر اَشِر بُو رُوحَ حَیِّیم *

(۱۶) وَهَبَّاِیم زَکَر وُنْقِبَه مِکُّلْ بَسَر بَاُو کَاشِر صِوَّه اُتُو اِلُوهِیم وَیِّسْگُر یَهُوَه بَعَدُو *

(۱۷) وَیْهِی هَمَّبُول اَرْبَعِیم یُوم عَلْ هَاَرِص وَیِّرْبُو هَمَّیِم وَیِّسْاُو اَت هَتِّبَه وَتَّرُم مِعَلْ هَاَرِص *

(۱۸) وَیِّگْبْرُو هَمَّیِم وَیِّرْبُو مَاُد عَلْ هَاَرِص وَتِّلِک هَتِّبَه عَلْ پِنِی هَمَّیِم *

(۱۹) وَهَمَّیِم گَبْرُو مَاُد مَاُد عَلْ هَاَرِص وَیْکُسُّو کُلْ هِهَرِیم هَگَّبُهِیم اَشِر تَحَت کُلْ هَشَّمَیِم *

(۲۰) حَمِش عَسْرِه اَمَّه مِلْ مَعْلَه گَبْرُو هَمَّیِم وَیْکُسُّو هِهَرِیم *

۱۵ اور † آئے پاس نوح کے کشتی میں دو دو سب اجسام جو رکھتے تھے روح زندگی کی —

۱۶ اور آنے والے نر و مادہ ہر جسم سے آئے ‡ جیسا کہ سمجھایا اس کو خدا نے اور بند دیا اللہ نے بعد اس کے —

۱۷ § اور تھا طوفان چالیس دن اوپر اس زمین کے اور بڑھا پانی اور اُٹھا لیا کشتی کو اور بلند ہوا اوپر سے زمین کے —

۱۸ اور زور شور کا ہوا پانی اور بڑھا بہت اوپر اس زمین کے || اور چلی کشتی اوپر منھ پانی کے —

۱۹ اور پانی کا زور ہوا بہت بہت اوپر اُس زمین کے ¶ اور چھپا دیا سب پہاڑوں اونچوں کو جو تھے نیچے آسمانوں کے —

۲۰ پندرہ ہاتھ اوپر بڑھ گیا پانی اور چھپا دیا پہاڑوں کو —

---

† باب ۶ — ۲۰ — 　　‡ باب ۷ — ۲ و ۳ — 　　§ باب ۷ — ۴ و ۱۲ —

|| زبور ۱۰۴ — ۲۶ — 　　¶ زبور ۱۰۴ — ۶ یرمیاہ ۳ — ۲۴ —

توریت مقدس

(۲۱) وَیِگوَع کُل بَسَر هَرومِس عَل هَارِص

اِعُوف وَ بَبِهمَه وَ بَحَیِه وَ بَکُل هَشَرِص هَشُرِص عَل

هَارِص وَکُل هَادَم *

(۲۲) کُل اَشِرنِشمَت رُوح حَیِیم بَاپَا وَ مِکُل اَشِر

بَحَرِبَه مِتُو *

۲۱ † اور مرگیا سب جسم جو چلتا تھا اوپر اُس زمین کے مع

اُڑنے والے اور مع چوپائے اور مع جانور اور مع سب رینگنے والے کے

جو رینگتا اوپر اُس زمین کے اور سب وہ آدمی —

۲۲ ‡ سب جو کہ سانس روح زندگی کی اُس کی ناک میں تھی

ہر ایک سے جو تھا خشکی میں مرگیا —

توریت مقدس

(۲۳) وَیِمَح اِیت کُل هَیقُوم اَشِر عَل

پِنِی هَادمَه مَادَم عَد بِهمَه عَد رِمِس وَ عَد

عُوف هَشَمَیِم وَ یِمَحُو مِن هَارِص وَیِشَارِ اَخ

نُح وَ اَشِراِتُو بَتِبَه *

۲۳ اور مٹا دیا تمام اُس موجود کو جو تھا

اوپر منہ اُس زمین کے آدمی سے چوپایوں تک

رینگنے والے تک اور اُڑنے والے آسمانوں تک اور

مٹ گئے اُس زمین سے اور بچ گیا ¶ فقط نوح اور

جو تھا اُس کے ساتھ کشتی میں —

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۲۳ § فانجیناه و من معه فی الفلک

المشحون ثم اغرقنا بعد الباقین *

|| فانجیناه و اصحٰب السفینة و جعلناها

اٰیة للعالمین *

پھر بچالیا ہمنے اُس کو اور جو اُس کے ساتھ

تھے اُس بھری کشتی میں پھر ڈبادیا ہمنے بعد کو

اُن رہے ہوؤں کو —

پھر بچادیا ہمنے اُس کو اور کشتی والوں کو

اور کیا ہمنے اُس کو نشانی واسطے جہان والوں

کے —

---

† باب ۶ — ۱۳ و ۱۷ باب ۷ — ۴ ایوب ۲۲ — ۱۶ متی ۲۴ — ۳۹ لوک ۱۷ — ۲۷ ۲ پیٹر ۳ — ۶ —

‡ باب ۲ — ۷ (ترجمۂ انگریزی) دم زندگی کا —

§ سورۂ شعرا آیت ۱۱۸ و ۱۱۹ —

|| سورۂ عنکبوت آیت ۱۵ —

¶ ۱ پیٹر ۳ — ۲۰ ۲ پیٹر ۲ — ۵ و ۳ — ۶ —

† و لقد نادينا نوح فلنعم المجيبون و نجيناه و اهله من الكرب العظيم و جعلنا ذريته هم الباقين و تركنا عليه في الآخرين سلم على نوح في العالمين انا كذالك نجزالمحسنين انه من عبادنا المومنين ثم اغرقنا الآخرين *

‡ فانجيناه والذين معه في الفلك و اغرقنا الذين كذبوا بآياتنا انهم كانو قوما عمين *

§ فنجيناه و من معه في الفلك و جعلناهم خلايف و اغرقنا الذين كذبوا بآيتنا فانظر كيف كان عاقبة المنذرين *

اور همکو پکارا تها نوح نے سو کیا اچهے پہنچنے والے پکار پر هیں اور بچادیا همنے اُس کو اور اُس کے گهر کو اُس بڑے گهبراهٹ سے اور رکهي همنے اُس کي اولاد هي رہ جانے والي اور چهوڑا همنے اُس پر پچهلے لوگوں میں کہ سلام هی نوح پر سارے جهان والوں میں هم اسي طرح بدلا دیتے هیں نیکي والوں کو وہ هی همارے بندوں ایمان والوں میں سے پهر ڈوبا دیا همنے دوسروں کو —

پهر همنے بچالیا اُس کو اور جو اُس کے ساتهہ تهے کشتي میں اور غرق کیئے جو جهٹلاتے تهے هماري آیتیں وہ لوگ تهے اندهے —

پهر همنے بچادیا اُس کو اور جو اُس کے ساتهہ تهے کشتي میں اور اُن کو قایم کیا جگهہ پر اور ڈوبا دیئے جو جهٹلاتے تهے هماري باتیں سو دیکهہ آخر کیا هوا جنکو ڈرایا تها —

توریت مقدس

(۲۴) וַיִּגְבְּרוּ הַמַּיִם עַל־הָאָרֶץ חֲמִשִּׁים וּמְאַת

اُردو *

۲۴ ‖ اور بڑھا رہا پاني اوپر اُس زمین کے پچاس اور سو دن —

---

† سورہ صافات آیت ۷۵ — ۸۳ —

‡ سورہ اعراف ۷ آیت ۶۴ —

§ سورہ یونس ۱۰ آیت ۷۳ —

‖ باب ۸ — ۳ و ۴ کو مطابق کرو اسي باب کے ورس ۱۱ سے —

تفسیر

۲ (سات سات) سب مفسروں کی یہہ راے ھی کہ سات سات سے سات سات جوڑے مراد ھیں پہلے ورسوں میں اور اگلے ورسوں میں جو ایک ایک جوڑہ یعنی ایک نر و ایک مادہ کے لینے کا بیان ھی' وہ صرف بقاء نسل کے لیئے کہے گئے تھے اور یہاں جو اُس سے زیادہ لینے کا ذکر ھی یہہ واسطے قربانی کے جو بعد طوفان کی جاویگی اور نیز واسطے خوراک کے جب اُس کی حاجت ھو لیئے گئے ھیں *

۱۶ (بند کیا اللہ نے بعد اِس کے) بشپ † کدر صاحب فرماتے ھیں کہ غالباً خدا نے کسی فرشتہ کے ذریعہ سے کشتی کے دروازہ کو جس میں حضرت نوح داخل ھوئے تھے پانیوں کے خطرہ سے اور اور لوگوں کے قصدوں کے برخلاف جو اُس میں گھس آتے بند کیا تھا " مگر سادگی سے جو مطلب ورس کا معلوم ھوتا ھی وہ اِسیقدر ھی کہ جب بندہ خدا کے حکم بموجب کوئی کام کرتا ھی تو وہ کام خدا ھی کی طرف اِس طرح پر منسوب ھوتا ھی کہ گویا خدا ھی اُس کا کرنے والا تھا پس جب سب چیزیں اور جانیں جو کشتی میں داخل کرنی منظور تھیں سب آ گئیں تو خدا نے دروازہ بند کرنے کا حکم دیا اور حضرت نوح نے دروازہ بند کرلیا اور اسلیئے کہا گیا کہ بند کیا اللہ نے بعد اِس کے *

۱۷ (اور تھا طوفان) پاٹیل صاحب فرماتے ھیں کہ انجام میں چالیس روز کے پانی اسقدر چڑہ گئے کہ جس سے کشتی زمین سے اونچی ھو جاوے اور بعد ازاں اسقدر بڑہ گئے جس سے کشتی آزادی سے ادھر اُدھر پھرتی تھی جس طرح پر کہ اُسے موجیں لگتی تھیں *

(چالیس دن) بارھویں ورس میں بیان ھوا ھی کہ چالیس دن اور چالیس رات اور اِس ورس میں صرف چالیس دن ھی اس اختلاف کا سبب غالباً غلطی مقابلہ کی ھی چنانچہ ترجمہ یونانی اور بہت سے نسخوں لاطینی میں لفظ چالیس دن اور چالیس رات کا موجود ھی اور اسلیئے ھارن صاحب اپنے انٹروڈکشن میں لکھتے ھیں کہ عبری میں بھی یہہ الفاظ بڑھانے چاھیئیں *

۲۰ (پندرہ ھاتھہ) بموجب قول سیتک ھوس صاحب کے تمام دنیا میں جو اونچے سے اونچے پہاڑ ھیں اُن پر پندرہ ھاتھہ یعنی سارے بائیس فیت پانی چڑہ گیا تھا امتحان سے معلوم ھوا ھی کہ دنیا میں کوئی پہاڑ چار میل سے زیادہ سیدھا بلند نہیں ھی پس سیتک ھوس صاحب کے قول بموجب زمین سے چار میل اور سارے بائیس فیت پانی بلند ھوگیا تھا اور نیز پانی زمین کے ایک طرف نہ تھا بلکہ چاروں طرف اسی مقدار سے چڑھا ھوا تھا میں اس قول میں اتفاق نہیں کرتا جیساکہ عنقریب معلوم ھونے والا ھی *

† تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۲۲ —

آٹھواں باب

۱ طوفان کے پانی کا گھٹ جانا ۳ کشتی کا کوہ ارارات پر ٹکنا ۷ کوے اور کبوتر کو چھوڑنا ۱۵ نوح کا حکم پانا ۱۸ کشتی سے نکلنا ۲۰ نوح کا قربان گاہ بنانا اور قربانی گذراننا ۲۱ خدا کا اُس قربانی کو منظور کرنا اور وعدہ کرنا کہ زمین پر لعنت پھر نہ بھیجی جائیگی —

توریت مقدس

(۱) وَیِزْکُرْ اِلُوهِیم اِیتْ نُحَ وِاِیتْ کُلْ هَحَیَّه وِاِیتْ کُلْ هَبِّهِمَه اَشِرْ اِتّو بَتِّبَه وَیَعبِر اِلُوهِیم رُوحَ عَلْ هَاَرِص وَیَشُکّو هَمَّیِم *

۱ اور † یاد کیا خدا نے نوح کو اور سب جاندار کو اور ہر چوپائے کو جو ساتھہ اُسکے تھا کشتی میں اور ‡ چلائی خدا نے ہوا اوپر اُس زمین کے اور سوکھہ گئے پانی —

توریت مقدس

(۲) وَیِسّٰکِرو مَعیِنُوت تِہوم وَاَروبّت هَشَّمَیِم وَیِکّالِا هَگِّشِم مِن هَشَّمَیِم *

۲ اور بند ہوگئے || سوتے پانی کے اور کھڑکیاں آسمانوں کی اور منقطع ہوگیا ¶ مینھہ آسمان سے —

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

۲ و ۳ و ۴ § و قیل یا ارض ابلعي ماءک و یا سماء اقلعي وغیض الماء و قضی الامر و استوت علی الجودي و قیل بعداللقوم الظالمین*

اور حکم آیا اے زمین نگل جا اپنا پانی اور اے آسمان تھم جا اور سکھا دیا پانی اور ہوچکا کام اور کشتی ٹھہری جودي پہاڑ پر اور حکم ہوا کہ دور ہوں قوم بے انصاف —

† باب ۹ — ۲۹　　خروج ۲ — ۲۴　　اسموئیل ۱ — ۱۹ —
‡ خروج ۱۴ — ۲۱ —
§ سورہ ہود آیت ۴۴ —
|| باب ۷ — ۱۱ —
¶ ایوب ۳۸ — ۳۷ —

(۳) وَیَشُبُو هَمَّیِم مِعَل هَآرِص هَلُوخ

وَ شُوب وَیَّحسِرُو هَمَّیِم مِقصِه هَمشِّیِم وُمَاَت

یُوم *

(۴) وَتَّنَح هَتِّبَه هَشِّبِیعِي بِشِبعَه عَسر

یُوم لَحُدِش عَل هَرِي آرَرَط *

۳ اور گھٹنے لگا پانی اوپر سے اُس زمین کے † ارت پرت کے اور کم ہوا پانی مدت ‡ پچاس اور سو دن میں —

۴ اور ٹھہری کشتی مہینے ساتویں میں سترھویں دن میں مہینے کے اوپر پہاڑ ارارات کے § —

توریت مقدس

(۵) وِهَمَّیِم هَیُو هَلُوح وِحَسُور عَد هَحُدِش هَعَسِیرِي

بَعَسِیرِي بِاحَد لَحُدِش نِرأو رَاشِي هِهَرِیم *

(۶) وَیِهِي مِقِّص اَرَبَعِیم یُوم وَیِّفتَح نُح اِت هَلُّوح

هَتِیبَه اَشِر عَسَه *

۵ اور پانی تھا || چلتا اور کم ہوتا ماہ دھم تک دسویں میں پہلی کو مہینہ کی نظر آئیں چوٹیاں اُن پہاڑوں کی —

۶ اور ہوا بعد چالیس دن کے کہ کھول دیا نوح نے ¶ موکھے کو کشتی کے جسکو بنایا تھا —

---

† (ترجمہ انگریزي) پے در پے —
‡ باب ۷ — ۲۴ —
§ (کالدي) قردو (عربي) جودي —
|| (ترجمہ انگریزي) دم بدم —
¶ باب ۶ — ۱۶ —

توریت مقدس

(۷) وَیشَلَّح اِت هعُرِب وَیِّصِي يصُو وَ شُوب عَد یبشت همیم معَل هآرِص *

(۸) وَیشَلَّح اِت هیونه میِّاتّو لِراوت هقَلّو همیم معَل پني هاَدمه *

(۹) ولومصا اه هیونا مَنوح لِکَف رَگلَه وَتَشَب اِلاو اِل هتبه کي میم عَل پني کُل هآرِص وَیشلَّح یدُو وَیقّحِه وَیبِي اُتَه اِلا و اِل هتبه *

(۱۰) وَیّحِل عُود شِبعَت یمیم اَحرِیم وَیّوسف شَلَّح ات هیونه مِن هتبه *

۱۱ وَتابو اِلاو هیونه لِعِت عِرِب وَهنه عَلِه زَیت طَرف بِفیه وَیدَع نُح کي قَلّو همیم معَل هآرِص *

۷ اور چھوڑ دیا کوے کو اور نکلا † جاتا اور لوٹ آتا سوکھنے تک پاني کے اوپر سے اُس زمین کے —

۸ پھر چھوڑ دیا کبوتري کو اپنے پاس سے دیکھنے کو کیا گھٹا پاني اوپر سے منھہ اُس زمین کے —

۹ اور نہ پائي کبوتري نے جگھہ واسطے کف پا کے اور پھر آئي پاس اُسکے کشتي میں کہ پاني تھا اوپر منھہ تمام اُس زمین کے اور بڑھایا اپنا ھاتھہ اور لیلیا اُسکو اور لے آیا اُسکو پاس اپنے کشتي میں —

۱۰ اور ٹھہرا پھر سات دنوں بعد کو اور پھر چھوڑا کبوتري کو کشتي سے —

۱۱ اور آئي پاس اسکے کبوتري وقت شام کے اور تھي پتي زیتون کي توڑي ھوئي اُسکے منھہ میں تب ھي جانا نوح نے کہ گھٹ گیا پاني اوپر سے اس زمین کے —

† (ترجمہ انگریزي) ادھر اودھر —

توریت مقدس

(۱۲) وَیِّیَّحِل عُود شِبعَت یَمِیم اَحِرِیم وَیشَلَّح اِت

هَیُّونَة وِلُو یَسفَه شُوب اِلاو عُود *

(۱۳) وَیِہِي بِاَحَت وِشِس مِاوت شَنَه بَرِیشُون

بِاَحَد لَحُدِیش حَرُبُو هَمَیِم مِعَل هَآرِص وَیسرَفَح اِت

مِکسِه هَتِبَه ویرِ وِهِنِّه حَربُو پِنِي هَآدمَه *

(۱۴) وَبَحُدِیش هَشِّنِي بِشِبعَه وِعِسرِیم یوم لَحُدِیش

یبِسَه هَآرِص *

۱۲ اور ٹھہرا پھر سات دنوں بعد کو اور چھوڑا کبوتری کو اور

نہ پھر آئي پاس اُسکے بعد اسکے —

۱۳ اور ہوا ایک اور چھہ سو برس میں پہلے میں پہلي کو

مہینہ کے سوکھہ گئے پاني اُوپر سے اُس زمین کے اور اُٹھایا نوح نے

پردہ کو کشتي کے اور دیکھا کہ سوکھہ گیا منہہ اس زمین کا —

۱۴ اور مہینے دوسرے میں ستائیسویں دن مہینے کے سوکھہ

گئي وہ زمین —

توریت مقدس

(۱۵) وَیدَبِّر اِلُوهِیم اِل نُحَ لِمُر *

(۱۶) صِیِ مِن هَتِّبَه اَتَّه وِاِشتِخ وَبَنِیخ

وَنِشِي بَنِیخ اِتَّخ *

۱۵ اور کہا خدا نے نوح سے کہنا —

۱۶ نکل کشتي سے ‡ تو اور عورت تیري اور

بیٹے تیرے اور عورتیں بیٹوں تیرے کي ساتھہ

تیرے —

مطابقت قران مجید اور حدیث سے

۱۵ و ۱۶ † قیل یا نوح اهبط بسلم منا و برکت علیک و علی امم ممن معک و امم سنمتعهم ثم یمسهم منا عذاب الیهم *

حکم ہوا اے نوح اُتر سلامتي کے ساتھہ ہماري طرف سے اور برکتوں کے ساتھہ تجھہ پر اور کتنے فرقوں پر تیرے ساتھہ والوں میں اور کتنے فرقوں کو فائدہ دینگے پھر پہونچے گي اُنکو ہماري طرف سے دکھہ کي مار —

---

† سورۂ ہود آیت ۴۸ —

‡ باب ۷ — ۱۳ —

توریت مقدس

(۱۷) کُل هَحَیَّه أشِر اِتِّخ مِکُّل بَسَر بعوف و بَبِهِمَه وبخل هَرِمِس هَرُمِس عَل هآرِص هَوصِي اِتّخ وِشَرصو بآرِص و فرو و ربو عَل هآرِص *

(۱۸) وِیِصِي نُح و بناو و اِشتُو و نِشي بناو اِتّو *

(۱۹) کُل هَحَیَّه کُل هَرِمِس وِ کُل هعوف کُل هُرومِس عَل هآرِص لِمِشپِحُتِیهِم یَصاُو مِن هَتیبَه *

(۲۰) وَیِّبِن نُح مِزبِح لِیهوه وَیِقح مِکُّل هَبِهِمَه هَطهورَه و مِکُّل هعوف هَطّهور وَیَعَل عُلُت بَمِّزبِح *

۱۷ سب † جاندار جو ساتھ تیرے سب جسم سے مثل پرند اور مثل بہیمه کے اور مثل سب رینگنے والوں کے جو رینگتے ہیں اوپر اُس زمین کے نکال ساتھ اپنے کہ کلبلاویں زمین پر اور ‡ پھیلیں اور بڑھیں اوپر اُس زمین کے —

۱۸ اور نکلا نوح اور بیٹے اُسکے اور عورت اُسکي اور عورتیں بیٹوں اُسکے کي ساتھ اُسکے —

۱۹ سب جاندار سب رینگنے والا اور سب پرند اور سب رینگنے والا اوپر زمین کے اپني ذات کے نکلیں کشتي سے —

۲۰ اور بنایا نوح نے مذبح واسطے الله کے اور لیا § سب چرپاؤں پاک سے اور سب پرندوں پاک سے اور چڑھایا چڑھاوا مذبح پر —

---

† باب ۷ — ۱۵ —
‡ باب ۱ — ۲۲ —
§ احبار ۱۱ —

توریت مقدس

(۲۱) وَیَّرَح یہوہ اِت رِیح ہَنِّیحُح وَیُّومِر یہوہ اِل
لِبّو لُو اُسِف لَقَلِّل عُود اِت ہَاَدَمہ بَعَبُور ہَاَدم کِي یِصِر
لِب ہَاَدم رَع مِنِّعُورَاو وِلُو اُسِف عُود لِہَکّوت اِت کُل
حَي کَاَشِر عَسِیتي *

(۲۲) عُود کُل یِمِي ہَاَرِص زِرَع وِقَصِیر وِقُر وَحُم
وِقیص وَحُرِف وِیُوم وَلَیلَہ لُو یِشبّتو *

۲۱ اور سونگھي الله نے بو † رضامندي کي اور کہا الله نے اپنے دلمیں نه پھر ‡ لعنت کرونگا بعد اسکے اس زمین کو واسطے آدمي کے کیونکه § خیال دل آدمي کا بد هی لڑکپن اُسکے سے اور ‖ نه پھر مارونگا سب زنده کو جیسے کیا میںنے —

۲۲ ¶ بعد اسکے سب دنوں اس زمین کے بونا اور کاٹنا اور سردي اور گرمي اور ربیع اور خریف اور * دن اور رات موقوف نه هونگے —

تفسیر

۴ (پہاڑ ارارات) کالدي میں اُس کو قردو کہتے هیں اور عربي میں اُس مقام کا نام جس پر کشتي ٹھري تھي جودي هی ارارات اُس ملک کا ضلع هی جو سلطنت ارمینیا کے مرکز کے پاس واقع هی اُسّ میں بہت سے شہر تھے اور وه شہر ارمینیا کے مسلسل بادشاهوں اور اور حاکموں کي ریاستیں تھیں اور اس سبب سے لفظ ارارات کا تمام بادشاهت پر استعمال

---

† احبار ۱ — ۹ حزقیل ۲۰ — ۴۱ ۲ کارنتھیاں ۲ — ۱۵ افیسیان ۵ — ۲ —
‡ باب ۳ — ۱۷ ۶ — ۱۶ —
§ باب ۶ — ۵ ایوب ۱۴ — ۴ ۱۵ — ۱۴ زبور ۵۱ — ۵ یرمیاه ۱۷ — ۹
متي ۱۵ — ۱۹ رومیان ۱ — ۲۱ ۳ — ۲۳ —
‖ باب ۹ — ۱۱ , ۱۵ —
¶ اشعیاه ۵۴ — ۸ —
* یرمیاه ۳۳ — ۲۰ , ۲۵ —

کیا جاتا ہی جس لفظ کا ترجمہ زمین ارارات ۲ سلاطین باب ۱۹ ــــ ۳۷ و اشعیا باب ۳۷ــ۳۸ میں ہوا ہی وہ اصل میں ارارات ہی اُس ملک میں جو سلسلہ پہاڑوں کا واقع ہی اُن کا نام بھی ارارات کے پہاڑ ہیں *

میجر رینل صاحب کے عمدہ نقشہ قدیم ایرانی شہنشاہی کے بموجب پہاڑ ارارات کے خط عرض شمالی کے ۳۹ درجہ ۳۰ دقیقہ اور خط طول شرقی کے ۴۰ درجہ ۳۰ دقیقہ پر کوہ طارس کے پشتہ کے بیچوں بیچ میں واقع ہی اور ایرانی پہاڑ ارارات کو ایسس یعنی خوش پہاڑ کہتے ہیں اس وجہہ سے کہ خدا تعالی نے نوح نبی کشتی کے واسطے اُسکو بندگاہ پسند کیا تھا *

حال کے نقشجات جغرافیہ میں پہاڑ ارارات کا ۴۰ درجہ عرض شمالی اور ۴۴ درجہ ۳۰ دقیقہ طول شرقی میں بنایا ہی اسی سلسلہ پہاڑوں کی چوٹی پر جو ارمینیا کے شمالی مشرقی حصہ میں واقع ہی خیال کیا جاتا ہی کہ کشتی نوح کی ٹھہری تھی ترکی اُس کو ابگرداغ کہتے ہیں اس پہاڑ کی دو چوٹیوں کے اندر فاصلہ سات میل کا ہی اُس میں سے زیادہ بلند پندرہ ہزار فیٹ اونچی ہی اور زمانہ حال کا ایک فرانسیسی سیاح ۱۲ ہزار فیٹ سمندر کی سطح سے بیان کرتا ہی اور یہہ پہاڑ ہمیشہ برف سے ڈھکا رہتا ہی اسی مقام پر بعد طوفان کے حضرت نوح نے اول مذبح بنایا تھا اس کے قریب ایک جنگلی قوم کرد جو مسلمان ہیں آباد ہی اور اب یہہ پہاڑ روسیوں کی حدود میں شامل ہی اور ایرانی اور ترک اور روسی باہم تجارت کرتے ہیں *

اس بات کی تحقیق پر بہت تنازع ہی کہ آیا کشتی اُس پہاڑ پر ٹھہری کیونکہ کتاب پیدایش میں کسی خاص معین جگہہ کا بیان نہیں ہی بلکہ اُس میں صرف ارارات کے پہاڑ پر ٹھہرنے کا ذکر ہی ان پہاڑوں میں سے جس پہاڑ کو وہاں کے باشندے جگہہ ٹھہرنے کشتی حضرت نوح کی قرار دیتے ہیں (اور جسپر زمانہ حال میں اور ظاہرا پہلی ہی دفعہ ایک شریف آدمی جو روسی سوسئیٹی تحقیقات علمی کا تھا چڑھا ہی) اسقدر بلند ہی اور اُس کے اطراف ایسے ناہموار اور خطرناک ہیں کہ جس سے اُسکو ہم وہ جگہہ نہیں خیال کرسکتے ہیں کہ جس پر کشتی ٹھہری اُس کی چوٹی پر سے تمام کشتی کے لوگوں کا سلامت اُترنا ایساہی بڑا معجزہ معلوم ہوتا ہی جیسا کہ طوفان کے پانیوں سے اُن کے بچانے میں ہوا ہوگا مگر ایسے معجزہ کے دل میں خیال لانے کی ہمکو اجازت نہیں *

کتاب مقدس کا بیان کوئی خاص جگہہ قرار نہیں دیتا صرف اُس میں یہہ ہی کہ ارارات کے پہاڑوں میں سے کسی ایک پر کشتی ٹھہری اس بیان میں بھی بعضوں کو مشکل پیش آئی ہی خاص کر کتاب پیدایش باب ۱۱ ــــ ۲ کے اُس طرز کلام کے سبب جس سے

یہہ خیال کیا جاتا ہی کہ وہ مقام جہاں پر کشتی ٹھہری میدان شنعار کے مشرق میں تھا حالانکہ ارمینیا کا ارارات اُس کے مغرب میں ہی مگر یہہ مشکل بالکل خیالی ہی اِسلیئے کہ اُس رستہ کی ہمکو اطلاع نہیں دی گئی ہی جسکو نوح اور اُس کے خاندان نے اختیار کیا تھا کیونکہ اُس کی نسبت یہہ کہا گیا ہی کہ اُنہوں نے مشرق سے مغرب کو سفر کیا اور ایک میدان میں آئے جس لفظ کا مشرق ترجمہ کیا ہی اُس لفظ کے معنی اصل عبری میں پیشتر کے بلحاظ زمانہ اور مقام کے ہیں پس کلام کے یہہ معنی ٹھہرینگے کہ اپنے اول عام نقل مکان میں شروع ارارات سے وہ ایک میدان میں پہنچے اور یہودی مورخ اِس رائے کو استحکام دیتے ہیں اور پیغمبر یرمیاہ نے باب ۲ --- ۲۷ میں ارارات کو شمال کے ملکوں میں سے وہ ملک بیان کیا ہی کہ جس میں سے بابل کی طرف سے ایک حملہ کرنے والی فوج آئی اور یہہ سند ارارات کے موقع کو آرمینیا میں صحیح بیان کرتی ہی بابل سے ارارات قریباً ٹھیک شمال میں ہی *

قرآن مجید میں اُس ٹکرہ پہاڑ کا نام جسپر کشتی ٹھہری جودی آیا ہی مگر اُسکا تعین نہیں ہی کہ وہ کونسا ٹکرہ تھا الا جاے قرار کشتی حضرت نوح کو اونچے سے اونچی چوٹی ارارات کی قرار دینا ہرگز صحیح نہیں ہی میں عنقریب اِسکی تفصیل لکھنے والا ہوں کہ پانی کسقدر زمین پر چڑھا تھا اور کن پہاڑوں کو اُس نے چھپایا تھا اُس سے معلوم ہوگا کہ اونچے پہاڑوں کو پانی نے ہرگز غرق نہیں کیا تھا پس اُس پہاڑ کو جس پر حضرت نوح کی کشتی ٹھہری ایک چھوٹا اور پست پہاڑ تصور کرنا چاہئیے چنانچہ ہمارے ہاں کی کتابوں میں اِس کی سند بھی موجود ہی تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ وہ پہاڑ جس پر حضرت نوح کی کشتی ٹھہری ایک پست پہاڑ تھا " اور اسی طرح پر ہونا بھی چاہیئے تھا تاکہ انسان اور تمام ہر قسم کے حیوانات جو اُس کشتی میں تھے وہ آسانی سے اُترکر زمین میں منتشر ہو سکتے *

۵ (نظر آئیں چوٹیاں اُن پہاڑوں کی) طرز کلام سے صاف پایا جاتا ہی کہ پہاڑوں کی چوٹیاں نظر آنے سے پیشتر کشتی ارارات پر بسبب اپنے بوجھہ کے ٹھہر گئی تھی اور اُسکے بعد اُن پہاڑوں کی جو پانی میں چھپ گئے تھے چوٹیاں نظر آئیں *

۱۱ (پتی زیتون کی توٹی ہوئی اُس کے منہہ میں) بعض † مترجموں نے پتی ترجمہ کیا ہی اور بعضوں نے ٹہنی علماء عیسائی کہتے ہیں کہ شاید زیتون کے پتوں کی ایک ٹہنی ہوگی جو کبوتری فی‌الحقیقت حضرت نوح کے پاس لائی اس سبب سے شاخ زیتون کو امن کے پیشواؤں میں سے اور اُن نشانوں میں سے جن سے اقبال زوال یافتہ بحال ہونے کی نیک فال انسانوں میں سمجھی جاتی ہی مقدم نشان سمجھا گیا ہی *

---

† تفسیر ڈاؤیلی جلد ۱ صفحہ ۲۷ =

مگر اس بیان پر یہہ سوال ہوتا ہی کہ جب ایک برس بھر طوفان رہا اور تمام درخت پانی میں ڈوبے رہے تو یقیناً سب درختوں کے پتے گل گئے اور برباد ہوگئے ہونگے پھر کبوتری زیتون کی پتی کہاں سے لائی مگر اِس سوال کے جواب میں اُن لوگوں کو مشکل پیش آئیگی جو لوگ تمام دنیا کو پانی میں ڈوب جانا اور اونچے سے اونچے پہاڑوں کی چوٹی پر پانیوں کا پندرہ ہاتھہ اونچا ہوجانا خیال کرتے ہیں مگر میری یہہ رائے نہیں ہی اور اِس سبب سے مجھکو اِس سوال کے جواب دینے میں کچھہ مشکل نہیں *

کتاب اقدس سے یہہ نہیں پایا جاتا کہ کبوتری ہری پتی زیتون کی لائی تھی میرے نزدیک پانی طوفان کا بہت زیادہ زمین پر بلند نہیں ہوا تھا پس ممکن ہی کہ جو درخت اونچے مقاموں پر تھے اور جو قریب زمانہ انتہاء طغیانی آب کے ڈوبے تھے اور پھر بسبب شروع ہونے کمی پانی کے جلد نکل آئے تھے ایسی حالت میں موجود ہوں کہ اُنکے پتے صدمہ آب سے مرجھا تو گئے ہوں مگر بالکل ضائع نہوئے ہوں اُنہیں پتوں کو کبوتری حضرت نوح پاس لائی اور حضرت نوح نے اُن پتوں کو دیکھا کہ پانی میں سے ڈوب کر نکلے ہیں اور اِس سبب حضرت نوح نے جانا کہ پانی زمین پر سے گھٹ گیا *

۲۱　(اپنے دل میں) یعنی حضرت نوح کے دل میں بشپ † کدر صاحب لکھتے ہیں کہ اِس سے مراد یہہ ہی کہ خدا تعالیٰ نوح سے اچھی طرح بولا کسی آدمی کے دل سے بولنا کتب مقدسہ کے طرز کلام میں اُسکو تسلی دینا اور مہربانی سے پیش آنا مراد ہوتا ہی جیسا کہ کتاب پیدایش باب ۳۴ — ۳ اور اشعیاہ باب ۴۰ — ۲ سے پایا جاتا ہی پس معنی ورس کے بہت صاف ہیں کہ بسبب اُس عنایت اور مہربانی کے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح پر کی حضرت نوح نے جانا کہ آدمی تو ہمیشہ گنہگار ہی مگر اب اللہ تعالیٰ اُسکے گناہوں کے سبب پھر ایسا طوفان نہیں لانیگا *

(لڑکپن اُسیکے سے) ‡ بشپ پیٹرک صاحب کہتے ہیں کہ اِن الفاظ سے اُسکی جوانی سے مدت کی جڑ پکڑی ہوئی خرابی مراد ہی جیسا کہ اشعیاہ باب ۴۷ — ۱۲ و ۱۵ و یرمیاہ باب ۳ — ۲۵ و حزقیل باب ۲۳ — ۸ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہی اور وہ کہتے ہیں کہ شاید اِن الفاظ کے معنوں کو اِس قدر وسعت دی جاسکے کہ اُن سے مراد ہو کہ اپنی ما کے پیٹ سے *

۲۲　(بعد اِسکے سب دنوں) اِس لفظ پر ہماری حفاظت حصر رکھتی ہی خدا ہی پر ہمارا توکل ہی اِسلیئے ہمکو اُسی سے دعا مانگنی اور خدا کی تعریف کرنی چاہیئے *

---

† تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۲۹ —
‡ ایضاً —

نواں باب

۱ خدا کا نوح کو برکت دینا ۴ خونخواری اور خونریزی منع کی گئی ۸ خدا کا عہد ۱۳ جسکا نشان دھنک مقرر ہوئی ۱۸ نوح کی اولاد سے دنیا پھر آباد ہونے لگی ۲۰ نوح کا انگورستان بنانا ۲۱ اور نشہ میں اُسکے بیٹے کا بے ادبی کرنا ۲۵ کنعان پر لعنت پہونچنی ۲۶ سام کو برکت دینی ۲۷ یافت کے لیئے دعا مانگنی ۲۹ بعد اسکے وفات پانی —

توریت مقدس

(۱) وَیبَارِخ اَلُوهیم اِت نُوح وِ اِت بَنَاو وَیوُمِر لَهِم پِرو وَرِبو وَمِلا‌ُو اِت هَآرِص *

(۲) وَمُورَاخِم وِ حِتِّخِم یِهیه عَل کُل حَیَّت هَآرِص وِعَل کُل عُوف هَشَّمَیِم بِکُل اَشِر تِرمُس هَاَدَمَه وَبِکُل دِگِی هَیَّم بِیِدخِم نِتَّنُو *

(۳) کُل رِمِس اَشِر هُو حَی لَخِم یِهیِه لِاَخلَه کِیِرِق عِسِب نَتَتِّی لَخِم اِت کُل *

۱ اور برکت دی خدا نے نوح کو اور بیٹوں اُسکے کو اور کہا اُنکو پھلو † اور بڑھو اور بھرو زمین کو —

۲ ‡ اور خوف تمہارا اور ڈر تمہارا ہووے اوپر کل جاندار زمین کے اور اوپر کل پرند آسمانوں کے معہ سب کے جو رینگتے ہیں زمین کو اور معہ کل مچھلیوں دریا کے تمہارے ہاتھوں میں دی گئیں —

۳ § سب رینگنے والے جو وہ جیتے ہیں واسطے تمہارے ہو کھانے کو مانند پتی ‖ گھانس کے دیا میں نے تمکو ¶ سب کو —

---

† باب ۱ — ۲۸ باب ۹ — ۷ و ۱۹ باب ۱۰ — ۳۲ —
‡ باب ۱ — ۲۸ یوشع باب ۲ — ۱۸ استثنا باب ۱۲ و ۱۵ — ۱۴ — ۳ و ۹ و ۱۱ —
§ اعمال باب ۱۰ — ۱۲ و ۱۳ — ‖ باب ۱ — ۲۹ —
¶ رومیان باب ۱۴ — ۱۴ و ۲۰ ۱ کرنتھیان باب ۱۰ — ۲۳ و ۲۶ کلسیان ۲ — ۱۶ اول تموتی ۴ — ۳ و ۴ —

توریت مقدس

(۴) اَخ بَسَر بِنَفشُو دَمُو لُو تُو خیلُو *

(۵) وِاَخ اِت دِمخم لِنَفشُتیخم اِدرش مِیَد کل

حَیَّه اِدرشِنو وُمِیَد هَاَدَم مِیَد اِیش اَحِیو اِدرش اِت نفش

هَادَم *

(۶) شُفخ دَم هَدَم بَادَم دَمُو یِشَفخ کِی بِصلم

اِلُهیم عَسَه اِت هَادَم *

(۷) وِاَتِم پرو وربو شِرصو بَارِص ورِبو بَه *

(۸) وَیومِر الوهِم اِل نُح وِ اِل بنَاو اِتو لِمر *

۴ † لیکن گوشت ساتھ اسکی جان کے کہ خون هی مت کھاؤ —
۵ اور صرف خون تمھارے کو واسطہ جان تمھاری کے طلب کرونگا
ہاتھہ ‡ ہر جاندار سے طلب کرونگا اُسکو اور ہاتھہ § آدمی سے
ہاتھہ مرد اُسکے بھائی || طلب کرونگا جان کو آدمی کی —
۶ ¶ بہانے والا خون آدمی کا بدلے آدمی کے خون اُسکا بہایا
جاویگا کیونکہ * پرچھائیں خدا سے بنایا آدمی کو —
۷ اور تم ‡ پھلو اور بڑھو اور کیھ پھیل کرو زمین پر اور بڑھو
اُس میں —
۸ اور کہا خدا نے نوح کو اور بیٹوں اُسکے کو ساتھہ اُسکے کہتا

---

† احبار ۱۷ — ۱۰ و ۱۱ و ۱۴ باب ۱۹ — ۲۶ استثنا باب ۱۲ — ۲۳ ۱ سموئیل باب ۱۴ — ۳۴
اعمال باب ۱۵ — ۲۰ و ۲۹ —
‡ خروج باب ۲۱ — ۲۸ باب ۴ — ۹ و ۱۰ —
§ زبور ۹ — ۱۲ —
|| اعمال ۱۷ — ۲۶ —
¶ خروج باب ۲۱ — ۱۲ و ۱۴ احبار باب ۲۴ — ۱۷ متی باب ۲۶ — ۵۲
مشاهده باب ۱۳ — ۱۰ —
* باب ۱ — ۲۷ —
‡ آیه ۱ و ۱۹ باب ۱ — ۲۸ —

توریت مقدس

(۹) وَاَنِي هِنِنِي مَقِيم اِت بِرِيتِي اِتّخِم وِ اِت زَرعَخِم اَحَرِيخِم *

(۱۰) وِ اِت کُل نِفِش هَحَيَه اَشِر اِتّخِم بعوف بَبهِمه و بکل حَيَت هارِص اِتّخِم مِکُل يصي هَتِبه لِکُل حَيَت هارِص *

(۱۱) و حقمتي اِت بِريتي اِتّخِم وِ لو يِکّرِت کُل بسر عود مِمّي هَمّبول وِ لو يِهيِه عود مَبّول لِشَحِت هارِص *

(۱۲) وَيومِر اِلوهِيم زوت اوت هَبّرِيت اَشِر اَنِي نُتِن بِيني وَبِينِيخِم وبِين کُل نِفِش حَيَه اَشِر اِتّخِم لِدُرُت عولم *

۹ اور میں دیکھو † قایم کرتا ھوں ‡ عہد کو تم سے اور تمہاري اولاد سے بعد تمہارے —

۱۰ § اور ھر جان جیتي سے جو ساتھہ تمہارے ھي ممہ پرند ممہ چرند اور ممہ سب جاندار زمین کے ساتھہ تمہارے سب نکلنے والے کشتي سے واسطے تمام جاندار زمین کے —

۱۱ اور قایم کیا || میںنے اپنے عہد کو ساتھہ تمہارے کہ نہ منقطع کیا جائیگا سب جسم پھر پاني سے طوفان کے اور نہ ھوگا پھر طوفان واسطے مٹانے اس زمین کے —

۱۲ اور کہا خدا نے یہہ ¶ نشان عہد کا جو میں دیتا ھوں درمیان اپنے اور درمیان تمہارے اور درمیان ھر جان جیتي کے جو ساتھہ تمہارے ھي گردش عالم تک —

† باب ٦ — ۱۸ — ‡ اشعیاہ باب ۵۴ — ۹ — § زبور ۱۴۵ — ۹ —
|| اشعیاہ باب ۵۴ — ۹ — ¶ باب ۱۷ — ۱۱ —

توریت مقدس

(۱۳) إت قشتي نتتي بعنن و هيته لأوت
بريت بيني و بين هارص *

(۱۴) و هيه بعننی عنن عل هارص و نراته
هقشت بعنن *

(۱۵) و زکرتي إت بريتي اشر بيني و بينيکم
و بين کل نفش حيه بکل بشر و لو يهيه عود همیم لمبول
لشحت کل بشر *

(۱۶) و هيته هقشت بعنن و رأيتيه لزکر بريت
عولم بين إلوهيم و بين کل نفش حيه بکل بشر اشر
عل هارص *

۱۳ † قوس اپني کو دیا میں نے بادل میں که هوگي واسطے
نشان عهد کے درمیان میرے اور درمیان زمین کے —
۱۴ اور هوگا وقت جمع کرنے میرے کے بادل کو اوپر زمین کے
اور نظر آویگي قوس بادل میں —
۱۵ ‡ اور یاد کرونگا میں عهد اپنے کو جو هی درمیان میرے
اور درمیان تمهارے اور درمیان سب جان جیتي کے معه هر جسم کے
هی اور نهوگا پهر پاني واسطے طوفان کے واسطے مٹانے سب جسم کے —
۱۶ اور هوگي قوس بادل میں اور دیکهونگا میں اسکو واسطے
§ یاد کرنے عهد دایمي کے درمیان خدا کے اور درمیان هر جان جیتي
کے معه هر جسم کے جو هی اوپر اس زمین کے —

† مشاهده باب ۴ — ۳ —
‡ خروج باب ۲۸ — ۱۱　　احبار باب ۲۶ — ۴۲ و ۴۵　　حزقیل باب ۱۶ — ۶۰ —
§ باب ۱۷ — ۱۳ و ۱۹ —

توریت مقدس

(۲۲) وَیَرْ حَم اَبِی کِنَعَن اِت عِروَت آبِیو وَیَگّد لِشْنِی اِحاو بَحوص *

(۲۳) وَیِقّح شِم وَیِفِت اِت هَسِّمْلَه وَیَسِیمو عَل شِخِم شْنِیهِم وَیِلْخو اَحْرَنِیت وَیِخَسّو اِت عِروَت اَبِیهِم وُفِنِیهِم اَحرَنِیت وَعِروَت اَبِیهِم لو رَاو *

(۲۴) وَیِّقِص نَح مِیِّینو وَیِدَع اِت اَشِر عَسَه لو بِنو هَقّطِن *

(۲۵) وَیومِر آرُور کنَعَن عِبِد عَبَدِیم یِهیِه لِاحاِیو *

۲۲ اور دیکھا حام باپ کنعان نے ستر اپنے باپ کو اور خبر دی دونوں بھائی اپنے کو باہر —

۲۳ † اور لیا سام اور یافث نے چادر کو اور رکھا اُنہوں نے اوپر کندھے کے دونوں نے اور چلے وہ اُلٹے اور ڈھانپا دیا ستر باپ اپنے کو اور منہ اُنکا پیچھے تھا اور ستر باپ اپنے کا نہ دیکھا اُنہوں نے —

۲۴ اور ہوش میں ہوا نوح شراب اپنی سے اور جانا جو کچھ کیا واسطے اُسکے بیٹے اُسکے چھوٹے نے —

۲۵ اور کہا ‡ ملعون ہو کنعان § غلام غلاموں کا ہوویگا اپنے بھائیوں کا —

---

† خروج باب ۲۰ — ۱۲ کلسیان باب ۹ — ۱ —

‡ استثنا باب ۲۷ — ۱۶ یوشع باب ۹ — ۲۳ ۱ سلاطین باب ۹ — ۲۰ و ۲۱ —

§ زبور ۱۴۳ — ۱۵ عبریان باب ۱۱ — ۱۶ —

توریت مقدس

(۲۶) وَیُومِر بَرُوخ یہوَہ اِلُوہِی شِم وِیہِی کِنَعَن عِبِد لَمُو *

(۲۷) یَفت اِلُوہِیم لِیِفِت وِیشکُن بِاَہلِی شِم وِیہِی کِنَعَن عِبِد لَمُو *

(۲۸) وَیحِی نُوح اَحَر ہَمَبُول سِلوش مِاُوت شَنَہ وِحَمِشِیم شَنَہ *

(۲۹) وَیہِی کُل یِمِی نُوح تِشَع مِاُوت شَنَہ وَحَمِشِیم شَنَہ وَیَمُت *

۲۶ اور کہا مبارک † اللہ معبود سِم کا اور ہو کنعان غلام اُسکا —

۲۷ بڑھاویگا خدا یافث کو اور رہیگا خیمہ میں سم کے اور ہوگا کنعان غلام اُسکا —

۲۸ اور زندہ رہا نوح بعد طوفان کے تین سو برس اور پچاس برس —

۲۹ اور تھے کل ایام نوح کے نو سو برس اور پچاس برس پھر مرگیا —

تفسیر

۳ (واسطے تمہارے ہو کھانے کو) اِس مقام سے یہہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ طوفان سے پہلے اِنسان کو گوشت کھانے کی اِجازت نہ تھی اب اِجازت ہوئی کیونکہ ہم اوپر کے بابوں میں پڑہ آئے ہیں کہ جب حضرت نوح کشتی میں گئے تو اُنکو حکم ہوا کہ پاک اور ناپاک جانوروں کو بھی کشتی میں رکھہ لو اور کتاب اقدس کے محاورہ میں پاک جانوروں کا اطلاق

---

† افسیان باب ۲ = ۱۳ و ۱۴ باب ۳ = ۶ =

حلال جانوروں پر اور ناپاک کا اطلاق حرام جانوروں پر ہوتا ہی اِس سے ثابت ہوتا ہی کہ پہلے سے حلال جانوروں کا گوشت کھانے کی اجازت تھی *

۵ - (ہاتھہ ہر جاندار ہے) بشپ پیٹرک † صاحب فرماتے ہیں کہ اِس سے یہہ مراد ہی کہ " کوئی حیوان جو انسان کو قتل کرے وہ بھی قتل کیا جاوے نہ اِس وجہہ سے کہ گویا حیوان ملزم ٹھہرے اِسبات کی کہ اُنہوں نے اِنسان کو قتل کیا کیونکہ بھلائی برائی کرنے کی اُنکو قابلیت نہیں ہی بلکہ ایسا حکم بلحاظ اِنسانوں کے ہوا جنکے استعمال کے لیئے حیوان پیدا کیئے گئے تھے چنانچہ اول ایسے مالک جو ایسے نقصان کے بار رکھنے میں ہوشیار نہ تھے اُنکو اِس حکم کی رو سے سزا دی جاتی تھی دوسرے سزا پانے والوں کے نمونہ سے دوسروں کو ہوشیار رہنے کی عبرت ہوتی تھی تیسرے یہہ کہ خدا نے اِس حکم سے اِنسانوں کو یہہ فہمایش کیا کہ قتل بہت بڑا گناہ ہی جسکی سزا سے حیوان بھی بری نہیں ہیں چوتھے یہہ کہ اِس کے سبب سے اِنسانوں کی جانیں ایسے حیوانوں کے قتل سے بہت محفوظ ہوئیں جو نہیں تو ویسے ہی نقصان پھر پہونچاتے *

۱۲ (اور ہوگی قوس بادل میں) اِس ورس پر اور اُن ورسوں پر جو اوپر گذرے اور جن میں قوس قزح کو ایک نشان عہد کا کہا ہی بعضے لوگ یہہ شبہہ کرتے ہیں کہ قوس قزح پیدا ہوتی ہی آفتاب کی شعاع سے جو پڑتی ہی مرطوب اجزاء ہوائی یا مہین مہین مینہہ کی بوندیوں پر چنانچہ ہم اُسکو ہر وقت ایسی حالت پیدا کرکے دیکھہ سکتے ہیں پھر اُسکو یہہ کہنا کہ میں نے جو عہد کیا ہی کہ پھر ایسا طوفان نہ لاؤنگا اُسکا یہہ نشان ہی تاکہ اُسکو دیکھہ کر میں اپنا عہد یاد کروں کیا معنی رکھتا ہی **

مگر یہہ ایک بیہودہ گفتگو ہی ان ورسوں میں طرز کلام کتاب اقدس کا اِنسان کی تسلی اور دلجوئی کے طور پر واقع ہوا ہی جو اِنسان کہ طوفان کے صدمہ سے بچے تھے اور جو ابھی دہشت ناک طوفان کی موجیں دیکھہ چکے تھے اور جن کی آنکھوں کے سامنے بے اِنتہا مخلوق چرند و پرند اور انسان کہ پانی میں غوطہ کھا کھا کر اور وا ویلا مچاکر توب چکے تھے کسی طرح اُنکے دل سے دفعتاً اُس واقعہ کی جسکو قیامت کہنا چاہیئے دہشت نہیں جاسکتی تھی اور اُسکے اثر نے کسی طرح اُنکو اس قابل نہیں رکھا تھا کہ اُسکو بھلا کر کسی قسم کے کار و بار میں مصروف ہوں اِسلیئے خدا نے اُنسے گفتگو کرنے میں اور اُنکو تسلی دینے کے لیئے یہہ طرز کلام اختیار کیا کہ میں تم سے عہد کرتا ہوں کہ پھر میں ایسا طوفان نہیں لانے کا مینہہ کے کھلنے کے وقت جو ایک ظہور قوانین قدرت کے بموجب ہوتا ہی اور جسکو اِنسان بھی دیکھہ سکتے ہیں اُسکو اُس عہد کا نشان بتایا اور موافق طرز کلام انسانوں کے گفتگو کی کہ

---

† تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۲۹—

میں اُسکو دیکھکر اپنا عہد یاد کرونگا تاکہ جب معمولی طور پر موافق برسنے شروع ہوں تو قوس کو دیکھہ کر اِنسان تسلی پاویں اور جان لیں کہ خدا کے عہد کی کمان نکلی جو طوفان نہ لائیگا عہد ہے پس یہہ قوس خدا کے رحم اور فضل کی مشہور علامت اور ہمارے عقیدہ کی مضبوطی اور خدا پر مستحکم توکل کرنے کی نشانی ہے ۔ اس لیئے ہمکو چاہیئے کہ جب ہم اُسکو دیکھیں خدا کی تعریف کریں کہ کیا اچھی روشن ہے اور کیا خوبصورت بنائی ہے کیا شاندار دایرہ سے آسمان کو گھیرتی ہے نہایت بڑے اور زبردست ہاتھوں نے اُسکو جھکایا ہے *

۱۹ (بھر گئی تمام وہ زمین) اس میں کچھہ شک نہیں کہ ہم قوانین قدرت سے اِس بات کا یقین کرسکتے ہیں کہ دنیا میں تمام اِنسان ایک ہی نسل سے نکلے ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ تمام حیوانات جو خاص ملکوں گرم و سرد کے رہنے والے ہیں وہ سب اپنے ساتھہ ایک ایسی قدرتی پوشاک رکھتے ہیں جو اُس ملک کے مناسب ہے اور جس سے وہ سرد ملکوں کی سردی کو دور کرسکتے ہیں اور گرم ملکوں کی گرمی سے بچ سکتے ہیں اور ان وسیلوں سے اپنی باسآیش بسر کرتے ہیں مگر برخلاف اسکے ہم انسان کو دیکھتے ہیں کہ ننگا پیدا ہوا ہے اور کوئی خلقی سامان گرمی سردی سے بچنے کا اپنے پاس نہیں رکھتا مگر البتہ اُسکے لیئے ایسے وسیلے پیدا کیئے ہیں جنکے سبب بقدر حاجت کے گرمی سردی حاصل کرسکتا ہے پس یہہ دلیل اس بات کی ہے کہ کوئی اِنسان کسی خاص ملک کے لیئے پیدا نہیں ہوا بلکہ اُس قادر مطلق کا یہہ منشا تھا کہ ایک حیوان ایسا پیدا کیا جاوے جسکی نسل تمام گرم سرد ملکوں میں آباد ہو اور بلحاظ ہر ملک کے وہ خود سامان گرمی و سردی کا بہم پہونچا لیا کرے پس کچھہ شک نہیں کہ وہ عام اِنسان ایک ہی نسل سے اور ایک ہی دادا کے پوتے ہیں *

ڈاکٹر † ہاتز صاحب اِنسان کی ایک ہی نسل کی تمام دنیا میں آباد ہونے کی تصویر جغرافیہ کے بموجب ہمکو اِس طرح پر دکھاتے ہیں کہ " ایشیا اور امریکا کے دو بر اعظم اگرچہ بسبب پاسفک یا مشرقی بحر کے جنوبی سروں پر ایک دوسرے سے بہت فاصلہ رکھتے ہیں مگر اب شمال کی طرف ہے وہ ایک دوسرے سے صرف اُنتالیس میل کے فاصلہ پر بجائے دو ہزار چار سو میل کے جیسا کہ پہلے خیال کیا جاتا تھا اب قریب دریافت ہوئے اور اِس تنگ آبنائے میں بہت سے جزیرے بھی مثل راس دیرنگ وغیرہ کے واقع ہیں کپتان کوک صاحب کی زمین کے گرد سفر کرنے میں جو بہت سے فائدے حاصل ہوئے اُن میں سے مذہب کو یہہ ایک مقدم فائدہ ہوا کہ کافروں کا یہہ بڑا عزیز اعتراض کہ ایک آدمی سے تمام دنیا

† تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۳۱ ―

کیونکر آباد ہوئی تہیں گیا سماہی امریکہ میں ایشیا کے مقابل کے کناروں سے باشندے بآسانی پہونچ گئے ہونگے اور جنوبی امریکہ میں بوسیلہ اُس بڑے سلسلہ حال کے دریافت کئے ہوئے گرم جزیروں کے جو درمیان ان دو بڑے بر اعظم کے پہیلے ہوئے ہیں ایشیا کے لوگوں سے سلسلہ وار آباد ہوئے ہونگے اور امریکہ کا مشرقی جانب سے آباد ہونا بوسیلہ اُن کشتیوں کے خیال کیا جاوے جنکو طوفان اور ریلوں اور مخالف ہواؤں نے یورپ اور افریقہ کے کناروں سے کہینچ لیجاکر وہاں پہونچا دیا ہو زبانوں اور مذہب اور اطوار اور رسومات کی بہت سی مبہم باتوں میں مشابہت کا ہونا بلاشبہ اس بات کی گواہی دیتا ہی کہ تمام انسان ایک ہی مربی سے نکلے ہیں *

† بعنہ چیزیں حکما مختلف ملکوں میں انسان کی جنسوں کے اختلافات سے جو بلحاظ رنگ قد صورت اور مزاج وغیرہ کے ہیں اس حقیقت کو کہ تمام جنسیں انسان کی ایک ذخیرہ سے نکلی ہیں ثابت کرنے میں بڑے پریشان ہوتے ہیں باوجود اِسکے کہ ہم قدرت کے بہیدوں اور خدا تعالی کے طریقوں کے دریافت کرنے میں کیسے ہی ناقابل ہوں تب بھی از روے آب و ہوا اور مخصوص حالتوں ہوا پانی اور خوراک اور رسومات وغیرہ کے جنکے سبب سے باشندوں کی بناوٹ اور رنگوں میں زمانہ کے گذرنے پر بہت سی تبدیلی ہوجاتی ہی ان ظاہری اختلافات کا حسب دلخواہ جواب دے سکتے ہیں مثلا اگر کتوں کو سرد طبقہ میں لیجاویں تو وہاں پر وہ جھبرے ہوجاویں اور اگر بھیڑوں کو گرم طبقہ میں لیجاویں تب اُنکی اُون بال ہوجاویگی تو انسان کی جنسیں رفتہ رفتہ آب و ہوا کے اثر سے کیونکر محفوظ رہ سکتی ہیں *

انسان اگرچہ یورپ میں سفید اور افریقہ میں سیاہ اور ایشیا میں زرد اور امریکہ میں سرخ ہیں لیکن حیوان واحد ہیں صرف آب و ہوا کے سبب سے اُن میں بہت ظاہری تبدیلیاں ہیں جہاں کہیں گرمی سخت ہوتی ہی جیسی کہ گنی اور سینگل میں تو وہاں کے بالکل سیاہ ہوتے ہیں اور جہاں کہیں کہ اُسکی شدت کم ہی جیسی کہ ابیسینیہ میں تو وہاں کے آدمی کم کالے ہوتے ہیں اور جہاں کہیں وہ معتدل ہی جیسی باربری اور عرب میں وہاں پر لوگ بھورے ہوتے ہیں اور جہاں کہیں وہ بہت کم ہی جیسی کہ یورپ اور نیچے کے حصہ ایشیا میں وہاں پر سفید ہوتے ہیں *

ڈاکٹر شا صاحب نے اپنے باربری کے سفروں میں آرس کے پہاڑوں پر جو الجزایرز کے جنوب میں ہیں ایک ایسی قوم دیکھی جو افریقہ کے مسلمانوں سے نسل میں مختلف ہیں اُنکا رنگ خاکی تو ہرگز نہیں لیکن سفیدی اور سرخی مائل ہی اور اُنکے بال بجاے

---

† تفسیر ڈائیولی جلد ۱ صفحہ ۲۴ —

ایسے سیاہ ہوئے کہ جیسے کہ افریقہ کے مسلمانوں کے ہیں بہت زرد ہیں ڈاکٹر شا صاحب خیال کرتے ہیں کہ یہہ واندل قوم کا ایک بقیہ ہی اور غالباً اُنکا رنگ اُنکی بلند پہاڑی مقام کے سبب سے ویساہی رہا جیسا کہ ارمینیا کے باشندوں کا مغربی ایشیا میں اور کشمیر کے باشندوں کا مشرقی ایشیا میں صاف ہی بسبب اِس بات کے کہ ان دونوں مقاموں میں زمین بہت بلند ہی جسکے باعث سے آب و ہوا کا مزاج معتدل ہی *

برخلاف اِسکے بستی یہودیوں کی جو مقام کوچین میں کنارہ ملبار پر بہت مدت ہوئی کہ جسکی اُنکو یادداشت جاتی رہی آکر بسے اگرچہ وہ اصل میں فلسطین کے خوبصورت لوگ تھے اور اُنہوں نے اپنی رسومات کو اب تک خالص رکھا ہی لیکن ایسے کالے ہوگئے ہیں جیسےکہ ملبار والے ہیں جو گنی کے حبشیوں سے سیاہی میں ایک ذرہ بھی کم نہیں ہیں اور لنکا میں پورچگل والے جو صرف چند صدیاں گذریں کہ وہاں آکر بسے اپنی حالت اصلی سے زوال پذیر ہوکر وہاں کے باشندوں سے بھی زیادہ کالے ہوگئے شمار میں یہہ لوگ قریب پانچ ہزار کے ہیں اور اب بھی زبان پورچگل بولتے ہیں اور یورپ کی پوشاک پہنتے ہیں اور رومی گرجا کے مذہب کا اِقرار کرتے ہیں *

با این ہمہ ڈاکٹر ہیلز صاحب یہہ بھی کہتے ہیں کہ اِنسانوں میں آب و ہوا اور رسومات کے اثر کے عام نتیجوں کے علاوہ اور بھی اختلافات موجود ہیں جنکو شاید نا معلوم سببوں سے منسوب کرنا چاہیئے جنکا دریافت کرنا اِنسان کی دانائی کے فخر کو عاجز کرتا ہی اور بہر حال جنکو خدا کے علم اور رضا پر چھوڑنا چاہیئے اور جنکو اُسکی اُس دانائی اور قدرت کے ناقابل تلاش خزانوں میں جو اُسکے کاموں میں مختلف بھی ایسے ہیں جیسے کہ ترتیب میں جمع کرنا چاہیئے *

بہر حال ہمکو اِس بات پر یقین کرنے کی کہ تمام انسان ایک شخص کی اولاد ہیں بہت سی وجوہات ہیں گو بعضے ایسے اختلاف ہوں جنکی وجہہ ہم نہ دریافت کر سکیں مگر جس بات پر کہ میں بحث کرتا ہوں وہ یہہ ہی کہ وہ شخص جسکی اولاد تمام انسان ہیں کون ہی آدم یا نوح تمام یہودی عالم اور تمام عیسائی عالم اور اکثر مسلمان عالم اِسبات کے قایل ہیں کہ تمام اِنسان حضرت نوح کی اولاد ہیں مگر جبکہ میں اِسبات کا قایل ہوں کہ طوفان تمام دنیا میں نہیں آیا تو مجھکو ضرور اِسبات سے اِنکار کرنا پڑیگا اور یہہ کہنا ہوگا کہ تمام اِنسان حضرت آدم کی اولاد ہیں اور اگر اور لوگ بھی تمام اِنسانوں کو حضرت آدم کی اولاد مان لیں تو کسیقدر آسان ہو جاتی ہیں وہ مشکلیں جو بسبب بعض ایسے اختلافوں کے جنکی وجہہ ہمکو بخوبی دریافت نہیں ہی اِنسان کو ایک ہی شخص کی اولاد قرار دینے میں پڑ رہی ہیں *

۲۲　(حام باپ کنعان نے) حام کی اولاد کنعان کے سوا اور بھی تھی جیسا کہ باب ۱۰ — ۶ سے پایا جاتا ھی مگر اِس مقام پر کنعان کا خاص ذکر اِسواسطے کیاگیا کہ وہ ایک بد بخت نسل کا سردار تھا *

۲۵　(اور کہا ملعون ھو کنعان) جو لوگ کہ اِس ورس کو ایک جملہ بددعائیہ سمجھتے ھیں اُنکو اس ورس کی تفسیر بیان کرنے میں سخت مشکل پیش آویگی کیونکہ بے ادبی حضرت نوح سے حام نے کی تھی پھر باپ کی بے ادبی کے سبب اولاد کو ملعون کرنے کی کیا وجہہ اور اگر اولاد ملعون بھی کیجاوے تو سوائے کنعان کے حام کے اور بھی بیٹے تھے پھر خاص کنعان کو ملعون کرنے کی کیا وجہہ *

علماء یہود نے جو اِسکی وجہہ لکھی ھی اُس سے نا واقف رھنا اُسکے واقف ھونے سے بہتر ھی اور میں واقف نہیں ھوا کہ عیسائی عالم اِسکی کیا وجہہ بیان کرینگے مگر میں اِس ورس کو جملہ بد دعائیہ قرار نہیں دیتا جیسا کہ متن کے ترجمہ سے ظاھر ھی بلکہ یہہ ایک پیشین گوئی ھی ایک واقعہ کی جو ھونے والا تھا کنعان کی اولاد پر *

ھم بطور ایک نیچر کے یہہ بات دیکھتے ھیں کہ اچھوں کی اولاد بری ھوتی ھی اور بروں کی اولاد اچھی بھی ھوتی ھی اور اسی طرح ھم یہہ بھی دیکھتے ھیں کہ باپ کی بد خصلت کبھی اُسکی تمام اولاد میں اثر رکھتی ھی اور کبھی ایسا ھوتا ھی کہ وہ اثر اُسکی کسی اولاد میں پایا جاتا ھی اور کسی اولاد میں نہیں پایا جاتا ھی حام سے جو یہہ ایک بے ادبی اپنے باپ کی نسبت ھوئی وہ صاف دلیل تھی بدبختی اور بدطینتی کی جسکے سبب اندیشہ تھا کہ اُسکی تمام اولاد ایسی ھی بدطینت اور بد خصلت ھوگی جو کبھی بار ور اور برخوردار نہیں ھوسکتی حضرت نوح نے خدا کے الہام سے بتا دیا کہ بدطینتی اور بد بختی حام کی کسی اولاد میں نہیں ھی مگر کنعان میں جسکا نتیجہ ھی غلام اور تابعدار ھونا اپنے بھائیونکا اِسلیئے کنعان کی نسبت کہا کہ وہ غلام کا غلام ھوگا اپنے بھائیونکا اور نیک خصلت جو سام اور یافث سے ظاھر ھوئی تھی اُسکا جو نیک نتیجہ اُنکو ھونے والا تھا وہ اُنکے حق میں بیان کیا پس یہہ نہ سمجھنا چاھیئے کہ حام کی بےادبی کے سبب حضرت نوح نے کنعان کو بد دعا دی *

۲۶ و ۲۷　اِن دونوں ورسوں میں جو پیشین گوئی ھی اُسکے واقع ھونے کی تفصیل † بشپ نیوٹن صاحب اِسطرح پر بیان کرتےھیں کہ وہ لفظ جسکا بھائیوں ترجمہ کیا گیا ھی عبری میں اُسکے معنی زیادہ دور کے رشتہ داروں کے ھیں کنعان کی اولاد سام اور یافث دونوں کی اولاد کے تابع ھونے والی تھی سوا اِسکے قدرتی نتیجہ گروھونکی برائی کا اِسیطرح سے ھی جیسیکہ تنہا شخص کی برائی کا غلامی ھی *

---

† تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۳۱ *

بہت سی † صدیوں یعنی آٹھ سو برس بعد اِس پیشین گوئی کے بنی اِسرائیل نے جو سِم کی اولاد تھے زیر حکومت یوشع کے کنعان والوں پر حملہ کیا اور بہت سے باشندوں کو قتل کیا اور بنی گبعون اور اوروں کو غلام اور خراج گذار کیا اور سلیمان نے بعد ازاں باقیوں کو مطیع کیا ۔

یونانیوں اور رومیوں نے بھی جو اولاد یافث کی تھے نہ صرف سوریا اور فلسطین کو مغلوب کیا بلکہ کنعان والوں میں سے ایسے ایسوں کا تعاقب کرکے اُنکو فتح کیا جو کہیں کہیں باقی رہ گئے تھے مثلاً تائیر والے اور کارتھیج والے جن میں سے پہلوں کو سکندر اور یونانیوں نے اور پچھلوں کو سپیو اور رومیوں نے تباہ کیا اور اُس وقت سے ہمیشہ بدبختی بقیہ اِس قوم کا غیروں کا غلام رہا ہی اول مسلمانوں کا جو سام سے نکلے ہیں اور بعد ازاں ترکستان والوں کا جو یافث سے نکلے ہیں اور اُنکے زیر حکم آجتک وہ تباہی پھرتے ہیں ۔

† ۲ تواریخ ۸ — ۷ لغایت ۹ ء

دسواں باب

۱ نوح کا نسب نامہ ۲ یافث کے بیٹے ۶ حام کے بیٹے ۸ نمرود کا پہلا بادشاہ ہونا ۲۱ سام کے بیٹے —

توریت مقدس

(۱) وِ اِلّہ تولِدوت بِنی نُوح شِم حَم و یَفِت وَیِوّلِدو لَہِم بَنِیم آحِر ہَمَّبول ●

(۲) بِنِی یَفِت گُمِر وُمَگوگ وُمَدَی وِیاوَن وِتُوبَل وُمِشِخ وِتِیرَس ●

(۳) وُبِنِی گُمِر اَشکِنَز وِرِیفَت وِتُگَرمَہ ●

(۴) وُبِنِی یاوَن اِلیشَہ وِترشِیش کِتّیم وِدُدَنِیم ●

(۵) مِالّہ نِفرِدو اِیّی ہَگّویِم بَارصُتَام اِیش لِلشُنو لِمِشپِحُتَم بِگویِہِم ●

۱ یہہ ہیں جنم پتری اولاد نوح کا شیم حام اور یافث اور پیدا ہوئے انکے † انکے بعد طوفان کے —

۲ بیٹے ‡ یافث کے گومر اور ماجوج اور مادائی اور یاوان اور توبال اور میشخ اور تیراس —

۳ اور بیٹے گومر کے اشکناز اور ریفت اور توجرما —

۴ اور بیٹے یاوان کے † الیشا اور ترشیش کتیم اور دودانیم § —

۵ ان سے جدا ہوئے ‖ جزیرے قوموں کے ملکوں میں انکے ہر شخص موافق زبان اسکی کے موافق قبایل انکی کے بیچ قوموں انکی کے —

---

† باب ۹ — ۱ و ۷ و ۱۹ —

‡ ۱ تاریخ باب ۱ — ۵ وغیرہ —

§ رودانیم مطابق بعض ترجموں کے —

‖ زبور ۷۲ — ۱۰ یرمیاہ باب ۲ — ۱۰ — باب ۲۵ — ۲۲ صفنیاہ باب ۲ — ۱۱ —

توریت مقدس

(۶) وبنی حام کوش و مصرایم و فوط و کنعن *

(۷) و بنی کوش سبا و حویلہ و سبتہ و رعمہ و سبتکا و بنی رعمہ شبا و ددن *

(۸) و کوش یلد ات نمرد ہو ہحل لہیوت گبر بآرص *

(۹) ہو ہیہ گبر صید لفنی یہوہ عل کن یآمر کنمرد گبر صید لفنی یہوہ *

(۱۰) و تہی ریشیت مملکتو ببل و ارخ و اکد و کلنہ بارص شنعر *

۶ † اور بیٹے حام کے کوش اور مصریم اور فوط اور کنعان ہے —

۷ اور بیٹے کوش کے سبا اور حویلاہ اور سبتاہ اور رعماہ اور سبتکا اور بیٹے رعماہ کے شبا اور ددان —

۸ اور کوش کے پیدا ہوا نمرود اُس نے شروع کیا ہونا جبار کو ملک میں —

۹ وہ تھا جبار ‡ شکاری روبرو § اللہ کے اسلیئے کہا جاتا ہی مثل نمرود کے جبار شکاری روبرو اللہ کے —

۱۰ ‖ اور تھی ابتدا مملکت اُسکی ¶ بابل اور ارخ اور اکد اور کلنہ بیچ ملک شنعار کے —

---

† ۱ تواریخ باب ۱ — ۸ وغیرہ —

‡ یرمیاہ باب ۱۶ — ۱۶ میکاہ باب ۷ — ۲ —

§ باب ۹ — ۱۱ —

‖ میکاہ باب ۵ — ۶ —

¶ بابلی بموجب ترجمہ یونانی —

توریت مقدس

(۱۱) مِن هَآرِص هَهُو يَصَا اَشُّور وَيِّبِن اِت نِينوِه وِ اِت رِحُبُت عِير وِ اِت كَلَح *

(۱۲) وِ اِت رِسِن بِين نِينوِه وُبِين كَلَح هُو هَعِير هَگِّدُلَه *

(۱۳) وُ مِصرَيِم يَلَد اِت لُودِيم وِ اِت عَنَميم وِ اِت لِهَبِيم وِ اِت نَفتُوحِيم *

(۱۴) وِ اِت پَترُسِيم وِ اِت كَسلُوحِيم آشِر يَصاُو مِشَّم پِلِشتِيم وِ اِت كَفتُورِيم *

(۱۵) وُ كِنَعَن يَلَد اِت صِيدُون بِكُرُو وِ اِت حِت *

(۱۶) وِ اِت هَيِبُوسِي وِ اِت هَاِمُرِي وِ اِت هَگِّر گَاشِي *

۱۱ اِس زمین سے نکلا † اشور کو اور بنایا نینوہ کو اور رحوبوت کے ‡ شہر کو اور کالح کو —

۱۲ اور رسن کو درمیان نینوہ اور درمیان کالح کے وہ شہر بڑا ہی —

۱۳ اور مصریم نے پیدا کیا لودیم کو اور عنمیم کو اور لہابیم کو اور نفتوحیم کو —

۱۴ اور پتروسیم کو اور کسلوحیم کو وہ جگہہ نکلی § جہاں سے فلسطیم اور کفتوریم کو —

۱۵ اور کنعان نے پیدا کیا صیدون پہلونٹہہ اپنے کو اور حیت کو —

۱۶ اور یبوسی کو اور اموری کو اور گرگاشی کو —

---

† بموجب دیگر ترجموں کے ایسریا کو گیا —

‡ بموجب دیگر ترجموں کے شہر کے بازاروں کو —

§ ا تواریخ باب ۱ — ۱۲ —

توریت مقدس

(۱۷) وِاِت هَحِوِّي وِاِت هَعَرْقِي وِاِت هَسِّينِي *

(۱۸) وِاِت هَارْوَدِي وِاِت هَصِّمَرِي وِاِت هَحَمَاتِي وِاَحَر نَفُصُو مِشْفِحُوت هَكَنَعَنِي *

(۱۹) وَيِهِي گِبُول هَكَنَعَنِي مِصِيدُون بَاخَه گِرَرَه عَد عَزَه بَاخَه سِدُمَه وِعَمُرَه وِاَدْمَه وُصِبُيِم عَد لَشَع *

(۲۰) اِلَّه بِنِي حَم لِمِشْفِحُتَم لِلِشُنُتَم بِاَرِصُتَم بِگُويِهِم *

(۲۱) وُلِشِم يُلَّد گَم هُو اَبِي كُل بِنِي عِيبِر اَحِي يِفِت هَگَدُول *

(۲۲) بِنِي شِم عِيلَام وِاَشُور وِاَرْپَخْشَد وِلُود وِاَرَام *

۱۷ اور حوي کو اور عرقي کو اور سيني کو —

۱۸ اور ارواني کو اور صماري کو اور حماتي کو اور پيچھے پهيل گئي قبايل کنعاني —

۱۹ † اور تهي حد کنعاني کي صيدون سے پهونچتي هوئي گراراه عزاه تک پهونچتي هوئي سدومه اور عموراه اور ادماه اور صوبيم لاشع تک —

۲۰ يهه هيں بيٹے حام کے موافق قبايل اُنکے کے اور موافق زبانوں اُنکي کے ملکوں ميں اُنکي قوموں ميں —

۲۱ اور شيم کے پيدا هوئے وه بهي باپ سب بني عيبر کا بهائي يافث بڑے کا —

۲۲ بيٹے ‡ شيم کے عيلام اور اشور اور ارفکشد اور لوه اور آرام —

† باب ۱۳ — ۱۲ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷ باب ۱۵ — ۱۸ لغايت ۲۱ اعداد باب ۳۴ — ۲ — لغايت ۱۲ يوشع باب ۱۲ — ۷ و ۸ —

‡ تاريخ باب ۱۱ — ۱۷ وغيره —

توریت مقدس

(۲۳) وبنی ارم عوص وحول وگثر ومش *

(۲۴) وارفکشد یلد ات شلح وشلح یلد ات عبر *

(۲۵) ولعبر یلد شني بنیم شم هاحد پلگ کي بیمیو نفلگه هارص وشم احیو یقطن *

(۲۶) ویقطن یلد ات الموداد وات شالف وات حضرموت وات یرح *

(۲۷) وات هدورم وات اوزل وات دقله *

(۲۸) وات عوبل وات ابیمال وات شبا *

(۲۹) وات اوفر وات حویله وات یوبب کل اله بني یقطن *

۲۳ اور بیٹے آرام کے عوص اور حول اور قثر اور مش —

۲۴ اور ارفکشد نے پیدا کیا † شلح کو اور شلح نے پیدا کیا عیبر کو —

۲۵ ‡ اور عیبر کے پیدا ہوئے دو بیٹے نام ایک کا § فلغ کیونکہ ایام میں اُسکے بٹ گئي زمین اور نام اُسکے بھائي کا یقطان —

۲۶ اور یقطان نے پیدا کیا الموداد کو اور شالف کو اور حضر ماوت کو اور یرح کو —

۲۷ اور هدورام کو اور اوزال کو اور دقلاہ کو —

۲۸ اور عوبال کو اور ابیماائل کو اور شبا کو —

۲۹ اور اوفیر کو اور حویلا کو اور یوباب کو سب یہہ ہیں بیٹے یقطان کے —

---

† باب ۱۱ — ۱۲ —

‡ ۱ تاریخ باب ۱ — ۱۹ —   § (یعني قسمت) —

توریت مقدس

(۳۰) وَیְהִי מוֹשָׁבָם מִמֵּשָׁא בֹּאֲכָה סְפָרָה הַר הַקֶּדֶם *

(۳۱) אֵלֶּה בְנֵי שֵׁם לְמִשְׁפְּחֹתָם לִלְשֹׁנֹתָם בְּאַרְצֹתָם לְגוֹיֵהֶם *

(۳۲) אֵלֶּה מִשְׁפְּחֹת בְּנֵי נֹחַ לְתוֹלְדֹתָם בְּגוֹיֵהֶם
וּמֵאֵלֶּה נִפְרְדוּ הַגּוֹיִם בָּאָרֶץ אַחַר הַמַּבּוּל *

۳۰ اور تھا اُنکا مقام میشاہ سے پہونچتے ہوئے سفارہ کوہ شرقی کو —

۳۱ یہہ ہیں بیٹے شیم کے موافق قبایل اُنکے موافق زبانوں اُنکی کے ملکوں اُنکے میں موافق قوموں اُنکی کے —

۳۲ † یہہ ہیں قبائل بنی نوح کے موافق جنم پترہ اُنکے کے قوموں اُنکی میں اور ‡ اُن سے جدی جدی ہوئیں قومیں ملک میں بعد طوفان کے —

تفسیر

۱ (یہہ ہی جنم پترہ) جو لوگ تمام دنیا کو صرف اولاد نوح سے بسا ہوا سمجھتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ سام کی اولاد کے حصہ میں درمیان کا حصہ زمین کا آیا یعنی فلسطین سریا اور ایسریا اور سیمریا (جو بیبلن کے ایک قصبہ کا نام ہی اور جسکو کالدی والونکا عراق کہتے ہیں) اور بابل اور ایران حجاز یا عرب اور اولاد حام کو یمان ادومیا § اور افریقہ اور نائی گرشیا اور مصر اور نیوبیا اور ابتھوپیا اور سندھیا اور ہندوستان واقع کنارھاے سندہ (یا مغربی اور مشرقی ہندوستان) اور اولاد یافث کو گاردیہ اور اسپین اور فرانس اور یونان اور سکلیونیا یعنی روس اور بلگریا اور ترکستان اور آرمینیہ *

۵ (جزیرے) || مسٹر سوق صاحب کہتے ہیں کہ یہودی جزیرہ کے لفظ کا ¶ اپنے اُن تمام ملکوں پر اِستعمال کرتے ہیں جو بسبب سمندر کے اُنکے ملک سے علنحدہ ہوگئے ہیں یا عموماً اِس لفظ جزیرہ کا ایک * مقام ولایت یا صوبہ کے واسطے اِستعمال ہوسکتا ہی *

---

† آیت ۱ — ‡ باب ۹ — ۱۹ —

§ یرمیاہ ۴۹ — ۷ — || تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۳۳ —

¶ اشعیاہ ۱۱ — ۱۰ , ۱۱ — ۲۰ — ۱۵ یرمیاہ ۲ — ۱۰ —

* ایوب ۲۲ — ۳۰ اشعیاہ ۲۰ — ۲ —

۸ (نمرود) معلوم ہوتا ہی کہ اُنکے زمانہ میں یہہ دستور تھا کہ جو خاندان میں بڑا ہوتا تھا وہی اپنے خاندان پر مربیانہ حکومت رکھتا تھا مگر اِس شخص نے مربیانہ حکومت کو توڑ ڈالا اور بادشاہانہ حکومت کی بنیاد ڈالی *

۱۱ (اِس زمین سے نکلا) یعنی نمرود اُن ملکوں سے نکلا اور اشور سے لڑنے کو گیا جسکو ایسیریا کہتے ہیں جو سام کی اولاد سے علاقہ رکھتا تھا مگر اُسپر کُش کے اِس بیٹے نے قبضہ کرلیا تھا *

(نینوہ) بشپ پیٹرک صاحب کہتے ہیں کہ نمرود نے اِس شہر کا نام اپنے بیٹے نینوس کے نام پر رکھا تھا *

۲۱ (باپ سب بنی عیبر کا) † بشپ کدر صاحب لکھتے ہیں کہ اِس سبب سے عبرانیوں کا باپ ہوا جنکا نام اُس سے نکلا اُس سے عبرام کا نام ‡ عبری ہوا اور اُسکی اولاد کا نام § عبرانیان ہوا باوجود اسکے بعضوں نے یہہ خیال کیا ہی کہ اس مقام میں عیبر کوئی خاص نام نہیں ہی اور یہہ کہ عبرام کو ایک عبری بسبب عیبر کے جو کسی شخص کا خاص نام ہو کہتے ہیں بلکہ اِس وجہہ سے کہتے ہیں کہ اِس لفظ کے معنی ہیں وہ شخص جو دریاے فرات کے پار سے آوے اور تب جس لفظ کا ہم اولاد عیبر ترجمہ کرتے ہیں اُسکے معنی ہوئے دریاے فرات کے پار کے باشندے *

۲۴ (عیبر) ہم مسلمانوں کے ہاں اِنکا نام ہود ہی ہم اِنکو نبی مانتے ہیں اور اعتقاد کرتے ہیں کہ قوم عاد کی ہدایت کو جو تین بتوں کی پرستش کرتے تھے بھیجے گئے تھے یہودی بھی حضرت عیبر کو نبی مانتے ہیں اور ورس ۲۵ میں اُنکی یہہ پیشین گوئی لکھی ہوئی ہی کہ فلغ کا نام جس پیشین گوئی سے اُنہوں نے رکھا تھا در حقیقت اُسی طرح واقع ہوئی *

گفتگو نسبت طوفان کے

طوفان کا حال جو کتاب اقدس میں بیان ہوا اُسکی نسبت تین امر قابل بحث ہیں جنکو ہم یہاں بیان کرتے ہیں *

اول یہہ کہ حساب چڑھنے اور اُترنے پانی طوفان کا جو ان بابوں میں لکھا ہی وہ کیونکر برابر آتا ہی *

دوم طوفان کے عام ہونے کی تردید اور اسبات کا ثبوت کہ جس طوفان کا ذکر کتاب اقدس میں ہی در حقیقت وہ طوفان خاص ملک میں تھا *

---

† تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۳۲ —
‡ باب ۱۴ — ۱۳ —
§ باب ۲۹ — ۱۴ خروج ۱ — ۱۵ , ۱۶ —

سوم قرآن مجید سے بھی خاص ملک میں طوفان کا ہونا ثابت ہوتا ہی معہ ذکر بعض واقعات طوفان کے جو قرآن مجید سے پائے جاتے ہیں *

اول گفتگو نسبت حساب طوفان کے

بعض لوگ یہہ گفتگو کرتے ہیں کہ کتاب اقدس سے پایا جاتا ہی کہ ابتدا اور انتہا طوفان کی ایک برس دس دن نہی کیونکہ † سنہ ۶۰۰ پیدایش نوح کے دوسرے مہینے کی سترھویں تاریخ کو طوفان شروع ہوا اور سنہ ‡ ۶۰۱ پیدایش نوح کی دوسرے مہینے کی ستائیسویں تاریخ کو حضرت نوح کشتی میں سے نکل آئے مگر ہر ایک واقعہ کے دن جو بیان ہوئے ہیں اُنکے جمع کرنے سے کل مدت طوفان کی ایک برس دس مہینے آٹھ دن معلوم ہوتی ہی جیسا کہ حساب مندرجہ ذیل سے ثابت ہوتا ہی اور پس نہ یہہ حساب درست آتا ہی اور نہ تاریخیں ہر ایک واقعہ کی جو کتاب میں لکھی ہیں وہ صحیح ہوتی ہیں *

§	مدت مینہہ برسنے کی	...	...	...	۴۰
‖	مدت بڑھے رہنے پانی کی	...	...	...	۱۵۰
¶	مدت کم ہونے پانی کی	...	...	...	۱۵۰
*	کھولنا کھڑکی کا اور چھوڑنا کوے کا		...	...	۴۰
‡	زمانہ چھوڑنے کبوتر کا پہلی دفعہ کم سے کم		..	...	۷
††	زمانہ چھوڑنے کبوتری کا دوسری دفعہ		...	...	۷
‡‡	زمانہ چھوڑنے کبوتری کا تیسری دفعہ		...	...	۷
§§	زمانہ اُترنے کا کشتی پر سے	...	...	...	۵۷
					۳۵۸

† باب ۷ — ۱۱ —
‡ باب ۸ — ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ —
§ باب ۷ — ۱۲ و ۱۷ —
‖ باب ۷ — ۲۴ —
¶ باب ۸ — ۳ —
* باب ۸ — ۶ و ۷ —
‡ باب ۸ — ۸ —
†† باب ۸ — ۱۰ —
‡‡ باب ۸ — ۱۲ —
§§ باب ۸ — ۱۳ و ۱۴ —

† ڈاکٹر پامٹیم صاحب اس حساب کو اس طرح پر بیان کرتے ہیں

مہینے			دن
۲	اکتوبر میں نوح اور اُسکا کنبہ کشتی میں داخل ہوا	...	۳۱
۲	۱۷ نومبر کو چشمے پانی کے کھل گئے	... ...	۲۹
۴	۲۶ دسمبر کو بارش شروع ہوئی	... ...	۴۰
۷	۲۷ مارچ تک پانی نہیں گھٹا	... ...	۵۲
۸	۱۷ اپریل کو کشتی ارارات پر ٹھہری	... ...	۲۱
۱۰	یکم جون کو پہاڑوں کی چوٹیاں نمود ہوئیں	... ...	۴۴
۱۱	۱۱ جولائی کو کوا چھوڑا	... ...	۴۱
	۱۸ جولائی کو کبوتر چھوڑا	... ...	۷
	۲۵ جولائی کو دوبارہ کبوتر چھوڑا	... ...	۷
۱۲	۲ اگست کو تیسری دفعہ کبوتر چھوڑا	... ...	۷
۱	پہلی ستمبر کو خشک زمین ظاہر ہوئی	... ...	۲۹
۲	۲۷ اکتوبر کو نوح کشتی سے نکلے	... ...	۵۶
			۳۷۴

اِس حساب میں بہت سی غلطیاں ہیں اور اُسکا بھی کتاب اقدس کے بیان کے مطابق نہیں ہے *

اول یہہ کہ حضرت نوح اور اُنکے کنبہ کا کشتی میں بیٹھنا ایک مہینہ پیشتر پانی کے چشموں کے پھوٹنے سے لکھا ہے حالانکہ کتاب ‡ اقدس سے ثابت ہے کہ اُسی دن جس دن چشمے پھٹے حضرت نوح اور اُنکا کنبہ کشتی میں داخل ہوا *

دوسرے یہہ کہ کتاب اقدس سے معلوم ہوتا ہے کہ پورے § پانچ مہینہ میں کشتی ارارات پر ٹھہری اور دس ‖ مہینے چودہ دن میں ابتدائے طوفان سے پانی سوکھہ گئے اور اِس حساب کے بموجب اگر حضرت نوح کے کشتی میں داخل ہونے سے طوفان کی ابتدا گنی جاوے تو

† دیکھو تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۲۸ —
‡ باب ۷ — ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ —
§ باب ۷ — ۱۱ ۸ — ۴ —
‖ باب ۷ — ۱۱ ۸ — ۱۳ —

کشتی ارارات پر چھہ مہینے میں ٹھہرتی ہی اور ٹھہرنی چاہیئے تھی پانچ مہینے میں اور پانیوں کے سوکھنے کا اور پہاڑوں کی چوٹیاں دکھائی دینے کا زمانہ صحیح آتا ہی اور اگر حضرت نوح کے کشتی میں داخل ہونے سے ابتداے طوفان نہ گنی جاوے بلکہ چشموں کے پھٹنے سے شمار کی جاوے تو کشتی کا ارارات پر ٹھہرنا ٹھیک آتا ہی مگر پہاڑوں کی چوٹیونکا دکھائی دینا اور پانیوں کا خشک ہونا کتاب اقدس کے بیان سے مختلف ہو جاتا ہی کیونکہ پہاڑوں کی چوٹیاں دکھائی دیتی ہیں چھہ مہینے چودہ دنمیں اور دکھائی دینی چاہیئیں سات مہینے چودہ دنمیں اور پانیونکا سوکھنا نو مہینے چودہ دن میں ہو جاتا ہی حالانکہ بموجب کتاب اقدس کے دس مہینے چودہ دن میں چاہیئے *

مگر یہہ غلطیاں جو دکھائی دیتی ہیں صرف قصور ہی ہماری کم زور عقل کا ورنہ حساب جو کتاب اقدس میں ہی وہ ناقابل غلطی کے ہی چنانچہ میں اُسکو بیان کرتا ہوں *

جاننا چاہیئے کہ کتاب اقدس کے کسی مقام سے نہیں پایا جاتا کہ اُس زمانہ میں مہینے کے دنوں کی تعداد تیس دن سے زیادہ یا کسی سال کو لوند کا مہینہ بڑھاکر تیرہ مہینے کا شمار کرتے ہوں جیسے کہ حال کے زمانہ کے یہودی اپنے حسابی رسالوں میں چوتھے برس کو تیرہ مہینے کا گنتے ہیں اسلیئے اِس حساب میں بھی ہر مہینہ تیس دن کا اور بارہ مہینہ کا ایک برس شمار کرنا چاہیئے *

مہینے عبری کے ذیل میں لکھے گئے ہیں ہم شروع کرتے ہیں ابتداء طوفان کی (یعنی پھٹنے چشموں اور شروع ہونے مینہ اور حضرت نوح کے کشتی میں داخل ہونے کے) دوسرے مہینہ کی سترھویں تاریخ سے جیسے کہ † کتاب اقدس ہمکو ہدایت کرتی ہی *

جو مدت کہ باب ۷ — ۲۴ و باب ۸ — ۳ میں مندرج ہی وہ دو مدتیں نہیں ہیں بلکہ وہ ایک ہی مدت ہی کیونکہ پہلے مقام میں زمانہ بڑھے رہنے پانی کا زمین پر ہی اور جب کہ کشتی ارارات پر ٹھہری اُس وقت تک بھی زمین پر پانی بڑھا ہوا تھا اور دوسرے مقام میں زمانہ گھٹنے پانی کا تا ٹھہرنے کشتی کے ارارات پر مذکور ہی اور باوجودیکہ پانی گھٹنے لگا تھا اور کشتی ارارات پر ٹھہر گئی تھی مگر اُس وقت تک بھی زمین پر پانی بڑھا ہوا تھا پس یہہ دونوں مدتیں ایک ہیں نہ دو اور اسی مدت میں وہ چالیس دن بھی داخل ہیں جن میں چشمے پھٹے اور مینہ برسا کیونکہ وہ دن بھی بڑھے رہنے پانی کے زمین پر ہیں اور اسی طرح کوا نکالنے اور پردہ اُٹھانے کی جو مدت ہی اُسی میں وہ دن بھی داخل ہیں جن میں تین دفعہ کبوتر کو نکالا ہی چنانچہ یہہ بات ثابت ہوتی ہی باب ۸ — ۷ کو اُسی باب کے ورس ۱۳ سے مقابلہ کرنے پر *

---

† باب ۷ — ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ —

اب کہ یہہ بات حل ہوگئي تو اب دیکھو کہ حساب جو کتاب مقدس میں مندرج ہی کس طرح پر درست ہی -

چشموں کا پھٹنا اور برسنا مینہ کا ابتداے ١٧ حشوان سے لغایت ٢٦ کسلیو ... ٤٠
شروع کمي آب اور ٹھہرنا کشتي کا ارارات پر ٢٧ کسلیو سے لغایت ١٧ نیسان ١١١
دیکھائي دینا پہاڑ کي چوٹیوں کا ١٨ نیسان سے لغایت یکم تموز ... ٧٤
نمایش چوٹیوں پہاڑ سے کھڑکي کھولنے تک ٢ تموز سے لغایت ١١ آب ... ٤٠
چھوڑنے کوے سے پردہ کھولنے تک ١٢ آب سے لغایت یکم تشري ... ٤٩
انھي دنوں میں اکیس دن کبوتر کے تین بار چھوڑنے کے شامل ہیں
پردہ کھولنے سے اوترنے تک ابتداے دوم تشري لغایت ٢٧ حشوان ... ٥٦

٣٧٠

میں مکرر بیان کرتا ہوں اس حساب کو دہ ترتیب عبري مہینوں کے بمطابقت انگریزي و عربي مہینوں کے جس سے مطابقت شمار مہینوں کي جو کتاب اقدس میں بیان ہوئي ظاہر ہوگي

نمبر	عبري مہینے	عربي مہینے	انگریزي مہینے	واقعات
٢	١٧ حشوان سنہ ٦٠٠	شعبان	اکتوبر	چشموں کا پھٹنا مینہ کا برسنا نوح کا کشتي میں داخل ہونا
٣	٢٦ کسلیو	رمضان	نومبر	مینہ کا برس چکنا -
	٢٧ کسلیو	رمضان	نومبر	پاني کي کمي کا شروع ہونا-
٤	طیبت	شوال	دسمبر	*
٥	شباط	ذیقعدہ	جنوري	*
٦	ادار	ذي الحجہ	فروري	*
٧	١٧ نیسان	١٠ محرم	مارچ	کشتي کا ارارات پر ٹھہرنا باوجودیکہ اب تک پاني زمین پر بڑھا ہوا تھا-
٨	ایار	صفر	اپریل	*
٩	سیوان	ربیع الاول	مئي	*
١٠	یکم تموز	ربیع الثاني	جون	پہاڑونکي چوٹیوں کا دکھائي دینا
١١	١١ آب	جمادي الاول	جولائي	کھڑکي کھولنا اور کوا چھوڑنا -
١٢	ایلول	جمادي الثاني	اگست	کوے و کبوتري کا آنا جانا-

۱	یکم تشري سنه ۱۶۰۱	رجب	ستمبر	دورہ ہوانا —
۲	۲۷ حشوان	شعبان	اکتوبر	نوح ومعہ سب کے کشتي پر سے اُتر آیا —

دوسري گفتگو طوفان کے عام هونے کي تردید اور طوفان خاص کے ثبوت میں

طوفان عام کي تردید

تمام علماء یہود اِس بات کے قایل هیں که طوفان تمام روے زمین پر تها اور میں پاتا هوں که علماے عیسائي اور علماے اِسلام نے بهي اُنهي کي پیروي کي هی اور سب سواے چند کے اِس بات کے قایل هوئے هیں که طوفان عام تها اور تمام دنیا کو اُس نے غرق کردیا تها *

بشپ † پیٹرک صاحب اور سیٹک هوس صاحب کهتے هیں ‡ که اِن الفاظ سے که (چهپا دیا سب پہاڑوں اونچوں کو جو تهے نیچے آسمان کے) اور نیز اور مقاموں سے جهاں یہه ذکر هی که تمام § ذي حیات مرگئیے ثابت هوتا هی که طوفان عام هوا اور وہ یہه بهي کهتے هیں که حقیقت میں یہه بات هر طرح سے خیال کرسکتے هیں که دنیا اُس وقت میں بخوبي آباد تهي جیسیکه وہ اب هی اور شاید اُس سے بهي زیادہ اُسکے باشندوں نے برباد کرنے کے واسطے طوفان چاروں طرف هوا هو اور تمام کرہ کو اُسنے گهیرا هو *

بشپ || واٹسن صاحب اِس شبهه کے مٹانے کو که اِسقدر پاني طوفان کے لیئے کہاں سے آیا بطور ایک امداد دلیل کے لکهتے هیں که " جو کچهه هوا میں ملا هوا هی اگر وہ سب نیچے اُتر آوے تو تمام زمین کي سطح کو تیس فیٹ سے زیادہ ڈهانپ دینے کو کافي هووے *

سیٹک ¶ هوس صاحب لکهتے هیں که " اگر هم تمام کرہ کا دورہ کریں اور هر ولایت کے باشندوں سے دریافت کریں تو همکو معلوم هوگا که اِس طوفان کي شهرت تمام زمین پر پهونچي هی اور دنیاے معلوم کے هر حصه میں اُسکي کچهه تاریخیں اور روایتیں موجود هیں چنانچه امریکه والے اپني ولایت میں طوفان کے هونے کا اِقرار اور بیان کرتے هیں اور چینیوں میں جو ایشیا میں نہایت دور رهنے والي قوم هی اُسکي روایت موجود هی (معلوم

---

† تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحه ۲۶ —
‡ باب ۷ — ۱۹ —
§ باب ۷ — ۲۱ —
|| تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحه ۲۵ —
¶ تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحه ۲۳ —

تھیں کہ یہہ کہاں سے لکہا کیونکہ چینی طوفان ہونے کا اقرار نہیں کرتے) اور افریقہ کی بہت سی قومیں اُسکے قصہ مختلف بیان کرتی ہیں اور خطوں یورپ میں جو طوفان ڈیکالین کا مشہور ہی اُس میں اور طوفان نوح میں کچھہ فرق نہیں ہی اُس میں صرف کچھہ بیان کا فرق ہی بس ہم تمام کرہ کے گرد طوفان کا کھوج لگا سکتے ہیں اور جو بات اِس سے بھی زیادہ قابل اطلاع ہی کہ ان قوموں میں سے ہر ایک کوئی کسی طرح انسان کے بحال ہونے کی قایل رہے ہیں یہہ بات اسکی ایک کامل دلیل ہی کہ لوگوں نے سمجھا کہ تمام انسان اُس طوفان میں ایکبار برباد ہوگئے" *

† ڈاکٹر سینک ہوس صاحب فرماتے ہیں کہ " حضرت موسیٰ ہمکو یقین دلاتے ہیں کہ نہایت بلند پہاڑوں سے پندرہ ہاتھ پانی بلند چڑھ گیا تھا اگر اس کلام کی حقیقت کے ثبوت کے لیئے ہم گرد پہاڑوں کی طرف رجوع کریں زمین کے نہایت بلند مقاموں کا امتحان کرو اور سب سے بالاتفاق سمندر کی چیزیں جو اُس موقع پر اُن بلندیوں پر جمع ہوئیں تھیں یانی گھونگی سیپیاں اور سمندر کی مچھلیاں اور تمام قسموں کے بڑے جانوروں کے ڈھانچے پہاڑ الپس اور اپنی ناینس اور پرینیز اور اندیز اور ہیملاس اور اراراٹ ہر ایک پہاڑ ہر ولایت کا جو آسمان کے تلے ہی جاپان سے لیکر میکسیکو تک سب اُس دعوی ثبوت میں اتفاق کرتے ہیں کہ اُن سب کی نہایت بلند چوٹیوں پر سمندر گذر گیا اور زمین میں تلاش کرو تو تم پاؤگے ایک قسم کے ہرن پیدایش امریکہ کو آیرلینڈ میں دبا ہوا اور ہاتھیوں کو جو پیدایش افریقہ اور ایشیا کے ہیں انگلستان میں دبے ہوئے اور گھڑیالوں دریاے نیل کو جرمنی میں اور کھپرے دار مچھلیوں کو جو سوائے امریکہ کے سمندروں کے اور کہیں نہیں ہوتیں اور بورے پورے ڈھانچے ویلوں کے بہت سے اور ملکوں میں اور سوائے اِسکے مختلف اقسام کے ایسے درخت اور پودے جو کسی ولایت میں آسمان کے تلے اُوگے ہوئے نہیں پائے جاتے یہہ سب باتیں اِس بات کا کامل ثبوت ہیں کہ حضرت موسیٰ کا بیان بلا اعتراض صحیح ہی *

مگر یہہ تمام دلیلیں عام طوفان ہونے کی جو مذکور ہوئیں مبنی ہیں اوپر علم جیالوجی کے ابتداے تحقیقات میں جیالوجین کی یہہ راے تھی مگر جب اِس علم نے زیادہ ترقی پکڑی اور زیادہ تر تحقیقات حالات زمین اور اشیاء موجودہ روے زمین کی ہوئی تو خود جیالوجین نے طوفان کے عام ہونے سے انکار کیا ‡ چنانچہ ڈاکٹر کلنزو صاحب بشپ نیتال کے لکھتے ہیں کہ " جب کہ میں طوفان کے بیان کا ترجمہ کرتا تھا ایک عاقل باشندہ اِس

† تفسیر ڈاؤلی جلد ۱ صفحہ ۲۶ —
‡ دیباچہ حصہ اول صفحہ ۷ —

سلک کا میری طرف تعجب سے دیکھتا تھا اور یہہ پوچھتا تھا کہ یہہ سب سچ ہی کیا تمکو حقیقت میں یہہ یقین ہی کہ یہہ سب حال اِسی طرح واقع ہوا کہ تمام حیوان اور پرند اور رینگنے والی چیزیں بڑی اور چھوٹی سب گرم اور سرد ولایتوں سے جوڑا جوڑا آئیں اور نوح نے ساتھہ کشتی میں داخل ہوئیں (اِس بات پر اعتراض کرنا بیجا ہی کیونکہ کتاب اقدس سے پایا جاتا ہی کہ یہہ کام بطور † معجزہ کے ہوا تھا) اور کیا نوح نے اُن سب کی بھی حیوان اور شکاری پرندوں کی بھی اسی طرح جیسے کہ باقی مخلوقات کے واسطے خوراک جمع کرلی بعد اسکے وہ لکھتے ہیں کہ میرا علم علوم کی چند شاخوں خصوصاً جیالوجی کا بعد علیحدگی کے انگلستان سے بہت ترقی پا گیا تھا اور اب میں نے بوجوہات جیالوجی کے ایک حقیقت کو تحقیق سمجھا جسکو میں نے پہلے غلط سمجھا تھا وہ یہہ کہ عام طوفان جیسا کہ بیبل میں اُسکا علانیہ ذکر ہی اُس طریقہ میں جیسا کہ کتاب پیدایش میں بیان ہوا ہی واقع ہونا ممکن نہ تھا سوا اور مشکلات کے جو بیان میں شامل ہیں اُنسے قطع نظر کرکر بالتخصیص اِس حقیقت کیطرف جس سے تمام جیالوجسٹ بخوبی واقف ہیں (دیکھو لیئل صاحب کے جیالوجی صفحہ ۱۹۷ و ۱۹۸) اشارہ کرتا ہوں کہ آتشین پہاڑ بڑے طول و طویل مقام آورن اور لانگ ڈاگ میں موجود ہیں جو طوفان نوح سے زمانوں پیشتر کے بنے ہونگے اور جو ہلکے اور متحلحل اجزا کے جزوں سے جیسے پومیس استون وغیرہ سے ڈھکے ہوئے ہیں اُن اجزا کو طوفان ضرور معدوم کردیتا لیکن کچھہ بھی علامت اُن میں خلل ہونے کی پائی نہیں جاتی *

علاوہ اِسکے ‡ انہیں صاحب نے عام طوفان کی تردید میں یہہ گفتگو لکھی ہی کہ " جو مشکلیں طوفان کے بیان پر جو کتاب اقدس میں ہی (میں کہتا ہوں کہ بشپ کلنزو صاحب کو اِس مقام پر بجاے کتب اقدس کے یہہ کہنا چاہیئے کہ جو غلطی سے ہمارے خیال میں ہی) جیالوجی کے امتحانوں سے پیدا ہوتی ہیں اُنکو ریورنڈ الفرڈ بیری صاحب نے جو طوفان کو خاص مان کر کتاب اقدس کی لفظی تاریخانہ حقیقت کے قایم رکھنے میں کوشش کرتے ہیں حسب تفصیل ذیل § اختصار کے ساتھہ جمع کیا ہی *

جیالوجی کی اصلی مشکلات جبکہ اُنکو نہایت مضبوطی سے بیان کیا جاوے یہہ ہوتی ہیں *

اول ایسے عام طوفان کی جو ایک ساتھہ ہوا ہو کوئی شہادت موجود نہیں ہی کیونکہ طوفان کے موجودہ ذخیرے صاف رفتہ رفتہ اور مدتوں دراز میں جمع ہوئے ہیں بلاشبہ بہت

† باب ۹ — ۲۵ —

‡ بشپ کلنزو صاحب کی کتاب چوتھی صفحہ ۲۰۴ —

§ انٹروڈکشن ٹو دی اسٹڈی آف دی اولڈ ٹسٹمنٹ یعنی دیباچہ متضمن تحقیقات عہد عتیق —

بلند بلند هموار مقاموں میں طوفان کے بڑے بڑے ذخیروں کي کثرت سے شہادت موجود هی لیکن بهر حال وہ خاص مقاموں میں هیں اور اُنکو آدم کي پیدایش کے زمانه سے بهي پہلے کا بتانا چاهیئے اور اِسبات پر زیادہ سر یقین اِسلیئے هوتا هی که بہت بڑے بڑے کامل جیالوجسٹ نے جیسے که بکلینڈ اور سجک وک صاحب وغیرہ هیں اور جو ایک زمانه میں طوفان کے ذخیروں کو تاریخانه طوفان کے کسي زمانه سے متعلق کرتے تهے اب اُنہوں نے اُس رائے سے علانیه اِنحراف کیا هی *

دوسرے برخلاف عام هوئے طوفان کے اسبات سے جسکو هم بیان کرتے هیں اسقدر مضبوط گواهي جیسي که اُس سے هوسکتي هی موجود هی که بعض آتشین پہاڑوں کے مقاموں میں خصوصاً اُس مشہور مقام واقع آورن اور لانگ ڈاک میں جو چالیس میل مضروبه بیس میل هی سنگري اور لاوہ کے ڈهیر بہت سے مبلموں تک پهیلے هوئے هیں اور بعض مقام میں پچاس یا سو فیت عمیق هیں جنکے جمع هونے کو هزاروں برس صرف هوئے هونگے اور بلاشبهه ابهي تک اُن پر پاني نہیں پهرا هی *

تیسرے طوفان کے تمام ذخیروں میں انسان کي بقیه یعني هڈیوں کا کوئي نشان نہیں پایا گیا هی *

بیري صاحب نے اُن اعتراضوں میں سے پہلے اور تیسرے اعتراض کا یهه جواب دیا هی که جس طرح طوفان معجزہ سے هوا اُسي طرح خدا نے یهه بهي چاها هو که وہ طوفان طوفان کي قدرتي نشانیوں کے چهوڑنے کے بغیر چلا جاوے *

بشپ کالنزو صاحب اسپر یهه لکهتے هیں که " اس تقریر سے البته یهه نکلتا هی که طوفان ایسا ایک معجزہ تها جسکا کتاب اقدس میں ذکر هی اور اُسکو یقین کرنا همکو ضرور هی اگر هم توریت کي تاریخ کو ایسا صحیح مانتے هوں جس میں غلطي کا امکان نہیں یعني لفظي اور تاریخانه حقیقي معامله لیکن هم یهه معلوم کرچکے هیں (میں کہتا هوں که ڈاکٹر کالنزو صاحب کو یوں کہنا چاهیئے تها که بسبب اُنہي پرانے ناتحقیق خیالات کے هم معلوم کرچکے هیں) که ایسا یقین کرنا اب زیادہ ممکن نہیں اور پس یهه جواب زمین پر منهه کے بل گرتا هی *

تیسرے اعتراض کي نسبت بشپ کلنزو صاحب یوں لکهتے هیں که اُس اعتراض کا ٹهیک دلي سے یهه جواب کوئي دے سکتا هی که جن مقاموں میں انسان کي نسل کا اول آباد هونا یقین کیا جاتا هی اُن میں ابهي تک طوفان کے بقیوں یا ذخیروں کو اچهي طرح امتحان نہیں کیا گیا هی جس سے یهه کہا جاسکے که انسان کا کوئي بقیه اُس میں دبا هوا نہیں هی *

† اگر بھري صاحب ایسا جواب دیں اور وہ صحیح بھي مانا جاوے تو وہ جواب دوسرے اعتراض کا اور اور اعتراضوں کا بھي ایسا هي اچھا جواب هوگا جیسا که اس اعتراض کا هی مگر بھري صاحب اِس دوسرے اعتراض کو ایسا مضبوط اور عام طوفان کي راے کے ایسا سخت مخالف پاتے هیں که اِس جواب سے بھي کنارہ کرتے هیں *

بعد اِسکے ‡ ڈاکٹر کلنزو صاحب یهه لکھے هیں که مدت هوئي که ترٹلین صاحب نے اپنے زمانه کي تھوڑي سي علمي تحقیقات کے بموجب ذهانت سے یهه لکھا تھا که اب بھي سمندر کي سیپیاں اور کھپریدار مچھلیاں پہاڑوں کے درمیان میں بطور اجنبي سیاحوں کے پائي جاتي هیں اِن لفظوں سے اُنکي خواهش افلاطون پر اِسبات کے ظاهر کرنے کي تھي که بلند مقام بھي ایک بار پانیکے نیچے آچکے هیں اور بعض لوگوں نے اِس سے بھي زیادہ اور واقعات کو زیادہ کیا هی که اگر اُنکو طوفان سے تعلق تھا تو اُنسے اُسکا قطعي عام هونا ثابت هوتا هی مثلاً الگزنڈر هم بولٹ صاحب نے جنوبي امریکه میں هناکو پہاڑ پر تیرہ هزار آٹھه سو فیٹ کي بلندي پر جہاں همیشه برف گرتي هی پرانے جنگلوں اور سابق کي تري اور خشکي کے پودوں کے جلے هوئے سالم بقیات پائے هیں اور ماستوڈن کي هڈیاں جو هاتي کي مانند اگلے زمانه میں ایک جانور تھا کارڈلي راز پہاڑ پر آٹھه هزار فیٹ کي بلندي پر پائي گئي هیں اور همالیه پہاڑ کے اُس مقام سے جہاں برف پڑتي هی اور جسکي بلندي سولهه هزار فیٹ هی جو برف کے ڈھیر ٹوٹ کرگرے هیں اور جن میں ایک کاني مادہ کے زاویه نما ٹکڑے هوتے هیں اور جن میں مختلف رنگ دکھائي دیتے هیں اُنمیں اور اسیطرح کرہ زمین کے تین حصوں کے نہایت بلند پہاڑوں یعني کوہ بلینک اور کوہ همالیه اور کوہ کارڈلي راز میں ایسے حیوانوں کي هڈیاں جو طوفان سے پہلے تھي پائي جاتي هیں *

§ بشپ کالنزو صاحب اِسکے جواب میں لکھے هیں که "اِس سے کیا هم یهه نتیجه نکالینگے که طوفان کا پاني ایک بار اُن پہاڑوں پر گذر گیا علم جی آگ ناسي کي ترقي یافته حالت اِسکو ناجایز کرتي هی اُسکي آنکهه میں پہاڑوں کي چیزیں کوئي دلیل نہیں هیں کیونکه وہ ایسے زمانه سے علاقه رکھتے هیں جو انسان کے پیدا هونے سے پہلے کا هی اِس قسم کي قطعي دلیل کا وجود تاریخانه طوفان کے حق میں اُسکے نزدیک عموماً ایساهي مشتبه هی جیسے اوپر بیان هوا بلحاظ اِس حقیقت کے که تاریخانه زمانوں میں (جسکے مقابله میں هم وہ زمانه پیش کرتے هیں جو اِنسان کي پیدایش سے پیشتر تھا) زمین کا کوئي بڑا طوفان واقع هوا هی جیالوجي نه انکار کرسکتي هی نه اقرار لیکن اِسکے اقرار کي همکو حاجت

† واضح هو که یهه قول بھي بشپ کلنزو صاحب کا هی —
‡ ڈاکٹر کلنزو صاحب کي چوتھي کتاب صفحه ۲۰۸ —
§ کتاب چہارم صفحه ۲۰۸—۲۰۹ —

نہیں ہی ہمارے ایمان کا مدار روایت کی گواہی پر ہی اور قطع نظر سبکے کتاب اقدس کی تاریخخانہ شہادت پر ہی تاریخخانہ طوفان کے صرف عام ہونے پر جیالوجی کی رو سے شک ہوتا ہی مثلاً انگریزی جیالوجسٹ لایل صاحب نے ایک عجایبات کی طرف لوگوں کی توجہہ کو کھینچا ہی جس سے ترتیمری زمانہ سے نوتی عام طوفان ہونے کے برخلاف شہادت ہوتی ہی یعنی ایسے عام طوفان کے برخلاف جیسے تمام زمین کی سطح کو چھپا لیا ہو مثلاً آورن کے معدوم آتشی پہاڑوں پر جنکا ترتیمری زمانہ میں یعنی انسان کی پیدایش سے پہلے جاری ہونا اُن ہڈیوں سے ثابت ہی جو اُس مادہ کے سیلان میں ادھر اُدھر ملی ہوئی ہیں بہت سا انبار گاڑیم متحلحل سوختوں کا پایا گیا ہی جنکا طوفان کے زور سے سالم رہنا ممکن نہ تھا اگرچہ مینہہ سے اُنکو ضرر نہیں پہونچا ہی کیونکہ بہت آسانی سے مینہہ کو وہ جذب کرلیتے ہیں پس اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ طوفان نے اُس مقام کو چھوا بھی نہیں *

غرضکہ طوفان کے عام ہونے کے برخلاف علم جیالوجی کی رو سے بہت سی ایسی دلیلیں موجود ہیں جنکا جواب نہیں ہوسکتا *

علاوہ اِسکے اگر طوفان عام مانا جاوے تو اُسپر ایک بہت بڑا سخت اعتراض مذہبی وارد ہوتا ہی اور وہ یہہ ہی کہ بموجب حساب عبری کتاب اقدس کے طوفان آیا ۱۶۵۶ برس بعد پیدا ہونے حضرت آدم کے اور بموجب سپتواجنت کے (جسپر تمام ایشیا کے مورخ اور اکثر یورپ کے قدیم مورخ اعتقاد کرتے ہیں) طوفان آیا ۲۲۶۲ برس بعد پیدا ہونے حضرت آدم کے اور اِس عرصہ میں بلاشبہ نسل اِنسان کی پھیل گئی تھی اور تمام دنیاے معلوم یا قریب قریب تمام کے آباد ہوگئی تھی † جیسے کہ علماء عیسائی نے بھی اُسکو قبول کیا ہی اور قران مجید سے بصاحب پایا جاتا ہی کہ حضرت نوح علیہ‌السلام نبی تھے اور وہ لوگوں کو خدا کی وحدانیت اور اُسکی اطاعت کی ہدایت کرتے تھے مگر اُن لوگوں نے نہ مانا اور بت پرستی اور بدکاری میں مشغول رہے جس کے سبب خدا نے طوفان بھیجا توریت مقدس ‡ کے اِن ورسوں سے بھی جنکا حوالہ حاشیہ پر ہی یہی مضمون پایا جاتا ہی جو قران مجید میں ہی اور جو کسیقدر اُس میں اجمال تھا اُسکی تفصیل الہام سے § سینٹ پیٹر نے فرمادی جہاں فرمایا کہ " خدا نے پرانی دنیا پر بھی رحم نکیا لیکن نیکی کے وعظ کرنے والے آٹھویں یعنی نوح کو بچا کے دنیا کے تمام بدکاروں پر طوفان لایا " پس دونوں مذہبی کتابوں سے ثابت ہوتا ہی کہ بسبب نہ ماننے نوح کے وعظ یعنی احکام الہی کے جو نوح کی معرفت لوگوں کو پہونچے تھے طوفان آیا تھا *

---

† دیکھو اسی کتاب

‡ پیدایش ۵ — ۲۹ ۶ — ۸ ۹ — ۱۲ ۱۳ — ۱۸ —

§ ۲ پیٹر ۲ — ۵ —

اب یہہ سوال ہی کہ کتاب اقدس سے یہہ بات ثابت نہیں ہی اور نہ اِسکا امکان معلوم ہوتا ہی کہ تمام دنیا میں جو اُسوقت تک آباد ہوچکی تھی حضرت نوح نے وعظ کیا ہو اور تمام دنیا کے لوگوں نے اُنکا وعظ سنکر اُسکے ماننے سے انکار کیا ہو بلکہ بہت سے وسیع ملک ایسے ہونگے جہاں کے باشندوں نے حضرت نوح کے نبي ہونے اور اُنکے وعظ کرنے اور خدا کي راہ کي ہدایت کرنے کي خبر بھي نہ سني ہوگي پھر کیونکر ہوسکتا ہی کہ تمام دنیا اُس گناہ میں جسکي وہ مجرم نہ تھي غرق کي جاتي خصوصاً جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت لوط علیہ السلام کے وقت میں اُنھي پر عذاب آیا جو نافرمان تھے *

غرض کہ اگر طوفان کو عام کہا جاوے تو بلاشبہہ اُسپر مذہبي اور علمي ایسے ایسے سخت اعتراض ہوتے ہیں جنکا جواب سرانجام ہونا ایک امر محال معلوم ہوتا ہی مگر ہمکو اسبات پر غور کرني چاہیئے کہ آیا درحقیقت کتاب اقدس ہمکو ایک عام طوفان ماننے کي طرف لیجاتي ہی یا نہیں میرے نزدیک طوفان عام کا ہونا کتاب اقدس سے نہیں پایا جاتا پس اب ہم کتاب‌ہاے اقدس پر غور کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ میري یہہ راے صحیح ہی یا نہیں *

ثبوت اسبات کا کہ کتاب اقدس میں خاص طوفان کا بیان ہی نہ عام کا

اِس میں کچھہ شک نہیں کہ کتاب اقدس کے الفاظ ایسے ہیں کہ اُن سے دونوں مطلب مساوي درجہ سے نکل سکتے ہیں بلکہ اگر ہم زیادہ سادگي سے اور بلحاظ اُن اگلے لوگوں کي عقل اور معلومات کے جنسے خطاب کیا گیا تھا اُسکو دیکھیں تو بجز اِسکے کہ کتاب اقدس میں ایک خاص طوفان کا بیان ہی اور کوئي مطلب نہیں نکال سکتے اور اگر اُس میں ایک متوسط ترقي علم کي نکتہ چیني کریں جیسا کہ علم جیالوجي کے ترقي پانے کے زمانہ سے پیشتر تھا تو بلاشبہہ کتاب اقدس سے یہي مطلب پاوینگے کہ طوفان عام اور تمام روے زمین پر تھا ہمارے متقدمین علم کي ایسي ہي حالت تک پہونچے تھے جسکے سبب اُنھوں نے اُس ناکامل علم کي نکتہ چیني سے یہہ قرار دیا کہ کتاب اقدس سے طوفان کا عام ہونا پایا جاتا ہی اور اگر ہم کتاب اقدس کو نہایت دقیق نکتہ چیني سے اور ایک ترقي یافتہ علم کي مدد سے جیسا کہ وہ آج کے زمانہ میں کسي ایک درجہ تک پہونچ گیا ہی امتحان کریں تو بالیقین یہي پاوینگے کہ کتاب اقدس میں خاص طوفان کا ذکر ہی نہ عام طوفان کا جیسا کہ میں بیان کرتا ہوں *

کتاب اقدس کے جن مقاموں میں طوفان کا ذکر ہی وہاں چند الفاظ آئے ہیں جنسے متقدمین نے براہ غلطي عام طوفان ہونے کي مراد سمجھي ہی جیسي کہ ہارص یعني الارض ہادمہ یعني الادیم ہشمایم یعني السموات اور نیز بعضے مضمون ایسے ہیں جن سے اُنھوں نے

طوفان کا عام ہونا سمجھا ہی جیسے کہ تمام † جاندار چیزیں مرگئیں جو زمین پر چلتی تھیں وہ سب جنکے نتھنوں میں حیات کا دم تھا وہ سب جو خشک زمین پر تھے ہر جاندار چیزیں جو روے زمین پر تھیں " یا جیسے کہ یہہ مضمون ہی کہ تمام اونچے پہاڑ جو آسمان کے نیچے تھے چھپ گئے ' پندرہ ہاتھہ پانی بلند ہوگیا *

ان لفظوں اور مقاموں کے معنی ہمنے کچھہ ہی سمجھے ہوں مگر جب ہم انپر زیادہ دقیقہ رس نظر کرتے ہیں تو اِنکی مراد ایسی نہیں پاتے جیسیکہ پہلے سمجھے تھے ‡ آرچ ڈیکن پریٹ صاحب نے اپنی کتاب سکرپچرز اینڈ سینس کے صفحہ ۵۵ میں بہت درست کہا ہی کہ " اگر حقیقتیں (علم) جنکو ہمنے بیان کیا ہی ہمارے معنی کے بدلدینے کو موجود نہوتیں تو اکثر (تمام) شخص کتاب اقدس کے کلام سے یہہ سمجھتے کہ اُس سے کرۂ زمین کی تمام وسعت پر پانی کا عام طوفان نکلتا ہی سب اسباب پر اعتراض کرنیکا کوئی سبب نہوتا اور اسلئے شک کی کوئی وجہہ نہوتی. اِس مضمون پر بشپ کالنزو صاحب لکھتے ہیں کہ ــ بلاشبہہ ایسی حالت میں کتاب اقدس کے کلام کو اُسکے صاف اور علانیہ معنی میں لیوینگے جیسیکہ کوئی سیدھی سادی عقل والا اُسکو سمجھے ــ لیکن جب نئی تحقیقاتیں ظاہر ہوئیں جیسیکہ اِس زمانہ میں مشہور ہیں تب یہہ سوال کیا جاتا ہی کہ کیا کتاب اقدس کی زبان زیادہ متعدد معنی لینے پر کوئی ایسا حرج پیش کرتی ہی جو رفع نہیں ہوسکتا " اس مقام پر ڈاکٹر کالنزو صاحب لکھے ہیں کہ " جب نئی تحقیقاتیں ظاہر ہوئیں تب کتاب اقدس کے لفظونکو اُنکا جواب دینے کے لیئے مروڑنا چاہیئے جیسا کہ آرچ ڈیکن پریٹ صاحب مروڑتے ہیں " میں کہتا ہوں کہ بشپ کالنزو صاحب کا یہہ خیال صحیح نہیں ہی نئی تحقیقاتوں کے ظاہر ہونے سے ہم کتاب اقدس کے لفظوں کو مروڑنا نہیں چاہیے بلکہ ایک زیادہ دقیقہ رس غور سے اور بموجب عام محاورہ کتاب اقدس اور عبری زبان کے قواعد کے اُسپر نظر کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ آیندہ بیان سے معلوم ہوگا *

لفظ ہاآرص وہاآدمہ وہشمایم سے جو ہم یہہ سمجھے تھے کہ اِس سے تمام کرۂ زمین اور تمام آسمان مراد ہیں یہہ ہماری غلطی تھی کیونکہ اُن لفظوں سے جسطرح تمام کرۂ زمین اور تمام آسمانوں کے معنی لیئے جاسکتے ہیں اسیطرح اُنسے خاص زمین اور خاص آسمان کے معنی بھی لیئے جاسکتے ہیں *

جیسینیس صاحب اپنی عبری لکسیکن میں لکھتے ہیں کہ ہاے ہوز ایک حرف ہی جو اسموں اور ضمیروں کے پیشتر آتا ہی اور کم قبل مصدروں کے حقیقت میں یہہ ہل تھا جیسے کہ عربی میں ال اُسکو مخفف کرکے ہاے ہوز رکھی ہی یہہ کام دیتا تھی ضمیر

† بشپ کالنزو صاحب کی کتاب ۴ صفحہ ۲۰۵ ــ

‡ بشپ کالنزو صاحب کی چوتھی کتاب صفحہ ۲۰۲ ــ

اشارہ کا جیسے کہ انگریزي میں دس اور اُردو میں اِس یا اُس یا یہہ یا وہ " غرضکہ یہہ حرف اسم نکرہ کو معرفہ کردیتا هی اور جب معني معرفہ اس میں شامل ہوتے هیں تو یہہ حرف دو معني دیتا هی ایک یہہ کہ اُس تمام چیز کو شامل هوتا هی جسپر وہ آتا هی جیسے کہ کتاب پیدایش کے پہلے باب کے پہلے ورس میں هاآرص کا جو لفظ هی وہ تمام کرہ زمین کو شامل هی کیونکہ یہہ نہیں هوسکتا کہ خدا صرف کسي خاص ٹکرہ زمین کا بنانے والا هو دوسرے خاص معني اُس لفظ کے لگانے سے حاصل هوتے هیں یعني جسپر یہہ حرف اتا هی اُس کل چیز کو شامل نہیں هوتا بلکہ اُس میں سے کسي خاص چیز پر جو پہلے سے معین اور معلوم هو دلالت کرتا هی خواہ وہ خارج میں موجود هو خواہ صرف ذهن میں موجود جیسے کہ ورسوں مندرجہ † حاشیہ میں لفظ هاآرص اور هادمہ کا آیا هی کہ وهاں تمام کرہ زمین مراد نہیں هی بلکہ خاص زمین جو معین اور معلوم تهي مراد هی پس جن اسموں پر یہہ لفظ داخل هو همکو اختیار هی کہ چاهیں اُس میں اُس تمام چیز کو شامل سمجهیں اور چاهیں اُسکے کسي خاص معین اور معلوم حصہ کو اور اُن میں سے کوئي سے معني لینے صرف قرینہ مقام یا اُس حقیقت پر جو بطور اصلي اور واقعي کے تحقیق هو منحصر هیں *

لفظ شمایم کا بهي خاص معنوں میں مستعمل هوتا هی جیسیکہ ارچ ڈیکن پریٹ صاحب نے کتاب استثنا ۲ — ۲۵ پر بطور سند کے حوالہ کیا هی کہ اس کلام سے (کہ تمام آسمان کے نیچے) تمام کرہ مراد نہو بلکہ صرف فلسطین اور اُسکے قریب کے ملک مراد هوں *

‡ بشپ کالنزو صاحب اسپر یہہ اعتراض کرتے هیں کہ " اسي مقام میں واقعات کا عام هونا ظاهر کرنے کے لیئے صرف یہہ هي کلام نہیں دیا هی بلکہ اُسي مقام منقولہ میں کلام کو صاف اس نظر سے استعمال کیا هی کہ اُس سے تمام روے زمین کي قومیں مراد هوں *

مگر یہہ اعتراض اُنکا صحیح نہیں هی کیونکہ شمایم کے لفظ کا استعمال هاے معرفہ اور بغیر هاے معرفہ دونوں طرح پر آتا هی اور جس جگہہ کہ اُسکے ساتهہ هاے معرفہ موجود هو وهاں هم اُسکے خاص معني لے سکتے هیں پهر اگر اس ورس میں بالفرض خاص معني نہوں تو بهي کچهہ نقصان نہیں هی *

اب میں کہتا هوں کہ اسپر شک لانا ناممکن معلوم هوتا هی (بشرطیکہ بیبل کے کلاموں پر صرف ایک مودب آزادي سے اور نہ ناجایز آزادي سے لحاظ رکها جاوے) کہ کتاب اقدس میں صاف صاف طوفان خاص کا ذکر هی نہ طوفان عام کا *

---

† خروج ۱۰ — ۵ پیدایش ۴۷ — ۱۹ و ۲۳ خروج ۱۰ — ۶ اعداد ۲۲ — ۱۱
استثنا ۴ — ۴ ، ۵ — ۱۶ — ‡ حصہ چہارم صفحہ ۲۰۳ —

هیوملر صاحب اور هیچ کاک صاحب اُسي غلطي میں تھے جس میں هم سب اگلے زمانه میں پڑگئیے تھے مگر اُنکے اس خیال کرنے سے که کتاب اقدس میں طوفان عام کا ذکر هی کتاب اقدس کي حقیقت پر جسکو هم علانیه صرف کتاب اقدس کے لفظوں کی پیروي سے ثابت کررهے هیں اور نه کسي شخص کے قول کي پیروي سے کچهه الزام نهیں آسکتا *

پس جبکه هم ان لفظوں سے خاص زمین یا خاص ملک مراد لیں تو اب همکو کسي مقام میں مشکل نهیں رهتي کیونکه ایسي حالت میں اور مقاموں کے یهه معني بالضرور لینے پڑینگے نه اُسي زمین کے اور اُسي روے زمین کی تمام جاندار چیزیں جنکے نتهنوں میں زندگي کا دم تھا مرگئیں طوفان کے پاني کا اتنا بلند هونا جس سے تمام اونچے پهاڑ جو آسمان کے نیچے هیں غرق هوگئے هوں یا اونچے پهاڑوں کي چوٹیوں پر پندره هاتهه پاني چڑه گیا هو کتاب اقدس سے ثابت نهیں هوتا بلکه پهاڑ ارارات کي بلند چوٹي بهي نهیں ڈوبي تھي بالکه اُسکا نصف بلکه چوتهائي بهي نهیں ڈوبا تھا جیسا که هم آینده بیان کرینگے پس کتاب اقدس سے طوفان کا عام خیال کرنا ایک هماري پراني غلطي تھي جس سے اب هم متنبه هوئے هیں *

یهه تمام مطالب جو میں نے بیان کیئے صرف کتاب اقدس کے لفظوں کے پابند رهنے سے ثابت هوتے هیں چنانچه هدرے اُردو ترجمه سے مطالب مذکوره بخوبي پائے جاتے هیں مگر جو انگریزي ترجمه کتاب مقدس کا هی اور جو بالفعل منظور شده ترجمه کهلاتا هی اُس انگریزي ترجمه میں اُن مطالب کي رعایت نهیں هی جن پر میں بحث کررها هوں اسلیئے مجهکو ضرور پڑا که میں اس مقام پر ان بابوں کے ضروري ضروري ورسونکا ترجمه به پابندي عبري مراد کے لکهه دوں تاکه آینده جو بحث آنے والي هی اُسکي حقیقت اس ترجمه سے واضح هو *

باب ۶ — ۱۱ اور خراب هوگئي وه زمین سامنے خدا کے اور بهر گئي وه زمین بدکاري سے *

باب ۶ — ۱۲ اور دیکها خدا نے اُس زمین کو که اب خراب هوگئي کیونکه مٹا دیا سب بسر (جسم) (بشر) نے رستے اپنے کو اوپر اُس زمین کے *

باب ۶ — ۱۳ اور کها خدا نے نوح کو هر بسر (جسم) (بشر) کا آیا میرے سامنے کیونکه بهرگئي وه زمین بدکاري میرے سامنے کي سے اُنکي اور اب میں مٹا دونگا اُنکو معه اُس زمین کے *

باب ۶ — ۱۷ اور میں اب لانے والا هوں طوفان پانے کا اوپر اُس زمین کے واسطے مٹا دینے تمام بسر (جسم) (بشر) جسکے ساتهه هی روح زندگي کي نیچے سے اُن آسمانوں کے سب جو زمین پر هی مرجاویگا *

باب ۷ — ۴ کیونکه دنوں بعد سات کے میں مینه برسانے والا هوں اوپر اس زمین کے چالیس دن اور چالیس رات اور مٹادونگا میں تمام اُس موجود کو جو بنایا میں نے اوپر سے منهه اِس زمین کے *

باب ۷—۶ اور نوح تھا پیدا ہوا چھہ سو برس کا کہ طوفان ہوا پانی کا اوپر اُس زمین کے *

باب ۷—۱۰ جب ہوئے سات دن تو پانی طوفان کا ہوا اوپر اُس زمین کے *

باب ۷—۱۲ اور تھا مینہ اوپر اُس زمین کے چالیس دن اور چالیس رات *

باب ۷—۱۷ اور تھا طوفان چالیس دن اوپر اُس زمین کے اور بڑھا پانی اور اوٹھا لیا کشتی کو اور بلند ہوا اوپر سے اُس زمین کے *

باب ۷—۱۸ اور زور شور کا ہوا پانی اور بڑھا بہت اوپر اُس زمین کے اور چلی کشتی اوپر منھہ پانی کے *

باب ۷—۱۹ اور پانی کا زور ہوا بہت بہت اوپر اُس زمین کے اور چھپا دیا سب پہاڑوں اونچوں کو جو تھے نیچے تمام اُن آسمانوں کے *

باب ۷—۲۰ پندرہ ھاتھہ اوپر بڑہ گیا پانی اور چھپادیا اُن پہاڑوں کو *

باب ۷—۲۱ اور مرگیا سب جسم جو چلتا اوپر اُس زمین کے معہ اُڑنے والے اور معہ چوپائے اور معہ جانور اور معہ سب رینگنے والے کے جو رینگتا اوپر اُس زمین کے اور سب وہ آدمی *

باب ۷—۲۳ اور مٹا دیا تمام اُس موجود کو جو تھا اوپر منھہ اُس زمین کے آدمی سے چوپایوں تک رینگنے والے تک اور اوڑنے والے آسمانوں تک اور مٹگئے اُس زمین سے اور بچ گیا فقط نوح اور جو تھا اُسکے ساتھہ کشتی میں *

باب ۷—۲۴ اور بڑھا رہا پانی اوپر اُس زمین کے پچاس اور سو دن *

باب ۸—۱ اور یاد کیا خدا نے نوح کو اور سب جاندار کو اور ہر چوپائے کو جو ساتھہ اُسکے تھا کشتی میں اور چلائی خدا نے ہوا اوپر اُس زمین کے اور سوکھہ گئے پانی *

باب ۸—۳ اور گھٹنے لگا پانی اوپر سے اُس زمین کے لوٹ پوٹ کے اور کم ہوا پانی مدت پچاس اور سو دن میں *

باب ۸—۷ اور چھوڑ دیا کوے کو اور نکلا جاتا اور لوٹ آتا سوکھنے تک پانی کے اوپر سے اُس زمین کے *

باب ۸—۸ پھر چھوڑ دیا کبوتری کو اپنے پاس سے دیکھنے کو کیا گھٹا پانی اوپر سے منھہ اُس زمین کے *

باب ۸—۹ اور نہ پائی کبوتری نے جگھہ واسطے کف پا کے اور پھر آئی پاس اُسکی کشتی میں کہ پانی تھا اوپر منھہ تمام اُس زمین کے اور بڑھایا اپنا ھاتھہ اور لے لیا اُسکو اور لے آیا اُسکو پاس اپنے کشتی میں *

باب ۸—۱۱ اور آئي پاس اُسکے کبوتري وقت شام کے اور تھي پکي زیتون کي توتي هوئي اُسکے منھه میں تبھی جانا نوح نے نه گھٹ گیا پاني اوپر سے اُس زمین کے *

باب ۸—۱۳ اور هوا ایک اور چھه سو برس میں پہلے میں پہلي کو مهینے کي سوکھه گئے پاني اوپر سے اُس زمین کے اور اُٹھایا نوح نے پردہ کو کشتي کے اور دیکھا که سوکھه گیا منھه اُس زمین کا *

باب ۸—۱۴ اور مهینے دوسرے میں ستائیسویں دن مهینے کے سوکھه گئي وہ زمین *

باب ۸—۱۷ سب جاندار جو ساتھه تیرے سب جسم سے معه پرند اور معه بهیمه کے اور معه سب رینگنے والوں کے جو رینگتے هیں اوپر زمین کے نکال ساتھه اپنے که کلبلائیں زمین پر اور پھلیں اور بڑھیں اوپر اس زمین کے *

باب ۸—۲۱ اور سونگھي الله نے بو رضامندي کي اور کہا الله نے اپنے دل میں نه پھر لعنت کرونگا بعد اسکے اس زمین کو واسطے آدمي کے کیونکه خیال دل آدمي کا بد هی لڑکپن اُسکے سے نه پھر مارونگا سب زنده کو جیسا کیا میںنے *

باب ۸—۲۲ بعد اِسکے سب دنوں اس زمین کے بونا اور کاٹنا اور سردي اور گرمي اور ربیع اور خریف اور دن اور رات موقوف نه هونگے *

باب ۹—۱ اور برکت دي خدا نے نوح کو اور بیٹوں اُسکے کو اور کہا اُنکو بڑھو اور بھرو اس زمین کو *

تیسري گفتگو طوفان کے خاص هونے کا ثبوت قرآن مجید سے

جاننا چاهیئے که قرآن مجید کي کسي آیت سے طوفان کا عام هونا اور تمام کرہ زمین کا پاني میں ڈوب جانا پایا نهیں جاتا اور نه اُسکي کسي آیت میں تمام دنیا میں طوفان کا آنا مذکور هی اور نه تمام دنیا کے انسانوں کا ڈوب کر مرجانا اُس میں بیان هوا هی بلکه قرآن مجید میں علانیه خاص طوفان کا ذکر هی اور صرف نوح کي قوم کا ڈوبنا بیان هوا هی همارے هاں کے عالموں نے صرف علماے یهود کي پیروي کرکے اور جو کہاني طوفان کي اُنکے هاں چلي آتي تھي اُسکو صحیح سمجھکر بلا لحاظ اسبات کے که قرآن مجید میں جو حقیقت بیان هوئي هی وہ اُسکے برخلاف هی طوفان کا عام هونا تسلیم کیا هی، چنانچه اس مطلب کو هم قرآن مجید کي آیتوں سے ثابت کرتے هیں اب همکو یقین هی که بشپ کالنزو صاحب اسبات کو قبول فرماوینگے که حال کے ترقي یافته علم کي تحقیقات سے بهت پیشتر نئي الهامي زبان نے پراني الهامي کتاب کي مراد کو بخوبي بتادیا تھا که نوح کا طوفان خاص تھا نه عام *

قرآن مجید میں خدا تعالی نے † فرمایا کہ " ہم نے نوح کو بھیجا اُسکی قوم کی طرف نوح نے کہا کہ اے قوم بندگی کرو اللہ کی نہیں ہی تمارے لیئے کوئی معبود سوا خدا کے " اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ عذاب بھی اُسی قوم کے لیئے آیا تھا جسکے لیئے حضرت نوح بھیجے گئے تھے اور پھر خدا تعالی نے ‡ فرمایا کہ " ہمنے مدد کی نوح کی اُس قوم پر جنہوں نے جھٹلایا ہماری نشانیوں کو بیشک وہ قوم تھی بری پس ڈبا دیا ہمنے ان سب کو اکھٹا " اس سے صاف پایا جاتا ہی کہ وہی قوم ڈبوئی گئی جنہوں نے حضرت نوح کا اِنکار کیا تھا اور پھر اللہ تعالی نے § حضرت نوح کو فرمایا کہ " تو مت کہہ مجھہ سے اُن لوگوں کے لیئے جنہوں نے نافرمانی کی کیونکہ وہ ڈوبنے والے ہیں " پس اس آیت سے بھی صرف اُنہی لوگوں کا ڈوبنا معلوم ہوتا ہی جنہوں نے حضرت نوح کی ہدایت کو نہیں مانا اور پھر خدا نے ‖ فرمایا کہ " ہمنے بھیجا نوح کو اُسکی قوم کی طرف کہ ڈرا اپنی قوم کو پہلے اس سے کہ آوے اُنپر عذاب دکھہ دینا " اور جب کہ حضرت نوح کی نصیحت اُنہوں نے نمانی تو حضرت نے دعا مانگی کہ اُنپر طوفان کا عذاب آوے اس سے بھی اسیقدر معلوم ہوتا ہی کہ صرف قوم نوح پر عذاب آیا تھا نہ تمام دنیا پر *

جو لوگ کہ قرآن مجید سے طوفان کا تمام دنیا میں آنا بیان کرتے ہیں وہ صرف دو آیتوں پر استدلال کرتے ہیں اول وہ آیت ہی کہ جب حضرت نوح نے خدا تعالی سے دعا کی کہ " ¶ اے پروردگار مت چھوڑ زمین پر کافروں کا ایک گھر بھی بسا ہوا " حالانکہ اس آیت سے کسی طرح عام ہونا طوفان کا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس آیت میں جو ارض کا لفظ ہی اُسپر بھی الف لام ہی اور کافرین کا جو لفظ ہی اُسپر بھی الف لام ہی پس اس سے صاف ثابت ہی کہ زمین سے وہی زمین مراد ہی جہاں نوح کی قوم رہتی تھی اور کافروں سے وہی مراد ہیں جنہوں نے حضرت نوح کا انکار کیا چنانچہ اسی امر کی تائید اُن تمام آیتوں سے پائی جاتی ہی جو اوپر مذکور ہوئیں - دوسری آیت وہ ہی جہاں خدا نے * فرمایا " اور کیا ہم نے نوح ہی کی ذریت کو بچی ہوئی " میں نہیں سمجھتا کہ اس آیت سے کس طرح تمام دنیا میں طوفان آنے کا استدلال کیا جاتا ہی کیونکہ اس آیت کا مطلب صرف اسقدر ہی کہ جن لوگوں پر طوفان آیا تھا اُن میں سے بجز نوح کی ذریت کے اور کوئی نہیں بچا پھر اس سے

† سورۂ مومنون آیت ۲۳ —
‡ سورۂ انبیا آیت ۷۷ —
§ سورۂ ہود آیت ۳۷ سورۂ مومنون آیت ۲۳ —
‖ سورۂ نوح آیت ۱ —
¶ سورۂ نوح آیت ۲۶ —
* سورۂ صافات آیت ۷۷ —

تمام دنیا پر طوفان کا آنا کیونکر ثابت ہوسکتا ہی حقیقت یہہ ہی کہ ہمارے ہاں کے علماء نے صرف یہودیوں کی پیروی کر کے طوفان کا عام ہونا قرآن مجید سے نکالنا چاہا تھا ورنہ ہمارے قرآن مجید سے عام ہونا طوفان کا نہیں پایا جاتا ہے *

بعض واقعات طوفان کا ذکر جو قرآن مجید میں مندرج ہیں

وہ واقعات طوفان کے جو قرآن مجید میں مندرج ہیں اور ظاہرا ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ اُنکا ذکر توریت مقدس میں نہیں ہی وہ صرف دو واقعہ ہیں یعنی حضرت نوح کے بیٹے کا اور اُنکی بیوی کا بھی طوفان میں غرق ہونا چنانچہ اول ہم اُن آیتوں کو یہاں لکھتے ہیں جن میں وہ بیان ہی *

سورہ ہود میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ " اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور وہ ہو رہا تھا کنارے اے بیٹے سوار ہو ساتھہ ہمارے اور مت ہو ساتھہ کافروں کے کہا اُسنے میں چڑہ جاؤنگا پہاڑ پر بچادیگا مجھکو پانی سے نوح نے کہا کہ کوئی بچانے والا نہیں ہی آج کے دن اللہ کے حکم سے مگر جسپر وہ رحم کرے اور آگئی اُن دونوں میں موج پھر رہ گیا ڈوبنے والوں میں *

سورہ ہود آیت ۴۲ و ۴۳

و نادیٰ نوح ابنہ و کان في معزل یبني ارکب معنا ولا تکن مع الکافرین قال ساوي الی جبل یعصمني من الماء قال لاعاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم و حال بینھما الموج فکان من المغرقین

اور اسی سورہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور پکارا نوح نے اپنے رب کو پھر کہا اے رب میرا بیٹا ہی میرے گھر والوں میں سے اور تیرا وعدہ سچا ہی اور تو حاکموں کا حاکم ہی فرمایا اے نوح وہ نہیں تیرے گھر والوں میں سے اُسکے کام ہیں ناکارہ سو مت پوچھہ مجھہ سے جو تجھکو معلوم نہیں میں بچاتا ہوں تجھکو جاہلوں میں ہونے سے کہا اے رب میرے میں پناہ مانگتا ہوں تجھہ سے یہہ کہ پوچھوں میں تجھہ سے جو معلوم نہو مجھکو اور اگر تو نہ بخشیگا مجھکو اور نہ رحم کریگا تو ہونگا میں ٹوٹے والوں میں سے *

سورہ ہود آیت ۴۵ لغایت ۴۷

و نادیٰ نوح ربہ فقال رب اِن ابني من اھلي و ان وعدک الحق و انت احکم الحاکمین قال ینوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح فلا تسئلن مالیس لک بہ علم اني اعظک ان تکون من الجاھلین قال رب اني اعوذبک ان اسئلک مالیس لي بہ علم و الا تغفرلي و ترحمني اکن من الخاسرین ۔

اِن آیتوں سے بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ سوائے اُن تین بیٹوں کے جنکا ذکر توریت مقدس میں ہی حضرت نوح کے ایک اور بیٹا تھا جو کافروں کے ساتھہ ڈوب گیا *

مگر یہہ خیال غلط ہی حضرت نوح کے کوئی اور بیٹا سوائے اُن تین بیٹوں کے نہ تھا اور یہہ بیٹا جسکا یہاں ذکر ہی حضرت نوح کا بیٹا نہ تھا بلکہ حضرت نوح کی بیوی کا

بیٹا پہلے خاوند سے تھا اور قاین کی نسل سے تھا اور غالباً یہہ بیٹا نعمہ کا تھا جسکا نام کتاب پیدایش باب ۴ ورس ۲۲ میں آیا ہی *

یہہ جو میں نے بیان کیا یہہ صرف میری راے نہیں ہی بلکہ ہمارے ہاں کے مفسر بھی یہی لکھتے ہیں تفسیر کبیر میں ہی کہ وہ جسکو حضرت نوح نے بیٹا کہا حضرت نوح کا بیٹا نہ تھا بلکہ حضرت نوح کی بیوی کا بیٹا تھا اور یہہ قول ہی جناب محمد بیٹے باقر علیہ السلام کا اور حسن بصری کا اور یہہ روایت ہی کہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت محمد بن علی الباقر اور عروہ ابن زبیر اس آیت میں جو مذکر کی ضمیر ہی اور جو حضرت نوح کی طرف پھرتی ہی مونث کی ضمیر پڑھتے تھے تاکہ حضرت نوح کی بیوی کی طرف پھرے اور قتادہ نے کہا کہ میں نے حسن بصری سے حضرت نوح کے بیٹے کا حال پوچھا اُنہوں نے کہا قسم بخدا کہ حضرت نوح کے کوئی بیٹا جو طوفان میں ڈوبا نہ تھا قتادہ نے کہا کہ خدا نے تو قول نوح کا یوں بیان کیا ہی کہ نوح نے اُس بیٹے کو جو ڈوب گیا تھا کہ میرا بیٹا میرے خاندان میں سے ہی اور تم کہتے ہو کہ اُسکے کوئی بیٹا جو ڈوبا نہ تھا حسن بصری نے کہا کہ حضرت نوح نے یہہ نہیں کہا کہ میرا سگا بیٹا بلکہ یہہ کہا کہ میرے خاندان کا بیٹا اور یہہ اُنکا کہنا اُسبات پر دلالت کرتا ہی جو میں کہتا ہوں *

تفسیر کبیر
انہ کان ابن امرءتہ و ھو قول محمد بن الباقر علیہ السلام و قول الحسن البصری و یروی ان علیا رضی اللہ عنہ قراء و نادی نوح ابنہ ابنھا والضمیر لامرتہ و قراء محمد بن علی الباقر و عروہ ابن زبیر ابنہ بفتح الھاء یرید انہ ابنھا الا انھما اکتفیا بالفتح عن الالف و قال قتادہ سالت الحسن عن انہ فقال واللہ ماکان ابنالہ فقال قلت لہ ان اللہ حکی عنہ انہ قال ان ابنی من اھلی و انت تقول ماکان ابنالہ فقال انہ لم یقل انہ ابنی ولکنہ قال من اھلی و ھذا یدل علی قولی —

پس ان روایتوں سے ثابت ہوا کہ یہہ شخص حضرت نوح کا بیٹا نہ تھا اور اسی سبب سے توریت مقدس میں حضرت نوح کے بیٹوں کے ساتھہ اسکا ذکر نہیں ہی جس آیت سے حضرت نوح کی بیوی کا طوفان میں ڈوبنا خیال کیا جاتا ہی وہ یہہ ہی اللہ نے بتائی ایک کہاوت منکروں کے واسطے عورت نوح کی اور عورت لوط کی گھر میں تہیں دونوں دو نیک بندوں کے ہمارے بندوں میں سے پھر نافرمانی کی اُنہوں نے اُنکی پھر نہ دفع کیا اُنہوں نے اُن سے تھوڑا سا بھی عذاب اللہ کا اور حکم ہوا کہ جاؤ دوزخ میں ساتھہ جانے والوں کے *

سورہ تحریم آیت ۱۰
ضرب اللہ مثلا للذین کفروا امرءۃ نوح و امرءۃ لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخانتا ھما فلم یغنیا عنھما من اللہ شیئا و قیل ادخلا النار مع الداخلین —

اس آیت سے لوگ خیال کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی بھی کافروں میں تھی اور وہ بھی غرق ہوئی اور توریت مقدس سے پایا جاتا ہی کہ حضرت نوح کی

بي بي كشتي ميں حضرت نوح كے ساتهه تهي اور أنهوں نے توبهه سے نجات پائي *

مگر سمجهنا چاهيئے كه باوجوديكه اس آيت ميں حضرت نوح كي بيوي كا ڈوبنا صاف صاف بيان نهيں هوا ليكن اگر اسپر بهي أنكا ڈوبنا هي سمجهيں تو أسكے ساتهه هي همكو يهه بات بهي كهني چاهيئے كه همارے هاں كتابوں سے پايا جاتا هي كه حضرت نوح كي دو بيوياں تهيں أن ميں سے ايك بي بي ڈوبي اور ايك حضرت نوح كے ساتهه كشتي ميں گئي چنانچه تفسير كبير ميں ابن عباس سے روايت لكهي هي كه كشتي ميں نوح اور أنكي بيوي سب تهي سواے أس بي بي كے جو ڈوب گئي بعض علماء يهه كهتے هيں كه حضرت نوح كي ايك بي بي نعمه نسل قابين سے تهي اور ايك بي بي اولاد حضرت ادريس سے پس كچهه عجب نهيں كه نعمه كافر هو اور وه ڈوب گئي هو اور اسي سبب سے توريت مقدس ميں أسكا ذكر نكيا هو مگر جب يهه بات ثابت هي كه حضرت نوح كي ايك بي بي بلاشبهه كشتي ميں بهي تو اگر اس آيت سے ايك بي بي كا غرق هونا هي مراد ليا جاوے تو بهي كچهه اختلاف نهيں رهتا *

بشپ كالنزو صاحب كے اعتراضوں كا جواب جو خاص طوفان كي نسبت هيں

† قوله " اگر طوفان كو ايك خاص ملك ميں مانا جاوے تو بهي مشكلات رفع نهيں هوتيں كيونكه يهه بات كه رينگنے والے كيڑے اور گهونگے مغربي ايشيا كے كسي بڑے دايره كے مختلف حصوں سے كشتي ميں رينگ آئے هوں جيسا هوملر صاحب خيال كرتے هيں ايساهي ناقابل قياس هي جيسا كه دنيا كے مختلف حصوں ميں سے آئے هوتے ايك هي چهوٹي ندي أنكے آگے بڑهنے دينے كے ليئے روكاوٹ هوتي " *

مگر جب هم كتاب اقدس پر غور كرتے هيں تو اس اعتراض كي كچهه بهي بنياد نهيں پاتے خدانے فرمايا تها كه طوفان كے آنے سے ‡ جو زمين پر هي مرجائيگا پس جتنے جانور دريائي يا پاني كي پيدايش تهے أنكا كشتي ميں آنا كچهه ضرور نه تها اور جو كه خدا تعالى نے أن جانوروں كے كشتي ميں بيٹهانے كا اسليئے حكم ديا تها كه § وه بهي حضرت نوح كے ساتهه زنده رهيں جسكا مطلب يهه تها كه أنكي نسل آينده كو منقطع نهو اس سے ثابت هوتا هي كه أن حيوانات كا جو از خود بغير تولد و تناسل كے پيدا هوجاتے هيں أنكے ليئے كشتي ميں بيٹهانے كا حكم نه تها چنانچه هماري مذهبي كتابوں ميں بهي صاف لكها هي

---

† حصه چهارم صفحه ۲۰۲ —
‡ باب ۲ — ۱۷ —
§ باب ۲ — ۱۹ و ۲۰ ۷ — ۳ —

كه حضرت نوح نے صرف اُنهي جانوروں كو جو بچه ديتے هيں يا انڈا ديتے هيں كشتي ميں بٹهايا تها پس ايسے جانوروں كا جنكا كشتي تك آنا بشپ كالنزو صاحب دشوار خيال فرماتے هيں كچهه ضرور نه تها *

قوله " نه نوح اُن حصوں كے جنگلي خونخوار حيوانوں كي غذا وغيره كا سرانجام كرسكا هوگا جنميں شير چيتا اور عقاب اور گد تهے " اِس اعتراض سے پهلے بشپ كالنزو صاحب كو يهه بات ثابت كرني چاهئے تهي كه بيشك يهه جانور جنكا وه ذكر كرتے هيں نوح كي كشتي ميں تهے حضرت نوح نے خود تمام جانوروں كو كشتي ميں جمع نهيں كيا تها بلكه خود خدا نے تمام چرند و پرند كو جنكا كشتي ميں بيٹهانا خواه واسطے بقاے نسل كے خواه واسطے اور كسي كام كے جسكي طوفان ميں ضرورت تهي مصلحت سمجها تها حضرت نوح كے پاس بطور ايک معجزه كے جمع كرديا تها چنانچه اِس معجزه كا اِشاره هم خود كتاب اقدس سے پاتے هيں † پس جهاں جهاں كتاب اقدس ميں سب جانوروں اور اُن كے جوڑوں كے داخل كرنيكا حكم هى اُنسے وهي جانور اور جوڑے مراد هيں جنكو خدا نے نوح كے پاس حاضر كر ديا تها پس اگر بشپ صاحب پهلے يهه بات ثابت كرديں كه اُن جانوروں ميں شير اور چيتے اور عقاب اور گد بهي تهے تو شايد اِس اعتراض كرنے كي جگهه هو *

قوله " علاوه اِسكے ايسي حالت ميں كشتي كو پرندوں كے ‡ سات سات جوڑوں سے بهر دينے كي كيا ضرورت هوئي هوگي كيونكه پرندے طوفان كي حدود سے آگے بآساني چلے گئے هونگے " *

آرچ ڈيكن پريٹ صاحب نے اپني كتاب كے صفحه ۵۵ ميں اس مشكل كو اس طرح پر حل كيا هى كه جو جانور نقل مكان نهيں كرتے اُن ميں سے بهت سوں كي عادتوں سے واقف هونے پر ايک معترض كو اسكا بهي يقين هوگا كه اسيقدر كے ايک خاص طوفان ميں جسقدر كه وه هوا هو بهت سي قسميں اُنكي معدوم هوجاتيں ليكن كشتي ميں حفاظت پانے سے نهوئيں كيونكه گرد نواح كي ولايتوں ميں سے وه بهم نه پهونچتيں *

اس جواب كو بشپ صاحب اس طرح پر رد كرتے هيں كه اس وجهه سے اُس ملک محدود كے تمام پرندوں كو كشتي ميں كيوں محفوظ كيا هو كيونكه اُن ميں سے بهت سے اُسكي سرحد كے باهر موجود تهے *

مگر بشپ صاحب نے ابهي يهه بات ثابت نهيں كي كه حضرت نوح نے اُن جانوروں كو بهي كشتي ميں محفوظ كيا تها جو اُس ملک كي جهاں طوفان آيا تها سرحد كے باهر رهتے

---

† باب ۶ — ۲۰ ۷ — ۹ —

‡ باب ۸ — ۳ —

تھی کیونکہ ہم یہہ کہتے ہیں کہ خدا نے ہر قسم کے اُنہی تمام جانوروں کو حضرت نوح کے پاس معجزہ سے حاضر کیا ہوگا جنکی نسل ابھی اُس ملک سے جس میں طوفان آیا تھا اور ملکوں میں نہیں پھیلی تھی اور اس سبب سے اُنکے معدوم ہوجانے کا اندیشہ تھا یا گو اُنکی نسل دوسرے ملک میں تھی مگر وہ ایسی چھوٹی یا ایسی قسم کی تھی جنکا دور و دراز ملکوں میں سے سفر کرکر اُس ملک میں آنا اُنہی وجوہات سے مشکل تھا جن وجوہات سے بشپ صاحب اُنکا حضرت نوح کی کشتی تک آنا مشکل تصور فرماتے ہیں یا اُن کے بنانے سے کوئی اورغرض مثلاً قربانی کی یا خوراک کی یا زمین کی خشکی دریافت کرنے کی یا اور کوئی متعلق تھی *

قولہ " لیکن بلاشبہ زیادہ صاف لفظ بہ نسبت اُنکے جو کتاب اقدس میں یہہ بات ظاہر کرنے کے لیئے مستعمل ہوئے ہیں کہ طوفان عام ہوا بمشکل مستعمل ہوسکتے ہیں † *

ان درسوں میں کوئی لفظ ایسا مستعمل نہیں ہوا جسکے معنی خواہ نخواہ ایسے ہی ہوں کہ طوفان عام ہوا ہمارا یہہ مطلب نہیں ہی کہ ہم خواہ نخواہ کتاب اقدس کے لفظوں کو مروڑیں اور اُسکے علانیہ معنی جیسے کوئی متوسط عقل والا اُنکو سمجھے نہ لیں بلکہ صاف ہمارا مطلب یہہ ہی کہ علانیہ کتاب اقدس کے دوسرے معنی اور اُسی طرح پر جیسا کہ کتاب اقدس کا محاورہ اور استعمال کا طریقہ ہی اور جیسا کہ ایک متوسط عقل کا آدمی سمجھہ سکتا تھا بلکہ بہت زیادہ سادگی اور بے تکلفی سے لیئے جاسکتے تھے اور جو ہماری عقل کے قصور اور ہماری غفلت سے ہمسے چھوٹ گئے تھے اُنکو ہم اختیار کریں ہمکو اسبات میں کہ ہمارے علم الہی کے کسی عالم نے قبل پیش آنے ان مشکلات کے اُن معنوں کی طرف رجوع کی تھی شیخی کرنا اور یہہ بات کہنی کہ بشپ سٹیک صاحب اور پول صاحب نے اس رائے کی تائید مدت پیشتر اس سے کہ قدرت کے علم کی تحقیقات نے اُسکو چاہا کی تھی کچھہ ضرور نہیں بلکہ ہمکو نہایت نیک دلی سے علماء علم جیالوجی کا احسان ماننا چاہیئے کہ اُن کی بدولت ہم اپنی اِس غلطی سے متنبہ ہوئے مگر بیشک اِسبات پر ہم فخر کرسکتے ہیں کہ کلام الہی جسکے ہم وابستہ ہیں کیسا اپنی اصلیت میں صحیح اور سچا ہی کہ جوں جوں علم کی زیادہ ترقی ہوتی جاتی ہی دوں دوں ہم اُسکو اصلی اور صحیح پاتے جاتے ہیں گو کسی وقت میں ہماری کم زور عقل نے اُسکے سمجھنے میں غلطی کی ہو اور گو ہماری یہہ موجودہ حالت بھی کسی غلطی میں ہو اور اُسپر بھی زیادہ تر تعجب بات یہہ ہی کہ باوجودیکہ ہم کیسی غلطی میں پڑگئے تھے یا اب پڑے ہوئے

† باب ۷ — ۱۷ ۶ — ۱۹ ۷ — ۴ ۱۵ ۱۹ ۲۱ لغایت ۲۳ ۸ — ۲۱
۹ — ۱۱ ۱۵ —

ہوں دونوں حالت میں کتاب اقدس ہماری روحانی تربیت کو یکساں فائدہ پہونچاتی ہی *

اگر سادگی اور نیک دلی سے ہم کتاب اقدس کے محاورہ پر غور کریں تو ہم یقین کرسکتے ہیں کہ جو الفاظ کتاب اقدس میں بولے گئے ہیں اُن سے تمام دنیا اور ایسے عام معنی جیسے کہ ہمارے اس زمانہ کے نکتہ‌چین عالم لیتے ہیں مراد نہیں ہیں غور کرو کہ بعد پیدا ہونے حضرت آدم کے جب انسان زمین پر بڑھنے لگا اور اُسکی کثرت ہوگئی اور وہ ہر طرف دور دست ملکوں میں منتشر ہوگئے اور بہ سبب درست نہونے راہوں کے اور نہ واقف رہنے کے سمتوں ملکوں سے اور نہ کافی ہونے وسیلہ سفروں کے اور کثرت سے ہونے جنگلوں کے وہ لوگ آپس سے ایسے جدا ہوگئے ہونگے کہ ایک کو دوسرے گروہ کی کچھہ خبر نہ ملتی ہوگی اور جو گروہ کسی دور دست ملک میں آباد ہوا ہوگا اُس ملک کی اطلاع پہلے گروہ کو مطلق نہوگی پس حضرت نوح اور اُنکی اُمت صرف اُنہی ملکوں سے واقف ہونگے جو اُن کے مسکن کے قریب ہونگے اور جہاں سے آمد و رفت آسانی سے ممکن تھی اور حضرت نوح اور اُنکی اُمت اُسی قدر ملکوں میں جو اُنکو معلوم تھے پرانی دنیا کو محدود سمجھتے ہونگے کیا تم خیال کرسکتے ہو کہ اُس زمانہ میں عدن قدیم کے رہنے والے ہندوستان کے ہمالیہ پہاڑ کی بلند چوٹی کو اور امریکہ کے بڑے پہاڑ کی بلند چوٹی کو جانتے تھے ؟ پس کون تعجب کا مقام ہی کہ اُن لوگوں سے جو تمام دنیا کو صرف چند ملکوں میں محدود سمجھتے تھے ایسے طرز کلام سے گفتگو کیجاوے جس طرح کہ کتاب اقدس میں کی گئی ہی ہم صرف اس طرز گفتگو ہی سے یقین کرسکتے ہیں کہ ایسا عمدہ طرز کلام جو کہ کتاب اقدس نے اختیار کیا ہی ممکن نہیں کہ بغیر رویلیشن کے اختیار کیا جاتا جس زمانہ میں کہ ہمکو امریکہ سے کچھہ واقفیت نہ تھی اور تمام دنیا کو صرف دنیاے قدیم میں محدود سمجھتے تھے اگر کوئی شخص ہمکو اُس واقعہ کی خبر جو صرف دنیاے قدیم میں ہونے والا تھا ان الفاظ سے دیتا کہ تمام ملک جو آسمان کے تلے ہیں اُن میں یہہ ہوگا اور تمام پہاڑوں پر جو آسمان کے تلے ہیں یہہ واقعہ گذریگا اور تمام جانداروں پر جو دنیا میں بستے ہیں یہہ مصیبت پڑیگی تو وہ شخص بلحاظ ہمارے علم کے جنسے وہ مخاطب ہی کسی ناواجب طرز کلام سے گفتگو کرتا ہی ؟ دیکھو کیا عمدہ طرز کلام ہی کتاب اقدس کا کہ باوجود مختلف ہونے ہمارے علم کے ہر شخص اور ہر زمانہ میں بقدر اپنے علم کے اُسکے فائدہ سے محروم نہیں رہا جب کہ ہم دنیا کو صرف ایک ہتھیلی بھر کے عرض و طول میں محدود سمجھتے تھے جب بھی ہم کتاب اقدس سے یکساں روحانی تربیت پاتے تھے اور جب کہ ہمارے علم کو ترقی ہوئی اور ہمنے دنیا کو ایک بہت بڑا وسیع میدان آسمان کے تلے پایا تب بھی اُس سے یکساں

روحانی تربیت پاتے ہیں اور آیندہ کو اگر ہم اس سے اور بھی زیادہ ترقی وسوم دنیا سے واقف ہونگے تب بھی ویسی ہی یکساں روحانی تربیت پاوینگے پس ان وجوہات سے اگر ایک سیدھے اور سادھے طور سے کتاب اقدس کے اُن الفاظ سے جو تمام دنیا پر دلالت کرتے ہیں صرف محدود ملک اور اُسیکے اِنسان اور اُسی کے حیوان مراد لیئے جاویں تو ہمنے طرز کلام کتاب اقدس کے برخلاف کچھہ بھی نکھا ہوتا مگر ہم جانتے ہیں کہ ہمارے زمانہ کے نکتہ چیں عالم کب ہمکو ایسا سیدھا و صاف صاف رستہ چلنے دیتے اس لیئے ہمکو ضرور پڑا کہ ہم علمی گفتگو سے اُنکا مقابلہ کریں اور کتاب اقدس میں اُن سے بھی زیادہ نکتہ چینی کرکے اُسکا خوب امتحان کریں *

اب ہم اُن ورسوں پر متوجہہ ہوتے ہیں جنکو بشپ کالنزو صاحب ؛ واسطے ثبوت عام ہونے طوفان کے پیش کیا ہی اور بعضوں کے نز صرف عمری الفاظ کے مطابق ترجمہ کرنے ہی پر اکتفا کرتے ہیں کیونکہ اُس ترجمہ ہی سے شبہہ رفع ہوجاتا ہی اور بعض کی نسبت بقدر حاجت بحث بھی کی جاتی ہی *

اور میں اب لانے والا ہوں طوفان پانی کا اوپر اُس زمین کے واسطے مٹادینے تمام بسر (جسم) (بشر) جسکے ساتھہ ہی روح زندگی نیچے سے اُن آسمانوں کے سب جو زمین پر ہی مرجاویگا باب ٦ — ١٧ *

اِس ورس میں جو لفظ اُس زمین ہی اُس سے اشارہ ہی اُس خاص ملک کا جسپر طوفان آنیکو تھا اور اُسی خاص ملک کے تمام جسم سے مٹانے کا اور اُسی زمین پر جو تھے اُنہی کے مر جانے کا بیان ہوا ہی ؛ تمام کرہ زمین کا *

اور سب جاندار سے سب جسم سے دو دو سب سے لا تو طرف کشتی کے تاکہ زندہ رہیں ساتھہ تیرے نر و مادہ ہوویں وہ باب ٦ — ١٩ *

جسکہ یہہ بات معلوم ہوئی کہ طوفان ایک خاص ملک میں جسکی طرف خدا نے اشارہ کیا تھا آنے والا تھا تو جن جانداروں کے کشتی میں رکھنے کا حکم دیا وہ اُسی ملک کے جانور تھے اور سر و ...دہ رکھنے سے صاف پایا جاتا ہی کہ اُنکی نسل کا برقرار رکھنا منظور تھا پس کشتی میں وہی جانور لائے گئے ہونگے جنکی نسل اُس ملک کے سوا دوسرے ملکوں میں نہ پھیلی تھی یا کسی اور سببوں سے بعد کو اُنکا اس ملک میں آنا اور اُنکی نسل کا پھیلنا دشوار تھا *

کیونکہ دنوں بعد سات کے میں مینہ برسانے والا ہوں اوپر اس زمین کے چالیس دن اور چالیس رات اور مٹاونگا میں تمام اس موجود کو جو بنایا میں نے اوپر سے منہہ اس زمین کے باب ٧ — ٤ *

اس تمام ورس میں ہر جگہہ خاص ملک اور خاص چیز کی طرف اشارہ ہی پس صرف اسکا صحیح ترجمہ ہی اسبات کے ثبوت کو کافی ہی کہ طوفان عام نہ تھا *

اور آئے پاس نوح کے تابوت (یعني کشتي) میں دو دو سب اجسام جو رکھتے تھے روح زندگي کي باب ۷ - ۱۵ *

سچ هی که جس ملک میں طوفان آنے کو تھا اُس ملک کے سب حیوان اُن هي شرطوں اور اُنهي قیدوں سے جو اوپر مذکور هوئیں بطور ایک معجزہ کے جیسا که کتاب اقدس همکو دایت کرتي هی حضرت نوح کے پاس آئے مگر اس سے طوفان کا عام هونا ثابت نهیں هوتا *

اور پاني کا زور هوا بهت بهت اوپر اُس زمین کے اور چھپا دیا سب پهاڑوں اونچوں کو جو تھے نیچے آسمانوں کے باب ۷ - ۱۹ *

اس میں بھي اشارہ اُس خاص ملک کي طرف هی جس میں طوفان آیا تھا صرف ایک لفظ (یخسو) کا جسکے معني هیں چھپا دیا اُسپر بحث کرني باقي هی مگر اسکے یهه معني سمجھنے که زمین کے اوپر اسقدر پاني اونچا هوا که اونچے پهاڑ بھي اُس میں غرق هوگئے ایک غلطي هی بلکه اسکے معنی صاف یهه هیں که مینه ایسا زور شور سے موصلا دهار برستا تھا که اُس نے اونچے پهاڑوں کو بھي جو آسمان کے تلے تھے چھپالیا تھا یعني بلند پهاڑ بھي کثرت مینه سے نظر نه آتے تھے *

اکثر جگهه کتاب اقدس میں اس لفظ کا چھپا دینے کے معنوں میں ایسي هي چیز پر استعمال هوا هی جو اوپر سے اُس کو کسي شی کو نظر سے چھپا دے کتاب خروج باب ۲۴ - ۱۵ میں لفظ یخسی کا هی اور ابر نے جو پهاڑ کو چھپا دیا تھا اُسپر بولا گیا هی اور اسي باب کے سولهویں ورس میں لفظ یخسهو کا هی اور وهاں خدا کے جلال کا پهاڑ سیني پر اوترنے اور اُسکے ابر سے چھپ جانے پر بولا گیا هی اور اسي کتاب کے باب ۱۰ - ۵ میں خسه کا لفظ ٹڈي اور ٹڈیوں نے اوترکر جو زمین کو آنکهه سے چھپا دیا تھا اُسپر بولاگیا هی اور اُسي باب کے ورس ۱۵ میں یخس کا لفظ اُنهي معنوں میں اور کتاب اعداد باب ۲۲ - ۵ و ۱۱ میں لفظ خسه اور یخس کا آدمیوں کي کثرت سے زمین کے چھپ جانے پر بولا گیا هی پس اس مقام میں بھي جس میں هم بحث کر رهے هیں اس لفظ سے یهه مراد سمجھني که زمین کے پاني نے پهاڑوں کو غرق کردیا تھا ضروري نهیں هی *

اور مرگیا سب جسم جو چلتا اوپر اُس زمین کے معه اوڑنے والے اور معه چوپائے اور معه جانور اور معه سب رینگنے والے کے جو رینگتا اوپر اُس زمین کے اور سب وہ آدمي باب ۷ - ۲۱ *

سب جو که سانس روح زندگي کي اُسکي ناک میں تھي هر ایک سے جو تھا خشکي میں مرگیا باب ۷ - ۲۲ *

اور مٹا دیا تمام اُس موجود کو جو تھا اوپر منهه اُس زمین کے آدمي سے چوپایوں تک رینگنے والے تک اور اوڑنے والے آسمانوں تک اور مٹ گئے اُس زمین سے اور بچ گیا فقط نوح اور جو تھا اُسکے ساتهه تابوت یعني کشتي میں باب ۷ - ۲۳ *

اِن تینوں ورسوں میں جو کچھہ بیان ہوا ہی خاص اُس ملک کی طرف اشارہ ہوکر بیان ہوا ہی جس میں طوفان آیا تھا پس ان ورسوں سے بھی عام ہونا طوفان کا ثابت نہیں ہوتا *

اور سونگھی اللہ نے بو رضامندی کی اور کہا اللہ نے اپنے دل میں پھر نہ لعنت کرونگا میں بعد اِسکے اس زمین کو واسطے آدمی کے کیونکہ خیال دل آدمی کا بد ہی لڑکپن اُسکے سے اور نہ پھر میں بعد اِسکے مارونگا سب زندہ کو جیسا کیا میں نے باب ۸ — ۲۱ *

اس ورس سے بھی اُس خاص ملک کی طرف اشارہ ہی جس میں طوفان آیا تھا اِسلیئے یہہ ورس بھی عام طوفان ہونے کی دلیل نہیں ہوسکتا *

اور قایم کیا میں نے اپنے عہد کو ساتھہ تمھارے کہ نہ منقطع کیا جائیگا سب جسم پھر پانی سے طوفان کے اور نہ ہوگا پھر طوفان واسطے مٹانے اس زمین کے باب ۹ — ۱۱ *

اس ورس میں لفظ ارض کے ساتھہ ہاے ہوز نہیں ہی اور ایسی حالت میں بلحاظ قرینہ مقام کے کسی خاص ملک کا بھی مراد لینا ایسا ہی صحیح ہی جیسے کہ کل کرہ زمین کا مراد لینا درست ہی اور جب کہ متعدد مقاموں میں ایک خاص ملک میں طوفان ہونے کا اشارہ ہوچکا ہی تو اس ورس میں بھی لفظ ارض سے وہی خاص ملک مراد لیئے جاوینگے اور حاصل اس ورس کا اسقدر ہوگا کہ جن ملکوں میں حضرت نوح کے وقت میں طوفان آیا تھا پھر اُن ملکوں میں ایسا طوفان نہیں آنے کا *

اور یاد کرونگا میں اپنے عہد کو جو ہی درمیان میرے اور درمیان تمھارے اور درمیان سب جان جیتی کے معہ ہر جسم کے اور نہوگا پھر پانی واسطے مٹانے سب جسم کے باب ۹ — ۱۵ *

اس عہد کی اصلی حقیقت جسکا ذکر اس ورس میں ہی اسی باب کے سولھویں ورس کی تفسیر میں ہمنے بیان کی ہی جس سے واضح ہوتا ہی کہ اس ورس کو نہ عام ہونے طوفان سے کچھہ علاقہ ہی اور نہ خاص ہونے طوفان سے پس اس ورس کو ان دونوں میں سے کسی کے ثبوت میں لانا درست نہیں ہی *

قولہ † اسپر شک لانا ناممکن معلوم ہوتا ہی (بشرطیکہ بیبل کے صرف کلاموں پر اور نہ نااعتمادی پر لحاظ رکھا جاوے جو اُس حالت میں بیانات پر آئیگی جیسا کہ ہوملر صاحب اور ہیچک کوکھہ صاحب سے اطلاع یافتہ جیالوجست نے اقرار کیا ہی) کہ کتاب اقدس میں صاف صاف طوفان عام کا ذکر ہی نہ خاص کا *

یہہ بات بالکل نادرست ہی اگر ہم نہایت سادگی سے کتاب مقدس کو دیکھیں اور خواہ نکتہ چیں نظر کریں دونوں حالت میں طوفان کا عام ہونا کتاب اقدس سے پایا نہیں جاتا

† جلد چار صفحہ ۱۰۳ —

جیسا کہ میں نے بیان کیا اس میں کچھہ شک نہیں کہ عام ہونے طوفان کی کہانی بغیر کسی تحقیق کے مبالغہ سے مشہور چلی آتی تھی کتاب اقدس کے بلاشبہہ الفاظ ایسے تھے کہ دونوں مراد میں لیئے جاسکتے تھے اگلے عالموں نے کتاب اقدس کے الفاظ کو بغیر کسی نکتہ چینی نظر کے اُس مشہور داستان کی طرف منتقل لیا اور پھر غلطی سے اُسیکو سچ جانا مگر ہم احسان مند ہیں علم جیالوجی کے عالموں کے جنکی سعی اور کوشش سے ہم اس غلطی سے خبردار ہوئے مگر جب ہمنے آنکھہ کھولکر دیکھا تو کتاب اقدس کو بھی تحقیقات علمی کے مطابق پایا اور اس سبب سے ہمارے ایمان نے کلام الہی میں زیادہ استحکام پایا پھر کہنا جو غلطی ہماری سمجھہ یا ہماری تحقیقات کی تھی وہ کتاب اقدس پر رکھی جاویگی *

میری کتاب کے پڑھنے والے زیادہ تر تعجب اُسوقت کرینگے جب یہہ دیکھیں گے کہ ہمارے قران مجید سے صاف صاف پایا جاتا ہی کہ طوفان خاص قوم حضرت نوح پر تھا مگر ہمارے ہاں کے عالموں نے طوفان کی بے سند مشہور کہانیوں پر دھوکا کھاکر کس کس مشکل سے طوفان کے عام ہونے کا اثبات چاہا ہی اور کیسی بیفائدہ کوشش کی ہی پھر کیا اُن لوگوں کی غلطی میں پڑنے سے جبکہ ہمنے اُن کا غلطی میں پڑنا دریافت کرلیا اُس غلطی کا الزام قران مجید پر رکھہ سکتے ہیں *

بیری صاحب نے بھی جیسا کہ اوروں نے غلطی سے یہہ کہا کہ کتاب پیدایش باب ۷ - ۱۹ و ۲۰ میں بالتحقیق عام طوفان کا ذکر ہی کیونکہ ابھی میں بیان کرچکا ہوں کہ ورس ۱۹ سے عام طوفان کا ہونا ثابت نہیں ہی اسی طرح ورس ۲۰ سے بھی عام ہونا طوفان کا نہیں پایا جاتا کیونکہ اُس ورس سے یہہ خیال کرنا کہ اونچے پہاڑوں سے بھی پندرہ ہاتھہ پانی اونچا ہوگیا تھا ایک غلطی میں پڑنا ہی پہلے ورس میں بہت زور شور سے مینہ کے برس نے کا بیان تھا اور اُس میں صرف یہہ نتیجہ بیان ہوا تھا کہ ایسے زور شور سے موصلا دھار مینہ برسا کہ اونچے پہاڑ بھی دکھائی دینے سے رہگئے مگر درحقیقت ایسے زور کے مینہ برسنے سے دو نتیجے ہوئے تھے ایک بلند ہوجانا پانی کا زمین پر جس سے تمام جاندار اُس زمین کے ڈوب گئے دوسرے نہ دکھائی دینا پہاڑوں کا بسبب کثرت مینہ کے اسلیئے بیسویں ورس میں اِن دونوں نتیجوں کو ایک ساتھہ بیان کیا ہی پس اس ورس کو اسی طرح پر پڑھنا چاہیئے کہ ایسا زور سے مینہ برسا کہ پندرہ ہاتھہ پانی زمین پر چڑھ گیا اور ایسا موصلا دھار مینہ برسا کہ اُسکے متصل دھاروں کے سبب پہاڑ بھی نہیں دکھائی دیتے تھے *

کتاب اقدس میں ارارات کے پہاڑ پر کشتی کے تہرنے کا ذکر ہی مگر یہہ مذکور نہیں ہی کہ اُسکی چوٹی پر کشتی تہری تھی بلکہ قران مجید میں ارارات اُس پہاڑ کا جسپر کشتی تہری تھی جودی نام ایا ہی اور ہمارے ہاں کے عالموں نے تحقیق کیا ہی کہ جودی ارارات کے سلسلہ میں سب سے چہوتا پہاڑ ہی جسکو ہم ٹیلا یا ٹیکری کہہ سکتے ہیں

كچهه شبهه نهيں كه كشتي پاني پر تهرتي پهرتي تهي اور پهاڑ ارارات كي كشش سے جو طوفان كے پاني سے بهت اونچا نكلا هوا تها أسكي طرف كهنچتي جاتي تهي يهاں تک كه أسكے قريب كسي ايسے مقام پر پهونچي جهاں كوئي چهوٹا سا پهاڑ پاني كے اندر آگيا تها اسليئے ارارات كي أس پهاڑي پر كشتي ٹهر گئي صرف اتني هي بات كتاب اقدس سے ثابت هوتي هى اسليئے ورس بيس كے يهه معني ليني نچاهيئيں كه پهاڑ كے اوپر پندره هاتهه پاني چڑه گيا تها بلكه يهه معني ليني چاهيئيں كه صرف زمين پر پندره هاتهه پاني چڑه گيا تها *

جس لفظ كا ترجمه هاتهه كيا گيا هى وه عبري لفظ امه هى جو كوبت كهلاتا هى اس پيمانه كي مقدار مختلف تهي مگر اس مقام پر جو مينه كي كثرت اور پاني كي نهايت كا ذكر هى اس سے معلوم هوتا هى كه يهاں وهي پيمانه مراد هى جو سب سے بڑا تها اور جسكي مقدار نو فيٹ سے زياده تهي پس اگر هم أسكو نو هي فيٹ كا قرار ديں تو معلوم هوتا هى كه أس ملک ميں صرف ۱۳۵ فيٹ پاني بلند هوگيا تها مگر ميري راے ميں وه پيمانه كسي طرح باره فيٹ سے كم كا قرار نهيں ديا جاسكتا اور اسليئے ميں بلندي پاني طوفان كي ۱۸۰ فيٹ قرار ديتا هوں پس اسقدر پاني كے بلند هوجانے سے جسقدر ملک ڈوب سكتے تهے اور جسقدر پهاڑ أس ملک كے غرق هوسكتے تهے أتنے هي ڈوبے تهے نه أس سے زياده *

يهه مت كهو كه اگر سب پهاڑ پاني ميں نهيں ڈوبے تهے تو حيوانات اور انسان نے اونچے پهاڑوں پر پناه ليكر كيوں نه اپنے تئيں محفوظ كيا كيونكه جس زور شور سے موصلا دهار چاليس دن اور چاليس رات تک برابر مينه برستا رها ممكن نه تها كه كوئي جاندار آسمان كے تلے كسي مقام پر اپني زندگي بچا سكے علاوه اسكے جس زور شور سے پاني كي طغياني دفعتاً زمين سے اور آسمان سے هوئي كسي جاندار كو كسي مامن تک پهونچنے كي فرصت نهيں مل سكتي اور يهه بات هم ادنى ادنى سي طغياني آب ميں ديكهتے هيں *

بيرن صاحب كا يهه كهنا بهي كه همكو اطلاع دي گئي هى كه زمين پر پاني پهيلا مگر يهه بات كه آيا وه تمام كره پر پهيلا يا أسكے صرف أس حصه پر جسپر انسان آباد تهے همكو معلوم نهيں صحيح نهيں هى كيونكه همكو كتاب اقدس اشاره كركر بتاتي هى كه خاص أس ملک ميں يعني جهاں كه نوح اور أسكے لوگ آباد تهے طوفان آيا تها *

قوله " كتاب اقدس ميں مندرج هى كه تمام جاندار چيزيں مرگئيں جو زمين پر چلتي تهيں وه سب جنكے نتهنوں ميں حيات كا دم تها وه سب جو خشک زمين پر تهے هر جاندار چيزيں جو روے زمين پر تهيں *

کتاب اقدس میں یہہ نہیں ہی جو مذکور ہوا بلکہ یہہ ہی کہ " مرگیا سب † جسم جو چلتا اوپر اُس زمین کے اور جو رینگتا اوپر اُس زمین کے سب جو ‡ کہ سانس روح زندگی اُسکی ناک میں تھی ہر ایک سے جو تھا خشکی میں § مٹادیا تمام اُس موجود کو جو تھا اوپر منہہ اُس ... کے *

بلاشبہہ میری صاحب نے غلطی کی جو یہہ سمجھا کہ نسل انسان کی اور جو حیوان اُنکی خدمت کے لیئے دیئے گئے تھے وہ ابھی تک باغ عدن کے گرد کی زمین کے ایک محدود حصہ ہی میں پھیلے ہونگے مگر کیا اُنکے اس غلط خیال سے کتاب اقدس میں جو سچی حقیقت ہی وہ غلط ہوجاویگی *

قولہ " ہمنے عرض کیا کہ طوفان خاص ہوا اور بجاے آٹھہ ہزار قسموں پرندوں اور حیوانوں کے سواے کیڑے مکوڑوں کے صرف آٹھہ سو بلکہ ایک تہائی یعنی اسی قسموں کی حاجت کشتی میں رکھنے کی ہوئی اور کہ اُن میں بیس قسمیں پاک تھیں اور سات بابات اس حساب سے بھی کل تعداد جانوروں کی جو کشتی میں رکھے گئے چار سو ہوتی ہی اب ہر کوئی عام سمجھہ کا آدمی خیال کرسکتا ہی کہ ایسے مکان کی کیا حالت ہوئی جس میں تمام قسموں کے چار سو جانور تنگ مقام میں بند ہوکر اُسی حالت میں بارہ مہینے سے زیادہ عرصہ تک رہے ہوں اول ہم خیال کریں کہ نوح اور اُسکی بیٹوں اور اُسکے بیٹے اُن چار سو جانوروں کو جنکو دو با تین دفعہ کھلانا اور پلانا ضرور پڑتا ہوگا کھلاتے پلاتے رہے اور ہر روز نیا دانا گھانس دیتے اور باسی سڑے ہوئے کو برابر صاف کرتے رہے ہونگے علاوہ اسکے اس طرح سے ایک جگہہ بند رہنے سے جہاں بمشکل اُن تک روشنی اور ہوا پہونچتی تھی تھوڑے ہی عرصہ میں کشتی کا ہر حصہ خبیث مادہ اور غلاظت اور بخارات کے سبب سے آلودہ ہوگیا ہوگا *

لیکن کہو کہ ایک معجزہ سے جہاز صاف رہا ہوگا اور ہوا خالص اور جانور باوجود بند ہونے اور روشنی اور ہوا نہ پانے کے تندرست رہے ہونگے ہاں بلاشبہہ بے حد معجزوں کو زیادہ طور تصرف سے خارج از قیاس ہی اور اس طرح ماننے کو کتاب اقدس کے ساتھہ سوجب ... زیادہ موجب تصور ہو باوجودیکہ اس معاملہ کی صاف صاف حقیقتوں کو اور ایک

† باب ۷ — ۲۱ —
‡ باب ۷ — ۲۲ —
§ باب ۷ — ۲۳ —

مضمون اور اُجلی روشنی یا معنی کو پڑھنے والے کی آنکھوں کے روبرو رکھنے میں کوشش کر رہا ہوں اور جہاں تک مجھ سے ہو سکے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں اور مجھکو اسبات کے بھی کہنے سے باز رہنا نہ چاہیئے کہ میں کتاب اقدس سے ناجایز آزادی سے پیش آرہا ہوں کہ میں ایک تمام اور با لطیف قسم کی نکتہ چینی عمل میں لا رہا ہوں اور ساتھ ایک کامیاب کمیٹہ دشمن کے کتاب اقدس کی تفصیلوں پر مدام گفتگو کر کے خوش ہو رہا ہوں " *

یہہ تقریر جو بشپ کالنزو صاحب نے کی اُنکے مطلب کو ثابت نہیں کرتی جانور جو کشتی میں بٹھائے گئے تھے اُنکی تعداد کتاب اقدس میں مذکور نہیں ہی نہ ہم ابھی اسبات کے قرار دینے کے قابل ہوئے ہیں کہ کشتی میں آٹھہ ہزار قسموں کے جانور تھے یا آٹھہ سو کے یا آٹھہ ہزار اُسی کے نہ اسبات کے قرار دینے کے اب تک قابل ہوئے ہیں کہ اُن میں کتنی قسموں پاک اور ساتھہ ناپاک تھیں جانور جو کشتی میں بٹھائے گئے بالشبہہ معجزہ سے حضرت نوح کی کشتی میں آئے تھے کیونکہ اُس معجزہ † کا اشارہ ہم خود کتاب اقدس میں پاتے ہیں اور بالنتیجہ اُنکی نسل باقی رہنے کو وہ زندہ رکھے گئے تھے پس کچھہ شک نہیں کہ صرف وہی جانور کشتی میں تھے جنکی نسل مقرر صرف اُنہی ملکوں میں تھی جہاں طوفان آیا تھا یا اُس قسم کے جانور تھے جو اُس ملک سے فنا ہوجانے کے بعد بطور نیچر کے اُنکا دور دست ملکوں سے وہاں آنا غیر ممکن تھا یا جن سے کوئی خاص مطلب تھا پس اول بشپ کالنزو صاحب کو اُن قسموں کی تعداد کا ثابت کرنا چاہیئے جنکی نسل بعد طوفان میں اُن ملکوں سے جہاں طوفان آیا تھا دوسرے ملکوں میں موجود نہ تھی اور پھر کشتی میں جسقدر جانور تھے اُنکی تعداد قرار دینی چاہیئے مگر اُنہوں نے ایسا نہیں کیا اور صرف اپنے بے بنیاد خیال پر کتاب اقدس پر اعتراض کیا پاک اور ناپاک جانور جنکا ذکر کتاب اقدس میں ہی معلوم ہوتا ہی کہ اُس سے حلال و حرام مراد ہیں پس اُنکی تعداد قرار دینے میں بھی اولاً ثابت کرنا چاہیئے کہ آدم و نوح کے وقت میں کون کون سے جانور حلال تھے مگر بشپ کالنزو صاحب اسکا بھی ثابت کرنا بھول گئے ہیں *

میں ہرگز اسبات کی حمایت نہیں کرتا کہ ہر مشکل جگہہ پر کہدیا جاوے کہ یہہ کام معجزہ سے ہوا تھا اور عقل اور سمجھہ کو جو خدا نے ہم کو دی ہی بالکل معطل کردیا جاوے بلکہ میں اُنہی مقاموں پر معجزہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جہاں خود کتاب اقدس میں اُسکا معجزہ سے ہونا بیان ہی یا کسی قوی دلیل سے اُسکا معجزہ سے ہونا پایا جاتا ہی اور جہاں کہ خود خدا تعالیٰ نے کسی کام کو بدون اسباب نیچر کے کرنا چاہا ہی وہاں بھی

† باب ۷ — ۱۵ —

معجزہ کا کہنا نہیں چاہتا اور شاید میرا یہہ طریقہ . ایسا ہو کہ کتاب اقدس کا ادب اور عقل کا کام دونوں اُس میں اعتدال سے پورے ہوتے ہوں لیکن اُس مقام پر مجھکو یہہ بات بھی ضرور ہی کہ کشتی کا اور کشتی کے سواروں کا بچنا گو اُنکی کتنی ہی تعداد ہو بلاشبہہ معجزہ سے ہوا تھا کیونکہ خود کتاب اقدس سے ایسا ہونا معجزہ سے † ثابت ہوتا ہی *

میں کسی طرح اسبات پر رضامند نہیں ہوسکتا کہ کتاب اقدس اور تمام ہولی سکرپچرز کو یہاں تک کہ قران مجید کو بھی نکتہ چین نظر سے ندیکھا جاوے کیا کوئی یہہ کہہ سکتا ہی کہ وہ شریف چیز یعنی عقل جو خدا نے ہمکو دی ہی معطل رکھنے کے لیئے دی ہی کیا ہم (جو ایسا کرسکتے ہوں) بغیر اسکے کہ ہولی سکرپچرز کو ایک نہایت عمیق اور نکتہ چین نظر سے اُمتحان نکرلیں اور اپنا دلی یقین اُسپر نہ بٹھالیں کرشچن یا مسلمان ہوسکتے ہیں یا ہمارے لیئے خدا کے سامنے (اگر ہم خود غور و فکر کرکے اپنا ایمان مضبوط کرنے کے لایق ہیں) صرف اتنی بات کہ ہمارا باپ دادا کرشچن یا مسلمان تھا اسلیئے ہم بھی کرشچن یا مسلمان ہوئے اُن نتیجوں کے حاصل کرنے کو جب کہ ہم خود (درصورت لایق ہونے کے) اپنے ایمان کو مضبوط کرسکتے تھے کافی ہوگی ؟ مگر بے شک میں یہہ بات چاہتا ہوں کہ اُن مقدس تحریروں پر نیک دلی اور موجب آزادی سے نظر کی جاوے نہ ناجایز آزادی سے کتاب اقدس پر اگر اس طرح سے نظر کی جاوے تو بے شک اتنی بات پائی جاتی ہی کہ اگرچہ بلاشبہہ وہ کلام الٰہی ہی مگر اُسکو انسان نے گو وہ نبی اور صاحب الہام ہی ہو لکھا ہی *اور نیز اُس میں' اور حالات بھی جو واسطے پورا کرنے اُس سلسلہ کے جو اصلی کلام الٰہی سے علاقہ رکھتا تھا یا جو اصلی کلام الٰہی کی مراد ظاہر کرنے کے لیئے معاون تھا داخل ہیں خواہ وہ حالات بھی بذریعہ الہام کے لکھے گئے ہوں خواہ اگلی مقدس تحریروں سے نقل کیئے گئے ہوں یا اور کسی طرح پر شامل ہیں جنکو ہم نہایت ادب سے متن اور روایت ‡ کرکر تعبیر کرتے ہیں اور یقین جانتے ہیں کہ پہلے تکرہ میں غلطی کا احتمال نہیں اور پھر یہہ بھی خیال کرتے ہیں کہ وہ مقدس تحریریں نہایت قدیم زمانہ کے لوگوں کی تعلیم کو جبکہ علم نے کچھہ بھی روشنی نہیں پائی تھی لکھی گئی ہیں اور یہہ کہ ایسے الفاظ اور محاورہ میں جو لوگوں کے استعمال میں تھے اور جن سے لوگوں کے دل پر اثر ہوتا تھا اور جس سے وہ خدا کی طرف رجوع کرسکتے تھے مگر نہ کوئی جھوٹا قصہ اور بنائی ہوئی کہانی اُس میں داخل تھی البتہ بعض بعض

---

† باب ۷ — ۱۸ —

‡ دیکھو میری تفسیر کا پہلا حصہ

دقیق باتوں کو جنکو اب تک ترقی یافتہ علم کا زمانہ نہیں سمجھہ سکتا اور نہ آگے کو سمجھیگا گو کیسی ہی ترقی ہمارے علم کی ہوجاوے بطور مثال اور تشبیہہ اور استعارہ کے بیان ہوا کیا ہی اور پھر متواتر نقلیں ہونے سے اور ٹیکسٹ ریڈنگ کے تبادل ہوجانے سے اصلی الفاظ کے دریافت کرنے کی جدا مشکل میں جا پڑے ہیں پس ہماری نیک دلی کا مقتضی یہہ تھی کہ ہم اُن تمام حالات کو پیش نظر رکھہ کر ہولی سکریپچرز پر نکتہ چینی کی نظر کریں اور ایسا کرنے میں بجز نیک دلی کے جسکا ہر شخص کو پابند رہنا چاہیئے کچھہ اور زیادہ ہم ہولی سکریپچرز کے ساتھہ نہیں کرتے کیونکہ ہم اپنی روز مرہ کی تحریروں کو بھی اسیطرح نیک دلی سے دیکھتے ہیں پھر کوئی وجہہ نہیں ہی کہ ہم ہولی سکریپچرز پر نکتہ چینی نظر کرنے کے وقت اُن تمام حالات کو جنہوں نے ہولی سکریپچرز کو گھیر رکھا ہوا بالکل مٹادیں اور موجب آزادی کو چھوڑ کر ناجایز آزادی سے پیش آویں ہم اسبات سے کچھہ رنجیدہ نہیں ہیں کہ بشپ کالنزو صاحب نے کوئی تاریخانہ غلطی ہولی سکریپچرز میں نکالی ہی (اگر وہ نکال سکیں) بلکہ ہم اسبات پر افسوس کرتے ہیں کہ وہ اُس موجب آزادی سے اگر بالکل نہیں تو قریب قریب تمام کے الگ ہوگئے ہیں میں عموماً عیسائیوں کی نسبت نہیں کہتا بلکہ بلالحاظ اُن اصول کے جو میں نے ہولی سکریپچرز کی نسبت قایم کیئے ہیں اور جنکی نسبت میں سمجھتا ہوں کہ بے شک وہ مسلمانوں کے مذہب کی رو سے درست ہیں اور نیز اکثر علماے عیسائی کا بھی ایسا ہی عقیدہ پاتا ہوں میں علانیہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر کوئی تاریخانہ غلطی ہولی سکریپچرز میں نکلے (اگر کوئی ایسی ہو) وہ کسی طرح ہولی سکریپچرز کو نا معتبر نہیں ٹھہرا سکتی جب تک کہ متن پر کوئی ایسی غلطی ثابت نہو جسکا ثابت ہونا یقینی غیر ممکن ہی پس مجھکو کیا ضرورت تھی کہ اگر بشپ کالنزو صاحب نے کوئی تاریخانہ غلطی کتاب اقدس میں نکالی تو میں اُسکے جواب پر متوجہہ ہوں مگر میں یہہ کہتا ہوں کہ بیبل کو بت بناکر نہیں بلکہ اُسی نیک دلی اور موجب آزادی سے اگر بیبل پر نکتہ چینی نظر کی جاوے تو وہ تاریخانہ غلطیاں بھی جنکو بشپ کالنزو صاحب غلطیاں کہتے ہیں غلطیاں نہیں ہیں بلکہ ہمنے خود اپنی غلطی سے اُنکو غلط سمجھا تھا اور صحیح جانا تھا اور اب ہماری آزادی اور نیک دلی یہہ ہی کہ جن غلطیوں میں ہم پھنسے ہوئے تھے بلالحاظ اسکے کہ ہمارے بزرگ یوں ہی کہتے چلے آئے ہیں اُن سے ہم نکلیں اور موافق حال کی ترقی یافتہ علوم کے از سرنو اُسی نیک دلی اور موجب آزادی سے کتاب اقدس پر نکتہ چینی نظر کریں اور یہی باعث ہی جو میری تفسیر کا پڑھنے والا جابجا میری تفسیر میں پاویگا کہ میں کچھہ پابند نہیں رہا ہوں اُن قولوں کا جنکو یہودی عالم یا عیسائی عالم یا مسلمان عالم بلا تحقیقات بطور باپ دادا کے

قبرت کے ماننے چلے آئے ہیں بلکہ میں پابند رہا ہوں صرف ہولی سکرپچرز کا اور سچ کا اور سچے خدا کا جس نے ہمکو صرف سچ پر چلنے کے لیئے نبی بھیجے اور اپنی سچی ہدایتیں اوتاریں *

قولہ " یہہ امر بہت ضرور ہی کہ منامل شخصوں کی توجہہ کو روز مرہ کی استعمالی نظر سے ان باتوں کی طرف کھینچا جاے اور کہ اُنکو اپنے واسطے کتاب اقدس کے حالات پر خیال کرنے کی اور اپنے واسطے یہہ دیکھنے کی رغبت دلائی جاوے کہ ایسے طوفان کا خیال جیسا پیدایش کے ان بابوں میں مذکور ہوا ہی خواہ اُسکو عام لحاظ کیا جاوے یا خاص یکساں ناقابل یقین اور نا ممکن ہی پس اگر ایسا ہو تب بھی صاف لازم آویگا کہ نوح کے طوفان پر صرف اس وجہہ سے کہ اُسکو بیبل میں ایسا لکھا ہی خود ایسا یقین لانا یا اورونکو یقین کرانا کہ وہ اصلی تاریخانہ حقیقت ہی خدا کے خلاف اور حقیقت کے خلاف میں گناہ کرنا ہی اور بیبل کو صرف ایک بت بنانا ہی *

مگر اب بشپ کالنزو صاحب جان لینگے کہ عام طوفان کا کتاب اقدس میں بیان نہیں ہی اور جس طرح کے خاص طوفان کا ذکر ہی وہ یقینی ممکن اور قابل قیاس ہی پس اُسپر یقین لانا یا اوروں کو یقین کرانا کہ وہ اصلی تاریخانہ حقیقت ہی خدا کی اور حقیقت کی پیروی کرنا اور بیبل کو ایک موجب نکتہ چین نظر سے دیکھنا ہی *

قولہ لیکن البتہ طوفان کا پانی جس سے بلند پہاڑیاں جو تمام آسمان کے نیچے تہیں اور آرمینیا کے پہاڑ غرق ہوئے تمام زمین کے سطح پر ضرور تھا کہ ہموار پھیلا ہو اگر قانون میلان کو ایک اور بڑے معجزہ نے بارہ مہینہ تک نہ روک رکھا ہوگا *

مگر اب یہہ بات واضح ہوگئی کہ پانی نے نہ بلند پہاڑوں کی چوٹیوں کو چھپا دیا تھا نہ ارمینیا کے سب پہاڑوں کو غرق کیا تھا اور نہ قانون میلان کو کسی بڑے معجزہ نے روکا تھا بلکہ وہ خود نیچر کے قاعدہ پر روکا ہوا تھا *

قولہ ڈیلٹزک صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۶۰ میں یہہ لکھا ہی کہ " طوفان کا عام ہونا اگر ظاہر کرنا منظور تھا تو اس سے زیادہ صاف نہیں ظاہر ہوسکتا تھا اُسکے بیان سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ہمکو خیال کرنا چاہیئے کہ طوفان ہمالیہ اور کورڈیلی راز پہاڑوں کی نہایت بلند چوٹی پر پہونچا یعنی ۲۶۸۴۳ فیٹ (۲۸۱۷۸ فیٹ) لیکن ورس ۲۰ سے جسکا مضمون یہہ ہی کہ پندرہ کیوبٹ اوپر کی طرف پانی بلند ہوا اور پہاڑ چھپ گئے اُسبات کو نا ممکن کرتا ہی مگر یہہ حقیقت صرف کسی خاص مقام سے ہوسکتی ہی اور اُس حالت میں یہہ مقام بڑا پہاڑ ارارات کا ہو جو قریب کے پہاڑوں سے بہت بلند چوٹی رکھتا ہی جسپر کشتی پانی کے نہایت بلندی پر پہونچنے سے ٹہری کشتی پندرہ

هوبت کهرے پاني میں جزمني پس جسوقت وہ ٹهري اُسوقت پاني اُس پهاڑ ارارات کي چوٹي پر پندرہ کیوبت بلند پهونچا اگر یهه امر اسدا هو تو ورس ۱۹ کے اِس بیان کو که تمام آسمان کے نیچے کے تمام بلند پهاڑ پاني سے غرق هوگئے به معني عام طوفان کے لفظي مراد سے نهیں سمجهنا چاهیئے *

مگر ڈیلتزک صاحب نے یهه تکلیف ناحق اوٹهائي هے کیونکه پاني نے نه پهاڑ ارارات کي بلند چوٹي کو غرق کیا تها اور نه همالیه اور نه کورڈیلیرا کي چوٹي کو بلکه صرف ۱۳۵ یا ۱۸۰ فٹ تک زمین سے بالند هوا تها *

قوله " تسلیم کیا که علم جیالوجي صرف طوفان کے عام هونے پر ایسي اور بڑي مضبوط دلیلیں جنکا جواب نهیں هوسکتا اسکتا هے لیکن همکو کسي ضرورت سے اس امر کے خلاف کو ایمان کا مسئلہ ماننے میں پابندي نهیں هے اور اسکي وجهه یهه نهیں هے که هم طوفان کے عام هونے کے گویا اسلیئے برخلاف هیں که همکو یهه جاننا مشکل هوا که اُسکا جواب قدرت کے طور سے کیونکر دیں اسباب پر موجودہ حقیقت بهي جس پر جیالوجي زور دیتي هے همکو مجبور نهیں کرتي لیکن وجهه یهه هے که کتاب اقدس طوفان کا عام هونا صرف بلحاظ اُس زمین کے جو آباد تهي (نهیں بلکه صرف بلحاظ اُس زمین کے جهاں حضرت نوح اور اُنکي قوم یعني وہ لوگ جنکي هدایت کو وہ نبي هوئے تهے) اور نه بلحاظ تمام زمین کے چاهتي هے اور طوفان کے عام هونے سے اُسکو کچهه غرض نهیں هے بلکه اُس رائے کے تمام هونے سے غرض هے جو طوفان کے ذریعه سے پراني دنیا پر (بلکه یوں کهنا چاهیئے که اُس ملک پر جهاں حضرت نوح اور اُنکي قوم رهتي تهي) پوري † هوئي که بجز ایک خاندان کے اُسوقت کے (یعني اُس زمین کے) تمام انسان کي نسل معه حیوانات کے جو اُنکے همسایه میں تهي زمین کے ایک بڑے دایرہ کے درمیان میں برباد هوگئي یهي بیان صرف کتاب اقدس کا هے اُسوقت انسان کي نسل زمین کے تمام سطح پر نهیں پهیلي تهي کیونکه اُسکے بهرنے کے واسطے اُنکي تعداد ابهي کافي نهیں تهي (مگر یهه بات صحیح نهیں کیونکه اُس وقت بهت هي سطح زمین کي اور بهت سي دنیا آباد هوچکي تهي) *

اس تقریر کا جواب بشپ کالنزو صاحب اس طرح پر دیتے هیں که " علانیه طوفان کا بیان یهه هے که تمام ‡ گوشت یعني حیوان اور انسان نے زمین پر اپنا طریقه خراب کیا تها اور اسلیئے اُنکا برباد هونا چاهیئے تها پیدایش باب ۹ — ۵ جهاں گناہ کا ذکر بحالت حیوانوں اور انسانوں دونوں کے هے یعني تمهارا خون میں چاهونگا هاتهه سے هر حیوان کے میں اُسے چاهونگا اور هاتهه سے آدمي کے *

---

† ۲ پیٹر باب ۲ — ۵ —

‡ باب ۶ — ۱۲ —

مگر یہہ اعتراض اُنکا صحیح نہیں ہی ورس ۱۲ باب ۹ کتاب پیدایش میں لفظ (بسر) کا بھی جسکے معنی جسم کے ہیں اور زیادہ تر جسم انسان کے اگر ہم صرف جسم مطلق ہی کے معنی لیں تو بھی گناہ میں خواہ نخواہ حیوانوں کا بھی شامل کرنا ضرور نہیں ہی کیونکہ اُس سے صرف جسم انسان ہی کے معنی لینے کو کوئی امر خارج نہیں ہی اور ہم بیان کرچکے ہیں کہ جانوروں کا † طوفان سے مرنا ایک نیچر کے قاعدہ پر تھا نہ بسبب کسی گناہ کے ‡ اور ورس ۵ باب ۹ کتاب پیدایش کا اس معاملہ سے کچھہ علاقہ نہیں رکھتا کیونکہ اُس ورس میں جو حکم ہی وہ ایک بندش ہی واسطے انسان کی بے احتیاطی کے جو جانوروں کے رکھنے کی نسبت ہو جیسا کہ § پیٹرک صاحب نے لکھا ہی پس یہہ دونوں ورس عام ہونے کی دلیل نہیں ہوسکتے *

مسٹر بیری صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۴۸ میں یہہ لکھا ہی "اسلیئے یہہ معاملہ سادگی سے اس طرح قایم ہوتا ہی کہ بجز لفظی معنی کے جو موسیٰ کے بیان کی صداقت سے بالکل موافق ہی اور کوئی معنی قیاس کرنا نا ممکن ہی پس اگر کتاب اقدس کسی مراد سے ملہم ہو ہمکو اُسکے اِس حصہ کو سادی اور لفظی تاریخ قبول کرنا چاہیئے *

اسکا جواب ڈاکٹر کالنزو صاحب نے اسطرح پر دیا ہی کہ "مسٹر بیری کو لکھنا چاہیئے تھا کہ اگر کتاب اقدس لفظ کہ عام اور روایتی معنی سے ملہم ہو کیونکہ کوئی جاں نثار اور خدا پرست شخص اس بات میں شک نہیں کرسکتا کہ بھلائی اور سچ اور مقدس ہونے کی روح بیبل کے لفظوں میں دم بھرتی ہی اور پس کتاب اقدس زمانہ کے آخر تک تعلیم کرنے اور ملامت کرنے اور اِصلاح اور نیک نصیحت کرنے میں مفید ہوگی برخلاف اُن افسانوں اور قصوں کے جو اُس میں ہیں اور برخلاف ایسے مقاموں کے جنسے بعض بعض جاے وہ معیوب ہوگئی ہی *

بلکہ بیبل میں انسان کی ضعیف عقل اور جہالت کا اُس الہیہ سچ کے ساتھہ آمیز ہونا ہی جو خدا کا کلام ابدی ہی اُسکی ایک خاص قیمت کا سبب ہی کہ وہ ایک سچی اور قدرتی تاریخ ہی لیکن بلاشبہہ وہ تاریخ اُن خالص حقیقتوں کی جنکا اُس میں بیان ہی نہیں ہی بلکہ انسان کی زندگی اور مذہب کی ترقی کی تاریخ ہی جسکا نقشہ منازل طبیعت کے واسطے ہر صفحہ میں بخوبی کھینچا گیا ہی وہ ایسی نہوتی اگر ابتدا کے زمانوں کے جاہلانہ خیالات اُس میں صحیح صحیح مندرج نہوتے *

---

† دیکھو ہماری تفسیر —

‡ دیکھو باب ۸ — ۱۲ —

اس تقریر سے جو بشپ کالنزو صاحب نے کی کون شخص ہوگا جو افسوس نکرتا ہوگا اسبات کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں اور اکثر علماء عیسائی بھی مانتے ہیں کہ بیبل میں سوائے اُس کلام کے جو خدا نے دیا اور کچھہ بھی مندرج ہی جو مقدس مورخ نے خواہ وہ حضرت موسیٰ ہوں یا حضرت عزیر علیہما لسلام بطور روایت کے شامل کیا ہی اور ابتداء میں کلام الہی کے لکھنے کا ایسا ہی دستور تھا اور اسی سبب سے ہم مسلمان بیبل کے ہرہر فقرہ کو بلکہ ٹکرہ کے ٹکرہ کو روایت اور متن کے نام سے تمیز کرتے ہیں جیسا کہ عنقریب میں ایک دیبل مشتہر کرنے کو ہوں جس میں الفاظ متن کے سرخ اور الفاظ روایت کے سیاہ چھاپے جاوینگے مگر جو کچھہ کہ بیبل میں بطور روایت کے لکھا ہی اُسکو ایک افسانہ اور قصہ سمجھنا یا انسان کی ضعیف عقل اور جہالت کی آمیزش جاننا یا اُسکو خالص حقیقتوں کی تاریخ نہ سمجھنا جیسا کہ بشپ کالنزو صاحب نے تصور کیا ہی محض ایک غلط خیال ہی ایسا جاننا اور پھر بیبل میں الہیہ سچ کے موجود ہونے کا بھی اقرار کرنا یہہ دونوں چیزیں آپس میں ایسی ضد ہیں جو ایک ساتھہ جمع نہیں ہوسکتیں کیا وجہہ ہوگی کہ ہم کتاب اقدس کے اس فقرہ کو کہ " چھپا دیا † سب پہاڑوں اونچوں کو جو تھے نیچے تمام اُن آسمانوں کے " ایک جھوٹی کہانی سمجھیں اور اس فقرہ کو کہ " تجھکو ‡ دکھائی دیا میں تاکہ پہچانے تو کہ اللہ وہی معبود ہی نہیں کوئی (معبود) سوائے اُسکے " (یعنی لاالہ الااللہ) الہیہ سچ اور خدا کا کلام ابدی جانیں کیونکہ ہم کہینگے کہ جس مورخ نے پہلا فقرہ (نعوذ باللہ) جھوٹ لکھا ہی اسیطرح دوسرا فقرہ بھی اُسنے جھوٹ لکھا ہی پھر کہا "ہم بیبل کو لوگوں کے ہاتھہ میں اور کم سے کم بشپ کالنزو صاحب کے ہاتھہ میں اس طرح پر چھوڑ دینگے کہ جس ورس کو وہ چاہینگے جھوٹا قصہ قرار دینگے اور جس ورس کو چاہینگے الہیہ سچ بتاوینگے یہہ نہیں ہوسکتا الوہوست اور جہووست کی تمیز کرنے سے (اگر وہ درست بھی ہو) کچھہ کام نہیں چلتا اول اسبات کے لیئے ایک قاعدہ بتانا چاہیئے جس سے ہم افسانوں اور قصوں کی الہیہ سچ سے تمیز کرلیں. اور ایک کو جھوٹا افسانہ دوسرے کو الہیہ سچ اعتقاد کریں اگر اُس سب کو جو بشپ کالنزو صاحب نے کہا ہی درست مانا جاوے تو ایک لفظ بیبل کا ایسے اعتماد کے لایق نہیں رہتا جسپر کوئی شخص بطور الہیہ سچ کے اعتقاد کرسکے اگر ہم مقدس مورخ کو کم سے کم ایک دیانتدار مورخ ہی سمجھیں تو اُس حالت میں بھی ہم کتاب اقدس پر ایسا گمان نہیں کرسکتے جیسا کہ بشپ کالنزو صاحب کہتے ہیں *

---

† کتاب پیدایش باب ۷ — ۱۹ —

‡ کتاب استثنا باب ۴ — ۳۵ —

غرضکہ بیبل میں دو قسم کی تحریروں کا اعتقاد کرتے ہیں ایک خالص وہ مضمون جو خدا نے کہا اور اُسی کو ہم متن کہتے ہیں اور ایک وہ مضمون جسکو مقدس مورخ نے کسی ضرورت سے اُسکے ساتھہ شامل کیا اور اِسکو ہم روایت کہتے ہیں اور پھر روایت میں بھی دو قسم کا مضمون سمجھتے ہیں ایک ایسا جسکو غالباً یقین کیا جاتا ہی کہ الہام سے لکھا گیا اور دوسرا وہ جسکے الہام سے لکھے جانے کی کچھہ ضرورت نہ تھی صرف یہی ایک پچھلی قسم ایسی ہی کہ جس میں ایسی لغزش کا جیسی کہ انسان سے بسبب اُسکے انسان ہونے کی ہوسکے ممکن ہی مگر نہ اور قسموں میں اور پھر وہ لغزش بھی ایسی لغزش جسکو لغزش کہہ سکیں نہ ایک جھوٹ اور سرتاپا بے بنیاد قصہ جیسا کہ بشپ کالنزو صاحب یقین کرانا چاہتے ہیں *

پھر ہمارا کہنا صرف اِس وجہہ سے نہیں ہی کہ ہم بیبل پر بغیر ایک مودب نکتہ چین نظر کے یقین رکھتے ہیں یا لوگوں سے اُسپر یقین چاہتے ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ جو کچھہ ہمنے کہا اُسکو ہم معاندانہ بحث سے ثابت بھی کرتے ہیں جیسے کہ ہماری تفسیر کے پڑھنے والے نے ان دونوں حصوں میں پایا ہوگا اور اُمید ہی کہ آیندہ اگلے حصوں میں بھی پاویگا انشاءاللہ تعالی *

---*---

گیارھواں باب

۱ دنیا میں ایک ہی زبان بولی جاتی تھی ۳ بابل کی تعمیر ۵ اصلی بولی میں اختلاف ڈالا جانا ۱۰ شیم کا نسب‌نامہ ۲۷ ابراہیم کے باپ تارح کا نسب‌نامہ ۳۱ تارح کا اور سے روانہ ہوکر حاران کو جانا —

توریت مقدس

(۱) وَیِہِي كُل هَارِص شَفَه اِحَت وُدبَرِیم اَحَدِیم *

(۲) وَیِہِي بِنسعم مِقدِم وَیِمصو بِقعه بارِص شِنعر وَیشبو شم *

(۳) وَیُومرو اِش اِل رِعہي هَبه نِلبنه لِبنیم وِ نِشرفه لِشرفه وَتِہي لہم هَلبنه لآبن وِ هَحِمر هیه لہم لحُمر *

(۴) وَیومرو هَبه نِبنه لَنو عِیر وُمِگدل و رُشو بَشمیِم وِ نَعسه لَنو شِم پِن نَفوص عَل پِني كُل هَارِص *

۱ اور تھا تمام ملک ہونٹ ایک اور باتیں یکساں —

۲ اور ہوا کوچ کرتے اُنکے میں مشرق سے کہ پائی اُنھوں نے جگہہ زمین میں شنعار کے اور رہے وہاں —

۳ اور کہنے لگے مرد اپنے ساتھی سے کہ آو بنائیں اینٹیں اور جلائیں جلانا اور ہو واسطے اُنکے اینٹ بجاے پتھر کے اور نفتیلی مٹی ہو واسطے اُنکے گارہ کے ایضاً —

۴ اور کہا اُنھوں نے کہ آو بناویں واسطے اپنے شہر اور منارہ کہ سر † اُسکا آسمان میں اور بناویں ہم واسطے اپنے نام شاید پریشان ہوویں اوپر منہہ تمام زمین کے —

---

† استثنا باب ۱ — ۲۸ ..

توریت مقدس

(۹) عَلْ کِن قرا شمه بابل کے شم بلل یہوه شفت کل هارص و مشم هفیصم یہوه عل پنی کل هارص ●

(۱۰) الّه تولدت شم شم بن مات شنه ویولد ات ارفکشد شنتیم احر همبول ●

(۱۱) ویحی شم احری هولیدو ات ارفکشد حمش مأوت شنه ویولد بنیم و بنوت ●

(۱۲) و ارفکشد حی حمش وشلشیم شنه ویولد ات شلح ●

۹ اسلیئے پکارا اُسکا نام بابل † کیونکہ اس جگہہ مختلف کردیئے الله نے ھونٹھ سب ملک کے اور وہاں سے متفرق کردیا اُنکو الله نے اوپر منہہ سب زمین کے —

۱۰ ‡ یہہ ھیں نسب نامہ شیم کا شیم تھا پیدا ھوا سو برس کا کہ پیدا کیا ارفکشد کو دو برس بعد طوفان کے —

۱۱ اور جیا شیم بعد پیدا کرنے اُسکے ارفکشد کو پانچ سو برس اور پیدا کیئے لڑکے اور لڑکیاں —

۱۲ اور ارفکشد جیا پانچ اور تیس برس اور پیدا کیا شالح کو § —

---

† ۱ کارنتھیان باب ۱۴ — ۲۳ —

‡ باب ۱۰ — ۲۲ ۱ تاریخ باب ۱ — ۱۷ —

§ دیکھو انجیل لوقا باب ۳ — ۳۶ —

توریت مقدس

(١٣) وَيِحِي اَرفَكشَد اَحَرِي هُولِيدُو اِت شَلَح شَلُش شَنِيم وَ اَربَع مَاوُت شَنَه وَيُولِد بَنِيم وَ بَنُوت *

(١٤) وَشَلَح حَي شَلشِيم شَنَه وَيُولِد اِيت عِيبِر *

(١٥) وَيِحِي شَلَح اَحَرِي هُولِيدُو اِيت عِيبِر شَلُش شَنِيم وَ اَربَع مَاوُت شَنَه وَيُولِد بَنِيم وَ بَنُوت *

(١٦) وَيِحِي عِيبِر اَربَع وَشَلشِيم شَنَه وَيُولِد اِت پِلگ *

(١٧) وَيِحِي عِيبِر اَحَرِي هُولِيدُو اِت پِلگ شَلشِيم شَنَه وَ اَربَع مَاوُت شَنَه وَيُولِد بَنِيم وَ بَنُوت *

(١٨) وَيِحِي پِلگ شَلشِيم شَنَه وَيُولِد اِت رِعُو *

١٣ اور جیتا رہا ارفکسد بعد پیدا کرنے اُسکے شالح کو تین برس اور چار سو برس اور پیدا کیئے لڑکے اور لڑکیاں —

١٤ اور شالح جیا تیس برس اور پیدا کیا عیبر کو —

١٥ اور جیتا رہا شالح بعد پیدا کرنے اُسکے عیبر کو تین برس اور چار سو برس اور پیدا کیئے لڑکے اور لڑکیاں —

١٦ اور جیا عیبر † چار اور تیس برس اور پیدا کیا پلغ کو —

١٧ اور جیتا رہا عیبر بعد پیدا کرنے اُسکے پلغ کو تیس برس اور چار سو برس اور پیدا کیئے لڑکے اور لڑکیاں —

١٨ اور جیا پلغ تیس برس اور پیدا کیا رعو کو —

---

† ١ تاریخ باب ١ — ١٩ —

توریت مقدس

(١٩) وَیِحِی پِلِگ اَحَرِی هولِیدو اِت رِعو تِشَع
شَنِیم وُماتَیِم شَنَه وَیولِد بَنِیم وَبَنوت ●

(٢٠) وَیِحِی رِعو شتَیِم وُشلوشِیم شَنَه وَیولِد اِت
سِروگ ●

(٢١) وَیِحِی رِعو اَحَرِی هولِیدو اِت سِروگ شِبَع
شَنِیم وُماتَیِم شَنَه وَیولِد بَنِیم وَبَنوت ●

(٢٢) وَیِحِی سِروگ شِلشِیم شَنَه وَیولِد اِت نَحور ●

(٢٣) وَیِحِی سِروگ اَحَرِی هولِیدو اِت نَحور
ماتَیِم شَنَه وَیولِد بَنِیم وَبَنوت ●

(٢٤) وَیِحِی نَحور تِشَع وِعِشرِیم شَنَه وَیولِد اِت
تَرَح ●

١٩ اور جیتا رہا پلغ بعد پیدا کرنے اُسکے رعو کو نو برس اور دو سو برس اور پیدا کیئے لڑکے اور لڑکیاں —

٢٠ اور جیا رعو دو اور تیس برس اور پیدا کیا سروغ کو —

٢١ اور جیتا رہا رعو بعد پیدا کرنے اُسکے سروغ کو سات برس اور دو سو برس اور پیدا کیئے لڑکے اور لڑکیاں —

٢٢ اور جیا سروغ تیس برس اور پیدا کیا ناحور کو —

٢٣ اور جیتا رہا سروغ بعد پیدا کرنے اُسکے ناحور کو دو سو برس اور پیدا کیئے لڑکے اور لڑکیاں —

٢٤ اور جیا ناحور نو اور بیس برس اور پیدا کیا تارح کو —

توریت مقدس

(۲۵) وَیِحِي نَحُور احري هُولِيدُو اِت تِرَح تِشَع
عِسرِه شَنَه وَمأت شَنَه وَيُولِد بَنِيم وَبَنُوت ॥

(۲۶) وَيِحِي تِرَح شِبعِيم شَنَه وَيُولِد اِت اَبرَم
اِت نَحُور وِاِت هَرَن ॥

(۲۷) وَاِلّه تولِدُت تِرَح تِرَح هُولِيد اِت اَبرَم
اِت نَحُور وَاِت هَرَن وهَرَن هُولِيد اِت لُوط ॥

(۲۸) وَيَمت هَرَن عَل پِنِي تِرَح اَبِيو بِاِرِص
مُولَدتو بَاُور كَشدِيم ॥

(۲۹) وَيِقَّح اَبرَم وِنَحُور لَهِم نَشِيم شِم اِشِت
اَبرَم شَرَي وِشِم اِشِت نَحُور مِلكَه بَت هَرَن اَبِي مِلكَه
واَبِي يِسكَه ॥

۲۵ اور جیتا رہا ناحور بعد پیدا کرنے اُسکے تارح کو نو اور دس برس اور سو برس اور پیدا کیئے اُسنے لڑکے اور لڑکیاں —

۲۶ اور جیا تارح ستر برس اور پیدا کیا † ابرام کو ناحور کو اور ہاران کو —

۲۷ اور یہہ ہیں جنم پترہ تارح کا تارح نے پیدا کیا ابرام کو ناحور کو اور ہاران کو اور ہاران نے پیدا کیا لوط کو —

۲۸ اور مرگیا ہاران سامنے تارح باپ اپنے کے زمین پیدایش اپنی میں اُور اور کسدیم کے —

۲۹ اور لیا ابرام نے اور ناحور نے اپنے واسطے عورتیں نام عورت ابرام کا ‡ سارائی اور نام عورت ناحور کا § ملکاہ بیٹی ہاران باپ ملکاہ اور باپ یسکاہ کے —

---

† یوشع باب ۲۴ — ۲　۱ تاریخ باب ۱ — ۲۶ —

‡ باب ۱۷ — ۱۵　۲۰ — ۱۲ —

§ باب ۲۲ — ۲۰ —

توریت مقدس

(۳۰) وَتِهِي سَرَي عَقَرَه اَين لَه وَلَد *

(۳۱) وَيِقَّح تِرَح اِت اَبرَم بِنو وَ اِت لُوط بِن هَرن بِن بِنو وَ اِت سَرَي کَلَّتو اِشت اَبرَم بِنو وَيِّصاو اِتَّم مِاور کَشدیم لَالَکِت اَرصَه کِنعَن وَ يَبو عَد حَرن وَيِّشبو شَم *

(۳۲) وَ يِّهيو يِمي تِرَح حَمِش شَنيم وُماتَيم شَنه وَيَّمت تِرَح بِحَرن *

۳۰ اور تهي † سارئي بانجه ذه تها واسطے اُسکے لڑکا —

۳۱ اور لیا ‡ تارح نے ابرام بیٹے اپنے کو اور لوط بیٹے هاران اپنے بیٹے کے بیٹے کو اور سارائي اپني بهو عورت ابرام بیٹے اپنے کو اور نکلے ره § اور کسدیم سے جانیکو زمین || کنعان کو اور آئے ره حاران تک اور رهے وهان —

۳۲ اور تهے ایام تارح کے پانچ برس اور دو سو برس اور مرگیا تارح حاران میں —

تفسیر

(هوئت ایک) یعني تمام ملک والے ایک قصد اور ایک ارادہ کے تهے اُن میں جو شخص کوئي بات کرني چاهتا تها سب وهي کهتے تهے اور وهي کرتے تهے جیسا که دوسرے درس سے سب کے ایک ساتهه سفر کرنے سے ثابت هوتا هی *

۴ — (که اُسکا سر هو آسمان میں) ان الفاظ سے صرف یهه مراد هی که اُسکو نهایت اونچا بناویں جیسا که ¶ شهر کنعان کی دیواروں کي نسبت بهي اِسي طرح کها گیا هی *

---

† باب ۱۶ — ۱ و ۲　۱۸ — ۱۱ و ۱۲ —
‡ باب ۱۲ — ۱ —
§ نحمیا باب ۹ — ۷　اعمال ۷ — ۴ —
|| باب ۱۰ — ۱۹ —
¶ اِستثنا ۱ — ۲۸　۹ — ۱ —

(ھم واسطے اپنے نام) بشپ † ھال صاحب نے اس مقام پر نہایت عمدہ گفتگو لکھی ھی " کہ خدا تعالی غرور پر تمام گناھوں سے زیادہ غضبناک ھوتا ھی اور تمام کوششوں کو خراب کرتا ھی نہ اس وجھہ سے کہ اصل میں بری ھیں (کیونکہ کیا ضرر ھوسکتا تھا ایک ایک اینٹ کو دوسری اینٹ پر رکھنے سے) بلکہ اس وجھہ سے کہ اُنکو ھم غرور سے اختیار کرتے ھیں *

۵ — (اور اُترا اللہ) ‡ بشپ پٹرک صاحب لکھتے ھیں کہ " اس طرح پر بیان کرنا ھمارے خیالات کے لیئے آسانی کرنا ھی اس سے یہہ مراد ھی کہ بسبب اثروں کے خدا تعالی نے یہہ ظاھر کیا کہ گویا اُسنے اُنکی حرکتوں کو دیکھا اور اُنکے ارادوں کو جانا " *

(بنی آدم) § بشپ پٹرک صاحب لکھتے ھیں کہ " کتاب اقدس میں اولاد آدمیوں کی خدا کی اولاد کے مقابل کی گئی ھی جیسے کہ خراب اور بد دیانت آدمی نیک اور ایماندار کے مقابل ھوتے ھیں پس جو لوگ اِس کام میں مصروف تھے وہ نوح اور سام اور اُور نیک آدمی نہ تھے بلکہ نہایت برے آدمیوں میں سے تھے جو اپنے بزرگوں کی خدا پرستی سے گمراہ ھوگئے تھے *

۷ — اس ورس میں اور نیز اُن ورسوں میں جو اس سے اوپر گذرے ھابا ایک عبری لفظ ھی جسکا ترجمہ انگریزی مترجم نے اس طرح پر کیا ھی کہ چلو وھلو آؤ ھم چلیں اور فارسی مترجم نے اسکا ترجمہ بیا کے لفظ سے کیا ھی اور اُردو مترجموں نے اسکا ترجمہ آؤ کیا ھی جسکا منشاء یہہ ھی کہ اس ورس میں جس کام کے کرنیکا ذکر ھی وہ متعدد شخصوں نے کیا ھی اور جبکہ وہ کام بجز خدا کے کسی نے نہیں کیا تھا تو اُس سے علماء عیسائی یہہ نتیجہ نکالتے ھیں کہ خدا کے وجود میں جمعیت ھی *

پٹرک صاحب || اور لوتھہ صاحب وغیرہ اپنی تفسیر میں لکھتے ھیں کہ یہودی عالم یہہ خیال کرتے ھیں کہ یہہ کلام فرشتوں سے کیا گیا اور پھر اسپر اعتراض کرتے ھیں کہ یہہ بات فرشتوں کی قوت سے زیادہ ھی کہ انسانوں کی طبیعتوں کو ایک لحظہ میں ایسا تبدیل کردیں کہ جس سے وہ نہ سمجھہ سکیں اُس شی کو جو اُنھوں نے پہلے سے کی ھو اس لیئے خدا تعالی اپنے آپ سے ھم کلام ھوا ھی اور یہہ طرز کلام ھمکو سوجھاتا ھی کہ الہیت میں ایک وجود سے زیادہ ھیں غرض کہ نہ کوئی اور مگر وہ جسنے اول بولنا انسانوں کو سکھایا ایک لحظہ میں اُنکے کلام کو اس طرح سے بدل سکا جیسا کہ آگے کے لفظوں میں بیان ھی

† تفسیر دانیلی جلد ۱ صفحہ ۳۶ —
‡ ایضا ایضا
§ ایضا ایضا
|| تفسیر پٹرک اور لوتھہ وغیرہ مطبوعہ لندن جلد ۱ صفحہ ۶۹ —

پس نہیں شی ایفنس نے مدت ہوئی یہہ تجویز کیا کہ یہہ کلام اپنے بیٹے (یعني عیسی مسیح علیہ السلام) سے کیا *

مگر ہمکو چاہیئے کہ اول ہم اس عبري لفظ کی تحقیق کریں کہ یہہ کیا لفظ ہی جیسینیس صاحب اپني کتاب عبري لکسن میں لکھے ہیں کہ ہابہ عبري لفظ (یہب) سے نکلا ہی جسکے معني دینے اور رکھنے کے ہیں جیسے عربی میں اعطی اور ناول اور وھب چنانچہ ایک جگہہ زبور میں † یہب کا لفظ ایا ہی اِس لفظ سے اس طرح پر صیغے بنائے جاتے ہیں (ہابہ) ‡ مونث (ہابي) متکلم (ہاو) جمع اس لفظ کے معني ہوتے ہیں § دینے کے اور مقرر کرنے ‖ اور رکھنے کے *

کبھي یہہ لفظ متعلق فعل کے ہوتا ہی یعني جس کام کا کرنا منظور ہوتا ہی اُسپر آمادہ اور برانگیختہ کرنے کے لیئے یہہ لفظ بولا جاتا ہی اور جو کہ ہر ایک زبان میں کسي فعل پر برانگیختہ کرنے کے لیئے مناسب اُس فعل کے الفاظ مقرر ہیں جیسے اُردو میں بولتے ہیں کہ لاؤ میں لکھہ ڈالوں آؤ ہم یہہ کام کرلیں لو میں نے دیکھہ لیا چلو اب کرلو اسلیئے ہر زبان کا مترجم مطابق محاورہ اپني زبان کے اس لفظ کا ترجمہ کرلیتا ہی مگر وہ اصلي ترجمہ اُس لفظ کا نہیں ہوتا پس اس لفظ کا اپني زبان کے محاورہ کے موافق ترجمہ کرنا اور اُس ترجمہ میں جو مفہوم جمعیت کا اُس زبان کے محاورہ کے موافق پایا جاوے اُس سے اِس عبري لفظ میں بھي جمعیت کا اشارہ قرار دینا محض ایک غلطي ہی کیونکہ اصل عبري لفظ میں کوئي مراد جمعیت کي نہیں ہی بلکہ وہاں صرف اُس فعل پر فاعل کي آمادگي ظاہر کرنے کے لیئے وہ لفظ بولا گیا ہی نہ کسي قسم کے معني جمعیت کے ظاہر کرنے کے لیئے پھر اُس لفظ سے فاعل کے وجودوں کي جمعیت پر کیونکر استدلال ہوسکتا ہی اس تحقیق سے ثابت ہوتا ہی کہ اِس لفظ کے اصل میں کوئي ایسے معني نہیں ہیں جو وجودوں کي جمعیت پر دلالت کرتے ہوں *

اُردو زبان میں ایک لفظ (لو) کا مستعمل ہی جو متعلق فعل ہوتا ہی اور واسطے برانگیختہ کرنے فاعل کے یا واسطے اظہار آمادہ ہونے فاعل کے کسي فعل پر بولا جاتا ہی جیسے بولتے ہیں لو مار ڈالو لو دیکھہ لو وغیرہ اور اس لفظ سے جو امر ہی لینے کا ایسے مقاموں پر کبھي اُسکے اصلي معني مراد نہیں ہوتے یہہ اُردو لفظ (ہابہ) کے لفظ کے مادہ کے جو معني

---

† زبور ۵۵ — ۲۳ —
‡ پیدایش ۲۹ — ۲۱ —
§ روتھہ ۳ — ۲۲ ایوب ۶ — ۱۲ ۲ سموئیل ۱۶ — ۲۰ —
‖ ۳ سموئیل ۱۱ — ۱۵ —

میں اُسکے بہت قریب قریب ھی اس لیئے اس عبری لفظ کا اُردو میں تو ترجمہ کرنا کسقدر اصل عبری لفظ کے معنوں کو قریباً صحت سے ظاہر کرتا ھی اور اسی سبب سے میں نے اُردو ترجمہ متن میں بھی لفظ اختیار کیا ھی *

(مختلف کردیں) اکثر عالم اس ورس سے یہہ مطلب سمجھتے ھیں کہ پہلے سب آدمیوں کی ایک بولی تھی بابل میں خدا تعالی نے بطور ایک کرشمہ کے سب کی زبانیں بدل دیں اور اسی بات کو انسان کی زبانوں کے اختلاف کا باعث سمجھتے ھیں مگر میرے نزدیک اس ورس کا یہہ مطلب نہیں ھی اور نہ انسان کی اختلاف زبانوں کا یہہ باعث ھی یہاں صرف یہہ مراد ھی کہ وہ سب لوگ جو شہر اور منارہ بنانے پر ایک زبان یعنی ایک ارادہ ہو رہے تھے خدا نے اُس ارادہ میں اُنکو مختلف کردیا کیونکہ اسی ورس میں ھی کہ " نہ سنیں ھر ایک زبان اپنے دوست کی " اگر اس مقام پر اختلاف زبان مراد ہوتی تو نہ سنیں کا لفظ ہرگز نہ بولا جاتا بلکہ یوں کہا جاتا کہ نہ سمجھیں ھر ایک زبان اپنے دوست کی پس نہ سننے سے یہی مراد ھی کہ ایک شخص دوسرے کی صلاح کو نہ مانے اور سب کی راے اور ارادہ مختلف ہو جاوے انگریزی مترجم نے جو لفظ (یشمعو) کا ترجمہ نہ سمجھیں کیا ھی یہہ ترجمہ عبری کے مطابق نہیں ھی *

۲۴ —(ترح) یہہ باپ ھیں حضرت ابراھیم علیہ السلام کے اور ھم مسلمان انکا نام آذر کہتے ھیں *

۲۶ —(پیدا کیا ابرام کو) جو اختلاف ھر ایک واقعات میں ابتداے پیدایش سے لغایت طوفان تھا وہ ھم اوپر بیان کرچکے اب اُن اختلافات کو بیان کرتے ھیں کہ جو بعد طوفان سے ولادت ابراھیم تک ھیں *

تفسیر † اسکاٹ میں ھی کہ " عبری نسخہ سے یونانی نسخوں میں درمیان اُن واقعات کے جو گذرے ھیں طوفان سے ابراھیم کی پیدایش تک قریب ۹۰۰ برس کے زیادتی ھی *

اور اُسی تفسیر ‡ کے ایک اور مقام میں لکھا ھی کہ سپٹواجنٹ میں یہہ بیان ھی کہ ارفکسد ۱۳۵ برس کا تھا کہ اُس سے قینان پیدا ہوا اور قینان ۱۳۰ برس کا تھا کہ اُس سے سلح پیدا ہوا اور یہہ زیادتی جو ایک پشت کی ھی اسکو § سینٹ لوقا نے حضرت مسیح کے نسب نامہ میں داخل کیا ھی بعد اُسکے وہ بیان کرتے ھیں کہ بموجب عبری متن کے جسکا پیرو ھمارا ترجمہ ھی از روے شمار کے ھم یہہ پاویں کہ اصلی مشاھدہ جو آدم کو ہوا ابرام کے پاس دو ھزار برس سے زیادہ عرصہ پر اگرچہ اس درمیان میں صرف دو شخص اور

† تفسیر ھنری اسکاٹ جلد ۱ باب ۵ — ۳ و ۱۰ —
‡ تفسیر ھنری اسکاٹ جلد ۱ باب ۱۱ — ۱۰ و ۲۵ —
§ لوقا باب ۳ — ۳۶ —

گذرے پہونچا ہو اُسم اُس وقت تک زندہ رہا جبکہ متوسلح دو سو پینتالیس برس کا تھا اور متوسلح مرا جبکہ سام جسکی عمر قریب اُسیقدر کے ہوئی جسقدر کہ ابرام کی قریب ایک سو برس کا تھا البتہ سپٹوایجنت میں سب پر ایک سو برس زیادہ کیئے گئے ہیں اور اس زیادتی کا شروع ارفکشد سے ہوتا ہی اور اُن میں سے بعض کی آخر زندگی کے زمانہ میں سے سو برس کو منہا کرلیا ہی *

اب اس مقام پر میں ایک فہرست لکھتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ اُن تینوں متنوں میں درباب واقعات بعد طوفان کے کیا کیا اختلاف ہی *

واقعات		عبری	سپٹوایجنت	سامری
پیدایش ارفکشد بعد طوفان کے	...	۲	۲	۲
عمر ارفکشد کی بر وقت پیدا ہوئے قینان کے	...	*	۱۳۰	*
عمر ارفکشد یا قینان کی بر وقت پیدا ہوئے شلح کے		۳۵	۱۳۵	۱۳۵
عمر شلح کی بروقت پیدا ہونے عیبر کے	...	۳۰	۱۳۰	۱۳۰
عمر عیبر کی بروقت پیدا ہوئے پلغ کے	...	۳۴	۱۳۴	۱۳۴
عمر پلغ کی بروقت پیدا ہونے رعو کے	...	۳۰	۱۳۰	۱۳۰
عمر رعو کی بروقت پیدا ہونے سروغ کے	...	۳۲	۱۳۲	۱۳۲
عمر سروغ کی بروقت پیدا ہوئے ناحور کے	...	۳۰	۱۳۰	۱۳۰
عمر ناحور کی بروقت پیدا ہونے ترح کے	...	۳۹	۷۹	۷۹
عمر ترح کی بروقت پیدا ہوئے ابرام و ناحور و هاران کے		۷۰	۷۰	۷۰
		۳۰۲	۱۰۷۲	۹۴۲

جو زمانہ ایک هزار بہتر برس کا اس فہرست میں بموجب سپٹوایجنت کے میں نے قایم کیا هی وہ بموجب اُن یونانی نسخوں کے هی جنکا ذکر اکثر علماء عیسائی نے کیا هی مگر بموجب ایک نسخہ یونانی کے تعداد اُس زمانہ کی بقدر ۱۱۷۲ برس کے هوتی هی *

متقدمین علماے عیسائی همیشہ یونانی نسخہ کو معتبر سمجھتے رہے مگر زمانہ حال میں وہ نسخہ معتبر نہیں سمجھا جاتا اور عبری نسخہ قابل اعتبار کے سمجھا جاتا هی مگر مشکل یہہ هی کہ جو زمانہ واقعات کا عبری اور سامری میں لکھا هی اُس میں تاریخانہ صحت نہیں پائی جاتی جو حساب کہ عبری میں مندرج هی اُس سے معلوم هوتا هی کہ طوفان کے ۲۹۲ برس بعد حضرت ابراهیم پیدا هوئے اور بعد طوفان کے ۳۵۰ برس حضرت نوح زندہ رہے اس سے لازم آتا هی کہ حضرت نوح نے ۵۸ برس تک حضرت

ابراھیم سے ملاقات کي ھو اور یہہ ایک ایسي بات ھی کہ کوئي مورخ اسکا اقرار نہیں کرسکتا *

علماے عیسائي بھي اس نقصان پر مطلع ھوئے اور اُنھوں نے اس نقصان کے رفع کرنے کو درمیان اُس زمانہ کے جو طوفان اور حضرت ابراھیم میں ھی ۶۰ برس زیادہ کردیئے ھیں † چنانچہ بشپ لیڈر صاحب کہتے ھیں کہ کل زمانہ طوفان سے ولادت حضرت ابراھیم تک ۳۵۲ برس کا ھی مگر کوئي وجہہ نہیں معلوم ھوتي کہ یہہ ۶۰ برس جنکا کتاب اقدس میں کچھہ ذکر نہیں ھی کیوں بڑھائے گئے ھیں اگر اسي نقصان کے رفع کرنے کو بڑھائے گئے ھیں تو گویا عبري متن میں اس نقصان کا تسلیم کرلینا ھی *

سامري توریت میں جو حساب مندرج ھی اُس میں یہہ نقصان ھی کہ اُس سے معلوم ھوتا ھی کہ حضرت آدم کے پیدا ھونے کے ۷۰۷ برس بعد حضرت نوح پیدا ھوئے اور حضرت آدم کي عمر ۹۳۰ برس کي تھي اس سے لازم آتا ھی کہ حضرت نوح نے حضرت آدم سے ۲۲۳ برس تک ملاقات کي ھوگي اور نیز اپنے تمام آبا و اجداد کو بھي دیکھا ھوگا اور یہہ بھي ایک ایسي بات ھی کہ کوئي مورخ اُسکا اقرار نہیں کرسکتا *

تفسیر اسکات ‡ میں لکھا ھی کہ ان اختلافات کو شمار کے حرفوں کي غلطیوں سے منسوب کیا جاویگا یا مترجموں کي ایسي خود بیني سے منسوب کیا جاویگا جسکا رواج بہت سي قوموں میں ھی یعني اپني تاریخ کے شروع کو بہت قدیم زمانہ سے منسوب کرتے ھیں اور جن شخصوں کا اُس مقام میں ذکر ھی ممکن ھی کہ وہ پہلونٹھے نہوں کیونکہ شیث آدم کا سب سے بڑا بیٹا نہ تھا مگر نسب‌نامہ اُس ھي سے جاري رکھا گیا تھا نہ صرف آدم سے نوح تک بلکہ بعد ازاں بھي مسیح تک جو تھے دوسرے آدم خدا آسمان سے *

سینٹ اگسٹائین خیال فرماتے ھیں کہ جو بزرگ قبل اور بعد طوفان کے حضرت موسیٰ تک گذرے ھیں اُنکي تاریخوں کو یہودیوں نے تبدیل کردیا ھی اُنھوں نے واسطے غیر معتبر ٹھہرانے یوناني ترجمہ کے اور دین مسیحي سے دشمني رکھنے کے سبب یہہ کام کیا تھا اور معلوم ھوتا ھی کہ اکثر قدیم علماء مسیحي کي یہي راے تھي اور وہ خیال کرتے تھے کہ قبل سنہ ۱۳۰ع کے یہہ تبدیلي واقع ھوئي ھی *

مگر میري راے میں اس اختلاف کي وجہہ بہت صاف اور ظاھر ھی ھمکو تسلیم کرنا چاھیئے کہ سیپٹوایجنٹ یعني یوناني ترجمہ بلاشبہہ اصل عبري متن سے ھوا تھا پس ضرور ھی کہ یوناني اور سامري کو بجاے دو عبري متن کے تصور کریں تیسرا عبري متن ھمارے

---

† تفسیر ڈاویلي جلد ۱ صفحہ ۳۶ —
‡ تفسیر اسکات جلد ۱ باب ۵ ورس ۳ — ۲۰ —

ھاتھہ میں موجود ھی جو بہت کرآرن ہن اشر کے نسخہ کا بہرو ھی جسکا ذکر پہلے حصہ کے صفحہ ۱۰۰ میں مندرج ھی *

ان دونوں نسخوں کے اختلافات کو میں منسوب کرتا ھوں غلطي اور سہو نقل کرنے والوں کي طرف کیونکہ یہہ بات تمام عالم تسلیم کرتے آئے ھیں کہ بسبب کثرت سے نقل ھونے کے اُس قسم کے اختلافات جو نقل کرنے میں ضرورتاً ھوجاتے ھیں ان کتابوں میں بھي واقع ھوگئے ھیں اور یہہ مقامات جن میں اختلاف ھی (یعني تعداد سالوں کي) ایسے مقامات ھیں جن میں نقل کے وقت واقع ھونا غلطي کا اکثر ھونا ھی علی الخصوص ایسي صورت میں کہ یہودیوں میں شمار کا حرفوں میں لکھنے کا اکثر رواج ھی اور عبري حرف آپس میں ایسے مشابہ ھیں کہ اُن میں غلطي پڑنا ایک ضروري بات ھی خصوصاً جبکہ وہ حرف ھاتھہ کے لکھے ھوئے ھوں اور نیز اُن حرفوں کے مرتبہ شمار معین کرنے میں بڑا اشتباہ پڑتا ھی کیونکہ عبري الف بے میں کوئي منفرد ایسا حرف نہیں ھی جو چار سو سے زیادہ عدد بتاسکے اس لیئے جب اُس سے زیادہ شمار بتانا ھوتا ھی تو لاچار چند حرف ملانے پڑتے ھیں اور پھر اُن میں یہہ تمیز کرنا کہ وہ حرف جو ملایا گیا ھی صرف کي تعداد بتاتا ھی یا آلوف کی خالي دقت سے نہیں ھوتا بالتخصیص اُسوقت جبکہ وہ ھاتھہ کے لکھے ھوئے ھوں پس جن قلمي نسخوں میں تعداد عمروں ھر ایک بزرگ کي حرفوں میں لکھي ھوگي تو ناقل کو اُسکي صحیح نقل کرنا ایک امر نہایت دشوار بلکہ قریب ناممکن کے ھوگا پس ان باعثوں سے درمیان اصل عبري متن کے اختلافات تعداد برسوں میں واقع ھوئے یوناني مترجموں کے ھاتھہ جو نسخہ آیا جسکي صحت پر اُنھوں نے اعتماد کیا ھوگا اُن میں تعداد برسوں کي وہ مندرج ھوگي جو اُس ترجمہ میں مندرج ھی اور سامري نسخے والوں کو جو نسخہ ھات آیا اور جسپر اُنھوں نے اعتماد کیا اُس میں وہ تعداد برسوں کي مندرج ھوگي جو اُس میں ھی پس کسي کي نسبت یہہ لکھنا کہ اُسنے دانستہ تعداد برسوں میں تغیر و تبدیل کردي ھی درست نہیں ھی بلکہ ھمکو اسبات کي تلاش کرني چاھیئے کہ اُس میں سے کون سي تعداد صحیح ھی بلکہ ممکن ھی کہ کسي واقعہ کي تعداد عبري میں صحیح ھو اور کسي واقعہ کي یوناني میں اور کسي واقعہ کي سامري میں بہرحال مدت ان واقعات کي کیسے ھي مختلف ھو اور کسي سبب سے اُس میں اختلاف واقع ھوا ھو مگر اُس سے کتاب اقدس کي صحت پر کچھہ اعتراض نہیں واقع ھوتا اور نہ اسبات میں کہ وہ اصل متن جسکو الہامي لکھنے والوں نے لکھا تھا اور جس سے یہہ نقلیں ھوئیں الہام سے لکھا گیا تھا کچھہ شک پیدا ھوسکتا ھی *

۲۸—(اور کلدانیان) یہہ جگہہ ولادت حضرت ابراھیم علیہ‌السلام کي هی (اور) کا لفظ اُسکے ساتھہ‌جب ہوا هی جبکہ حضرت ابراهیم علیہ‌السلام کو کافروں نے آگ میں ڈالا † تھا (اور) کے معنے عبري زبان میں روشني یا گرمي کے هیں جسکو هم آگ کي لو کہہ سکتے هیں عربي مترجمین نے اسکا ترجمہ ‡ اتون کیا هی معلوم ہوتا هی کہ اتون کالدي لفظ هی اور حضرت دانیال کي § کتاب میں آیا هی اور اسکے معنی بھٹي کے هیں اور حضرت ابراهیم علیہ‌السلام کے آگ میں ڈالنے کے سبب یہہ شہر اورکسدیم کے نام سے مشہور ہوگیا حال کے عیسائي اسپر چنداں لحاظ نہیں کرتے اور کہتے هیں کہ یہہ تمام خیالات کہانی اور بے بنیاد معلوم ہوتے هیں مگر اسکے سچ ہونے میں کچھہ شبہہ نہیں تمام یہودي حضرت ابراهیم علیہ‌السلام کے آگ میں ڈالے جانے کے قایل هیں اور همارا قران مجید اسکي || تصدیق کرتا هی اور خود توریت مقدس میں اسکے ہونے پر اشارہ هی چنانچہ عنقریب اسکا بیان ہوگا *

بہر حال اب اسپر غور چاهیئے کہ یہہ شہر کہاں تھا اهل جغرافیہ نے اس میں بہت گفتگو کي هی زمانہ حال کے جغرافیہ داں میسوپوتیمیا کا شمالي مغربي حصہ قرار دیتے هیں جو ¶ زمین کالدیوں کي تھي اور زمانہ حال کے مشنري صاحب کہتے هیں کہ هاراں سے ۲۰ یا ۳۰ میل کے فاصلہ پر هی جہاں اب مقام عرفہ هی جسکو پہلے مقام ادسہ کہتے تھے مشنري یہودي اس جگہہ کو مقام ولادت حضرت ابراهیم علیہ‌السلام خیال کرکر اب بھي زیارت کو جاتے هیں

۲۹—(یسکاہ) * بشپ پٹرک صاحب لکھتے هیں کہ خیال کیا جاتا هی کہ سارا کا یہہ دوسرا نام تھا جس سے ابرام نے شادي کی ابرام کے سب سے بڑے بھائي کي یہہ بیٹي اور لوط کي بہن تھي هاران کے تین بچہ تھے لوط ملکاہ جس سے ناحور نے شادي کي‌اور سارا جس سے ابرام نے شادي کي یعني هاران کے مرنے کے بعد اُسکے دو زندہ رہے ہوئے بھائیوں نے اُسکي دو بیٹیوں سے شادي کرلي شاید سارا کا ایک نام تھا پیشتر کہ وہ کالدیا سے نکلي اور دوسرا نام بعد کو ہوا *

---

† یوں لکھنا لازم تھا کہ ڈالنا چاہا تھا (حاشیہ مصنف مورخہ سنہ ۱۸۸۳) —

‡ دیکھو عربي ترجمہ سنہ ۱۸۱۱ع —

§ دانیال باب ۳ — ۶ و ۱۱ —

|| قران مجید سے آگ میں ڈالا جانا ثابت نہیں ہوتا (مصنف) —

¶ حزقیل ۱ — ۳ —

* تفسیر ڈائلي جلد ۱ صفحہ ۳۷ —

۳۱— (اور نکلی اُنکے ساتهه) † بشپ پٹرک صاحب اور بشپ کولنز صاحب فرماتے هیں که تارح اپنے ملک سے ابراهیم کے همراه جسنے خدا کی طرف سے اُس ملک سے نکلنے کا حکم پایا تها ‡ گیا پس تارح کی الهی هدایت کی پیروی کرنے سے یهه نتیجه نکالا جاسکتا هے که تارح جسکو ایک کافر خیال کیا جاتا هے (یا شاید ایک کافر کامل خیال کیا جاتا هے) اصلی خدا کی پرستش کرنے والا هوگیا *

† تفسیر قانیلی جلد ۱ صفحه ۳۷ —

‡ پیدایش ۱۲ — ۱ ۱۵ — ۷ اعمال ۷ — ۲ —

(دوسرا حصه تمام هوا)